سیر الاولیاء

تصوف فاؤنڈیشن
۱۴۱۹

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

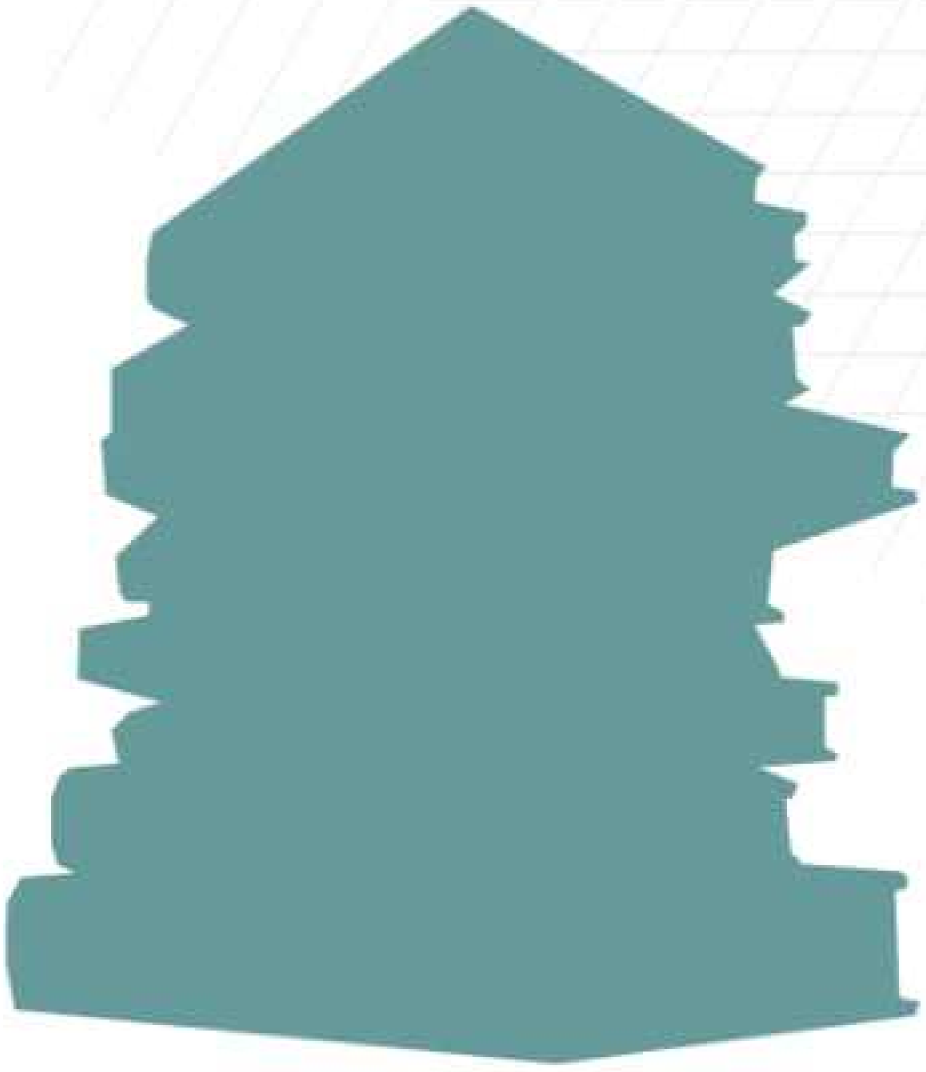

Marfat.com

ذخیرہ محمد اقبال مجددی

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (القرآن ۶۲:۲)

تزکیہ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم

بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقاصد عظیمہ تھے!
ان ہی مقاصد کے لیے تصوف فاؤنڈیشن وقف ہے۔

يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

تصوف فاؤنڈیشن
۱۴۱۹ھ

ابونجیب حاجی محمد ارشد قریشی (بانی)
کرنل (ر) راجہ محمد یوسف قادری (رکن)

Marfat.com

الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانیؒ

تصوف فاؤنڈیشن کی زیادہ سے زیادہ کتابیں خریدیئے یہ صدقہ جاریہ ہے
اِن کتابوں کی تمام آمدن صرف اشاعت کُتبِ تصوّف پر صرف ہوتی ہے

Marfat.com

سیرت فخر العارفین کامل

فخر العارفین حضرت سیّد شاہ محمّد عبد الحیّ قدس سرہ چاٹگامی کا مبسوط و مستند تذکرہ

○

مولّفہ

حضرت مولانا حکیم سیّد سکندر شاہؒ

مرتّبہ

حضرت مولانا شاہ عبد القدیرؒ

باہتمام

کرنل راجہ محمّد یوسف قادری جہانگیری

○

تصوّف فاؤنڈیشن

لائبریری ○ تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبوعات

۳۴۹ - این سمن آباد - لاہور - پاکستان

Marfat.com

نادر و نایاب کتب و رسائل تصوّف کے ری پرنٹ ایڈیشن

جملہ حقوق محفوظ ہیں

128359

کتاب : سیرت فخر العارفینؒ

جدید اضافہ شدہ کامل عکسی ایڈیشن

مولف : حضرت مولانا حکیم سید سکندر شاہؒ

ناشر : ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی

بانی تصوف فاونڈیشن لاہور

باہتمام : کرنل (ر) راجہ محمد یوسف قادری جہانگیری

بشکریہ : کامیاب کتاب گھر دہلی و جملہ متعلقین اشاعت قدیم

ایڈیشن : ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۹ء، تعداد ایک ہزار

ضخامت : حصہ اول، دوم، سوئم کامل ○ ۷۲۰ صفحات

قیمت : مجلد ۲۵۰ روپے

تقسیم کار : المعارف گنج بخش روڈ لاہور

ملنے کا پتہ : (۱) المعارف گنج بخش روڈ لاہور

(۲) مکتبہ ضیائیہ بوہڑ بازار راولپنڈی

آئی ایس بی این - ۹۶۹ - ۵۰۶ - ۰۲۷ - ۷

○

تصوّف فاونڈیشن کی تمام کتابیں صوری و معنوی محاسن کا شاہکار ہیں

Marfat.com

جہانگیری سلسلہ تصوف کے عظیم روحانی پیشوا

جلال الدین حضرت خواجہ فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

قدس سرہ

قادری سہروردی ابوالعلائی نقشبندی مجددی چشتی صابری نظامی جہانگیری

کی ذات بابرکات کے نام

جن کی نظر کیمیا اثر نے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کر کے لاکھوں

لوگوں کو سنوار دیا۔

○

Marfat.com

Marfat.com

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

جہانگیری سلسلہ تصوف کے بانی شیخ العارفین حضرت شاہ مخلص الرحمن رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۲۹ھ - ۱۳۰۲ھ) ہیں جن کا مزار پر انوار مرزا کھیل ضلع چاٹگام میں ہے۔ آپ کو جہانگیر شاہ کا عالی شان لقب آپ کے مرشد شیخ شیوخ حضرت شاہ امداد علی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا اور جہانگیری سلسلہ آپ ہی کی ذات مقدس سے منسوب ہے۔ آپ مذہباً" حنفی' بیعتاً" قادری' مشرباً" چشتی اور سلسلۃً" جہانگیری ہیں آپ کو ظاہری و باطنی علوم میں کمال حاصل تھا آپ تمام عمر درس تفسیر و حدیث دیتے رہے اور شریعت و طریقت کے جامع اور فی الحقیقت مجمع البحرین تھے۔

حضرت شیخ العارفین شاہ مخلص الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت آپ کا لقب جہانگیر شاہ ہے آپ اپنے آخری ایام حیات میں اپنے احباب خاص سے فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پیر و مرشد نے ہمیں جو لقب جہانگیر شاہ عطا فرمایا ہے اس کی بنیاد تو ہم نے قائم کر دی ہے اس کی تکمیل چھوٹے میاں شاہ محمد عبدالحیؒ کے ہاتھوں سے ہو گی چنانچہ مختصر عرصہ میں پردۂ غیب سے ایسا ہی ظہور میں آیا۔ فخر العارفین حضرت شاہ عبدالحیؒ (۱۲۷۶ھ - ۱۳۳۹ھ) کے دست حق پرست پر جہانگیری سلسلہ کی اشاعت و وسعت اور فیوض و برکات کے واقعات بدرجہ کمال ظہور میں آئے اور یہ سلسلہ عالی قادری ابوالعلائی سلسلہ جہانگیری کے نام اور نسبت سے مشہور ہوا اور ایک خاص خاندان مثل دیگر خانوادۂ ارباب طریقت کے خاندان جہانگیری کے نام سے تحریر و تقریر میں زبان زد خاص و عام ہوا اور از شرق تا غرب نہ صرف برصغیر پاک و ہند میں بلکہ اطراف و اکناف عالم میں اس سلسلہ عالیہ کی اشاعت ہوئی۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

Marfat.com

سیرت فخرالعارفین میں حضرت سید شاہ محمد عبدالحی چاٹگامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و مقامات اور تعلیمات و کرامات کو کمال حسن و خوبی اور شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے پیش لفظ میں ان کے بارے میں کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانا ہے البتہ یہاں جہانگیری سلسلہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۲ھ - ۱۴۱۵ھ) کا ذکر بے محل نہ ہو گا جن کا مزار پر انوار نقیب آباد (ضلع قصور) میں مرجع خلائق ہے۔ جہانگیری سلسلہ میں آپ کے مقام کا اندازہ اس حقیقت سے ہو سکتا ہے کہ ۱۹۷۰ء میں فخرالعارفین حضرت شاہ محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر مرزا کھیل شریف چاٹگام میں جہانگیری سلسلہ کو منظم کرنے کے لئے ایک اہم اور عظیم الشان اجلاس ہوا جس میں جہانگیری سلسلہ کے مشائخ عظام اور اکابرین کثیر تعداد میں جمع تھے، حضرت فخرالعارفینؒ کے صاحبزادے اور سجادہ نشین حضرت شاہ محمد مخصوص الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بھی اجلاس میں تشریف فرما تھے لیکن کرسی صدارت پر حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ متمکن تھے جنہوں نے اس اہم اجلاس کی صدارت فرمائی اجلاس میں جہانگیری سلسلہ کے فروغ کے لئے ایک رفاہی تنظیم بنائی گئی اور انتظامی و مالی امور کے لئے دو مجالس (کمیٹیاں) کا انتخاب ہوا اور حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ انتظامی کمیٹی کے صدر اور مالی کمیٹی کے جنرل سیکرٹری چنے گئے، (روداد اجلاس کا اردو ترجمہ بطور ضمیمہ شامل کتاب ہے) حضرت شیخ العارفین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فخرالعارفین رحمۃ اللہ علیہ دونوں جید عالم دین تھے اور یہ درخشاں روایت جہانگیری خاندان میں قائم ہے جب کہ حضرت محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ بالکل امی تھے آپ اپنے خطوط بھی لکھوا کر بھجواتے تھے اس عظیم الشان اجتماع کی صدارت صرف اور صرف آپ کی روحانی عظمت و جلالت کی بدولت تھی۔ حضرت محمد نقیب اللہ شاہ، نقیب آباد (قصور) سے مرزا کھیل شریف (چاٹگام) عرس مبارک میں شمولیت کیلئے تشریف لے گئے تھے۔

حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ جنوری ۱۸۹۵ء میں ضلع مانسہرہ کے

Marfat.com

ایک دیندار اور زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ خاندان کے معمول کے مطابق آپؒ بھیڑ بکریاں چراتے تھے یوں زندگی کی ابتداء ہی اس سنت نبوی ﷺ سے ہوئی۔ ۱۹۱۵ء کا واقعہ ہے کہ آپؒ برسات کی ایک دوپہر پہاڑی نالے کے کنارے نالے میں پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے کہ نیچے سے زمین سرک گئی آپ سر کے بل دو سو فٹ کی بلندی سے نالے میں گرے ابھی راستے میں تھے کہ آواز آئی "یاغوث الاعظم المدد!" یہ ندا غیب سے تھی کسی ہستی نے آپؒ کو دونوں شانوں سے تھام کر صحیح سلامت نیچے کھڑا کر دیا' لوگ سرعت سے وہاں پہنچے ان کا خیال تھا کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہو گی آپ کو زندہ و سلامت دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ آپ نے اسی روز عہد کیا کہ جو ندا غیب سے آئی تھی اور جس ہستی نے آپ کو تھام کر بچا لیا اس ہستی کی تلاش میں نکلیں گے' اور آپ اپنا آبائی گاؤں اور گھربار چھوڑ کر تلاش حق میں نکل پڑے' لیکن آپ عنفوان شباب میں ہی "الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانی" کا بھید پا چکے تھے۔ آپ تلاش حق اور تلاش مرشد میں سرگرداں تھے' تمام بڑے بڑے آستانوں پر حاضری دی' بزرگوں کی قدم بوسی کی' عبادت و ریاضت بھی بہت کی' لیکن گوہر مقصود نہ ملا۔ ۱۹۲۰ء کی بات ہے آپ کا کوئٹہ میں قیام تھا' اسی بے چینی اور بے کلی میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ عالم رویاء میں ایک انتہائی خوبصورت اور وسیع و عریض میدان کا نظارہ کیا' ایک عالی شان دربار سجا ہوا ہے' جس کو سجانا انسانی بساط میں نہ تھا' اتنے میں آواز آئی یہ دربار رسالتؐ ہے رسول اللہ ﷺ رونق افروز ہیں اٹھو اور قدم بوسی کرو! آپ نے بڑھ کر سرکار مدینہ ﷺ کی قدمبوسی کی! رحمت للعالمین ﷺ مسکرائے اور ایک کامل ہستی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تمہارا فیض ان کے پاس ہے پہچان لو گے! عرض کی جی! سرکار! وفور مسرت میں یہ بھی نہ پوچھ سکے یہ ہستی کون ہیں کہاں ہیں! اب اس عظیم شخصیت کو تلاش کرنا تھا جن کی طرف اللہ کے رسول ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔ آپ پھر تلاش مرشد میں سرگرداں ہو گئے!

Marfat.com

۱۹۳۵ء میں آپ نے اچھا خاصا کاروبار چھوڑ کر فوج میں بحیثیت ٹیلر سپاہی شمولیت اختیار کر لی' ۱۹۳۵ء میں آپ نے کوئٹہ کو زلزلے سے تباہ ہوتے دیکھا' اسی دوران آپ کی یونٹ بریلی (موجودہ بھارت) چلی گئی' وہاں بھی آپ تلاش مرشد میں سرگرداں رہے بدایوں شریف تو اولیاء کا مرکز تھا مگر آپ کو گوہر مقصود نہ ملا۔ پھر آپ کی یونٹ فرید پور چلی گئی' ایک روز آپ نے اپنی یونٹ کے ایک ساتھی سپاہی محمد شفیع (آزاد کشمیر) کو کمرے کی تزئین و آرائش میں مصروف پاکر پوچھا کس کی آمد ہے! محمد شفیع نے جواب دیا ان کے مرشد تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بزرگان دین سے بے پناہ محبت تھی بڑھ کر خود بھی تزئین و آرائش میں مگن ہو گئے' تھوڑی دیر میں مرشد پاک تشریف لائے! دیکھا تو منزل کو سامنے پایا! حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ وہی مرشد کامل تھے جن کی طرف عالم رویاء میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا۔ فرط جذبات سے آنکھوں نے آنسوؤں کی مالا پرو ڈالی۔ مرشد عالی مقام حضرت خواجہ محمد حسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑھ کر آپ کو سینے سے لگا لیا۔ اب ولایت منتقل ہونا تھی۔ تیسرے روز مرشد کامل رحمۃ اللہ علیہ نے پولیس لائن فرید پور میں امام مسجد حافظ شبیر احمد کے آستانہ پر جلوہ افروز ہونا تھا' اسی روز حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جہانگیری سلسلہ میں داخل ہونا تھا' آپ نے پوری رقم جو آپ کے پاس تھی اس کی ۲۵ سیر مٹھائی خریدی اور حضرت خواجہ صوفی محمد حسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پیش ہو گئے' حضرت صوفی محمد حسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا' نقیب اللہ اتنی ڈھیر ساری مٹھائی کیوں لائے ہو' پیر بھائی صوفی انعام اللہ نے فرمایا آقا مٹھائی بھی بہت لایا ہے حصہ بھی زیادہ ہی لے گا مرشد پاک نے فرمایا' "سب کچھ اسی کا ہے' اس نے ہمیں بہت انتظار کرایا ہے" بکریاں چرانے والا نوجوان' تلاش مرشد میں سرگرداں نقیب اللہ" آج جلال الدین خواجہ فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری سہروردی ابوالعلائی نقشبندی مجددی چشتی صابری نظامی جہانگیری حسنی بن گئے!

Marfat.com

۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے میں پاک فوج میں میجر تھا اور کوئٹہ تعیناتی تھی' حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ان دنوں کوئٹہ قیام پذیر تھے' محترم ملک امان صاحب کے گھر روزانہ محفل ذکر و فکر ہوتی تھی جو فجر کی آذان تک جاری رہتی' حضرت بنفس نفیس محفل میں موجود ہوتے تھے' حضرت کے خلیفہ اور مرید خاص حضرت صوفی ولایت حسینؒ بھی مع احباب موجود ہوتے تھے۔ اس محفل ذکر و فکر میں عجیب روحانی کیف و مستی کا عالم ہوتا تھا جو صفحہ قرطاس پر منتقل نہیں ہو سکتا۔ یوں تقریباً" چالیس سال قبل جہانگیری سلسلے سے میری وابستگی ہوئی۔ بعد ازاں ۱۹۶۲ء میں حضرت صوفی ولایت حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں نقیب آباد (قصور) حاضر ہونے کا موقع ملا۔ جہاں حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ پر شیخ العارفین حضرت شاہ محمد مخلص الرحمٰن جہانگیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک یعنی جشن جہانگیری کی تقریبات بڑی شان و شوکت سے ہو رہی تھیں۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے عشاق کے قافلے چلے آ رہے تھے' خوب رونق اور بہار تھی ہر طرف کیف و مستی کا عالم تھا' محفل سماع میں تو عجیب کیفیت ہوئی' سماع شروع ہوتے ہی میں پنڈال میں محو رقص ہو گیا۔ لوگوں نے مجھے بڑی مشکل سے قابو کیا اور حضرتؒ کے قدموں میں ڈال دیا سماع کی آواز میرے کانوں میں پڑی تو میں پھر محو رقص تھا اور وفور جذب و شوق سے بے خود و بے ہوش ہو گیا اسی کیفیت میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں آپریشن ٹیبل پر لیٹا ہوں اور مرشد عالی مقام حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرا سینہ چاک کر کے میرے قلب کو باہر نکالتے ہیں اور اسے پانی سے دھو کر صاف کر کے پھر دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دیتے ہیں۔ جب میں ہوش میں آیا تو میرے پاس حضرت صوفی ولایت حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں' مجھے شدید قے ہوئی جس میں خون بھی آ رہا تھا اور سینے میں درد بھی محسوس ہو رہا تھا جس سے یہ احساس بھی ہو رہا تھا کہ شق صدر کا یہ واقعہ محض خیالی نہیں بلکہ حقیقی ہے' پھر حضرت خواجہ ولایت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا ہوا آپریشن ہو گیا' اب میں ٹھیک

Marfat.com

تھا' لیکن کیف و مستی کی کیفیت کئی روز طاری رہی۔ محفل سماع کے اختتام پر حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ فقیر کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا اور خلافت و اجازت کا باقاعدہ اعلان فرمایا' حضرت خواجہ ولایت حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس پر خاص طور سے بڑے شاداں و فرحاں تھے' اتنی بڑی نعمت ملنے پر میری بھی خوشی کی انتہا نہ تھی جس کا اظہار میری آنکھوں سے ہو رہا تھا' آنسوؤں کا ایک سیلاب تھا کہ امنڈا چلا آتا تھا اور رکتا نہیں تھا۔ جشن جہانگیری کی سہ روزہ تقریبات اختتام پذیر ہوئیں اور ہم کامیاب کامران کوئٹہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

اس واقعہ کے تیس سال بعد ۱۹۹۲ء میں مجھے دل کا شدید دورہ پڑا (ہارٹ اٹیک ہوا) سب کی یہی رائے تھی کہ دل کے آپریشن کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔اس دوران مرشدی حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عیادت کے لیے غریب خانہ پر تشریف لائے میں نے عرض کی "حضور! دل کا آپریشن کرانا پڑے گا" سرکارؒ نے فرمایا "آپ کے دل کا آپریشن تو میں نے تیس سال پہلے جشن جہانگیری کے موقع پر کر دیا تھا اب اس کی ضرورت نہیں پڑے گی" اللہ کا شکر ہے سات سال گزر گئے ہیں ابھی تک دل کے آپریشن سے محفوظ ہوں۔ ستر سال سے زیادہ عمر ہو گئی ہے اور بھرپور زندگی گزار رہا ہوں' اس سال رمضان المبارک میں عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی' قیام مکہ کے دوران ایک عمرہ کے بجائے پانچ عمرے کئے اور خوب طواف کئے' جو ایک دل کے مریض بوڑھے شخص کے لئے ممکن نہیں یہ صرف حضرت خواجہ محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی تصرف ہے۔

مرشدی جلال الدین خواجہ فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۵ء میں جہانگیری سلسلہ میں داخل ہوئے اور خلعت خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے' ۱۹۹۵ء میں وصال مبارک ہوا۔ مزار پر انوار نقیب آباد (ضلع قصور) میں مرجع خلائق ہے' یوں آپ کا سلسلہ رشد و ہدایت ساٹھ سال پر محیط ہے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد چار ہزار کے قریب اور مریدین کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ ہے جو برصغیر پاک

Marfat.com

و ہند کے علاوہ امریکہ یورپ اور مشرق وسطی کے بیشتر ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یوں جہانگیری سلسلہ واقعی جہانگیر ہے۔ پوری دنیا میں اس سلسلہ عالیہ کی جڑیں اور شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ حضرت خواجہ نقیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا غیبی لقب جلال الدین ہے' اور آپ کے روحانی جلال و عظمت کا یہ عالم تھا کہ آپ پہلے روز ہی اپنے مرید کو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں باریاب فرما کر خلعت خلافت و اجازت سے نواز دیتے۔ اس فقیر کو جہانگیری سلسلہ اور جہانگیری نسبت پر ناز ہے کیوں نہ ہو حضرت فخرالعارفین شاہ محمد عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد عالی شان ہے کہ "جن کو اس آستانہ سے خلافت نصیب ہو خواہ وہ کتنے ہی واسطوں سے آئیں وہ سب ہمارے مرید اور فرزند ہوں گے۔" یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور یہ انعام یافتہ لوگ ہیں ان کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاکپائے اولیاء

کرنل (ر) راجہ محمد یوسف قادری جہانگیری

○

Marfat.com

Marfat.com

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

سیرتِ فخر العارفین

حصہ اول

جسمیں بدر الملۃ والدین سیدنا و مولانا و مرشدنا و ملجانا

فخر العارفین حضرت سیّد شاہ محمد عبد الحی رحؒ

اسلام آبادی کے

حالاتِ طیبات و ارشادات و تعلیمات و کرامات کا بیان ہے

مؤلفہ

حق آگاہ حضرت مولانا حکیم سیّد سکندر شاہ صاحب قبلہ رحؒ

مرتبہ

حضرت مولانا شاہ عبد القدیر صاحب قبلہ رحؒ

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین سیرۃ فخر العارفین

عنوان	صفحہ
ہندوستان میں اسلام کی پہلی آبادی	۲
حضرت فخر العارفینؒ کا حسب و نسب	۳
ولادت شریف	۴
تعلیم	۴
بیعت	۵
مراجعت وطن کے بعد آپ کی تصنیف	〃
مناظرہ	۶
ریاضت و عبادت	۷
۳۰ برس کی ریاضت	۸
عالی ہمتی	۹
اتباع سنت	〃
حضرت شیخ العارفین کی بعض کرامات	۱۰
خدا نے مردہ زندہ کر دیا	۱۱
سیدنا حضرت شیخ العارفین کے حالات وفات شریف	۱۳
وفات کی غیبی اطلاعیں	〃
دوشنبہ روز وفات ہوگا	〃
مرض الموت	〃
آخری وصیت آخری حالات	〃
فضیلت دوشنبہ	۱۵
حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آرزو	۱۶
فضیلت حضرت شیخ العارفین	〃
انتقال کرامت وفات شریف	۱۷
خدا دادی لقب شیخ العارفین ہے۔	۱۸

عنوان	صفحہ
قطب عالم بعد وفات غائب ہیں	۱۹
تاریخ وفات جو غیبی تصرف سے ہوئیں۔	۲۰-۲۱
چمکتا ہوا تارہ	۲۲
مفید الاولیاء مجموعہ ارشاد	۲۴
کرامت اعظم	۲۵
حضرت فخر العارفینؒ کی ولادت مبارک و حلیہ شریف	۲۷
وضع و لباس	۲۸
معاشرت	〃
پابندی فرائض و واجبات	۲۹
تعلیم ظاہری	۳۰
سفر طالب علمی اور تحصیل	
علوم میں عالی ہمتی	۳۱
شادی	۳۲
آپ کے لیے تین وصیتیں	〃
اظہار سجادہ نشینی	〃
حضرت قبلہ کے اساتذہ	۳۳
حضرت امام حسینؓ سے عشق	〃
سند مولوی رشید احمد صاحب	۳۴
زیارت گنگوہ شریف	۳۵
حضرت سرکار مدینہ آنا آپ کے قدم بقدم	〃
زیارت حضرت خضرؑ	۳۶
صاحبزادگان فرنگی محلی کی معلمی۔	۳۷
مسند درس و مسند چشم ارادت غازی پور	〃
فرائض ملازمت میں مستعدی	۳۸

عنوان	صفحہ
پوشیدگی میں عبادت الٰہی	۳۸
طلوع آفتاب ہدایت اسلام اور حالات ابتدائے ظہور	۳۹
لوگوں کا یکبارگی ہجوم	۴۳
احوال ابتدائی غازی پور	۴۴
قلب کی آنکھ	〃
آپ کا سفر حج و زیارت	۴۶
مکتوب حضرت یعقوبؒ	۴۷
۱۰ ہزار روپے میں سفر حج	۴۸
خلعت بادشاہی	۴۹
شیخ الدلائل حرم نبوی میں	〃
عزیمت پر عمل تھا	〃
حج سے پہلے زیارت	۵۰
احترام مسجد نبوی میں	〃
احترام حجاز	〃
حاجی صاحب سے اجازت	۵۱
اجازت عام	〃
پہلے دن مدینہ کو بارگاہ رسولؐ	۵۲
منکرین سے معاملہ	〃
آپ کی تصنیف	۵۳
غیر مسلم کی آمد	۵۴
غازی پور میں معمولات	۵۵
شیر کی آواز	〃
ملازمت سے وجہ استعفا	۵۶
مدت ملازمت	۵۷
آپ کے تلامذہ	〃
عسرت کا زمانہ	۵۸
چلے اور اعتکاف	〃
تلاش مقصود	۵۹

عنوان	صفحہ
آپ مادرزاد ولی تھے	۶۰
تعلیم روحانی طور سے	۶۱
آپ کا خاندان طریقت	〃
حضرت میر ابوالعلا اور خواجہ نقشبند	〃
طریقہ مجمع البحرین	۶۲
شجرہ شریف قادریہ	۶۳
زمانہ مدرسی و بعد ملازمت کے	۶۹
سفر اکبر آباد و دہلی	〃
آپ کا سامان سفر	۷۱
مریدوں سے برتاؤ	〃
سفر کلبرگہ شریف	〃
موت کی آرزو	۷۲
وجہ زیارت کلبرگہ شریف	۷۳
بنارس میں	۷۴
اولیاء اللہ کے نام	۷۵
جامع شریعت و طریقت	۷۶
پابندی معمولات سفر میں	۷۷
معراج کی رات	۷۸
حضرت مخدوم بہاری قطب حیات	〃
آخری سفر نزیل کے ساتھ	۷۹
احترام اجمیر شریف	۸۰
سلسلہ عالیہ کی ترقی اجمیر میں	〃
مستقل قیام خانقاہ لہ	۸۱
اٹھارہ برس کی خانہ نشینی	〃
سلسلہ عالیہ کے اکابر	تا ۹۳
اشغال	〃
مذاکرہ علمیہ	۹۴
مخالفین اور آپ کا صبر	۹۵
آپ کے صبر کا راز	۹۶

عنوان	صفحہ
مخالفین کو جواب	۹۸
ایک حدیث جواز سماع	۹۹
جواز فاتحہ	۱۰۱
فاتحہ میلاد شاہ عبدالعزیزؒ	۱۰۳
طعن منکرین کا جواب	۱۰۴
آپ کی ایک پرتاثیر تقریر	۱۰۶
آخری حج اور آخری	۱۱۱
علم یقین	۱۱۳
آپ کے زہد و تقویٰ کا	۱۱۳
محبت اہلبیت	۱۱۴
واقعہ حضرت یونسؑ	۱۱۵
واقعہ حدیبیہ	〃
قرآن مخلوق نہیں ہے	۱۱۶
رویت ہلال	۱۱۷
قاعدہ رویت ہلال	۱۱۸
ترک مہم بخوف ہیم	۱۱۹
حجاز القلوب اور غلطیوں کی معافی عام	〃
ارتداد	〃
کتب احادیث	〃
حقہ نوشی اور نعت	۱۲۰
جواز سماع میں	۱۲۱
حضرت فخر العارفینؒ کے فتاوی اور احکام	〃
مسائل کبار شادات	
انشاء اللہ کی شان	
میر علیہ السلام	〃
حکم طاعون	۱۲۴
افیون بطور دوا	〃

Marfat.com

عنوان	صفحہ
جماعت ثانیہ اور علم غیب	۱۲۴
زیارت قبر	۱۲۵
پہلوانوں کی کشتی کا حکم	〃
متفق علیہ اور مختلف فیہ مسئلے	۱۲۶
متابعت امام	〃
قیام میلاد شریف	۱۲۷
علمی حکایتیں	۱۲۸
امیر معاویہ کی خطائے منکر	۱۳۰
مثنوی شریف اور بحر العلوم	۱۳۱
مولانا روم اور ابن عربی	۱۳۲
ایک شعر اور دس معنی	〃
مولانا قفال	۱۳۳
حضرت امام اعظم کا مناظرہ	〃
موجودہ اذکار و اشغال کب سے ہیں	〃
ایک علمی حکایت امام رازی	۱۳۵
طحاوی اور ابن حجر کا مسلک	
امام اعظم کی طرف	۱۳۶
حضرت خضر زندہ ہیں	〃
حضور کے اخلاق حمیدہ	۱۳۷
کبھی غصہ نہ آنا خطا کاروں	
سے درگذر فرمانا	〃
سلوک مخالفین کے ساتھ	۱۳۸
خصوصیات مجلس مبارک	۱۴۰
وہی قول وہی عمل	۱۴۱
اعزہ کے ساتھ معاملہ	۱۴۲
احترام سادات	〃
شفقت والدین	۱۴۳
صدقہ و زکوٰۃ نہیں لیتے تھے	〃
احیائے سنت۔ تواضع	۱۴۴
احترام مشائخ	〃
تمام جہان کے بزرگوں کی تعظیم	〃
دل میں غم چہرہ پر سرور	۱۴۵
اخلاق عامہ	〃
بندگان خدا کی پردہ پوشی	〃
طرز نصیحت	۱۴۶
سب مریدوں کو دیکھنے والے	〃
نفع رسانی مخلوق	〃
جیسا آدمی ویسا کام	〃
خلوت و جلوت میں یکساں تھے	〃
نصائح سیدنا شیخ العارفین	۱۴۷
دستور بابت نذر	۱۴۹
تعظیم مشائخ	۱۵۰
طریقت کا مسئلہ	۱۵۱
تاکید تواضع	〃
مرید کی تعظیم	۱۵۲
حکم کے اقسام	〃
نفرت کفار سے عملی کرو	〃
دعا مومن و کافر کیلئے	۱۵۳
ارشاد حضور غوث پاک	〃
مرید کو قطعی حکم نہ دیا جائے	۱۵۴
پیر بھائیوں کی توقیر	۱۵۵
ادب و تعظیم بزرگان	〃
صحابہ کرام اور تعظیم رسول	۱۵۶
آداب شیخ	۱۵۸
مرید بے چون و چرا	۱۵۹
ادب طلب قت	۱۶۰
عرفان خدا بعد عرفان شیخ کے	۱۶۱
بعض مریدین کے اوصاف	〃
اور آپ کی نصیحتیں	
آداب شیخ میں تصنع نہ ہو	۱۶۲
پیر بھائیوں کے باہمی برتاؤ	۱۶۳
بے محل نعوذ باللہ نہ کہو	〃
اجمیر شریف کا ادب	۱۶۴
سنت مشائخ سے تجاوز نہ ہو	〃
حضرت عمر کا ادب	۱۶۵
درگاہوں کا ادب	〃
زیارت جائیں تو سادات و صحابہ کا	〃
موجودہ سلام پہلے کرو یا پہلے دیکھو	۱۶۶
ان کے قدم آنکھوں سے لگانا	۱۶۷
سادات و مشائخ کا احترام	〃
تعظیم سجادہ نشین و صاحبزادگان	۱۶۸
نصیحت خلفا کیلئے منتخب آیتیں	۱۶۹
اگر شیخ کا ناراض ہونا لگے	۱۷۰
دیگر سید راہ خدا ہے	۱۷۱
نصیحت متعلق دربارہ تعلیم مرشد	۱۷۲
دیانت انبیا خاص نصیحت	۱۷۴
ہر شخص کے ساتھ کام آنا نفع عظیم	〃
کمال تعلیم۔ وصیت نامہ	۱۷۹ ۱۸۰
مخلوق کا ارشاد	۱۸۳
بے نمازی بھی ولی نہیں ہو سکتا	〃
اگر کسی شخص کا خواب ہو تو کسی کا ذکر	۱۸۴
مہربانی خدا کا وسیلہ ہے	۱۸۵
نوافل بھی کھڑے ہو کر پڑھو	〃
احتیاط نعمت کی قدر کرو	۱۸۶ ۱۸۸
حضرت کی کتاب کا ایک	۱۹۱
اپنے نفع کیلئے دوسروں کا نقصان نہ کرو	۱۹۳
خلوت و صحبت کیلئے نصیحتیں	۱۹۶
امراء کا آنا بھی پسند نہ تھا۔	۱۹۸
ایک شعر حضرت محبوب الٰہی کا	۲۰۰
مسلک فقیر اور زندگانی کیلئے نصیحتیں	۲۰۱
انتظام و تعلیم کی بابت نصیحتیں	۲۰۲
ایک کھلی ہوئی کتاب۔ نزول	۲۰۳
حقوق العباد۔ قرض	۲۰۶
قرض شادی۔ مریدوں کو قرض	۲۰۸ ۲۰۹
نصیحت خاص۔ فرمان اقدس	۲۱۰
عالم غیب کا مشاہدہ	۲۱۱ ۲۱۲
انتظام ہند بخیر زل	۲۱۳
آپ کی زندگی کے تین دور	۲۱۴
ادب و تحمیل ہونے کا ہے	〃
ملال سے تو بہتر ہے آنا	〃
نہ ولایت میں میری نوکری	
ایثار حضرت ابوبکر و عمر و عثمان	۲۱۸
مفہوم خیرات اور حضرت	۲۱۹
ہنسانا اور بکرے بیچنا	۲۲۰
نذرانہ آپ نے اپنا ہاتھ کھینچا	〃
بعض اطراف کی پردہ پوشی	〃
دنیاداری بعد سلامتی	۲۲۲
استغنائے شیخ العارفین	۲۲۳
آپ کا حضرت کا آخری انتظام	〃
ہر عرس کی دعوت خانقاہ	۲۲۳ ۲۲۵
مسجد شریف کی عمارت	۲۲۶
سفر کا خرچہ انتظام رکھو	〃
دنیا کا کام دنیا کے طریقے سے	۲۲۷
برکت تلاوت قرآن مجید	۲۲۸
نظام الدین اور رسوم شادی	〃
شادی کی اصلاح رسمیں	۲۲۹
بزرگان دین کی پاسداری	۲۳۰
مخدوم زادوں کی طلب قرب میں	۲۳۱
عورتوں کا سفر اور بعض احتیاط	۲۳۲
بعض کرامات	۲۳۶
قطب العالمین بدر الملۃ والدین	۲۳۷
سیدنا حضرت فخر العارفین	
برکت طعام	〃
صرف شکر قوت تقریب سال	
میسر ہوئے۔	۲۳۹
شفائے بیماران	۲۴۱
کوڑھی خدا کی اچھے ہوئے	〃
سل و دق کے بیمار کا اچھا ہونا	۲۴۳
لا علاج بیمار کا ترقی	۲۴۴ ۲۴۵
مجنون آسیب زدہ کو آرام	۲۴۶
ہیضہ کی دوا خواب میں ارشاد فرمائی	۲۴۷
چادر دے کر بلا سے نجات	۲۴۸
بستر مرگ پر شفا۔ مردہ زندہ ہو	۲۴۹ ۲۵۰
غریق آب زندہ ہوا	۲۵۱
تواضع عادت شریفہ تھی	۲۵۲
حضرت پر پوشیدہ حالات	
آپ آگاہ ہو جاتے تھے	۲۵۳
حضرت خواجہ قطب صاحب کی زیارت	۲۵۸
پیر کون ہو سکتا ہے اور مرید کون	۲۵۹
آپ مرنے سے خبر دے گئے	۲۶۰
خلق سے آپ کا استغنا	۲۶۱
علم کا بحر بے پایاں	۲۶۲
نئے شاعر پر کلام	۲۶۳
صاحب مزار کی آمد	۲۶۴
حضرت کے تصرفات دربار	۲۶۵
مجلس مبارک کی شان	〃
مرید ہوا مسند نشین معنوی ہوئی	۲۶۹
کرامت آئینہ۔ سجادہ نشین	۲۷۰
دیا اللہ کے نام	۲۷۱
ایک خاتون ہوئے موسم کا پس	۲۷۳ ۲۷۴
آپ کا ہمہ گیر حلقہ ارادت	۲۷۷
آپ کی عالیہ اور اولاد	۲۷۸
آپ کی تمام عمر یاد ہو گئی	۲۸۰
آپ پر منکرین ارادت لائے	۲۸۲
ترک ادب پر خفیف تعزیر	۲۸۸
آپ کا غصہ و جلال	۲۸۹
حضرت کے تمام اہل کار	۲۹۱
دیگر بزرگان دین سے	
نیاز مندی کے واسطے	۲۹۲
آپ کا مجذوب سے خیر مقدم	۲۹۳
بشارات از حضرات اکابرین	۲۹۴
اخبار غیب	〃
یورپ کی جنگ عظیم	۲۹۵
جنگ بلقان	۲۹۶
راہ ترقی اسلام	۲۹۷
اہل ہند کی اولاد کا تعلق	۲۹۹
مسجد کی پیشین گوئی	۳۰۰
حضرت یاسین	〃
وقت مرگ دستگیری	۳۰۱
مریدین کی غیبی امداد	۳۰۲
شان غوث اعظم	۳۱۲
آپ کے جسم مبارک کی خصوصیات	۳۱۷
تاثیرات و باطنی مراتب	
جسم مبارک علیحدہ ملبوس نظر	〃
درخت کے پتہ پتہ پر آ کر دیکھا	۳۱۸
وقت ولادت مریض کو ذکر کرتے دیکھا	۳۱۹
نماز تہجد کیلئے کسی سال لگایا	۳۲۱
اہل اسلام سیدنا فخر العارفین	۳۲۳
القاب خواب و تعبیر خواب	۳۲۵
آپ کے خواب	۳۲۹
قدم بقدم رسول	〃
بہت بڑا ہاتھی پر سواری	۳۳۰
دوسروں کے خواب جو	〃
انہوں نے حضرت کے متعلق دیکھے	۳۳۱
بارگاہ رسالت سے قربت عالی	۳۳۳
فخر العارفین	〃
زندہ پیر	۳۳۴
رسول اللہ کی خدمت خاص	〃
۷۲۵ اولیاء اللہ	۳۳۵
حصہ اول کا اختتام	〃
قطعہ تاریخ طبع	۳۳۶

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہندوستان میں اسلام کی پہلی آبادی

حضرت پیر و مرشد قطب عالم، غوث اعظم بدر الملۃ والدین، الملقب بخطاب غیبی فخر العارفین سیدنا و مولانا شاہ محمد عبد الحی رضی اللہ عنہ کا مولد و مسکن موضع مرزا کھیل شریف، نواح شہر سبز، اسلام آباد عرف چاٹگام ہے۔ ملک بنگال میں اس خطہ کو قدوم حضرات اولیاء اللہ سے منور، اور فیضانِ صالحین سے، کامیاب ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس خطۂ پاک سے، ارباب کمال، اور اہل علم ہمیشہ پیدا ہوتے رہے، اور آج اس دیار پاک کو قبۃ الاسلام کہنا شایان و سزاوار ہے۔ اسلام آباد (جسے "شہر سبز" اور چاٹگام بھی کہتے ہیں) سمندر کے ساحل پر آباد ہے تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ ابتدائے اسلام میں اہل عرب کے قافلے چین کے لئے جانیوالے، یہیں سے گذرے، ہندوستان میں اسلام آباد اور سندھ صرف یہ دو مقام ہیں، کہ اسلام کے بحر فیضان کی لہریں، سب سے پہلے ان ہی کے سواحل سے ٹکرائیں اور ہندوستان میں اسلام کی اولین نو آبادیوں سے یہی مقام ہیں۔ اکثر اہل عرب نے، اوائل اسلام میں ہی، اسلام آباد اور اسکے جوار و قرب کو اپنا مسکن بنالیا تھا جن کی پاک تعلیم کا، اور جن کے فیضِ صحبت کا، یہاں کے قدیم باشندوں پر بھی اثر پڑا۔ اور یہاں ہر طرف مسلمان ہی مسلمان نظر آنے لگے۔ چنانچہ ضلع چاٹگام کی پندرہ لاکھ کی آبادی میں آج تقریباً گیارہ لاکھ مسلمان ہیں، باقی دیگر مذاہب کے لوگ ہیں۔ جن میں خاصی تعداد بودھسٹ لوگوں کی ہے، اور یہ اسلئے کہ یہ مقام ہندوستان کی اس آخری مشرقی سرحد پر واقع ہوا ہے جہاں سے برہما کی حد شروع ہوجاتی ہے۔ اِسلام آباد اور سندھ یہ دو حصے ملک میں ایسے ہیں، جو برکات عرب سے سب سے پہلے بہرہ یاب ہوئے۔ جو اپنی زبان، معاشرت، اور رسم و رواج کے لحاظ سے پتہ دیتے ہیں کہ وہ کس درخت کی شاخ ہیں، چنانچہ یہاں آثار عرب آج بھی ہر جگہ نمایاں ہیں، تحفظِ نسب میں یہاں ابتک وہی غلو ہے جو قدیم قبائلِ عرب میں تھا، غیر کفو میں شادی کا یہاں کم رواج ہے، اور اس وجہ سے نسل عرب جو اس خطہ میں آباد ہے، محفوظ چلی آتی ہے۔ بول چال میں بگڑے ہوئے الفاظ عربی یہاں کثرت سے مستعمل ہیں، جیسے کرہ بجائے قدح تبے بجائے لبیک وغیرہ یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں، کہ یہ کس کے نشان قدم ہیں ؎

ابھی اِس راہ سے گذرا ہے کوئی کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی

حضرت فخر العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا حسب و نسب

ہمارے حضرت قبلہ کے والد ماجد، غوث زماں، قطب دوراں، شمس الملۃ والدین، المخاطب بخطاب غیب "شیخ العارفین" سیدنا و مولانا حضرت شاہ مخلص الرحمٰن

Marfat.com

الملقب بہ جہانگیر شاہ، قدس سرہ نہایت کامل واکمل بزرگ تھے۔ آپ سندی سادات کرام آلِ رسول ؐ سے ہیں۔ آپ کے والدِ ماجد کا نام نامی واسمِ گرامی مولوی سید **غلام علی** صاحب ہے، رحمۃ اللہ علیہ، جو اس نواح کے ممتاز و سربرآوردہ سادات و شرفا سے تھے۔ سلسلۂ معاش میں آپ کا تعلق **وکالت** اور **زمینداری** سے تھا۔

اس خاندان کے اکابر عرب سے ہندوستان تشریف لائے۔ اور ملازمت شاہی کے سلسلہ سے عرصہ تک دہلی شریف میں رہے جب سلاطینِ دہلی کے سیلاب فتوحات کا رُخ جانب بنگال ہوا، اور مسلمانوں کے لشکر ظفر پیکر کے ہاتھوں یہاں اسلام کا جھنڈا نصب ہوا۔ تو اس لشکر کے ساتھ، **سادات بنی فاطمہ** سے بھی دو بزرگ تشریف لائے تھے، وہ چاٹگام ہی میں آباد ہوگئے خدا نے اُن کی نسل کو اس قدر برومند فرمایا کہ بستیاں آباد ہوگئیں۔ یہ دونوں بزرگانِ سادات اس نواح میں آج بھی **بڑے میاں** اور **چھوٹے میاں** کے نام سے مشہور و متعارف ہیں۔ اور قصبہ دیانگ (ضلع چاٹگام، تھانہ انوارا)، انھیں کی اولاد سے آباد ہے، ہمارے حضرتؒ انھیں سادات بنی فاطمہ آلِ رسول کے چشم و چراغ ہیں، اور یہ خانوادہ سادات جس سے کہ آپکا تعلق ہے اِس نواح میں نہایت اعزاز و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے ؎

خدایا بحقِ بنی فاطمہؓ کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

حضرت شیخ العارفینؒ کی ولادت شریف شمس الملّۃ والدین المخاطب بہ خطاب غیب **شیخ العارفینؒ** سیدنا و مولانا حضرت شاہ **مخلص الرحمٰن** قدس سرہٗ کی ولادت شریف سنہ ۱۲۲۹ھ دوشنبہ کے دن ہوئی۔ آپ کا مولد و مسکن موضع **مرزا کھیل شریف** ضلع چاٹگام ہے۔

تاریخ وفات شریف ۷۳، سال کی عمر شریف میں سنہ ۱۳۰۲ھ دوازدہم ماہ ذیقعدہ روز دوشنبہ آپ کا وصال ہوا مزار مبارک اسی بستی میں زیارت گاہِ خلائق ہے **فیزار و یتبرّک بہ**

دیگر حالات شریف آپ اپنے زمانہ کے قطب، شیخ شیوخ العالم، اور بہت بڑے متبحر عالم تھے، جامع البحرین طریقت و شریعت! آپ کو اپنے پیر و مرشد سیدنا و مولانا حضرت شاہ **امداد علی** رحمۃ اللہ علیہ (جن کا مزار مبارک بھاگلپور محلہ قاضی ولی چک میں ہے) کے دربار سے جہانگیر شاہ کا لقب عطا ہوا، اور خداداد لقب آپ کا **شیخ العارفینؒ** ہے سلسلۂ جہانگیری اسی ذاتِ مقدس سے منسوب ہے۔ آپ مذہباً **حنفی** بیعتاً **قادری** مشرباً **ابو العلائی** چشتی ہیں آپ کے حالات و مناقب میں "سیرت جہانگیری" اور "یادگار جہانگیری" کتابیں شائع ہوچکی ہیں، اس لئے آپ کے حالات شریفہ میں سے قدرِ مختصر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

تعلیم حضرت **شیخ العارفینؒ** کی ابتدائی فارسی اور عربی تعلیم وطن میں ہوئی۔ مروّجہ ابتدائی تعلیم کو ختم فرمانے کے بعد آپ نے باقی علوم کی تحصیل و تکمیل کی خاطر کلکتہ کا سفر فرمایا۔ علوم منقول و معقول کی تحصیل اس ذوق و شوق اور محنت و مستعدی کے ساتھ، فرمائی کہ آپ چند سال ہی میں ایک زبردست عالم ہوگئے۔

Marfat.com

بیعت علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ کے دل میں ذوق و شوق محبت الٰہی نے غلبہ کیا اور آپ نے خیال کیا کہ اصلی علم معرفتِ خدا اور عرفان ذاتِ باری ہے، اور یہ علم شیخ کامل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ کو شیخ کامل کی تلاش ہوئی، اور مقصود کی تلاش و جستجو میں کلکتہ سے آپ لکھنؤ جناب مولانا برہان صاحب فرنگی محلی کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت مولانا ایک کامل درویش تھے، مگر ان کی توجہ منتقلہ نہ تھی۔ انھوں نے آپ سے ارشاد فرمایا کہ "حضرت مولانا سید امداد علیؒ بھاگلپوری اس زمانہ میں شیخ کامل و اکمل ہیں۔ اُن کا قلب نورانی ہے۔ آپ کا مقصود انشاء اللہ ان کی صحبت و خدمت سے حاصل ہوگا (آپ کا حصہ وہاں ہے) آپ وہاں جائیں میں حزب البحر کے پڑھنے اور پڑھانے کی اجازت دے کر رخصت کرتا ہوں"، پس آپ نے لکھنؤ سے بھاگلپور کا قصد کیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا اسوقت بعہدہ صدر اعلیٰ بکسر میں مامور ہیں۔ اسلئے آپ بکسر تشریف لے گئے۔ بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور آپ حضرت شیخؒ کی خدمت و حضوری میں چھ مہینے رہے، اسی دوران میں اپنے حضرت پیر و مرشد کے ایما سے آپ اپنے دادا پیر سیدنا حضرت شاہ محمد مہدی قادری فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بمقام چھپرہ شریف حاضر ہوئے چند روز کے بعد پھر اپنے حضرت پیر و مرشد قبلہ شاہ امداد علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھاگلپور حاضر ہو گئے اِس ششماہی عرصہ میں آپ کی تعلیم باطنی درجۂ کمال کو پہنچی۔ اور حضرت شیخ شیوخ العالم نے بہ اشارتِ غیبی آپ کو خلافت اور اجازت دی۔ اور لقب جہانگیر شاہ سے ملقب فرما کر رخصت فرمایا۔ اور آپ دولتِ سرمدی سے مالا مال ہو کر تشریف فرمائے وطن ہوئے۔ اعزہ و اقارب کو مسرت و شادمانی بے اندازہ حاصل ہوئی۔

مراجعت وطن کے بعد اب آپ نے وطن میں علوم دینی ظاہری کا سلسلہ دَرس جاری فرمایا۔ اور آپ کے حلقہ درس سے بہت لوگ فارغ التحصیل اور بسلسلۂ طریقت بہت لوگ مرید اور داخل ارادت ہوئے خدا نے ہر طرح آپکو دینی اور دنیاوی عروج نصیب فرمایا۔ آپ تمام عمر درس حدیث و تفسیر دیتے رہے، ظاہری علم و فضل کے اعتبار سے بھی آپ اپنے زمانہ میں سب سے فائق تھے۔ لوگ آپ کو بڑے مولانا کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اور معززین آپکی پالکی کندھوں پر اُٹھاتے تھے۔ آپ شریعت اور طریقت کے جامع اور فی الحقیقت مجمع البحرین تھے مشکل سے مشکل مسائل کو نہایت آسانی سے حل فرما دیتے تھے۔ وسعتِ معلومات اور تبحر علمی اور دبدبہ و وقار کا یہ عالم تھا، کہ آپ کے روبرو کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ حافظہ اس قدر قوی تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کسی کتاب کو ایک دفعہ پڑھ لینے کے بعد اُسکا مضمون ۴۰ برس تک ہمیں یاد رہا کرتا ہے۔

آپ کی تصنیف آپ نے اہل سنت اور مسلک حضرات اولیاء اللہ کی تائید میں ایک کتاب بھی، بہ تردید تقویت الایمان تحریر فرمائی۔ جو تقریباً پچاس برس کا عرصہ ہوا، کہ شائع ہو چکی ہے۔ شرح الصدور اس کتاب مبارک کا نام ہے۔ اس میں آپ نے حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیائے عظام رضوان اللہ علیہم کی عظمت و جلالت قدر کا اظہار، اور مسئلہ معجزہ و کرامت اور اہلِ سنت و جماعت کے مسلّمہ قدیمی عقیدہ وسیلہ و شفاعت کا نہایت مدلل

Marfat.com

اور دل نشین طریقہ سے اثبات فرمایا ہے، اور حضرات انبیاء و اولیا کا مخلوق کے لئے، بارگاہ الٰہی میں وسیلہ اور واسطہ ہونا، اور لوگوں کے امور دینی و دنیاوی میں اُن کی شفاعت و دُعا کا مقبولِ بارگاہ خداوندی ہونا، بادلۂ کتاب و سنت واجماع امت نہایت تشفی بخش اور دل نشین طرز میں، اس جاہ و جلال اور اس دبدبہ و سطوت و شان کے ساتھ ثابت فرمایا ہے، کہ اہلِ انصاف میں سے کسی کو مجالِ انکار نہیں ہو سکتی۔ اس کتاب کا سبب تالیف خود آپنے تحریر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ "ہر چند کاتب حروف استعداد تالیف و تصنیف و رغبت معارضہ در خود نمی بیند لیکن ازانجا کہ سکوت چُنیں مواد موجب شیوع زندقہ والحاد است، و باعثِ غضب ربُّ العباد۔ سطرے چند در ابطال مفتریات داہیۂ ش باثبات معجزہ و کرامت، کہ اساس اسلام ہست، بہ نہجے کہ اہلِ سنّت و جماعت بآن رفتہ اند بہ کتاب و سنت و اجماع امت مستند نمودہ، املامی کند۔"

مناظرہ آپ کے تبحّر علمی، آپ کی حاضر جوابی، اور آپ کی سطوت و ہیبتِ خداداد ی کے واقعات بیشمار ہیں صرف چند واقعات لکھے جاتے ہیں۔ (۱) جنوری ۱۸۸۰ء میں ساکنیہ ضلع چاٹگام میں چودھری منشی رحمت علی صاحب پنشنر سب انسپکٹر پولیس اور بابو ہر کمار رائے صاحب منصف میں بہ سلسلہ حقانیت اسلام اس مسئلہ میں گفتگو ہوئی۔ کہ مُردوں کو جلانا بہتر ہے۔ یا دفن کرنا۔ آخر یہ رائے قرار پائی کہ چودھری صاحب اپنے علما کو اور منصف صاحب اپنے پنڈتوں کو جمع کریں۔ تاکہ اس مسئلہ پر مناظرہ ہو کر تحقیق حق اور ابطال باطل ہو جائے چنانچہ مجلس مناظرہ بہ تقرر تاریخ قرار پائی۔ اور بہت سے مولوی اور ستّرہ پنڈت جمع ہوئے۔ اور حضرت سیدنا شیخ العارفین رضی سب علما کی طرف سے اِس موقع پر خدمت اسلام کے لئے بلائے گئے، اور یہ اسلئے کہ آپ علم و فضل میں سب سے فائق تھے۔ اور ہنود صاحبان کی مذہبی کتابوں سے بھی اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے نہایت شیریں گفتار اور حاضر جواب تھے۔ اور سب جانتے تھے، کہ آپ کا کلام سخت اور درشت نہیں ہوتا جن کی ایسی شان ہو، ضرورت ایسے ہی مناظر کی تھی، آپ مناظرہ کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ معمولی بات چیت کے طور پر آپ نے پنڈت صاحبان سے دریافت کیا کہ "آپ لوگ اپنی گھروں کے کوڑے کرکٹ کو کیا کرتے ہیں" انھوں نے جواب دیا کہ "گھروں سے نکال کر باہر پھینک دیتے اور جلا ڈالتے ہیں"۔ آپنے فرمایا ٹھیک ہے۔ اچھا آپ یہ بتائیں کہ، اپنے قیمتی سامان اور روپے پیسے اور زر و جواہر کو آپ کیا کرتے ہیں؟" انھوں نے کہا! "احتیاط اور حفاظت کے ساتھ صندوقوں اور خزانوں اور دفینوں میں رکھتے ہیں!" آپنے فرمایا" بس فیصلہ ہو گیا۔ ہم لوگ اپنے مُردوں کو زر و جواہر سے بڑھ کر سمجھتے ہیں اسلئے احتیاط اور حفاظت اور عزت و احترام کے ساتھ دفن کر دیتے ہیں۔ اور آپ لوگ گھر کے کوڑے کرکٹ کی طرح باہر نکالتے، اور جلا دیتے ہیں"! اس سادہ اور عام فہم تقریر مختصر سے سب مخالفین حیرت زدہ ہو کے رہ گئے۔ اور کسی کو کوئی جواب بن نہ پڑا۔ اور کسی میں لب کشائی کی تاب و طاقت نہ ہوئی۔ اس کے بعد آپنے اسلام کی حقانیت پر ایک دل آویز و دل نشین تقریر فرمائی۔ ویدوں اور شاستروں سے، نیز آثار و شواہد عقلیہ سے صداقتِ اسلام پر استدلال فرمایا، جسے سنکر سب حاضرین حیرت زدہ رہ گئے۔

Marfat.com

اور اسلام کا تمام ادیان سے بہتر، افضل و اکمل ہونا، آفتاب روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ پنڈت صاحبان اور خود پنڈت ہرکمار رائے صاحب دنگ تھے، اور چپ چاپ آپ کا کلام سنتے رہے۔ آخر مجلس مناظرہ فتح مبینِ اسلام، کالشمس فی النہار پر ختم ہو گئی۔ پنڈت ہرکمار رائے صاحب اسوقت سے حضرت کے ایسے والہ و شیدا ہوئے، کہ خدمتِ اقدس میں اکثر حاضر ہوا کرتے

؎ عجب است آنکہ ترا دید و حدیث تو شنید — کہ ہمہ عمر نہ مشتاق لقائے تو بود

(۲) ایک بار مولوی کرامت علی صاحب جونپوری چاٹگام میں آئے، انھوں نے ایصال **ثواب** اور بزرگانِ دین کی **نیاز و فاتحہ** کے مسائل میں خلافِ شریعت اور خلافِ اقوال و اعمالِ سلف صالحین تقریر بازی شروع کی۔ شہر میں ان باتوں کا چرچا پھیلا، اور مسلمانوں میں تفرقہ اور اختلاف، اور جھگڑا برپا ہونے لگا۔ مولوی ابوالحسن صاحب اس شہر میں ایک مشہور عالم تھے، اُنھوں نے اس حالت کو دیکھ کر، سیدنا حضرت **شیخ العارفین** رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ شہر میں تشریف لائیں۔ تاکہ ان مسائل کی بالمواجہ فریقین، کما حقہٗ تحقیق ہو کر، جواز و عدمِ جواز میں، جو امرِ حق ہو، اس کا اظہار و اعلان عوام میں ہو جائے۔ آپ نے اِس درخواست کو منظور و قبول فرمالیا، اور دولت سرائے سے شہر تشریف لے گئے۔ اور قدم مبارک کی مسجد میں قیام فرمایا۔ جہاں سے مولوی ابوالحسن صاحب باصرار آپکو اپنے مکان پر لے گئے۔ اور مولوی کرامت علی کے بیان، اور اُن کے دلائل کا تذکرہ خدمت مبارک میں کرنے کے بعد عرض کی، کہ اب اسکے جواب میں جو دلائل ہیں، فرمائے جائیں۔ "آپنے فرمایا کہ مولوی کرامت علی کو سامنے آجانے دیجئے۔ بالمشافہ سب کچھ بیان کر دیا جائے گا۔ اِس خبر کی، تمام شہر میں شہرت ہو گئی کہ حضرت اِس غرض سے شہر میں تشریف لائے ہیں، اور **لال ڈیگی** کے سامنے جو بڑا میدان ہے، اس میدان میں مجلس مناظرہ قرار پائی۔ یہاں مقررہ وقت پر خلقت کا ایک ازدحام ہو گیا، انگریز حکام نے انتظاماً پولیس تعینات کر دی، اور خود کلکٹر اور دوسرے عہدیدار امن و انتظام کی خاطر جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ مولوی کرامت علی نے یہ کیا کہ گاڑی بھر کر کتابیں پہلے سے جلسہ گاہ میں پہنچا دیں، اور کتابوں کا ڈھیر لگا دیا گیا۔ جسے دیکھ کر کلکٹر نے، ہمارے حضور سے پوچھا کہ آپ کی کتابیں کہاں ہیں"؟ آپنے فرمایا "مولوی کرامت علی کا علم کتابوں کے اندر اور ہمارا علم ہمارے سینے کے اندر ہے!" یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ مولوی کرامت علی بھی گاڑی میں آئے۔ اور گاڑی جلسہ گاہ کے دروازہ پر ٹھہری، مگر وہ گاڑی سے اترے نہیں، لوگوں سے پوچھا کہ "جن سے مناظرہ ہونے والا ہے، وہ کون ہیں۔ اور کہاں ہیں"؟ لوگوں نے اشارہ سے حضرت شیخ العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا۔ کہ آپ ہیں۔ مولوی کرامت علی نے آپکو دیکھا اور دیکھتے رہے، اور گاڑی میں بیٹھے ہی بیٹھے کہا کہ گاڑی واپس کی جائے۔ ہیبت حق سے اس قدر خائف اور مرعوب ہوئے کہ جلسہ گاہ میں قدم نہ رکھ سکے، اور فوراً ہی واپس چلے گئے۔ اس سے ہر شخص نے سمجھ لیا، کہ مجلسِ مناظرہ میں بالمواجہہ اپنے معتقدات اور دعاوی کی صداقت ثابت نہیں کر سکتے یہی وجہ ہے کہ حضرت کے مقابلہ پر نہ آئے اور صورت مبارک دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔

اس کے بعد قدرتاً سب حاضرین کو شوق ہوا کہ آپ ہی ان مسائل میں ارشاد فرمائیں۔ چنانچہ آپنے مذہب اہل سنت

Marfat.com

اور طریق سلف صالحین کی تائید میں کتاب و سنت اور اکابرین امت اور سلف صالحین کے آثار و شواہد سے مستند ایسی زبردست تقریر فرمائی۔ کہ ان مسائل میں جو امر حق تھا، بالکل ظاہر ہو گیا۔ اور موافقین ہی کا نہیں بلکہ مخالفین کا بھی اطمینان کلّی ہو گیا۔ اور کثیر التعداد بندگان خدا گمراہی سے آپکی بدولت محفوظ رہے

ریاضت و عبادت اب تک جو حالات اور واقعات بیان کئے گئے ہیں، ان کا تعلق سیدنا حضرت شیخ العارفین فخرؒ کے کمالاتِ علوم ظاہری سے تھا۔ اب مختصراً وہ واقعات اور وہ حالات لکھے جاتے ہیں، جن کا تعلق آپکے کمالات باطنی سے ہے۔ اور یہ ایک شمہ آپکے حالات عظیمہ و واقعات جلیلہ کا ہے۔ ہمارے حضرت قبلہؒ نے فرمایا، حضرت والد ماجد پیر و مرشد قدس سرہٗ نے اپنے آپ کو ہمیشہ پوشیدہ رکھا، اور آپ ہمیشہ لوگوں سے چھپکر یادِ الٰہی، اور ذکر و فکر اور مراقبہ و مشاہدہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔ شب میں پانی کا ایک آفتابہ آپکے حجرہ میں رکھ دیا جاتا تھا، جو صبح کو خالی ملتا تھا، اور کسی کو معلوم نہ ہوتا کہ رات آپنے کب اور کس وقت وضو فرمایا۔ آپکے خواب کی یہ کیفیت تھی کہ جب کوئی آپ کو آواز دیتا، جاگنے والے کی طرح فوراً جواب دیتے گویا جاگ ہی رہے تھے غفلت کی نیند آپ کو کبھی نہیں ہوتی تھی"

۳۰ برس کی ریاضت آپنے کامل تیس برس کا زمانہ مجاہدہ شدید اور ریاضت شاقہ میں خلوت اور خاموشی کے ساتھ بسر فرمایا۔ آپنے فرمایا کہ بفضلہ ہم نے اس قدر ریاضت و محنت کی ہے، کہ مریدوں کو کشود کار کے لئے زیادہ ریاضت کی ضرورت نہ ہوگی۔ اسی سلسلہ میں حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا، "پیر کی محنت و ریاضت کا اثر مرید پر ضرور پڑتا ہے"!

طاعتِ صد سالہ سے بہتر آپ ہمہ تن محبت تھے، آپکے فیضان صحبت سے دلوں میں درد پیدا ہو جاتا۔ اور سینوں میں محبت الٰہی کی آگ بھڑک اٹھتی۔ صدہا طالبین مولی تھے۔ کہ آپ کی زیارت و صحبت سے نشانِ مقصود پر پہنچے، آخر کامیاب ہو گئے! حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے جن اولیاء اللہ کی صحبت کو صد سالہ طاعت بے ریا سے بہتر بتلایا ہے، یہ ذات مقدس انھیں کاملین میں سے تھی ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیا　　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ہدایت عامہ مریدین، و طالبین کے لئے خاصۃً جو چشمۂ فیض، کہ آپ کی ذات مقدس سے جاری تھا، اُسکے علاوہ تمام بندگان خدا کی ہدایت عامہ کے لئے آپ ہمیشہ کوشش فرمایا کرتے، اور بعد نماز جمعہ اکثر وعظ فرماتے تھے، اور مسائل نماز اور انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کے فضائل و معجزات و کرامات کے تذکرہ سے عامۂ مسلمین کے ایمان و اعتقاد کو تازہ فرماتے رہتے تھے۔

سستی و کاہلی غلاموں کا شعار ہے ہمارے حضرت قبلہؒ نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا، ہمارے حضرت قدس سرہٗ یہ دعا کرتے، اے پروردگار! ایسی تونگری سے بچانا جو مجھے غفلت میں ڈالے۔ اور ایسی غریبی سے بچانا جو تیری یاد سے غفلت پیدا کرے۔ آپ کو غفلت اور سستی اور کاہلی سے نہایت درجہ احتراز تھا، فرماتے تھے کہ "غفلت اور سستی" شریفوں کا

Marfat.com

شعار نہیں ہے۔ بلکہ غلاموں کا شعار ہے۔ شرافت اور نجابت کی بقا محنت کشی اور چستی سے ہوتی ہے۔ آپؒ دینی یا دنیوی شغل سے کبھی بیکار نہیں رہتے تھے۔ یا دینی کام کرتے تھے، یا دنیوی کام، بیکاری کو نہایت ہی ناپسند فرماتے، اور اس سے گھبراتے تھے۔

عالی ہمتی حضرت سیدنا شیخ العارفین نہایت باہمت اور عالی حوصلہ تھے، ایک بار آپ نے پیا پیادہ جانگام سے اجمیر شریف کا سفر فرمایا۔ اُس زمانے میں ریل نہ تھی اس وجہ سے آپ کا یہ سفر چھ مہینے میں پورا ہوا۔

تعلقات روحانی بارگاہ رسالت کے ساتھ ارشاد ہوا۔ ہمارے حضرت قبلہؒ کامل متبع سنت تھے۔ تمام باتوں میں حضرت رسول مقبول صلعم کے قدم بقدم تھے۔

اتباع سنت کتابوں میں لکھا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی قہقہہ کی آواز نہیں سنی گئی۔ (آپ کی ہنسی صرف مسکرانا تھی)، ہم حضرت والد صاحب قبلہ کے لڑکے ہیں۔ ہم نے تمام عمر میں کبھی اُنکے قہقہہ کی آواز نہیں سنی۔ رسول مقبول صلعم کی رفتار ایسی تھی کہ ہمیشہ قدم جما کر چلتے تھے۔ آپ کا قدم ہلکا نہیں پڑتا تھا۔ ہمارے حضرت بھی ہمیشہ قدم جما کر چلتے تھے۔ ہلکے قدم کبھی نہیں چلتے تھے، اور جس طرح پہلوان قدم جما کر چلتے ہیں، آپکا چلنا اسی طرح سے تھا۔ انسان قدم جما کر اُسی وقت چلتا ہے، جبکہ وہ جوش (یا غور و فکر) کی حالت میں ہو۔ جو شخص کسی خیال اور کسی سوچ میں نہیں ہوتا، غفلت و بے خیالی میں اُسکے قدم ہلکے پڑتے ہیں۔ اسکے مثل اور بہت سی خصوصیات خاصہ، حضرت والد قدس سرہٗ کی ذات گرامی میں **اتباع سنت** کی تھیں (جنکا فہم و ادراک، شریعت اور طریقت کے مقامات عالیہ و تعلقات سمجھنے پر موقوف ہے۔ معمولی علم، اور معمولی عقل و فہم ان رموز و نکات تک نہیں پہنچ سکتی) کچھ کتابیں پڑھ کر دعوے علم کر دینا، جیسا کہ اِس زمانے میں لوگوں کا حال ہو گیا ہے، اور نماز میں ٹکریں مار لینا یہ اور بات ہے (اور ان رموز و نکات کو سمجھنا جو شریعت و طریقت کے مقامات عالیہ سے تعلق رکھتے ہیں، اور بات ہے)، اور یہ بڑی بات ہے۔) مصرعہ۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

Marfat.com

حضرت شیخ العارفینؒ کی بعض کرامات

قبۂ نور میں جلوہ افروزی

۱۔ سیدنا حضرت شیخ العارفین کے ایک مرید جناب عبدالعلی صاحب نے حضرتؒ کی یہ کرامت بیان کی، کہ ایک رات میرے دل میں اشتیاق زیارت غالب ہوا۔ اور گھر سے یہ ارادہ کرکے نکلا۔ کہ آپ جہاں تشریف رکھتے ہوں گے وہیں حاضر خدمت ہوکے اور زیارت کرکے، رہوں گا۔ مگر معلوم نہ تھا۔ کہ اسوقت آپ کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ گھر سے نکلنے کے بعد یکایک طرف آسمان نگاہ اُٹھی تو دیکھا کہ جانبِ دکن ایک عجیب و غریب منظر ہے۔ ایک قبۂ نور پیدا ہے اور عجب سماں ہے، میں اسی قبۂ نور کی طرف چلتا رہا۔ یہانتک کہ اسکے قریب پہنچا۔ اب آواز سماع کانوں میں آنے لگی۔ اس وقت ذکرِ الٰہی کی مجلس مبارک برپا تھی، حلقہ، اور سماع کا ہنگامہ گرم تھا، آپؒ صدر میں تشریف فرما تھے، اور کیا دیکھتا ہوں کہ زمین سے لیکر آسمان تک روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اور ایک محراب نور کے نیچے آپ جلوہ افروز ہیں، عجب عالم ہے ؎

تہِ محراب نوری، چشم بد دور　　عیاں شد معنی نورٌ علیٰ نور

۲۔ جناب منشی لطف اللہ صاحب ساکن باہولی تھانہ پٹپا نے بھی ایک ایسی ہی روایت بیان کی، کہ زمین سے لیکر آسمان تک قبۂ نور نظر آیا، اسکے نشان پر، وہ اُس مکان تک پہنچ گئے۔ جہاں حضرتؒ تشریف فرما تھے، اور دیکھا کہ نور کی ایک محراب ہے؛ جس کے نیچے آپ جلوہ افروز ہیں ؎ مقام خواجہ برتر از گمان است ؛؛ بروں از حد تقریر و بیان است۔

ستون نورانی از زمین تا فرازِ آسمان

۳۔ ایک شب آپؒ حسب معمول دولت سرائے میں آرام فرمارہے تھے۔ کہ بستی کے بعض لوگوں نے ماجرائے عجیب یہ دیکھا کہ زمین سے آسمان تک نہایت تیز روشنی جگمگا رہی ہے۔ اور از زمین تا آسمان روشنی کا ایک ستون قائم ہے۔ اِس منظر نورانی کو اپنے فہم و دانست میں ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ آگ لگ گئی ہے، اور یہ سمجھتے اور "آگ آگ" پکارتے اور غل کرتے ہوئے آپ کے دولت کدہ کی طرف دوڑے۔ مگر جب تک کہ لوگ وہاں پہنچیں، وہ نظارۂ عجیب و غریب، نظر سے غائب تھا، آکر دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا۔ آپؒ باہر تشریف لائے۔ اور اِن لوگوں کو یہ کہہ کر رخصت کردیا، کہ اللہ کے فضل سے سب طرح خیریت ہے، آگ نہیں لگی، جاؤ اور آرام کرو۔

ستون نورانی، نور سبت حضرت غوث اعظم

اِس واقعہ کے سلسلہ میں ہمارے حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ، بہجۃ الاسرار میں ایک بزرگ کے خواب کا تذکرہ ہے۔ کہ انھوں نے یہ دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک بہت بڑا ستون، نور کا قائم ہے۔ اور جہاز کے مستول کی رسیوں کی طرح اس ستون کے گرداگرد نور کی رسیاں اور ڈوریاں، اور نور کی طنابیں پھیلی ہوئی ہیں، جن میں کوئی بڑی ہے، کوئی متوسط ہے اور کوئی چھوٹی ہے۔ یہ طنابیں ہر طرف سے آآکر اِس عظیم الشان ستون نورانی میں مل رہی ہیں۔ کچھ ڈوریاں مل چکی ہیں، کچھ ایسی ہیں کہ ذرا فاصلے سے ہیں اور ملنے والی ہیں۔ ان بزرگ کو معلوم ہوا کہ نور کا یہ ستون حضرت غوث الثقلین، محبوب سبحانی، قطب ربانی سید

Marfat.com

محی الدین سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا نور (نسبت) ہے۔ اور نور کی طنابیں حضرات اولیاء اللہ مقبولین بارگاہ کا نور ہے۔ اِن واقعات اور دیگر واقعات اور حالات سے حضرت شیخ العارفین کے **غوثِ وقت اور قطب زماں** ہونے کا ثبوت ہدایت عامہ کے لئے منجانب خدا ظاہر ہوتا ہے۔ ؎

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری　　بہ درگاہش بیا و ہر چہ می خواہی تمنا کن

خدا نے مردہ زندہ کر دیا اسی موضع شریف میں جہاں حضرت قطب عالم شیخ العارفین کا مزار پاک ہے، ایک شخص بشیر اللہ رہتے تھے۔ انھیں ایک بار سخت کالرا (ہیضہ) ہوا۔ موت کی علامتیں ظاہر ہوئیں آخر دم بند ہو گیا۔ لوگوں کو یقین ہوا کہ مر گئے۔ کفن دفن کی تیاری ہونے لگی، مگر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ان میں زندگی کے آثار پیدا ہوئے۔ اور وہ اُٹھ بیٹھے۔ اور بالکل اچھے ہو گئے۔ لوگوں سے اپنا واقعہ انہوں نے اس طرح بیان کیا۔ مجھ پر نزع کی سی کیفیت طاری ہوئی تھی تو اُسوقت مجھے تین آدمی نظر آئے۔ اور ایک پروانہ دکھا کر بولے "چلو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اُسنے تمہیں بلایا ہے!" یہ کہکر اُن میں سے دو آدمیوں نے میرے بازو پکڑ لئے۔ اور کشاں کشاں مجھے لیکر چلے۔ جاتے جاتے ایک درخت ملا اُسکے نیچے جا کر سب ٹھہرے اور مجھے کہا بیٹھ جاؤ۔ یکایک کیا دیکھتا ہوں، کہ حضرت قبلہ عالم سیدنا شیخ العارفین تشریف لائے۔ اور مجھ سے پوچھا "بشیر اللہ! تم یہاں کہاں؟ کہاں جا رہے ہو؟" میں نے عرض کی کہ "حضور! اِن لوگوں نے مجھے ایک پروانہ دکھا کر گرفتار کر لیا ہے، اور معلوم نہیں کہ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟" آپ نے فرمایا "وہ پروانہ کہاں ہے؟ ہمیں دکھاؤ!" اور پروانہ کو دیکھ کر اُن لوگوں سے (جو مجھے لے گئے تھے) فرمایا۔ "یہ وہ بشیر اللہ نہیں ہے، وہ دوسرا شخص ہے، اور جس کے لئے یہ پروانہ ہے، وہ بشیر اللہ **فتلکچری** میں ہے، تم لوگ وہاں جاؤ۔ اور اِس بیچارہ کو چھوڑ دو!" آپ کے حکم کے بموجب اُن لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا، اور چلے گئے۔ پھر حضرت نے مجھ کو فرمایا بشیر اللہ! اب تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ عرض کیا کس طرح جا سکتا ہوں؟ میرے اس عرض کرنے پر آپ نے مجھے دو پھول عطا فرمائے اُن کے وسیلہ سے میں اپنے گھر پہنچ گیا اور ہوش میں آ کر اپنے بستر پہ اپنے آپکو موجود پایا۔ اسکے بعد معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی تاریخ کو **فتلکچری** میں میرے ہم نام بشیر اللہ کا انتقال ہو گیا۔ اسوقت تک میں حضرت قدس سرہٗ کی مریدی و غلامی کے شرف سے محروم تھا۔ جب خود مجھ پر یہ ماجرا گذرا، اور آپ کی عظمت و شان اور جلالتِ قدر، قدرتِ الٰہیہ سے مجھ پر اس طرح ظاہر ہو گئی۔ تو میں خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گیا۔ جناب بشیر اللہ صاحب اس واقعہ کے سالہا سال بعد تک زندہ رہے۔ اور اب وہ زمانہ ہے کہ ہمارے حضرت قبلہ روحی فداہ صدر حیات پر جلوہ افروز ہیں۔ کہ بشیر اللہ صاحب مبتلائے زحمت سخت ہوئے۔ حضرت قبلہ نے ایک روز عبدالجلیل صاحب اور خادم علی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ بشیر اللہ صاحب کی عیادت کر آئیں وہ سخت بیمار ہیں۔ یہ دونوں اصحاب ان کے پاس پہنچے اسوقت بشیر اللہ صاحب نے اپنا یہ واقعہ (مر کر زندہ ہو جانے کا) من و عن بیان کیا۔ اور فرمایا "اِس واقعہ کو ایک راز کی طرح محفوظ رکھا تھا، مگر اب وقت میرا اخیر ہوا اپنے ساتھ قبر میں لیجانے کی بجائے حضرت کی عظمت و بزرگی کا یہ واقعہ منفعت عامہ کی غرض سے ظاہر کر دیا۔ اب اِن اصحاب کو معلوم ہوا کہ اِن کے پاس حضرت قبلہ کا ہمیں اسوقت بھیجنا کس غرض و منشا سے تھا۔

Marfat.com

ماجرائے عجیب

جناب محترم حافظ عبدالقادر صاحب نواکھالی مرحوم کی ابتدائے جوانی کا واقعہ ہے۔ کہ وجع مفاصل (گٹھیا) میں مبتلا ہوئے، مرض اتنا شدید تھا کہ نقل و حرکت دشوار ہوگئی بستر سے بلا سہارے اُٹھ نہ سکتے تھے۔ ہر قسم کا علاج ہوتا رہا کسی سے نفع نہ ہوا گھر کے چھوٹے بڑے سب نہایت پریشان تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے، کہ ایک بزرگ سن رسیدہ، سفید ریش، نورانی صورت مسافرانہ تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ مسافر ہوں، ایک رات ٹھہرنے کے لئے بندوبست کردیا جائے۔ انتظام کردیا گیا۔ جب اِن بزرگ نے دیکھا کہ اس گھر کے چھوٹے بڑے سب نہایت پریشانی کی حالت میں ہیں۔ تو اس کی وجہ دریافت کی۔ عرض کیا گیا، کہ صاحب خانہ کا فرزند نوجوان سخت علیل ہے کسی علاج سے نفع نہیں ہوا۔ اسلئے گھر بھر پریشان اور مایوس ہے۔ انھوں نے اظہار ہمدردی فرمایا، اور خواہش کی کہ لڑکے کو مجھے دکھایا جائے چنانچہ پردہ کرا کر مریض کا ملاحظہ کرادیا گیا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ یہ لڑکا اگر میرزاکھیل چاٹگام میں بڑے مولانا صاحب کے پاس پہنچ جائے۔ تو یقین ہے کہ انشاء اللہ صحتیاب ہوجائیگا۔ اور بہت سی تسلی و تشفی فرمائی۔ حافظ صاحب قبلہ فرماتے تھے۔ کہ میری حالت ہرگز اِس قابل نہ تھی کہ سفر کرسکتا لیکن دل میں اسی وقت سے نیت کرلی۔ کہ خدا نے مجھے سفر کے قابل کردیا۔ تو ضرور وہاں حاضری دوں گا۔ دوسرے دن صبح ادھر وہ بزرگ رخصت ہوئے اُدھر میرے درد و تکلیف میں تخفیف شروع ہوگئی۔ اور تھوڑے دنوں میں حالت استقدر سنبھل گئی کہ سفر کی ہمت آگئی۔ اور میں نے گھر والوں سے تقاضا میرزاکھیل بڑے مولانا صاحب کی خدمت میں لیجانے کا شروع کردیا۔ اور کہا کہ جس روز سے وہ بزرگ تشریف لائے۔ اُسی روز سے نیت وہاں حاضر ہونے کی کرچکا ہوں۔ میرے والد نے انتظام سفر شروع کیا، اور کچھ عرصہ بعد وہ مجھے اپنے ساتھ لیکر مرزاکھیل شریف روانہ ہوئے۔ یہاں آکر کیا دیکھتا ہوں، کہ وہ بزرگ جو مسافرانہ میرے گھر تشریف لے گئے تھے، روبرو جلوہ افروز ہیں۔ پہلی نظر کا مجھ پر پڑنا، اور پہلی نگاہ سے میرا آپ کو دیکھنا تھا کہ میں بیہوش ہوگیا۔ مجھ پر کرم فرمایا گیا۔ چند روز خدمتِ اقدس میں حاضر رہا اور بالکل تندرست ہوگیا۔ عرصہ تک میرا خیال تھا، کہ یہ سفر حضرت ہی نے بنفس نفیس فرمایا ہوگا۔ جو گھر بیٹھے دولتِ دیدار نصیب ہوئی۔ مگر تحقیق و تفحص سے معلوم ہوا کہ نواکھالی کا سفر کرنا کہاں؟ حضرت نے تو خانقاہ سے قدم باہر نہیں نکالا۔ مدت سے خانہ نشین ہیں، عرصہ ہوا یہاں سے چند میل کے فاصلہ پر شہر چاٹگام میں بھی تشریف نہیں لے گئے اب سب کو یقین ہوا کہ آپ کا تشریف لے جانا باطنی تصرف سے تھا۔ اسکے بعد جناب حافظ صاحب مرید ہوئے، اور خدا کی رحمت سے آپ کو بندگان خدا کے مرید و تلقین کرنیکی اجازت اپنے پیر و مرشد سیدنا حضرت شیخ العارفینؒ کے دربار سے عطا ہوئی اور اس واقعہ کے بعد پچاس سال زندہ رہے۔ اور ہزاروں بندگان خدا کو آپ سے رشد و ہدایت نصیب ہوئی۔

ایک مجذوب بزرگ کی عقدہ کشائی

جناب شاہ اصغر علی صاحب، ایک درویش جن پر جذب غالب تھا، اس نواح میں رہا کرتے تھے۔ اُن پر ایک وقت ایک زمانہ ایسا گذرا۔ کہ ہر شخص سے جو سامنے آتا، پوچھا کرتے "فقتا کہاں گیا؟" اور ہر وقت انھیں اسی فقتا کی تلاش اور

Marfat.com

اسی کی دُھن تھی۔ کون تھا، جوان کو سوال کا جواب دیکر اُن کی تسلی وطمانیت کرتا، ہر ایک سے یہی سوال کرتے، اور جواب نہ پاکر مایوسی اور حسرت کے ساتھ منہ دیکھنے لگتے۔ ایک روز حضرت سیدنا شیخ العارفین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہی بات دریافت کی، جسے ہر ایک سے پوچھا کرتے تھے۔ آپؒ نے فرمایا! کل صبح آجانا! وہ چلے گئے، اور صبح کے انتظار میں آدھی رات سے ہی خانقاہ کے دروازہ پر آکر بیٹھ گئے۔ حضرتؒ نے نماز فجر کے بعد اُن سے ملاقات فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمہیں روحانیت حضرت غوث الثقلینؓ سے آیت پاک "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا" تعلیم فرمائی گئی تھی، جسے جذب کی حرارت اور دماغ کے گرم ہوجانے کی وجہ سے تم یاد نہ رکھ سکے۔ اس نعمت از یاد رفتہ کو پاکر اصغر علی شاہ کا فرط مسرت وشادمانی سے جو عالم ہوسکتا تھا ہوا۔ بھولی اور کھوئی ہوئی اپنی چیز حضرتؒ کی بدولت اُنھیں نصیب ہوئی، اور اس کے بعد جذب کی بجائے اُنکی حالت میں سکون اور سلوک پیدا ہوا۔ اور حضرت سیدنا شیخ العارفین کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے۔ اور آپکی تعظیم فرماتے۔

تعلیم اویسیہ ہمارے حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا "طریقہ اویسیہ میں، سالک کی تعلیم ارواح مقدسہ سے ہوتی ہے یعنی اس طریقہ میں بھی پیر اور راہبر ہیں۔

سیّدنا حضرت شیخ العارفین کے حالات و وفات شریف

ہر مرض کی دوا حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ہمارے حضرت پیرو مرشد نے ایک دفعہ مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ جب تم ہر مرض کی دوا ہوجاؤ گے، اُسوقت دنیا سے تمہارا انتقال ہوگا۔ اور جب تک ایسا ہو نہ جائے۔ انتقال نہ ہوگا۔ جو کچھ ہمارے حضرت نے فرمایا، وہ پورا ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا سے ہر طرح کے (مایوس اور لاعلاج) بیماروں کو اچھا کردیا ہے۔ بس اب دنیا سے ہماری رحلت کا وقت قریب ہے۔ آپ کے آخر زمانہ میں یہ حالت تھی کہ ہر قسم کے مریض حتیٰ کہ زندگی سے مایوس لاعلاج مریض خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور آپکے دست اعجاز اور لب جاں بخش کے فیض سے شفا پاتے۔ کوئی مرض باقی نہ رہا جس کے مریض کو اللہ جل شانہٗ نے آپ کی دُعا سے شفا عنایت نہ کی ہو۔

جنبشِ لب میں آپ کی یہ اثر | جی اُٹھے ہیں سقیم مر مر کر
اُن کا دم کردہ آب آبِ حیات | تھی زباں منہ میں چشمۂ حیوان

وفات کی غیبی اطلاعیں مرض وفات سے بہت پہلے حضرت شیخ العارفینؒ کو اپنی موت کی اطلاع عالم غیب سے تین مرتبہ ملی۔ کتاب سیرت جہانگیری جو آپ کی سوانح حیات میں ہے اور شائع ہوچکی ہے۔ اُس میں اسکا بالتفصیل تذکرہ ہے۔

دوشنبہ روز وفات ہوگا آپؒ یہ بھی فرماتے تھے کہ "ہماری وفات کا دن دوشنبہ (پیر کا دن) ہے، اسلئے کہ اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف ہوئی ہے۔

Marfat.com

خبرِ انتقال ہر ولی کو نہیں ہوتی

ہمارے حضرت قبلہؒ نے فرمایا "کہ حضرت غوث الثقلینؓ تحریر فرماتے ہیں کہ بعض اولیا اللہ جو نہایت نادر الوجود ہیں۔ صرف ان کو موت کی اطلاع آثار موت سے قبل دی جاتی ہے۔ یہ اطلاع عام طور پر ہر ولی اللہ کو نہیں دی جاتی بلکہ صرف خاص الخاص کو دیجاتی ہے، اس امر سے، کہ آپ کو آثار موت سے قبل تین بار اطلاعِ موت عالمِ غیب سے دی گئی، اور حضرت غوثِ پاکؓ کے اس ارشاد سے کہ یہ اطلاع صرف نادر الوجود اور خاص الخاص اولیاء اللہ کو ہی دی جاتی ہے، ظاہر ہے کہ خاصگان حق میں حضرت شیخ العارفین کی ہستی خاص الخاص ہے۔ اور فی الحقیقت آپ اُن اکابرین کاملین میں ہیں، جو نادر الوجود ہیں۔ اور جن کے اوصاف حضرت غوث الثقلینؓ نے یہ ارشاد فرمائے ہیں۔ کَائِنٌ۔ بَائِنٌ۔ مُتَّصِلٌ۔ مُنْفَصِلٌ۔ اَرْضِیٌّ۔ سَمَاوِیٌّ الخ

آخری انتظامات

حضرت سیدنا شیخ العارفینؒ نے موت کی غیبی اطلاع پانے کے بعد آخر وقت کے انتظامات شروع کر دئیے۔ پانسو روپے مصارف تجہیز و تکفین وغیرہ کے لئے امانت رکھوا دئیے۔ جو لوگ دربار شریف میں حاضر ہوتے، آپ اُن سے فرماتے۔ یقین کرلو کہ اب میری موت کا وقت قریب ہے۔ میری قبر متصل خانقاہ تالاب کے مغربی شمالی گوشے میں بنائی جائے تاکہ آیندگان و روندگان کی خبر گیری کرتا رہوں۔ اور چھوٹے میاں کو ابھی بہت تعلیم حاصل کرنی ہے (یعنی ہمارے حضرت قبلہ کے نسبت ارشاد تھا)

مرض الموت

اس امر کے اظہار کو تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ آپ کو جسم کی سوزش اور جلن کا پرانا مرض تکلیف دینے لگا (یہ مرض کئی سال ہوئے، آپکو اسوقت سے شروع ہوا تھا، جب ایک کبیراج یعنی وید نے کوئی پھنکی ہوئی خاک آپکو استعمال کرائی تھی اور اس دوائی نے زہر کا سا اثر تمام جسم مبارک پر پیدا کر دیا تھا) اب آپکی اس تکلیف نے جلد تشویشناک شکل اختیار کرلی، اور یہ کیفیت پیدا ہوئی کہ جسم مبارک پر ٹھنڈا پانی ڈالتے تو سوزش اور جلن میں عارضی طور پر کمی ہو جاتی لیکن کچھ عرصہ کے بعد عارضی طریقہ سے سکون و راحت جسمانی کا ہونا بھی موقوف ہو گیا۔

آخری وصیّت

وفات شریف کا وقت قریب آیا تو ہمارے حضرت قبلہؒ کا نام نامی لیکر ارشاد فرمایا۔ کہ "ہمارا سجادہ، قلمدان، گدی، حقہ، عصا، اور کتابیں وغیرہ ان کو دینا۔ ہم نے اُن کو اپنا سجادہ نشین مقرر کیا۔ اُن سے کہہ دینا کہ ہمارے مریدوں کی خبر گیری کریں!"

آخری حالات

جسمانی کمزوری، و ناتوانی روز بروز بڑھتی گئی۔ یہانتک کہ آپ صاحبِ فراش ہوگئے۔ اس حالت میں آپنے پھر ایک بار فرمایا کہ "مجھے معلوم کرا دیا گیا ہے کہ میرا انتقال دوشنبہ کو ہوگا" اس خبر کو سُن کر آخری زیارت کے لئے لوگ جوق جوق ہر طرف سے آنے لگے۔ شب دوشنبہ میں مرض کی تکلیف زیادہ رہی (اور اس رات آپ تن تنہا رہے) جب فجر ہوگئی۔ تو آپؒ نے فرمایا۔ سب لوگ نماز پڑھیں۔ آپنے خود بھی وضو فرمایا، اور نماز فجر ادا کی۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا "کیا سورج طلوع ہو گیا" عرض کیا گیا تھوڑی دیر ہوئی سورج نکل آیا ہے۔" اُسوقت آپنے انگشت شہادت اٹھا کر اشارہ

Marfat.com

بسوئے آسمان فرمایا۔ دونوں مبارک لبوں میں حرکت اور جنبش ہوئی، اور یکایک بہ چشم زدن روح مقدس نے مقعدِ صدق میں قرار پایا۔ اور آپ واصل باللہ ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ یہ دوشنبہ (پیر کا) دن، صبح کا وقت ذی القعدہ ۱۳۰۲ھ (مطابق ۱۸۸۵ء) کی بارہویں تاریخ تھی۔

قطعہ تاریخ وفات شریف

ماہ ذی قعدہ، دوشنبہ صبحگہ ثانی عشر ✦ رفت مہ در حجلۂ وحدت بہ لبہا آہ ماند
سال غمگیں گفت خستہ چوں تعین اگذاشت ✦ ماسوٰی باللہ تحتِ نفی زد و اللہ ماند

حادثۂ عظیم و جانکاہ

اس حادثۂ عظیم و جانکاہ سے ایک قیامت برپا ہو گئی۔ عالم تیرہ و تار ہو گیا۔ دلوں سے شرر بار آہیں اور آنکھوں سے خونیں آنسو نکلے۔ ہمارے حضرت قبلہؒ اور آپ کے بڑے بھائی مولانا عبد القیوم صاحب قبلہ نے خبرِ وفات سنی تو بہت روئے۔ اور پردیس سے مکان پر آئے۔ ایصال ثواب و رفاتحہ میں شریک ہوئے۔ اور غم زدوں اور دل شکستوں کو تسلی دی۔

فضیلت کجا عشق کجا

ہمارے حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا، انصر علی نے ایک دفعہ حضرت والد صاحب قدس سرہٗ سے عرض کی کہ لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ اور جمعرات کو وفات ہو تو اس میں بڑی فضیلت ہے آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت سرور کائنات صلعم کی پیدائش کا دن دوشنبہ اور وفات کا دن بھی دوشنبہ ہے۔ بس یہی کافی ہے۔ میاں اسی کو گاتے رہنا فضیلت لیکر کیا کروگے۔ فضیلت کجا عشق کجا؟

فضیلت دوشنبہ

ارشاد ہوا کہ حضرت نبی کریم صلعم سے حضرات صحابہ کرام نے دنوں کی فضیلت پوچھی تو آپ نے پیر کے دن کی فضیلت کے بارے میں یہ فرمایا۔ کہ اس دن کی فضیلت کیا پوچھتے ہو کہ اس دن ہماری پیدائش ہے۔ اسی دن پیغمبری ملی۔ اسی دن معراج ہوئی۔

پیر کے دن کی وجہ تسمیہ

ارشاد فرمایا، کہ اس وجہ سے دوشنبہ کا دن (ہمارے یہاں) پیر کا دن مشہور ہوا کہ سب پیروں کے پیر حضرت سرور کائنات صلعم ہیں۔ آپ کے کمالاتِ نبوت کا اظہار اسی دن ہوا اور پیدائش اور معراج اور وفات شریف سب کچھ اسی دن ہوئی۔ اس لئے اسے پیر کا دن کہتے ہیں!۔

بارہویں تاریخ دوشنبہ کے دن کوئی اور مشہور عرس سننے میں نہیں آیا

حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ تمام ہندوستان بلکہ مکہ معظمہ کے پورب جانب مشہور بزرگ جن کے عرس ہوتے ہیں۔ اور جن کے مزارات پر عام و خاص زیارت کے لئے جاتے ہیں، کیا تم لوگوں کو (حاضرین دربار شریف سے خطاب تھا) معلوم ہے کہ کسی کا وصال پیر کے دن چاند کی بارہویں تاریخ کو ہوا ہے؟۔ (لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی پس فرمایا) حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ کے سوا مشہور بزرگوں میں (کہ مرجع خاص و عام ہیں) ہم نے نہیں سنا کہ کسی مشہور بزرگ کا انتقال چاند کی بارہویں تاریخ اور پیر کے دن ہوا ہو۔ ہمارے حضرت قدس سرہٗ کی یہی آرزو تھی جسے اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا

Marfat.com

یہ مادہ کہاں سے آیا۔ یہ کون سا اخلاص تھا کہ اللہ جل شانہٗ نے آپ کی یہ آرزو پوری کی!

دنیا میں سب سے بڑے بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ کا اتباع ہمارے پیرومرشدؒ کو روز ازل ہی سے شروع ہوا۔ کہ ہمارے حضرتؒ کی ولادت بھی پیر کے دن ہوئی۔ اور پھر اسی دن وفات بھی ہوئی!!

حضرات صحابہ کرام کا اخلاص

ارشاد فرمایا: کہ تمامی مخلوق میں افضل الناس انبیاء اور رُسُل علیہم السّلام ہیں۔ ان میں تین سو تیرہ رسول ہیں (باقی انبیاء علیہم السلام) اور ان تین سو تیرہ میں بھی بعض افضل ہیں بعض سے۔ ایسا ہی صحابہ کرام بعض افضل ہیں بعض صحابہ کرام کی نظر کثرت اعمال اور قلت اعمال (ثواب کے زیادہ اور کم ہونے پر) نہ تھی۔ بلکہ وہ ظاہر و باطن میں جناب نبی کریم صلعم کے متبع تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی آرزو

جیسا کہ روایت خلیفۂ اوّل (حضرت ابوبکر صدیقؓ) مشہور ہے کہ فعل غیر اختیاری (موت) میں بھی وہ پیر کے دن سے تجاوز کرنا نہیں چاہتے تھے۔ کہ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا (تا کہ موت کے دن میں بھی اتحاد و اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔ اخرج احمد عن عائشۃؓ قالت ان ابا بکر من لیلتی لما حضرتہ الوفات قال ای یوم ھذا ؟ قالوا "یوم الاثنین" قال فان مت من لیلتی فلا تنتظروبی لغدٍ فان احب الایام واللیالی الی اقربھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۶۱ مطبوعہ کانپور)

ثم قال فی ای یوم توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت یوم الاثنین قال ارجو فیما بینی و بین اللیل فتوفی لیلۃ الثلثاء۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۲)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا کہ آج کونسا دن ہے معلوم ہوا کہ دوشنبہ۔ پھر پوچھا کہ رسول اللہ صلعم (کس دن دنیا سے تشریف لے گئے تھے) کہا گیا دوشنبہ تھا۔ فرمایا بس میری بھی یہی تمنا ہے۔ خدا نے آپکی یہ آرزو پوری کی (رسالہ چار یار مطبوعہ جامعہ ملیہ دہلی)

فضیلت حضرت شیخ العارفین

ارشاد فرمایا۔ ایک شخص نے ایک دفعہ ہم سے کہا۔ کہ حضرت شیخ العارفین کی بس یہ ہی کرامت کافی ہے کہ آپ کا وصال پیر کے دن چاند کی بارھویں تاریخ کو ہوا۔ اور پیدائش بھی دوشنبہ کے دن ہوئی ہے

در دوشنبہ شد ظہور و ہمدراں روز شش وصال
از ازل دلدادۂ فعل رسول اللہ ماند

Marfat.com

واقعات کرامت وفات شریف کے بعد

سات ہزار آدمی کا کھانا

(۹) ہمارے حضرت روحی فداہٗ نے فرمایا "جب ہمارے والد قدس سرہ العزیز دنیا سے گذر گئے۔ تو ایک ضیافتِ عام کا بندوبست کیا گیا۔ یہاں دستور پورے گاؤں کو دعوت دینے کا ہے۔ یہاں یہ طریقہ نہیں ہے کہ گاؤں میں سے کسی کو بلالیا، اور کسی کو نہ بلایا۔ اگر کسی ایک کو نہ بلایا جائے۔ تو پھر گاؤں میں سے کوئی بھی ضیافت میں نہیں آنے کا۔ طیاری طعام کا انتظام ہمارے سپرد ہوا۔ اور کھانا کھلانا بڑے بھائی صاحب کے ذمہ کیا گیا۔ پیشتر ہمیں تجربہ دنیوی کاروبار کا نہ تھا۔ سولہ من گوشت رات ہی کو طیار کرلیا گیا۔ اور تیس من چاول پکائے گئے۔ اتنے میں مجذوب اصغر علی شاہ صاحب دوڑتے ہوئے آئے، اور کہا اب کھانا پکوانا موقوف کر دیجئے۔ اس دعوت میں حضرت قدس سرہٗ خود شریک ہیں۔ نہایت خیر و برکت ہوگی۔ ہم جانتے تھے کہ وہ درویش ہیں۔ پس ہم نے باقی کھانے کی طیاری موقوف کردی۔ اور کہہ دیا کہ سامان اور گرم پانی طیار رہے۔ اگر ضرورت ہوئی، اسوقت دیکھا جائیگا۔ اور لوگوں کو کھلانا شروع کیا گیا۔ پہلی مرتبہ ایک ہزار آدمیوں نے کھانا کھایا۔ اور اس کے بعد اور لوگوں نے، یہانتک کہ سات ہزار آدمیوں نے کھانا کھایا۔ بایں ہمہ اس قدر خیر و برکت ہوئی کہ سولہ من تو پکے ہوئے چاول بچ رہے۔ اور بہت سا گوشت بچا۔ (گویا ۱۴ من چاول سات ہزار کھانے والوں کے لئے کافی ہوگئے۔ عام طور پر اس قدر لوگوں کے لئے فی من سو آدمی کے حساب سے ستر من چاول صرف ہوتے) بھائی صاحب اور دوسرے لوگ آدمیوں کی کثرت سے پریشان رہے مگر اس قدر خیر و برکت ظہور میں آئی کہ بہت سا سامان بچ رہا)

بارش اور مزار شریف

(۱۰) حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا! "ایک شب کو میں مکان کے اندر سوتا تھا۔ بارش اور ہوا خوب تیز چل رہی تھی۔ خواب میں حضرت والد قدس سرہٗ نے مجھ سے فرمایا۔ چھوٹے میاں! آپ تو مکان میں آرام سے سوتے ہیں۔ اور ہم بارش میں بھیگ رہے ہیں" میں نے جناب والدہ صاحبہ سے (اسی وقت بیدار ہوکر) کہا شاید مزار شریف کا چھپر (اُس زمانہ میں مزار شریف پر چھپر ہی تھا) ہوا اڑا کر لے گئی ہے۔ دیکھا گیا تو درحقیقت ہوا اڑا لے گئی تھی۔ حضرت قبلہ نے نہایت بیقراری کے ساتھ، کوشش اور عجلت کے ساتھ مزار مبارک پر سایہ کا اُسی وقت اہتمام فرمایا۔

وارد و صادر کی نگرانی!

ہمارے حضرت قبلہؒ کا ایک اور خواب ہے۔ آپ نے فرمایا "میں نے حضرت والد صاحب قبلہ کو دیکھا، آپ نے فرمایا۔ چھوٹے میاں! رات ہم دہلیز میں بغیر کھائے فاقہ سے سوئے ہے، کسی نے پوچھا نہیں!" بیدار ہونے پر آپ کو فکر و تشویش ہوئی کہ یہ کیا بات ہے، لوگوں سے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ رات ایک مسافر آئے۔ آدمی نے انھیں دہلیز میں جگہ بتادی، کہ یہاں آرام کریں۔ مگر کھانے کی بات نہ پوچھا

Marfat.com

کہ کھالیا ہے یا نہیں۔ اور وہ بغیر کھائے سو رہے۔ (یوں وارد و صادر کی نگرانی اس دربار شریف میں فرمائی جاتی ہے) اُس روز سے ہمارے حضرت قبلہؒ کا دستور ہو گیا کہ مسافروں کے کھانے کا خود خیال رکھتے۔ اور خادم کو از بس تاکید فرماتے کہ رات کو کوئی بے طعام نہ رہنے پائے۔ اگر کوئی مہمان پردیسی رات کو بوجہ بیماری خود غذا نہ کرنی چاہتا، تاہم آپ فاقہ نہ کرنے دیتے۔ اور مشورہ دیتے کہ دودھ، چائے، سابودانہ، کوئی لطیف اور ہلکی غذا قدر قلیل ہی، ضرور کھائیں۔ رات یہاں فاقہ سے نہ رہیں۔

قرآن مجید قلب مبارک کے اندر

ارشاد فرمایا۔ "خادم علی نے خواب دیکھا کہ ہمارے حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ نے انھیں کچھ تعلیم فرمایا۔ پھر لوٹا لے کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ وہاں قرآن شریف رکھا تھا، اس کے تمامی حروف کو آپؒ نے زبان سے چاٹ لیا۔ کاغذ اُس کا سرخ تھا۔ پھر آپؒ نے پھونکا تو اُس کے حروف چوب خط سے (خوب نمایاں اور واضح) لکھے ہوئے تھے!" خواب سنکر حضرت قبلہ روحی فداہٗ نے ارشاد فرمایا! "اللہ کے خاص بندوں کے دل میں صندوق ہی، اگر اس سے ایک ذرہ باہر نکالیں، تو تمام عالم ڈوب جائے!"

من در خیال خود خوشم اگرچہ مالیخولیا باشد

پھر دعا فرمائی۔ اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین (یا اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ، اور مسکینی میں موت دے، اور میرا حشر زمرۂ مساکین کے ساتھ فرما۔)

آپؒ کا خدادادی لقب شیخ العارفین ہے

حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا! "ہمارے حضرت قدس سرہٗ کا خدادادی لقب "شیخ العارفین ہے"۔ عالم غیب میں آپ لقب "شیخ العارفین" سے ملقب ہیں، اسکا ہمیں اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے۔

لقب خدادادی کا اظہار

ضلع میمن سنگھ کے ایک مولوی صاحبؒ نے خواب میں دیکھا کہ عرس شریف کی تقریب میں بیشمار لوگ جا رہے ہیں۔ جب اُن لوگوں سے پوچھا کہ آپ لوگ کہاں جاتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ "ہم شیخ العارفین حضرت سیدنا و مولانا مخلص الرحمٰن قدس سرہٗ العزیز کے عرس شریف میں مرزا کھیل جاتے ہیں" آپ کے اِس خدادادی لقب "شیخ العارفین" کی اُسوقت تک کسی کو اطلاع نہ تھی۔ مولوی صاحبؒ نے جب یہ خواب ہمارے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا تو آپؒ نے فرمایا کہ اِس خواب سے ہمارے حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کے خطاب غیبی "شیخ العارفین" کا اظہار کیا گیا ہے۔

غریب پیر کی درگاہ

یہ خادم ۱۲ ذیقعدہ شریف کے عرس میں حاضر دربار عالی تھا۔ ہزاروں لوگوں کا اجتماع تھا اور ایک مجمع عظیم میں ہمارے حضرت قبلہ تشریف فرما تھے۔ کہ ۳-۴- آدمی جو نذہب ہندو سے تھے، حاضر خدمت ہوئے۔ اُن میں سے ایک شخص نے عرض کیا، کہ میں سخت بیمار ہو گیا تھا۔ ایک روز خواب میں ایک بزرگ کو

Marfat.com

دیکھا کہ فرماتے ہیں۔ لو، یہ تعویذ پہن لو جب اچھے ہو جاؤ۔ تو غریب پیر کی درگاہ میں جا کر کچھ شیرینی گذران دینا؟ میں نے خواب ہی میں کہا۔ صاحب میں غریب پیر کی درگاہ، نہیں جانتا کہ کہاں ہے؟ بزرگ نے فرمایا "تم میرزا کھیل جا کر (ہمارے حضرت قبلہ کا نام نامی لے کر فرمایا کہ ان سے) دریافت کر لینا، وہ جانتے ہیں تمھیں بتلا دیں گے!" جب نیند سے بیدار ہوا۔ تو عجیب و غریب بات یہ دیکھی کہ وہ ہی تعویذ سرہانے، تکیہ پر موجود تھا۔ میں نے یہ تعویذ پہن لیا۔ اور مالک کی عنایت سے بالکل اچھا ہوں، اور اُن بزرگ کے حکم کی تعمیل میں شیرینی بطور نذر پیش کرنے حاضر ہوا ہوں، مجھے بتا دیجئے۔ کہ غریب پیر کی درگاہ کہاں ہے۔ حضرت قبلہ نے با چشم پر آب سیدنا حضرت شیخ العارفین کے مزار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "غریب پیر کی درگاہ یہ ہی ہے" سبحان اللہ!

حضرت قطب عالم دروازہ حرم کعبہ میں نظر آئے

ایک صاحب مسمّیٰ حاجی رمضان علی صاحب نے اپنے انتقال کے وقت یہ حکایت بیان کی کہ حضرت کے وصال کے کئی سال بعد بموقع حج میں مکہ معظمہ میں تھا اور ایک روز حرم شریف جا رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت (شیخ العارفین) دروازہ حرم محترم پر کھڑے ہیں، نہایت حیرت اور ہیبت مجھ پر طاری ہوئی کہ آپ نے تو وفات فرمائی۔ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں ہیبت اور حیرت سے میری زبان گنگ ہو کے رہ گئی۔ اور ایک حرف منہ سے نہ نکلا۔ آپ نے مجھے دیکھا اور آخر خود ارشاد فرمایا۔ تم نے ہمیں یہاں اس طرح دیکھ لیا ہے۔ بس اس کا تذکرہ کسی سے بھی نہ کرنا۔ ورنہ یاد رکھنا کہ اگر ذکر کیا تو زندہ نہ رہو گے۔ خدا ہی جانتا ہے کہ آپ کی زیارت کے بعد میرے دل پر کیا گذری میں نے آج تک اس کا اظہار کسی پر بھی نہیں کیا۔ اب میرا وقت اخیر آیا، اور دنیا سے سفر کر رہا ہوں میں اس واقعہ چشم دید کو ظاہر کرتا ہوں تا کہ لوگ حضرتؒ کی بزرگی اور آپ کے مرتبہ کو پہچانیں، اور سمجھیں کہ آپ قطب عالم تھے، ہم لوگوں نے آپ کو پہچانا نہیں۔

خرقہ مبارک کے فیوض و برکات

یہ خادم مرشدی و مولائی حضرتؒ فخر العارفینؒ کی جناب میں حاضر تھا، کہ ایک شخص نے خدمت مبارک میں یہ التجا کی کہ دادا پیر حضرت شیخ العارفینؒ کے خرقہ مبارک کا ایک تار عطا ہو جائے۔ فلاں شخص آسیب زدہ ہے۔ آپؒ نے خرقہ مبارک کا وہ تار اُسے عطا فرمایا۔ اور اس خادم سے ارشاد ہوا کہ کوئی آسیب زدہ ہوتا ہے تو حضرت قدس سرہٗ کے خرقہ کا تار یہ لوگ گلے میں (بطور تعویذ) پہنا دیتے ہیں، اُسکا آسیب دور ہو جاتا ہے!

قید آسیب دستور نہ تھا

اور یہ بھی فرمایا "کوئی آسیب نہ دہ آتا۔ تو جن اور خبیث کو آپ قید نہ کرتے۔ آسیب سے صرف یہ فرما دیتے۔ کہ دور ہو جا، چھوڑ دے۔ بس خدا کے فضل سے دُور ہو جاتا"۔

آپؒ کی خدمت میں مریضان مایوس العلاج، اور مجنوں، اور آسیب زدہ بہت حاضر ہوا کرتے۔ اور آپؒ کی دعا کی برکت سے صحتیاب ہو جاتے تھے۔ ایسے واقعات بہت ہیں سہ

Marfat.com

اُن کا دم کردہ آب آبِ حیات — تھی زباں منہ میں چشمۂ حیواں

یادگار جہانگیری ایک کتاب یادگار جہانگیری جس میں حضرت سیدنا شیخ العارفین کی تاریخہائے وفات بھی ہیں ۱۳۳۵ھ میں بھی شائع ہوئی تھی۔ شعرا کی اچھی اچھی تاریخیں ہیں، مگر حافظ فرید احمد صاحب مولانا شمشاد صاحب اور حافظ مقبول احمد صاحب نے جو قطعات تاریخی لکھے، ان کا یہ مرتبہ خاص ہے۔ کہ حضرت قبلہ رح نے ان کے لئے خصوصیت سے اظہار پسندیدگی فرمایا۔ اور ان کے متعلق جو ارشادات ہوئے وہ ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال سیدنا حضرت شیخ العارفینؒ

(از حافظ فرید احمد صاحب غازی پوری)

ہائے اُس آفتاب کا چھپنا — جس سے روشن تھا خلق کا ایمان
ڈالے پرتو تو ہو وہ شرحِ صدور — صاف دفع شرور کا اعلان
"ماہتابِ" ترقیِ اسلام — اب کرے کس سے فیض کا ارمان
روز افزوں کرامتیں اُس کی — بے زوالی کا چھوڑتی تھیں نشان
کیا کہوں کیا گذر گئی دل پر — شب دیجور ہے نظر میں جہان
ماہ ذیقعدہ روز دوشنبہ — ہوگیا عالم ایک ہُو کا مکان
مشرق و مغرب و شمال و جنوب — جس طرف دیکھئے ادھر سنسان
فکر تاریخ جب ہوئی مجھکو — ہاتفِ غیب نے کہا، نادان
ہمہ تن جو ہوا فنا فی اللہ — اس کی ہر شان ہے خدا کی شان
دین اسی کا اسی کی دنیا ہے — دونوں عالم کا ہے وہی سلطان
گو بظاہر چھپا خلائق سے — نور اُس کا مگر ہے جلوہ کنان
جب خلوص اسکے ساتھ ہے تجکو — لاکھ پردوں میں ہو عیاں فیضان
دیکھ تو "مسندِ خلافت" پر — کون بیٹھا ہے ظاہر و پنہان
وہی ہوگا، وصال کی تاریخ — ہے وہی فیضیاب اور بیان

مرحبا اے جناب عبدالحی قدس سرہٗ
نجم احسان مخلص الرحمٰن قدس سرہٗ

Marfat.com

تاریخ وفات اور تصرف غیبی

اس تاریخ کے متعلق میرٹھ کے مظاہر اسلام صاحب سے ارشاد ہوا ہم نے ایک دفعہ کہا تھا کہ تمام تاریخیں قوتِ علمیہ سے لکھی گئی ہیں۔ مگر دو تاریخیں ایسی ہیں جو تائیدِ غیبی سے لکھی گئی ہیں۔ ایک حافظ فرید کی تاریخ ہے، اور دوسری حافظ مقبول احمد کی۔ انسان کی یہ مجال نہیں کہ ایسی تاریخ کہہ سکے۔ یہ قوتِ باطنیہ اور غیبی تصرف سے لکھی گئی ہیں۔ اِس میں ہمارے لئے بہت بڑی مبارکبادی ہے۔ جس کی وجہ سے ہمیں نہایت عظیم الشان خوشی اور سرور ہے۔ حافظ فرید خود ہرگز ایسی تاریخ نہیں کہہ سکتے۔ یہ تاریخ درحقیقت اُن کے پیر مولوی عبدالعلیم صاحب آسی نے غیبی تصرف سے لکھی ہے۔ ہم نے پڑھتے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ تاریخ تو مولوی عبدالعلیم صاحب کی ہے۔ مولوی عبدالعلیم صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) بہت بڑے مشہور شاعر، عالم، اور درویش تھے ہماری ان کی نہایت رفاقت رہی۔ پورب کے لوگوں میں مولوی فاروق صاحب چڑیا کوٹی اور مولانا عبدالعلیم صاحب فلسفہ، فقہ، اور اصول میں بہت مشہور تھے۔ اور پچھم والوں میں مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی، اور مولوی لطف اللہ صاحب اور مولوی فضلِ حق صاحب خیرآبادی بہت مشہور عالم مانے جاتے تھے۔ ہم نے منشی عبدالقدیر سے کہہ دیا تھا کہ اس تاریخ کو اور دو تاریخوں میں سب سے پہلے لکھنا۔ مگر ہم نے سب سے اوّل اِس تاریخ کے لکھنے کو جو کہا تو یہ کچھ سوچ سمجھ کر ہی کہا ہے۔ یہ تاریخ نہایت پسند ہے، اور واقعہ بھی یہی ہے یہ سب سے اچھی ہے۔ اس شان کی کوئی تاریخ نہیں۔ جو چار اشعار ہم نے کندہ کرانے کلکتہ بھیجے تھے، ان میں یہ مادہ تاریخ بھی ہے! حافظ فرید صاحب کے اِن دو شعروں کے نسبت ارشاد ہوا۔ ؎

ہائے اُس آفتاب کا چھپنا — جس سے روشن تھا خلق کا ایمان

مرحبا اے جناب عبدالحی — نجم احسانِ مخلصُ الرحمٰن

افسوس اور ہائے کا فرق

مظاہر الاسلام (ساکن میرٹھ) سے ارشاد ہوا۔ آیئے، ایک بات ہمیں سمجھایئے آپ ماشاءاللہ تمیزدار ہیں۔ جب کسی کی موت کی خبر معلوم ہوتی ہے، تو کہتے ہیں، افسوس ہے، اور ایسے ہی موقع پر "ہائے" بھی کہتے ہیں۔ بتایئے، کہ "افسوس" اور "ہائے" میں کیا فرق ہے؟ اس استفسار کے جواب میں خود ہی فرمایا! "ہائے کا تعلق رُوح سے ہے۔ جب روح پر اثر ہوتا ہے، تب انسان ہائے کہتا ہے!"

اِس تاریخ کا پہلا شعر ہے ؎

ہائے اُس آفتاب کا چھپنا — جس سے روشن تھا خلق کا ایماں

جس آفتاب سے خلق کو روشنی حاصل ہوتی تھی۔ ہائے وہ اب چھپ گیا۔ جس کو اس بات کی تمیز نہیں وہ بھلا کیا سمجھ سکتا ہے؟ دوسرے شعر میں جانتے ہو ہمیں کیا مبارک بادی گئی ہے؟ "ہمیں اِس مادہ تاریخ میں کس نام اور کس لفظ سے یاد کیا ہے"؟ ہمارے واسطے "نجم" کا لفظ لکھا ہے جو ایک بہت بڑی مبارک بادی ہے، مگر ہم کھل کر نہیں ظاہر کریں گے۔ صرف اشارہ کریں گے۔ یہ ایک راز ہے۔ اور اشعار پر تو غور نہیں کیا، مگر اس مادہ تاریخ پر غور کیا ہے!

Marfat.com

وہ ہمیں بہت پسند ہے، اِس مصرعہ کے معنی یہ ہیں کہ حضرت سیدنا مخلص الرحمٰنؒ ایسے ہیں، جن کے احسان نے ہمیں "نجم" بنا دیا!

قرآن مجید میں

چمکتا ہوا تارہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! "وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى" "قسم ہے نجم کی جب وہ ڈھل جائے" اور "وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ!" "قسم ہو آسمان کی اور رات کے مہمان کی وہ مہمان کیا ہے (نجم ثاقب) چمکتا ہوا تارہ ہے! جانتے ہو، وہ رات کے مہمان وہ چمکتا ہوا تارہ (جن کی اللہ نے قسم کھائی ہے) کون تھے؟ وہ تارا معراج کی رات میں حضرت سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے۔ مظاہر الاسلام نے عرض کی، اللہ تعالیٰ نے "ڈھلنے کے وقت کی قسم کیوں کھائی ہے؟ اس میں کیا بھید ہے؟"

توچیزے دیگری!

حضرت قبلہؒ نے تبسم فرمایا۔ ارشاد ہوا! "یہ بات آپ ہی نے ہم سے دریافت کی ہے؟ اور کسی نے کبھی نہیں پوچھی "النجم" سے مراد بڑھاپا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے (اپنے حبیب و محبوب کے) اُس وقت کی قسم کھائی ہے جبکہ آپ کا سن شریف ڈھلا یعنی بڑھاپا شروع ہوا۔ انسان کی جوانی پچاس سال کے بعد ختم ہو جاتی ہے اور بڑھاپا شروع ہو جاتا ہے۔ ہمارے پاس بھی یہ تاریخ پچاس برس کے بعد آئی ہے۔ ہمارا بھی بڑھاپا شروع ہوا۔ مجھ میں مظاہر الاسلام بڑھاپا شروع ہوا۔ مجھ میں مظاہر الاسلام بڑھاپا اور علالت دونوں جمع ہو گئے، ہم بالکل مردہ ہو گئے۔ اب دنیا کا کیا لطف! "نجم" کے کیا معنی ہیں؟ اسے تم کیا سمجھو گے! کے آدمی و کے پیرشدی۔ "نجم" کا مطلب ہمارے مریدوں کے علم سے بالاتر ہے۔ ہمیں بہت بڑی مبارکی دی گئی ہے۔ فقیر و درویش بہت ہیں، مگر ہمارے پیرو مرشد کی طرح کسی کو نہ پاؤ گے! پھر یہ اشعار فرمائے ؎

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آزری — ہر چند وصفت می کنم در حسن زاں بالاتری
آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام — بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
ہمارے سر پہ اس عالم میں اُس عالم میں دونوں جا — ہے سایہ خدا و ندا! ہمارے پیرو مرشد کا
بیا باب اجابت روضۂ شاہ جہانگیر است — کلید باغ جنت روضۂ شاہ جہانگیر است
عجب گنج حقیقت شد نہاں زیر زمیں اینجا — کہ آید سر بہ سجدہ با ادب روح الامیں اینجا
بصد آداب آئید اے گروہ زائرین این جا — کہ باشد روضۂ محبوب رب العالمین اینجا

مرزا کھیل بیا لبیک گویاں بالیقین کو کب
اگر کعبہ ندیدستی بہ خاک ہند بین اینجا

128359

Marfat.com

قطعہ تاریخ از حافظ مقبول احمد صاحب بنارسی

مخلص الرحمٰنؒ جنید وقت شبلی زماں
شد روانش محو حسن روئے اصلی مرکزے

عازم دار البقا شد دار فانی را گذاشت
در جہاں گردید ہم پہلوئے اصلی مرکزے

کل شیٔ راجع بود با اصل خود لاریب فیہ
دائم او را بود جست و جوئے اصلی مرکزے

جان نثار راہ حق شد در نواح چاٹگام
ز آستانش ہست راہ کوئے اصلی مرکزے

بادشاہ اتقا بود و جہانگیرش لقب
زہد او شد قوت بازوئے اصلی مرکزے

ماہ ذیقعدہ بد و ثانی عشر تاریخ بود
شد رواں صبح دوشنبہ سوئے اصلی مرکزے

کوکب دل خستہ تاریخ وصالش زد رقم
قطب عالم شد روانہ سوئے اصلی مرکزے

حافظ مقبول احمد صاحب بنارسی المتخلص بہ کوکب نے بیان کیا کہ جب مجکو بنارس میں حضرت قبلہؒ کی غلامی کا شرف حاصل ہوا تو آپنے فرمایا کہ آپ ہمارے حضرت پیر و مرشد والد صاحب قبلہ کی تاریخ وصال لکھیئے اور کچھ حالات منیف آپنے فرمائے۔ از انجملہ یہ بھی فرمایا کہ ہمکو کعبۃ اللہ کے پورب جانب مرید و تلقین کرنے کی اجازت ہے۔ مینے فکر تاریخ وصال شروع کی تو یہ مصرعہ برآمد ہوا "قطب مشرق پا نہادہ سوئے اصلی مرکزے"۔ آپنے پسند فرمایا۔ میں نے اس پر اور اشعار منظوم کرکے بنارس سے دربار عالی میں پیش کرا دیا۔ کئی سال بعد جب میں چاٹگام شریف حاضر خدمت اقدس ہوا تو آپؒ نے فرمایا کہ آپکے مادۂ تاریخ میں ۱۳۰۳ھ نکلتے ہیں بلکہ ۱۳۰۲ھ ہونا چاہیئے۔ ایک عدد زیادہ ہے۔ ہوسکے تو اسکو درست کردیجئے۔ بندہ اس عددی غلطی پر آگاہ نہ تھا۔ اور اس بار آپنے اور لوگوں سے مرید و تلقین کرنے کی حد کے متعلق فرمایا کہ پہلے کعبۃ اللہ کے پورب (مشرق کی) جانب مرید کرنے کی اجازت تھی اب ہم کو ہر چہار جانب کی اجازت ہے۔ اس ارشاد مبارک سے مجکو بہت خوشی و مسرت ہوئی۔ اور تاریخ وصال شریف کے مادہ کی فکر ہوئی۔ چھ شبانہ روز فکر کی کامیاب نہوا۔ بہت مغموم ہو کر حضرت سیدنا دادا پیر قدس سرہٗ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر بہت رو کر دعا کی۔ اس رات ہجوم غم کے سبب نیند نہ آئی کروٹیں بدلتا رہا۔ آخر یہ خیال ہوا کہ مادۂ تاریخ کی ہی فکر کرو۔ لیٹے لیٹے سوچتا رہا۔ دفعتاً ایسا معلوم ہوا کہ دل میں کوئی کہتا ہے "قطب عالم شد روانہ سوئے اصلی مرکزے" اعداد شمار کئے تو ۱۳۰۲ھ برآمد ہوئے۔ بتی روشن کرکے لکھکر بار بار شمار کیا صحیح برآمد ہوا۔ بہت خوشی ہوئی۔ صبح کو بعد نماز فجر عرض خدمت کیا بہت پسند فرمایا، اور فرمایا جس سرزمین سے کعبۃ اللہ مسجود ہوسکتا ہے، اس سرزمین میں (یعنی تمام عالم میں) ہم مرید و تلقین کرسکتے ہیں۔

Marfat.com

قطبِ عالم مادۂ تاریخ۔ ؏ قطبِ عالم شد روانہ سوئے اصلی مرکزے! "یہ لفظ "قطبِ عالم" آپ نے ہمارے حضرتؒ قدس سرہٗ کی شان کے مطابق کہا، آپ قطبِ عالم تھے!

قطعہ تاریخ از جناب مولوی عبدالاحد صاحب شمشاد فرنگی محلی لکھنوی

روز دوشنبہ مہ ذیقعدہ بود ۔۔۔ دہ دو بالا بود تاریخ جلیل
کرد رحلت صوفی عالی وقار ۔۔۔ علمِ دیں را بود او کامل کفیل
ملک مشرق بدبذاتش مستفید ۔۔۔ چاٹگامی بود بے مثل و مثیل
در دو مصرعہ یافت دو تاریخ آں ۔۔۔ خوش بیاں شمشاد در طرز جمیل

مخلصُ الرحمٰن مفید الاولیاء
خلد مسکن قطبِ دوراں بیعدیل

مُفیدُالاولیا خواجہ عبدالقدیر بنارسی سے دریافت فرمایا گیا کہ یہ کیسی تاریخ ہے۔ انھوں نے عرض کی کہ مصرعۂ تاریخ میں "مفیدِ الاولیا" کا ٹکڑا خوب آیا ہے۔ ارشاد فرمایا "اس میں کیا خوبی ہے؟" انھوں نے عرض کی کہ! "وہ بزرگ جن سے اولیاء اللہ استفادہ کریں جن کا مرتبہ شان غوثیت میں کمال کا مرتبہ ہو" ارشاد ہوا۔ تمہاری روح کو ادراک ہوگیا ہے، مگر حواس میں نہ آنے کی وجہ سے زبان بیان نہیں کرسکتی۔ تمہاری روح میں ذوق ہے۔ سنو! جو لوگ (حضرات اولیاء اللہ) شاذونادر ہوتے ہیں، انھیں "افراد" کہتے ہیں!

محبوب و مُراد ایک روز خضر علیہ السلام جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک آدمی کو دیکھا، کہ لبادہ اوڑھے ہوئے سوتے ہیں خضر علیہ السلام نے کہا، اٹھو، کیا سو رہے ہو؟ خدا کی عبادت کرو۔ خضر علیہ السلام نے لبادہ سے سمجھا کہ یہ کوئی ولی ہیں، وہ بزرگ اٹھے۔ اور خضر علیہ السلام سے کہا، اب ہم آپ کی نظر سے غائب ہو جائیں گے۔ ہمیں معاف کیجئے گا۔ خضر علیہ السلام کو بہت حیرت ہوئی، باوجودیکہ ہم "نقیب الاولیا" ہیں۔ اور ہمیں پتہ نہیں کہ یہ بزرگ کون ہیں اور کہاں غائب ہوگئے۔ آگے بڑھے تھوڑی دور جاکر ایک عورت نظر آئیں۔ اسی طرح لبادہ اوڑھے ہوئے وہ بھی سو رہی تھیں۔ خضر علیہ السلام نے سمجھا انھیں بزرگ کی بیوی ہوں گی، اور ان کے بیدار کرنے اور اٹھانے کا ارادہ کیا۔ الہام ہوا۔ "تادّب یاخضر!" اے خضر ادب کرو"۔ وہ جاگ گئیں۔ اور کہا، کاش الہام ہونے سے پہلے ادب کیا ہوتا!" یہ کہہ کر وہ بھی غائب ہوگئیں۔ خضر علیہ السلام نے حق سبحانہ تعالیٰ کی درگاہ میں عرض کی "یا اللہ ہم نقیب الاولیا ہیں، اور ہمیں پتہ نہیں کہ یہ کون لوگ ہیں جو غائب ہوگئے!"

Marfat.com

جنکا رتبہ خضر تک نے پہچانا نہیں

جواب آیا۔ تم نقیب اولیا ضرور ہو۔ مگر مرید اور طالب کے مطلوب اور مراد کے نہیں۔ یہ لوگ (جنھیں تم پہچان نہ سکے؟ ہمارے مطلوب اور مراد ہیں۔ پھر خضر علیہ السلام نے پوچھا! ان کے سردار اور افسر کون ہیں؟ کہا! شیخ عبد القادر جیلانی! غوث الثقلین پیران پیر (روحی فداہ) تو آپ کی ذات (اس معنی سے) "مفید الاولیا" ہے۔ تم ابھی لڑکے ہو نہیں سمجھو گے۔ جب بڑے ہو جاؤ گے، سمجھ جاؤ گے"۔

وُہ اپنی ذات سے ایک انجمن ہیں!

سنو ہم تمہیں بتاتے ہیں، حق سبحانہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ اگر بہت آدمیوں کے اوصاف ایک آدمی میں جمع کر دے۔ تو کیا دشوار ہے۔ جیسے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اللہ جل شانہ نے جمیع انبیاء علیہم السلام کے اوصاف و کمالات مجتمع کر دئیے تھے۔

ے حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اسی طرح اولیائے امت میں جو ولی اللہ کہ خاص مقام و نسبت محمدی سے سرفراز ہیں، ان کا حال ہے۔ جیسا کہ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ترجمۂ حدیث میں فرماتے ہیں ے

گفت پیغمبر کہ ہست از امتم
کو بود ہم گوہر و ہم ہمتم

مر مرا زاں نور بیند جان شان
کہ من ایشاں را ہمی بینم بداں

بے صحیحین و احادیث و رواۃ
بینی اندر مشرب آب حیات

محبت حضرت غوث الثقلین

ارشاد ہوا۔ ہمارے حضرت قدس سرہٗ فرماتے تھے۔ سب لوگ چار چیزوں (اربعہ عناصر) سے پیدا ہیں۔ ہم پانچ چیزوں سے ہیں۔ ہم میں ایک (عنصر خلقت) غوث الثقلین کی محبت بھی ہے۔

مریدوں میں آثار محبت

خدا نے اسی محبت کے صدقے میں اپنی رحمت کاملہ سے ہمارے مریدوں میں بھی کچھ کچھ محبت دی ہے۔

کرامت اعظم، لقب جہانگیر شاہ

سیدنا حضرت شیخ العارفین اپنے آخر زمانۂ حیات میں بعض خاص خاص عقیدتمند اور حلقہ بگوش اصحاب سے فرمایا کرتے کہ ہمارے پیر و مرشد نے ہمیں جو خطاب جہانگیر شاہ عطا فرمایا، اس کی بنیاد تو ہم نے قائم کر دی ہے، اور اس کی تکمیل چھوٹے میاں (ہمارے حضرت قبلہ" کا نام نامی لیکر فرمایا کہ اُن) کے ہاتھوں سے ہوگی! چنانچہ پچاس سال کے عرصہ میں پردۂ غیب سے ایسا ہی ظہور میں آیا۔ ہمارے حضرت قبلہ کے دست حق پرست پر سیدنا شیخ العارفین کے سلسلۂ عالیہ کی اشاعت اور فیوض و برکات کے واقعات بدرجہ کمال ظہور میں آئے، اور یہ سلسلۂ عالی قادری ابو العلائی منعمی سلسلۂ جہانگیری کے نام اور نسبت سے موسوم ہوا۔ اور ایک خاص خاندان مثل دیگر خانوادہ ارباب طریقت کے خاندان جہانگیری کے نام سے تحریراً

Marfat.com

دلقریہ میں زبان زد خاص وعام ہوا، اور از شرق تا غرب، سیدنا حضرت شیخ العارفین کے سلسلۂ عالیہ کی اشاعت ہوئی۔

؎ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

فی القرآن المجید

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ - اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا -

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولادت مبارک

سیدنا و مولانا بدر الملت والدین الملقب بہ خطاب غیب فخر العارفین حضرت شاہ محمد عبدالحیؒ قدس سرہ کی ولادت شریف ۱۲۷۶ھ یک شنبہ کے دن مابین ظہر و عصر "مرزا کھیل" شریف میں ہوئی۔ ۵

حلیہ شریف

گر مصور صورت آں دلستاں خواہد کشید حیرتے دارم کہ نازش را چساں خواہد کشید

ہمارے حضرتِ قبلہ قدس سرہٗ نہایت شکیل حسین و جمیل، اور حسن و جمال ظاہری میں اپنے والد ماجد قبلہ سیدنا حضرت "شیخ العارفین" کی طرح تھے۔ آپؒ طویل القامت تھے مگر نہ بافراط بلکہ ایسے طول کے ساتھ کہ حلیۂ مبارک حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میں بیان ہوا ہے یعنی قدِ درمیانہ سے نکلتا ہوا۔ چہرۂ مبارک گول آفتابی، روشن و نورانی ماہ نیم ماہ، رخسارے بھرے ہوئے۔ پیشانی اقدس فراخ، روشن و درخشان، بینی پاک لمبی، وسط سے ابھر کر نیچے کی طرف قدرے خم کھائی ہوئی۔ سر اقدس بزرگ و کلاں، رنگ گندمی کھلتا ہوا صبیح و ملیح، پیشانیٔ اقدس کی درمیانی رگ ہنگام جوشش گفتار ابھر آنے والی۔ چشمانِ مبارک درمیانہ، نہ کلاں نہ خورد، بیاض چشم نہایت صاف و سپید، جو بعض دفعہ ہنگام کلام خون کبوتر کی طرح سُرخ نظر آتیں۔ دہن پاک کشادہ و فراخ، دندان پاک بزرگ، جن میں سے نیچے کا ایک دانت مدت ہے مدت سے نہ تھا، ٹوٹ گیا تھا۔ سینہ اقدس فراخ، اور صاف، دونوں دست مبارک مائل بطول اور نرم و نازک، چلنے میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں گھٹنوں سے بگمان غالب کچھ نکلتی ہوئیں پائے اقدس متوسط، اور بغایت نرم و نازک، کف پائے اقدس نرم بھرے ہوئے، ریش مبارک مشروع گھنی، اور گول، اور خوب بھری ہوئی، موئے مبارک کچھ سیاہ، کچھ سپید۔ جسم مبارک نہ فربہ نہ لاغر، تمام اعضائے شریف از سر تا قدم نہایت موزوں و متناسب، نظر بمجموع لاکھوں میں یکتا، آواز بلند، باوقار اور شیریں، قریب و بعید سب کی سامعہ نواز، نہ قریب متاذی، نہ بعید محروم، کلام مختصر الفاظ قلیل، معنی کثیر، جامع و ملتع دلکش و دل آویز سادہ و بے تکلف و بے ساختہ، شیریں مگر پرجوش و باوقار کہ بعض دفعہ یہ محسوس ہوتا کہ سپہ سالارِ میدان جنگ کی آواز گرج رہی ہے۔ رفتار شاہانہ، انداز ملوکانہ، ہنگام رفتار سر اقدس بجانب قلب جھکا ہوا۔ ہر قدم قوت کے ساتھ اور جما ہوا بلا ارادہ اظہار قوت کرتا ہوا زمین پر پڑتا۔ بے چاپ اور بے آواز۔ "عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھوناً" کی شان لئے ہوئے، وضع میں سادگی، ہر بات میں بے ساختگی، خلوت و جلوت میں یکساں، لبوں پر تبسم، چہرہ پر ترحم، محزون القلب، بہجۃ البشری۔ اتنے باوقار اتنے یکتا، کہ ہزاروں میں اگر ہوتے بے بتلائے پہچانے جاتے کہ محض چہرۂ مبارک سے ہی آثار بزرگی و سرداری نمایاں تھے

Marfat.com

جس نے ایک بار دیکھ لیا، عمر بھر نہ بھولا جس نے کہا یہی کہا کہ سب سے زیادہ میں مورد عنایات ہوں۔ سب کے اور پھر بان سب کے دردمند۔ خدا کی مخلوق میں سب کے دعاگو۔

ماجرائے عجیب و غریب ہر شخص کا مشاہدہ ہے کہ ایک انسان کی شباہت کا دوسرا انسان کبھی نہ کبھی اور کہیں نہ کہیں نظر آہی جاتا ہے، جس پر فوری طور پر یہ دھوکا ہو کہ یہ فلاں شخص تو نہیں، مگر عجائبات روزگار سے ہے کہ ہمارے حضرت قبلہ کا ہم شبیہ باوجودیکہ ہزاروں آدمی نظر سے گذرے لیکن کسی کو کبھی نظر نہیں آیا، اور یہ کہنا ہر اُس شخص کا ہے جس نے بس ایک دفعہ آپ کو دیکھا، آپ کی زندگی میں لوگوں میں اسکا کچھ چرچا ہوا، سینکڑوں نے کہا یہی بات ہے، اور پھر بہتوں نے اسکا خیال رکھا، مگر کہیں اور کبھی ایسا شخص آپ کے دیکھنے والوں میں سے کسی کی نظر سے بھی نہ گذرا جس پر آپ کی شباہت کا گمان گذرتا۔ ظاہراً اُس شکل و شمائل کی روئے زمین پر ہمارے زمانہ میں بس یہ ایک ہستی تھی، جسے ہزاروں اور لاکھوں نے، مجسم رحمتِ خداوندی کی شکل میں دیکھا، لسان الغیب حضرت حافظ شیراز کیا خوب فرماتے ہیں۔

ہمچوں تو نازنینے سرتا بپا لطافت گیتی نشاں ندادہ ایزد نیافریدہ

وضع و لباس سر پر پچگوشیہ ٹوپی، ایک سفید کرتا، اُس پر زمین سکھ کی سفید چادر ڈیڑھ پاٹ کی۔ اور تہ بند، ازار مخطّط لباس نبوی، سفید رنگ مرغوب و مطبوع خاطر اقدس تھا۔ جمعہ کے روز انگرکھا، اور عمامہ جس کا شملہ، کاندھے پر پڑا ہوا، جاڑے میں کبھی گاڑھے کی ایک دوہر، یا کمبل، اور لبادہ، اور کن ٹوپ، اور اکثر ایک میرزئی نیمہ آستین روئی دار یا کوئی گرم چادر ہوا کرتی تھی، وہ بھی زیادہ ٹھنڈ ہونے کے اوقات میں، باقی اوقات میں صرف ایک کرتہ جس کا گریبان اکثر کھلا رہا کرتا۔ عید اضحیٰ کے موقعہ پر خاص لباس زیب بدن فرمایا جاتا، کرتہ، اُس پر دیسی وضع کی اچکن، اچکن پر سیاہ عبائے عربی جس کی آستین لمبی، اور کھلی ہوئی، سر پر عمامہ اور ازار مخطّط کی بجائے پاجامہ، کہ سنت حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہے، (علیہ السلام) پاؤں میں جرابیں، جو بیشتر، زمانہ اوائل میں اکثر بموسم سرما استعمال فرمائی جاتی تھیں۔ عید الفطر میں یہی لباس، مگر بجائے پاجامہ تہ بند۔ نعلین پاک ہمیشہ سلیم شاہی، اور گرگابی، انگریزی بوٹ کبھی استعمال نہیں فرمایا۔

معاشرت پہلے تو آپ مسہری یا تخت پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ مگر خانہ نشینی کے بعد ۲۰ برس کی مدت تقریباً اٹھائیس سال ہے۔ آپ نے مسہری پر آرام فرمانا ترک فرمایا۔ اور زمین پر استراحت فرماتے تھے۔ خانہ نشینی کے زمانہ میں بموسم سرما موزہ پہننا بھی، آپ نے چھوڑ دیا تھا۔ یہ فرمایا، کبھی کبھی ہم یہاں ننگے پاؤں بھی چلتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایمن عاجزی اور تواضع ہے "البِاس میں اور کھانے میں، کسی چیز کی فرمائش کبھی نہ فرماتے، جو لباس کہ خادم پیش کر دیتے۔ اور جو کھانا کہ حویلی شریف سے آتا، اسی کو قبول فرما لیتے، کھانے کے خوش ذائقہ ہونے یا نہ ہونے کی مطلق پروا نہ تھی البتہ سرخ مرچیں زیادہ استعمال فرما نہیں سکتے تھے۔ لیکن اتفاقاً مرچ زیادہ ہوتی تو شکایت اس کی بھی نہ فرماتے۔

Marfat.com

کسی نہ کسی طرح پورا حصہ طعام تناول فرمالیتے۔ مقدارِ طعام متوسط مائل بقلیل، اور اکثر زمانہ تک صبح صرف ایک پیالی چائے اور بہت مختصر سا ناشتہ، دوپہر کو کھانا، اور بعد طعام، لازماً تھوڑی دیر قیلولہ، سہ پہر کو چائے کی فقط ایک پیالی اور بعد نماز عشا رات کا کھانا۔ کھانا زمین پر رکھ کر، جو ایک مسی چینی قلعی دار میں پیش ہوا کرتا تھا، تناول فرماتے۔ وقت طعام نشست یہ ہوتی تھی کہ ایک گھٹنا اٹھا کر اور زانوئے چپ زمین پر، اور دست چپ زمین میں ٹکا کر صرف دست راست سے تناول فرماتے، دست چپ سے مدد نہ لیتے، عام نشست آلتی پالتی مار کر بیٹھنے کی نہ تھی، گاؤ تکیہ ہوتا تھا، مگر گاؤ تکیہ پر ہمیشہ ٹیک نہ لگاتے۔

قبولِ دعوت جس وقت تک کہ خانہ نشین نہیں ہوئے تھے، اور احاطۂ خانقاہ شریف سے باہر آمد و رفت جاری تھی اُسوقت تک ہر داعی متقی، اور پابند شرع کی دعوت خواہ وہ کیسا ہی غریب ہوتا قبول فرمالیتے، اور اس کے گھر تشریف لے جاتے، لیکن مُریدین کا ہجوم اور لوگوں کی ہمراہی جس سے کسی طرح کی شان امتیاز ظاہر ہوتی قطعاً ناپسند فرماتے۔

ارشاد فرماتے "یہ راستہ تواضع۔ عاجزی۔ اور فروتنی کا ہے تعظیم طلب، اور مجلس پسند لوگوں کا نہیں ہے!"

احتیاطِ تقویٰ مشتبہ طعام قبول نہ فرماتے۔ احیاناً اِس قسم کا کھانا کبھی تناول فرمالیتے، تو ہضم نہ ہوتا۔ فوراً استفراغ ہو جاتا تھا۔ ایک یا دو بار ایسا اتفاق پیش آنے پر آپؒ نے گھر میں تاکید فرمائی کہ اس قسم کا مشتبہ کھانا ہمیں کبھی نہ بھیجا جائے۔ "ایسا کھانا ہمیں مت کھلاؤ۔ ہم کھا نہیں سکتے ہیں، اگر کھالیں، تو بیمار ہو جاتے ہیں"!

صفائی پسندی طہارت و صفائی میں بلیغ اہتمام اور کامل سعی فرماتے۔ مزاج مبارک از حد صفائی پسند تھا اکثر کئی کئی بار ٹھنڈے پانی سے غسل فرماتے۔ لباس مبارک سادہ، مگر ہمیشہ صاف ستھرا ہوتا۔

گیسوئے مبارک سر اقدس پر مدة العمر، تقریباً ۵۴ یا ۵۵ سال کی عمر شریف تک بال رکھے، پورے سر پر کانوں کی لَو تک۔ اِس کے بعد یہ دستور رہا کہ تمام سر کا حلق فرمایا جاتا۔ یعنی سنت نبویہ کے مطابق، یا تمام سر کے بال نرمۂ گوش تک رکھے۔ یا تمام سر پر نہ رکھے۔ اور مطابق سنت حلق فرمایا۔

پابندی فرائض و واجبات فرائض اور واجبات کی پابندی صحت ہو، یا مرض، ہر حالت میں فرماتے۔ نماز کسی حالت میں نہ چھوڑتے۔ سفر ہو یا حضر، اذان و اقامت، اور جماعت سے ہی حتی الامکان نماز ادا کرنے کا ہمیشہ معمول رہا۔

نمازِ جمعہ جمعہ کے دِن سفر نہ فرماتے، اگر سفر میں ہوتے، اور جمعہ واقع ہوتا۔ تو جمعہ کی نماز کے لئے سفر میں وقفہ کرتے اور ادائے نماز جمعہ کے بعد اجرائے سفر فرماتے۔

Marfat.com

بیماری کا علاج بیماری میں کبھی دوا استعمال فرماتے۔ اور کبھی نہیں۔ معالجہ میں کوئی اہتمام خاص نہ تھا جس نے کوئی دوا یونانی، یا ویدک، یا ایلوپیتھک، یا ہومیوپیتھک، پیش کر دی، استعمال فرما لیتے۔

پابندی معمولات بزرگانِ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معمولات شریفہ کی آپ نے سالہا سال پابندی ہر حالت میں فرمائی ہے۔ آخر حصہ عمر میں تو عالم ہی دوسرا تھا۔ آفتاب نصف النہار کے مانند آپ کے انوار و برکات حاضرین کو مستفیض فرماتے تھے۔

اسم مبارک آپ کے والد ماجد قدس سرہٗ نے آپ کا اسم گرامی محمد عبد الحیؒ رکھا۔ اور پیار سے اکثر "چھوٹے میاں" فرماتے تھے، اسلئے کہ بھائیوں میں آپ سب سے چھوٹے تھے۔

تعلیم ظاہری وقت تربیت کا آغاز ہوا۔ تو آپ کے والد ماجدؒ نے بسم اللہ اور قرآن خوانی کی رسم، ادا کی۔ اور آپ کو مکتب میں بٹھایا۔ آپ نہایت ہی ذہین، متین۔ زود فہم، اور قوی الحفظ تھے۔ بہت جلد آپ نے قرآن مجید اور ابتدائی کتابیں پڑھ کر فراغ حاصل کر لیا، اور اس کے بعد درسیات عربیہ دینیہ کی تعلیم شروع ہوئی۔ عربی صرف و نحو میں ابتداً آپ کی دل لگی نہ ہوئی۔ اور پڑھنے میں محنت و توجہ کم ہو گئی۔ کافیہ تک پہنچنے میں کئی سال صرف ہو گئے۔ نوشت و خواند میں آپ کی اس بے التفاتی اور بے توجہی کو اعزہ نے بھی محسوس کیا۔ اور آپ کے والد ماجد قدس سرہٗ کی خدمت میں آپ کے سربرآوردہ عزیز چودھری فضل الرحمن صاحب نے یہ واقعہ عرض کیا حضرتؒ نے یہ شکایت سنی تو فرمایا۔ کہ جب گھر میں چند افراد لائق ہوں تو اُن کے لئے کوئی ایسا بھی تو ہونا چاہیئے، جو اُن کی خدمت کرے۔ چھوٹے میاں اگر نہ پڑھیں گے تو اپنے بڑے بھائیوں کی خدمت کیا کریں گے"۔ ہمارے حضرتؒ نے فرمایا "میں یہ سب باتیں آڑ میں کھڑے ہوئے سن رہا تھا۔ یہ باتیں سنکر مجھے نہایت غیرت آئی۔ اور میں نے قصد سفر کر لیا، اور دل میں کہا۔ جب تک لکھ پڑھ کر میں کسی قابل نہ ہو جاؤں اُس وقت تک مکان پر واپس نہیں آنے کا" (آپ بدو شعور سے ہی والد ماجد کا نہایت ادب و احترام فرماتے تھے، اور والد ماجد قدس سرہٗ کا رعب آپ پر ہمیشہ سے ایسا غالب تھا کہ بہت کم سامنے آتے تھے) آپ نے والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا سے عرض کیا۔ "اب ہم پڑھنے کے لئے کلکتہ جائیں گے۔ ہمیں خرچ کے لئے روپے دیجئے"۔ انھوں نے چھ روپے دئے۔ اور آپ نے ۱۲۹۱ھ ہجری پندرہ سال کی عمر میں عزم راسخ کے ساتھ تحصیل علم کی خاطر سفر اختیار فرمایا۔ چودھری فضل الرحمن صاحب سے آپ فرماتے گئے کہ جب تک اتنا زیادہ نہ پڑھ لوں کہ آپ جیسے لوگ وقار و احترام کرنے لگیں، اُس وقت تک آپ مکان میں مجھے نہ دیکھیں گے۔ خدا کی شان ہے کہ زمانِ طفولیت میں جو الفاظ کہ آپ کی زبان سے نکلے خدا نے ان کو پورا کر دیا۔ ایک زمانہ آیا کہ چودھری صاحب نے آپ کے دستِ حق پرست پر توبہ و طریقہ کی، اور جب خدمت مبارک میں حاضر ہوتے، آپ کے قدم مبارک ہاتھوں سے چھو کر اس طرح آپ کو سلام کرتے۔ جس طرح کہ شرفائے اسلام آباد میں بزرگوں کو سلام کرنے کا دستور قدیم سے چلا آتا ہے۔

Marfat.com

سفر طالب علمی آپ کلکتہ میں پہنچے۔ "تو" کافیہ" آپ کے درس میں تھا۔ یہاں تین سال قیام رہا۔ انھیں ایام میں حضرت شیخ العارفین قدس سرہٗ کے پیر و مرشد سیدنا حضرت سید شاہ امداد علیؒ قدس سرہٗ بھاگل پور سے کلکتہ میں تشریف فرما ہوئے جس کی اطلاع ہمارے حضرت کو بھی ملی۔ اس موقع کو آپ اپنی خوش نصیبی سمجھ کر حصول سعادت کی غرض سے ان کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ حضورؒ نے آپ کے ساتھ غیر معمولی شفقت و کرم اور کمال خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ کلکتہ سے ہمارے حضرت نے مرزاپور کا قصد فرمایا۔ آپ کے ہم مکتب مولوی بشیر اللہ صاحب بھی اس سفر میں آپ کے ہمراہ چلے، اور مرزاپور میں دونوں صاحب مولوی عبد السمیع صاحب کے پاس پہنچے۔ مولوی بشیر اللہ صاحب تو وہیں ٹھہر گئے، اور حضرت قبلہ نے یہاں سے لکھنؤ کا ارادہ فرمایا۔ اس لئے کہ مرزاپور میں آپ کے اسباق کا انتظام خاطر خواہ نہ ہو سکا۔ لکھنؤ فرنگی محل میں آپ کے ہم نام علامہ محترم کے فضل و کمال کا شہرۂ عالم گیر ہو چکا تھا۔ آپ فرنگی محل میں پہنچے۔ حضرت مولانائے محترم کو آپ کے والد ماجد کا نام نامی اور اسم گرامی معلوم ہوا۔ کہ جن کے ساتھ پہلے سے تعارف تھا تو مولانا نے ہمارے حضرت کو وہیں ٹھہرا لیا۔ اور اس طرح قیام و تعلیم کا خاطر خواہ انتظام ہو جانے پر پھر آپ نے نہایت ذوق و شوق اور کمال محنت و مستعدی کے ساتھ تحصیل علم کی جد و جہد شروع کی۔ اور اب آپ میں ایک خداداد ذوق حصول علم کا پیدا ہوا۔

تحصیل علوم میں علو ہمتی آپ نے ایک بار ارشاد فرمایا (ہندوستان پہنچ کر) "یہ خیال ذوق اور غلبہ کے ساتھ پیدا ہو گیا کہ ہمارے والد ماجد بہت بڑے عالم ہیں ہمیں بھی بہت بڑا عالم ہونا چاہیئے"۔ آپ نے جس محنت و مستعدی کے ساتھ تحصیل علوم کے مجاہدہ میں مشغولی اختیار فرمائی، اس کی کیفیت اس ارشاد سے ظاہر ہو گی۔ آپ نے فرمایا۔ "جب ہم لکھنؤ میں پڑھتے تھے۔ اُسوقت ہمارے یہ اوقات تھے۔ صبح سے گیارہ بجے تک عربی پڑھتے تھے، اور اس کے بعد فارسی۔ خواجہ عزیز لکھنؤ میں فارسی کے یکتائے زمانہ تھے۔ اُن سے فارسی پڑھنے کا بندوبست کیا۔ جس کے لئے انھوں نے ہمیں دن کے ایک بجے کا وقت دیا۔ ہماری جاگیر (کھانے کی) گومتی کے پار ڈیڑھ میل ادھر تھی، ہم کیا کرتے تھے، کہ رات کے کھانے سے دو روٹیاں بچا لیتے، اور طاق میں رکھ دیتے۔ اگرچہ یہ روٹیاں سوکھ جاتی تھیں، مگر صبح ہم یہی روٹیاں، باسی اور خشک کھا لیتے اور فوراً پڑھنے چلے جاتے، اور فارسی کے سبق کے بعد ہم کہیں دو بجے اپنی قیام گاہ پر آتے، تو دن کا کھانا ہمیں طاق میں رکھا ہوا ملتا تھا۔ یہ روٹیاں بھی سوکھ جاتی تھیں۔ مگر ہم یہی روٹیاں خوشی سے کھا لیتے تھے۔ ہم نے کہا اگر کھانے کا فکر کرتے ہیں تو تحصیل علم کا مقصد ہاتھ سے جاتا ہے۔ پس ہم نے یہی طریقہ (وقت پر جیسا کھانا بھی میسر آئے۔ اُسی کو کھا لینے کا) اختیار کر لیا۔ جن کے یہاں ہماری جاگیر تھی انھیں کیا غرض تھی کہ ہمارے لئے صبح دم تازہ کھانا طیار کرتے۔ گھر کا کھانا جسوقت بھی طیار ہوتا، اسی میں سے ہمارا کھانا بھی دے جاتے۔ اس طور پر ہم نے کئی برس گذار دیئے۔ ہم نے دو برس کی مدت میں صرف چالیس (۴۰) روپے گھر سے منگائے (جس کے تقریباً ایک روپیہ پونے گیارہ آنے ماہوار ہوئے)۔ اسی میں ہم اپنے اخراجات پورے کر لیا کرتے۔

Marfat.com

زمانۂ طالب علمی میں حد سے زیادہ تکلیف

آپ نے فرمایا، ہم نے حد سے زیادہ تکلیفیں اُٹھا کر طالب علمی کی ہے۔ گدڑی بازار (پرانی، اور سستی چیزوں کی منڈی) سے ہم نے ایک لحاف بارہ آنے کا خرید لیا تھا۔ اسی میں گذارہ کرتے رہے، جاڑے میں اسے اوڑھ لیا کرتے، اور گرمی میں اسی کو بچھا لیا کرتے۔"

وطن کی آمد و رفت زمانۂ طالب علمی میں

فرمایا زمانۂ طالب علمی میں ایک بار سات برس کے بعد ہم مکان آئے تھے۔ پھر ایک مرتبہ دو برس کے پھر تین برس کے بعد!"

شادی

سات برس کے بعد مکان تشریف لانے کی یہ وجہ تھی کہ آپ کی شادی مبارک قرار پائی، اور آپ کے والد ماجد قبلہ کے حکم سے آپ کے منجھلے بھائی مولانا عبد القیوم صاحب نے لکھنؤ کا سفر اس لئے فرمایا کہ گھر کے لوگوں کو اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ آپ کا قصد و عزم بالکل فارغ التحصیل ہونے کے بعد مکان آنیکا ہے۔ پس آپ کے منجھلے بھائی صاحب خود لکھنؤ آئے اور آپ کو ہمراہ لے گئے۔ شادی کے بعد آپ نے بہت جلد پھر ہندوستان کا سفر فرمایا، اور تحصیل علم میں مشغول ہو گئے

دادا حضرت قبلہ کے وصایا

آپ نے فرمایا "۱۳۰۳ھ کا واقعہ ہے، کہ حضرت والد ماجد قبلہ کی علالت کی خبر آئی اور آپ نے ایک مکتوب گرامی ہمارے لئے اس مضمون کا تحریر فرمایا۔

"ضروری سمجھ کر تین وصیتیں کرتا ہوں، اگر توفیق ہو۔ تو ان پر عمل کرنا۔ (۱) دوپہر کو قیلولہ کرنا (۲) انگریزی نوکری نہ کرنا۔ تمہارے لئے زہر ہلاہل ہے۔ (یہ حکم صرف آپ ہی کے لئے مخصوص تھا) (۳) کبھی کبھی یہ شعر پڑھنا ۔

مرا در منزلِ جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
جرس فریاد می دارد، کہ بربندید محملہا

اس کے بعد حضرت والد صاحب قبلہ نے دنیا سے پردہ فرمایا"

اندوہِ وفات پیر و مرشد

ہمارے حضرت قبلہ کو اپنے پیر و مرشد والد ماجد قدس سرہٗ کی وفات کا جو رنج اور ملال صدمہ اور قلق ہوا اسکا کیا بیان ہو سکتا ہے، خبر وفات سنکر پردیس سے مکان تشریف لائے، اور اپنے والد ماجدؒ کے ایصال ثواب اور فاتحہ میں شریک ہوئے۔

سجادہ نشینی کا اظہار

ہمارے دادا حضرت سیدنا "شیخ العارفین" نے ایام علالت میں حاضرین دربار سے ارشاد فرمایا "ہمارا مصلی (سجادہ)، صندوقچہ، ہماری کتابیں۔ ہمارا عصا، اور ہمارا حقّہ، یہ سب ہمارے چھوٹے میاں کو دے دینا۔ ہم نے انھیں اپنا سجادہ نشین مقرر کیا۔ وہ ہمارے مریدوں کو دیکھیں گے، اب وہ ہمارے جانشین ہیں" اس ارشاد سے ہمارے حضرت قبلہ مشرف ہوئے، اور آپ بہت روئے، مگر آپ کی توجہ تحصیل علم کی طرف تھی۔ تھوڑے دنوں تک مکان پر رہے، اس کے بعد لکھنؤ واپس تشریف لے آئے۔ اور تحصیل علم میں مصروف ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت قبلہ کے اساتذہ ہمارے حضرت قبلہؒ کی اکثر درسی کتابیں معقول و منقول، جناب مولانا عبدالحی صاحب مرحوم و مغفور فرنگی محلی لکھنوی سے تمام ہوئیں۔ جب ۱۳۰۴ھ میں اُن کا دفعۃً انتقال ہوا۔ تو اسوقت ہمارے حضرت لکھنؤ میں تھے۔ دورۂ حدیث سے آپ کی صرف تین کتابیں باقی رہ گئی تھیں، ان کے لئے آپ کا خیال ہوا۔ کہ دہلی کے مولوی نذیر حسین صاحب یا گنگوہ (سہارن پور) کے مولوی رشید احمد صاحب سے تمام کرلیں۔ اور جو کتابیں حدیث شریف کی پڑھ چکے ہیں۔ ان کتابوں کا امتحان دے کر اُن سے سند پر دستخط کرالیں۔ اسی خیال سے آپ دہلی تشریف لے گئے۔ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی سے ملاقات فرمائی۔ اور ان کا طریقۂ درس دیکھا۔ یہاں کے متعلق

سیدنا حضرت امام حسینؓ کا پاسِ احترام آپ نے فرمایا "مرید اپنے شیخ کی محبت میں بے اختیارانہ مجذوب ہوا کرتا ہے۔ سید الشہداء سیدنا حضرت **امام حسین** علیہ السلام ہمارے شیخ ہیں۔ اُن کی محبت میں بے اختیارانہ طور پر ہم **مجذوب** ہیں! جب ہم مولوی نذیر حسین صاحب سے ملنے گئے۔ تو اُن کے حلقۂ درس میں ان کے سامنے ایک شخص نے، دوسرے حضرت امام حسینؓ کے بارہ میں بسلسلۂ تقریر کہا کہ اگر ایک **خلیفہ** کے وقت میں دوسرا اپنے لئے بیعت لے، تو وہ **واجب القتل** ہے (بلحاظ ادب سب لفظ قائل گستاخ کے نہیں لکھے جا سکتے) مولوی صاحب نے یہ گفتگو سنی، تو نہ ممانعت کی، نہ تردید کی (کہ حضرت امام مظلوم کا اقدام، ہرگز کسی خلیفۂ برحق واجب الاطاعت کے خلاف خروج نہ تھا) بلکہ خاموش رہے۔ یہ معاملہ ہم پر نہایت شاق گذرا، ہم (فوراً) اُٹھ کر چلے آئے، پھر دوبارہ ہم وہاں نہیں گئے۔ اور اُس دن سے ہم نے اِن لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا (جن کا قرۃ العین رسول، امام مظلومؑ کی شان میں ایسا گستاخانہ اور بے ادبانہ عقیدہ ہو) چھوڑ دیا!"
(اِس واقعہ کا ذکر، جب آپؒ نے فرمایا آپ نہایت بے قرار ہو جاتے تھے، او ضبطِ گریہ نہ فرما سکتے تھے)

حضور سید الشہداءؓ سے عشق سید الشہدا، مظلوم دشتِ کربلا سبط رسول الثقلین۔ سیدنا حضرت **امام حسین** علیہ السلام کے ساتھ، ہمارے حضرتؒ کے محبت و عشق کا عالم اور تھا۔ چنانچہ ایک بار ارشاد فرمایا۔ محرم کا چاند ہوتے ہی ہماری روح میں نہایت بے قراری آجاتی ہے، سر اور جسم گرم، اور آنکھیں سُرخ ہو جاتی ہیں، اگر انتیسویں کی رویتِ ماہ محرم، کبھی ناحیاناً یا وہ نہ رہی، اور واقعاً چاند ہو گیا، تو یہ آثار فوراً چاند کے ہوتے ہی ہم میں پیدا اور ظاہر ہوتے ہیں، ان سے ہم سمجھ لیتے ہیں کہ محرم کا چاند ہو گیا، پھر تحقیق کرنے پر انتیسویں کو رویت کا ہونا صحیح ثابت ہوتا (غم و الم، اور جوشِ گریہ، اور کمالِ بیقراری کی یہ حالت، عشرہ محرم تک آپؒ میں رہا کرتی، روزِ عاشورا ختم ہو کر جو رات آتی، اِس شب بعد نماز عشا، آپ طعامِ نفیس پر حضرت سید الشہداؓ کی فاتحہ دیتے، اور ایک مجلس منعقد فرماتے جس مجلس میں بیانِ شہادت بروایات صحیحہ، منظوم، بزبان بنگلہ، کہ آپؒ کی خاص ہدایت کے موافق لکھا گیا تھا، پڑھا جاتا، ایک قیامت برپا ہوتی۔ واضح ہو کہ خواجۂ خواجگان، نائبِ رسول اللہ فی الہند، حضرت خواجہ **معین الدین حسن** سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، کہ اِس سلسلۂ عالیہ کے پیرانِ عظام سے ہیں۔ حضرت **امام مظلوم** کی جناب میں جو ان کا عقیدہ ہے

Marfat.com

وہی عقیدہ، و مشرب سلسلۂ ہٰذا ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ فرماتے ہیں ؎

شاہ است حسینؓ و بادشاہ است حسینؓ　　دین است حسین دین پناہ است حسینؓ

سرداد، ونداد، دست، در دست یزید　　حقا! کہ بنائے لا الہ است حسینؓ

گنگوہ کا سفر دہلی سے آپ سنہ ۱۳۰۵ ہجری میں گنگوہ شریف تشریف لے گئے، اور وہاں قیام فرمایا۔ گنگوہ میں آپ نے سلسلۂ دورۂ حدیث کی تینوں کتابیں جو لکھنؤ میں تمام نہیں ہو سکی تھیں پوری کیں۔ اسی کے ساتھ پورے دورۂ حدیث سماعت فرمایا۔

مولوی رشید احمد صاحب کی سند جناب مولوی رشید احمد صاحب نے رخصت کے وقت آپ کو جو سند لکھ کر دی، وہ بجنسہٖ درج ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خیر خلقہٖ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد۔ فیقول العبد المفتقر الی رحمۃ ربہ الصمد، الاحقر الاضعف رشید احمد عفی اللہ عن زلاتہ۔ ان المولوی عبد الحی قد قرأ علیّ واستمع عندی الصحیحین للشیخین وسنن ابی داؤد السجستانی، وسنن النسائی بتمامہا من اولہا وآخرہا۔ فاجازبہا الروایۃ عنی بما قرأ وما غبر من اسمہ بشرط التقوی والتیقظ والامعان فی اللفظ والمعانی۔ واوصیہ باتباع سنن سید الاولین والآخرین۔ و اجتناب البدع ومخترعات المضلین وان یؤثر الدار الاخرٰی علی ظلم الدار الدنیا۔ وان یشتغل بقیۃ عمرہ بتدریس العلوم المرضیۃ الدینیۃ۔ ویحترز من ان یضیع انفاسہ فی ظلمات الفلسفۃ الدنیۃ نجانا اللہ منہا وادعو اللہ تعالیٰ ان یہدینی وایاہ الی ما یرضاہ۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ واتباعہ اجمعین۔ رقمتہ بیدی الخامس والعشرین من الرمضان اَلْمُنْسَلِكُ فی سنہ ۱۳۰۵ھ الف وثلثمائۃ وخمس من الہجرۃ علی صاحبہا الوف التسلیمات والتحیۃ

مہر

رشید احمد

طریقہ شطاریہ ارشاد فرمایا، آؤ! ہم تمھیں ایک بات سنائیں۔ طبیعتوں کا ذوق مختلف ہوا کرتا ہے، ایک ذوق ہے جس میں زہد ہوتا ہے۔ دوسرا ذوق ورع ہے۔ ورع، زہد سے بہتر ہے۔ تیسرا درجہ عرفان کا ہے، اس طبقہ کو شطاریہ بھی کہتے ہیں۔ یہ (طریقہ عرفان) بہت بڑی چیز ہے۔ جب ہم گنگوہ شریف میں تھے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب قبلہ سے حدیث پڑھتے تھے۔ اُس وقت بہت لوگ اُن سے مرید ہونے لگے۔ لوگوں نے ہم سے کہا۔ کہ آپ کیوں

Marfat.com

مرید نہیں ہو جاتے۔ ہم نے کہا کہ اس میں شک نہیں، کہ مولانا رشید احمد صاحب قبلہ زہد کی مجسم تصویر ہیں۔ لیکن ہمارا ذوق دوسرا ہے، ہم کیا کریں اپنا اپنا ذوق ہے۔ کبھی آپ یہ شعر فرماتے ؎

مذہب عشق است ورندی مشرب جوش و خروش
زہد و تقویٰ در فگندم زیر پائے آں صنم

عارف کی آہ جب آپ مکہ معظمہ میں تھے۔ اور حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے درس مثنوی شریف میں تشریف لے جاتے تھے (جس کا تفصیلی تذکرہ آپ کے سفر حج کے سلسلہ میں ملے گا) تو اُس وقت آپ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بس ایک آہ! سنکر معلوم فرمالیا۔ کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب "عارف باللہ" ہیں۔ (اور آپ کا طریقہ مقام عرفان کا ہے)

زیارت گنگوہ شریف گنگوہ شریف میں آپ کے ذوق و شوق کی خاص شے قطب الاقطاب حضرت بندگی مخدوم عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ تھی۔ آپ صبح کو حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے مزار پر انوار پر تشریف لے جاتے۔ اور تا دیر مراقب رہا کرتے۔ اس معاملہ میں بعض لوگ آپ سے گفتگو کرنی چاہتے۔ تو آپ خاموش ہو جاتے اور بات کا پہلو بدل کر کوئی دوسری گفتگو شروع کر دیتے۔ اپنے آپ کو چھپاتے۔ اور اپنے ذوق و شوق، اور مشرب و اعتقاد کا کسی پر اظہار نہ ہونے دیتے۔ نہ اس سلسلہ میں بحث و گفتگو پسند فرماتے۔ بس اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔

حضرت سرور کائنات صلعم کے قدم بقدم آپ کی تعلیم کا آخری سال تھا، کہ آپ نے خواب دیکھا کہ آگے آگے، حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر پیچھے پیچھے آپ چل رہے ہیں (اسکا تذکرہ رویا اور الہامات کے باب میں آئے گا)

جن علوم کی تحصیل فرمائی گئی ہمارے حضرت قبلہؒ نے ۱۲۹۱ھ ہجری سے ۱۳۰۵ھ ہجری تک چودہ برس کا زمانہ تحصیل علوم کی مشغولی میں بسر فرمایا۔ اور اس زمانہ میں آپ نہایت محنت و مستعدی اور ذوق و شوق کے ساتھ علوم منقول (قرآن، حدیث، تفسیر، و فقہ وغیرہ) اور علوم معقول (ادب، ریاضی، فلسفہ اور جغرافیہ وغیرہ) میں آپ نے مہارت تامہ حاصل کی۔ اساتذہ میں اُس زمانہ کے مشاہیر سے آپ کا تعلق تلمذ رہا۔ اور ان اساتذہ نے ہمیشہ اور ہر جگہ آپ کو اختصاص و امتیاز کی نظر سے دیکھا۔ امتحانات میں آپ ہمیشہ اور ہر مضمون میں اوّل نمبر پر پاس ہوا کرتے تھے۔ علی الخصوص آپ کے ہم نام مولانائے فرنگی محلی آپ کو غیر معمولی نظر سے دیکھتے۔ اور اپنے حلقۂ تلامذہ میں آپ کی موجودگی پر ہمیشہ اظہار فخر و مباہات فرماتے۔

آپ کا ذوقِ علمی زمانۂ تحصیل علم میں آپ کو ذوق علمی اس درجہ کا پیدا ہوا، اور کتب بینی کا اس قدر غیر معمولی شوق و شغف غالب ہوا۔ کہ آپ کی اکثر راتیں، تمام کی تمام مطالعہ اور کتب بینی میں گذر جاتیں۔ ایسا اتفاق بھی ہوتا رہا کہ کھانا لاکر رکھا گیا ہے، اور آپ کتاب دیکھنے میں منہمک ہیں، اور آپ فرماتے کہ ذرا فلاں مضمون تو ختم کرلیں۔ اسکے بعد

Marfat.com

کھانا کھالیں گے۔ اس طرح ایک مضمون کے بعد دوسرا مضمون مطالعہ فرماتے رہتے، یہاں تک کہ رات آخر ہوجاتی اور کھانا یونہی رکھّے کا رکھا رہ جاتا۔ جب اذان فجر ہوتی اُسوقت آپ خیال فرماتے کہ رات ختم ہوئی۔ اور ابھی ہم نے رات کا کھانا بھی نہیں کھایا۔ بعض لوگوں کو آپ کا یہ حال کتب بینی دیکھ کر تعجب ہوا۔ انھوں نے کہا کہ ہم کو جب نیند نہیں آتی، تو نیند لانے کے لئے رات کو کتاب سینہ پر رکھکر پڑھتے ہیں تاکہ اس حیلہ سے نیند آجائے، اور ہم پڑھتے پڑھتے سوجاتے ہیں۔ آپنے فرمایا۔ جب ہم سینہ پر رکھ کر کتاب دیکھنی شروع کرتے ہیں، تب ہماری تو آئی ہوئی نیند چلی جاتی ہے۔ بس یہ ہی اشتیاق ہوتا ہے کہ کتاب اسی وقت ختم ہوجائے۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ آدھی رات کا وقت تھا کہ یکایک چراغ گل ہوگیا۔ دیکھا تو چراغ کا تیل ہوچکا تھا، اور بازار بند تھے۔ آخر آپنے اپنے سر میں ڈالنے کا تیل ڈال کر چراغ روشن کیا۔ اور بدستور مطالعہ میں منہمک ہوگئے۔ مطالعہ کا ذوق وانہاک آخر اس درجہ کمال پر پہنچا۔ کہ جس کتاب کو بھی دیکھتے بائے بسم اللہ سے تائے تمت تک (یعنی شروع سے آخر تک) تمام کرکے ہاتھ سے چھوڑتے۔ نظر آپ کی نہایت گہری اور حافظہ آپ کا نہایت قوی تھا۔

پٹنہ کا کتب خانۂ خدا بخش آپ کو بعض نایاب کتابوں کا پتہ چلا۔ کہ وہ خدا بخش (المتوفی ۱۹۰۸ء) کے کتب خانہ پٹنہ میں موجود ہیں۔ پس آپ وہاں تشریف لے گئے۔ اور مطالعہ کتب کے سلسلہ سے آپنے پٹنہ میں مہینوں قیام فرمایا۔ آپ کے اس علمی ذوق وشوق کو دیکھ کر خدا بخش مرحوم نے ایک دفعہ آپ سے کہا کہ آپنے جس ذوق وشوق، اور جیسی قدر کے ساتھ میرے کتب خانہ کی کتابیں دیکھی ہیں، اُس نے میرا مقصد پورا کردیا۔ مجھے اس کتب خانہ کے قائم کرنے کی داد مل گئی۔ اور مجھے میرے کام کا نتیجہ حاصل ہوگیا۔

زیارت حضرت خضرؑ آپنے خود فرمایا۔ اسی زمانہ کا واقعہ ہے کہ بعالم خواب میں نے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کو دیکھا۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ انسانی محنت اللہ تعالیٰ کے علم کو ختم نہیں کرسکتی۔ اِس قدر محنت میں کیا آپ اپنے تئیں ہلاک کردیں گے، اچھا منہ کھولئے! میں نے منہ کھول دیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن مبارک میرے منہ میں ڈالا جس سے ایک حلاوت اور لذت مجھے حاصل ہوئی۔ پھر یکایک میں خواب سے بیدار ہوا۔ اس وقت مجھ پر عجب حالت طاری تھی!۔

تشنگی علم سے سیرابی حضرت خضر علیہ السلام نے آپکے ساتھ یہ معاملہ فرمایا، تو اسکے بعد آپ کا مبلغ علم کچھ اور ہی ہوگیا مضامین علمیہ کی مشکلیں اور دشواریاں آسان ہونے لگیں، اور فنون علمیہ کی ادق کتابیں، دشوار اور الجھے ہوئے مسائل آپکے لئے قصوں اور کہانیوں کی کتابوں کی طرح آسان ہوگئے۔ آپ کی قوت حافظہ کا یہ عالم تھا، کہ کسی کتاب کو ایک دفعہ دیکھ لینے پر اسکا مضمون سات برس تک آپکے حافظہ میں بالکل محفوظ رہ جاتا۔ آخری زمانہ میں آپ کی یہ حالت تھی۔ کہ کسی کتاب کو نظر اٹھا کر دیکھتے نہ تھے۔ الماریاں بھری رہتی تھیں، اور کتابیں صرف دھوپ دینے کے لئے

Marfat.com

نکالی جاتی تھیں۔ اور حال یہ تھا کہ اہل علم مشکلات علمی حل کرنے، حاضر خدمت ہوتے، تو بیٹھے بیٹھے یہ فرمادیا کرتے کہ فلاں کتاب لے آؤ۔ اور فلاں مقام پر فلاں صفحہ سے پڑھو۔ اسکے بعد اقوال مختلفہ کی تشریح فرماتے۔ اس طرح کہ گویا ابھی اس بحث پر آپنے پورا مطالعہ اور پوری تحقیق کی ہے۔ آخر ایسا قول فیصل ارشاد فرماتے کہ مشکلات کی گرہ کھل جاتی۔ اور مستفسر کی اچھی طرح تسکین و تشفی ہو جاتی تھی۔ غرض ۱۳۰۵ھ کا سال تھا، کہ آپ فارغ التحصیل ہوئے اور سند لیکر لکھنؤ میں تشریف لے آئے۔

صاحبزادگان فرنگی محل کی معلمی لکھنؤ میں حضرات صاحبزادگان فرنگی محل کی معلمی کے سلسلہ سے آپ کا کچھ عرصہ قیام رہا۔ فرنگی محل کی عزت و شرافت علمی اور فرنگی محل کے امتیاز و وقار کو یہ گوارا نہ تھا کہ یہاں کے صاحبزادگان کی تعلیم کسی ایسے استاد کو سپرد کی جائے جسے لیاقت و قابلیت کا غیر معمولی شرف و امتیاز حاصل نہ ہو۔ پس اُس زمانہ اکابرین فرنگی محل نے اس منصب کے لئے جس ذات گرامی کا انتخاب کیا، وہ آپ تھے۔ اور مولانا عبدالباقی صاحب مرحوم اور شمس العلماء مولوی عبدالحمید صاحب مرحوم (جو بعد کو اکابر فرنگی محل ہوئے) آپ کے سپرد کئے گئے۔ یہ صاحبزادگان ہمارے حضرت سے اُس زمانہ میں ملاحسن وغیرہ کتابیں پڑھتے تھے۔ انھیں کے ساتھ شہر کے بعض دوسرے خاندانی طلباء، جیسے کہ حکیم عبدالولی صاحب مرحوم (کہ خاندانِ جھوائی ٹولہ کے اکابرین میں سے گذرے ہیں) اور ان کے بھائی۔ یہ دونوں صاحب بھی شرح جامی وغیرہ پڑھتے تھے۔ آپ کا علمی کے اس سلسلہ سے لکھنؤ میں کچھ عرصہ قیام رہا۔

مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور اس دوران میں مدرسہ "چشمۂ رحمت" غازی پور میں صدر مدرس کی جگہ خالی ہوئی۔ اور مولوی عبدالاحد صاحب شمشاد فرنگی محلی نے جو اس مدرسہ کے مینیجر و مہتمم تھے، باصرار آپسے اِس جگہ تشریف لانیکی خواہش کی۔ اور آپ ماہ دسمبر ۱۸۸۹ء مطابق ۱۳۰۷ھ میں مدرسہ چشمۂ رحمت کے صدر مدرس ہو کر، غازی پور تشریف لے گئے۔

حالاتِ قیام غازی پور غازی پور میں آپنے اوّل "پختہ سرائے" میں قیام فرمایا۔ ایک صاحب رحمۃ اللہ شاہ محلہ کے رہنے والے ان دنوں آپ کی خدمت میں عقیدت و محبت کے ساتھ آنے لگے۔ انہوں نے نہایت آرزو مندی اور نہایت اصرار کے ساتھ درخواست کی، کہ حضور میرے مکان پر قیام فرمائیں جسے آپنے آخر منظور فرمالیا۔

آپکے کمالاتِ علمی کا اظہار پہلے دن مدرسہ کے طلباء نے آپ کو دیکھا، تو اُن کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا، کہ ابھی تو آپ نو عمر ہیں، اگرچہ فارغ التحصیل ہیں، اور بنگال کے رہنے والے ہیں، اور ہم لوگوں نے سابق صدر مدرس مولوی محمد فاروق چڑیا کوٹی جیسے ادیب علامہ کے روبرو زانوئے ادب تہ کیا ہے، بھلا آپ ہمیں کیا پڑھا سکیں گے۔ پس اُس روز طلباء جماعتوں سے غیر حاضر رہے۔ دوسرے روز بعض سنجیدہ اور فہمیدہ طلباء نے باہم مشورہ سے طے کیا

Marfat.com

کہ کم سے کم یہ تو نہیں کرنا چاہیے۔ کہ اپنا پڑھا ہوا سبق جاکر آپ سے پڑھیں۔ اس سے حال کھل جائیگا۔ دیکھے اور سمجھے بغیر خواہ مخواہ بدگمان ہو جانا، اور مدرسہ سے غیر حاضری کرنی شیوۂ مناسب و موزوں نہیں ہیں۔ کوئی تو بات ہے، جو آپ نے مولانا محمد فاروق صاحب جیسے شخص کی جگہ پر کام کرنے کی ہمت و جرأت کی ہے۔ ہمت و جرأت کا ایسا اقدام ہر شخص بھلا کس طرح کر سکتا ہے؟ یہ سوچ سمجھ کر طلبار مدرسہ میں حاضر ہو گئے۔ اور آپ سے سبق شروع کیا۔ ان کے روبرو آپ کی پہلی تقریر اس قدر دل نشین، مدلل، اور پر تاثیر تھی، کہ طلبا کے وسوسے، خطرے، اور شکوک و اعتراض ہوا میں اڑ گئے اور وہ حیران رہ گئے۔ اور اچھی طرح سب کی طمانیت و تسلی ہو گئی۔ اس تقریر میں آپ نے ایسے نکات، اور ایسے علمی مضامین بیان فرمائے۔ کہ سب طالب علموں پر حیرت اور سکتہ کا عالم تھا۔ اور انھوں نے سمجھا۔ کہ بغیر کتاب دیکھے جب آپ اس طرح پڑھا اور بتا سکتے ہیں، تو کتاب دیکھنے کے بعد آپکی تدریس کا کیا عالم ہوگا؟ اسوقت سے سب طلبار آپکے از بس گرویدہ ہو گئے، اور آپ نے نہایت مستعدی۔ نہایت پابندی وقت اور کمال محنت و محبت کے ساتھ اپنے نئے شاگردوں کو پڑھانا شروع کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے سال "ملا فاضل" کے امتحان میں جو طالب علم کامیاب نہیں ہوئے تھے۔ یہی طلبار آپکے فیضانِ تعلیم سے اس سال بآسانی کامیاب ہو گئے، اور علمی جماعتوں میں آپ کے فضل و کمال کا شہرہ شروع ہوا۔

فرائض ملازمت میں مستعدی آپ کا اپنے طلبا کو پڑھانا نہایت ذوق و محنت و مستعدی کے ساتھ تھا۔ مدرسہ کے اوقات کی آپ پوری پابندی فرماتے۔ اور چند منٹ کی بھی دیر نہ ہونے دیتے تھے۔ اوقات مدرسہ کے علاوہ قیام گاہ میں آپ کتب بینی فرماتے، یا پھر عبادت و ریاضت میں مشغولی فرماتے، اوقات شب و روز میں کوئی وقت بیکار نہیں جانے دیتے تھے۔ اگر مدرسہ میں ۳۔۴ روز کی تعطیل ہوتی۔ تو آپ دہلی یا آگرہ یا پٹنہ کا زیارات بزرگانِ دین کی غرض سے سفر فرماتے۔ اور اس قدر خاموشی کے ساتھ کہ کسی کو بھی معلوم نہ ہوتا، کہ آپ کہاں اور کس غرض سے تشریف لے گئے۔ تمام امور خیر میں آپ کا دستور شریف یہی رہا۔ کہ اظہار قطعاً ناپسند فرماتے۔

عبادت الٰہی پوشیدگی میں اس طرح سالہا سال آپ نے لوگوں سے چھپ کر اپنے گوشۂ تنہائی میں یادِ الٰہی کی ہے اور خدا کے راستہ میں عبادت و ریاضت اور مجاہدات کے ساتھ دن اور راتیں بسر کی ہیں۔ لیکن اس بات کا کہ آپ ایک بہت بڑے عالم دین ہی نہیں ہیں، بلکہ بہت بڑے ذاکر و شاغل اور صاحب ریاضت بھی ہیں۔ لوگوں کو پتہ نہیں لگا۔ آپ کی پوشش اور وضع درویشانہ نہیں تھی، بلکہ عالمانہ تھی، بس طرز زندگی اور رفتار و گفتار و معاملات سے ہی ذی فہم لوگوں پر آپ کی کچھ شان ظاہر ہو سکتی۔ اکثر صرف اتنا جانتے۔ کہ اگلے زمانہ میں جیسے عالم باعمل ہوا کرتے تھے۔ ویسے ہی آپ بھی ہمارے زمانہ میں ایک عالم باعمل، صاحب زہد و اتقا، خلوت پسند اور گوشہ نشین ہیں۔

تعطیل کلاں میں وطن تشریف لائے جب مدرسہ میں شعبان۔ و رمضان دو مہینے کی بڑی تعطیل ہوتی تو

Marfat.com

آپ وطن تشریف لے جاتے۔ اور مکان پر اگر مشغول ہو یا داخل ہو جاتے۔ اور مکان میں چپ چپاتے تشریف لے آتے اور خاموشی سے تشریف لے جاتے۔ اکثر لوگوں کو اس آمد و رفت کی خبر بھی نہ ہوتی۔

طلوعِ آفتاب ہدایتِ اسلام

(اوائل حالاتِ وطن شریف)

جناب مولوی مبین الحق صاحب اسلام آبادی مقیم کانپور نے فرمایا۔ "خوش قسمتی سے، میں حضرت قبلہؒ کے ہمرکاب تحصیل علم کی غرض سے مدرسۂ چشمۂ رحمت میں غازی پور آیا۔ اور اپنے زمانۂ طالب علمی کے تین سال میں مجھے شرفِ خدمتِ اقدس حاصل رہا۔ آپؒ تعطیل پر ہر سال وطن میں تشریف لے جاتے تو اس بندہ کی ہمرکابی ہوتی تھی۔ اسوقت تک اشاعتِ طریقت اور سلسلۂ بیعت و تلقین، کو حضرت قبلہؒ نے شروع نہیں فرمایا تھا۔ میری طالب علمی کا دوسرا سال تھا جب کہ آپ حسبِ معمول، دولت خانہ تشریف لائے۔ دادا حضرت قبلہ سیدنا شیخ العارفین کے غلامان و مریدین عرصے سے آرزو مند زیارت تھے۔ اور آپ کے خاموشانہ تشریف لانے اور چپ چپاتے تشریف لے جانے کے سبب محروم رہ جاتے تھے۔ حاضر خدمت ہوئے۔ اور نہایت آرزو مندی کے ساتھ درخواست گذار ہوئے کہ ہمارے غریب خانے سالہا سال سے سعادتِ قدوم پاک کے متمنی ہیں۔ اور بہت لوگ عرصہ دراز سے اس انتظار میں ہیں کہ حضور کب ہمیں مریدی اور غلامی میں قبول فرمائیں، اور ہم کامیاب آرزو ہوں۔ لہٰذا تشریف لے چلیے۔ اور بندگان خدا کو مرید و تلقین فرمایئے اس طرح دور و نزدیک مقامات کے بہت سے عقیدتمندان بارگاہ جمع ہوگئے۔ اور سب کی یہی آرزو ہوئی کہ درِ رحمت کھولا جائے۔ اور بندگانِ خدا کہ برسوں سے اس مبارک دن کے منتظر ہیں، اُن کی مراد پوری فرمائی جائے۔ انھیں لوگوں میں جناب خادم علی صاحب بھی تھے جو اپنے گاؤں مراد آباد سے یہی آرزو لے کر حاضر خدمت ہوئے تھے۔ ایک صاحب موضع ہرآلا کے رہنے والے ہمارے دادا حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے خاص مرید تھے۔ وہ بھی عرصہ دراز سے اس مبارک دن کے منتظر تھے۔ کہ ہمارے پیرزادہ صاحب ہندوستان سے تشریف لائیں۔ تو انھیں اپنے مکان پر لے جائیں۔ اور آپ کی موجودگی میں "ختم اکبر" کی تقریب عمل میں لائیں کہ اس "ختم اکبر" کی انھوں نے نذر مان رکھی تھی۔ خود موضع مرزا کھیل شریف کے لوگ بھی یہی درخواست لے کر حاضر ہوئے۔ آپؒ نے سب سے فرمایا۔ "میں ملا ہوں نہ واعظ، اور نہ میلاد خواں، صرف درس و تدریس میرا مشغلہ ہے، مرید و تلقین، میں اب تک نہیں کرتا ہوں۔ آپ لوگ مجھے لیجا کر کیا کریں گے؟" موضع ہرآلہ کے اِن معزز عقیدتمندان درگاہ نے نہایت عجز و الحاح و التجا کے ساتھ

Marfat.com

عرض کیا۔ کہ حضور پیرزادے اور ہمارے مقتدا ہیں۔ ہم نے منت مان رکھی ہے کہ جب حضور کی تشریف آوری ہوگی تو اِس مبارک دن میں "ختم اکبر" ادا کریں گے۔ ہم عرصہ سے اسی انتظار میں ہیں۔ کہ کب حضور تشریف لائیں۔ اور ہماری منت پوری ہو" خادم علی صاحب ساکن مرادآباد نے بھی باصرار تمام عرض کیا، اور اب آپ نے بطیب خاطر ان لوگوں کی درخواست کو منظور فرمایا۔ (ہرالا گاؤں آستانۂ مقدسہ سے تخمیناً دس بارہ میل کے فاصلہ پر ہے)

یہ خادم، اور مولوی عبد اللطیف صاحب ہمرکاب ہوئے۔ راستہ میں ایک گاؤں پڑا۔ یہاں دن کی دعوت ایک چودھری صاحب کے مکان پر تھی۔ وہاں پہنچ کر کیا دیکھتے ہیں۔ کہ صدہا آدمی پانی سے بھرے ہوئے ظروف گلی، ہاتھوں میں لئے، انتظار میں کھڑے ہیں۔ کہ آپ تشریف لائیں تو پانی پر آپ سے دم کرائیں۔ اور مریضوں کو آبِ شفا پلائیں۔ اِن چودھری صاحب کے مکان پر بعد تناول طعام آپ نے دوپہر کو قیلولہ فرمایا۔ جو لوگ منتظر تھے اُن سے ملاقات کی، اور پانی پر دم فرمایا، اور ہرالا گاؤں کی طرف روانگی فرمائی۔ راستہ میں جابجا ٹھہرنا پڑتا، کہ اہل حاجت کی جماعتیں منتظر ہوتیں۔ اور دعا، اور تعویذ، اور پانی پر دم کرانے کے لئے بکثرت لوگ موجود نظر آتے۔ اس طرح جگہ جگہ ٹھہرنے، اور رُک رُک کر چلنے سے یہ ہوا کہ راستہ ہی میں شام ہوگئی، اور ہرالا تک پہنچنا شام تک نہ ہوسکا۔ نمازِ مغرب جنگل اور میدان میں ادا فرمائی گئی۔ ارشاد ہوا۔ آج کی رات یہیں قیام رہے گا۔ اِس موقع پر میرے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ جنگل کا مقام ہے اور کھانے پینے کا یہاں کوئی انتظام نہیں۔ اور ارشاد اسی جگہ شب باشی کا ہوا ہے تو کیا آج رات بغیر طعام بسر ہوگی۔ مگر تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ قرب وجوار کے لوگ یکبارگی ٹوٹ پڑے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے خلق کا ایک ہجوم اور ازدحام ہوگیا۔ اور لوگوں نے عرض کیا "غریب خانے حاضر ہیں جہاں مرضی مبارک ہو تشریف لے چلیں" آپ نے فرمایا۔ کہ آج کی رات قیام کسی مکان پر نہ ہوگا۔ بلکہ اسی جگہ جنگل میں قیام ہوگا۔ لوگ اپنے گھروں سے فرش فروش اور سامان لے آئے۔ اور کھانے کے انتظام میں لگے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی نیا انتظام مت کرو جو کھانا کہ گھر میں طیار ہوا ہے، بس وہی کھانا لے آؤ!" مگر لوگوں نے اِسے گوارا نہ کیا۔ ہر ایک کی یہی آرزو تھی کہ عمدہ سے عمدہ کھانا تازہ یہیں طیار ہو۔ اور خدمتِ مبارک میں پیش ہو۔ پس لوگ اسی وقت مچھلیاں، اور مرغ اور سب سامان لے آئے، اور وہیں کھانے پکوائے گئے، اور اِس جگہ تخمیناً پچاس ساٹھ آدمیوں نے آپ کے ساتھ کھانا کھایا۔ یہاں تمام شب یہ عالم رہا کہ جنگل میں منگل ہوگیا۔ لوگ جوق جوق آتے اور زیارت وقدم بوسی کرتے رہے۔ اور یہ تمام رات اسی ہجوم میں بسر ہوگئی۔ ہم میں سے کوئی سو نہ سکا۔ نماز فجر کے بعد یہاں سے روانگی ہوئی۔ اور اس دن ہرالا گاؤں میں آپ نے نزول اجلال فرمایا۔ یہاں ایک بہت بڑا ہجوم وازدحام خلق پہلے سے موجود تھا جس نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ صاحب خانہ کی آرزو پوری فرمائی گئی۔ اور حضرت غوث الثقلین کی نیاز چہاردانہ پر دی گئی۔ اِس موقعہ پر برکتِ طعام کی ایک عجیب وغریب کرامت کا آپ سے ظہور ہوا جسے باب کرامات میں

Marfat.com

مفصل طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔

اِس موضع میں جو لوگ کہ دادا حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و حلقہ بگوش تھے۔ یکے بعد دیگرے آپکو اپنے اپنے مقام کے لئے مدعو کرنے لگے اور دوسرے مواضعات سے بھی اہل حاجت اور آرزومندان زیارت بکثرت روزانہ حاضر ہوتے رہے۔ اور کھانے کے وقت یہ کیفیت ہوتی کہ سینکڑوں لوگ آپکے دسترخوان پر موجود ہوتے۔ "ہرالا" سے واپسی میں حضرت قبلہؒ موضع مراد آباد جناب خادم علی صاحب کے مکان میں تشریف لے گئے۔ یہاں بھی لوگوں کا ایک ہجوم اور اجتماع کثیر تھا سیدنا حضرت دادا پیر صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات شریف کے بعد اتنے دراز عرصہ تک آپکے سجادۂ کرامت کا خالی رہنا۔ لوگوں پر چونکہ ازبس شاق گذرا تھا اِس لئے اب جو حضرت قبلہ کی تشریف آوری ہوئی۔ تو ان ارادتمندانِ درگاہ کے جوش مسرت کی انتہا نہ تھی۔ جو لوگ کہ سیدنا حضرت شیخ العارفینؒ کی اِس آخری وصیت سے واقف تھے کہ ہمارے بعد مریدوں کو چھوٹے میاں دیکھیں گے، وہ لوگ اِس وقتِ سعید کو نہایت مبارک اور نعمتِ غیر مترقبہ سمجھتے، اور خدمتِ پاک میں نہایت ذوق و شوق اور کمال مسرت و آرزومندی کے ساتھ حاضر ہوتے۔

ظاہر و باطن میں ایک

ہمارے حضرت قبلہؒ "الولد سرّ لابیہ" کے مصداق، اور ظاہر و باطن، بالکل اپنے والد ماجد قبلہ قدس سرہٗ کی طرح تھے۔ پس اِن اصحاب کے سامنے آفتاب کے بعد آفتاب ہی جلوہ گر تھا۔ جب اِن حضرات "السابقون الاولون" کی اِس چہرۂ مبارک پر نظر جاتی۔ تو بے ساختہ نعرہ منہ سے نکل جاتا، اور بے ساختہ ایسی "آہ" اُن کے سوز گداز قلب سے پیدا ہوتی جس سے سوختگی قلب کی بُو آتی، اور حاضرینِ محفل پر وارفتگی عشاق کا ایسا اثر طاری ہوتا۔ گویا دنیائے قلوب میں آگ بھڑک اُٹھی، اور پھر تمام اہل محفل پر ایک جوش اور وجد کا عالم طاری ہو جاتا، حالانکہ نہ کوئی محفل سماع برپا ہوتی، اور نہ کوئی تقریر سوز و گداز ہوتی۔ صرف آپ کے ایک بار دیکھ لینے سے یہ حالتیں پیدا ہو جاتیں۔ عجب منظر تھے جو طلوع صبح سعادت کی ان ساعتوں میں ہر جگہ نظر آتے تھے۔ اِس موقع پر آستانۂ پاک کے خدام قدیم کی ہمارے حضرت قبلہؒ سے استدعا و التماس یہ ہی ہوتی تھی کہ بندگان خدا طالبین مولیٰ کو مریدی و غلامی میں قبول فرمایا جائے، اور سلسلۂ بیعت و تلقین وارشاد شروع فرما دیا جائے۔ طالبین راہِ خدا کے علاوہ جو مریض، اور اہل حاجت حاضر ہوتے وہ بہت زیادہ ہوتے تھے۔ آپؒ بیعت و تلقین فرمانے سے چاہتے تھے کہ اجتناب ہی فرمائیں، اور اِس کام کے لئے آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ آپ کا فرمانا یہ تھا۔ کہ "ہم درس و تدریس کے آدمی ہیں۔ ہم ایک مولوی ہیں۔ مرید و تلقین ہم نے کبھی نہیں کیا ہے۔ ہمیں اپنے حضرتؒ سے ظاہرًا ذکر و فکر وغیرہ کی تعلیم بھی نہیں ہے"۔ مقصود یہ تھا، کہ مرید و تلقین ہونے والے لوگ آپ کا پیچھا نہ کریں۔ صرف ملاقات پر اکتفا کریں۔ اور ہر طرح آپ "اظہار" سے اپنے آپ کو بچالیں۔ لیکن جو آگ کہ دلوں میں مدت سے سلگ رہی تھی۔ وہ بجھنے والی نہ تھی، لوگ عرض کرتے کہ ہمیں وہ وصیت مبارک کہ "چھوٹے میاں ہمارے مریدوں کو دیکھیں گے" یاد ہے، حضور اگر ذکر و فکر کی تعلیم دینی نہیں چاہتے نہ سہی

Marfat.com

صرف مرید و تلقین فرمادیجئے، اور تعلیم ذکر و فکر جس طرح کہ ہم لوگوں نے بڑے حضرت سے پائی ہے، اسی طرح ان نئے مریدوں کی تعلیم ہم کردیا کریں گے۔ جب ارادتمندان درگاہ کا امرار اس حد پر پہنچا۔ تو آپ نے خیال فرمایا کہ اب مشیت الٰہی اخفا اور پوشیدگی نہیں چاہتی۔ وقت آگیا ہے، اور خدمت اُمتِ مرحومہ کے خیال سے، آرزو والوں کی آرزوئیں پوری کرنی پڑیں گی۔ لوگوں کا یہ اصرار نہیں غیبی اشارہ ہے!۔ پس چار و ناچار آپ نے اشاعت کو قبول و منظور فرمایا۔ اور بندگانِ خدا جوق جوق حاضر خدمت ہو کر آپ سے مرید و تلقین ہونے لگے۔

ہمارے حضرتؒ کے اصول اور دستور، اور معمولات جن کا، آپ کے حالات غازی پور وغیرہ میں تذکرہ ہوگا۔ اُنسے صاف یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آپ نے اُس مقام میں جو آغاز کار اشاعتِ طریقت کا فرمایا۔ اس کا سبب محض احباب و اصحاب طریقت کی درخواست ہی نہ تھی۔ بلکہ بحکم الٰہی و بہ امر باطنی آپ نے ایسا اقدام فرمایا۔ آپ کی ذاتی خواہش تو ہمیشہ اخفا و گمنامی کو چاہتی تھی۔ اس موقع پر نہ لوگوں کے کہنے سے نہ اپنی مرضی سے، بلکہ مرضی الٰہی و حکم خداوندی سے آپ نے اپنے آپ کو مخلوق پر ظاہر ہونے دیا۔ ہمارے پیران عظام کی روش و رفتار یہی چلی آتی ہے۔ کہ اپنے آپ کو نگاہ خلق سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں۔ الا یہ کہ ان کا پروردگار انھیں مخلوق پر ظاہر کردے۔ چنانچہ ہمارے بزرگوں میں سیدنا حضرت سید شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ کی کمر مبارک سے پٹکا نکلنے کی جو مشہور کرامت ظاہر ہوئی یہ اُسوقت جبکہ تین بار آپ کو پیاپے الہام ہوا "تظاہروا" اپنے آپ کو ظاہر کرو!۔

اشاعت طریقت کے سلسلہ میں سب سے پہلا حلقۂ ذکر الٰہی اور سب سے پہلی مجلس سماع، جسکا اہتمام فرمایا گیا، اس کا شرف جناب خادم علی صاحب کو نصیب ہوا۔ کہ یہ محفل انھیں کے مکان پر تھی، یہ مجلس اُن کے صحن خانہ میں قائم ہوئی جس کے ایک جانب چھوٹا سا تالاب تھا۔ اس تالاب میں چار پانچ ہاتھ گہرا پانی رہا کرتا تھا۔ دو صاحبِ حال حالتِ بیخودی میں تڑپ کر حلقہ سے نکلے اور اس تالاب میں جا گرے، جس سے لوگ سخت متردد ہوئے۔ اور ان دونوں کے اقارب رونے لگے۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اور کچھ تردد نہ کرو۔ محفل بدستور کمال طمانیت اور نہایت جوش و خروش کے ساتھ جاری رہی۔ تھوڑی دیر نہ گذری تھی۔ کہ یہ دونوں صاحبِ حال لا الٰہ الا اللہ کہتے تالاب سے باہر نکلے۔ اور ہوش میں آگئے!۔ اب حاجتمندوں، اور بیماروں کا ازدحام اور بھی زیادہ ہوگیا۔ اور کثرت سے دعوتیں آنے لگیں۔ آپؒ کو کسی کی دل شکنی منظور نہ تھی۔ اور امیر و غریب سب کے ساتھ آپکا یکساں معاملہ تھا۔ حکم ہوا کہ دعوت کے دن اور اوقات کو لکھ لیا جائے۔ تاکہ ہر شخص اپنے وقت پر بسہولت انتظام کرسکے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس مقام میں ان مصروفیات سے عرصہ تک آپؒ کو فرصت نہ ملی۔ اور یہاں اندازہ سے زیادہ آپ کو قیام کرنا پڑا۔

دعوتوں کا نظام | دعوتوں کا نظام آپ کے حکم سے اس طرح قائم کیا گیا تھا، کہ ایک شخص کے یہاں دن کا کھانا

Marfat.com

دوسرے کے یہاں رات کا۔ کسی کے یہاں صرف ناشتہ۔ کسی کے مکان پر صرف دودھ، کسی کے گھر پر صرف چائے کسی جگہ صرف پان۔ اس طرح آپ روزانہ چھ سات اصحاب کے مکان پر تشریف لے جاتے اور ہر ایک کا دل رکھتے۔ اور کسی کو مایوس نہ فرماتے۔ کوشش یہ تھی، کہ یہاں سے جلد روانگی ہو جائے۔

لوگوں کا یکبارگی ہجوم مریضوں کا تو اس قدر ہجوم ہونے لگا، کہ آپ کو دوسرے کاموں کی فرصت نہ تھی مریضوں کے لئے دستور شریف یہ تھا، کہ اگر کوئی مریض شکم یا پشت کی کسی بیماری میں مبتلا ہوتا تو اس جگہ قدم مبارک لگا دیا جاتا تھا جب مریضوں کا ہجوم حد سے گذرا، اور مریضوں کو اپنی باری کے لئے زیادہ انتظار کھینچنا پڑا، تو آپ نے یہ طریقہ اختیار فرمایا۔ کہ بانس کے ڈنڈے بنوا لئے، اور ان پر پڑھ کر دم فرما دیتے۔ اور ڈنڈے کا سرا تمام تکلیف مرض سے چند منٹ تک مَس کرا دیا جاتا، خدا تعالیٰ مریض کو شفا عطا فرماتا۔ کسی مریض پر کچھ پڑھ کر دم فرماتے۔ کسی کو تعویذ عطا ہوتا کسی کو پانی پر دم کر کے عطا فرماتے۔

صرف چہرۂ مبارک دیکھنے سے شفا درد سر کے مریضوں، اور دوسرے بیماروں سے یہ ارشاد فرمایا جاتا۔ کہ "ہمارا چہرہ دیکھتے رہو!" اور صرف چہرۂ مبارک دیکھ لینے سے بیمار اچھے ہو جاتے تھے

دیکھ کر جیتے ہیں بیمار تمہارے تم کو   اپنے بیمار کے جینے کا سہارا تم ہو

لکڑی کے ٹکڑے پر اثر دم ایک شخص کے پیٹ میں درد رہا کرتا تھا، ایک لکڑی کے ٹکڑے پر دم کر کے اُسے آپ نے حوالہ کیا۔ اور فرمایا کہ جب تک درد کو آرام نہ ہو، اسکا سرا پیٹ پر لگا رہنے دو۔ جب درد جاتا رہے فوراً علیحدہ کر لو، اور تاکید فرمائی۔ خبردار! آرام ہو جانے کے بعد اسے پیٹ پر رہنے نہ دینا، فوراً ہی علیحدہ کر لینا۔ خدا کے فضل سے مریض کو صحت ہو گئی۔ آرام ہونے کے بعد بمقتضائے کم سنی اُس نے خیال کیا، کہ آپ نے ڈنڈے کا فقط سرا پیٹ پر رکھنے کو کیوں فرمایا، یہ کیوں نہ فرمایا کہ ڈنڈا پوری لمبان میں پیٹ پر رکھا جائے۔ اور یہ خیال کر کے کہ پورے ڈنڈے کو پیٹ پر رکھ دینے سے کوئی زیادہ بہتر بات پیدا ہو گی۔ پورا ڈنڈا لمبان میں اپنے پیٹ پر رکھ لیا جس کے بعد فوراً ہی ناقابلِ برداشت درد پیدا ہو گیا۔ تڑپنے لگا، اور جس طرح بن پڑا اپنے تئیں خدمت اقدس میں اُس نے پہنچایا۔ آپ نے فرمایا "ہم نے تو منع کر دیا تھا، کہ آرام ہو جانے کے بعد ڈنڈے کو پیٹ پر نہ رکھنا، تم نے کیوں رکھ لیا، پھر آپ نے اس پر شفقت فرمائی، اور آپ کی دعا سے وہ مریض اچھا ہو گیا۔

مراد آباد والوں کی مراد بر آریاں اس موضع مراد آباد میں کئی ہفتے آپ کا قیام رہا۔ بہت لوگ داخل سلسلۂ عالیہ ہوئے، اور ان کی تعلیم و تلقین فرمائی گئی۔

چونکہ مدرسہ کی تعطیل کا اختتام قریب تھا، اسلئے آپ یہاں سے رخصت ہوئے، اور دولت کدے سے روانہ ہو کر غازی پور کے مدرسہ "چشمۂ رحمت" میں بدستور مشغول درس و تدریس ہو گئے۔

Marfat.com

احوالِ ابتدائی غازی پور میں | یہ احوال جو بیان کئے گئے ان کا تعلق ہمارے حضرت قبلہؒ کے وطن شریف سے ہے اب غازی پور کے ابتدائی حالات بیان کئے جاتے ہیں۔ جو بھائی محمد حسین سے کہ غازی پور کے اولین مریدوں سے تھے، معلوم ہوئے۔

جب وطن شریف میں آپ کا "اظہار" ہو چکا۔ اور اسکے بعد غازی پور میں تشریف آوری ہوئی، تو یہ وہ زمانہ تھا کہ اسوقت تک یہاں کسی پر بھی آپ ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ لوگ آپ کو صرف ایک بہت بڑا عالم نمونۂ سلف سمجھتے تھے۔ یہ بات کہ آپ بہت بڑے بزرگ بھی ہیں، کسی پر ظاہر نہ تھی، یہ حقیقت لوگوں پر، قدرت خداوندی اور مشیتِ الٰہی نے اِس تقریب سے ظاہر کی کہ غازی پور کے حاجی قادر بخش کی بہو (بیٹے کی بیوی) پر جن کا دخل تھا۔ مریضہ کو کسی علاج اور کسی تدبیر سے آرام نہیں ہوا۔ حاجی قادر بخش دُعا کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؒ نے اپنا رومال عطا فرمایا۔ کہ مریضہ کے سر پر لپیٹ دیا جائے جس وقت کہ حاجی قادر بخش یہ رومال لیکر پہنچے، دیکھا کہ مسماۃ آسیب زدہ بیہوش پڑی ہے، انہوں نے موافق ارشاد عمل کیا، رومال کا سر پر لپیٹنا تھا کہ عورت کو فوراً ہوش آگیا۔ اور اسی وقت اچھی ہوگئی، گویا اس پر کوئی اثر ہی نہ تھا۔ اِس واقعہ کا لوگوں میں چرچا ہونے لگا۔ اور محمد علی آتش باز نے میاں محمد حسین سے تذکرہ کیا۔ جو اس سے پہلے ہمارے حضرتؒ کو صرف اتنا ہی جانتے تھے کہ عالمِ دین ہیں۔ انھیں ایام میں محمد علی کے مکان پر مجلس یازدہمؒ منعقد ہوئی جس میں حضرت قبلہؒ بھی تشریف لے گئے۔ اور میاں محمد حسین نے جو میلاد خواں بھی تھے۔ اس مجلس میں انھوں نے منظوم بیان ولادت باسعادت حضرت خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام پڑھا۔ اِس بیان منظوم میں دو شعر ایسے بھی تھے کہ آداب رسالت اور آدابِ شریعت کے موافق نہ تھے۔ جب میلاد ختم ہوا۔ اور لوگ چلے گئے تو آپؒ نے محمد حسین سے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ دو شعر جو تم نے پڑھے، مطابق واقعہ نہ تھے، آئندہ نہ پڑھنا۔

خدا کے محبوب | پھر یہ ارشاد ہوا۔ کہ تمامی مخلوق عاشقِ خدا ہے، اور خدا سب کا محبوب اور مطلوب ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے محبوب ہیں، اور خدا آپ کا عاشق ہے، یہ مرتبہ خاص ہے مخلوق میں اور کسی کو حاصل نہیں ہوا کل انبیا علیہم السلام کو اللہ کا دیدار "قلب کی آنکھ" سے ہوا۔ اور ہمارے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج میں **اللہ جل شانہ، کو ظاہر آنکھ سے دیکھا۔**

قلب کی آنکھ | میاں محمد حسین نے بھولے پن سے عرض کی "حضور! کیا قلب کی بھی آنکھ ہوتی ہے!" آپؒ نے تبسم فرمایا۔ اور یہ ارشاد ہوا۔ "ابھی بچے ہو نہیں سمجھ سکو گے، قلب کی بھی آنکھ ہوتی ہے! اور اس کی روشنی ایسی ہوتی ہے۔ کہ یہ شمع (سامنے شمع روشن تھی، اس کی طرف اشارہ فرمایا) اس کے روبرو ہیچ ہے۔ اور یہ روشنی شمع اُس (روشنیٔ قلب منور) کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی!" محمد حسین متحیر ہوئے۔ کہ قلب کی بھی آنکھ ہوتی ہے۔ اور اس روز سے محبت و اعتقاد کا ایک لگاؤ آپکے ساتھ محسوس ہونے لگا۔ روزانہ حاضرِ خدمت مبارک

Marfat.com

ہوا کرتے۔

جواب استدعائے بیعت کا | ایک دن میاں محمد حسین نے عرض کی "حضور ہمیں غلامی میں قبول فرما لیجئے۔ اور خدا کا راستہ تلقین فرما دیجئے!" حضرت نے فرمایا، "ہم مرید نہیں کرتے ہیں"۔ جب اُن کی التجا اور آرزو حد سے گذر گئی۔ تو آپ نے اُن کی تسلی کے لئے فرمایا! "مجھے ہندوستان (ممالک متحدہ آگرہ و اودھ وغیرہ) میں مرید کرنے کی ابھی اجازت نہیں ہے، اگر اجازت مل جائیگی۔ تو اُس وقت مرید کرلوں گا!"۔ میاں محمد حسین نے عرض کیا۔ حضور! کس کی اجازت نہیں ہے"؟ آپؒ نے فرمایا! "اپنے بزرگان دین، پیرانِ طریقت سے، ہمیں ہندوستان (یو۔ پی۔ پنجاب وغیرہ) میں مرید کرنے کی ابھی اجازت نہیں!"

انھوں نے درخواست کی کہ "جب اجازت مل جائے، تو سب سے پہلے مجھے سلسلۂ غلامی میں قبول فرمایا جائے!" آپؒ نے منظور فرمایا۔

میاں محمد حسین اسی امید پر ایک سال تک برابر حاضر ہوتے رہے۔ اس کے بعد حضرت قبلہؒ نے زیارتِ حرمین شریفین کا قصدِ سفر فرمایا۔ اور محمد حسین سے ارشاد ہوا! "انشاء اللہ حج بیت اللہ سے واپس آکے ہم تمہیں اپنے حضرتؒ کے سلسلۂ عالیہ میں داخل کرلیں گے!"

Marfat.com

حضرت فخر العارفین کا سفر حج و زیارت

حضرت قبلہ روحی فداہ نے اپنے سفر حج کے متعلق ایک روز ارشاد فرمایا۔

عزیز مصر ہونے کی بشارت "جوانی کا زمانہ تھا، جو ہمارا سفر حج کا ارادہ ہوا ہم نے اس سفر کے بارہ میں تفاول کیا جس سے یہ ظاہر ہوا کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام سفر کرکے "عزیز مصر" ہو گئے اسی طرح تمہارے لئے یہ سفر مبارک ہوگا!" اسوقت تو ہمیں خیال نہیں ہوا۔ پندرہ بیس برس کے بعد یہ خیال پیدا ہوا، کہ حضرت یوسف علیہ السلام نام کیوں آیا تھا؟ شاید ہمارے معاملات حضرت یوسف علیہ السلام سے ملتے جلتے ہوں گے، اسواسطے ہم تفسیر سورۂ یوسف ؑ کو خصوصیت کے ساتھ غور سے دیکھتے ہیں۔ کہ اس تفسیر میں کیا کیا باتیں ہیں؟ تفسیر سورۂ یوسف ؑ میں ایک موقع پر یہ شعر تھا۔ ؎

دردے است دریں سینہ کہ گفتن نتوانم　　　وین طرفہ کہ آن نیز نہفتن نتوانم

اخفائے درد سینہ ہمیں اس شعر سے بہت ذوق ہے۔ (چنانچہ اس شعر کو آپ اکثر پڑھا کرتے تھے۔) ایک بار خواجہ عبد القدیر بنارسی سے فرمایا "تم نے اس مضمون کا کوئی شعر دیکھا ہے؟" انھوں نے عرض کیا۔ کہ ایک شعر اس مضمون کا ملتا جلتا یاد ہے ؎

عجب دردے است اندر دل اگر گویم زباں سوزد　　　وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

ارشاد فرمایا! "یہ شعر صاحب حال کا ہے، صاحب مقام کا نہیں ہے" "سوزش" صاحب حال کو ہوتی ہے، صاحب مقام کو نہیں ہوتی ہم نے جو شعر پڑھا وہ صاحب مقام کا ہے۔ بالکل حسب حال ہے۔ ہمیں اس شعر سے بہت ذوق ہے۔ ؎

دردے است درین سینہ کہ گفتن نتوانم　　　وین طرفہ کہ آن نیز نہفتن نتوانم

حالات حضرت یوسف ؑ ارشاد ہوا! جناب یوسف علیہ السلام نے گیارہ ستاروں اور چاند کو، اور سورج کو سجدہ کرتے ہوئے خواب میں دیکھا (یعنی گیارہ بھائیوں، اور والدہ اور والد کو) حضرت یعقوب علیہ السلام کو منجانب اللہ اسکا علم ہوا۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا مرتبہ نبوت، اُن سے بڑھ کر ہوگا۔ اور تعبیر خواب کا علم اور نعمت (مسجود ہونے کی) بھی عطا ہوگی۔ اِس بات کا علم حضرت یوسف علیہ السلام کو بعد میں ہوا (اپنے اس مرتبہ کی وجہ سے) حضرت یوسف ؑ نے باپ کے لئے اپنا پیراہن ہدیۃً بھیجا۔ اور یہ فرمایا کہ اس پیراہن کو چشم مبارک پر رکھنے سے، بینائی آنکھوں میں آجائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ نبوت کا معز زعہدہ بھی عطا ہوگا۔ اور مصر کی بادشاہی بھی نصیب ہوگی۔ اِن وعدوں میں چالیس سال تکلیفیں سہتے رہے

Marfat.com

کنوئیں میں ڈالے گئے۔ غلام کی حیثیت سے فروخت ہوئے۔ قید خانے کی سخت ترین مصیبتیں جھیلیں۔ یہ سب کچھ ہوا آخر الامر خدائی وعدہ پورا ہوا۔ نبوت کے معزز عہدے سے مشرف ہوئے۔ مصر کے شاہی تاج و تخت کے وارث و مالک ہوئے۔ اور گیارہ بھائیوں اور والدین کے تعظیمی سجدہ کے مسجود ہوئے۔ وَرَفَعَ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهٗ سُجَّدًا۔

مکتوب حضرت یعقوب بنام عزیز مصر

جب حضرت یوسف علیہ السلام "عزیز مصر" ہو گئے۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن کے نام خط بھیجا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ انا یعقوب اسرائیل اللہ، ابن اسحق صفی اللہ اخ اسمٰعیل ذبیح اللہ ابن ابراھیم خلیل اللہ۔ اکتب الی عزیز الریان۔ امّا بعد۔ فانا اھل بیت فی الارض مبتلاۃ بالبلاء۔ امّا جدّی ابراھیم ابتلی اللہ تعالٰی بالنار فانجاہ۔ واما عمی اسمٰعیل فابتلی بالذبح واما انا فکان لی قرۃ عینی من جمیع الاولاد وابتلاءنی فی مفارقتہ حتی عمیت وکان لہ اخ وھو محبوسٌ بشامتہ عندک بعلت السرقۃ، فاعلموا انا لا اکون سارقًا ولا ابنی، فان فعلت بردہٖ فلک الاجر والثواب عند یوم الحساب ۃ

(ترجمہ) میں کہ یعقوب اسرائیل اللہ ابن اسحق صفی اللہ جن کے بھائی اسمٰعیل ذبیح اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ ہوں (علیہم السلام) یہ خط عزیز ریان (عزیز مصر) کی طرف لکھتا ہوں۔ بعد حمد و نعت کے۔ ہم اہل بیت (خاندان نبوت) زمین میں بلاء کے ساتھ مبتلا کئے گئے ہیں۔ (جیسے کہ) میرے دادا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالٰی نے آگ کے ساتھ مبتلا کیا، اور پھر نجات دی، اور میرے چچا اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کے ساتھ مبتلا کیا گیا (اور پھر اس سے نجات دی) اور میری تمام اولاد میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک (یوسف) ہیں۔ خدا تعالٰی نے مجھے ان کی بلائے فراق میں مبتلا کیا۔ یہاں تک کہ (اُن کے دردِ فراق میں روتے روتے) میں نابینا ہوا۔ اور اُن (یوسف) کے ایک بھائی تھے۔ جو اپنی شامتِ نفس سے، آپ کے پاس بہ علت سرقہ محبوس ہیں۔ مگر جان لیجئے کہ ہم (اہل بیت نبوت) چور نہیں ہیں۔ اور نہ میرا بیٹا چور ہے (شریعت سابقہ سے یہ بات عام طور پر لوگ جانتے تھے کہ اہل بیت نبوت چور نہیں ہوتے، اس وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ لکھا) پس اے عزیز مصر! اگر آپ ان کو رہا کرنے اور واپس کرنے پر راضی ہو جائیں۔ تو آپ کے لئے قیامت تک اجر و ثواب ہے"۔

اپنے والد کا یہ خط حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا، تو نقاب پوشی کی حالت میں زار و قطار روئے (از منہ قدیم میں بادشاہوں کا دستور، منہ پر نقاب ڈال کر تختِ شاہی پر بیٹھنے کا تھا) پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس خط کا جواب لکھ کر بھیج دیا جب یہ خط حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا۔ تو آپ نے فوراً پہچان لیا کہ یہ خط حضرت یوسف کا ہے۔ کیونکہ خط ان کی خوشبو سے معطر تھا۔ اور نبی کا خط پڑھ کر دوسرے نبی کو مثلاً اس بات کا علم ہو جاتا ہے

Marfat.com

کہ یہ خط ایک پیغمبر کا ہے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام کو یقین ہو گیا، کہ ان کے لخت جگر، نورِ نظر، حضرت یوسف علیہ السلام بقید حیات ہیں۔ اور یہ خط انہی نے بھیجا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے خط سے عظمت واحترام کا اظہار ہوتا ہے۔ خود ستائی کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ مگر اس موقع میں اس کا عکس ہے۔ اور یہ اس لئے ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جسے عظمت و بزرگی عطا ہوتی ہے، اس کا اظہار کسی حال میں خود ستائی نہیں ہے خاصکر پیغمبروں کے لئے!۔

اظہار مفاخر حضرت غوث اعظم کا رمز چونکہ عہدۂ نبوت اور عظمتِ نبوت کا اظہار منشائے ایزدی ہے۔ (اور ولایت ظل نبوت ہے) اس لئے حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ) حضرت غوث الثقلین، اور دیگر حضرات اکابر جنھیں اللہ جل شانہ نے عہدہ ولایت و بزرگی خاص عطا فرمایا۔ ان بزرگان دین نے بھی وقتاً فوقتاً اپنی ولایت و بزرگی کا اظہار (بامر الٰہی) فرمایا ہے۔ اور اس طرح انہوں نے خلق اللہ کو حق شناسی کا موقع دیا ہے۔ اور یہ عین مصلحت خداوندی ہے۔ لیکن تمام خلق اللہ کے لئے خود ستائی ممنوع ہے، اور خلاف شرع ہے۔

انتظاماتِ سفر حج اپنے سفر حج کے حالات کے متعلق آپؒ نے ارشاد فرمایا "جس وقت حرمین شریفین کے سفر کا قصد ہوا۔ اسوقت دس روپے میرے پاس جمع تھے۔ میں نے حساب کیا تو روانگی کے وقت تک کل ساٹھ روپے جمع ہو سکتے تھے۔ بایں ہمہ، خرچ کے لئے ساٹھ روپے کی اور کمی تھی جو میں نے ایک شخص سے قرض لئے، اس طور پر کہ میری تنخواہ میں سے پندرہ روپے ماہوار لیا کریں، اور ایسا انتظام کر دیا کہ واپسی تک ان کا قرض بھی ادا ہو جائے۔ اور خرچ کے لئے کچھ روپیہ جمع بھی رہے!" پس آپ نے مدرسے سے چار مہینے کی رخصت لی۔ روانگی کے وقت تک موجودہ ایک سو بیس [۱۲۰] روپے میں چالیس [۴۰] روپے کا اور اضافہ ہو گیا۔ اور کل ایک سو ساٹھ [۱۶۰] روپے ہو گئے بس اس ایک سو ساٹھ روپے میں آپ نے اتنا بڑا سفر فرمالیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ بمبئی سے جدہ تک کا کرایۂ جہاز صرف پندرہ روپے تھے۔ اس طرح اونٹوں کے کرایے، اور تمام اخراجات اتنے کم تھے کہ ڈیڑھ سو روپے میں باسانی سفر حج ہو جاتا تھا۔

ایک سو ساٹھ [۱۶۰] میں سفر حج کیونکر ہو سکا ارشاد فرمایا: "بمبئی کے ساحل پر گویا ہم نے اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیا مردہ کی طرح بہتے ہوئے چلے گئے۔ اور بہتے ہوئے چلے آئے۔ اگر دس ہزار [۱۰۰۰۰] روپیہ صرف کرتے جب بھی ایسا حج ہوتا نہ ایسا آرام ملتا!"

غالب الحال اور مغلوب الحال دربار شریف کے ایک مرید حکیم شمس الاسلام کے سفر حج کے بارہ میں نصیحۃً ایک بار یوں فرمایا۔ حال انسان کو مغلوب کرنا چاہتا ہے، مگر غالب الحال، مغلوب نہیں ہوتا۔ حکیم شمس الاسلام کے پاس پندرہ سو روپے تھے۔ سفر میں غلبۂ حال (جوش و خروش) کے سبب یہ سب روپیہ انہوں نے صرف کر دیا

Marfat.com

مگر ہم نے کیا کیا تھا، یہ کیا تھا، کہ مردہ کی طرح بہتے ہوئے چلے گئے، اور بہتے ہوئے چلے آئے۔ اسلئے ہمارا حج ایک ساٹھ روپے میں ہو گیا۔

خطِ بادشاہی سفر حرمین الشریفین میں جہاز پر جاتے ہوئے حیدر آباد کے ایک وکیل اکبر علی صاحب سے حضرت قبلہؒ کی ملاقات ہو گئی۔ انھیں علم جفر اور رمل اور سامدرک میں بہت اچھی مہارت تھی۔ اور جہاز میں ان کا یہ ایک مشغلہ تھا کہ لوگوں کے ہاتھ دیکھا کرتے۔ اور ہاتھوں کی لکیریں دیکھ دیکھ کر حالات بتایا کرتے۔ ایک دن انھوں نے ہمارے حضرتؒ کے کف دست مبارک کو بھی دیکھا۔ آپؒ عام مسافروں میں ملے جلے رہتے تھے، اسوقت تک کسی کو بھی آپکی شخصیت کا علم نہ تھا۔ نہ وکیل صاحب کو نہ اور کسی کو۔ انھوں نے آپ کے دستِ پاک کے ایک پیدائشی خط کو خوب غور سے دیکھا، اور حیرت و تعجب کے ساتھ بولے، "ابتک ایسے اقبال مند آدمی کا ہاتھ میری نظر سے نہیں گذرا۔ یہ صاف اور سیدھا خط جو گرہ بند دست سے شروع ہو کر تمام ہتیلی کو پار کرتا ہو اور میانی انگلی میں دور تک چلا گیا ہے لاکھوں کروروں میں کسی خوش نصیب ہی کے ہاتھ میں ہوا کرتا ہے۔ اور جس کے ہاتھ میں ایسا خط ہو۔ ضروری ہے کہ وہ یا تو دنیا میں کوئی عظیم الشان بادشاہ ہو، یا اقبال مندانِ دین سے ہو۔ بہت بڑے قطب اور غوث کا رتبہ اس کا مقام ہو۔ پس یہ ہونا ہے کہ یا آپ اپنے زمانہ کے ایک جلیل القدر بادشاہ ہو جائیں گے۔ یا بہت بڑے ولی اللہ، قطب، اور غوث، اور شہنشاہِ دین ہوں گے"!

اب جو اُنھوں نے ہمارے حضرت سے بات چیت کی، تو ان پر آپکے بہت بڑے عالمِ دین ہونیکا حال کھلا۔ اور آپ کی بزرگی، اور آپکے ایک شمۂ عظمت و وقار سے آشنا ہوئے۔ اس کے بعد انہوں نے لوگوں میں اس بات کا چرچا کیا کہ ایک بہت بڑے بزرگ چھپے ہوئے ہمیں لوگوں میں موجود ہیں۔ اور ہماری خوش قسمتی سے اس جہاز پر سفر کر رہے ہیں۔ اس سے یکبارگی لوگ آپ کی طرف ٹوٹ پڑے اور ہر ایک کے دل میں آپ کی ایسی عظمت و محبت پیدا ہوئی۔ کہ آپ "میر کارواں" اور "سالار قافلہ" مانے گئے۔ اور نہ صرف اسی جہاز پر، بلکہ آپکے تمام سفر حج میں ایک جماعتِ حجاج آپ ہی کے زیر قیادت رہی، اور آپ کی بدولت لوگوں کو ہر طرح آرام و آسایش، اور خیر و برکت "ارض مقدس" میں نصیب ہوئی۔

شیخ الہند حرم نبوی میں جب آپ حرم نبوی میں غربا کو کچھ خیرات تقسیم کر رہے تھے۔ تو اطفال عرب بے اختیارانہ آپ کو "یا شیخ الہند" پکارتے ہوئے آپ کی طرف ہجوم کر آئے۔ اور اہل عرب اکثر آپ کو "انت سید القوم" کہہ کر مخاطب کرتے۔

عزیمت پر عمل اپنے سفر حج کے حالات میں ارشاد فرمایا۔ "راہِ مدینۂ طیبہ میں صرف ظہر کی نماز تو جماعت سے ہوتی تھی (باقی نمازیں باجماعت نہیں ہوا کرتی تھیں۔ اکثر لوگ اونٹ پر ہی نماز پڑھ لیا کرتے) میں یہ کرتا، کہ باقی نمازیں وقتے

Marfat.com

اتر کر زمین پر پڑھا کرتا۔ اس طریقے سے کہ قافلے سے کچھ آگے نکل جاتا۔ اور وہاں نماز شروع کرتا۔ اور جس وقت قافلہ وہاں تک پہنچتا۔ میں نماز سے فارغ ہو کر قافلہ میں مل جاتا۔

حج سے پہلے زیارت آپؒ زیارتِ مدینہ منورہ سے حج کے قبل مشرف ہوئے۔ حج واپسی میں ادا کیا۔ ارشاد فرمایا "میں نے مدینہ منورہ مسجد نبوی میں احرام باندھا۔ پھر زیارت روضۂ اطہر سے مشرف ہوا۔ اور رخصت ہو کر ایک ملاقاتی کے پاس ملنے گیا۔ اُنھوں نے کہا آپ ذرا ٹھہر جائیں، میں میلاد شریف پڑھوں گا۔ میں ٹھہر گیا۔ اور بعد ختم میلاد شریف وہاں سے روانہ ہوا۔"

احرام مسجد نبوی میں ارشاد فرمایا "ایک بات ہم تم لوگوں سے کہے دیتے ہیں۔ ارکانِ حج میں یہ بھی داخل ہے، کہ بیرونجات سے جو لوگ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں۔ تو احرام بند داخل ہوں۔ اسلئے۔ جب کوئی مکہ معظمہ میں باہر سے آتا ہے۔ تو احرام باندھے ہوئے آتا ہے۔ اور مدینۂ منورہ سے چلتے ہیں، تو کچھ لوگ وہیں سے احرام باندھ لیتے ہیں اور کچھ راستہ میں احرام بند ہوتے ہیں۔ اگر حق سبحانہ تعالیٰ تم لوگوں کو حج نصیب کرے، تو مدینۂ طیبہ مسجد نبوی سے احرام باندھ کر روضۂ مبارکہ ومقدسہ پر حاضری دیتے ہوئے تب مکہ معظمہ میں آنا۔ ہم کو اسی میں ذوق معلوم ہوتا ہے!"

مناسک حج ملا علی قاری مسائل حج کے بارے میں فرمایا، اگر تم لوگوں کو اتفاق زیارت حرمین شریفین ہو۔ تو ملا علی قاری کی کتاب مناسک حج (شاید یہی نام فرمایا تھا) لے لینا۔ انھوں نے مسائل حج کو بہت تحقیق کے ساتھ بارہ برس وہاں رہ کر لکھا ہے۔"

اجازتِ دلائل الخیرات ارشاد ہوا "ہمیں دلائل الخیرات شریف کی صحت و اجازت اسی سفر میں جناب سید رضوانؒ سے ملی۔ آپ ہمارے استاد دلائل الخیرات ہیں۔ یہ "اجازت" اس طرح تھی کہ جتنا جی چاہے، اور جس قدر جی چاہے، پڑھ لیا کریں۔ ہم نے دلائل الخیرات اور حزب البحر کو برسوں پڑھا ہے۔ مگر اب سب چھوٹ گئی۔ حضرت سیدنا دادا پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دلائل الخیرات جناب سید رضوان صاحب سے ہی پڑھی تھی۔ یہ بزرگ فرماتے تھے کہ پینتالیس سال سے میں اس جگہ بیٹھا ہوں!"۔ تمامی لوگ انھیں سے دلائل الخیرات پڑھتے تھے!

احترام حجاز ہمارے حضرت قبلہؒ اپنے سفر حج کے حالات بہت ہی کم فرمایا کرتے تھے۔ صرف مریدین وطالبین کے فائدے کے لئے کچھ فرما دیا کرتے۔ اور خاموش ہو جاتے۔ بعض لوگ سفر حج سے آکر حرمین شریفین کے حالات و معاملات کی حکایت وشکایت کرتے۔ تو آپ وہاں کے احترام اور پاس ادب کے سبب لوگوں کو یہ کہہ کر خاموش کر دیتے "کہ ہم کیا ہیں؟ وہاں کے تو حیوان بھی اچھے!" (ایسے الفاظ فرماتے۔ کہ جنھیں نقل کرنا دشوار ہے)۔

حضرتِ مولانا حاجی امداد اللہؒ ارشاد فرمایا! "جب ہم مکہ مکرمہ میں گئے تو مثنوی (حضرت مولانا رومؒ) کو حاجی صاحب (حاجی امداد اللہؒ) مرحوم و مغفور سے تبرکاً پڑھنے لگے۔ ہم ان کے پاس اسی وقت جاتے، جبکہ وہ درس مثنوی شریف

Marfat.com

دیا کرتے تھے۔ اوقات خاص ہیں جبکہ وہ نماز اور وظیفہ میں مشغول ہوتے ہم کبھی نہیں گئے جس سے ہمیں ان کی بزرگی (ظاہراً) کچھ معلوم ہوتی۔ ایک روز ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مثنوی شریف پڑھ رہے تھے کہ یکایک حاجی صاحب کراہے اور انھوں نے ایک آہ کی۔ اور اُن کے کراہنے اور آہ کرنے سے ایسا معلوم ہوا کہ اُن کے سینہ سے ایک شعلۂ آتشین نکل پڑا۔ ہم نے اُن کے کراہنے کی آواز سے سمجھ لیا کہ یہ بہت بڑے درویش اور عارف باللہ ہیں!"

حاجی صاحب کی طرف سے اجازۃ درسِ مثنوی سے فارغ ہو کر ہم چلے تو اس دن ہم نے حاجی صاحب سے کہا "ہمیں صابریہ و نظامیہ سلسلے کی بہت آرزو ہے!" حاجی صاحب نے فوراً ہی جواب دیا "ہم نے آپ کو اجازت دی!" بس اُن سے اور ہم سے یوں معاملہ ہوا۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ بہت بزرگ تھے۔ جو طریقہ کہ سلفِ صالحین کا تھا، بس وہ ہی اُن کا مسلک تھا۔ حضرت نبی کریم صلعم سے لیکر جناب حاجی صاحب تک، اس سلسلۂ شریفہ کے تمام پیران طریقت سب کے سب نور ہی نور تھے!۔

دو بزرگ معاصرین فرمایا "دو آدمی ہماری سمجھ میں آئے۔ ایک شاہ محب اللہ صاحبؒ ہو گلی کے، دوسرے حاجی امداد اللہؒ صاحب مہاجر مکی، اگر ہمیں اپنے والد صاحب قبلہؒ کا زمانہ نہ ملا ہوتا۔ اور ہم مرید نہ ہوئے ہوتے۔ توان دو بزرگوں میں سے کسی ایک کے مرید ہو جاتے۔

سفرِ حج سے مراجعت سفر حرمین الشریفین سے جب آپ غازی پور واپس تشریف لے آئے، تو آپ نے میاں محمد حسین سے فرمایا۔

اجازت عام " آؤ! اجازت ہے، اب ہم مرید و تلقین اور حلقہ و سماع کرنے کی اجازت عام لے کر آئے ہیں۔ اب جو مرید ہونا چاہے، اُسے مرید کریں گے!"۔

غازی پور کے پہلے مرید محمد حسین کی دکان، پارچہ فروشی کی تھی۔ حضرت قبلہؒ کا ان سے معاملہ کبھی نقد کبھی قرض رہا کرتا تھا۔ اب ان سے ارشاد ہوا کہ "اگر تم مجھ سے مرید ہونا چاہتے ہو۔ تو میں تم سے کپڑا نہیں لینے کا۔ یا مرید ہو لو یا میرے ہاتھ کپڑا فروخت کیا کرو"! انھوں نے عرض کی "یا حضرت! یہ کیوں"؟ فرمایا۔ خرید و فروخت، اور لین دین کا معاملہ جاری رہنے سے شبہ ہے، کہ تمہارے دل میں خطرہ پیدا ہو۔ کہ پیر و مرید کا معاملہ ہے، ایسا نہ ہو کہ پیر صاحب دام نہ دیں۔ اگر اس قسم کا خطرہ تمہارے دل میں آیا تمہارے لئے نقصان کا باعث ہوگا۔ اور ہمیں خدانخواستہ کہیں یہ خیال پیدا ہو، کہ یہ ہمارے مرید ہیں، ادا کیا تو کیا نہ کیا تو کیا۔ یا یہ خیال ہوا کہ ہم سے نفع نہیں لیں گے، اس میں ہمارے لئے نقصان کا اندیشہ ہے!" میاں محمد حسین نے عرض کی۔ "حضور ہمیں سلسلۂ غلامی میں داخل کرلیں۔ رہا کپڑے کا خریدنا یا نہ خریدنا۔ اس کا حضور کو اختیار ہے" ارشاد ہوا۔ اچھا پنجشنبہ کے دن آجانا تم کو سلسلۂ عالیہ میں ہم داخل کرلیں گے" میاں محمد حسین مقررہ وقت پر حاضر ہو گئے۔ اور آپ نے اُن کو مرید فرمایا۔

Marfat.com

اور تعلیم و تلقین کے بعد اُن سے ارشاد ہوا کہ آنکھیں بند کر کے مراقب ہو جائیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

میاں محمد حسین نے جس وقت کہ یہ واقعہ آپ کی وفات شریف کے بعد بیان کیا، اُن پر گریہ غالب تھا۔ یہ فرمانے لگے۔

"اُس وقت رحمت الٰہی کا دریا جوش زن تھا، اور کیا کیفیت تھی، اور کیسی رحمت شامل حال ہوئی۔ بس دل ہی جانتا ہے بیان میں یہ ماجرا نہیں آسکتا"

پہلے دن زیارتِ نبوی

کچھ دیر کے بعد میاں محمد حسین سے ارشاد ہوا کہ آنکھیں کھول دیں۔ اور دریافت کیا محمد حسین تم نے کیا دیکھا؟" عرض کی: "اِس وقت یہ غلام دربارِ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور حضوری کے شرف سے بہرہ وَر ہوا!" فرمایا "محمد حسین! ہزاروں اِسی تمنا اور آرزو میں مر گئے۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں آج نصیب فرمایا"۔

اللہ اکبر۔ ہندوستان میں یہ پہلا دن تھا، کہ جب آپ نے تعلیم طریقت، اور اشاعتِ سلسلۂ عالیہ کی ابتدا فرمائی۔ اِس راہ اشاعت میں جس ذاتِ مقدس کا پہلا روز ایسا بافیض اور بابرکت تھا، کہ مرید کو ایک توجہ میں زیارتِ نبوی نصیب ہو جائے، کہ اِدھر مرید ہو، اور اُدھر باریاب دربار رسالت ہو جائے۔ بھلا اُس ذات مبارک کے آخری زمانے، اور انتہائی کمالات، اور فیوض و برکات کا کیا اندازہ اور کیا حصر و بیان ہو سکتا ہے۔

مجالس کا آغاز غازی پور میں

اس کے بعد رحمتِ الٰہی، اور قدرتِ خداوندی سے تھوڑے ہی عرصہ میں بہت لوگ سلسلۂ عالیہ میں داخل ہوئے۔ اور مدرسہ چشمۂ رحمت میں ہر پنجشنبہ کو حلقہ و سماع کی مجلس ہونے لگی، اور یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ ہر پنجشنبہ کو سات سات سو آدمی آپ کی مجلس مبارک میں موجود ہوتے۔

طالبین کا جوش و خروش اور لوگوں کی حیرت

حضور کے فیض و برکتِ صحبت اور توجہ پاک سے لوگوں میں جوش و خروش اور وجد و حال، اعلیٰ پیمانہ کا ہوا کرتا۔ پس جابجا لوگوں میں اس بات کا چرچا ہونے لگا۔ کہ جو شخص بھی اِس سلسلۂ شریف میں بیعت ہوتا ہے، یا جو شخص بھی اس محفل مبارک میں حاضر ہوتا ہے۔ جذبۂ رحمتِ الٰہی اُسے تھام لیتا ہے، اُسے کیفیت اور جوش و خروش فوراً شروع ہو جاتا ہے، اور ایک خداداد ذوق خداپرستی بے محنت و مشقت اُس میں پیدا ہو جاتا ہے، اور پھر وہ از جان و دل، آپ کا ایک ابدی غلام بن جاتا ہے!۔

بعض منکرین سماع بھی حاضر ہوئے۔ رحمتِ الٰہی کو منکرین کا محروم ہونا بھی گوارا نہ ہوا۔ انھیں بھی فوراً جوش و خروش نے پکڑا، اور ذوق و شوق اور محبت الٰہی کا حصہ انھیں بھی نصیب ہوا۔

منکرین سے معاملہ

اِن حالات نادرہ نے شہر بھر میں ایک ہل چل ڈال دی۔ اور شہر کے اکثر ذی علم، سماع و مزامیر کے مسئلہ میں باہم گفتگو اور تعجب کرنے لگے، کہ آپ ایسے جیّد، ایسے عالم متبحر، اور "مدرسہ چشمۂ رحمت" کے اعلیٰ مدرس ہوتے ہوئے سماع و مزامیر کو کس طرح جائز رکھتے ہیں؟ بعضے عوام کہتے۔ کہ ایسی باتیں تو نہ دیکھی تھیں

Marfat.com

نہ سُنی ہیں، نہ فہم وعقل کے مطابق ہیں، کہ جو بھی وہاں داخل ہوا۔ رنگ میں رنگا گیا۔ فقراء کو وجد وحال ہو تو ہو یہ کیا ہے، جو ادنیٰ یا اعلیٰ وہاں جا کر بیٹھتا ہے، بے خود اور بے قابو ہو جاتا ہے۔ بس معلوم ہوا کہ یہ سب بنگالہ کا جادو ہے۔ اور جادوئے بنگالہ کی روایت پہلے سے مشہور چلی آتی ہے، وہ یہ ہی ہے! عوام کے ایسے خیالات کی اطلاع آپؒ سے عرض کی جاتی، تو آپ سکرا کر چپ ہو جاتے، اور ایسی باتوں کی بالکل پروا نہ فرماتے۔ البتہ جب علماء کی جانب سے اس مسئلہ میں مخالفت کی گرم بازاری ہونے لگی، تو آپ نے، اگرچہ طبع اقدس کو بحث ومباحثہ، اور اس قسم کی چیزوں کی طرف قطعاً اعتنا نہ تھا، محض حضرات پیرانِ عظام کے ادب واحترام کے خیال سے، کہ دربارۂ سماع اُن کا مسلک بالکل مطابق شریعت ہے، اور اُن کے مسلک کے سماع کو حرام قرار دینا، اِن پر مخالفتِ شرع شریف کا بہتان باندھنا، اور ان کی کمال بے ادبی کا مرتکب ہونا ہے، آپ نے ضروری سمجھا۔ کہ اس مسئلہ پر بصیرت افروز تحقیق کے ساتھ ایک آخری فیصلہ سپردِ قلم کر دیا جائے۔ چنانچہ آپؒ نے عربی میں (عربی میں اس لئے کہ علم کی بحث ہے، علماء تک ہی محدود رہے) ایک رسالہ "تحقیق الاضابیر فی سماع المزامیر" تحریر فرمایا۔

مسئلہ سماع میں آپ کی تصنیف | اس رسالہ میں آپؒ نے سماع کی تعریف کے بعد اول آیات قرآنی واحادیث نبوی، اور آثار، واقوال صحابہ وتابعین سے جواز سماع پر استدلال کیا ہے، جو اباحتِ سماع ومزامیر کے ایسے قطعی دلائل ہیں، کہ خدا ترس اہل علم کو مجال چون وچرا نہیں ہو سکتی، اس کے بعد منکرین کے دلائل پر نقد و تبصرہ کیا ہے، اور اُن آیات واحادیث اور اقوالِ آئمۂ مجتہدین اور آرائے اہل فقہ پر روشنی ڈالی ہے، جو منکرین کا مایۂ استدلال ہیں، اور آفتاب نیمروز کی طرح دکھا دیا ہے کہ جب کوئی ایک آیتِ قرآنی، اور کوئی ایک صحیح حدیث نبوی بھی غرض صالحہ کے لئے ہونے والے سماع ومزامیر کی حرمت پر وارد نہیں ہے، اور جب خود آئمہ محدثین کا قطعی فیصلہ موجود ہے، کہ حرمت سماع پر جن حدیثوں سے استدلال کیا جاتا ہے، وہ سب بعد کی اور وضعی چیزیں ہیں۔ ہرگز صحیح احادیث مصطفویہ نہیں ہیں، اور جلیل القدر صحابہ اور تابعین کا آلات پر سماع قطعی طور پر ثابت اور متحقق ہو چکا ہے، تو پھر اس مباحِ شرعی کو حرام قرار دینا، حد سے گذر جانا، اور شریعت الٰہیہ میں ایک طرح سے تصرف کرنا ہے، آخر میں تمام تحقیق کا خلاصہ، اور ایک قول فیصل آپؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ اور سماع کے اقسام اور درجے بتائے ہیں، کہ کون سا سماع جائز اور مباح ہے، اور کون سا سماع مکروہ ہے، اور کس سماع کے لئے یہ کہنا درست ہے کہ وہ قطعی حرام ہے۔ اِس طرح مسلک حضرات اولیاء اللہ کی تائید وتشریح میں آپ نے ایک ایسی آخری اور فیصلہ کن تحقیق، قلمبند کر دی ہے، کہ سماع کے مانعین ومجوزین دونوں کیلئے راہ، اعتدال، حق وانصاف ظاہر ہو گئی۔ منکرین کے غلو اور تشدد، اور مجوزین کے تجاوز اور بے راہ روی، اور پابندی ہوا، اور اقدام خلاف شریعت، سب کا سدِّ باب ہو گیا۔ حضرت سلطان المشائخ، خواجہ

Marfat.com

نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بر سرِ دربار سلطانی علماء سے اس مسئلہ میں بزرگانِ دین اور پیرانِ طریقت کے جس جذبہ احترام قلبی سے مجبور ہوکر مباحثہ گوارا فرمایا تھا، وہی جذبہ یہاں کارفرما تھا، اور فرماتے، کہ بزرگانِ دین کی خلاف شرع ہونے کا الزام برداشت نہ ہوسکا۔ اِس رسالہ کے آخر میں جناب مولانا عبدالعلیم صاحب آسی غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ جون پور، اور جناب مولانا محمد فاروق صاحب چڑیا کوٹی استاد مولوی شبلی نعمانی کی لاجواب تقریظیں بھی ہیں۔ چونکہ یہ رسالہ مخاطبت عوام کے لئے نہ تھا، صرف اہل علم کے فہم وبصیرت اور رفع اختلافِ اکابر علم کی غرض سے لکھا گیا تھا۔ اسلئے عربی میں تھا جس کی اشاعت اُس زمانہ میں مذہبی اور علمی اداروں میں اچھی طرح ہوگئی تھی۔ قلوب پر ہیبت حق کا اور اس ذات مقدس کے علو رفعت وتفوق علمی کا ایسا سکہ جما، کہ کہیں سے بھی اسکے جواب میں صدائے خلاف بلند نہ ہوئی۔ دل میں انصاف ہو، اور ترس قیامت، اور خوف خدا، تو اہل علم کے لئے اب اِس مسئلہ میں حضرات اولیاء اللہ کی مخالفت، ممکن نہ ہوگی۔ کج فہمی اور دل کی سختی ہو تو اس کی بات ہی جدا ہے۔

ارادتمندانِ غازی پور پھر تھوڑے ہی عرصہ میں غازی پور کے تقریباً پانسو آدمی ارادت لائے۔ اور آپ کی تعلیم و تلقین اور برکتِ انفاسِ مبارکہ سے رشد وہدایت اور سعادت ازلی سے بہرہ یاب ہوئے۔

غیر مسلموں کی آمد و رفت حضور کے فیوض وبرکات کی شہرت مسلمانوں سے گذر کر غیر مسلم حلقوں میں بھی پھیلی یہ لوگ بھی دُعا، تعویذ، اور مریضوں کے لئے پانی دم کرانے، اور اپنی دوسری حاجتوں، اور مرادوں کے لئے حاضر خدمت ہونے لگے۔

برہمن کا اعتقاد ایک روز ایک برہمن پانی پر دم کرانے کے لئے آیا، آپ نے اس سے فرمایا ہمارا دستور ہے کہ ہم پانی میں انگلی ڈبو کے دم کرتے ہیں، اگر تم اِس پر راضی ہو، تو خیر، ورنہ مجبوری ہے۔ برہمن چونکہ بعض واقعات کرامات دیکھ، اور سُن کر، عقیدتمندانہ حاضر ہوا تھا، کہ کیسے کیسے مایوس العلاج آپ کے دم کئے ہوئے پانی سے اچھے ہوچکے ہیں۔ اِس لئے اُس نے کہا "حضور پہلے ہمارے پانی سے انگلیاں دھولیں، پھر دستور کے موافق پانی میں ڈال کر دم کردیں"۔ آپ نے فرمایا: "اچھا اس میں مضائقہ نہیں!"۔ اسکے بعد ہندو اہل حاجت یہ کرتے۔ کہ دو برتنوں میں پانی لاتے، ایک پانی سے ہاتھ دھلوا دیتے، اور دوسرے پانی پر دم کرالیتے۔ مگر یہ طریقہ بس تھوڑے ہی دنوں تک رہا۔ آخر ہندؤں کا اعتقاد، آپ کی پے درپے کرامات دیکھ کر اس قدر بڑھا کہ دو برتنوں میں پانی لانا انھوں نے خود ہی ترک کردیا۔ ایک ہی ظرف آپ لاتے، اور دم کرا کے لے جاتے، اور عرض کرتے، کہ آپ کے چھونے اور انگلی ڈبونے سے چھوت نہیں ہوگی۔ آپ جیسے کہ مسلمانوں کے گرو ہیں، ہمارے بھی ہیں۔ آپ تو ہمارے نزدیک اوتار (ولی) ہیں۔

Marfat.com

برہمن کی قدم بوسی | میاں محمد حسین کہتے تھے۔ کہ ایک روز میں حاضرِ خدمت تھا، میں نے دیکھا کہ چند ہندو مرد دعورت حاضر ہو کے قدم بوس ہوئے۔ آپؒ نے مجھ سے فرمایا۔ یہ برہمن ہیں۔ کسی کے قدم چھو کر سلام کرنا ان لوگوں کا دستور نہیں ہے، مگر یہ ہمیں اسی طریقہ سے سلام کرتے ہیں۔ ہم نے ان لوگوں سے پوچھا تھا کہ تم لوگ تو کسی کو سلام ہی نہیں کرتے۔ وہ بولے۔ ہم نے آپ کو دھرم کا باپ مانا ہے!"

غازی پور میں آپ کے معمولات | اشاعتِ طریقت کے قبل آپ کا غازی پور میں یہ دستور و معمول رہا۔ کہ نمازِ فجر کے بعد آپ حجرہ بند کر لیتے، اور طلوع آفتاب کے بعد دیر تک مشغولی فرماتے۔ اِسکے بعد تلاوتِ قرآن مجید فرماتے۔ اور چاشت کا وقت گذر جاتا، تب آپ حجرے سے باہر تشریف لاتے جس کے بعد کچھ ناشتہ فرماتے۔ اور جو اہلِ حاجت کہ منتظر ہوتے اُن کی حاجت برآری کے بعد مدرسہ تشریف لے جاتے، مدرسہ کے کام سے فارغ ہو کر دوپہر کے وقت کھانا تناول فرماتے۔ اس کے بعد استراحتاً کچھ دیر کے لئے قیلولہ فرماتے۔ نماز ظہر کے بعد سے نماز عصر تک پھر درسِ طلبا، کتب بینی، اور ملاقاتِ وارد و صادر، ان امور میں صرفِ وقت فرماتے۔ اشاعت طریقت کے بعد یہ حال ہو گیا تھا کہ صبح ہی صبح بہت لوگ آپ کے حجرے کے روبرو جمع ہو جاتے، اور منتظر رہا کرتے۔ کہ آپ کب حجرہ سے باہر تشریف لاتے ہیں۔ آپ معمولات سے فارغ ہو کر دروازہ کھولتے۔ اور حاجتمندوں سے مخاطب ہوتے، اور اُن کے لئے دعا فرماتے اور جو لوگ کہ ہدیۂ شیرینی پیش کرتے۔ قبول فرمالیتے، اس کے بعد مدرسہ تشریف لے جاتے۔ مغرب کے بعد اہلِ حاجت دُعا کے لئے حاضر ہوتے۔ اور عقیدتمند اصحاب اِس وقت مرید و تلقین ہوتے۔ رات کے بارہ بجے تک لوگوں کا ہجوم رہا کرتا۔ لوگ جانا نہ چاہتے، اور آپ کا یہ منشا ہوتا کہ لوگوں سے جلد رخصت ہوں، آخر آپ بکمال شفقت و اخلاق لوگوں کو رخصت فرماتے۔ اور پھر ذکر و مراقبہ اور تہجد میں مشغول ہو جاتے۔

چھپ کر عبادت | راتوں کو چھپ کر مشغولی عبادت و ریاضت، آپ کا ہمیشہ دستور رہا۔ پنجشنبہ کی رات آتی، تو مدرسۂ چشمۂ رحمت کے صحن میں محفل سماع منعقد ہوا کرتی۔ اور آپؒ بطرز و روشِ بزرگانِ متقدمین شرکتِ سماع فرماتے۔

خاص تقریبیں | بارہویں ذوالقعدہ، اور بارہویں ربیع الاول مبارک اور گیارہویں شریف کے دن آپ غسل فرماتے، اور اچھے اور نئے کپڑے زیب تن فرماتے۔ سُرمہ لگاتے۔ خوشبو استعمال فرماتے، اور ان تاریخوں میں نہایت ذوق و شوق کے ساتھ اہتمام مجالس فرماتے۔

غسل سرد آب | ایک عرصہ تک آپ کا یہ معمول رہا۔ کہ پنج وقتہ نماز سے پہلے غسل فرماتے۔ اور غسل کے بعد نماز پڑھتے کبھی کبھی جاڑے کی ٹھنڈی راتوں میں آپ رات کے ٹھنڈے باسی پانی سے نہا کر کھلے گریبان زیر آسمان شبنم میں ٹہلتے رہتے تھے۔ یہ حالت ذکر و ریاضت کی حرارت سے تھی۔

شیر کی آواز | رحمت اللہ شاہ نے ایک بار عرض کیا کہ آج رات محلہ میں شیر کے ڈکرنے کی آواز آتی تھی دوسری رات

Marfat.com

جبکہ شب کا پچھلا پہر تھا، انھوں نے پھر وہی آواز سنی۔ اور کہا کہ خیال کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ یہ آواز حضور ہی کے حجرہ سے آتی تھی۔ فرمایا "ہاں! کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے!" اسکے سوا کچھ نہ فرمایا۔ میاں رحمت اللہ شاہ نے یہ راز کسی پر ظاہر نہ کیا۔ بہت عرصہ کے بعد جبکہ آپ نے غازی پور سے ترک تعلق ملازمت فرمایا۔ اور تشریف لے گئے۔ تب خاص خاص لوگوں پر یہ ماجرا ظاہر کیا۔

ارشاد غوث الثقلین حضرت غوث الثقلین پیر محی الدین سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رح نے فرمایا کہ ایک رات سخت جاڑا تھا۔ اُس رات مجھے چالیس بار حاجتِ غسل پیش آئی، اور میں چالیس مرتبہ نہایا، اگرچہ سردی اس کڑاکے کی تھی، کہ میں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا تھا۔

ارشاد حضور حضرت قبلہ روحی فداہ نے ارشاد فرمایا۔ "ایک زمانہ میں ہماری بھی یہی حالت تھی۔ کہ رات، اور دن میں جسوقت سوتے نہانے کی ضرورت پیش آتی۔ اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں، ہم پیشتر کچھ نہیں جانتے تھے، مگر اب سمجھنے لگے ہیں"۔ کثرت حرارت قلب سے آپ کا سر مبارک گرم ہو جاتا۔ تو آپ دماغ کو ٹھنڈے پانی سے دھارتے۔

ایک مرض کثرت و غلبہ حرارت سے آپ کو قطرہ کی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ دہلی اور لکھنؤ میں آپ نے اطبا کا علاج بھی کیا، مگر فائدہ نہ ہوا۔ فرمایا "دہلی میں ایک بار مولوی عبد الغفور صاحب رح یوسف پوری (غازی پور) سے، ہماری ملاقات ہوئی۔ انھوں نے فرمایا۔ کہ "آپ نہ اپنا کام ترک کریں گے، نہ آپ کو آرام ہوگا"۔ ہم نے کہا۔ "جان جائے یار ہی یہ تو ہم سے نہ چھوٹے گا، اور نہیں چھوٹ سکتا! مولوی عبد الغفور صاحب درویش شناسی میں بہت مشہور تھے۔ یہ سلسلۂ عالیہ ابو العلائیہ کے بزرگ او شیخ تھے۔ دہلی میں نواب دوجانہ اور حکیم واصل خاں کو ان سے بہت عقیدت تھی!"

ملازمت سے استعفا سلسلۂ اشاعت، تعلیم و تلقین شروع فرمانے کے چھ مہینے بعد آپ نے ترک ملازمت اور اقامتِ وطن کا قصد فرمایا، اور ارشاد فرمایا۔ "ہجوم سے ہمارا اب بہت حرج ہوتا ہے!"

وجہ ترک ملازمت ترک ملازمت کی ایک فوری وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی۔ کہ ہم مدرسہ میں طلبا کو درس حدیث دینے میں مشغول تھے، کہ کلکٹر غازی پور مدرسہ کے معائنہ کو آئے۔ مدرسے کے مہتمم بھی اُن کے ساتھ تھے۔ کلکٹر کو دیکھ کر ہم کھڑے نہیں ہوئے۔ (کیونکہ درس حدیث میں مشغول تھے) اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے جو بات کہ وہ ہم سے پوچھتے اُسکا جواب دیتے رہے۔ مہتمم صاحب نے ہمارے قریب آکر چپکے سے کہا کہ "یہ کلکٹر صاحب اور حاکم وقت ہیں" یعنی ہمیں اُن کے لئے تعظیماً سرو قد ہو جانا چاہیئے۔ ہم نے افسر یعنی مہتمم صاحب کے کہنے کی تعمیل تو اُسی وقت کر دی، مگر دوسرے دن استعفا داخل کر دیا۔ کہ اب ہم سے بندہ کی تابعداری نہ ہوگی۔ مولوی عبد الاحد صاحب شمشاد، اور مولوی امانت اللہ صاحب اور شہر کے عمائد و معززین نے اس خبر کو سنا تو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، اور تمنائیں اور آرزوئیں کیں

Marfat.com

ودرس نہ دیجئے۔ مگر اقامت غازی پور ترک نہ فرمائی جائے مستقل طریقہ سے یہیں اقامت اختیار فرمائی جائے۔ لوگوں کا اصرار اس درجہ بڑھا کہ آخر ان کی دلداری سے اسوقت آپنے استعفا نہ دیا۔ صرف چھ مہینے کی رخصت لیکر تشریف لے گئے۔ اور اختتام رخصت پر غازی پور تشریف لائے تو یہی فرمایا۔ کہ ہمیں نہ روکئے جانے دیجئے۔ ملی تابعداری ہم سے اب نہیں ہوسکتی۔

ملازمت | مدرسہ چشمۂ رحمت میں آپ چھ سال دو مہینے صدر مدرس رہے۔ اور یہی آپ کی پہلی اور آخری ملازمت تھی۔ ۳۱ جنوری ۱۸۹۵ء مطابق ۱۳۱۲ھ کو آپ نے استعفا داخل کیا جسکا تمام شہر کو رنج و صدمہ ہوا۔

غازی پور سے روانگی | غازی پور سے رخصت ہو کر جس دن آپ اسٹیشن تاری گھاٹ روانہ ہوتے ایک محشر برپا تھا پر لوگوں کا اس قدر اژدہام ہوا۔ کہ جہاز لوگوں سے بھر گیا۔ پھر بھی بہت لوگ باقی رہ گئے۔ اور باہر کھڑے رہے جدائی کا لوگوں کو اس درجہ قلق و اضطراب تھا کہ روتے روتے بے حال ہو گئے۔ ملازمین جہاز اس محشرستان کے سماں سے حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ جہاز کے کپتان سے رہا گیا اور اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ آدمی اندر کیوں روتے ہیں۔ اُسے بتایا گیا کہ ان کے بڑے مذہبی پیشوا ترک قیام غازی پور کے بعد اپنے وطن جارہے ہیں ان کی جدائی کا صدمہ و غم ہے۔ اس لئے روتے ہیں۔ جہاز کے کپتان نے کہا، یہ لوگ تو اس طرح روتے ہیں جیسے کا باپ مرگیا ہو، یا ماں مرجائے!۔

آپ وطن تشریف لے آئے۔ تو اعزہ اور غلامان بارگاہ کے وفور مسرت کی انتہا نہ تھی۔

آپ کے تلامذہ | فرنگی محل، اور غازی پور میں، جن لوگوں نے آپکے روبرو زانوئے ادب تہ کیا۔ ان میں چند تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مولوی عبد الباقی صاحب فرنگی محلی لکھنوی۔
(۲) مولوی عبد الحمید صاحب فرنگی محلی لکھنوی۔
(۳) مولوی عبد الاول صاحب جون پوری۔
(۴) مولوی محب اللہ صاحب ساکن بکسر۔
(۵) مولوی سعادت علی صاحب۔ (۶) حکیم مولوی غلام محمد صاحب ساکن بلیا۔
(۷) حافظ فرید احمد صاحب غازی پوری۔
(۸) حکیم عبد الولی صاحب لکھنوی۔

ان کے علاوہ مؤ۔ مبارک پور۔ اور ضلع اعظم گڈھ کے اور بھی اصحاب ہیں جنھیں آپ سے تلمذ حاصل ہا فیضان ظاہری کا یہ کھلا ماجرا ہے کہ جس نے بھی آپ کے روبرو زانوئے ادب تہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو

Marfat.com

علی قدر مراتب عروج پر پہنچایا۔ اور تلامذہ میں سے کوئی عروج و ترقی سے محروم نہیں رہا۔

حالات بعد استعفا ارشاد فرمایا جب ہم غازی پور سے استعفا دے کر چلے آئے، گھر والوں کو کھانے پینے کی تکلیف ہونے لگی۔ اور لوگوں نے ہمیں نوکری کے لئے بہت پھسلایا مگر ہم نے نوکری نہیں کی، وہ خیال ہم سے نکل گیا" بعض لوگوں نے کہا کہ ہاتھیوں کے پکڑنے کا سٹہ، یا پہاڑ کے پھوس، اور لکڑی کا ٹھیکہ آپ کے نام سے لیا جائے۔ اس کام میں خوب نفع ہے، کام ہم لوگ کر لیا کریں گے، لیکن آپ نے پسند نہ فرمایا۔ بہت تنگی کی حالت پیش آئی تو کسی نے مشورہ دیا۔ کہ جائداد پر قرض لے کر اس وقت تو کام چلا لیا جائے، اور قرض تو رفتہ رفتہ ادا ہو ہی جائے گا۔ اس مشورہ کو آپ نے بہت ہی ناپسند فرمایا۔

قرض لینے سے احتراز ارشاد ہوا: کہ اگر ہم قرض کا بار جائداد پر کر لیں یا) جائداد کو فروخت کر دیں تو ہمارے بعد لڑکے یہ کہیں گے۔ کہ بزرگوں نے تو جائداد اور ملکیت چھوڑی، مگر ہمارے والد ایسے ہوئے کہ اسے بھی بیچ کھایا۔ اور ہمارے لڑکے ہمیں نالائق کہیں گے۔ لہذا ہم ایسا نہ کریں گے۔

مقام سکونت وطن میں خانقاہ شریف میں جہاں دادا حضرت سیدنا "شیخ العارفین" تشریف فرما ہے، اسی جگہ حضرت قبلہ نے سکونت اختیار فرمائی، اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔

آمدنی جائداد آپ کی آمدنی بس ایک مختصر زمینداری کی تھی، جو زمینداری کہ آپ کو اپنے والد ماجد قدس سرہٗ سے ترکہ میں ملی تھی۔ اس کی آمدنی تقریباً سو روپیہ سالانہ تھی۔ اسی آٹھ روپے پانچ آنے، ۴ پائی ماہوار میں آپ کمال متوکلانہ طریقہ سے گذارہ فرماتے رہے۔ نہ کبھی جائداد پر قرض لیا، نہ کوئی کام آمدنی کا اختیار فرمایا۔ فرمایا کر تے کہ مل گئی تو روزی ورنہ روزہ!"

عسرت کا زمانہ غازی پور کے تعلق دنیوی کو ترک کرنے کے بعد، آپ کی اقامت وطن کا زمانہ صرف آٹھ رو ماہوار آمدنی کے ساتھ جس حال میں بسر ہوا ہو گا۔ اُسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں (یہ زمانہ انتہائی عسرت کے ساتھ

صرف آٹھ روپے ماہوار میں گذارہ ایک روز ارشاد ہوا: "یہاں اب تو خدا کے فضل سے ہر طرح کی فراغت ہے اوائل میں یہاں نہایت ہی عسرت رہی، اور ایسا زمانہ گذرا ہے، کہ کیلے کی جڑیں، اور سن کے پھول اُبال اُبال کھائے جاتے تھے۔ سکندر شاہ، اور بنی رضا خاں، اسی زمانہ کے لوگ ہیں۔ اِن بیچاروں نے اُس زمانہ میں عسرت کے ساتھ گذارہ کیا ہے"۔ فرمایا: "والد ماجد قدس سرہٗ کی قبر شریف کے کام کے لئے خرچ کا تخمینہ بارہ روپے کا تھا، مگر یہ بارہ روپے میسر نہ تھے، اس لئے عرصہ تک یہ کام نہ ہو سکا۔ اگرچہ بہت ہی جی چاہتا تھا، کہ مزار شریف کی یہ خدمت ہو جائے"۔

اعتکاف، چلے جب حضرت قبلہ غازی پور سے وطن تشریف لے آئے، تو انھیں ایام میں آپ نے خانقاہ

Marfat.com

اندر، اعتکاف (چلہ) کیا۔ اعتکاف (چلہ) کے متعلق آپ کے جو ارشادات ہیں لکھے جاتے ہیں۔ ایک بار کتاب "جلوس الاربعین فی شرائط معتکفین" آپ نے اِس خادم کو دیکھنے کے لئے عطا کی۔ فرمایا۔ اِس کتاب میں اشعار وغیرہ خوب لکھے ہیں۔ پھر ارشاد ہوا۔ "اعتکاف سنت کفایہ ہے، معتکف کو صائم (روزہ دار) رہنا شرط ہے۔ میں نے ایک مرتبہ نفس کشی کو خیال سے چلہ چالیس روز کا کیا کسی اور خیال سے نہیں کیا۔ اگرچہ چلّے میں گوشت کھانے کی اجازت ہے، مگر میں نے تو تیل کا استعمال بھی چھوڑ دیا تھا۔ یہ جوانی کا زمانہ تھا۔ میں پندرہ یا سولہ شعبان کو اعتکاف میں بیٹھا تھا، اور رمضان شریف کی ۲۵۔ یا ۲۶ تاریخ کو اعتکاف سے باہر آگیا تھا، اگر ہوسکے تو یہ کرے کہ انتیس کے چاند کا حساب لگا کر اعتکاف میں بیٹھے، تاکہ اگر انتیسویں تاریخ کو چاند ہوجائے تو چلّہ سے باہر آسکے۔ اعتکاف کے شرائط میں قلت کلام بھی ہے کلامِ قدرِ ضرورت کی اجازت ہے، وہ بھی باہر آکر۔ اور میں تو اعتکاف کے باہر بھی کسی سے بات چیت نہ کرتا تھا۔

فرمایا: چلّے میں بیٹھنا بہت مشکل ہے۔ یہ ہر شخص کا کام نہیں ہے، اگر کوئی بیٹھنا چاہے تو پہلے آزمائش کرکے دیکھ لے کیونکہ چلہ اگر شروع کردیا ہے، تو اُسے پورا پورا ادا کرنا پڑے گا، اور اگر درمیان میں توڑ دیا۔ تو پھر اس کی قضا لازم ہوگی۔ اسلئے امتحاناً تین دن، پھر پانچ دن، پھر سات دن، پھر گیارہ دن (اعتکاف) میں بیٹھ کر دیکھے، اگر قلب میں ہمت معلوم ہو، تو پھر (پورے چلّے کی نیت کرے اور) اعتکاف میں بیٹھ جائے، ورنہ نہیں۔

جناب حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی کتاب "ضیاء القلوب" میں چلّہ کی ترکیب لکھی ہے (یہ ہی ترکیب اِس خاندان کے حضرات پیران عظام کا بھی معمول ہے)۔

تعلیم | تعلیم کے متعلق آپ نے ایک روز ارشاد فرمایا۔ پہلے ہمارا خیال فقیری اور درویشی کی طرف نہ تھا صرف یہ خیال تھا کہ ہمیں بھی اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کی طرح ایک زبردست عالم ہونا چاہیئے۔ جب علم کی تکمیل ہوچکی پڑھنا چھوٹ گیا، اور پڑھانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ تب درویشی اور فقیری کا خیال آیا۔ حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ کی وفات سنہ ۱۳۰۲ھ میں ہوئی۔ اور ۱۳۰۵ھ میں ہم فارغ التحصیل ہوئے۔

تلاشِ مقصود | فرمایا۔ "اس خیال (طلب مولیٰ) کو لے کر ہم پھپھوند شریف اپنے دادا پیر حضرت سید شاہ محمد مہدی قدس سرہٗ کے یہاں گئے۔ گدی کو خالی دیکھا، پھر رات کو وہاں سو رہے، صبح اُٹھے تو ہماری زبان پر یہ مصرعہ جاری تھا۔ ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند۔

اِس کے بعد بھاگل پور شریف، دادا پیر سیدنا حضرت سید شاہ امداد علی قدس سرہٗ کے یہاں گئے، وہاں ایک صاحب (سجادہ نشین) تھے، ہم نے اُن سے کہا ہمیں توجہ دیجئے، انھوں نے کہا کہ ہم اِس قابل نہیں کہ آپ کو توجہ دیں۔ ہم چلے آئے۔ پھر ہم اپنے طور پر ذکر و فکر کرتے رہے۔ ہمارے حضرت قدس سرہٗ نے ظاہری طور پر ذکر و فکر و مراقبہ مشاہدہ وغیرہ کہ قلب داہنی طرف ہے یا بائیں طرف کچھ تعین نہیں فرمایا بس جو کچھ ہوا ہمارے حضرتؒ کی باطنی توجہ

Marfat.com

ایک مجذوب نے کیا کہا فارغ التحصیل ہونے کے بعد ابتدائی زمانۂ مدرسی میں ہم بے قرار رہا کرتے تھے، اور اس بیقراری میں ہم سفر کرتے، اور مزاراتِ بزرگانِ دین کی اکثر زیارت کرتے۔ اصغر علی شاہ صاحب، ایک بزرگ، مجذوب صاحبِ کشف تھے، ہمارے حضرت قدس سرہٗ کے پاس اکثر آیا کرتے تھے، انہوں نے ہماری بیقراری کو دیکھ کر کہا "تم تمام عالم میں گھومو گے، اور پھرو گے، تب بھی کہیں سے کچھ نہ ملے گا تمھیں تو بس تمہارے والد کی قبر سے فقیری ملیگی!

شکمِ مادر میں انا الحق ایک ضعیفہ مجذوبہ، جو حضرت والد صاحب قبلہؒ کو چچا کہتی تھیں، ایک روز انہوں نے ہم سے کہا: "آپ تو شکمِ مادر میں انا الحق تھے!" (مطلب یہ کہ تلاشِ حق میں بہت بیقراری نہ کیجئے آپکے ساتھ والد ماجد نے عالمِ ارواح میں معاملہ کر دیا ہے، آپ شکمِ مادر سے ہی فائز المرام اور کامیاب مقصود پیدا ہوئے ہیں، یعنی آپ ولیِ مادر زاد ہیں! ہاں! وقت کی دیر ہے، وقت آنے پر سب کچھ ظہور میں آجائے گا!) غازی پور کا قصہ آپنے فرمایا۔

ایک بزرگ نے کیا بتلایا؟ جب ہم لوگوں کو مرید و تلقین کرنے لگے، تو ہمارے حضرتؒ کے آستانہ کے مریدوں میں (آپ تواضعاً اپنے مریدوں کے لئے اکثر ایسے ہی الفاظ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ کہ "ہمارے حضرت کے آستانہ کے مرید") بہت جوش و خروش پیدا ہونے لگا۔ تو مولوی عبد الغفور صاحب یوسف پوری، سلسلۂ عالیہ ابو العلائیہ کے ایک بزرگ درویش شناسی میں بہت مشہور تھے۔ (اِن سے دہلی میں آپ کی ملاقات کا تذکرہ، پیشتر درج ہو چکا ہے) انھیں جب ہماری پیری مریدی کا حال معلوم ہوا، تو اُنھوں نے ہم سے ملاقات کا شوق ظاہر کیا۔ لوگوں نے آکر ہم سے کہا کہ فلاں بزرگ آپ سے ملاقات کے شائق ہیں، اور آپ کے پاس آنے والے ہیں، ہم نے کہا وہ ضعیف اور بزرگ آدمی ہیں، انھیں یہاں آنے میں تکلیف ہوگی، ہم خود اُن کے پاس چلتے ہیں۔ جب ہم اُن کے پاس پہنچے تو انھوں نے یکبارگی سر سے پاؤں تک نہایت غور کے ساتھ ہمیں دیکھا، اور کہا تم نے ابھی کون سی عبادت و ریاضت کی ہے جس سے تمہارے مریدوں میں اتنا جوش و خروش پیدا ہونے لگا۔ تم سے جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے، یہ سب کچھ تمہارے شیخ کا تصرف ہے۔ تمہارے شیخ نے تمہاری روح پر سخت قبضہ کیا ہے، ایسے شیخ نادر الوجود یگانۂ روزگار ہیں (انھوں نے یہ ہی فقرہ کہا تھا)۔

آپ کے ایک پیر بھائی کا قول ہمارے ایک پیر بھائی نہایت نیک آدمی تھے، ایک دفعہ ہم نے کہلا بھیجا، کہ ہمارے لئے دعا کرنا۔ اُنہوں نے کہا کہ حضرت قبلہ نے آپ کے لئے اتنی دعائیں کی ہیں، کہ آپ کو عرش تک پہنچا دیا، وہ آپ کے حق میں یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ! اِن کو پیغمبری علم نصیب کر، اور ہمارے بعد ہمارا جانشین بنا ؎

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست فانی است وگفتِ او گفتِ خداست
بے مویدِ بے کتاب و اُوستا بینی اندر دل علومِ انبیا،

(حضرت مولانا رومؒ)

Marfat.com

حضرت بایزید بسطامی اور حضرت شیخ العارفین

فرمایا "ایک شخص نے ہم سے کہا کہ "یا تو حضرت بایزید بسطامیؒ کو سُنا تھا، کہ انہوں نے حضرت ابوالحسن خرقانی کی تعلیم (ظاہری طریقہ کی بجائے) روحانی کی تھی، یا اب آپ کا واقعہ دیکھا، کہ ظاہری طور پر تو آپ کی بس اتنی تعلیم کہ ایک بار عصر کی نماز پڑھوادی، اور باطنی طریقہ سے یہ کیا کہ آج آفتاب کی طرح ظاہر ہے!"

حضرت ابوالحسن خرقانی کی روحانی تعلیم

فرمایا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ جب خرقان میں تشریف لے گئے تو اہلِ خرقان سے آپنے کہا کہ اِس دیس میں ہم سے ایک سو برس کے بعد ایک شخص ابوالحسن پیدا ہوں گے۔ ہم نے انھیں آج ہی (عالم ارواح میں) مرید کرلیا۔ اس طرح حضرت ابوالحسنؒ خرقانی کی تعلیم روحانی کر گئے۔ جب وہ پیدا ہوئے تو اسی روحانی تعلیم کے مطابق چلے۔ اور کمال کے درجہ پر پہنچے۔ ظاہر میں کچھ نہیں بتایا۔ باطن میں سب کچھ بتادیا۔ یہ بات یادگارِ زمانہ ہے! ہم نے حضرت شاہ ابوالحسنؒ کا قصہ کتابوں میں پڑھا تھا۔ لیکن خود ہمارے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا۔ اور ایسا ہی ماجرا خود ہمارے اوپر گذرا۔ ہمارے والد قدس سرہٗ کی یہ کتنی بڑی بزرگی ہے، کہ ظاہر میں ہمیں کوئی تعلیم نہیں فرمائی (اور باطن میں سب کچھ بتادیا اور) ہمیں "لاکھوں کا پیر" بنادیا۔

طریقۂ اویسی کی تعلیم ہر شیخ کا منصب نہیں

آپ نے فرمایا: "مرید ہر حال میں کیا جاسکتا ہے، بزرگوں نے طفلِ شیرخوار کو ہنڈولے میں اور عالمِ ارواح میں مرید کیاہے، بعد وفات کے بھی مرید کیا جاسکتا ہے۔ مگر ان حالتوں میں پیر کا بہت بڑا کامل ہونا ضروری ہے، معمولی شیخ ایسا نہیں کرسکتے"۔

آپ کا ایک کام

ایک روز فرمایا "تعلیم روحانی ہمیں جس طرح ہمارے حضرتؒ نے دی، (اپنے بعد) اِسی طریقہ کی تعلیم ہم بھی ایک شخص کو دیں گے"۔

آپ کا خاندانِ طریقت

اپنے خاندانِ طریقت کے بارہ میں آپنے فرمایا "ہماری بیعت قادریہ شریف میں ہے۔ اور طلب ابوالعلائیہ میں! جیسے کہ شاہ نیاز احمد صاحبؒ بریلوی کی بیعت قادریہ میں اور طلب چشتیہ نظامیہ میں تھی۔ جسکے متعلق انہوں نے اپنے اِن دو اشعار میں خود اشارہ فرمایا ہے ؎

بدہ دستِ یقین اے دل بدست شاہ جیلانی
کہ دست او بود اندر حقیقت دست یزدانی

اِسمیں بیعت کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرا شعر حضرت شاہ نیاز احمدؒ کا یہ ہے ؎

دلا دستِ طلب بکشا بدرگاہِ شہنشاہے
نظام الدین والملۃ علیہ رحمۃ اللّٰہے

اِسمیں طلب کی جانب اشارہ ہے اِسیطرح ہماری بیعت طریقہ قادریہ شریف میں اور طلب ابوالعلائیہ چشتیہ شریف میں ہے"

حضرت سیدنا میر ابوالعلاؒ اور اجمیر شریف

سلسلۂ ابوالعلائیہ کے سلطان الطریقت حضرت سیدنا میر ابوالعلیٰ قدس سرہٗ کے تذکرہ میں آپ نے فرمایا "حضرت سیدنا میر ابوالعلیٰؒ پر ایک ایسا وقت آیا کہ بہت اضطراب و بیقراری کی کیفیت

Marfat.com

پیدا ہو گئی۔ اور اسو جہ سے آپ حضرت اجمیر میں تشریف لائے۔ اور یہ گذارش کی کہ ہمارے جد امجد (حضرت رسالتمآب
صلعم) کی نعمت لئے ہوئے آپ آرام فرماتے ہیں۔ کیا ہمیں بھی کچھ ملے گا؟ جب دیر گذر گئی اور کچھ امید معلوم نہ ہوئی
تو آپ واپس ہوئے۔ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ جناب سیدنا کی روح کو ادراک ہوا، اور آپ سمجھے کہ طلبی ہوئی۔ پس آپ
لوٹے۔ اور مزار شریف پر تشریف لے آئے۔ (اب زیارت ہوئی اور) حضرت خواجۂ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
"آپ کے دینے کے لئے حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ایک امانت ہے (جس کی وجہ سے خود ہمیں آپ کا انتظار
تھا) اور حضرت خواجۂ بزرگ نے آپ کو "عینی توجہ" دی۔ (ایک چیز تھی، انڈے کے برابر اور موتی کی مانند (نورانی) چمکتی
ہوئی عطا فرمائی)، اور یہ فرمایا کہ جب امانت آپ کو پہنچ گئی۔ تو اب طریقہ کے موافق دستور (بیعت) بھی ادا ہونا چاہیے
اور آپ نے بطریق اویسیہ، حضرت میر ابو العلا قدس سرہٗ کو (سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں) بیعت فرمایا۔ دست مبارک مزار سے
باہر نکلا۔ اسی وجہ سے اس طریقہ کو "مجمع البحرین" کہتے ہیں۔ ع **زینت بزم خواجگان سیدنا ابو العلیٰ۔**
فرمایا: "تم (یہ باتیں) اچھی طرح سمجھے نہیں ہو، جب وقت آئیگا، اور اللہ فہم نصیب کرے گا، سمجھ لوگے، اچھا اسے
یاد رکھنا"

طریقہ مجمع البحرین

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو سلسلے جاری ہوئے۔ ایک حضرت امیر المومنین
مولیٰ **علی** مشکلکشا سے، اور وہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ ہے، دوسرا سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
اور وہ سلسلہ نقشبندیہ ہے۔ ہمارے آقائے نامدار حضرت میر سیدنا **ابو العلا** قدس سرہٗ اول سلسلۂ نقشبندیہ میں تھے
دوسرا سلسلہ چشتیہ آپ کو "**ولی ہند**" حضرت خواجہ بزرگ سے پہنچا۔ چشتیہ شریف کے لحاظ سے آپ کا سلسلہ حضرت
مولیٰ مشکلکشا علی شیر خدا علیہ السلام پر منتہی ہوا۔ اور نقشبندیہ کے اعتبار سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک
پہنچا۔ یہ دونوں سلسلے آپ کی ذاتِ اقدس میں آکر مل گئے۔ (اور آپ چشتیہ اور نقشبندیہ دونوں سلسلوں کے
جامع اور) یوں "مجمع البحرین" ہوئے! "مجمع البحرین" کیا ہے؟ یہ وہ مقام ہے، جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی تھی (آپ نے ملاقات کا حال بیان فرمایا: جو قرآن مجید میں آیا ہے۔ اور
فرمایا) جس مقام پر دو سمندر آکے مل جاتے ہیں (دو سمندروں کے اس سنگم کو) مجمع البحرین کہتے ہیں، اور یہی
مجمع البحرین **مقام خضر** ہے علیہ السلام، جہاں دو دریاؤں کا اتصال ہوتا ہے، اس جگہ پانی کا نہایت ہی
زور اور جوش ہوتا ہے، پس اس سلسلۂ عالیہ میں زیادہ جوش و خروش ہونے کا یہی سبب ہے (کہ مجمع البحرین ہے)

آپ کے سات سلسلے

ہمارے حضرت قبلہؒ کو حضرات اولیاء اللہ کے سات سلسلوں میں بیعت لینے کی اجازت
پیران عظام کی طرف سے تھی، لیکن بیعت، بیشتر آپ قادریہ شریف میں لیتے تھے، لہذا اس مقام پر شجرہ شریف
قادریہ درج کیا جاتا ہے، باقی چھ سلاسل شریف اور چھ شجرہ شریف کا کامل تذکرہ اس کتاب کے دوسرے حصہ میں کیا جائیگا انشاء اللہ

Marfat.com

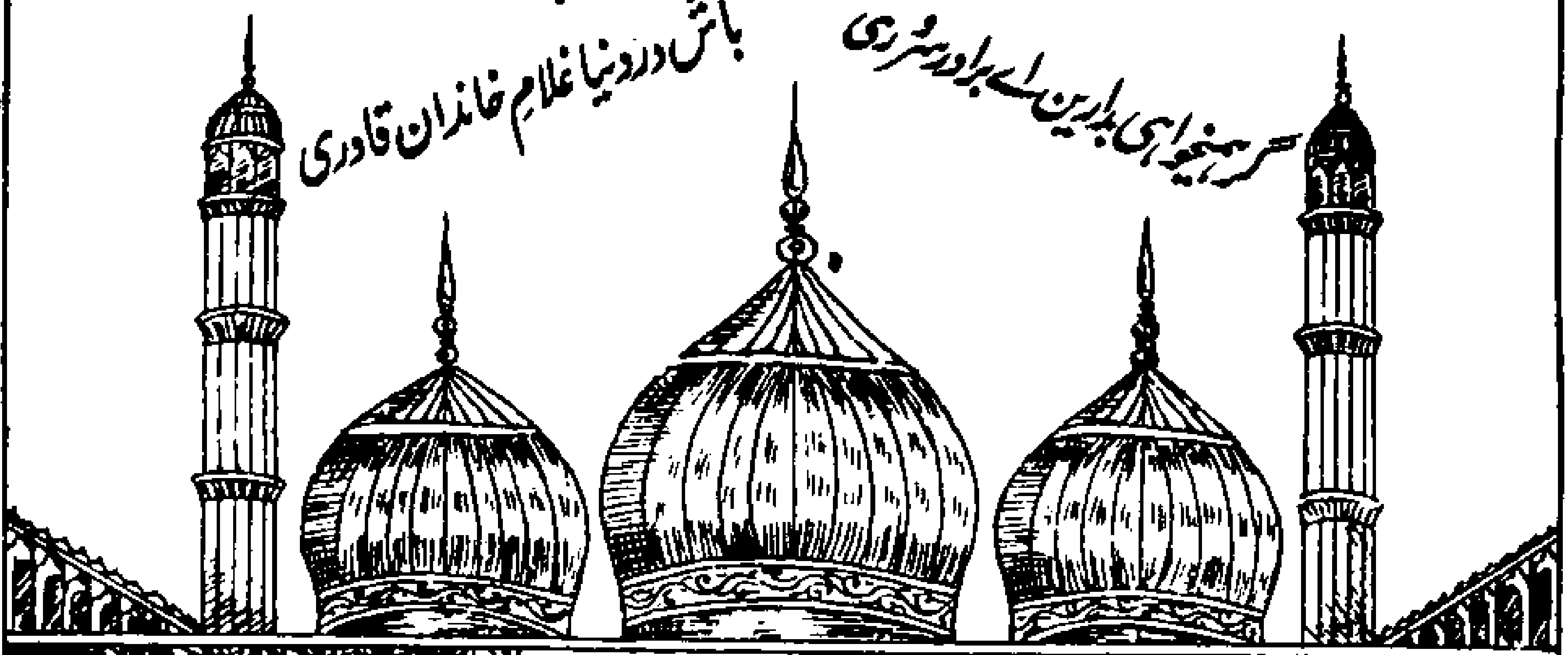

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

شجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء

اللّٰھمّ صلّ علیٰ سیّدنا محمّد النّبیّ الاُمیّ وعلیٰ الہٖ
واھل بیتہٖ وبارك وسلّم ۞ الحمد للّٰہ ربّ العلمین ○
الرّحمٰن الرّحیم ○ ملك یوم الدّین ○ ایّاك نعبد
وایّاك نستعین ○ اھدنا الصّراط المستقیم ○
صراط الّذین انعمت علیہم ۞ غیر المغضوب
علیہم ولا الضّآلّین ○ امین ۔ اشھد ان لآ الٰہ
الّا اللّٰہ وحدہٗ لاشریك لہٗ واشھد انّ سیّدنا
ومولانا محمّدًا عبدہٗ ورسولہٗ ۞

Marfat.com

شجرہ شریف منظوم

رحم کر مولےٰ تو ذاتِ کبریا کے واسطے
دے رہا ہوں تجکو اتنے اصفیا کے واسطے
حُسنِ مَتِ رازو نیازِ اولیا کے واسطے

مرشد و مولیٰ مرادِ عارفین عاشقین
غوثِ عالم باخطاب غیب فخر العارفین
شیخ عبدُ الحیّ رضی اللہ عنہ مستغنی الثنا کے واسطے

وارثِ علمِ نبیین شاہ شیخ العارفین
ذاتِ سبحانی میں فانی پیشوائے کاملین
مُخلِصُ الرحمٰن مجبوب خدا کے واسطے

نائبِ علمِ نبیؐ و وارثِ بابِ علیؓ
کاشفِ رمزِ خفیؔ و ماہرِ سرِّ جلی
شاہِ امداد علیؒ باصفا کے واسطے

پیشوائے صاحبانِ وحدت و محبوبِ رب
قادری فاروقی ہادی رحمتِ حق کے سبب
شہ محمد مہدیؒ راہ ہدیٰ کے واسطے

عاشقِ پاک رسول انس و جاں نوری نشان
شاہِ دین مقبول کونین و امانِ عاشقان
حضرتِ منظر حسینؒ مقتدیٰ کے واسطے

دوست حضرت حسن مخدوم شاہِ معرفت
محوِ ذاتِ حق فنا فی اللہ عالی منزلت
فرحت اللہ شاہ صاحبؒ اجتبا کے واسطے

حضرتِ مخدومِ پاک بارگاہِ لم یزل
شاہ و مولانا و مخدومِ جہان و بے بدل
شہ حسن ثانی علیؒ نامِ خدا کے واسطے

کامل الدین جان مشتاقین رئیس المنعمین
بادشاہِ واصلین حضرت امام العارفین
منعم مخدوم پاکؒ باصفا کے واسطے

۵۱۔ تاریخ وصال دوشنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ موضع مرزا کھیل شریف ساتکنیا۔ چاٹگام۔ ۵۲۔ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۰۰ھ دوشنبہ۔ موضع مرزا کھیل ساتکنیا۔ چاٹگام۔ ۵۳۔ ۷ ذیقعدہ ۱۲۸۳ھ محلہ قاضی دلی چک (بھاگل پور) ۵۴۔ ۹ جمادی الاول ۱۲۸۱ھ۔ محلہ کریم چک (چھپرہ)۔
۵۵۔ ۲۳ ربیع الآخر۔ محلہ کریم چک چھپرہ۔ ۵۶۔ ۹ شعبان ۱۲۲۶ھ۔ محلہ کریم چک چھپرہ۔
۵۷۔ ۲۸ ربیع الاول ۱۱۸۲ھ۔ محلہ خواجہ کلاں گھاٹ۔ شہر پٹنہ۔
۵۸۔ شب ۱۲ رجب ۱۱۸۵ھ۔ محلہ ستین گھاٹ۔ شہر پٹنہ۔

Marfat.com

سیّد السادات قطبِ وقت شاہ کاملین شیخ دوراں مرجعِ عالم سراجِ سالکین
شہ خلیل الدین[1] میر مجتبےٰ کے واسطے

وہ کریم ابن الکریم و مالکِ باغِ نعیم جن کا دل بیت الحرم جو حق بصیر و حق کلیم
میر سیّد جعفر[2] شمس الہدیٰ کے واسطے

جن کی خدمت سے ملے عشق و محبت کے سبق جن کی اک ادنیٰ توجہ سے کھلے ساتوں طبق
سیّد اہل اللہ[3] میر حق نما کے واسطے

عالمِ شرعِ متین و کاشفِ اسرارِ دیں معطیِ حق الیقین و ناظمِ فتحِ مبین
شہ نظام الدین[4] میر اتقیا کے واسطے

شمعِ بزم افروزِ انس و انجمن آرائے قدس سرِّ ذاتِ حق و نورِ چہرۂ زیبائے قدس
شہ تقی الدین[5] میر اتقا کے واسطے

ناصرِ دین حافظِ ملت رئیس المومنین واقفِ رازِ علومِ اولین و آخرین
شہ نصیر الدین[6] سیّد باتقا کے واسطے

مالکِ توقیر و عزت صاحبِ فضل و شرف کاملُ الاوصاف و مصداقِ کلامِ مَن عَرَف
سیّد محمود[7] محمود الثنا کے واسطے

خواجۂ بندہ نواز و چارۂ بے چارگاں حضرتِ سید گسائیں جانِ پاکانِ زماں
میر فضل اللہ[8] شہ حاجت روا کے واسطے

جن پہ سب اسرارِ غیبی منکشف تھے برملا جن کو سرکارِ نبوت سے ہوئی عزت عطا
شاہِ قطب الدین[9] بنیائے خدا کے واسطے

فانی فی اللہ باقی باللہ مظہرِ رمزِ الست حق پسند و حق نما و حق شناس و حق پرست
شاہِ نجم الدین[10] قلندر پیشوا کے واسطے

---

[1] ۱۹ ذیقعدہ۔ قصبہ باڑھ ضلع بہار ۔ [2] ۲۴ ربیع الاوّل۔ قصبہ باڑھ ضلع بہار۔ [3] محلہ بارہ دری شہر بہار شریف۔
[4] ۱۴ محرم۔ محلہ نئی سرائے، موسومہ کٹرہ باغ بارہ دری بہار شریف۔ [5] محلہ بارہ دری بہار شریف۔
[6] بارہ دری بہار شریف۔ [7] بارہ دری۔ بہار شریف۔ [8] ۵ جمادی الاخر۔ بارہ دری بہار شریف۔
[9] ۲۵ شعبان ۹۲۵ھ محلہ علن پور عقب قید خانہ۔ جونپور۔
[10] ۲۰ ذی الحجہ صوبہ مالوہ ۔ قریب گڑھ مانڈو۔ قصبہ تالچہ متصل گھاٹی نونہرہ۔

Marfat.com

سیّد و ملجا و ماوے و پناہِ بے پناہ　　رحمتِ عالم فرید عصر منظورِ آلہ
شہ مبارک غزنوی باخدا کے واسطے

صاحبِ تمکین و حشمت شیخ عالی پائیگاہ　　آفتاب دین و ملّت سیدِ عالم پناہ
شہ نظام الدین باصدق و صفا کیواسطے

حضرت شیخ الشیوخ سہروردیؒ و لی　　افتخارِ امت مرحومہ ختم النبی
شہ شہاب الدین تاج الاولیا کے واسطے

غوث ثقلین و محیؒ الدین و سید باخطاب　　قطبِ ربانی شہ محبوب سبحانی جناب
شیخ عبد القادرِ ستر خدا کے واسطے

حضرت عالی مکان شاہنشہِ اقلیم جاں　　سر گروہ اولیائے دہر مخزومی نشان
بو سعید ابن مبارک بادشا کے واسطے

مظہر شانِ خداوندی سراپائے نبیؐ　　پاک ہمنامِ علیؓ ہنکاری و ہم غزنوی
شیخ حضرت بوالحسن کہف الوریٰ کیواسطے

سرِّ وحدت حسن مطلق نورِ حق عالی جناب　　شانِ رحمت خواجۂ طرطوسیؒ والاخطاب
حضرتِ بو یوسف شمس الضحیٰ کے واسطے

وہ ترے نائب کے نائب شاہ یکتائے زمن　　عزتِ ملکِ عرب زیبائشِ شہر یمن
حضرتِ عبد العزیز حق ادا کے واسطے

وہ کریم النفس مالک صاحب خلقِ عظیم　　جن کی صورت دیکھ کر یاد آئیں رحمٰن و رحیم
شہ رحیم الدین عیاض پرضیا کے واسطے

---

۵۱ ۱۲- ربیع الاخر ۶۶۲ھ شرق حوض شمسی- دہلی۔ ۵۲ یہ شجرہ شریف جناب حافظ سید علیم الدین صاحب قبلہ امام مسجد شریف درگاہ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو فرمایا "حضرت سید نظام الدین اور حضرت سید مبارک غزنوی قدس سرہما یہ دو اسمائے پاک مقدم موخر ہو گئے ہیں، حضرت سید مبارک غزنوی رحمہ اللہ مرید ہیں۔ لہذا یہ نام پاک موخر ہونا چاہیئے نہ کہ مقدم" یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت قبلہ قدس سرہٗ صدر حیات پر جلوہ افروز تھے۔ ایک خادم نے جناب امام صاحب موصوف کا قول عرض کیا ارشاد ہوا "شجرہ شریف پڑھنے سے مقصود حضرات پیران سلسلہ نام پاک کا لینا (اور برکت حاصل کرنی) ہے یہ مقصود (بہرحال) حاصل ہے خواہ (کوئی نام پاک) مقدم ہو، خواہ موخر" جناب امام صاحب نے جب یہ ارشاد ہمارے حضرت قبلہ کا سنا تو فرمایا "درست ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں سہو کتابت نقل کرنے میں ہوا پھر ترمیم ادباً نہیں فرمائی گئی یوں ہی نقل ہوتا چلا آیا"۔ ۵۳ جمعہ غرہ محرم ۶۳۲ھ بغداد شریف۔ ۵۴ شب جمعہ ۱۹ یا ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ بغداد شریف۔ ۵۵ ۲۵ محرم ۵۱۳ھ بغداد شریف۔ ۵۶ ۴ محرم ۵۶۱ھ۔ ۵۷ ۱۵ ربیع الاول ۴۸۲ھ۔ ۵۸ ۴ یا ۱۰ ذیقعدہ ۴۲۴ ہجری۔
۵۹ ۱ محرم یا ۱۳ ربیع الاول ۳۸۳ھ۔

Marfat.com

جن پر آتی تھی صدا اِنّی اَنَا اللہ کی ندا رحمۃ اللہ علیہ جن پہ ظاہر تھے رموزِ لَا اِلٰہ اِلَّا اَنَا
حضرت بوبکر شبلی حق لقا کے واسطے

بے نظیر و بیمثال و بیعدیل و بے بدل رحمۃ اللہ علیہ غرقِ بحرِ سرِ عشق لایزال و لم یزل
حضرت سید جنید البغدادی الطائفہ کے واسطے

مظہر ذاتِ خدا مستغرقِ بحرِ جمال شاہ پر تمکین و حشمت شیخ باعزّ و جلال
سِرّی سقطی شہِ ملک بقا کے واسطے

بادشاہِ کارسازِ ملّتِ خیر الوریٰ رحمۃ اللہ علیہ رہنمائے پاکباز مسلکِ صدق و صفا
حضرت معروف کرخی رہنما کے واسطے

نورِ چشمِ مصطفیٰ فرزندِ ساداتِ عظام محترم ذی مرتبت ذیجاہ ذی شوکت امام
حضرت سید علی موسیٰ رضا کے واسطے

میرے آقا میرے ایمان میرے سید میری جاں نورِ دل آنکھوں کی ٹھنڈک اِنپہ قرباں دوجہاں
موسیٰ کاظم امام الازکیا کے واسطے

تاجِ فرقِ اولیا سید۔ عزیزِ مصطفیٰ قرۃ العین حسینؓ و آلِ پاکِ مرتضیٰ
جعفر صادق امام دوسرا کے واسطے

منبعِ لطف و کرم سرچشمۂ فیض و سخا پاسدارِ خاطرِ محزون و مسکین و گدا
سید باقر شہِ جود و عطا کے واسطے

اہلِ تسلیم و رضا سردار سربازانِ دین سید السادات۔ فخرِ دین رئیس الساجدین
شاہ زین العابدین زین العبا کے واسطے

لختِ قلبِ فاطمہؓ نورِ نگاہِ مرتضیٰ قرۃ العین نبی صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
حضرت سید حسین کربلا کے واسطے

شاہِ مرداں شیرِ یزداں سرِّ حق دستِ خدا شیخ و مولانا و مولی الکل و شاہِ لافتیٰ
سید مولیٰ علی مشکل کشا کے واسطے

۵۱ ۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ یا ۳۳۵ھ بغداد شریف۔ ۵۲ ۲۷ رجب ۲۹۷ھ یا ۲۹۸ھ بغداد شریف۔ ۵۳ سہ شنبہ ۳ رمضان ۲۵۳ھ بغداد شریف۔
۵۴ ۲ محرم ۲۰۰ھ بغداد کرخ۔ ۵۵ جمعہ ۹ صفر ۲۰۳ھ مشہد مقدس۔ ۵۶ جمعہ ۵ رجب ۱۸۳ھ کاظمین شریف۔ ۵۷ جمعہ ۱۵ رجب ۱۴۸ھ جنت البقیع۔
۵۸ دوشنبہ ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ جنت البقیع۔ ۵۹ ۱۸ محرم ۹۴ھ جنت البقیع۔ ۶۰ ۱۰ محرم ۶۱ھ میدان کربلا۔ ۶۱ ۲۱ رمضان ۴۰ھ (نجف اشرف)

Marfat.com

رحمۃ للعالمین نور و شفیع المذنبین ﷺ سیدالثقلین و سردارِ گروہ مرسلین

حضرت احمدؐ محمدؐ مصطفیٰ ﷺ کیواسطے

لِمَنْ صَارَ تَائِبًا عَلٰی یَدِ اَضْعَفِ عِبَادِ اللّٰہِ

اَلْقَوِیِّ الشَّیْخُ عَفَی اللّٰہُ عَنْہُ فَلَقَّنْتُہٗ

کَلِمَۃَ التَّوْحِیْدِ وَالتَّوْبَۃِ وَالْاِنَابَۃِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی

وَامْتِثَالِ اَوَامِرِہٖ وَالْاِجْتِنَابِ عَنْ نَوَاھِیْہٖ

مُناجات

یاخدا تائب کو مرضیات کی توفیق دے اور رکھ ثابت قدم بھی اپنی طاعت پر اسے
ہو عطا عشق و محبّت اِس گدا کے واسطے
اور رکھ محفوظ شرک و معصیت سے اے خدا اور کر اسلام و ایماں پر تو اس کا خاتمہ
اپنے مقبولانِ درگاہِ عُلا کے واسطے
اور خدام مشائخ میں اسے محشور کر ازطفیلِ شافعِ صلِّ علیٰ خیرُالبشر
آل و اہل بیت پاک مصطفیٰؐ کے واسطے

۱ دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مدینہ طیبہ۔

Marfat.com

اب پھر سلسلۂ سوانح شریف کو شروع کیا جاتا ہے۔ اور حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے حالات جن کا تعلق آپ کے زمانہ مدرسی اور بعد کے حالاتِ سفر سے ہے لکھے جاتے ہیں۔

زمانہ مدرسی اور بعد کے حالات سفر

سفر آگرہ شریف فرمایا جب ہم پہلی مرتبہ اپنے مولیٰ حضرت میر ابوالعلیٰؒ کی زیارت کے لئے آگرہ شریف گئے تو اسباب ایک مسافر خانہ میں رکھا، اور دریافت کرتے ہوئے درگاہ میں حاضر ہوئے۔ مزار شریف کے پورب کی طرف ایک صحن ہے، اس میں ایک مسجد ہے، اور صحن میں ایک نیب کا درخت ہے، ہم ٹہلتے ہوئے وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ نیم کے پیڑ کے نیچے ایک بوڑھے آدمی تنہا بیٹھے ہیں، اور حقہ پی رہے ہیں۔ اُن کی صورت نورانی دیکھ کر ہم نے مصافحہ کیا، اور انہوں نے ہماری طرف دیکھتے ہی کہا کہ "آپ ابوالعلائی معلوم ہوتے ہیں"۔ ہم نے دریافت کیا "آپ نے کیونکر جانا"، انھوں نے کہا ایک نشانی ہے جو ابوالعلائیوں کی آنکھوں میں ہوتی ہے۔ آپ کی آنکھوں میں وہ نشانی موجود ہے!"

آستانۂ پاک سے شہر خاصے فاصلے پر ہے، ہمارا ارادہ یہ تھا کہ دن میں شہر جاکر چنے وغیرہ لے آیا کریں گے، اور رات کو وہی کھالیا کریں گے۔ ہم نے اُن بوڑھے میاں سے کہا، کہ ہم نہایت آرزو کے ساتھ حضرت سیدنا کے مزار پاک پر کچھ دنوں رہنے کے واسطے آئے ہیں، امید ہے کہ آپ ہمیں یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیں گے؟ انہوں نے (جن کا نام بعد میں معلوم ہوا، شریف اللہ خان ہے) کہا یہاں بہت سی کوٹھڑیاں خالی ہیں، ایک کوٹھڑی میں آپ شوق سے ٹھہر جائیے۔ پس ہم شہر جاکر اپنا اسباب لے آئے اور یہ خیال کرکے کہ ہم کسی وقت موجود نہ ہوں تو کوٹھری کا قفل توڑ کر کہیں کوئی ہمارا اسباب نہ لے جائے ہم نے اُس کوٹھڑی میں اپنا اسباب رکھ دیا جس میں شریف اللہ خان صاحب رہتے تھے۔ کوٹھڑی کا پکا فرش تھا، اِس پر دری بچھا کر ہم آرام سے لیٹ گئے۔ رات کو معلوم ہوا کہ شریف اللہ خاں بھی بزرگ ہیں اور رام پور کے جنرل عظیم الدین کو انھیں سے بیعت تھی۔ انھوں نے جب تک کہ ہم وہاں رہے ہماری بہت خاطر کی، ارادہ تو یہ تھا کہ آستانۂ پاک پر چنے کھاکر یا فاقہ کرکے گذارہ کرلیں گے۔ مگر اللہ نے خوب کھلایا۔ (شریف اللہ خان صاحب کا غالباً ۱۳۰۹ھ میں بعمر زائد از صد سال آستانۂ پاک حضرت سیدنا میں انتقال ہوا)

سفر دہلی ایک دفعہ ہم سیاحت کرتے ہوئے دہلی گئے۔ وہاں جاکر ہم نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ صرف اس قدر روپیہ موجود ہے کہ لکھنؤ جاسکیں۔ ارادہ مکان جانے کا تھا۔ ہم نے خیال کیا کہ لکھنؤ پہنچ جائیں تو مکان پر تار دے کر روپیہ منگالیں۔ اگر روپیہ مکان سے نہ آئے تو قرض لے لیں۔ چونکہ ہم کئی سال تک

Marfat.com

لکھنؤ میں رہے، ہمیں وہاں بہت لوگ جانتے ہیں، اعتبار پر ہمیں وہاں سے ہزار روپیہ اگر ہم چاہتے تو مل سکتا مگر ہم قرض سے گھبراتے ہیں۔ پاس جو روپیہ تھا، وہ صرف لکھنؤ تک کرایہ ریل تھا۔ تار دینے کے لئے ایک روپیہ کی کمی رہی۔ اور کسی سے قرض لینا یا سوال کرنا ہمیں ہرگز گوارا نہ تھا۔ خیر ہم دہلی سے لکھنؤ روانہ ہو گئے (جب ہم دہلی سے چلے تو) دہلی کے دو شخص ہمیں غازی آباد تک پہنچانے آئے۔ وہ اگرچہ ہمارے مرید نہ تھے، مگر ہم سے عقیدت رکھتے تھے۔ رخصت ہوتے وقت وہ بہت بیقرار ہوئے، اور روئے۔ برابر کے درجہ میں ایک شخص بیٹھے ان دونوں آدمیوں کی بیقراری اور حالت گریہ وزاری کو اور ہم کو دیکھتے رہے۔ جب یہ لوگ چلے گئے تو پھر بھی وہ ہمیں برابر دیکھتے رہے۔ پھر انھوں نے جلیبیاں اور دال موٹھ خریدی۔ اور وہ ان چیزوں کو لیکر ہمارے درجے میں چلے آئے، اور نہایت ادب کے طریقہ سے ایک روپیہ ہاتھ پر رکھ کر بطور نذر ہمیں دینے لگے ہم نے اُن سے کہا کہ نہ ہماری آپ کی ملاقات ہے نہ ہمارے بزرگوں میں کسی سے آپ کی ملاقات ہے، پھر آپ کی نذر ہم کیونکر لے لیں، انھوں نے کہا بس میری تمنا یہی ہے۔ چونکہ وہ ایک معزز آدمی تھے، ہمیں زیادہ دیر اُن کا کھڑا رہنا پسند نہ آیا۔ ہم نے روپیہ لیکر اپنے جی میں کہا کہ ایک ہی روپیہ کی تو ہمیں ضرورت تھی خدا نے بے مانگے بھیج دیا۔

سفر میں تکلیف چاہی آرام ملا فرمایا، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم سفر میں تھے، اور ہمارے پاس خرچ کے لئے بالکل روپیہ نہیں رہا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ جس طرح دیہات کے لوگ ایک لکڑی کے سرے پر اپنی گٹھڑی بقچی لٹکا کے اور لکڑی کو کندھے پر رکھ کر بے تکلف سفر کرتے ہیں۔ بس اسی طرح ہم بھی پیدل سفر کریں گے مگر پیدل کی بجائے ہمیں خدا کے فضل سے اس مرتبہ سکنڈ کلاس میں سفر کرایا گیا۔ ہم نے بہت چاہا کہ تکلیف کے دریا میں غوطہ لگائیں۔ مگر ہمیں تکلیف کی جگہ آرام ہی ملا۔ ہمارے پیر و مرشد کی ہمارے اوپر عنایت کی نظر تھی جہاں پہنچے، اور ہندوستان کے جن درویشوں سے ملاقات ہوئی سب ہی نے ہماری خاطر مدارات کی، اور ہمیں اپنے برابر سمجھا۔

ایک کا مقبول جہان کا مقبول (صاحب میاں کے والد سے) فرمایا۔ اگر پیر و مرشد کی عنایت ہے تو تمام دنیا خاطرداری کرے گی، **ایک کا مقبول جہان کا مقبول**۔ اور ایک کی سہاگن سب کی سہاگن، یہ مثل مشہور ہے۔ عبدالقدیر دہلوی سے ایک بار سفر دہلی کے متعلق ارشاد ہوا "دہلی یہاں سے بہت دور ہے، اگر خدا کو منظور ہے تو (تمہارے لئے) قریب ہو جائیگی۔ ؎

فاصلہ کوچۂ جاناں کا نہ پوچھو یارو
جیسا مشتاق ہو نزدیک بھی ہے دور بھی ہے

Marfat.com

دہلی کے مقامات قیام شریف

فرمایا " دہلی شریف ہم اتنی بار گئے ہیں کہ اب یاد نہیں رہا کہ ہم کتنی دفعہ گئے تھے۔ ایک دفعہ مسجد خوں بہا (کناری بازار) میں ٹھہرے تھے، ایک بار سرائے احمد پائی میں پھر اسی سرائے کے برابر جو مسجد ہے اُس میں۔ کئی بار مسجد فتح پوری میں، اور ایک دفعہ کوچہ بلاقی بیگم کی مسجد میں"۔

آپ کا سامانِ سفر

"ہم اپنے ساتھ نہایت مختصر سامان رکھتے تھے۔ بکس (ٹرنک) صرف ایک دفعہ سفر میں ساتھ لے لیا تھا۔ بکس کی وجہ سے قلی کرنا پڑا، اور اتنا خرچ قلیوں کے کرایہ کی وجہ سے ہوا کہ پھر کبھی ہم نے سفر میں بکس نہیں لیا۔ ہمارا سامان کیا تھا؟ بس کپڑے کے دو جوڑے، (ایک جسم پر دوسرا بیگ میں) ایک کمبل، ایک روئی کی رضائی، اور ایک معمولی بیگ کپڑے وغیرہ رکھنے کے لئے۔ اور چونکہ ہمیں حقہ کی عادت ہے حقہ بھی ساتھ رکھتے، اور ایک لوٹا بھی کبھی کمبل کو بچھا لیتے اور رضائی اوڑھ لیتے، کبھی رضائی کا تکیہ بنا لیتے کھانے کا وقت آتا۔ تو روٹی یا پوری اسٹیشن سے خرید کر ریل کے تختہ پر رکھ کر کھا لیتے، اور لوٹے سے پانی پی لیتے، اسی سے وضو کر لیتے، اور یہ ہی جائے ضرور طہارت کے لئے کام آتا"۔ آپ ۱۹۲۰ء میں زیارت اجمیر شریف سے واپسی پر دہلی کی مسجد خون بہا میں ٹھہرے تھے۔ فرمایا۔ وہاں (مسجد خون بہا میں) خادم علی ہمارے پاس آپہنچے۔ انھوں نے کہا۔ جیسا آزادانہ سفر آپ کرتے ہیں، ایسا آزادانہ سفر آپ کے مریدوں سے بن نہ پڑے گا۔ ہم نے کہا جو دنیا کا کام درست نہیں کرسکتے، کارِ آخرت کیونکر درست کرسکیں گے۔

تو کار زمین را نکو ساختی کہ با آسماں نیز بر داختی

مریدوں سے برتاوا

فرمایا ہم مریدوں کے یہاں جاتے ہیں۔ تو آدمیوں کو ساتھ نہیں لیتے تنہا جاتے ہیں۔ تاکہ امیر و غریب سب کو آسانی رہے، اور سب خوش رہیں۔ اگر دہلی آنا ہوا تو تم (مولوی عبدالقدیر کو مخاطب فرمایا) ہمارا انداز دیکھ لوگے۔ ہمارے بعض اصحاب کو خیال تو ہے (کہ ہماری طرح آزادانہ سفر کریں) مگر عمل نہیں ہے، ہم نے بعض (لوگوں) سے کئی مرتبہ کہا کہ پیرانہ سفر کرتے ہو تو کبھی مریدانہ یعنی یکہ و تنہا سفر بھی کر لیا کرو کیا کبھی گھوڑے کو چکر دیتے ہوئے دیکھا ہے ؟ (یاد رکھو) کبھی شائستہ گھوڑے کو بھی چکر دیا کرتے ہیں، تاکہ " تھان کا ٹرا" نہ ہو جائے (یعنی کاہل نہ بن جائے۔ یہ نفس بڑا دشمن، پیچھے لگا ہوا ہے اگر خدا توفیق دے تو کبھی کبھی اس نفس کے گھوڑے کو ضرور چکر دینا چاہیئے (تاکہ اس کی دشمنی اور سرکشی سے امان ملے)۔

سفر گلبرگہ شریف

ارشاد ہوا "جب آدمی کے مزاج یا بدن میں گرمی آجائے تو چاہیئے کہ بالکل یکہ و تنہا سفر کرے، اور اجنبی لوگوں میں جا کر رہے۔ اس بات کی ہمیں تعلیم تو نہیں ہوئی، مگر مدرسی سے استعفا دینے اور پھر مکان آنے کے بعد حد سے زیادہ بے چینی اور بے قراری ہم میں رہا کرتی تھی، اور قلب کی وجہ سے

Marfat.com

جسم میں بہت گرمی آجاتی تھی پس ہم حیدرآباد وغیرہ دور دراز کا سفر بالکل یکہ و تنہا کرتے، اور اجنبی لوگوں میں رہتے۔

؎ جہاں گرد را در جہاں تاختن خوش آید سفر در سفر ساختن

برس چھ مہینے کے بعد جب ٹھنڈک آجاتی، تب مکان واپس آتے"۔ ارشاد فرمایا "کبھی آدمی پر دنیا تنگ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایسا ہوا، کہ میری طبیعت بہت گھبرائی۔ اور گھبراہٹ میں اس قدر زیادتی ہوگئی، اور روح میں ایسی بے قراری آگئی کہ جی چاہتا تھا کہ بس ہم خودکشی کرلیں مگر شرع کے خلاف کیونکر کوئی بات کر سکتے تھے۔ یک بیک سفر کا ارادہ کرلیا، اور گھر میں ایک روپیہ دے کر کہہ دیا، کہ جائداد، اور زمینداری یہ سب تم لوگوں کے پاس چھوڑی، ہم تنہا سفر پر جاتے ہیں۔ اگر ہم دنیا میں نہ رہے اس وقت تم لوگ کیا کروگے؟ اور گھر کے لوگوں سے کہہ سُن کر آخر ہم سفر پر چلے۔ لوگوں نے پوچھا کہ "آپ کہاں جاتے ہیں" ہم نے کہا، دنیا کے روپے پیسے اور وجاہت و عزت کی تلاش میں نہیں جاتے۔ ہم اپنی موت کی تلاش میں ہیں۔ اِس سفر میں اور لوگوں سے ہم یہ کہتے بھی رہے کہ اپنی جان سے تنگ ہیں، ہماری زندگی ہمارے اوپر بھاری ہے، اور موت کے خواہاں ہیں دعا کرو، مگر (خدام سے فرمایا) تم لوگ موت کی دعا مت مانگنا۔ موت مانگنی منع ہے، ہم نے موت کے معنی سمجھ لئے ہیں، ہم کہہ سکتے ہیں تم لوگ ایسا مت کہنا۔ اپنی منزلِ سفر کی بابت گھر کے لوگوں پر کچھ ظاہر نہ کرکے ہم مکان سے شہر چاٹگام، اور وہاں سے کلکتہ چلے گئے (جہاں آپ کے برادر بزرگوار مولانا عبدالقیوم صاحب مرحوم اور دیگر ہم وطن بھی تھے، اور کلکتہ ٹھہرتے ہوئے پھر آپ غازی پور پہنچے۔ قصد و ارادہ سفر حیدرآباد کا تھا) فرمایا "ہم غازی پور ہی میں تھے۔ جو ہمارے وطن میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ ہمارا دنیا سے انتقال ہوگیا۔ اور چاٹگام سے رنگون تک ہر جگہ ہمارے مرجانے کی شہرت پھیل گئی۔ حال معلوم کرنے کے تار کلکتہ اور کہاں کہاں دوڑ گئے، اور پھر غازی پور ہمارے پاس ایک تار پہنچا، ہم نے جواب دے دیا کہ "ہم خیریت سے ہیں!"۔ ہمارا یہ سفر نو مہینے کا رہا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس سفر سے ہماری بے قراری اور گھبراہٹ بالکل جاتی رہی۔ اِس سفر میں گلبرگہ شریف بھی گئے، اور حیدرآباد بھی"۔ اسکے بعد ارشاد ہوا! "یاد رکھنا طریقت (خدا کا) راستہ نہایت ہی نازک ہے!"۔

موت کی آرزو مثنوی شریف میں قصہ لکھا ہے کہ "ایک بزرگ اپنی جان سے تنگ آگئے۔ اور موت کی آرزو میں نکلے۔ چلتے چلتے ایک پہاڑ پر پہنچے وہاں شیر کے غار میں دو بچے نظر آئے۔ اِنھوں نے کیا کیا کہ ایک بچہ کو ایک بغل میں، دوسرے بچہ کو دوسری بغل میں لے کر لیٹ رہے، اور شیر کا انتظار کرنے لگے کہ ضرور اپنے بچوں کے پاس آئیگا۔ اور بچے ہمارے قبضہ میں دیکھے گا، تو اسی وقت ہمارا کام تمام کردے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیر نر آگیا۔ مگر باہر ہی کھڑا رہا اپنی کچھار کے اندر نہیں آیا۔ اِسکے بعد شیر مادہ آئی وہ

Marfat.com

چاہتی تھی کہ آواز نکالے مگر شیر نر نے شیرنی کے منہ پر تپانچہ رسید کیا۔ اس لئے اُسے چپ رہنا پڑا۔ پھر شیر چپکے چپکے کچھار کے اندر آیا۔ اور ایک بچہ کو آہستگی کے ساتھ اِن بزرگ کی بغل سے نکال کرلے گیا اسی طرح دوسری بار آیا اور دوسرے بچہ کو آہستہ سے نکال کرلے گیا۔ یہ ماجرا دیکھا تو یہ درویش رو پڑے اور بولے یا اللہ اب شیر بھی ہماری جان لینے کا روادار نہیں؟!۔

پہاڑ سے گر کر بھی بچ گئے؟ حضرت ابو الحسنؒ شاذلی پر بھی ایسی حالت طاری ہوئی، اور انھوں نے بھی چاہا کہ پہاڑ سے گر کر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں۔ مگر ایسا نہ کر سکے۔ پہاڑ سے گر تو پڑے مگر ہوا کو حکم ہوا کہ دریا میں لیجا کر گرائے، اور آواز آئی "ہم تمہیں مرنے نہ دیں گے۔ ہم اپنے سالک کو ہلاک ہونے نہیں دیتے!"

حضرت محبوب الٰہی کا ارادۂ ہلاکت سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ لکھا ہے کہ کس طرح آپ کنوئیں میں گر کر اپنے آپ کو ہلاک کر دینے کو چلے اور کس طرح بچائے گئے۔ اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کر سکے۔

تاخیر نزول وحی کے ایام میں حضرت رسالت مآب کی بے قراری حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ حالت طاری ہوئی۔ اور آپ نے چاہا کہ دنیا سے پردہ فرمائیں۔ پہاڑ پر اس ارادہ سے تشریف بھی لے گئے کہ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرادیں، مگر جبریل علیہ السلام نظر آتے اور آپ کی تسلی کرتے اور یہ بشارت دیتے کہ فضل قریب ہے! (چنانچہ طمانیت وسکون رحمت خداوندی سے حاصل ہوا)۔ اِن ارشادات مبارک سے واضح ہوا، کہ راہِ سلوک میں یہ کیفیت پیش آتی ہے۔ آپ پر بھی یہ کیفیت طاری ہوتی تھی اس لئے قصد سفر فرمایا گیا۔

زیارت گلبرگہ شریف کی وجہ ارشاد ہوا کہ ہم گلبرگہ شریف کیوں گئے تھے، اِس لئے گئے تھے کہ حضرت (مخدوم سید محمد) **بندہ نواز گیسو دراز** رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پیرومرشد سے جو عشق تھا، اُس عشق پر ہمیں اُن سے عشق ہوا، اور ہم نے اُن کی زیارت کے لئے سفر کیا! ۔ اُن کا واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت مخدوم شاہ **نصیر الدین چراغ دہلی** رحمۃ اللہ علیہ پالکی میں تشریف لئے جارہے تھے، اور حضرت مخدوم شاہ سید محمد گیسو دراز نے بکمالِ محبت وعقیدت اپنے حضرت پیرومرشد کی پالکی کو اپنے دوشِ اقدس پر اٹھایا تھا۔ چونکہ آپ "گیسو دراز" تھے۔ اتفاقاً پالکی کے بم میں گیسو آپ کے اُلجھے، اور پھنس کے رہ گئے۔ مگر آپ نے اپنی تکلیف کی پروا نہیں کی، اور اُلجھے ہوئے گیسوؤں کو پالکی کے بم سے نہ نکالا۔ گردن ٹیڑھی، گیسو بم میں اُلجھے ہوئے، اِسی حالت سے پالکی کو لئے ہوئے دور تک چلے گئے۔ اور اس خیال سے کہیں نہ رُکے کہ مبادا حضرتؒ کی طبع نازک پر گراں گذرے مبادا حضرتؒ کے آرام میں خلل آئے، بس اپنی ایسی سخت تکلیف کو برداشت کیا اور اپنے حضرت پیرومرشد کی

Marfat.com

بے آرامی اور تکلیف کو ذرا گوارا نہ کیا۔ اِس سے ظاہر ہے کہ آپ کیسے عاشق مرید تھے۔ حضرت مخدوم کو جب اپنے مرید کی اس حسنِ عقیدت اور رعایت ادب کا علم ہوا۔ تو بہت خوش ہوئے۔ اور آپ کے حق میں دعا کی ؎

ہر کو مرید حضرتِ گیسو دراز شد   واللہ خلاف نیست کہ او عشقباز شد

آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مخدوم گیسو دراز رح کو مرتبۂ **قطبیت** پر پہنچایا۔ اُن کی درگاہ کے صدر دروازہ پر یہ شعر کندہ ہے۔ ؎

نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسو دراز   بادشاہِ دین و دنیا خواجۂ بندہ نواز!

آپ کا نزول اجلال بنارس میں ارشاد فرمایا:" کہ غازی پور سے ہم **ردولی شریف** حضرت مخدوم الملک **احمد عبدالحق** رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کر کے گلبرگہ شریف جانے والے تھے۔ نواب حیدر علیخان جو غازی پور میں آکر سلسلۂ عالیہ میں داخل ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھ تھے۔ ہم نے کہا۔ **بنارس** بھی ایک پرانا شہر ہے اسے بھی دیکھنا چاہیئے۔ حیدر علی خاں امیر آدمی ہیں۔ اُن کے لئے اچھے مکان کا انتظام کرنا تھا۔ ہمارے ایک دوست نے بنارس اپنے ایک عزیز کو خط لکھا۔ اور پرانی عدالت کے دو منزلہ مکان کو ٹھیک کر دیا گیا۔ ہم لوگ وہاں اترے! بنارس پہنچکر ایسا معلوم ہوا کہ ہماری رُوح گویا بند ہو گئی ہے ایک روز کے لئے آئے تھے تیرہ دِن صرف ہو گئے۔ اور یہ حال ہوا جیسے کٹورے کو اوندھا کر کے کوئی چیز اس کے نیچے رکھ کر بند کر دیتے ہیں اِس طرح معلوم ہوا کہ کسی نے ہماری روح کو بند کر دیا۔ اور ڈھانک دیا۔ ہم نے مثنوی شریف میں فال دیکھی۔ اُس میں نکلا جسے اللہ نے اپنے اور اپنے بندوں کے معاملہ میں واسطہ ٹھہرایا ہو۔ اُسے بندگان خدا کی فریاد رسی کرنی چاہیئے۔ ہم نے کہا۔ کون فریاد رس ہے آجائیں اور پھر ہمیں جانے دیں۔ دیوان حافظ میں فال دیکھی تو اس میں یہ مقام نکلا ؎

الا اے طوطیِ گویائے اسرار   مبادا خالیت شکر زمنقار
سرت سبز و دلت خوش باد جاوید   کہ خوش نقشے نمودی از خط یار
سخن سربستہ گفتی با حریفان   خدارا زین معما پردہ بردار
بروئے ما زن از ساغر گلابی   کہ خواب آلودہ ایم اے بختِ بیدار
خداوندی بجائے بندگان کرد   خداوندا ز آفاتش نگہدار

اِس مکان کے قریب ایک مسجد تھی۔ ہم نے ارادہ کیا۔ کہ عصر کی نماز اس مسجد میں پڑھیں۔ تسبیح لے کر ہم مسجد میں چلے گئے۔ جس پر ہم نماز عصر کے بعد وظیفہ پڑھتے رہے۔ اس مسجد کا نام **رنگیلے شاہ کی مسجد** ہے ہم تسبیح ہاتھ میں لئے مسجد میں ٹہل رہے تھے کہ ہم نے دو آدمیوں کو دیکھا۔ جو آہستہ آہستہ آپس میں باتیں

Marfat.com

اور ہماری طرف اشارہ کر رہے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ یہ گفتگو کر رہے تھے۔ کہ ایک نواب صاحب یہاں آئے ہیں۔ اُن کے ساتھ ایک درویش بھی ہیں۔ اور وہ یہ درویش معلوم ہوتے ہیں۔ مغرب کی نماز پڑھ کر ہم چلے آئے۔ ہماری عادت ہی کہ جب ہم کسی شہر میں جاتے ہیں تو یہ ضرور دریافت کرتے ہیں۔ کہ یہاں کون کون درویش ہیں۔ یہ ہی ہم نے یہاں بھی لوگوں سے دریافت کیا۔ ہمیں بتلایا گیا کہ یہاں ایک درویش نواب حسین علی صاحب ہیں۔ اس کے ایک روز بعد ہم بعد نمازِ فجر رنگیلے شاہ کی مسجد میں مراقب تھے۔ سورج نکل آنے کے بعد جب ہم نے پلٹ کر نگاہ کی تو ہم نے دیکھا کہ مسجد کے صحن میں ایک شخص باقاعدہ نشست سے بے حس و حرکت جمے بیٹھے ہیں۔ ہم نے سمجھا کہ یہ شخص درویشوں کی نشست و برخاست سے واقف ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک نابینا حافظ صاحب آئے اور اس شخص کے برابر بیٹھ کر مثنوی شریف پڑھنے لگے۔ مثنوی کے اشعار سن کر اس شخص پر بہت رقت طاری ہوئی۔ اور پھر وہ چلے گئے۔ ہم بھی مسجد سے اپنی قیام گاہ پر چلے آئے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ نواب حسین علی صاحب یہ ہی ہیں۔ جو رنگیلے شاہ کی مسجد کے متولی بھی ہیں۔ اب ہماری اور نواب حسین علی صاحب کی ملاقات ہوگئی۔ کبھی کبھی وہ ہمارے پاس آنے لگے۔ حیدر علی خاں اور ماموں صاحب کے پاس ہر وقت آدمیوں کا ہجوم رہا کرتا تھا۔ ہمیں خلوت زیادہ پسند ہے۔ اسلئے ہم نے نواب حسین علی صاحب سے کہا۔ کہ رنگیلے شاہ کی مسجد میں جو کوٹھا ہے۔ اگر اجازت ہو تو ہم وہاں بیٹھا کریں۔ انھوں نے اِسے خوشی سے منظور کرلیا۔ پھر ہم زیادہ وقت اسی کوٹھے پر رہنے لگے۔ ایک بوریا بچھالیا۔ اور ایک گوریّا بھی (بنارس کا وہ حقہ جو اُس زمانہ میں ایک پیسہ کو آتا تھا) ہم نے وہاں رکھ لیا۔ سکندر شاہ اُس وقت لڑکے تھے، وہ بھی ہمارے پاس آنے لگے۔ جمعہ کا روز صبح کا وقت تھا کہ نواب حسین علی صاحب ہمارے پاس آئے، اور ہم سے جمعہ کی نماز پڑھانے کی خواہش کی۔ ہم نے منظور کرلیا۔ اور جمعہ کی نماز میں امامت کی۔ اِس کے بعد ہم نے وہیں عصر اور مغرب کی نماز پڑھی اور ہمیں کسی بات کا کچھ خیال نہیں ہوا۔ لیکن مغرب کی نماز کے بعد ہمیں مراقبہ میں معلوم ہوگیا کہ نواب حسین علی صاحب نے خواب میں ہمیں اس مسجد میں امامت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ تب اُنھوں نے ہم سے امامت کے لئے کہا تھا۔

اپنے معمول سے فارغ ہو کر ہم کوٹھے سے نیچے اتر رہے تھے کہ ہم نے نواب حسین علی صاحب کو اوپر آتے دیکھا۔ ہم نے اُن سے کہا نواب صاحب آپنے کل رات اس مسجد میں امامت کرتے ہوئے ہمیں دیکھا تب آپنے آج صبح ہم سے نماز جمعہ پڑھانے کے لئے کہا۔ اُنھوں نے جواب دیا "حضور مالک ہیں اور میں غلام ہوں" پھر اُنھوں نے اپنا خواب بیان کیا

اولیاء اللہ کے امام | نواب حسین علی صاحب نے خواب میں یہ دیکھا کہ رنگیلے شاہ کی مسجد بہت وسیع ہوگئی ہے۔

Marfat.com

اور احاطہ پیدا ہو گیا ہے جس میں ایک اچھا باغ بھی ہے، اور بہت اولیاء اللہ جمع ہیں۔ نماز کا اہتمام ہے حضرت قبلہؒ نے امامت کی اور سب اولیاء اللہ نے اقتدار کی ہے، اور نواب صاحب بھی جماعت میں شریک ہیں۔ اور حضرت قبلہؒ کے سر پر عربی عمامہ اور ٹوپی ہے، اور زرد چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔

عرس شریف بنارس میں ارشاد ہوا "اب ذیقعدہ شریف کی بارہ تاریخ آ گئی۔ ماموں صاحب وغیرہ نے کہا کہ یہیں عرس کیا جائے۔ چنانچہ بارہ روپے ہم نے نواب حسین علی صاحب کو دیدیئے۔ کہ ان کی چاول پکوا دیجئے۔ آج ہمارے پیر و مرشد کا عرس ہے ہم نیاز دلائیں گے۔ نیاز ہوئی۔ اتفاق سے قوال بھی آ گئے، اور بعد مغرب قوالی ہوئی۔ نبی رضا خان صاحب مرحوم کو بہت زور کا حال آیا۔ سب سے پہلے سکندر شاہ مرید ہوئے۔ اسکے بعد نواب حسین علی صاحب نے ہم سے کہا کہ مجھے مرید کر لیجئے۔ ہم نے جواب دیا کہ ظاہر حالت میں آپ ہم سے اچھے ہیں۔ آپ ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ ہم آپ کو مرید نہیں کریں گے۔ اُنھوں نے کہا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر فرمایا ہے کہ میرے پیر آپ ہی ہیں۔ خیر ہم نے اُنھیں مرید کر لیا۔ اس کے بعد بنارس میں اور لوگ مرید ہوئے۔

سادہ غذا ارشاد فرمایا "نواب حسین علی صاحب کو ہم سے بہت عقیدت ہے، اور وہ جانتے ہیں کہ پیر و مرشد کی خدمت و خاطر کیونکر کرنی چاہیئے؟ ہمیں یاد نہیں کہ وہ ہمارے لئے ایک پیالہ دال کا اور ایک پیالہ سالن کا اس سے زیادہ کھانے میں لائے ہوں۔ ایک دفعہ روٹی میں گھی ڈال کر لائے۔ ہم نے کہا کہ نواب صاحب ہمارا معدہ بہت کمزور ہے، اسکے بعد وہ ہمیشہ سادی روٹی لاتے رہے"

بنارس کی درگاہ آپ تیرہ روز بنارس میں تشریف فرما رہے۔ اور بنارس سے روانہ ہو کر پھر کہیں زیادہ قیام نہ فرمایا۔ بنارس میں آپ حضرت شاہ طیّب قطب بنارس رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو بھی تشریف لے گئے راستہ میں عاشق و معشوق کی مشہور قبریں ہیں۔ واپسی پر وہاں بھی فاتحہ پڑھی۔

بنارس سے ظفر آباد، اور جون پور زیارتوں کے لئے تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے ردولی تشریف اور وہاں سے لکھنؤ۔

عربی عمامہ اور زرد چادر کی تعبیر ارشاد ہوا کہ "ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک مسجد ہے۔ ہم اس میں امام ہیں اور کئی صفیں مقتدیوں کی ہیں۔ ہمارا اور مقتدیوں کا لباس زرد ہے جس میں زیادہ تعداد ہندوستانی لوگوں کی ہے" لکھنؤ میں ایک اور صاحب نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت قبلہ عربی عمامہ، اور چادر زرد زیب تن فرمائے ہوئے ہیں۔ اور نواب حسین علی صاحب نے عربی عمامہ اور زرد چادر کو دیکھا تھا کہ زیب بدن مبارک ہے ایک صاحب نے عرض کی۔ کہ آپ نے تو کبھی ایسا لباس نہیں پہنا۔ پھر یہ لوگ خواب میں کیوں ایسا دیکھتے ہیں۔ ارشاد ہوا۔ عربی عمامہ اور ٹوپی، یہ تاج شریعت ہے۔ اور چادر زرد چادر طریقت ہے۔

Marfat.com

اِنْ شَاءَ اللہ ہم سے شریعت اور طریقت دونوں ادا ہوگی۔ اور یہ سب باتیں ہمارے اختیار میں نہیں۔ خدائے تعالیٰ کے اختیار میں ہیں"۔

کان پور لکھنؤ سے آپ کان پور تشریف لائے۔ نواب حیدر علی صاحب وغیرہ کان پور تک ہم رکاب رہے۔ وہ چاہتے تھے کہ گلبرگہ" ہمرکابی میں حاضری دیں۔ مگر آپ نے فرمایا ہم سفر تنہا کرتے ہیں۔ آپ یہاں سے رخصت ہو کر مکان جائیں۔ چنانچہ آپ تو تنہا گلبرگہ تشریف لے گئے۔ اور نواب حیدر علی خان وغیرہ مع ہمراہیان اپنے مکان گئے۔

جھانسی میں وقفہ ارشاد ہوا۔ گلبرگہ شریف جاتے ہوئے ہم نماز جمعہ ادا کرنے کی غرض سے جھانسی میں ریل سے اتر گئے۔ سفر میں جمعہ کا ہم بہت خیال رکھتے ہیں، اور جمعہ قضا ہونے نہیں دیتے جھانسی میں ایک سرائے تھی۔ جہاں بانس کا ٹٹر تھا۔ ایک ضعیف بھٹیاری اُس سرائے میں رہتی تھی۔ سرائے کے پاس ایک مسجد ہے جس میں ایک بزرگ کا مزار ہے۔ یہ اچھے بزرگ تھے۔ زمانۂ حال ہی میں گذرے ہیں ولایتی تھے۔

اگر اُس سرائے میں جانا ہو تو ہمیں بھی یاد رکھنا!

جھانسی کی سرائے میں جس جگہ ہم ٹھہرے تھے۔ وہاں کوٹھڑیاں اور کمرے تھے۔ ہمارے کمرہ سے کچھ فاصلہ پر ایک کوٹھڑی تھی، جس میں ایک ایرانی مسافر مقیم تھے، ان دنوں ہم اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

نیست کعبہ در رکن جز در گہ گیسو دراز　　بادشاہِ دین و دنیا، خواجۂ بندہ نواز

وہ ایرانی مسافر اس شعر کو سن کر، ہم پر بہت خفا ہوئے، اور ہمیں بہت سخت و سُست اور بُرا بھلا کہا۔ ہم خاموش رہے۔ ہم نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور صبر کیا۔ جب ہم گلبرگہ شریف کے سفر سے لوٹے۔ تو ہمارے حضرت قدس سرہٗ کی شان میں حافظ مقبول احمد نے یہ شعر کہا۔ ؎

برزا کھِل بیا لبیک گویان بالیقین کوکب　　اگر کعبہ نہ دیدستی بخاک ہند بین اینجا

ہم نے دل میں کہا کہ اُس ایرانی مسافر کی خفگی اور بدزبانی پر ہم نے صبر کیا تھا، اس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیر و مرشد کی شان میں یہ شعر ہم کو نصیب فرمایا۔

پابندیٔ معمولات سفر میں ہمارا دستور سفر و حضر ہر جگہ صبح و شام کے اوقات میں پابندیٔ معمولات کا رہا۔ اور نماز عشا کے بعد ہم فارغ ہوا کرتے تھے۔ سرائے کے قریب جو مسجد ہے، عشا تک اس میں رہے۔ نماز عشا پڑھ کر ہم نکلے۔ راستہ میں دکان سے ایک آنے یا پانچ پیسے میں کھانا خریدا۔ اور سرائے میں آ گئے۔

بازاری عورت یہاں آکر دیکھا کہ کوئی عورت چارپائی پر بیٹھی ہوئی ہے۔ ہم نے پوچھا "تم کون لوگ ہو۔ اور

Marfat.com

یہاں آنا کس غرض سے ہے" اُس نے کہا "ہم لوگ مسافروں کی خدمت کرتے ہیں" ! ہم نے سمجھ لیا۔ کہ یہ بازاری عورت ہے۔ ہم نے کہا۔ سنو! ہم مسلمانوں کے پیر ہیں۔ اگر ہم نامرضیاتِ الٰہیّہ کا خیال نہ کریں تو آسمان زمین پر ٹوٹ پڑیگا پھر اُس عورت سے کہا کہ پیسوں کی اگر ضرورت ہو تو ہم کچھ پیسے تم کو دے سکتے ہیں۔ پیسے لو اور چلی جاؤ۔ یہ سنکر وہ عورت چپکے سے اُٹھ کر چلی گئی۔

معراج کی رات اِس کے بعد ہم وقت پر اسی سرائے میں سو رہے۔ اِس رات کو حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم پر رحمت کا دروازہ کھول دیا۔ اور ہمیں معراج ہو گئی۔ بہت نعمت اور بہت علم عطا ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیاب کر دیا اور یہ بات ہمیں اسی شب میں معلوم ہوئی کہ حضرت مخدوم الملک احمد عبد الحق ردولوی قدس سرہٗ اپنے وقت کے قطب تھے۔ تم لوگ ہمارے مرید ہو۔ اتنا ہمیشہ یاد رکھنا، کہ فرائض، واجبات اور سنن کے بعد اگر ہو سکے تو ذکر و فکر کرنا۔ مگر "نامرضیات الٰہی" (اور ممنوعات شرعی) سے ضرور بچنا اور ہمیشہ دین و دنیا کی برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا (تمہارے لئے) بس یہ ہی سب سے بڑی عبادت ہے"

گلبرگہ جھانسی سے آپ گلبرگہ شریف تشریف لے گئے۔ ارشاد ہوا "گلبرگہ مزار مبارک پر زیارت کے لئے ہم حاضر ہوئے۔ تو حضرت مخدوم صاحب نے (بعالمِ ارواح) اس حد تک تواضع اور فروتنی کو راہ دی جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم سید محمد بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ میں کمال درجہ انکسار، و خاکساری و فروتنی تھی"

شیر سوار ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ حضرتِ مخدومؒ گلبرگہ شریف کی ملاقات کے لئے اس طرح آئے کہ شیر پر سوار تھے۔ اور سانپ کا کوڑا ہاتھ میں تھا۔ شہر میں خبر گرم ہو گئی کہ فلاں بزرگ اس ہیئت کے ساتھ ملاقات کے لئے آتے ہیں۔ مخدوم صاحب نے سنا۔ اور کچھ نہ فرمایا۔ مگر آپ کے صاحبزادے یا پوتے صاحب (کہ یہ بھی بزرگ تھے) دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے، اور وضو فرما رہے تھے، انہوں نے جب یہ سُنا تو ان آنے والے بزرگ کا یہ انداز اور یہ اخلاق و طریقہ آپ کو پسند نہ آیا، کہ اِن کو اگر آنا تھا تو سادگی کے ساتھ آ جاتے۔ اظہار کرامت و بزرگی کے ساتھ آنے کے کیا معنی ہیں۔ پس جونہی وہ درویش شیر سوار آئے اِن صاحبزادہ صاحب نے دیوار سے کہا۔ چل، اور چل کر استقبال کر۔ اور اُن کے فرمانے کی برکت سے وہ دیوار چلنے لگی۔ مگر خود حضرت مخدوم صاحب نے تواضع ہی فرمائی۔ کسی کرامت کا اظہار نہ فرمایا۔

فرمایا۔ حضرت مخدوم گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ایک سو بیس سال کی ہوئی۔ اور انکے زمانہ میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کو بہت عروج ہوا۔

فرمایا۔ میں گلبرگہ کے قبرستان میں جو شہر سے باہر تھا۔ ایک ٹوٹی ہوئی قبر کے پاس ٹھہر گیا تھا۔

Marfat.com

تاجدار دکن سے ملاقات نہیں فرمائی

گلبرگہ کے بعد میں نے کہا کہ حیدر آباد ایک اسلامی شہر ہے، یہاں تک آیا ہوں، تو اب اسے بھی دیکھ لوں۔ اسلئے حیدر آباد گیا (راوی کو مدت قیام کی بابت شک ہے) غالبًا دو ہفتہ قیام فرمایا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ نواب **نظام الملک** (میر محبوب علیخاں) والیٔ دکن بزرگوں سے معتقد ہیں۔ آپ بھی ملاقات کیجئے۔ مگر آپ نے اسے پسند نہ فرمایا۔ اور ایک روز چپکے سے وہاں سے روانہ ہو گئے۔

آخری سفر اجمیر شریف

آپ تمام عمر میں اجمیر شریف بغرض زیارت تین؁ بار تشریف لے گئے۔ آپؒ کا معمول تھا کہ اجمیر شریف کا قصد ہوتا، تو پہلے اکبر آباد شریف میں حضرت سیدنا میر ابو العلیٰ قدس سرہٗ کی زیارت فرماتے اور اجمیر شریف سے واپسی پر دہلی شریف میں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ **قطب الدین** بختیار کاکی قدس سرہٗ اور سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی خواجہ **نظام الدین اولیا**، رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان دین کی کہ خطۂ دہلی میں آسودہ ہیں، زیارت فرماتے۔ فرمایا "ہم اجمیر شریف میں مریدانہ یعنی تن تنہا گئے۔ پیرانہ طور پر نہیں گئے"۔

آپ کا دستور انتظام و بندوبست کے ساتھ سفر کرنے کا تھا، یعنی خرچ آمد و رفت کا پاس رکھتے۔ مگر اجمیر شریف کا آخری بار سفر ہوا، تو مکان سے زاد راہ صرف گیارہ؁ روپے آپ نے لئے تھے۔ مگر بفضلہ سب سامان غیب سے ہوا، حالانکہ یہ سفر سو؁ روپے کے مصارف کا تھا، مکان واپس تشریف لائے تو گیارہ؁ روپیہ تحویل میں باقی تھے۔ اس کے متعلق ارشاد ہوا "یہ بات اسرار الٰہیہ سے ہے، اور یہ امر میرے لئے ہی خاص ہے، میرے مریدوں کے لئے نہیں ہے، ان کو چاہیئے کہ انتظام کے ساتھ سفر کیا کریں اور آمد و رفت کا خرچ پاس رکھا کریں"۔

اجمیر شریف میں آپ کا قیام سید عنایت علی صاحب مرحوم (المتوفی ۱۳۵۲ھ) کے مکان میں، جو جھالرے پر ہے، ہوا۔ اور درگاہ شریف میں اُن کا جو حجرہ ہے، خلوت اور شب باشی اسی حجرہ میں فرمائی۔ سید صاحب مرحوم نے راقم سے کہا کہ آپ کے جود و عطا اور داد و دہش کا یہ عالم تھا، کہ ایک بار مجھ پر تین سو روپے کا قرض ہو گیا تھا۔ قرضخواہ سے وعدہ عرس شریف کے بعد ادا کرنے کا تھا، مگر وہ ایام عرس ہی میں تقاضے کو چلا آیا۔ آپؒ نے کسی طرح سن لیا کہ قرضخواہ کی مجھ پر سختی ہے، اور اسی وقت خدا معلوم کہاں سے نکال کر تین سو؁ روپے قرضخواہ کو میری طرف سے ادا کر کے میری گلو خلاصی کرائی۔

غربا کے ساتھ

چونکہ فقیری اور درویشی کا اظہار کسی موقع پر بھی دستور مبارک نہ تھا اس لئے اجمیر شریف میں بھی آپ یہ کرتے کہ سماع خانہ میں عوام کے ساتھ کھڑے ہو کر سماع سن لیتے۔ حلقۂ مشائخ میں نہ بیٹھتے۔ اسی طریقے سے آپ ایک بار سماع سن رہے تھے، اور آپکے مرید و خلیفہ حضرت نبی رضا خاں مرحوم اندرون مجلس حلقۂ مشائخ میں

Marfat.com

بیٹھے تھے۔ کہ ناگاہ اُن کی نظر آپؒ پر پڑی، اور وہ از خود رفتہ اور بیتابانہ، گرتے پڑتے، آپ تک پہنچے، اور آکر آپ کے قدموں پر گرے۔ نبی رضا خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ہر دل عزیز بنا دیا تھا۔ اور حضرتؒ کی دُعا کی برکت تھی، کہ عوام ہی نہیں، مشائخ ان کی تعظیم و توقیر کرتے تھے، اور مشائخ اُنھیں اصرار و التجا کے ساتھ اندرون مجلس جائے ممتاز پر بٹھاتے تھے۔ اب جو اتنے بڑے شیخ وقت کو لوگوں نے آپ کے قدموں پر دیکھا، تو حیرت میں رہ گئے، کہ اس دنیاوی لباس میں چھپے ہوئے یہ کون بزرگ ہیں، کہ ایسے ایسے مشائخ زمانہ جن کی تعظیم بجالاتے ہیں؟ نبی رضا خان صاحب نے کہا لوگو! میں انھیں کا غلام، اور یہ ہی میرے مولیٰ ہیں۔

دل و جانم فدائے نامش باد

تب لوگوں نے آپ کو جانا، اور خیال کرنے لگے کہ نبی رضا خان صاحب جیسے بزرگ جن کے مرید خادم ہوں تو آپ خود کیا ہوں گے؟۔

اجمیر شریف کا احترام آپؒ فرمایا کرتے۔ کہ" بزرگوں کے آستانہ پر مثل عوام کے رہنا چاہیئے، اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ جیسے دس مُرید یا دس لوگ اور ہیں ویسے ہی ایک مرید ہم بھی ہیں۔ آفتاب کے آگے شمع کی روشنی کی ضرورت نہیں۔ پس اجمیر شریف میں (اور دوسرے بزرگانِ دین کے آستانوں میں) اپنی پیری، دکھانی (اور اپنے آپ کو نمایاں کرنا) ٹھیک نہیں ہے۔"

فرمایا۔" حضرت اجمیرؒ میں ۲۔۳۔ آدمیوں نے مرید ہونے کی خواہش کی۔ ہم نے کہا کہ اس مقامِ اقدس میں ہم کسی کو بھی مرید نہ کریں گے۔ اگر آپ کو خواہش اور آرزو بہت ہو تو ہم جے پور جانے والے ہیں، وہاں ہم سے ملاقات کیجئے، اُس وقت آپ کو مرید کرلیں گے۔" (آپ کا یہ فرمانا اَدَباً تھا) بعض خادموں سے ارشاد ہوا۔" اجمیر شریف میں یہ ہرگز نہ کرنا، کہ آستانۂ مقدسہ میں گدّی بچھا کر بیٹھو، یا اور کسی طریقہ سے وہاں اپنے آپکو نمایاں اور ممتاز کرو، بس مُریدانہ طریقہ سے وہاں جانا، اور عوام میں ملے جلے رہنا!۔"

سلسلہ عالیہ کی ترقی اجمیر شریف میں ہمارے حضرت قبلہؒ نے، حضرتِ اجمیر میں کمال احترام اور لطیف نازک خیالی کا اظہار فرمایا۔ اِس کا صلہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ، اور پیران عظام کی خوشنودی سے یہ ملا، کہ آپ کے خادم اور غلام حضرت **نبی رضا خاں** صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے اجمیر شریف میں اور نواح میں اِس سلسلہ عالیہ کی ازبس ترقی ہوئی۔ اور ایسا نوازا اور ایسا عروج دیا کہ آج ہزار در ہزار بندگان خدا وہاں فیضیاب سلسلۂ عالیہ ہیں۔

۱۹۰۲ء میں آپ کا یہ آخری سفر اجمیر شریف تھا۔ یہاں سے آپ دہلی تشریف لائے، اور دہلی سے حضرت نبی رضا خان صاحب مرحوم آپ کو اپنے مکان واقع ریاست رام پور لے گئے۔ یہاں سے آپ دولتکدہ

Marfat.com

کے لئے رخصت ہوئے۔

خانقاہ شریف میں مستقل قیام | اجمیر شریف کے اس آخری سفر کے بعد، پھر آپ کا کوئی سفر نہ ہوا۔ اور اب آپ بہ امرِ الٰہی خانقاہ شریف میں ہمیشہ کے لئے بٹھا دئے گئے۔ چنانچہ اس بار مکان تشریف لاکر آپنے بعض خادموں سے ارشاد فرمایا "بس یہ ہمارا آخری سفر تھا۔ اب ہمیں سفر کی آیندہ اور امید نہیں ہے"۔ یہ گویا آپ کی خانہ نشینی کا اشارہ تھا۔ اس کے بعد یہی امر ظہور میں آیا، کہ پھر آپ کا کوئی سفر نہ ہوا۔ آخری زمانۂ حیات تک قیام مبارک بس خانقاہ ہی میں رہا۔ آپ کے زمانۂ خانہ نشینی کی مدت تقریباً اٹھارہ برس ہے۔ (اب یہاں سے اذکار واشغال سلسلہ شریفہ لکھے جاتے ہیں)۔

ذکر

ذکر عربی لفظ ہے۔ لغت میں اسکے معنی ہیں "یاد کرنا" اور صوفیۂ کرام کی اصطلاح میں اسکے معنی ہیں۔ "تمام عالم سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا۔ اور ایک دھیان سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا"۔ بصداق آیۂ کریمہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (سورۃ المزمل ع۱) یعنی اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو۔ اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو رہو۔

سلسلۂ عالیہ کے اذکار واشغال

ذکر نفی واثبات | لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کو ذکر نفی واثبات کہتے ہیں۔ جس کے چار طریقے ہیں۔

(۱) قادریہ جلی (۲) ضرب خفی (۳) پاس انفاس خفی (۴) حبس دم خفی۔

ذکر قادریہ جلی | مرید خدمت شیخ میں چار زانو بیٹھے۔ اگر مرید شیخ کی خدمت میں حاضر نہیں ہے تو پھر شیخ کو سامنے تصور کرے اور بلند آواز سے کہے حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰہُ، مَافِیْ قَلْبِیْ غَیْرُ اللّٰہُ۔ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ اگر مجلس میں مرید زیادہ ہوں تو مرید حلقہ بنا کر بیٹھیں۔ اور سب کے سب موزوں اور بلند آواز سے ملکر یہ ذکر کریں +

ذکر ضرب خفی | ذاکر چار زانو قبلہ رُخ ہو کر حضوریٔ شیخ میں بیٹھے۔ اگر مجلس شیخ میں حاضر نہیں ہے تو پھر شیخ کا تصوّر کرے۔ اور بائیں گھٹنے کے نیچے جو رگ ہے جسکو "کیماس" کہتے ہیں اسکو اپنے داہنے پاؤں کی دو بڑی انگلیوں سے مضبوط پکڑے۔ کمر سیدھی رکھے۔ اور دونوں ہاتھ دونوں زانو پر رکھ کر اور سر کو بائیں طرف جھکا کر بائیں گھٹنے کے قریب لے جائے اور وہاں سے لفظ لَا شروع کرے۔ پھر سر کو داہنے گھٹنے پر لے آئے اور وہاں اِلٰہَ شروع کرے اور داہنے شانے پر ختم کر کے سر کو تھوڑا سا پشت کی جانب خم کرے۔ اور تصور کرے کہ ماسوی اللہ کی نفی کی۔ اور وہاں سے لفظ اِلَّا اللّٰہ کہکر قلب پر زور سے ضرب لگائے۔ اور تصور کرے

Marfat.com

کہ ہستیٔ حق کا اثبات کیا اور آتش عشق الٰہی دل میں بھڑکی۔ یہ ذکر خفی ہونا افضل ہے۔ خیال سے دل ہی دل میں ذکر کرے۔ زبان سے تلفظ نہ کرے۔ اِس ذکر کو ذکر چار ضربی بھی کہتے ہیں۔ اسلیئے کہ بائیں گھٹنے پر پہلی ضرب۔ داہنے گھٹنے پر دوسری ضرب۔ داہنے شانہ پر تیسری ضرب۔ اور قلب پر چوتھی ضرب ہوتی ہے۔ اس طرز عمل میں رمز یہ ہے کہ بائیں گھٹنے میں خطرۂ شیطانی داہنے گھٹنے میں خطرۂ نفسانی۔ اور داہنے شانہ میں خطرۂ ملکوتی۔ اور قلب میں خطرۂ رحمانی کے مقامات ہیں۔ ذاکر نے پہلی تین ضربوں سے گویا ان تین خطروں کی نفی کی۔ اور چوتھی ضرب سے خطرۂ رحمانی کو دل میں قائم اور ثابت کیا۔ شب کے وقت ذکر کرے۔ اِس حالت میں کہ معدہ نہ تو پر ہو نہ خالی۔ جو شخص چلّہ میں ہو اس کے لیئے دن اور رات برابر ہیں۔ تاریک مقام ذکر کے لیئے زیادہ مناسب ہے۔

ذکر پاس انفاس خفی جب سانس باہر آئے (تب ذاکر تمام کائنات اور اپنے کو نفی کرے) اُس وقت لَآ اِلٰہَ دِل سے کہے (سانس باہر پھینکے) اور جب سانس اندر جائے (تب اللہ تعالیٰ کی ذات حقیقی کو قائم اور باقی تصور کرکے قلب میں اُسکا اثبات کرے) اور اُس وقت اِلَّا اللّٰہُ خیال کے زور سے قلب پر ضرب کرے (اور سانس اندر کھینچے) سر یا کسی عضو کو نہ ہلائے۔ یہ ذکر بھی خفی ہونا افضل ہے۔ تلفظ نہ ہونا چاہیئے۔ ذاکر ہمیشہ اِس ذکر میں مشغول رہے۔ چلتے، بیٹھتے، سوتے، کام کرتے۔ غرضکہ ہر وقت پاسِ انفاس کا ذکر جاری رکھے۔ ایک دم بھی اس سے خالی نہ رہے۔

ذکر حبس دم خفی۔ طریقۂ اوّل ذاکر چار زانو بطریق مذکورہ، ورنہ جس نشست سے اُسکو آرام ہو بیٹھے بعدہٗ سانس کو بند کرے۔ اور پھر کلمہ لَآ اِلٰہَ کو ناف سے کھینچکر اُمّ الدماغ تک پہنچائے۔ اور کلمہ اِلَّا اللّٰہُ کو دماغ سے قلب پر دل کی زبان سے ضرب کرے۔ اور اُسوقت ذات وحدۃ الوجود کو قلب میں قائم اور ثابت کرے۔ یہ ذکر بھی خفی کرے۔ کسی عضو کو نہ ہلائے۔ اِسی طرح پہلے ایک دم میں تین ذکر کرے۔ اور دم کو چھوڑے۔ بعد اسکے پھر اسی طرح دم بند کرکے تین ذکر کرے۔ اِس طور پر جبتک کہ قلب میں اطمینان اور ذوق رہے۔ ایک نشست میں ذکر کرتا رہے۔ اِس طریقہ سے ہر رات جتنی دیر تک توفیق ہو ذکر کرتا رہے دوسرے ہفتے ایک دم میں پانچ ذکر کرے۔ تیسرے ہفتے ایک دم میں سات ذکر کرے۔ اور اِس ترکیب سے ہر ہفتے ایک دم میں دُو دُو ذکر بڑھاتا رہے۔ جہاں تک ممکن ہو۔ یہ ذکر خصوصًا دن میں نماز ظہر کے بعد۔

ذکر حبس دم خفی۔ طریقۂ ثانی ذاکر سانس کو بند کرے۔ اِس ترکیب سے کہ دونوں ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں سے دونوں کان۔ اور پہلی انگلیوں سے دونوں آنکھیں۔ اور دوسری دونوں انگلیوں سے دونوں نتھنے اور تیسری دونوں اُنگلیوں سے دونوں لب بند کرے۔ اور سانس کو روک کر ایک ایک سانس میں حسب

Marfat.com

ترتیب متذکرۂ بالا ذکر کرے ؎

گوش بند و چشم بند و لب بہ بند گر نہ بینی نورِ حق بر من بخند

برکات ریاضت | سالک کو لازم ہے کہ بہ قلب سلیم بلالحاظ کمال نفسانی و مراتب باطنی ایک دھیان سے ذکر میں مشغول رہے۔ اور ذکر میں محو و مستغرق ہو جائے۔ اپنے کو فراموش کرے۔ اور خود ذکر بن جائے۔ ذاکر کو جب تک فنا حاصل نہ ہوگی۔ اُسوقت تک ذکر کا مطلب بھی حاصل نہ ہوگا۔ ذکر کی کثرت و مداومت اور رحمتِ مولیٰ سے جب ذاکر مقام فنا میں پہنچے گا۔ تب زہد، تقویٰ، توکل، قناعت، صبر، شکر، رضا، تسلیم۔ بلا قصد حاصل ہو جائیں گے۔ اور قلب کے اندر انوار و تجلیات کا ظہور ہوگا۔ اِس مقام میں ذاکر کے حواس خمسہ ظاہری بالکل ساقط ہو جائیں گے۔ نہ ذاکر رہے گا نہ ذکر۔ ذاکر و مذکور ایک ہو جائیں گے بندہ کا ذکر وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ (یعنی گواہی دیتا ہے اللہ کہ نہیں کوئی موجود مگر وہ ہی اللہ) صادق آئے گا ؎

یہ تصور یاد رکھیو یار وقت ذکر ھُوْ ذکر ہو جسکا وُہی ذاکر وُہی مذکور ہے

طریقۂ توجہ | ذکر کی تعلیم کے ساتھ شیخ مرید کو توجہ دے۔ مگر بمصلحت جائز ہے کہ توجہ ظاہری کو موقوف رکھے توجہ کے وقت شیخ تصور کرے کہ ذکر کی کیفیت قلب شیخ سے قلب مرید میں پہنچتی اور اثر پیدا کرتی ہے۔ اور مرید تصور کرے کہ قلبِ شیخ سے فیض رحمانی اُسکے قلب میں پہنچتا ہے۔ اور اُسکا قلب فیض رحمانی سے متاثر ہوتا ہے۔ اگر رحمتِ ایزدی شامل حال ہے تو فوراً مرید کے قلب میں ذکر جاری ہو جائے گا اور سرور یا جذبہ طاری ہوگا۔ اگر پہلے دن کسی مرید کے قلب میں ذکر جاری نہو یا کیفیت طاری نہو تو مرید کو مایوس نہونا چاہیئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ آیندہ اپنے وقت پر ذکر جاری ہو جائے گا۔ اور کیفیت طاری ہو جائیگی۔

طالب کے لئے ہدایت ضروری | طالب کو چاہیئے کہ اپنے ہر سانس پر بیدار اور ہوشیار رہے۔ جب تک پاس انفاس کی تائید نہ ہوگی۔ کدورتوں سے دل کا صاف ہونا دشوار ہے۔ سوتے وقت بھی ذکر پاسِ انفاس کرتا رہے۔ تاکہ سو جانے پر بھی ذکر جاری رہے۔ مبتدی آخر شب میں روزانہ گھنٹہ دو گھنٹہ یا اس سے کم (مطلب یہ کہ) جس قدر بھی توفیق ہو، ذکر کرتا رہے تاکہ قلب میں ۲۴ گھنٹے ذکر جاری اور اس کا اثر قائم رہے دن رات میں ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں۔ اور ہر گھنٹہ میں تخمیناً ایک ہزار سانس ہیں۔ پس اس حساب سے ایک دن رات میں چوبیس ہزار مرتبہ ذکر اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ ہو جائے گا۔ اور پھر کوئی سانس ذکر سے خالی نہ جائے گا اور جب رات، دن، سوتے، جاگتے، قلب میں ذکر جاری ہو جائے گا۔ تو اُس قلب کو قلبِ ذاکر، قلب زندہ قلب بیدار کہیں گے۔ طرق مذکورہ سے ذکر کے وقت کبھی بیخودی اور کبھی جذبہ طاری ہوگا۔

Marfat.com

پس جب تک کہ بیخودی یا جذبہ غالب رہے۔ ذاکر کو ذکر میں کوشش کرنے کی حاجت نہیں۔ لیکن جب بیخودی نہ رہے۔ تو ذکر میں پھر مشغول ہونا چاہیئے۔ آخر میں وہ کیفیت سالک کی مِلک اور حال ہو جائے گی۔

ایک علاج کثرت ذکر کی وجہ سے اگر ذاکر کے دماغ میں بے انتہا گرمی محسوس ہو یا مرض پیچش کی علامت نمودار ہو تو چند روز ذکر کو ترک کر کے فقط درود شریف پڑھا کرے۔ ہر روز قریب ایک ہزار جب طبیعت میں اعتدال پیدا ہو جائے تو اپنی عادت کے موافق پھر ذکر شروع کر دے۔ اگر کثرتِ ذکر سے ذاکر کا بدن گھلنے لگے تو غذا سے پہلے دو چار لقمے کچے گھی کے ساتھ کھا لیا کرے جس کی مقدار ایک چھٹانک ہو۔

اِس سلسلۂ عالیہ کی تعلیم مختصر ہے اِس سلسلۂ عالیہ میں عموماً اِسی طور سے ذکر کی تعلیم کی جاتی ہے۔ اور اسی پہ ختم! ۔ اِس لئے کہ کثرت ریاضت اور رحمت مولیٰ سے جب مرید سلوک میں ترقی کرے گا تو خود ہی اُس کے مراتب طے ہوتے رہیں گے۔ اور ذکر مقامِ قلب سے مقام روح میں سرایت کر کے یعنی ملکوت سے ذکر ترقی کر کے جبروت میں اثر کرے گا۔ اور خود بخود ذاکر کے قلب میں اَللّٰہُ ذکر اسم ذات جاری ہو گا۔ اگر اس پر مرید نے اور ترقی کی تو قلبِ مدوّر یعنی اُمّ الدّماغ میں جس کو مقام لاھوت کہتے ہیں۔ ذکر ھُوْ آپ سے آپ جاری ہو گا۔

نسبت

ضرب سے صفائی قلب، پاسِ انفاس سے اجرائے قلب، اور حبسِ دم سے دفع خطرات، یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اور ان اذکار کی کثرت سے قلب میں ایک شعاعِ نوری اِنْ شَآءَ اللّٰہُ پیدا ہو گی جس طرح چھت کے سوراخ یا روزنِ دیوار سے روشنی آفتاب اندر داخل ہوتی ہے، اور روشنی کا ایک تار نظر آتا ہے۔ اسی طرح قلب کے اندر سے بھی نور کا ایک تار اوپر کی طرف نمودار ہو گا۔ اِس کیفیت کو نسبت کہتے ہیں۔ سالک جب اس مقام پر فائز ہو گا تو خود اپنے قلب میں شعاعِ نوری کا مشاہدہ کرے گا۔ اور ایک لذت خاص اُسے محسوس ہو گی۔ حضرت مولانا روم ؒ نے اِس مقام کی طرف مثنوی شریف میں یوں اشارہ کیا ہے ؎

دوزخ است آن خانہ کان بے روزن است
اصلِ دین اے بندہ روزن کردن است

مراقبہ

مراقبہ عربی لفظ ہے۔ اسکے معنی ہیں، "رقیب ہونا" یعنی "نگہبان ہونا"۔ صوفیہ کرام کی اصطلاح میں

Marfat.com

اسکے معنی ہیں غیر اللہ سے قلب کا نگہبان ہونا۔ اور غیر اللہ کے جتنے خطرات ہیں اُن سب کو قلب سے بالکل دور کرنا۔ اس لیئے کہ وہ سب فانی ہیں۔ بمصداق آیہ کریمہ۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (سورۃ الرحمن ع۲) یعنی سب کچھ فنا ہونے والا ہے، اور باقی رہیگی صرف اللہ کی ذات صاحب اکرام اور صاحب جلال) اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار اپنے باطن میں مشاہدہ کرنے کے لئے ایک دھیان اور ایک تصوّر میں بنشست قرفصا دوزانو بیٹھنا۔ اسکو مراقبہ کہتے ہیں۔ ابتدا میں طالب کو لازم ہے کہ بمصداق آیہ کریمہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (یعنی صبح و شام اپنے پروردگار کو یاد کرو) فجر اور مغرب کی نماز کے بعد کچھ دیر مراقبہ کرے۔ اور ایک زمانہ تک اِس کی مداومت کرے۔ اگر ہو سکے تو ہر نماز کے بعد تھوڑی دیر مراقب رہے۔ مراقبہ کو روز بروز ترقی دے۔ یہاں تک کہ ایک لمحہ بھی قلب سے مراقبہ ساقط نہ ہونے پائے۔

ہدایت مبتدی کے لئے مبتدی ہر قسم کا مراقبہ مقام تاریک میں کرے۔ اگر روشن جگہ میں ہو تو چادر میں چھپ کر یا نقاب ڈال کر مراقب ہو۔ چادر میں اپنے کو پوشیدہ کر کے مراقب ہونا دونوں حالتوں میں بہتر ہے۔

اقسام مراقبہ

مَرَاقَبۂ برزخ شیخ

طالب دوزانو بطریق نشست قرفصا یعنی داہنی نشست پا کو بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھ کر) بیٹھے۔ آنکھیں بند کرے۔ اور بمصداق آیہ کریمہ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (پ۱ع) (یعنی جدھر پھر گے اُدھر اللہ ہی اللہ ہے) برزخ شیخ کو چہرۂ حقیقی سمجھ کے اور یقین کر کے صحیح ملاحظہ کے ساتھ مراقب رہے اُس وقت طالب کے قلب میں جو تجلی پیدا ہو اسکو وہاں قرار دے۔ وہ صورت کبھی سامنے کبھی قلب کے اندر نظر آئے گی۔ کبھی موجود ہو گی۔ اور کبھی غائب ہو جائے گی۔ لیکن طالب کو چاہیئے کہ اپنے تصور سے برزخ شیخ کو ایک لمحہ بھی نہ اترنے دے۔ مراقبہ میں برزخ شیخ کے علاوہ اقسام طرح کے انوار و تجلیات ظاہر ہوں گے لیکن ان کی طرف ہرگز متوجہ نہ ہونا چاہیئے۔ صرف برزخ شیخ ہی کو مطمع نظر رکھے۔ اور اپنے قلب کے اندر مشاہدہ کرے۔ اسکو طریقۂ رابطہ بھی کہتے ہیں۔ اس مراقبہ کی مداومت سے اور ظاہر میں متصف بصفات شیخ ہونے سے شیخ کے جمیع کمالات مرید میں پیدا ہو جائیں گے۔ شعر

چوں خلیل آمد خیال یار من صورتش بت معنیٔ او بت شکن

Marfat.com

شکر یزداں را کہ چوں او شد پدید در خیالش جان خیالِ حق بدید

مراقبہ لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم | سالک اپنے سر کو لفظ محمد کی میم دھیان کرے۔ گردن سے کمر تک حاء اور کمر کو میم ثانی اور کمر سے نیچے کے دھڑ کو دال خیال کرے۔ لفظ محمد ہر انسان کی عین حقیقت ہے اور یہ بھی دھیان کرے کہ اسم عین مسمیٰ ہے۔ اس میں سالک اپنی ہستی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی تصور کریگا حضرت جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں سے۔

محمد کش قلم چون نامور ساخت زمیمش حلقہ طوق و کمر ساخت

مراقبۂ وحدت | شاغل مراقبہ کی نشست سے تار و تاریک جگہ آنکھیں بند کرکے ایک دھیان میں بیٹھے۔ اور تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولے اُسوقت اُسکو کچھ تجلّی محسوس ہوگی۔ پھر آنکھیں بند کرے اور قلب کی طرف مشغول رہے۔ اور جب تک نسبت نہ آئے۔ اسی طرح اکثر اوقات عمل کرتا رہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ نسبت آجائے گی ؛

مراقبہ توحید افعالی | لَا فَاعِلَ اِلَّا ھُوَ (کوئی فاعل نہیں مگر اللہ) کی حقیقت کو طالب اپنے قلب میں دھیان کرے۔ یعنی اس عالم میں جتنے افعال۔ حرکات، سکنات صادر ہوتے ہیں سب کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھے۔ اور اپنے کو اور تمام عالم کو محض آلہ تصور کرے۔ اور یقین کرے کہ اس کو کسی فعل کا اختیار نہیں ہے بلکہ کسی اور کی قوت سے وہ حرکت کرتا ہے۔ جیسا کہ قلم لکھتا ہے۔ لیکن جب تک ہاتھ اسکو نہ چلائے اسوقت تک وہ کچھ بھی نہیں لکھ سکتا۔ اور جب تک روح کے ارادہ سے ہاتھ جنبش نہ کرے ہاتھ کو قلم چلانیکی مجال نہیں۔ اسی طرح اس کائنات میں جتنے افعال صادر ہوتے ہیں حقیقۃً وہ اللہ تعالیٰ سے ہی صادر ہوتے ہیں۔ طالب اور تمام موجودات مثل قلم اور ہاتھ کے ہیں۔

توحید افعالی کے مراقبہ میں طالب اپنے دل میں اس تصور کو جگہ دے اور اس میں مستغرق رہے۔

سے درین نوعے از شرک پوشیدہ است کہ زیدم بیازرد و عمرم بخست

شغل حضرت موسیٰ علیہ السلام | شاغل اپنی ہستی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہستی تصور کرے۔ اور ام الدماغ کو کوہِ طور خیال کرے۔ اور دل سے رَبِّ اَرِنِیْ (اے پروردگار! تو اپنے آپ کو مجھے دکھا دے) کہتا رہے اور اُم الدماغ کی طرف جس کو قلبِ مدوّر بھی کہتے ہیں، تفکر اور بصیرت کی نظر سے اللہ تعالیٰ کی تجلّی کی طرف متوجہ رہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ کوہِ طور کی تجلّی اس مقام پر جلوہ گر ہوگی بیت۔

شعلۂ نورِ قدم بر دلِ طورم تابید سوختم خاک شدم سوزشِ جانم باقیست

شغل معراج | طالب اپنی ہستی کو حضرت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی تصور کرے اور قوت

Marfat.com

خیال سے اپنے آپ کو مقامِ معراج میں کہ کمال عروجِ انسانی اور قرب حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے پہنچا کر یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو دیکھتا رہے۔ اور وہاں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اَنَا اَنْتَ وَاَنْتَ اَنَا کا خطاب ہوا تھا ویسا ہی اللہ تعالیٰ سے سنتا رہے۔ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

شغل حضرت ابراہیم علیہ السلام | طالب حسبِ قاعدہ مراقبہ میں بیٹھے۔ اور مانند حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام عالم کو آفِلْ (فانی) یقین کرے۔ اور آیہ کریمہ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (یعنی میں نہیں دوست رکھتا فنا ہو جانے والوں کو) کے معنی کے مطابق اپنے قلب کو آفلانِ یعنی کائنات کی محبت سے پاک کر کے بمصداق آیہ کریمہ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (یعنی جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا) یقین کی نظر سے اللہ تعالیٰ کی طرف بالکل متوجہ ہو۔ جس طرح عالمِ ظاہر میں کسی شئے کو موجود جان کے انسان اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اُسی طرح اللہ تعالیٰ کو یقین کامل سے واحد، موجود، اور باقی، جان کے اس کی طرف طالب کو متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور اپنے کو بھی آفِلْ جان کر بمصداق آیہ کریمہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ (میں سب سے منہ پھیر کر اُس ذات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں) اپنے کو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر جانے۔ اور وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں) کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلمہ ہے، اپنے دل کے اندر رکھے۔ اِنْ شَآءَ اللہُ تعالیٰ۔ وَاللہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی (اللہ ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے) کی حقیقت ظاہر ہوگی۔

شغل محمدی صلی اللہ علیہ وسلم | طالب حسب قاعدہ مراقب بیٹھے اور یقین کامل سے تصوّر کرے کہ اپنی ہستی صورتِ ظاہری محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اپنی ہستی باطنی اللہ جل شانہ ہے۔ اور اپنی ظاہری نظر پڑہ بینی پر جسکو مقام سُلْطَانًا نَّصِیْرًا کہتے ہیں۔ یا کہ دونوں ابروؤں کے درمیانی مقام پر جسکو مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کہتے ہیں رکھے۔ اور اس تصور میں اپنے آپ کو مستغرق کردے اِنْ شَآءَ اللہُ باب رحمت وا ہوگا۔

شغل درود شریف | طالب اپنی ہستی کو ہستی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تصور کرے۔ اور درود شریف پڑھنے کے وقت تصور کرے کہ اللہ جل شانہٗ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر بواسطۂ جبریل علیہ السلام صلوٰۃ وسلام بھیج رہا ہے۔ اور طالب کی زبان جبریل علیہ السلام کا مقام ہے۔ اِس شغل کی برکت سے اِنْ شَآءَ اللہُ تعالیٰ محبت اور ذوق وشوق میں ازدیاد اور رحمت حق کا ظہور ہوگا۔

طریق دیگر | سالک اپنے سینہ کی داہنی طرف مقامِ روح کو اللہ تعالیٰ کا عرش تصور کرے۔ اور بائیں طرف

Marfat.com

مقام قلب کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سمجھے اور تصور کرے کہ اَللہُ جل شانہٗ عرش سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پہنچاتا ہے۔ اور اس درود شریف کا نور ذات اطہر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر روح اور قلب کے درمیان جو راستہ ہے اُس راستہ سے پہنچ رہا ہے۔ مراقبہ کرنے سے وہ نور جو روح اور قلب کے درمیان راستہ میں ہے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تعالیٰ ظاہر ہوگا۔

اصول فنا ہر شئے پر فنا ممکن ہے۔ پس سالک جس شئے پر فنا اسکو مقصود ہو۔ اُس شئے کو اپنی ہستی خیال کرکے مراقب رہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تعالیٰ فنا حاصل ہو جائیگی۔ جس طرح فنافی العالم میں سالک سارے عالم کو اپنی ہستی میں ملاحظہ کرتا ہے۔ اور اپنی ہستی کو سارے عالم میں ملاحظہ کرتا ہے۔ اسی طرح خلفائے راشدین میں سے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہستی اپنی ہستی تصور کرکے مراقب رہے۔ اسی طور سے جملہ خلفائے راشدین رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ کی بھی فنا حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اگر کسی بزرگ کی خاص حالت کے ساتھ فنا مقصود ہو تو اسی حالت کے ساتھ اُس بزرگ کی ہستی اپنی ہستی دھیان کرکے مراقب رہے۔ غیر اللہ کی محبّت کم ہونے کے واسطے اکثر اوقات یہ مراقبہ کرے کہ سالک اپنے آپ کو قبر میں مردہ تصور کرے اور سمجھے کہ سارے عالم سے واسطہ منقطع ہو گیا ہے۔ اور اب صرف رحمتِ الٰہی کا انتظار ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تعالیٰ رحمتِ ایزدی شاملِ حال ہو گی۔

اصولِ فنا لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی کو کسی بزرگ سے محبت کم ہو تو
بیس برس سے پہلے فنا نہیں ہو سکتی

اِس طریقہ سے محبت زیادہ ہو سکے گی۔ ورنہ طریقت میں تو تین ہی فنا ئیں مقصود ہوتی ہیں۔ (۱) فنافی اللہ۔ (۲) فنافی الرسولؐ (۳) فنافی الشیخ۔ جو بیس برس کے اندر کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ طریقت میں اگرچہ فنافی اللہ اور فنافی الرسول اور فنافی الشیخ اصل ہے۔ لیکن اکثر فنافی الشیخ کی تعلیم کیجاتی ہے کیونکہ فنافی الشیخ کے بعد فنافی الرسول اور فنافی اللہ دونوں آپ ہی حاصل ہو جاتی ہیں۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

Marfat.com

واضح ہو کہ رسالہ" یادگار جہانگیری" میں اس سلسلۂ عالیہ کے دیگر اشغال نیز حضرت سیدنا میر سید ابوالعلی قدس سرہ کے ارشادات عالیہ کہ تعلیم معرفت فنا کے باب میں نہایت واضح اور مشرح ہیں درج ہیں یہ رسالہ ۱۳۰۵ھ شائع ہو چکا ہے۔ اس کتاب کی گنجائش کے لحاظ سے اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔

معمولاتِ شیخ

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں **معمولاتِ شیخ** اُن امور کو کہتے ہیں جنکو شیخ نے اختیار کیا۔ مرید پر اپنے حضرتِ شیخ کے معمولات کو اختیار کرنا واجب اور لازم ہے لَا تَوْفِیْقَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اس سلسلۂ عالیہ کے پیران عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک فرائض اور سنن کے بعد ذکر اور مراقبۂ مذکورہ اور ان معمولات میں مشغول رہنا بہتر ہے (اسوقت تک کہ فنا حاصل ہو جائے)

اوراد (الف) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ + گیارہ مرتبہ۔ (ب) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ + ۳۴ مرتبہ۔ (ت) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ + ۲۰ مرتبہ۔

سیّد الاستغفار

(ث) اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ + سید الاستغفار ہر نماز پنجگانہ کے اختتام اور دعا کے بعد ایک بار پڑھنے کا معمول شریف ہے۔ اور نماز عصر و مغرب کے درمیان کم سے کم تین بار زیادہ جہانتک ہو سکے۔

وظیفہ غوثیہ

(ج) اَلْمُحِیْطُ الرَّبُّ الشَّھِیْدُ الْحَسِیْبُ الْفَعَّالُ الْخَالِقُ الْبَارِیُٔ الْمُصَوِّرُ + ۱۱ مرتبہ۔

چہل کاف

(ح) کَفَاكَ رَبُّكَ کَمْ یَکْفِیْكَ وَاکِفَۃً + کِفْکَافُھَا کَکَمِیْنٍ کَانَ مِنْ کَلَکَا تَکُرُّ کَرًّا کَکَرِّ الْکَرِّ فِیْ کَبَدٍ + تَحْکِیْ مُشَلْشَلَۃً کَلْکَلِكَ لَکَکَا + کَفَاكَ مَا بِیْ کَفَاكَ الْکَافُ کُرْبَتَہٗ + یَا کَوْکَبًا کَانَ یَحْکِیْ کَوْکَبَ الْفَلَکَا + جہانتک ممکن ہو یا کم سے کم تین مرتبہ۔

ترجمہ چہل کاف اے دل! جس پروردگار نے بہت مصیبتوں میں تیری کفایت (وحمایت) کی ہے

Marfat.com

وہ ہی پروردگار ان مصائب میں جو بھاری لشکر کی طرح گھات میں ہیں، اب بھی تیری کفایت کرے گا (۲) اُن مصائب میں تیرے لئے کافی ہوگا) جو مصائب کہ پے درپے، (اور) سخت (اور) مضبوط رسّی (کی مانند) اور نیزہ زن، مسلح لشکر اور فربہ اور قوی اونٹ کی طرح ظاہر ہوتے ہیں۔ (۳) اے ستارے! (اے قلبِ روشن) جو آسمانی ستارے کے مانند (منور اور درخشاں) ہے (یقین رکھ! کہ)

تیرا رب (تیرا مولیٰ) تمام پریشانیوں سے اب بھی، تجھے کفایت کریگا۔ جیسے کہ گزشتہ پریشانیوں میں اُس قادر وکریم نے) تیری کفایت کی (وَاللّٰہُ قَادِرٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۔)

حل لغات چہل کاف | وَاکِفَۃٌ۔ مصیبت ناگہانی یا بلائے آسمانی۔ کِفْکَافٌ۔ روکنا، پھیرنا، دفع کرنا۔ کَمِیْنٌ۔ گھات لگانا۔ کَلْکَلْ۔ بڑا بھاری لشکر۔ تَکَرُّ۔ بار بار حملہ کرتا ہے۔ کَرًّا۔ بار بار حملہ کرنا۔ کَرِّ الْکَرَّ۔ خوب بل کھائی ہوئی (اچھی طرح بٹی ہوئی) مضبوط، رسّی۔ کَبْکَلٌ۔ سختی و درشتی و تکلیف۔ تَجَلّٰی ظاہر ہوتا ہے مُشَکَّکَۃٌ۔ مسلح نیزہ زن، فوج ولشکر۔ لَکْلَکٌ۔ خوب موٹا، اونٹ۔ لَکَکٌ۔ گتھے ہوئے گوشت والا اونٹ، اَلْکَافُ۔ مخفف الکافی۔ کفایت کرنے والا۔ کُرُبَاتٌ۔ سختی ودشواری۔ کوکب ستارہ۔ فَلَکٌ۔ آسمان۔ تَحَکِّیْ۔ مشابہت رکھتا ہے۔

ارشاد | ہمارے حضرت قبلہؒ کا ارشاد ہے کہ ہم چہل کاف بہت پڑھا کرتے تھے۔ ایک پیر بھائی نے کہا۔ (ہمارے والد ماجد) حضرت قدس سرہ چہل کاف بہت پڑھتے تھے۔"

درود شریف

(خ) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

ہمارے حضرت قبلہؒ کا ارشاد ہے کہ درود شریف بعد عصر ٹہلتے ہوئے پانسو مرتبہ پڑھنا چاہیئے۔ یا کم سے کم تین سو مرتبہ۔"

درود شریف غوثیہ

(د) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الطَّاھِرِ الزَّکِیِّ صَلٰوۃً تُحَلُّ بِھَا الْعُقَدُ وَتُفَكُّ بِھَا الْکُرَبُ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَكَ رِضًی وَلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ؁ گیارہ مرتبہ۔

(ذ) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی سَیِّدِنَا الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ؁

معمولات شریفہ یہ ہیں | (۱) پچھلی رات تہجد کی نماز گزارنا (۲) بعدہٗ فجر تک ذکر و مراقبہ میں مشغول رہنا

Marfat.com

(۳) نماز فجر کے بعد تھوڑی دیر مراقبہ کرنا (۴) اسکے بعد تلاوتِ قرآن مجید۔ (۵) پھر دلائل الخیرات شریف بروایت علی حریری رحمۃ اللہ علیہ۔

ایک ارشاد اس کے متعلق دربارِ عالی میں ایسا ارشاد ہوا ہے "جن مریدوں کو میرے استاد حضرت سید امین مرحوم و مغفور مدنی سے اجازت حاصل ہو، یا اُن کے صاحبزادہ سے۔ یا مولوی عبدالحق صاحب گورکھپوری مکی سے اجازت ہے۔ اُن کو میری طرف سے بھی اجازت ہے۔ بار دیگر مجھ سے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ان کی اجازت میں میری اجازت ہے۔ (۶) بعدہٗ دعائے حزب البحر بروایت مولوی برہان صاحب فرنگی محلی لکھنوی پڑھنا۔ (۷) بعد اسکے نماز چاشت چار رکعتیں دو سلام کے ساتھ پڑھنی (۸) پھر دنیا کے کاموں کو دیکھنا۔ (۹) دوپہر کو کھانا کھا کر فرصت ہو تو قیلولہ کرنا (۱۰) بعد نماز ظہر امورات دنیوی۔ (۱۱) بعد نماز عصر تسبیح پڑھنا اذکار مذکورہ میں سے کسی ورد کو اور درود شریف کو ۳۰۰ مرتبہ شغل یا بے شغل پڑھنا ٹہلتے ہوئے۔ (۱۲) نماز مغرب کے بعد عشا تک مراقبہ۔ (۱۳) عشا کے بعد کھانا کھانا۔ مرید کو ان معمولات پر مداومت چاہیئے۔ ؎

کارکن کار بگذر از گفتار　　کاندرین راہ کار دارد کار

ایک دُعا حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا "ہم کبھی کبھی یہ دعا پڑھا کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ ۃ

دعا نماز چاشت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ، لَاتَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ، وَلَا حَاجَۃً لِّیْ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَضَیْتَھَا، یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

سورۂ مریم سورۂ مریم کا ورد بھی آپ کا رہا ہے۔ آپ نے اِس سورۂ شریف کو وظیفہ کے طور پر پڑھا ہے، اور ترقی حافظہ کے لئے سورۂ یوسفؑ کا پڑھنا، آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔

نماز جمعہ جمعہ کے دن آپ خانقاہ شریف میں وضو فرما کر (حجرہ شریف میں) دو رکعت ایک سلام کیساتھ پھر چار رکعت سنت ایک سلام کے ساتھ ادا فرماتے اس کے بعد مسجد تشریف لے جاتے۔ اول داہنا قدم مبارک مسجد شریف میں رکھتے، پھر بایاں مسجد میں تشریف لاکر دو رکعتیں ادا فرماتے (غالبًا تحیۃ المسجد) اس کے بعد منبر پر تشریف لے جاتے۔ اور خطبہ ارشاد فرماتے۔ اس کے بعد نماز جمعہ، (دو رکعت فریضہ جمعہ کے بعد) پھر چار رکعت سنت پھر دو سنت، دو نفل ادا فرماتے۔ مسجد سے باہر تشریف لانے کے وقت اول بایاں قدم مبارک باہر رکھتے پھر داہنا۔

Marfat.com

عیدالفطر ارشاد فرمایا۔ تم نے عیدالفطر کی نماز کتنی بار ہمارے ساتھ پڑھی ہے؟ عرض کیا گیا۔ یاد نہیں۔ فرمایا۔ "دو بار" پڑھی ہے۔ ارشاد ہوا۔ عیدگاہ میں ہمارے ساتھ ایک علم جاتا تھا، پھر کئی علم لوگ لے جانے لگے ہم نے غور کیا، اور منع کردیا۔ اسلئے کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ نیزہ پر ایک نشان لگایا جاتا تھا، (جو علم حضرت سرور کائنات صلعم کے ساتھ جایا کرتا تھا) پس ہم نے زیادہ کو منع کردیا۔ ہم بہت ڈرپوک آدمی ہیں خیال رکھنا، سمجھ کر رہنا۔ ہم بات کو بہت (سوچتے اور) بہت خیال کیا کرتے ہیں۔

نماز تراویح نماز تراویح (بیس رکعت) آپ تمام ماہ صیام میں ادا فرماتے، اگر کوئی حافظ قرآن اس موقع پر حاضر ہوتے۔ تو محراب ختم قرآن ادا فرماتے۔ محراب جلد ختم ہونے پر بقیہ ایام ماہ صیام میں پھر سورۃ تراویح یوں ادا فرماتے۔ کہ الم ترکیف سے قل یاایھا الکفرون تک ایک رکعت میں الم ترکیف اور دوسری میں قل ھواللہ اس طرح دس رکعتیں ادا فرماتے۔ اس کے بعد چھ رکعتوں میں (ہر رکعت میں) قل ھواللہ پڑھ کر گویا اس طرح ۱۶ رکعتیں ہوئیں۔ اسکے بعد دو رکعتوں میں اذا جاء اور تبت یدا اور دو رکعتوں میں سورۃ فلق اور سورۃ والناس پڑھ کر نماز تراویح کو پورا فرماتے، اسکے بعد وتر باجماعت ادا فرماتے۔ اوّل رکعت میں انا انزلنا دوسری میں قل یاایھا الکافرون تیسری میں قل ھواللہ معمول تھا۔ بعد وتر دو رکعت نماز تشفیع الوتر کبھی بیٹھ کر ادا فرماتے۔ اور کبھی نہیں۔

اصول طریقت ارشاد فرمایا۔ ہمارے طریقہ کا اصول معلوم ہے کہ کیا ہے۔ (۱) **فنا فی الشیخ** (۲) **فنا فی الرسول** (۳) **فنا فی اللہ**۔ یہ اشغال سہ گانہ اصل ہیں۔ ان کے علاوہ جو اذکار و اشغال ہیں وہ سب ان کے حواشی ہیں تعلیم فنا ان میں بھی ہے، مگر اسے ابھی نہیں سمجھوگے۔

لطائف فرمایا اس سلسلہ میں لطائف وغیرہ کے جھگڑے نہیں ہیں۔ ایک شخص نے ہم سے لطائف کے متعلق پوچھا۔ ہم نے جواب دیا۔ **قادریہ شریف چشتیہ شریف**۔ اور قدیم **نقشبندیہ شریف** میں لطائف کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جامع اور مکمل تعلیم ان اشغال سہ گانہ، (فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول، فنا فی اللہ) سے بہتر اور برتر دنیا میں کوئی شغل نہیں ہے (اپنے خادموں سے فرمایا) ابھی تم لوگ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ (اس سہ گانہ) شغل اور دیگر اشغال اور اثر کیا اور کہاں تک ہے؟۔ دوسرے جس قدر اشغال ہیں۔ وہ سب، ان تین شغلوں میں سے کسی نہ کسی میں آکر درج ہوجاتے ہیں۔

شغل آفتابی ایک شغل آفتابی ہے۔ "مثنوی گنج راز" میں بھی شغل آفتابی کو لکھا ہے۔ اس کو اکثر ہنود اور مجازی لوگ کرتے ہیں۔ اور مجذوب بھی کرتے ہیں۔ اور سالکوں میں (اس شغل کا رواج نہیں سنا گیا۔ مگر صوفی

Marfat.com

مشائخ یہ شغل کرتے ہیں۔ آفتابی و ماہتابی شغل وہ کرے۔ جو اپنے پیر و مرشد کے چہرہ کو آفتاب سے کم جانے شغل آفتابی میں شاغل فنافی الشمس ہو جائے گا۔ لوگ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ کون شغل ذاتی اور مقصود ہے۔ اور کون (بالذات مقصود نہیں) بلکہ (مقصود کی) استمداد و اعانت کے لئے کیا جاتا ہے۔ آفتاب میں اگرچہ روشنی ہے، مگر ملاحت کہاں ہے؟ ؎

نور پیدا ہے جمالِ یار کے سایہ تلے　　شمس شرمندہ رخِ دلدار کے سایہ تلے

اسم ذات کا نقش طلائی | مثنوی گنج راز میں ایک شغل لکھا ہے۔ کہ اسم ذات (اَللّٰہُ) کو نقرئی یا طلائی، روشنائی سے منقش کر کے مشق کیا کرے۔ فرمایا "مشق اور ملاحظہ کی وجہ سے اس قدر نظر جم جائے گی۔ کہ جس طرف نظر جائے گی، کثرت ملاحظہ سے اسی اسم کا مشاہدہ ہوگا۔ اگر چادر سفید شکن دار پر بھی نظر پڑے گی۔ تو معلوم ہوگا کہ وہی لکھا ہے، اور ہر طرف وہی وہ نظر آئے گا۔"

اس شغل کی نسبت بھائی شیر علی نے عرض کیا "حضور نے کیا ہے؟" فرمایا "میں نے نہیں کیا۔ تمام شغل کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ دوام بس ایک ہی شغل کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ جب اس شغل کا کامل انکشاف کر دے گا۔ تو تمام شغل و اشغال کی ماہیت اور باریکی معلوم ہو جائے گی۔ دیگر تمام اشغال ہیچ معلوم ہوں گے۔ سب (شغل) کرنے سے ایک بھی نہ ہوگا۔ اذکار و اشغال بہت ہیں۔ مگر ہم کو اپنے پیرانِ طریقت کے فرمان پر عمل کرنا چاہئے اور اس فرمودہ میں جس شغل پر زیادہ ذوق و شوق معلوم ہو۔ یا جس شغل کا اشارہ ہو۔ اُس کے دوام کی سعی و کوشش کرنی چاہیئے۔ مختلف اذکار و اشغال کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہیئے۔ ایک ہی ذکر و شغل کافی ہے۔ دو ایک تو بن پڑتے نہیں ہیں۔ بہت سے کر کے کیا کریں گے۔ ؎

علم شطار است برنز ذات باری بے نیاز

ریاضت صرف رضائے مولیٰ کے لئے | ارشاد ہے، کہ: "خواہشات نفسانی سے ریاضت کرنی گمراہی ہے۔ محض عبادت کی نیت سے عبادت کرنی، یہ منصب اولیاء اللہ کا ہے، جو ریاضت کہ تحصیل مراتب و درجات کے لئے ہوگی۔ وہ بالکل دُنیا ہے۔ اور جو عبادت و ریاضت کہ محض رضائے مولیٰ کے واسطے ہو۔ وہ ہمارا راستہ ہے، جس میں یہ بات نہیں، وہ سمجھ لے کہ اُس نے (خدا کا) راستہ نہیں پایا۔"

بہترین ذکر و شغل | فرمایا تمام شغل میں فلاں شغل بہتر ہے (اور اذکار میں) ذکر نفی و اثبات اولیٰ ہے۔ پاس انفاس کی مداومت اور تھوڑا ذکر چار ضربی کر لیا کرے۔

Marfat.com

مذاکرہ علمیہ

ہمارے حضرتؒ تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد، مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور کے صدر مدرس ہوئے یہ اُس دور کے علمی دائرہ کی ایک بڑی اور ممتاز درسگاہ تھی۔ جہاں مولوی شبلی نعمانی صاحب کے استادِ معظم مولانا محمد فاروق صاحب چڑیا کوٹی صدر مدرس رہ چکے تھے۔ اتنے بڑے علامہ کی جگہ پر اتنی بڑی درسگاہ کا اوّل ہی اوّل صدر مدرس ہونا ہمارے حضرتؒ کے فضل و کمال، اور تبحر علمی کی ایک ظاہر شہادت ہے۔ آپؒ علم و فضل میں ایسے فائق تھے، کہ زمانہ کے بڑے بڑے علما بھی، آپ کے روبرو بحث میں لب کشائی کی تاب و طاقت نہیں رکھتے تھے آپؒ مشکل سے مشکل مسائل کو نہایت مدلل اور دل نشین، اور جامع و مانع طریقہ سے "الفاظِ قلیل اور معنی کثیر" کے ساتھ، اِس انداز میں بیان فرماتے، کہ خواص و عوام میں سے ہر ایک کو سمجھنے میں آسانی ہوتی، اور ہر ایک کی تسلی و تسکین ہو جاتی۔

کلام الملوک ملوک الکلام آپ کا کلام شیریں، دلکش، اور پرجوش ہوتا تھا، اور جب آپ تقریر فرماتے تھے تو سننے والوں پر ایک ہیبت حق طاری ہوتی، اور ایسا ذوق و شوق پیدا ہوتا، کہ بعض سننے والے تو آپے سے بے خبر ہو جاتے۔ آپؒ نہایت حاضر جواب تھے، برجستہ فی الفور، ایسا جواب دیتے کہ سامعین دنگ رہ جاتے تھے۔ اور یقین ہوتا، کہ واہب العطایا نے ابواب علوم معرفت آپ پر کھول دیئے ہیں۔

حضرتؒ کے مصنفات آپ کی تصنیف سے ایک کتاب تحقیق الاصابیر فی سماع المزامیر عربی میں شائع ہو چکی ہے اور جیسا کہ ہم نے آپ کے حالات غازی پور کے سلسلہ میں لکھا، یہ کتاب جواز و عدم جواز سماع کے مسئلہ میں ایک حجت قاطعہ اور آخری فیصلہ ہے۔ جس کی بڑے بڑے علماء نے تحسین کی ہے۔

مناظرہ غازی پور کے ترک تعلق کے بعد پھر آپ نے کوئی ملازمت نہیں کی، آپ وعظ بھی نہیں فرماتے تھے۔ اور بحث و مناظرہ کا آپ کو اصلاً ذوق نہ تھا، غازی پور سے وطن تشریف لے آئے تو اب صرف اتنا علمی سلسلہ رہا کہ فتاوے جو آپ کے روبرو پیش ہوتے، صرف اُن پر دستخط فرما دیا کرتے تھے (بیشتر بہت فتاوے آپ نے تحریر فرمائے) اِس زمانہ میں ایک بار خدمت اقدس میں ایک فتوے مولوی ابوالخیر صاحب (ساکن ساتگیں) کی طرف سے پیش ہوا، جس کا یہ مضمون تھا کہ اللہ جل شانہٗ چونکہ علام الغیوب ہے، لہٰذا بندہ کو دعا نہ مانگنی چاہیئے، ہر شخص کی تقدیر میں جو کچھ پیش آنے والا ہے، روزِ ازل میں لکھ دیا گیا۔ وہ ہو کر رہے گا۔ پس دعا ایک عبث اور بے فائدہ چیز ہے!" اِس فتوے پر دستخط کرنے سے آپؒ نے اِنکار کر دیا، اور آپ کے اتباع میں

Marfat.com

دوسرے علمائے اہل سنت نے بھی دستخط نہیں کئے۔ اِس اختلاف کا لوگوں میں چرچا ہونے لگا۔ اور مولوی ابوالخیر نے ہمارے حضرت قبلہؒ کے خلاف، اپنے فتوے کی حمایت، شروع کی۔ اس کی تصفیہ کی خاطر عامۂ مسلمین کی خواہش نے آخر، ایک مجلسِ مناظرہ کی صورت اختیار کی۔ دور و نزدیک سے مسلمان کثرت کے ساتھ آئے اور اس مجلس میں شریک ہوئے۔ حکام اور پولیس کا انتظام تھا۔ آپ سے بھی شرکت مجلس کی استدعا کی گئی۔ ہر چند ایسی مجالس سے قطعاً آپ کو رغبت نہ تھی، لیکن استدعائے اہل اسلام سے، اور خصوصاً اصغر علی شاہ صاحب کے فرمانے سے کہ جو ایک بزرگ تھے، اور جن کا آپ لحاظ اور ادب فرماتے تھے، اِس مجلس میں شرکت کو آپ نے منظور فرمایا۔ اور پالکی میں آپ تشریف لے گئے۔ اس وقت مولوی ابوالخیر جلسہ میں تقریر کر رہے تھے، جسے آپؒ نے خاموشی سے سنا، تقریر کے بعد جب وہ بیٹھ گئے تو آپ نے حاضرین سے مخاطبہ فرمایا۔ اور دریافت کیا۔" کیا آپ لوگ پانچوں وقت بعد نماز یہ آیت پاک دعا اور مناجات کے طور پر پڑھتے ہیں یا نہیں، رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ مجمع سے آوازیں آئیں کہ بیشک پڑھتے ہیں!"۔ آپ نے فرمایا" مولوی ابوالخیر صاحب سے کہا جائے کہ قرآن مجید کی اس آیت کا ترجمہ کھڑے ہو کر سنادیں!!" ہر چند لوگوں نے اصرار کیا کہ مولوی صاحب کھڑے ہوں اور اِس آیت کا ترجمہ سنائیں، مگر ان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ دم بخود بیٹھے رہے، جس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ اپنی شکست اور عاجزی کا احساس ہے، اور ہمت باقی نہیں ہے کہ مولوی صاحب کھڑے ہو کر اس آیت کا ترجمہ سنائیں جب انتظار میں خاصا وقت گذر چکا۔ تب ہمارے حضرتؒ نے خود ارشاد فرمایا!" اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو تعلیم و ہدایت فرمائی ہے۔ کہ اے بندو! مجھ سے دعا مانگو، اور اس طرح مانگو تو بندے اپنے مولیٰ سے کیوں نہ مانگیں!" (خدا تو فرمائے اور حکم دے کہ مجھ سے مانگو، اور بندے کہیں کہ ہم تجھ سے نہیں مانگتے۔ یہ بندگی نہیں ہے، بلکہ اِس آیت شریف میں جو حکم دیا گیا ہے، اس کی خلاف ورزی ہے) اسی پر مجلسِ مناظرہ ختم ہوگئی۔ اور حضرت قبلہ کی اسی مختصر اور جامع و مانع تقریر نے امرِ حق کو، لوگوں پر واضح اور منکشف کر دیا۔ مولوی ابوالخیر صاحب ایک حرف زبان سے نہ نکال سکے۔ اور خاموشی کے ساتھ مجلس سے چلے گئے۔ مجمع میں سرور اور خوشی کا ایک طلاطم برپا ہوگیا۔ لوگوں نے ادب و تعظیم کی راہ سے حضرتؒ کی پالکی اپنے کندھوں پر اٹھائی اور دولتکدہ تک لائے۔

مخالفین اور ان پر صبر ہمارے حضرتؒ کا طریقہ حضراتِ سلفِ صالحین و بزرگانِ متقدمین کا طریقہ تھا۔ حلقہ ذکر الٰہی، نیاز و فاتحہ، سماع اور عرس وغیرہ جس طرح کہ سلاسلِ حضراتِ اولیاء اللہ میں خصوصاً خاندانِ قادریہ شریف اور سلسلہ چشتیہ عالیہ میں قدیم سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ اُسی طرح خانقاہ شریف میں

Marfat.com

ہوتے تھے۔ لوگ آپؒ کی تعظیم وتکریم، ذوق وشوق، اور ارادت وعقیدت کے ساتھ بجالاتے، اور آپ کے حلقۂ ارادت میں منسلک ہوتے۔ اہل حاجت ہزار در ہزار قریب وبعید سے حاضر خدمت ہوتے۔ اور آپ کی دُعا وتوجہ سے کامیاب ہوتے۔ خدا نے آپ کو مرجع خلائق اور ہر دلعزیز اور مقصودِ خاص وعام ایسا بنایا، کہ ہر شخص کی زبان پر آپ کا تذکرہ تھا۔ یہ حالات تھے، جن کی وجہ سے (جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے،) بعض منکرین طریقت مولوی صاحبان میں حسد اور رشک اور مخالفت کے جذبات پیدا ہوئے۔ اور مخالفتوں کا ہنگامہ شروع ہوا۔

اعتراض منکرین ومخالفین اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔" اوائل زمانہ میں، مولوی صاحبان نے ہمارے ساتھ عرس وسماع اور فاتحہ اور قدمبوسی وغیرہ مسائل میں سخت مخالفتیں کیں۔ اور کہا کہ بدعتی ہیں۔ کفر کے فتوے بھی دیئے۔ مجالس وعظ میں برسر عام، مذمتیں اور برائیاں کرتے رہے۔ عرس کی نسبت کہا کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے اور خانقاہ مثل ہوٹل کے ہے، آوارہ لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے، اور طرح طرح کے کھانے پکا کر کھلائے جاتے ہیں اور سماع ہوتا ہے۔ یہ سب حرام ہے۔ اِس طرح کی باتیں یہ سب مخالفین کہتے، اور کوشش کرتے، کہ لوگوں کو یہاں آنے سے روکیں (علانیہ کہتے) کہ لوگو! مرزا کھیل نہ جانا، وہاں تو آوارہ اور اوباش لڑکے بالے جاتے اور برائے نام مرید ہوتے ہیں۔ وہاں جاؤ گے۔ تو تم بھی کافر اور زندیق ہو جاؤ گے (معاذ اللہ) ہمارے احباب اور مُرید کہتے کہ" دوزخ میں جانا منظور، مگر ان کا ساتھ چھوڑنا منظور نہیں!" ایک بار مولوی صاحبان نے سانگھڑ اور ڈیو ڈیگی ہاٹ میں جلسہ کیا۔ اور ایک مولوی صاحب نے قرآن مجید ہاتھ میں لے کر کہا۔ کہ یہ (مسائل مختلف فیہ) قرآن میں نہیں ہیں۔" اور لوگوں کو مرزا کھیل جانے سے ممانعت کی، لیکن اسی جلسہ میں لوگوں نے اُن سے کہا کہ "آپ ہمیں ممانعت کے وعظ تو سناتے ہیں، مگر جب ہمارے اوپر مشکلیں، اور مصیبتیں آتی ہیں۔ اُس وقت ہم مرزا کھیل جائے بغیر رہ نہیں سکتے ہیں۔ اُن کی دُعا سے ہماری مشکلیں آسان اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ ؎

(اُن کا دم کردہ آب، آبِ حیات　　　　تھی زبان منہ میں چشمۂ حیوان)

آپؒ کے صبر کا راز فرمایا" جن ایام میں لوگ طرح طرح کی مخالفتیں کرتے۔ اور مشرک وبدعتی کہا کرتے تھے ہمارا عجب حال تھا۔ جس طرح کسی چیز کو کڑاھی میں تلتے اور الٹتے پلٹتے ہیں۔ تا کہ گھی، اس کے رگ وریشہ میں سرایت کر جائے۔ اور وہ (اندر اور باہر سے اور) ہر طرف سے بھن کر خوب پختہ ہو جائے۔ اسی طرح ہماری حالت تھی۔ ہماری روح تو الٹی پلٹی جاتی تھی، اور لوگ ہمیں بُرا کہتے، اور ہماری مخالفتیں کرتے تھے۔ لیکن ہم یہ ہی کہا کرتے۔ کہ اِن باتوں کا ہم پر کچھ اثر نہ ہوگا۔ ہم رویا کرتے اور یہ پڑھا کرتے۔ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ بیشک ہمارا پروردگار صراط مستقیم پر ہے (اُس کی راہ پر چل کر) ہم کیونکر گمراہ ہو سکتے ہیں ؎

در طریقت پیش سالک ہر چہ آید خیر اوست　　　　در صراط المستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

Marfat.com

سوختگان آتش عشق کی فنا اور بقا فرمایا: "انھیں ایام میں ایک شخص نے ہماری نسبت خواب دیکھا کہ ایک مقام پر راکھ کا ڈھیر ہے، اور اس میں سے کچھ دھواں اُٹھ رہا ہے، اور لوگ میرا نام لے کر کہہ رہے ہیں دیکھو! یہ وہ بیچارہ ہے کہ جل کر خاک ہو گیا ہے!" اور اِن لوگوں نے اسی خواب دیکھنے والے سے کہا: "پھر اسی راکھ، اور اسی خاکستر سے زندہ ہو جائیں گے!!"

دورِ سوز و گداز ارشاد فرمایا: "اس زمانہ میں ہم مضامین سوز و گداز کے بہت اشعار پڑھا کرتے تھے، اور حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی میر محی الدین سید شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا یہ شعر بہت پڑھا کرتے ۔

اذا تصاعدت النفوس فی الھوٰی ۔ فالخلق یضرب فی حدید بارد

جس وقت بعض نفوس محبت الٰہی کے زینہ پر چڑھتے ہیں۔ تو مخلوق انھیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتی ہے۔ جس طرح کہ سندان (لوہار کی نہائی) پر (پیاپے) ضرب لگائی جاتی (اور لوہے کو کوٹا جاتا) ہے!"

اللہ والوں کی مخالفتیں کیوں ہوتی ہیں فرمایا: "اللہ کے راستہ کے سالکوں پر طرح طرح کی تکلیفیں پیش آتی ہیں (ہجوم مصائب و تکالیف میں) جو ثابت قدم رہا۔ اُس پر اللہ کا رحم ہو گیا۔ اور جو ڈر کر راستہ سے ہٹ گیا وہ نامراد اور ناکامیاب رہ گیا" (تمثیلاً فرمایا) جیسے کہ یہ سامنے کا تالاب ہے، اِس کے چاروں طرف لوگ ہاتھوں میں پتھر اور کیچڑ لئے کھڑے ہیں۔ اور جو شخص اس تالاب میں داخل ہونا چاہتا ہے، اُس پر چاروں طرف سے بوچھاڑ پڑتی ہے، اور اگر ڈر کر بھاگ گیا۔ ناکام رہا۔ اگر نہ ڈرا۔ اور ثابت قدم رہا۔ اپنے کام سے کام رکھا۔ لوگوں کی باتوں کی مطلق پروانہ کی تو اِن شاء اللہ اپنے مقصد کو پہنچے گا!"

آپ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا۔ کہ راہ عرفان الٰہی میں سالک کو ایسے مقام سے بھی گذرنا ہوتا ہے کہ اس مقام کے مؤثرات سے سالک کی روح میں بیقراری آجاتی ہے۔ اور انتہائی سوز و گداز پیدا ہو جاتا ہے۔ باطناً تو سالک کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ خود اپنی آگ میں جل کر سوختہ ہوتا رہتا ہے، اور ظاہراً مخلوق کا اُسکے ساتھ یہ سلوک ہوتا ہے کہ بیچارہ کے ساتھ بدرجۂ کمال مخالفت و عداوت کا برتاؤ کرتی ہے۔ اِس راہ کی یہی رفتار ہے۔ جس کی تائید اس مضمون سے ہوتی ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت محبوب الٰہی اور اُن کے مخالفین ایک موقع پر فرمایا۔ سلطان المشائخ، محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بعض معاصر علماء نے سخت مخالفت کی۔ کفر کے فتوے دئے۔ دور دراز سے جو لوگ کہ آپ کی زیارت کے لئے آتے۔ انھیں روکنے کے لئے راستوں اور گذرگاہوں پر آدمی مقرر کئے۔ بادشاہِ وقت کو دشمنی پر آمادہ اور برانگیختہ کیا۔ غرض مخلوق کو برگشتہ اور بد اعتقاد بنانے کے لئے کوشش و تدبیر کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ یہ واقعات سیر الاولیا اور دوسری کتابوں میں مفصل طریقہ سے

Marfat.com

موجود ہیں، مگر نتیجہ کیا ہوا؟ یہ ہوا کہ خدا نے آپ کو مرجع خلائق اور محبوب بنا دیا (اور آپ کے مخالفین کا نام و نشان باقی نہ رہا) اسی سلسلہ میں آپ نے حضرت محبوب الٰہیؒ کی ایک **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ ایک درویش آپؒ کی زیارت و ملاقات کی غرض سے چلے راستہ میں جس سے بھی آپ کی نسبت پوچھا ہر ایک نے آپ کی تعریف ہی کی۔ یہ بزرگ **رموز طریقت** سے واقف اور باخبر تھے، کہ ولایت ظلِ نبوت ہے (ولایت سایہ ہے نبوت کا) پس ضرور ہے کہ مثل نبی کے ولی کی بھی مخالفت ہو، اور یہاں یہ حالت ہے کہ جس سے پوچھا گیا، اُس نے حضرتؒ کی تعریف ہی کی، کسی نے بھی آپ کی برائی نہیں کی، سخت متحیر رہے کہ ایسا کیوں ہے؟ اور حضرت محبوب الٰہی کی بزرگی میں انھیں وسوسہ، اور خطرہ پیدا ہونے لگا۔ آپؒ کی خدمت میں پہنچے۔ اور حیرت سے خاموش بیٹھے رہے، اشراق باطن سے آپ پر ان کے خطرہ کا انکشاف ہو گیا۔ پس حضرتؒ نے اِن درویش سے فرمایا آپ جس راستہ سے آئے، اِس راہ میں ہمارے احباب و مریدین ہی آباد ہیں، واپسی دوسرے راستہ سے کیجئے گا اور اِس سمت کے لوگوں سے بھی ہماری نسبت دریافت کر لیجئے گا۔ انھوں نے ایسا ہی کیا، اور اب جس سے بھی دریافت کیا، کسی نے بھی حضرتؒ کی تعریف نہ کی، بلکہ برائی کی اور کہا کہ سلطان المشائخ نہ معلوم دہلی میں کتنے ہوں گے۔ یہ دیکھ اور سن کر ان درویش کے جی کا خطرہ دور ہوا۔ اور وہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے پورے طور پر قائل و معتقد ہوئے، اولیا اللہ کو جہاں ہزاروں لوگ اچھا کہتے ہیں، وہاں ایسے لوگ بھی ہوا کرتے ہیں جو بُرا کہتے ہیں۔ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا چلا آتا ہے۔

مخالفین کے لئے جواب ہمارے حضرت قبلہؒ نے مخالفین و منکرین طریقت کے اعتراضات کے جواب میں کبھی کوئی جلسہ منعقد نہیں فرمایا ہمیشہ صبر و سکوت ہی کو کام فرمایا۔ ایک بار یہ ارشاد ہوا کہ جب لوگوں نے انتہا درجہ کی مخالفت اختیار کی، تو اس وقت اس لئے کہ آخر ہم بھی بشر ہیں، ہماری زبان سے صرف اتنا نکلا۔ کہ اگر ہمارے خیالات اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی مرضیات کے موافق ہیں، تو ہمارے خیالات لوگوں کے سینے شق کر کے اور اِن کے قلوب کو چیر کر، ان میں گھس جائیں گے۔ اور سما جائیں گے!۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج ہمارے خیال کے لاکھوں آدمی ہو گئے۔ باوجودیکہ ایک مولوی صاحب نے قرآن مجید ہاتھ میں لیکر لوگوں کو منع کیا، اور روکا، (تاکہ اسی تدبیر سے مخلوق کو روک سکیں) مگر لوگ یہاں آنے سے نہ رکے (اور اُن کے حلف اٹھا کر، اور قرآن ہاتھ میں لے کر بیان کرنے سے بھی متاثر نہ ہوئے) ہم (اگرچہ) یہاں کسی کو نہیں بلاتے ہیں، لیکن لوگ ہیں، کہ بے بُلائے خود بخود (کھنچے) چلے آتے ہیں۔ بھلا اس میں ہمارا کیا اختیار ہے!" (یہ سب کچھ بس خدا تعالیٰ کے تصرفاتِ قدرت کا ملہ ہیں)۔

ہمارے حضرتؒ کی عادت شریف یہ تھی، کہ مخالفین و منکرین کو کوئی جواب نہ دیتے۔ نہ اِسے پسند فرماتے۔

Marfat.com

کہ آپ کے خادموں، اور مریدوں میں سے (جن میں بڑے بڑے جید علما بھی تھے) کوئی بھی مخالفین کو جواب دے، حتیٰ کہ مجلس مبارک میں اِن باتوں کا، کہ فلاں مخالف نے ایسا کہا تذکرہ پسند نہ فرماتے۔ البتہ کبھی کبھی آپؒ اظہار حق، اور مسلک حضرات اولیاء اللہ کی تائید وحمایت اور خادموں کی طمانیت اور واقفیت کی خاطر دلائل محکمہ، اور الفاظِ مختصر و دل نشین کے ساتھ، کچھ فرمادیا کرتے تھے، تاکہ ہم خدام درگاہ پر ظاہر ہو جائے کہ جن باتوں کو مخالفین اپنی قلت نظر، یا جوش مخالفت سے شرک۔ حرام، اور بدعت، کہا کرتے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے نزدیک، اور مسلمہ حضراتِ اولیاء اللہ کہ شریعت اور طریقت کے جامع البحرین گذرے ہیں، ان کی تحقیق، اور ان کے مسلک واعتقاد کی رُو سے وہ باتیں کتنے کھلے طریقہ سے جائز، مباح اور موجب برکات وخیرات وحسنات ہیں۔

جواباتِ اعتراضاتِ منکرین مخالفین کے اعتراضات میں سے ایک بڑا اعتراض سماع پر تھا۔ آپؒ نے جواز سماع میں ایک مستقل کتاب تحقیق الاضابیر (جیسا کہ پیشتر بیان کیا گیا) لکھنے، اور طبقۂ اہل علم میں شائع کرنے، کے علاوہ ایک اور حدیث عامرؓ بن سعد بیان فرمائی۔

ایک حدیث جواز سماع نسائی شریف کے باب اعلان النکاح میں ہے "عن عامرؓ بن سعد قال دخلت علی قرظۃ بن کعب وابی مسعود الانصاری فی عرس واذا جواری یغنین انتما صاحبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واھل بدر یفعل ھذا عندکم؟ فقال اجلس ان شئت فاسمع معنا وان شئت فاذھب فانہ قد رُخِّصَ لنا فی اللھو عند العرس! (رواہ النسائی)

ترجمہ۔ عامرؓ بن سعدؓ سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ میں قرظہؓ بن کعب اور ابو مسعودؓ انصاری کے پاس جبکہ ایک شادی کی مجلس تھی آیا۔ اتفاقاً اس وقت لونڈیاں گا نا گا رہی تھیں، میں نے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور اہل بدر سے ہیں۔ آپ کے سامنے یہ (گانا بجانا کیا) امر ہو رہا ہے؟ (یہ سنکر رسول اللہ صلعم کے) اِن دونوں صحابیوں نے فرمایا۔ اگر تمہارا جی چاہے، تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر (یہ گانا بجانا) سنو۔ جی نہ چاہے، تو چلے جاؤ۔ بے شبہ ہمیں (بارگاہ رسالت سے) اِس کام کی شادی کے موقع پر اجازت دی گئی ہے!"۔ یہ حدیث اُن احادیث میں ہے کہ جن سے حضرات چشتیہ اور وہ حضرات قادریہ کہ جو مجوزین سماع ہیں۔ استدلال کرتے ہیں۔

دونوں فریق اہل حق ہیں ارشاد فرمایا "حضراتِ صوفیائے کرام میں، جو حضرات نقشبندیہ کہ اپنے لئے سماع کو جائز نہیں رکھتے ہیں میں اُن کو بھی اہل حق سے سمجھتا ہوں۔ دونوں فریق کے عمل کا منشا صحیح ہے۔ ایک فریق پر شوق کا غلبہ ہے (اور اس فریق کے حضرات سماع کے بغیر رہ نہیں سکتے) اور دوسرے

Marfat.com

فریق پر احتیاط غالب ہے (پس وہ اپنے لئے سماع کو پسند نہیں کرتے) مگر جو لوگ کہ سماع کو حرام قرار دیتے ہیں حالانکہ کسی آیتِ قرآن مجید یا کسی صحیح حدیث سے اس کا حرام ہونا ثابت نہیں ہے) البتہ میں ان لوگوں کی زیادتی کو برا سمجھتا ہوں۔ (کہ مباح کو حرام ٹھہرانا صرف اللہ اور اللہ کے رسول کا کام ہے۔ یہ لوگ معتدین حد سے گذر جانے والوں میں ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (اللہ حد سے گذر جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا)

جواز سماع شامی میں | اقوال فقہاء میں سے علامہ شامی کا قول ارشاد فرمایا ۔ کہ ردالمحتار جلد خامس کے صفحہ ۳۴۹ میں جواز سماع کے متعلق لکھا ہے، کہ ان آلات پر حکم حرمت و لہو و لعب کا جاری نہ ہوگا جن آلات پر کہ سادات صوفیا نے گانا سنا ہے۔ چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں۔

وهذا يفيد ان آلة اللهو ليست محرمة لعينها بل لقصد اللهو منها اما من سامعها او من المشتغل بها وبه تشعر الاضافة الا ترى ان ضرب تلك الآلة بعينها حلّ تارة وحرم اخرى باختلاف النية والامور بمقاصدها وفيه دليل لساداتنا الصوفية الذين يقصدون بسماعها امورًا هم اعلم بها فلا يبادر المعترض بالانكار كي لا يحرم بركتهم فانهم السادة الاخيار امدنا الله تعالى بامداداتهم واعاد علينا من صالح دعواتهم وبركاتهم۔

(جلد خامس ردالمحتار۔ (شامی) صفحہ ۳۴۹) ترجمہ، درالمختار کی یہ عبارت (جو نوبت نقارہ بجانے کے متعلق ہے) یہ فائدہ دیتی ہے کہ بیشک (کوئی) آلہ لہو لذاتہ حرام نہیں ہے۔ بلکہ (اس وقت حرام ہوگا) جبکہ وہ قصد لہو کے ساتھ ہو۔ اور قصد لہو کی تعیین کہ آیا یہ لہو ہے یا نہیں) یا تو سامع کے اعتبار سے ہوگی۔ یا بجانے والوں کے اعتبار سے۔ (یعنی اگر سامع اور بجانے والے کا مقصد لہو ہوگا تو حرام ہوگا) اور عبارت "ان آلة اللهو ليست محرمة" میں اضافت لفظ آلہ کی جو اللہو کی طرف ہے، یہ اس بات کی طرف خبر دیتی ہے، کہ اگر قصد لہو بھی مقصود ہو تو حرام ہوگا۔ نیز یہ کہ ہر آلہ آلۂ لہو نہیں ہے (اسی لئے تو آلہ پر لہو کی اضافت کی گئی) کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ بعینہٖ ان آلات کا بجانا حسب اختلاف نیت کبھی تو حرام ہے، اور کبھی حلال۔ اور افعال کا حکم نیت کے ساتھ ہوا کرتا ہے (جیسی نیت ویسا حکم، (اور) اس میں ہمارے سادات صوفیا کے لئے دلیل ہے،

جو ان آلات (مزامیر) کے ساتھ گانا سننے سے امور خیر کا قصد کرتے ہیں، اور ان امور کے قصد کو وہی لوگ جانتے ہیں، جو سادات صوفیا سے ہیں (کہ ان کا سماع کس قصد کے ساتھ ہے؟) پس سادات صوفیا کے سماع کے انکار پر معترض (کو لازم ہے کہ) جلدی نہ کرے۔ تاکہ (انکار و مخالفت اہل اللہ کی شامت میں گرفتار اور) ان (حضرات صوفیائے کرام) کی برکت سے محروم نہ ہو۔ اور (یہ) وہ سادات اخیار ہیں۔ کہ ان کی

Marfat.com

(دعا اور توجہ کی) مدد سے اللہ تعالیٰ (ہمارے حال پر رحم اور ہماری) مدد فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن (ساداتِ صوفیا) کی دعواتِ صالحہ اور ان کی برکات کا ہم پر اعادہ فرمائے۔ آمین۔

جواز فاتحہ مخالفین ومنکرین کا دوسرا اعتراض جواز فاتحہ پر تھا۔ اس کے متعلق مولوی محمد وقاص صاحب نے جواراد تمندانِ دربار شریف سے ہیں ارشاد ہوا۔ "تم جانتے ہو کہ فاتحہ ونیاز کیا چیز ہے؟" جواب میں خود ہی ارشاد فرمایا۔ "یہ فاتحہ اور نیاز بزرگوں کے افعال واعمال ہیں۔ بزرگان دین کے سامنے جب کوئی چیز لائی جاتی۔ تو اپنے شیخ اور پیران طریقت کی ارواح مقدسہ پر کچھ ایصال ثواب کرتے۔ اور پھر وہ چیز خود بھی کھاتے دوسروں کو بھی کھلاتے۔ مشائخ دین سے ایسا دیکھا تو مریدین ومعتقدین بھی اسی طرح کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہ بات پھیل گئی۔ تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ہم نے بزرگوں سے ایسا ہی دیکھا ہے!"

فرمایا۔ "مولوی عبدالحمید مراد آبادی نے ایک دفعہ ہم سے پوچھا کہ اس کے متعلق (تعامل حضرات اولیاء اللہ رحمۃ اللہ کے علاوہ) کوئی دلیل (شرعی) بھی ہے۔ اور کیا شریعت کی کتابوں سے بھی اس کی اصلیت ثابت ہے؟۔ ہم نے کہا کہ (کتب شریعت میں) دلیلیں بھری ہوئی ہیں، فتح القدیر اور فلاں فلاں کتابوں میں (نام کاتب کے حافظہ میں محفوظ نہیں رہے) دیکھ لینا"

حدیث اصلِ جوازِ فاتحہ اور فرمایا۔ "(جواز فاتحہ کی) اصل تو حدیث شریف ہی ہے، جیسے کہ مسلم شریف میں ہے غزوۂ تبوک میں جب اصحاب (مجاہدین) کی کھانے کی چیزیں ختم ہوگئیں۔ تو بعض صحابہ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی، یا رسول اللہ! ہمارا سامانِ رسد ختم ہوا۔ اگر حکم ہو تو ہم لوگ اپنے اونٹ ذبح کر ڈالیں، اور ان کے گوشت پر گذارہ کریں، آپ نے فرمایا! اگر ایسا ہے (سامان خورد ونوش ختم ہوگیا ہے) تو اچھا (اجازت ہے) تم لوگ اپنے اونٹ ذبح کرو۔ اور انھیں کھالو۔ جب حضرات صحابہ کو یہ حکم ملا۔ تو برچھے اور چھریاں لے کر چلے۔ (تاکہ اونٹ ذبح کئے جائیں) راستہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ یہ سب واقعہ صحابہ نے اُن سے بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ "یا رسول اللہ! گرمی کا موسم ہے۔ اور ملک ریگستانی، اگر ہم لوگوں نے اپنے اونٹ (سواری کے) ذبح کردیئے۔ تو ہم لوگوں سے (پھر راستہ) چلا نہ جائے گا۔ اور ہم ہلاک ہوجائیں گے!" حضرت رسول اللہ صلعم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باتوں سے معلوم فرمایا۔ کہ عمر رضی اللہ عنہ کوئی غیبی چیز (معجزہ) طلب کرتے ہیں۔ پھر آپ نے سب کو حکم دیا۔ کہ جس کے پاس جو شے باقی رہ گئی ہو۔ اُسے لیکر حاضر ہوجائیں۔ اس پر کوئی صحابی (جن کے پاس تھوڑا سا آٹا باقی رہ گیا تھا) تھوڑا سا آٹا لے آئے۔ کوئی چھوارے لے آئے۔ اور کوئی (تھوڑے) چنے غرض جن کے پاس جو چیز جس قدر موجود تھی، سب لے آئے۔ اور یہ سب سامان حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم کے سامنے لاکر رکھا گیا۔ جس کا ڈھیر اتنا اونچا ہوا، جتنا کہ ایک بکری کا لیٹا ہوا بچّہ اونچا ہو۔ یعنی بہت ہی تھوڑا سا سامان تھا، جو اُس وقت خدمتِ مبارک میں صحابہ کی طرف سے پیش ہوا تھا۔ اِس کے بعد آپؐ نے **دونوں مبارک ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔** اس کے بعد تمام لوگوں کو آپ کا یہ حکم ہوا کہ اپنی تھیلیاں بھر بھر کرلے جائیں۔ سب نے اپنی اپنی تھیلیاں بھر لیں۔ مگر (سامان کا) وہ ڈھیر جیسا کہ تھا، ویسا ہی رہا کم نہ ہوا اب غور کرو۔ کہ (کھانے کی) اشیاء کو سامنے رکھ کر دعا کرنا، حضرت رسول مقبول صلعم سے (کس قدر صاف اور کھلے طریقہ پر) ثابت ہے۔ اگرچہ دعا غیبت سے بھی ہو سکتی تھی (کہ چیزیں سامنے نہ ہوتیں اور آپ دعائے برکت فرما دیتے) مگر آپ نے ایسا نہیں کیا (بلکہ چیزوں کو سامنے رکھ کر دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی) پس (اہل سنت کے موجودہ طریقۂ فاتحہ کا جواز سنتِ نبویہ سے ثابت ہے) اور یہ ضروری نہیں، کہ وہ دعا، خیر و برکت کے لئے ہی ہو۔ **جنس کا واحد ہونا کافی ہے، نوع کا واحد ہونا ضروری نہیں ہے،** (یعنی جب خیر و برکت کے لئے کھانے کی چیزیں رُوبرو رکھ کر دعا آپ سے ثابت ہے تو اسی طریقہ سے ایصال ثواب کے لئے دعا اور فاتحہ خود بخود ماکول چیز پر جائز ہوا۔ اس لئے کہ دونوں جنس واحد ہے۔)

مکالمہ فرمایا جب ہم ہندوستان میں تھے۔ تو ہمارا ایک دفعہ میرٹھ جانا ہوا۔ وہاں مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی سے ہماری ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو میں جواز فاتحہ، اور حضرت غوث اعظم یا کسی ولی کے نام پر جو گائے یا بکری موسوم ہو اس کی اباحت پر گفتگو ہوئی۔ مولوی محمود الحسن صاحب نے کہا، کہ شیرینی سامنے رکھ کر ایصال ثواب بیشک مباح ہے، لیکن آپ لوگ چونکہ اسے ضروری سمجھتے ہیں، اس لئے ہم لوگ حرام کہتے ہیں، مباح یہ ہے کہ حاضر و غائب دونوں حالتوں میں برابر ہو۔ ہم نے جواب دیا۔ (خدام سے فرمایا، تم لوگ اسے یاد رکھنا) چاروں آئمہ کا مذہب ہے کہ جب کسی امر مباح کو حرام قرار دیا جائے تو اس کی اباحت کے قائم و برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہو جائے گا۔ کہ اس کی اباحت پر اصرار کیا جائے۔ چونکہ آپ لوگ امر مباح کو حرام قرار دیتے ہیں۔ ہم اس کی بقائے اباحت کے لئے کہتے ہیں۔ کہ ضروری ہے آپ لوگ حرام نہ کہیں، ہم مباح کہیں گے۔ بخاری و مسلم کی حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے کی چیز سامنے رکھ کر دعا کی، حالانکہ دعا غیبت سے بھی ہو سکتی تھی۔ پس سامنے رکھ کر دعا کرنی اس (فعل نبوی) سے مباح ثابت ہوئی۔ انھوں نے کہا۔ "آپ دور سے مثال لائے، مگر نوع مختلف ہے!" ہم نے کہا کہ مثال کے لئے نوع کا متحد ہونا ضروری نہیں ہے، جنس تو متحد ہے، بس اتحاد جنس کافی ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا نام وہاں بھی ہے، اور یہاں بھی، وہاں صرف خیر و برکت مقصود تھی، اور یہاں ایصال ثواب، ایسی مثال جائز ہے!" پھر انہوں نے کہا۔ "شاہ عبدالعزیز صاحب نے گائے بکری کو جو حضرت غوث اعظمؒ یا احمد کبیرؒ کے نام سے ہو۔ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ کے

Marfat.com

تحت میں ہے کہ حرام لکھا ہے۔" ہم نے کہا: "یہ مغالطہ ہے، اور دلیل کیا پیش کی ہے کہ جب اس بکری سے اچھا گوشت دیا جائے۔ تو نہیں لیتے۔ اسی بکری کو ذبح کرتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ اہراقِ دم (خون گرانا) ہی مقصود ہے۔" ہم نے کہا کہ ایک نذر میں دو محل ہیں، ایک ایصالِ ثواب دوسرے نذر لوجہ اللہ، اور اسکا ثبوت فعل سے ہوتا ہے، کہ جب ذبح کرتے ہیں۔ تو "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہیں، یہ تو نذر لوجہ اللہ کا ثبوت ہے، اور ایصالِ ثواب ولی کے لئے ہے "منذور"، یعنی نذر والی چیز کا بدلنا شرعاً جائز نہیں، اسلئے نہیں بدلتے۔ حرام کیونکر ہوا؟ (طبقہ خواص میں یہ بات مشہور چلی آتی ہے، کہ فتاویٰ عزیزیہ میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے بھانجے صاحب نے بعض مسائل میں تصرف کیا۔ یہ قول شاہ صاحب کا نہیں ہو سکتا اُن کی طرف بعد کو منسوب کر دیا گیا ہے)

جوازِ فاتحہ وعرس ومیلاد از شاہ عبدالعزیز صاحب

فرمایا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ سے فاتحہ وعرس کے متعلق استفسار کیا گیا، انھوں نے جواب میں فرمایا:" درتمام سال دو مجلس درخانۂ فقیر منعقد می شود۔ اوّل کہ مردم روز عاشورا یا یک دو روز پیش ازیں قریب چار صد پانصد کس بلکہ قریب یک ہزار کس و زیادہ ازاں فراہم می آیند۔ درود می خوانند۔ بعد ازاں کہ فقیر می آید۔ می نشینند۔ و ذکر فضائل حسنینؓ کہ در حدیث شریف وارد شدہ دربیان می آید۔ وانچہ در حدیث واخبار شہادت این بزرگان وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود۔ بعد ازاں ختم قرآن و پنج آیت خواندہ برما حضر فاتحہ نمودہ می آید۔ پس اگر این چیز ہا نزد فقیر جائز نمی بود۔ اقدام برآن اصلاً نمی کرد۔ باقی ماند مجلس میلاد شریف، پس حالش این است کہ بتاریخ دوازدہم ربیع الاول ہمیں کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند و در خواندن درود شریف مشغول گشتند۔ و فقیر می آید۔ اولاً بعضے از احادیث فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذکور می شود۔ بعد ازاں ذکر ولادت باسعادت ونبذے از حال رضاع وحلیہ شریف وبعضے از آثار کہ درین آوان بظہور آمد بمعرض بیان می آید۔ پس ما حضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم بحاضرین مجلس شود (فتاویٰ عزیزیہ مطبوعہ قدیم) یعنی سال بھر میں فقیر کے گھر میں دو مجلسیں برپا ہوتی ہیں۔ پہلے عاشورے کے دن یا ایک دو روز پہلے قریب چار پانسو بلکہ (بعض دفعہ) قریب ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ اور درود پڑھتے ہیں۔ بعد ازاں فقیر آکر بیٹھتا ہے۔ اور ذکرِ فضائل حسنینؓ جو حدیث شریف میں وارد ہوئے ہیں۔ بیان کئے جاتے ہیں۔ اور جو کچھ کہ اِن بزرگوں کی شہادت کے بارہ میں احادیث واخبار میں وارد ہوا ہے، وہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں ختم قرآن و پنج آیت (فاتحہ اور قل) پڑھکر، ما حضر پر فاتحہ کی جاتی ہے پس اگر یہ باتیں فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتیں، تو ہرگز ان کی طرف پیش قدمی نہ کرتا۔ باقی رہی مجلس میلاد شریف اس کی حالت یہ ہے، کہ بارہویں ربیع الاول کو سابق معمول کے موافق جونہی لوگ جمع ہوئے، اور درود شریف

Marfat.com

پڑھنے میں مشغول ہوئے۔ فقیر (مجلس میں) آجاتا ہے، اولاً احادیث سے بعض فضائل آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کئے جاتے ہیں۔ بعدازاں ذکرِ ولادت باسعادت اور کچھ زمانہ شیرخواری کے حالات، اور حلیہ شریف، اور بعض آثار جو اُس زمانہ میں آپ سے ظہور میں آئے بیان ہوتے ہیں۔ بعدازاں کھانے یا شیرینی پر فاتحہ دے کر حاضرین مجلس پر تقسیم کردی جاتی ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب کون ہیں؟ فرمایا "شاہ عبدالعزیز صاحبؒ محدث دہلوی علماء منکرین فاتحہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ جن تک ان مولوی صاحبان کی سندِ حدیث کا سلسلہ پہنچتا ہے، وہ فرماتے ہیں "بلاشک جائز ہے" یہ کہتے ہیں "حرام ہے!"

قدم بوسی قدم بوسی کے متعلق ارشاد فرمایا "مشکوٰۃ شریف میں مصافحہ اور معانقہ کے باب میں حدیث ہے۔ وعن زارع وکان فی وفد عبد القیس قال لما قدمنا المدینۃ فجعلنا فتبادر من رواحلنا فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رجلہ رواہ ابوداؤد۔ (ترجمہ) حضرت زارع عبدالقیس کے وفد میں تھے، بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مدینے پہنچے تو اپنے کجاووں سے اترنے میں ہم لوگوں نے جلدی کی۔ پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے **دست مبارک** اور **قدمِ مبارک** کو بوسہ دیا۔

سیر الاولیاء میں ہے، کہ مؤلف نے جو حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ کے مرید تھے، بچشم خود حضرت محبوب الٰہیؒ کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا "قال صھیبؓ، رأیت علیًا، یقبل ید العباسؓ و رجلہ" یعنی صہیب (صحابی) نے کہا۔ میں نے حضرت علی (علیہ السلام) کو (اپنے چچا) حضرت عباسؓ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے دیکھا۔

طعنِ منکرین کا جواب منکرین کا طعن کہ "آوارہ اور اوباش جمع ہوجاتے ہیں" اِس کے جواب میں آپ نے اپنے ایک مرید و خلیفہ سے ارشاد فرمایا "مخالف و منکرِ طریقت، لوگوں کے وہ اعتراض اور طعنے، جو غریب، اور مفلس، یا آوارہ اور بے پڑھے لوگوں کے مرید ہونے کی وجہ سے ہوا کرتے ہیں، خبردار! تم ان غریبوں کی غربت سے اور غریبوں کے مرید ہونے سے نہ جھجکنا، اور معترضین کے کہنے کا کچھ خیال نہ کرنا۔

اولین اہل ایمان اوائل اسلام میں اکثر غریب اور نوجوان ہی اسلام لائے، جن کو یہ لوگ کہتے تھے کہ چور اور آوارہ اور اوباش ہیں۔ مکہ کے شائستہ اور شریف طبقہ کے لوگ حضرت رسول مقبول صلعم کی جناب میں اعتراض و طعن کی راہ سے کہا کرتے تھے۔ کہ آپ پر تو غریب لڑکے اور چور اُچکے ہی ایمان لائے ہیں۔ حدیث میں "سُرَّاقُ الحاجِ" کے الفاظ ہیں (حاجیوں کے کپڑے چرا لینے والے) اسی طرح حقارت و اعتراض کی راہ سے یہ بھی کہتے۔ کہ آپ کی مجلس کی بیٹھنے والے غریب اور حقیر لوگ ہی ہیں۔ جب (اسلام کے) دبدبہ اور شوکت و عروج کا دور شروع ہوا اور اسلام کی

Marfat.com

خوب دھوم دھام ہوئی اور دین حق ترقی کر گیا تو اب شائستہ اور مہذب لوگوں نے سمجھا، اور جانا کہ جن لوگوں کو ہم نے آوارہ، اور چور، اور اوباش سمجھا اور کہا، یہ وہی لوگ تو ہیں، جو ایمان اور اسلام لانے کے بعد اس درجے پر پہونچے (اور بدولت اسلام ان کا یہ دبدبہ اور یہ وقار قائم ہوا) ان "شائستہ اور مہذب" لوگوں نے یہ سب کچھ دیکھ لینے کے بعد پھر ایمان لانا شروع کیا۔

ابو سفیان وغیرہ وعمائدین قریش، پہلے ایمان نہیں لائے تھے، بلکہ فتح مکہ کے بعد (جبکہ شوکتِ اسلام خاطر محکم واستوار ہوگئی) ایمان لائے۔

فرمایا "حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلے ایمان کون لایا۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے مگر کتب معتبرہ میں (اقوال مختلفہ کی) یوں تطبیق کی گئی ہے۔ کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت امّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور مردوں میں سب سے پیشتر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور لڑکوں میں سب سے اول حضرت مولیٰ مشکلکشا علی شیر خدا علیہ السلام آپ پر ایمان لائے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مدینہ شریف کے لوگ بہت جلد ایمان لے آئے تھے (اہل مدینہ کیوں جلدی ایمان لے آئے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضرت رسول مقبول صلعم کے مدینہ تشریف لے جانے سے پیشتر قبائل عرب کی خانہ جنگی اور معرکہ آرائی میں مدینہ اور نواح مدینہ کے قبیلوں کے بہت سے معمّر، دور اندیش اور تجربہ کار لوگ مارے جا چکے تھے۔ (زیادہ تر نوجوان لڑکے رہ گئے تھے) اگر عمر رسیدہ اور تجربہ کار اور بہت سوچ بچار کرنے والے موجود ہوتے۔ تو لوگوں کیلئے قبول اسلام کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالتے اور لوگوں کو سبقت خیر اور) قبول اسلام سے روکتے۔ جب ان نوجوانوں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا (اور چہرۂ انور کے لمعاتِ نورانی ان کے قلوب صافی پر منعکس ہوئے) تو فوراً ہی ایمان لے آئے۔

بات یہ ہے کہ ناسمجھ اور غیر دور اندیش لڑکے نیکی کی راہ میں بھی جلدی قدم رکھتے ہیں۔ اور بدی کے رستے میں بھی سب سے پہلے قدم رکھتے ہیں۔ (جیسا ماحول ہو۔ اس سے فوراً اثر پذیر ہوتے ہیں) "تجربہ کار" اور "معمّر لوگ" سوچتے سمجھتے ہی رہ جاتے ہیں۔ چنانچہ ابولہب اور ابو طالب وغیرہ سوچ بچار ہی میں رہ گئے۔

السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن کی دوسری نظیر دیکھو، اولیاء اللہ کے سردار، اور ہمارے آقا پیران پیر غوث الثقلین سید محی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر سب سے پہلے جن لوگوں نے توبہ کی، اور مرید ہوئے۔ وہ کون لوگ تھے؟ وہ ساٹھ نوجوان ڈاکو رہزن تھے (کہ فیضان حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی نے سب سے پہلے انھیں لوگوں کو نوازا)۔ اس کے بعد شائستہ اور مہذب لوگ" آپ کے دست مبارک پر تائب اور مرید ہونے شروع ہوئے۔

Marfat.com

ولایت ظلِ نبوت ہے

فرمایا "ہمارے بزرگوں کے یہاں جو باتیں ہیں۔ وہ پیغمبری اصول اور طریقے کی ہیں کیونکہ ولایت ظلِ نبوت ہے (ولایت نبوت کا سایہ ہے) چنانچہ ہمارے حضرت پیرومرشد والد ماجد قبلہ قدس سرہٗ کی سب سے پہلی مریدہ عورت ہماری خالہ صاحبہ تھیں۔ اور ہمارے حضرتؒ پر شروع میں جو لوگ ارادت و اعتقاد لائے۔ وہ نوجوان، آزاد لڑکے۔ غریب و مفلس لوگ تھے جس پر منکرین اعتراض و طعن کرتے تھے۔ کہ لتے بڑے عالم ہیں، مگر آوارہ اور اوباش لوگوں کو مرید کرتے ہیں۔ اور ان کو سماع میں نچاتے ہیں۔ حضرت قدس سرہٗ فرماتے کہ "ہمیں بس آوارہ اور اوباش لوگوں سے ہی کام ہے۔ ہمارا ربط و ضبط انھیں لوگوں کے ساتھ ہے، ہمیں بھلا "نیک لوگوں سے کیا سروکار؟" (حضرت سرور کائنات کا ارشاد ہے " الصَّالِحُونَ لِلّٰهِ وَالطَّالِحُونَ لِيْ (نیک لوگ اللہ کے لئے ہیں اور برے میرے لئے)

ہمارے سلسلہ کو ترقی ہو گئی۔ اب یہ ہوا ہے کہ عالم اور مولوی (مہذب اور شائستہ) لوگ مرید ہونے لگے ہیں (اس سے پہلے یہ لوگ کہاں تھے؟)۔

معاملات انبیاء کا فہم ہی، کوئی چیز ہے

میاں! حرام و حلال کے مسئلے تو بس چند گنتی کے ہی ہیں۔ یعنی زنا حرام ہے۔ نماز فرض ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ان کو سمجھنا اور سمجھا دینا دشوار نہیں۔ دشوار یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ حضرات انبیاء علیہم السلام کے جو معاملات ہیں۔ انسان ان کو کما حقہٗ سمجھے۔

اوائل کے اہل ایمان

اوائل میں ہمارے حضرت سرور کائنات پر، اور دوسرے حضراتِ انبیاء پر، بے شبہ زیادہ تر وہی لوگ ایمان لائے جو نوجوان اور غریب طبقہ کے لوگ تھے۔ اور انبیاء علیہم السلام کو سب ہی نے تو اچھا نہیں کہا۔ بلکہ برا کہا، "جادوگر" بتلایا۔ (اور جو جو نہ کہنا تھا، کہا)

معاملہ حضراتِ اولیاء اللہ کا

اسی طرح حضراتِ اولیاء اللہ کا معاملہ ہے کہ شروع میں انھیں بھی سب لوگ اچھا نہیں کہتے۔ بلکہ اکثر لوگ برا ہی کہتے (اور ان کی مخالفتیں ہی کرتے) ہیں۔ اولیاء کے ساتھ معاملہ اسی طور پر ہوتا ہے۔ جس طور پر کہ انبیاء (علیہم السلام) کے ساتھ ہوتا چلا آتا ہے۔ جاؤ! ہم نے تم لوگوں سے کہہ دیا۔ اسے لکھ لیا جائے اور تفصیل کے ساتھ، پھر کبھی لوگوں کو سمجھا دیا جائے۔

آپ کی ایک پر اسرار تقریر اور علماء ظاہر اور علماء ربانی کا فرق و امتیاز

ارشاد فرمایا "فلسفہ کے دقیق اور پیچیدہ مسئلے، اور فلسفہ کی انتہائی کتابیں۔ شرح چغمنی۔ شمس بازغہ۔ افق المبین۔ شفا۔ قدیمہ جدیدہ۔ مسائل اصطرلاب، اور ان کے علاوہ دوسرے فنون کی کتابیں مجھے آسان معلوم ہوئی تھیں لیکن تحصیل علم ظاہر کے بعد جب مجھے مسائل تصوف کا ذوق پیدا ہوا۔ اور میں طریقت کے مسئلوں پر غور و فکر کرنے لگا، تو میرے دماغ میں اس قدر جوش پیدا ہوا۔ جیسا کہ کڑھائی میں تیل

Marfat.com

جوش کھاتا ہے، اور میرا سر چکرانے لگا۔ میرا کلیجہ خون اور مغز پانی پانی ہوگیا۔ اور میرا علم ظاہری اِس بحرِ بے پایاں کے سامنے ہیچ ثابت ہوا اور پانی کی طرح ، بہ گیا! ؎

جبھی جا کے "مکتبِ عشق" میں سبق مقام فنا لیا

جو لکھا پڑھا تھا نیاز نے اُسے صاف دل سے بھلا دیا

علم تصوف تمام علوم سے زیادہ مشکل ہے۔ اور یہ اسلئے کہ جس علم کا موضوع ذات واجب الوجود ہے اس سے بڑھ کر کیا کوئی دوسرا علم بھی دقیق اور دشوار ہو سکتا ہے؟"

تصوف کا موضوع ارشاد ہوا۔ ہر ایک علم کا ایک موضوع ہوتا ہے "موضوعِ علم" اُسے کہتے ہیں۔ کہ جس کے عوارض ذاتیہ سے" اُس علم میں بحث کی جائے۔ جیسے کہ علم فقہ کا موضوع، افعال مکلفین ہے۔ علم نحو کا موضوع کلمہ و کلام ہے۔ اور علم طب کا موضوع بدن انسان ہے۔ اسی طرح علم تصوّف کا موضوع ذات واجب الوجود ہے!۔

ہر ایک علم کی شرافت اُس کے موضوع کے لحاظ سے ہوا کرتی ہے۔ جس درجہ کا موضوع شریف ہوگا۔ اُسی درجہ کی شرافت، اُس علم میں ہوگی۔ چونکہ "ذاتِ واجب الوجود" تمام اشیاء سے اشرف و اعلیٰ اور واجب ہے اسلئے تمام علوم کے موضوع اس کے مقابلہ میں غیر اشرف اور ممکن ہیں۔ لہذا علم تصوّف تمام علوم سے اعلیٰ و اشرف ہوا۔ تصوّف دنیا کے تمام علوم سے زیادہ مشکل علم ہے۔ اسی سے معلوم ہوا، کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی محبت اور بھی مشکل چیز ہے، علمِ طریقت کے مشکلات کو ہم اپنے علم ظاہر سے حل نہ کر سکے۔ جب اللہ کی رحمت اور تائید ہمارے شامل حال ہوئی۔ تب بات ہماری سمجھ میں آئی۔ علم تصوف کے سمجھنے میں جب ہمارا یہ حال ہوا، تو بعض وہ علمائے ظاہر (جن میں سے بعض کی تو تحصیل ظاہری بھی معقول و منقول میں پایۂ تکمیل کی نہیں ہوتی) تھوڑے دنوں میں اِس علم کو کس طرح سمجھکر کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اگر کوئی دعوےٰ کرے، کہ تھوڑے دنوں میں مسائل علمِ تصوف کو اس نے حل کر لیا۔ اور مسئلہ توحید و معرفت اُس نے پوری طرح سمجھ لیا، تو اُس کے کہنے کا بھلا ہم کس طرح اعتبار کر سکتے ہیں؟ ؎

تحصیلِ عشق و رندی آسان نمود اوّل جانم بہ سوخت آخر در کسبِ این فضائل

دوسرے فنون کی انتہا، اس کی ابتداء ہے۔ تصوف کا ایک مشکل مسئلہ حل کرنے، اور ایک ادق مقام طے کرنے میں دس بیس سال کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ع

جس جگہ پہنچے آغاز ہے انجام نہیں۔

اگر کوئی شخص تمام دنیا کے علوم و فنون کو پڑھ کر علامۂ دہر ہو جائے۔ اور اس علمِ تصوّف کو سمجھنا

Marfat.com

چاہیے ہرگز نہ سمجھ سکے گا جب تک کہ رحمتِ الٰہی شاملِ حال نہ ہو۔

ابنِ جوزی کی توبہ اگر علم کے ذریعہ سے کوئی سمجھ لیتا، تو علامہ ابن جوزی جیسا عالم تو ضرور ہی سمجھ جاتا، اور سیدنا حضرت غوث پاکؒ کی مخالفت میں "تلبیس ابلیس" کتاب نہ لکھتا۔ جب ابن جوزی نے حضرت رسول مقبول صلعم کو خواب میں دیکھا، اور پوچھا، کہ یا رسول اللہ! خدا کا راستہ کہاں ہے، اور مجھے کہاں سے ملیگا؟" فرمایا: "میرے بیٹے شیخ عبد القادر کے ذریعہ سے!" اب ابن جوزی (حضرت کی مخالفت سے تائب ہوکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور حضرت غوث الثقلینؒ کے مرید ہوئے۔ اور آپ کی مدح و منقبت میں ایک کتاب لکھی (یہ واقعہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مفصل طریقہ سے لکھا ہے)

نبوت اور ولایت کا سمجھنا رحمت پر ہے دنیا کے عقلا، اور فلاسفر ان دو باتوں کے سمجھنے سے قاصر ہیں، ایک نبوت۔ دوم ولایت انھیں علم و عقل (محدود) سے کوئی بھی سمجھ نہیں سکتا۔ یہ علمائے ظواہر "علم الیقین" اور "عین الیقین" کا فرق سمجھنے سے قاصر ہیں۔

علم کسبی اور وہبی ارشاد فرمایا: "قرآن پاک کو جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا ہے۔ دوسرے لوگوں نے ویسا نہیں سمجھا۔ اس لئے کہ دوسروں کے لئے (علم قرآن) کسبی ہے، اور آپ پر القا کیا گیا تھا۔ آپ کے لئے وہبی ہے، آنحضرت صلعم پر آیاتِ قرآنی جس جاہ و جلال کے ساتھ نازل ہوتی تھیں۔ اور آپ کے قلبِ مبارک پر ان کے نازل ہونے کا جس طرح اثر ہوتا تھا، دوسروں کے قلوب پر ہو نہیں سکتا۔

قرآن ناطق ایک قرآن ناطق ہے، اور ایک قرآنِ ساکت۔ یہ قرآن ساکت ہے، اور رسول مقبول صلعم قرآن ناطق تھے۔ کسی نے اللہ تعالیٰ کو پڑھتے نہیں سنا، بلکہ رسول مقبول کی زبان مبارک سے سُنا۔ حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

گرچہ قرآن از لبِ پیغمبر است　　ہر کہ گوید حق نگفتہ، کافر است

آنحضرت صلعم کے بعد قرآن مجید اور احادیث شریفہ کو جس طرح حضراتِ اولیاء اللہ نے سمجھا ہے، اس طرح دوسرا کوئی بھی سمجھ نہیں سکتا۔ کیونکہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس کے ساتھ ان کی قربت، "قربت روحی" ہے۔

قربتِ روحی آنحضرت کے ساتھ! ارشاد فرمایا: "تنویر الحلک فی امکان رویت النبی والملک۔ یہ کتاب علامہ جلال الدینؒ سیوطیؒ کی ہے۔ اس میں انھوں نے ایک حکایت لکھی ہے۔ کہ ایک شاہ صاحب نہایت بزرگ اور صاحب تصرف تھے، اور ان کے رفیق ایک نہایت زبردست عالم تھے، دونوں میں نہایت ربط ضبط اور میل جول تھا، دونوں ایک دوسرے کو بزرگ اور نیک سمجھتے تھے۔ ایک روز کا واقعہ ہے، کہ ان عالم

Marfat.com

صاحب نے ایک حدیث بیان کی، جسے سنکر شاہ صاحب نے کہا۔ یہ حدیث رسول اللہ نہیں ہے۔ !حضرت رسول مقبول صلعم نے ایسا نہیں فرمایا ہے۔ اِس بات کو سنکر مولوی صاحب عجب کشمکش میں پڑے۔ ایک طرف تو خیال کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں، اور اصول علم حدیث کے لحاظ سے یہ حدیث پایۂ صحت و استناد کی ہے دوسری طرف شاہ صاحب کی بزرگی کا احترام، جو پہلے سے ان کے دل میں تھا، تعجب کے ساتھ پوچھا۔ "آپ نے کیونکر جانا کہ یہ حدیث نبوی نہیں!!" بزرگ نے فرمایا۔ "چلئے خود حضور سے دریافت کر لیجیے۔ کہ آپ نے ایسا فرمایا ہے یا نہیں؟" ان بزرگ کے تصرف و فیضان سے مولانا کو اُسی وقت کشف ہو گیا۔ زیارت حضوری حضرت رسول مقبول صلعم نصیب ہوئی۔ اِن بزرگ کے ساتھ، عالم صاحب نے اپنے آپ کو بھی دربار رسالت مآب میں حاضر پایا۔ اور بزرگ نے مولانا سے کہا۔ اِس حدیث کے بارہ میں معروضہ پیش کیجیے۔ اُنھوں نے عرض کیا، جواب ارشاد ہوا۔ "یہ حدیث ہماری نہیں ہے، ہم نے ایسا نہیں کہا!" مولانا کو خود حضور سرورِ کائنات فخر موجودات کی زبان پاک سے اِن بزرگ کے فرمانے کی تصدیق ہو گئی۔ اور بعد میں تحقیق سے اِس حدیث کی نسبت کتابوں سے بھی معلوم ہوا کہ پایۂ صحت کی نہیں ہے)۔

اِس حکایت کو بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ "بتلاؤ! کہ شاہ صاحب کو یہ بات کس طرح معلوم ہوئی۔ (کہ یہ حدیث نبوی نہیں ہے) کیا انہوں نے تمام اخبار اور جزئیات کو (حضور رسول مقبول سے) پوچھ رکھا تھا؟ ہرگز ایسا نہ تھا، بلکہ (بات یہ تھی کہ) اِن بزرگ کی روح کو قربت حاصل تھی۔ اس وجہ سے "مزاج داں" تھے۔ کلام کو سنتے ہی سمجھ گئے کہ یہ کلام حضرت رسول مقبول کا نہیں ہے۔ بس جس کی روح کو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت روحی حاصل ہے، وہ جو کچھ سمجھتا ہے اُسے نہ کوئی عالم سمجھتا ہے نہ فاضل۔

حاصل کلام | پس جب تک کہ حضرات انبیاء اور اولیاء کی ذات کے ساتھ قربت روحی نصیب نہ ہو مقتضائے نبوت اور مقتضائے ولایت کو ہرگز سمجھ نہیں سکتا۔ نہ اُس وقت تک علم وہبی عطا ہوتا ہے۔

علماء مثل انبیائے بنی اسرائیل | ارشاد ہوا۔ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (میری امت کے علماء مثل انبیائے بنی اسرائیل کے ہیں) اِس حدیث شریف کا کیا مطلب ہوا۔ مماثلت کس چیز میں ہے؟ فرقہ ضالّہ میں ایسے ایسے زبردست علماء پیدا ہوئے ہیں جنھوں نے سنی علماء کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ جیسے محقق طوسی وغیرہ۔ تو کیا اِس حدیث کے مصداق ایسے علماء بھی بنیں گے؟۔

میرا خیال یہ ہے۔ کہ علم دو قسم کا ہے۔ کسبی اور وہبی، علم کسبی میں شک بھرا ہوا ہے۔ اور علم وہبی میں یقین ہی یقین ہے۔ شک کو دخل نہیں۔ —

علم وہبی حضرات انبیاء علیہم السلام کو نصیب ہوتا ہے۔ اور وہ کسی مکتب، کسی مدرسہ، اور فنون میں سے

Marfat.com

کسی فن کے محصل نہ تھے، اس امت مرحومہ میں حق سبحانہ تعالیٰ نے جن "علماء" کو علم وہبی نصیب کیا ہے، حدیث "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" کے مصداق صرف وہ علماء ہیں گے۔ (نہ کہ ہر وہ شخص، جو صرف ظاہری طریقہ سے چند علوم و فنون کا محصل ہو)۔ امت مرحومہ کے علماء اور حضرات انبیائے بنی اسرائیل میں مابہ الاشتراک صرف یہی علم وہبی ہے (جو بارگاہِ واہب العطایا سے ملتا ہے) پھر حضرت مولانا روم کا یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

بینی اندر دل علومِ انبیاء بے کتاب و بے مُعید و اوستا

اسی بحث پر دوسرے موقع پر ارشاد ہوا۔ کہ "العلماءُ ورثۃ الانبیاء" میں الف لام معرفہ کا ہے، استغراق کا نہیں ہے۔ مراد وہ علماء ہیں جن کو باطنی علم نصیب ہوا۔ تمام علماء وارث انبیاء نہیں ہیں۔ کیونکہ علم انبیاء کسبی نہیں۔ بلکہ لدنی ہے۔ اگر تمام علماء مراد ہوں۔ تو اسکے یہ معنی ہوں گے کہ ہر عالم خواہ وہ بے عمل ہو، خواہ باعمل، (اس ارشاد نبوی کے) تحت میں داخل ہوگا۔ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے کسی نے استفسار کیا کہ اس شعر کا کیا مطلب ہے؟ ؎

چون ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ

اس استفسار کے جواب میں حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے مندرجہ ذیل مستزاد لکھا، جو فتاوائے عزیزیہ میں موجود ہے۔

شاہ عبد العزیز صاحب کا مستزاد

؎ ہفتاد و دو ملت دررہت می پویند۔ اے بے مانند
گم کردہ ترا بہر طرف می جویند سرگردانند
سررشتۂ حق بدست یک طائفہ ایست درویشانند
باقی بہ تکلف سخنے می گویند ایشانند

شاہ صاحب کے جواب سے صاف ظاہر ہے کہ درویش اور صوفیہ کرام ہی صراطِ مستقیم پر ہیں۔

منصب اجتہاد فرمایا: "جو مجتہدین، اور علماء کہ مشہور گذرے ہیں۔ اُن کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور لوگوں کو بھی اجتہاد کا مادّہ دیا۔ مگر چونکہ ضرورت نہ تھی، اس لئے ان لوگوں نے اجتہاد نہ کیا۔ اجتہاد کے لئے علم ظاہری کی بھی ضرورت ہے، اور اجتہاد بڑے رُتبہ کے لوگوں کا کام ہے۔ (تواضعاً فرمایا) اجتہاد ہمارے جیسے لوگوں کا کام تھوڑا ہی ہے"۔

دعائے حضرت شیخ العارفین ہمارے حضرت والد ماجد قبلہ قدس سرہ ہمارے حق میں دُعا فرماتے تھے۔ "یا اللہ"! انھیں پیغمبری علم نصیب کر"۔ آپ کی دُعا کی برکت سے حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمیں وہ علم عطا فرمایا، کہ ہم قرآن مجید سے ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ چنانچہ مسئلہ توحید کو ہم نے قرآن مجید سے ہی سمجھ لیا

Marfat.com

ہم آجکل کے مولویوں کی بات پر خیال نہیں کرتے۔ ہم ان ظواہر کی باتیں نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے) ہم پر جو ظاہر کیا (اور جو سمجھا دیا) ہم اسی کو مانتے ہیں (اس کے غیر کو نہیں جانتے، اور نہیں مانتے۔

قرآن قیامت تک کے لئے ہم کہا کرتے ہیں۔ کہ صرف قرآن ہی ہے جو قیامت تک، تمام عالم کے لئے نازل ہوا ہے۔ مگر علم قرآن (یعنی حقائق و معارف قرآن کا علم) ہر ایک کو نہیں دیا گیا ہے۔

آخری نبی اور آخری کتاب! نبوت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکی، آپ خاتم النبیین ہیں اب قیامت تک آپ کے سوا کوئی نبی نہیں، اور قرآن کے سوا کوئی (الہٰی) کتاب نہیں! ۔ مگر حق سبحانہ تعالیٰ کو منظور ہوا۔ کہ موجودہ صدی میں بھی امت مرحومہ کے حال پر رحم فرمائے۔

جب تک کہ یہ نبی اور یہ کتاب باقی ہے (اپنا اسم گرامی لیکر فرمایا) کہیں کوئی کتاب مت دکھاؤ۔ ہم بات سمجھ گئے، نبی صلعم کو پہچان لیا، اور کتاب کو جان لیا ہے۔

حدیث بخاری اور صحابی کے سامنے؟ فرمایا:۔ اگر ایک صحابی کے سامنے صحیح بخاری کی حدیث پیش کی جائے لیکن ان صحابی نے حضرت رسول مقبول صلعم کا عمل اس حدیث کے خلاف دیکھا ہو، تو وہ صحابی اس حدیث پر کبھی عمل نہ کریں گے۔

بعینہ یہ ہی میری حالت ہے، میرے بعض معاملات بہت پیچیدہ ہیں جو عام لوگوں کے فہم و ادراک سے بالاتر ہیں۔ اگر میں علمائے ظاہر کے کہنے پر عمل کرنا بھی چاہوں، تو میری روح مجھے جھٹلائے گی!

ایک بینا اور پانسو اندھے تمثیلاً فرمایا:۔ پانسو اندھوں میں اگر ایک بینا ہو۔ جو آفتاب کا طلوع ہونا دیکھ رہا ہو اگر اندھوں سے وہ یہ بات کہے کہ سورج نکل آیا۔ اور اندھے انکار کریں، اور کہیں کہ دن نہیں، رات ہے، تو کیا بینا اندھوں کی بات ماننے گا؟ ۔ ہاں! جوں جوں آفتاب بلند ہو گا، اور حرارت آفتاب اندھوں میں موجودگی آفتاب کا احساس پیدا کرے گی۔ تب اندھے خود بول اٹھیں گے، ہاں ہاں (آفتاب نکل آیا) اب دن ہے! اندھوں کا دن کو رات کہنا، آنکھوں والے کے یقین کو زائل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ بالیقین دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ اندھوں کی ہاں میں ہاں ملائے۔ اور ان کی خاطر سے کہے (کہ دن نہیں رات ہے) تو اس کی روح اسے جھٹلائے گی۔ کیونکہ وہ آفتاب کو یقینی طور سے "دیکھ" رہا ہے۔ (آج کل کے) علمائے ظواہر کے مقابلہ میں بس ایسا ہی حال میرا ہے۔

ولی را ولی می شناسد نبوت اور ولایت کے تعلقات اور معاملات کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔ یہ راہ نہایت دشوار گذار ہے، رحمت حق جس کے شامل حال ہو۔ اس کی اور بات ہے۔

Marfat.com

نبوت کو نبی، اور ولایت کو ولی خوب جان سکتے ہیں۔ اگر انبیاء علیہم السلام پر ایک شخص بھی ایمان نہ لائے۔ تو کیا انھیں اپنی نبوت میں شک ہوگا؟ ہر گز نہ ہوگا۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی امت میں سے جن پر حق سبحانہ تعالیٰ کا فضل ہو جائے۔ اور خدا انھیں اپنا راستہ دکھائے۔ تو انھیں بھی کوئی شک و شبہ نہ ہوگا۔ (خواہ ایک شخص بھی اُن پر ارادت نہ لائے) مگر ہم کیا ہیں، ہم کیا ہیں؟ (تواضعاً ایسا فرماتے رہے)

الہامات فرمایا ؒ مجھے علم و ہنر اور لیاقت کی قدر نہیں، اس لئے کہ کسی ذی قدر چیز کی عزت اُس وقت نظر سے گر جاتی ہے، جبکہ اُس سے اعلیٰ پر نظر پڑے۔ اور اس سے اعلیٰ شے حاصل ہو جائے۔ مثلاً جس کسی کو اشرفی ملتی ہے، اُسے روپے کی قدر نہیں ہوتی، حالانکہ روپیہ، ذی قدر چیز ہے۔ جس کو کثرت سے روپیہ ملتا ہے۔ اُس کے نزدیک پیسہ قدر کی چیز نہیں رہتا۔

علم یقین انبیائے عظام، اور اولیائے کرام کو علم وہبی یعنی عطائی علم حاصل ہے۔ اِس کے مقابلہ میں علوم کسبی کی قدر نہیں ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی، کیا اُس وحی کے مقابلہ میں آپ دوسروں کے علم کسبی کو مانتے تھے؟ - ہر گز نہیں مانتے تھے۔ بلکہ وحی کے خلاف ہر بات کو منسوخ فرما دیتے تھے۔

علم وہبی، وحی و الہام و مکاشفہ، و مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جس کا اظہار انبیاء علیہم السلام کو واجب ہے، اور اولیائے کرام پر واجب نہیں ہے؟ -

علماء کو اِس بات کا شوق ہوتا ہے، کہ اپنے اعمال کو کتابوں کے موافق ثابت کریں، اور وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ اور میرا شوق یہ ہے، کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی رضا کے موافق ہوں۔

کتابوں سے ظن حاصل ہوتا ہے۔ علم یقین حاصل نہیں ہوتا "یقین"، رحمت حق اور صحبت پیر کامل کے بغیر ہر گز حاصل نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

آپ کے فرمودہ معارف ونکاتِ قرآن وحدیث شریف

راہ حق میں فدائے جان ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ ؕ یعنی جو نعمت کہ ہم نے تم کو دی ہے۔ اسے ہماری راہ میں خرچ کرو۔ قبل اسکے کہ موت آئے۔ (انسان تو سر سے پاؤں تک نعمت خداوندی میں غرق ہے۔ پس) اس نعمت سے کون سی نعمت مراد ہے؟۔ (جسے اپنی راہ میں خرچ کرنے کا مومنین سے ارشاد ہواہے) مال ودولت اور روپیہ پیسہ تو راہِ خدا میں کفار بھی خرچ کرتے ہیں پس (مومنین سے) جس نعمت کے خرچ کرنے کو فرمایا گیاہے، یہ وہی نعمت ہوگی۔ جو موت کے مقابلہ پر ہو۔ (اب غور کرنا چاہیئے کہ) موت کے مقابلہ پر جسے نعمت فرمایاہے۔ وہ کیا چیز ہے۔ وہ حیات اور زندگانی ہے۔ جو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ" ہماری راہ میں (فنا ہو جاؤ) اپنی زندگی قربان کردو، پیشتر اس کے کہ تمہیں موت آئے۔ !بمقتضائے حدیث شریف موتوا قبل ان تموتوا۔ مرنے سے پہلے مرجاؤ۔

فرمایا" آیہ کریمہ کی یہ تفسیر کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذری۔ یہ علم حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا!"

مرادِ ذکر کثیر ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ فرماتاہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔ اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثیر کرو۔ (اب غور کرو) نماز، روزہ، اور تمام فرائض کے لئے اللہ جل شانہ نے حد، اور وقت کو مقرر فرمایاہے۔ مگر ذکر کے لئے کسی حد اور وقت کو مقرر نہیں فرمایا۔ بس ذکر کثیر کا ارشاد ہوا۔

ذکر کی تعریف کیاہے؟ اور اس پر کثرت کا اطلاق کب ہوگا؟۔ واذکر اسم ربك (سورۂ مزمل) اپنے پروردگار کے نام کو (بکمال محویت) یاد کرو" یہ تو ذکر کی تعریف ہوئی۔ اب اُس پر" کثیر" کا اطلاق اسی وقت ہوگا۔ جبکہ کوئی سانس ذکر (اور یادِ الٰہی) سے خالی نہ جائے۔

ایک گھنٹہ میں ایک ہزار انسان (معمولی طور پر) ہر گھنٹہ میں ہزار بار سانس لیتاہے۔ ۲۴ گھنٹے کے سانس ۲۴ ہزار ہوئے۔ پس" ذکر کثیر" کا مصداق اُس وقت صحیح ہوگا۔ جبکہ ہر سانس ذکر کے ساتھ جاری ہو۔ (کوئی سانس بھی ذکر سے خالی نہ جائے) اور یہ اس لئے کہ ظرف میں جب تک کہ مظروف کی جگہ باقی ہے۔ اس وقت تک یہ نہیں کہیں گے کہ ظرف پُر ہوگیا۔ جب کسی برتن میں اتنا پانی بھر دیا جائے کہ لبالب آجائے۔ اور پانی کی گنجایش نہ رہے تب اس (پانی پر)" ماءِ کثیر" کا اطلاق صحیح ہوگا۔ اِس طرح" ذکر کثیر" کا اطلاق اُس وقت ہوگا جب کہ کوئی سانس ذکر سے خالی نہ جائے۔ اور سدا پاس انفاس اور ذکر قلبی جاری رہے۔ پس حضرات صوفیائے کرام کا

Marfat.com

ذکر قلبی اس آیۂ کریمہ کے مطابق ہے۔

عبدالرسول ارشاد ہوا۔" قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ (یا نبی!) کہیئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوا۔" اس آیت کریمہ میں لفظ عباد بہ صیغۂ جمع ارشاد فرمایا ہے جس کا مفرد عبد ہے۔ اور اس مفرد لفظ عبد کی دوسری جمع عبید بھی آتی ہے۔ مایبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید۔ (سورۂ ق رکوع ۱۲) نہیں بدلی جاتی بات میرے نزدیک اور نہیں میں ظلم کرنے والا بندوں پر۔" اس آیت میں عبید کے معنے مخلوق خدا کے ہیں۔ اور لفظ عبد کے دو معنی ہیں۔ اوّل بندہ یعنی مخلوق خدا۔ دوم۔ بندہ، مملوک، معنی غلام، آیت قل یاعبادی الذین اسرفوا الخ میں معنی بندہ اور غلام، مملوک کے ہیں۔ تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمانا کہ یوں کہہ دیجئے یاعبادی یعنی اے میرے بندو!.... اس کا مطلب یہ ہوا کہ (اے ہمارے محبوب) لوگوں کو اپنا بندہ کہہ کر مخاطب کیجئے!

پس جبکہ اس آیت سے انسان کا بندۂ رسول پکارا جانا صاف طور پر ثابت ہے تو پھر عبدالرسول اور عبدالنبی نام رکھنا بھی صحیح اور جائز ہے۔

مولانا روم کا استدلال مولانا روم نے بھی اس آیت سے یہ معنی اخذ کئے ہیں ؎

بندۂ خود خواند احمد در رشاد　　　جملہ عالم را بخواں قل یاعباد
پس رومیؔ من باین معنی گواست　　　کہ منم بندہ واو مولائے ماست!

محبت اہل بیت ارشاد ہوا:۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودة فی القربیٰ۔ میں تم سے قرآن کی اجرت نہیں چاہتا مگر (اپنے) اہل بیت کی محبت چاہتا ہوں۔ پس آنحضرت صلعم کے اہل بیت سے محبت رکھنا اولین فرائض میں سے ہے۔ اگر اہل بیت سے محبت رکھنا شیعیت ہے۔ تو ہمیں اقرار ہے کہ سب سے پہلے ہم شیعہ ہیں۔ شیعہ اگر حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو برا نہ کہتے۔ تو وہ سب سے اچھے تھے۔ چونکہ وہ خلفائے راشدین (حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضوان اللہ علیہم) کو برا کہتے ہیں، اس لئے ہم میں اور ان میں فرق ہے۔ ان کی حالت ایسی ہے، کہ دودھ تو ہے مگر اس میں موت (پیشاب) بھی ملا ہوا ہے۔

مقام بے نیازی فرمایا میرا دل کچھ دنوں سخت پریشان رہا۔ مگر یہ دنیاوی پریشانی نہ تھی، میرا خیال جب اس آیت پر پہنچا تو پریشانی فوراً جاتی رہی، (اور طمانیت وتسکین آگئی)۔ وہ آیت یہ ہے۔ حتیٰ اذا استایئس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا (سورۂ یوسف) میرے ذوق کے مطابق اس آیت کے

Marfat.com

یہ معنے ہوئے کہ جب پیغمبران ہماری نصرت سے ناامید ہو گئے، اور کفار (منکرین و مخالفین) نے گمان کر لیا کہ پیغمبر لوگ مکذوب کئے گئے (یعنی اُن کے پروردگار نے وعدہ نصرت وحمایت، اُن سے جھوٹ کہا) تب ہماری نصرت اُن کے پاس آئی۔

واقعہ حضرت یونس علیہ السلام حضرت یونس علی نبینا وعلیہ السلام نے بحکم خداوندی اپنی قوم سے کہا تھا کہ اگر اب بھی ایمان نہ لائے تو چالیس دن کے اندر اندر، ان پر عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ انتالیس روز تک عذاب نہ آیا تو حضرت یونسؑ بایں خیال بستی کے باہر چلے گئے کہ اگر عذاب نہ آیا تو اب قوم مجھے زندہ نہ چھوڑیگی، مگر عذاب (وعدہ الٰہی کے مطابق) چالیسویں دن آگیا۔ قوم نے (علانیہ) توبہ کی اور حضرت یونسؑ پر ایمان لے آئی (آیا ہوا) عذاب الٰہی پلٹ گیا۔ (واضح ہو کہ) قوم یونس کے سوا اور کسی قوم سے عذاب الٰہی آکر واپس نہیں ہوا ہے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے استفادۃً عرض کیا: "حضرت یونسؑ خدا کے پیغمبر تھے: خدا کے وعدہ پر انھیں کیوں اطمینان نہیں ہوا، کہ مایوس ہو کر بستی سے باہر چلے گئے؟"

اللہ بے نیاز ہے ارشاد ہوا:" ذات الٰہی بے نیاز ہے۔ کسی کام کو پورا کرنے پر مجبور نہیں ہے۔ اس کی شان مستغنی اور بے نیاز اور لاأبالی ہے۔ جب اس کی صفتِ صمدیّت (بے نیازی) پر نظر جاتی ہے، تو اُس وقت (احساس بندگی، اور عاجزی سے) مایوسی لاحق ہوتی ہے۔ البتہ یہ عادت اللہ ہے، کہ وہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ یہ اور بات ہے (یعنی بارگاہِ الٰہی کے مقربین کا شانِ بے نیازی سے خائف اور ترساں رہنا اپنے محل پر ہے۔ اور وعدۂ الٰہیہ کا کبھی خلاف نہ ہونا یہ اپنے محل پر ہے۔ دونوں باتیں الگ الگ ہیں)

واقعہ حُدیبیّہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا، کہ متبعین آپ کے ساتھ ہیں اور سب کو ساتھ لے کر آپ حج عُمرہ کر رہے ہیں۔ اس خواب کو ظاہر کرنے کے بعد پندرہ سو آدمی ساتھ لے کر آپ نے حج عمرہ کا احرام باندھا۔ (اور روانہ ہوئے) حُدَیبیّہ کے مقام پر کفار نے آپ کے مکہ جانے میں مزاحمت کی، آخر صلح اس پر قرار پائی کہ یہ ارادہ اس سال آپ ملتوی رکھیں۔ آئندہ سال ایک ہفتہ کے لئے مکہ آپ کی خاطر سے خالی کر دیا جائے گا۔ چنانچہ سب کے سب نے احرام توڑا اور واپس آگئے۔

بعض صحابہ نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا، کہ حضورؐ نے فرمایا تھا، کہ حج عمرہ مکہ میں داخل ہو کر، ہم سب ادا کریں گے۔ مگر ہم تو مکہ میں داخل نہیں ہو سکے (اور واپس جا رہے ہیں) آپ نے جواب دیا کہ:" (حج عمرہ کا) ادا ہونا اسی سال میں تو ضروری نہیں، اگلے برس ادا ہوگا۔ (اور یہ ہو کر رہے گا کہ وعدۂ الٰہی ہے۔ اور اس سال ملتوی ہونا جس مصلحت سے ہے وہ ظاہر ہوئی جاتی ہے)۔

ایسا ہی بعض صحابہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت میں عرض کیا۔ کہ

Marfat.com

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا تھا، کہ حج عمرہ مکہ میں داخل ہو کر ہم سب ادا کریں گے۔ مگر ہم تو مکہ میں داخل نہ ہو سکے"۔ اِس کا بجنسہ وہ ہی جواب حضرت ابو بکر صدیق نے دیا۔ جو آنحضرت نے صحابہ کو دیا تھا، (حالانکہ اسوقت تک حضرت صدیق اکبر کو ظاہری طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس جواب کا کچھ علم نہ تھا) یہ بات، حضرت ابو بکر صدیق رض کی کمال اتحاد اور فنا فی الرسول ہونے پر دال ہے، (سبحان اللہ کیا شان ہے صدیق اکبر کی) اگرچہ حدیث میں کوئی لفظ اِس معنی کا اس محل پر نہیں ہے۔ لیکن جواب حضرت ابو بکر رض کے مقتضیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے، کہ جب تک (عاشق) مرتبۂ فنائیت کو نہ پہنچے، وہی کلام کرنا، جو زبانِ پاک محبوب پر جاری ہوا ہو، ناممکن ہے۔

المختصر وعدہ الٰہی پورا ہوا۔ اور اگلے برس آنحضرت اور سب صحابہ نے حج عمرہ ادا کیا۔ اور صلح حدیبیہ نے راہ اشاعت اسلام صاف کردی۔ (اور ایک سال کے التوا میں جو مصلحت عظیمہ مخفی تھی بے نقاب ہوگئی)۔

قرآن مخلوق نہیں ہے | فرمایا "قرآن (یعنی کلام اللہ) مخلوق نہیں ہے۔ بلکہ امر الٰہی کی صفت ہے، قرآن کو جو مخلوق کہے گا۔ کافر ہوگا۔ اور روح بھی امر ربی ہے اور امر بھی کلام (الٰہی) ہے تو (اس روح) کو مخلوق کیوں کہتے ہیں؟ اِس کی کیا وجہ ہے؟ - فرمایا "یہ روح روح اضافی ہے، جس کو مخلوق کہتے ہیں، مثلاً روحِ زید، روحِ خالد) اس ارشاد میں بعض لطیف انکشافات تھے۔ جو فہم عامہ سے بالاتر تھے۔ لہذا مختصر کیا گیا۔

معرفت روح | "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" جس نے اپنے نفس کو پہچانا، اُس نے اپنے پروردگار کو جانا۔ اس میں معرفتِ نفس سے مراد معرفتِ روح ہے۔ جب تک کہ معرفت نفس حاصل نہ ہوگی معرفتِ حق حاصل نہ ہوگی۔ اور نفس سے مراد وہ روح ہے۔ جو آیت قل الرّوح من امر ربی، اور آیت فنفخت فیہ من روحی میں، مذکور اور منسوب ہے۔ نہ کہ وہ روح جسمانی، جو حِس وحرکت کا سبب ہے، اور دل میں اور تمام اعضا، اور شرائین میں سرائت کئے ہوئے ہے، اور آنکھوں کو بینائی، اور کانوں کو شنوائی، اور تمام حواس میں ادراک، اور تمام اعضا میں قوت کا فیضان کرتی ہے، اس کو روح حیوانی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں تمام چوپائے اور تمام اشیائے جاندار شریک ہیں۔

یہ روحِ حیوانی مرنے سے فنا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ روح اخلاط اربعہ (چار خلطوں) کے بخارات کا نام ہے جو حرارت غریبیہ کی تائید سے پیدا ہوتی ہے۔ جن (اخلاط اربعہ) کے اعتدال پر مزاج معتدل اور جن کے بگڑ جانے سے مزاج غیر معتدل ہو جاتا ہے، اور اس طرح روح حیوانی کے فنا ہو جانے کے دو سبب ہیں۔ (۱) داخلی اور (۲) خارجی۔ داخلی سبب حیوان سے غذائے جسمانی کا منقطع ہو جانا ہے، جو روح حیوانی کو خراب، اور پھر فنا کر دیتا ہے۔ کیونکہ غذا اس کی بقا کا سبب ہے۔ جیسے کہ چراغ کے لئے تیل، اس لئے کہ

Marfat.com

تیل کے ختم ہونے پر چراغ کا گل ہو جانا لازم ہے۔

خارجی سبب اس حیوان کا قتل اور ہلاکت ہے۔ جیسے کہ چراغ کو ہوا کے جھونکوں سے، یا پھونک مار کر ٹھنڈا کر دینا، اس کی روشنی کو فنا کر دیتا ہے۔

یہی وہ روح حیوانی ہے، کہ جس کی تعدیل اور تقویت سے علم طب میں بحث کی جاتی ہے۔ یہ روح جسمانی امانت و معرفت الٰہی کا محل نہیں ہے۔ بلکہ امانت کی متحمل وہ روح ہے۔ جو خلاصۂ انسان اور حقیقت اصلیہ ہے جس کی طرف آیہ من امر ربی میں اشارہ ہے۔

یہ روح نہ مرتی ہے، نہ فنا ہوتی ہے، بلکہ (مومن کے) انتقال کے بعد سعادت کے ساتھ نعمت میں اور غیر مومن کے انتقال کے بعد شقاوت کے ساتھ بلا میں باقی رہتی ہے،

ایمان و معرفت کا محل یہی روح ہے۔ اور ایمان و معرفت دونوں کے اس محل کو موت بھی نہیں چھوتی۔ شرع نے اس روح کی حقیقت بیان کرنے کی اجازت نہیں دی ہے، اس لئے کہ اس راز کے انکشاف کا ہر شخص متحمل نہیں ہو سکتا۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَنْ یَّشَآءُ بِحَقِیْقَتِہَا، اور اللہ جس کو چاہتا ہے، اس کی حقیقت سے خبردار کر دیتا ہے۔

رویت ہلال ایک زمانہ میں، اختلاف رویت ہندوستان میں بار بار ہوا۔ اور اختلافِ رویت کے سبب روزہ اور عید میں فرق اور اختلاف درمیان مسلمانان، ظہور میں آیا۔ لہٰذا عامۂ مسلمین کی خیر خواہی کی غرض سے آپ نے اِس مسئلہ میں بھی وقتاً فوقتاً بہت ارشادات فرمائے۔

فرمایا "نزہت المجالس میں ہے۔ خامس رمضان الماضی اول رمضان الاٰتی۔ وقد امتحنوا خمسین سنۃً فوجدوہ صحیحًا۔ (رمضانِ گذشتہ کی پانچویں (جس دن ہو) رمضان آئندہ کی پہلی (اسی دن) ہوگی) اور اس کا امتحان پچاس برس کیا گیا صحیح پایا۔

عبد الرحمٰن صفوری کی کتاب "منتخب النفائس" میں لکھا ہے۔ کہ سیدنا حضرت امام **جعفر صادق** علیہ السلام نے فرمایا ہے، کہ رمضان (حال) کی پانچویں تاریخ کو آنے والے رمضان کی پہلی تاریخ ہوگی۔

اِس کا انھوں نے تجربہ بھی فرمایا ہے جسے درست پایا۔

اِسی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حساب کے سبب، مجھ سے شب قدر کبھی فوت نہیں ہوئی۔ جب سے کہ میں بالغ ہوا ہوں۔

ارشاد فرمایا۔ میرے استاد مولانا عبد الحی صاحب مرحوم فرنگی محلی لکھنوی نے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ "میں نے سالہا سال اس کا تجربہ کیا اور اسے درست پایا ہے۔"

Marfat.com

فرمایا:" میں نے خود بھی ایک عرصہ دراز سے اسکا تجربہ کیا ہے، اور اسے درست پایا ہے!"

یوم صوم یوم نحر | قول "یوم صومکم یوم نحرکم" (تمہارے رمضان کا پہلا دن، دسوین ذی الحجہ کا دن ہوگا) حجاز و ممالک اسلامیہ میں زبانِ زد خاص و عام ہے، اِسی حساب کی وجہ سے حج اکبر (حج یوم الجمعہ) کا تقرر بہت پہلے سے کر دیا جاتا ہے۔ (موجودہ حکومتِ نجدیہ سعودیہ نے بھی ۱۳۵۰ھ کے حج اکبر کے لئے اس قاعدہ پر عمل کیا اور مہینوں پہلے حج اکبر کا اعلان کر دیا۔)

اقسام رویت ہلال | ارشاد فرمایا۔ رویت ہلال دو طرح کی ہوتی ہے۔ قمر متوالی، اور قمر غیر متوالی۔

قمر متوالی، قمر غیر متوالی | اوّل الذکر وہ رویت ہے کہ چاند پے در پے ۲۹-۲۹ یا پیاپے ۳۰، ۳۰ کے ہوں۔ ثانی الذکر وہ رویت ہے کہ ایک چاند ۲۹ کا اور دوسرا ۳۰ کا ہو، اگر دو چاند ۳۰، ۳۰ کے ہوں، تو تیسرا چاند ضرور ۲۹ کا ہوگا۔ اگر تین چاند متواتر ۲۹، ۲۹ کے ہوں تو چوتھا چاند ۳۰ کا ہوگا۔ تین چاند متواتر ۳۰، ۳۰ کے اور چار چاند متواتر ۲۹، ۲۹ کے نہیں ہوتے۔

قاعدہ رویت ہلال | فرمایا۔ کہ اسلام کے بزرگانِ اوّلین نے (اشارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف تھا) رویت ہلال کے اختلاف کو دور کرنے کی طرف خیال فرمایا، اور یہ قاعدہ مقرر کر گئے۔ کہ رمضان کی پہلی ذوالحجہ کی دسویں ہوگی، اور شوال کی پہلی تاریخ جس دن ہوگی اُسی دن محرم کا عشرہ ہوگا۔ اور گذشتہ رمضان کی پانچویں تاریخ کا روز آیندہ رمضان کی پہلی تاریخ کا دن ہوگا۔ (اور رجب کی چوتھی، رمضان کی پہلی، یہ بھی مشہور رہے)۔

رفع اختلاف مسلمین | ارشاد فرمایا:" رویت ہلال کے متعلق (یوم صومکم یوم نحرکم) کے قاعدہ پر اگر عمل کیا جائے تو شاید رویتِ ہلال کے اختلافات کے بارہ میں بہت آسانی پیدا ہو جائے گی۔

جھگڑے سے احتراز | لیکن جو لوگ اس قاعدہ کو تسلیم نہ کریں (بلکہ اصرار کریں کہ صرف چاند دیکھ کر ہی روزہ رکھیں گے وغیرہ) اُن سے جھگڑا ہرگز نہ کیا جائے۔ (کہ امتِ مرحومہ میں کسی جھگڑے اور فتنے کو گوارا کرنا خلافِ سنت نبوی ہے)۔

ترک مستحبات | چنانچہ بعض دفعہ امور مستحبہ چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ اُسوقت جبکہ خوف لوگوں کے اعتقاد بگڑ جانے (اور فتنہ پیدا ہونے) کا ہو۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول مقبول صلعم نے اُمّ المومنین حضرت بی بی عائشہؓ سے فرمایا:" اے عائشہؓ! اگر تیرے خاندان میں جدید الاسلام (نو مسلم) نہ ہوتے۔ تو میں یہ کرتا کہ میں بیت اللہ کے دو دروازے بنوا دیتا۔ اور موجودہ دروازہ کو توڑ کر بڑا کر دیتا" (تاکہ لوگوں کو آسانی ہوتی)

ارشاد فرمایا:" حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اس کام کا سرانجام فرماتے۔ تو بعض (جدید الاسلام)

Marfat.com

مرتد ہوجاتے۔ اور کہتے کہ آپ نے خدا کا گھر توڑ ڈالا۔ (کعبہ کا احترام اہل حجاز میں متوارث چلا آتا تھا) اِس خوف سے آپ نے سردست اِس کا (ارادہ) ترک فرمایا۔

ترکِ مہم بخوفِ اہم اس مسئلہ کو (شریعت میں) اہم و مہم اور ترک مہم بخوف اہم کہتے ہیں جس پر اور بہت سے مسئلے تفریع کیئے گئے ہیں (اور فقہاء نے ترک مہم بخوف اہم کے باب باندھے ہیں)۔

ارادہ توسیع کعبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر اسلام کو قوت حاصل ہوئی۔ تو بشرط زیست اس کام کو پورا کروں گا"۔

حجۃ الوداع اور غلطیوں کی معافی عام فرمایا۔ احکام شرع میں حضرت رسول مقبول صلعم کی طبیعت سہولت پسند تھی (شدت پسند نہ تھی) حجۃ الوداع (آپ کے آخری حج) میں آپ کے ساتھ بہ اختلاف روایات ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی تھے۔ احرام اور امور حج میں لوگوں سے بکثرت غلطیاں ہوئیں۔ اور حج سے فارغ ہونے پر لوگوں نے آپ کے روبرو اپنی غلطیاں ظاہر کیں۔ آپ یہی فرماتے رہے کہ لاحرج لک، لاحرج لک، تیرے لئے کوئی حرج نہیں، تیرے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔ (باتباع حضرت رسول خدا صلعم) حضرات مشائخ رض نے مخلوق کے ساتھ سہولت، اور نرمی، اور شفقت کا برتاؤ فرمایا ہے، ہمیں بھی تشدد پسند نہیں ہے!"

ارتداد مراد آباد (چاٹگام) کے مولوی عبدالحمید ایک بار خدمت میں آئے، اُن سے ارتداد و عدم ارتداد کے متعلق گفتگو فرمائی۔ اور دریافت فرمایا۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد، کیا بعض لوگ مرتد ہو گئے تھے؟ مولوی صاحب نے جواب اثبات میں دیا اسکے بعد آپ نے حضرت خلفائے راشدین اور صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے نام لیکر پوچھا کہ یہ لوگ کیوں مرتد نہیں ہوئے؟ انہوں نے کہا کہ ان میں نور ایمان وثوق کیساتھ تھا اسلئے مرتد نہ ہوئے۔ فرمایا "تم نے کتابوں میں لفظ وثوق دیکھا ہے۔ کیا مجھے مغالطہ دینا چاہتے ہو؟ صحبت رسول پانے میں دونوں فریق برابر تھے، ایک فریق میں نور ایمان کا "وثوق" کے ساتھ نہ پایا جانا، یہ کیوں ہو؟ اس سے ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے۔ جو تمہارے اہل منطق کے نزدیک بھی جائز نہیں۔

مولوی صاحب سے کوئی جواب بن نہ پڑا ساکت ہو گئے۔ پھر آپ نے بآواز بلند فرمایا "یہ کہو کہ فریق مرتدین میں ارتداد کا مادہ ازلی تھا، مادہ ازلی سبقت کر گیا۔ پس جو لوگ کہ مرتد ازلی ہیں انھیں رسول مقبول کی صحبت کیا فائدہ دیگی؟" مولوی صاحب نے اِس جواب کی تحسین کی۔

کتب احادیث کلام مجید کے سوا کوئی کتاب سہو و خطا سے خالی نہیں ہے، کیونکہ بندہ بشر ہے (اور بشر سہو وخطا سے معصوم نہیں ہے)۔ بخاری کی نسبت کہا جاتا ہے اصح الکتاب، بعد کتاب اللہ (کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب ہے)، مگر بخاری و مسلم کی روایات قیل وقال سے بالکل سالم ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔

شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے: "ان الرجال الذین تکلم فیہم من رجال مسلم اکثر عددا من الرجال الذین تکلم فیہم من رجال البخاری"۔ یعنی مسلم کے جن راویوں کے (ضعف وسقم) پر

Marfat.com

کلام کیا گیا ہے۔ وہ باعتبار عدد کے زیادہ ہیں۔ بخاری کے اُن راویوں سے جن پر کلام کیا گیا ہے۔ یعنی اگرچہ بخاری کے راویوں پر نسبتہً کم کلام کیا گیا ہے، مگر کیا تو گیا ہے)۔

اس مقام پر ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے۔ فان الذین انفردا البخاری بھم اربعمائۃ وخمسۃ وثلاثون رجلا والمتکلم فیہم بالضعف نحو من ثمانین رجالا والذین انفردبھم مسلم ستمائۃ وعشرون رجلا والمتکلم فیہ منہم مائۃ وستون رجلا علی فی شرح الفیۃ العراقیۃ علی الضعف کذا ذکرہ البخاری۔

راویان بخاری و مسلم | یعنی جن لوگوں سے صرف امام بخاری نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ وہ چار سو پینتیس آدمی ہیں۔ جن میں ضعیف راوی اسی کے قریب ہیں۔ اور جن راویوں سے امام مسلم نے روایت کی ہے۔ وہ چھ سو بیس اشخاص ہیں۔ جن میں ضعیف راوی ایک سو ساٹھ اشخاص ہیں جو بخاری کے کمزور راویوں اور کمزور روایتوں سے دُگنے ہیں۔ امام سخاوی نے الفیہ عراقیہ کی شرح میں اسی طرح ذکر کیا ہے (انتہٰے)

(یہ حدیث کی کتابوں کا ذکر تھا کہ جن میں، خود محدثین کو ضعیف روایتوں کا کسی میں کم کسی میں زیادہ ہونا تسلیم ہے۔ اب فقہ کی کتابوں کا حال دیکھئے)

فقہ کی مستند کتابوں، مثلاً شامی اور ہدایہ کے بعض مقامات میں مسامحت ہے۔

حقہ نوشی اور فقہا | مثلاً شامی کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ حقہ نوشی کے ساتھ بسم اللہ کہنی مکروہ ہے۔ مگر اسی شامی کے دوسرے مقام کتاب الاشربہ میں لکھا ہے "تمباکو کا استعمال میری تحقیق سے جائز اور مباح ہے، میرے بزرگوں کا (اگرچہ) اس پر تعامل نہیں ہے۔ مگر میری تحقیق سے جو ثابت ہوا وہ یہی کہ تمباکو کا استعمال مباح ہے" اب حسب قاعدۂ اصول۔ اس امر مباح پر بسم اللہ کہنی بھی مباح ہوگی۔ نہ کہ مکروہ۔

اصول یہ ہے کہ امر حرام (مثلاً زنا، و شراب) پر بسم اللہ کہنی حرام ہے۔ اور مکروہ پر مکروہ، اور فرض وواجب پر فرض وواجب، اور مباح و مستحب پر مباح و مستحب۔

پس اصول کے اس قاعدہ کے مطابق تمباکو پر بسم اللہ کا کہنا مباح ہوگا۔ مکروہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

صاحب شامی کے اس تسامح کا ماخذ یہ ہے کہ اپنے خاندان کی بڑی بڑی کتابیں اُن کے پیش نظر تھیں، اُن کے کسی بزرگ نے تمباکو کی نسبت لکھا کہ مکروہ ہے، اُن کے نزدیک اس پر بسم اللہ کہنی بھی مکروہ تھی۔ پس انھوں نے یہ مسئلہ تو لے لیا کہ تمباکو پر بسم اللہ کہنا مکروہ ہے۔ مگر یہ یاد نہ رہا کہ پہلے خود ہی تمباکو کو مباح لکھ چکا ہوں، اس لئے یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ استعمال تمباکو پر بسم اللہ کا پڑھنا مکروہ ہے۔ اُن کے اس تسامح کا سبب اُنکا سہو و حفظ تھا۔

اسی طرح ہدایہ کے قول کل لھو حرام پر کلام ہے۔ (آج کل کے مولوی صاحبان اسی قسم کے اقوال فقہا سے استدلال کرتے اور حضراتِ صوفیاء کے سماع کو حرام قرار دیتے ہیں۔ مگر اکابر فقہاء میں سے صاحب

Marfat.com

ردالمحتار نے اسکا ذکر کیا ہے اور سماع حضراتِ صوفیاء کے قائل ہوئے ہیں۔

جوازِ سماع شامی میں | علامہ شامی کا قول ردالمحتار جلد خامس کے صفحہ ۳۴۴ میں ہے کہ ان آلات مزامیر پر حکم لہو ولعب اور حرمت کا جاری نہ ہوگا۔ جن پر سادات صوفیاء نے گانا سنا ہے۔ (علامہ شامی کا یہ قول بلفظہ اوراق گذشتہ میں لکھا گیا ہے)۔

سیدنا حضرت فخر العارفینؒ کے فتاویٰ اور بعض وہ ارشادات جن سے احکامی مسائل ثابت ہیں

استفتاء | یہ فتویٰ فارسی میں ہے، ذیل میں صرف اردو ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

لفظ "علیہ السلام" آئمہ اہل بیت کی شان میں | ماقولکم رحمکم اللہ۔ اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین کے اکثر شجراتِ طیبات میں لفظ علیہ السلام ائمہ اہل بیت کی شان میں بالاستقلال لکھا جاتا ہے، اس کے جواز کی سند کتب معتبرۂ اہل سنت میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب | اس کے جواز کی سندیں اہل سنت والجماعت کی معتبر کتابوں میں بہت ہیں۔ جیسا کہ ابوداؤد کے باب میں "مقتدیوں کے انتظار امام میں بیٹھے رہنے" کے بارہ میں لکھا ہے کہ "علی ابن طالب علیہ السلام سے روایت ہے" (یعنی حضرت علی کی شان میں لفظ علیہ السلام کو ابوداؤدؒ نے تحریر کیا ہے، اسی طرح ابوداؤد کے دوسرے باب میں جو "چوٹی دار بال لے کر نماز پڑھنے" کے بارہ میں ہے۔ لکھا ہے "مَرّ بہ حسن ابن علی علیہما السلام!" (یعنی حضرات حسن وعلی دونوں کی شان میں لفظ علیہم السلام لکھا ہے۔ (اسی کے ساتھ) بخاری اور بخاری کی شرحوں میں لفظ علیہ السلام شان اہل بیت میں لکھا گیا ہے۔ اور تفسیر کبیر میں اللہ تعالیٰ کے قول ویطعمون الطعام الآیۃ۔ کے تحت میں لکھا ہے کہ "یہ آیت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے!" اور اسی آیت کے تحت میں ان الحسن والحسین علیہما السلام بھی لکھا ہے۔ اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو غیر اہل بیت کی شان میں بھی اس لفظ کا اطلاق فرمایا ہے جیسے کہ مجالس ستین میں آسیہ علیہا السلام فرمایا۔ اور بہجۃ الاسرار میں، حضرت غوث الثقلین کی زبان سے نقل کیا گیا ہے (کہ آپ نے) اولیائے کبار میں سے ایک بزرگ کی شان میں (فرمایا) ھومن رجال الغیب السیارۃ علیھم سلام اللہ" اور قلائد الجواہر فی مناقب سیدنا عبدالقادرؒ میں لکھا ہے "الشیخ محی الدین سلام اللہ علیہ" اور اس طرح کی مثالیں حدیث اور

Marfat.com

تفسیر وغیرہ کی کتابوں میں بہت ہیں۔ جیسا کہ ناظرین پر مخفی نہیں ہے۔ اور مدارج النبوۃ میں نقل ہے کہ "قدیم کتابوں میں اہل بیت نیز ازواج مطہرات کی شان میں لفظ علیہ السلام دیکھا جاتا ہے۔ اور غیر انبیاء پر لفظ علیہ السلام کے جواز وعدم جواز میں ائمہ مجتہدین سے کوئی روایت نہیں پائی جاتی۔ جیسے کہ (غیر انبیاء پر لفظ) صلوٰۃ (کے عدم جواز میں (روایت) پائی جاتی ہے۔ باوجودیکہ زمانِ ائمہ مجتہدین میں اہل بیت نبوت پر شیعہ اصالتہً صلوٰۃ بھی بھیجتے تھے اور سلام بھی بھیجتے تھے۔ ائمہ مجتہدین نے صلوٰۃ کی تو ممانعت کی، مگر سلام کی نہیں کی) اور متاخرین میں علمائے شافعیہ سے امام الحرمین کے والد شیخ ابو محمد جوینیؒ نے کہا ہے کہ "سلام بمعنی صلوٰۃ کے ہے۔ تو غائب پر لفظ سلام کا استعمال نہ کیا جائے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے سوا دوسرے کے لئے لفظ سلام تنہا نہ لایا جائے گا۔ اور علی علیہ السلام نہ کہا جائیگا، اور اس میں احیاء و اموات برابر ہیں۔ لیکن حاضر پر لفظ سلام بولا جاسکتا ہے۔ اس طرح کہ السلام علیک یا سلامٌ علیک، اور اس پر سب کا اجماع ہے۔ جیسے کہ رد المحتار وغیرہ میں ہے"۔

مگر ابو محمد جوینی (شافعی) کا یہ کلام تین وجہوں سے صحیح نہیں ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ سلام کے موقع میں لفظ صلوٰۃ کا استعمال (جیسے ابو محمد جوینی) نے "بالاتفاق ناجائز" کہا ہے، یہ شان ترادف سے بعید ہے (یعنی لفظ صلوٰۃ اور اور لفظ سلام ایک معنی سے مستقل نہیں ہے۔ جیسے ابو محمد جوینی نے خیال کیا) دوسری وجہ یہ ہے، کہ جوینی کا یہ قول کہ غائب پر لفظ سلام استعمال نہ کیا جائے صحیح نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں غائب کے سلام کے جواب میں لفظ علیہ السلام آیا ہے، تیسری وجہ یہ ہے کہ جوینی کا یہ کہنا کہ (غائب پر لفظ سلام کے عدم جواز پر) سب کا اجماع ہے یہ بھی صحیح نہیں۔ جیسے کہ علامہ سخاوی نے قول البدیع فی صلوٰۃ علی الحبیب الشفیع میں نقل کی ہے، کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ کہ لفظ سلام آیا صلوٰۃ کے ہم معنیٰ ہے یا نہیں؟ جنہوں نے سلام وصلوٰۃ کو ہم معنی سمجھا ہے انھوں نے جناب علیؓ کی شان میں علیہ السلام کہنا ناجائز سمجھا۔ اور انھیں میں ابو محمد جوینی ہیں۔ جنہوں نے جناب علی کی شان میں علیہ السلام کہنے کو منع کیا۔ اور دوسرے فریق نے سلام وصلوٰۃ کو ہم معنے نہیں کہا۔ اس لئے کہ سلام مومن، زندہ، ومردہ، غائب، وحاضر (سب) کے لئے مشروع، اور اہل اسلام کا تحیۃ ہے، بہ خلاف صلوٰۃ کیونکہ صلوٰۃ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق سے ہے۔ اسی لئے نمازی التحیات میں السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام کہتا ہے اور الصلوٰۃ علینا۔ "ہم پر صلوٰۃ ہو" نہیں کہتا۔ بس للہ الحمد فرق معلوم ہوگیا۔

اور ملا علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح خلاصہ سے یونہی نقل کیا ہے کہ "اجناس میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک انبیاء اور ملائکہ کے علاوہ غیر پر صلوٰۃ نہ بھیجے۔ اور ابو علی جس نے انبیاء وملائکہ کے سوا کسی اور پر صلوٰۃ بھیجا وہ غالی شیعوں میں سے ہے۔ جنھیں ہم رافضی کہتے ہیں"۔

Marfat.com

مفہوم اس عبارت کا یہ ہے کہ سلام کا حکم صلوٰۃ کی طرح نہیں کہ شاید اس کی یہ وجہ ہو۔ کہ سلام اہل اسلام کا تحیۃ ہے۔ اور السلام علیہ اور علیہ السلام میں کچھ فرق نہیں۔ پس یہ ہو سکتا ہے کہ علی علیہ السلام کہنا شعارِ اہلِ بدعت سے ہو۔ پس لازمی طور سے کہنا مستحسن نہ ہوگا۔" اور رد المحتار میں کہا کہ "اہل بدعت کے ساتھ تشابہ ہمارے نزدیک بھی مکروہ ہے۔ لیکن مطلق تشابہ نہیں۔ بلکہ امر مذموم اور جس میں تشابہ مقصود ہو، منع ہے!" اور مجموعہ فتاویٰ عزیزیہ (شاہ عبد العزیز صاحب۔ دہلوی) میں لکھا ہے "علیہ السلام حضرت امیر المومنین اور حضرت سیدۃ النساء اور جناب حسنین اور دوسرے آئمہ رضی اللہ عنہم کے حق میں مذکور ہے۔ لیکن اہل سنت کا مذہب یہ ہی ہے کہ لفظ صلوٰۃ مستقلاً غیر انبیاء پر درست نہیں۔ اور سلام غیر انبیاء پر بولا جا سکتا ہے۔ اور اس کی سند یہ ہے کہ اہل سنت کی قدیم کتابوں خصوصاً ابو داؤد و بخاری میں حضرت علی و حضرات حسنین و حضرت فاطمہ اور حضرت خدیجہ اور حضرت عباس کے ذکر کے بعد لفظ علیہ السلام مذکور ہے۔ ہاں ماوراء النہر کے متقشفین علماء نے شیعوں کے مشابہ ہونے کی وجہ سے منع لکھ دیا ہے۔ لیکن امر خیر میں بروں کے ساتھ تشبہ ہونے کی وجہ سے ممنوع نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے لوگوں کو الزام دینے کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ اصول حنفیہ کی پہلی کتاب شاشی کے خطبہ میں بعد حمد و صلوٰۃ کہتا ہے۔ کہ "السلام الٰی حنفیۃ واحبابہ" اور یہ امر ظاہر ہے کہ جن حضرات کے اسماء مرقوم ہوئے۔ امام اعظم کے رتبے سے کم نہیں۔ پس ان کے نزدیک بھی ان بزرگوں پر لفظ سلام بولنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ حدیث شریف میں بھی غیر انبیاء پر علیہم السلام کی تجویز آئی ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ "علیہ السلام بلا تخصیص مُردوں کا تحیۃ ہے"!

اور قرآن مجید میں ہے۔ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اس آیت میں تو انبیاء کی تخصیص نہیں ہے (تمام برگزیدہ بندوں پر سلام ہے) اور اللہ تعالیٰ نے سورہ طٰہٰ میں والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ بے تخصیص انبیاء فرمایا ہے۔

اور قول البدیع میں وارد ہے کہ "عبد الرحمٰن ابن مہدی نے کہا کہ رسول اللہ کی شان میں صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔ علیہ السلام نہ کہے۔ اس لئے کہ علیہ السلام مُردوں کا تحیۃ ہے۔ جس کی ابن بشکوال وغیرہ نے روایت کی ہے!" اور قبل ازیں معلوم ہو چکا۔ کہ غیر انبیاء کے لئے علیہ السلام کہنے کی یہ بحث متقدمین میں نہ تھی۔ بلکہ متاخرین میں ہے۔ لہٰذا دلائل مجوزین زیادہ قوی، اور اولیٰ ہیں۔ اس لئے کہ متقدمین اور ان کی کتابوں میں ایسے علماء پائے جاتے ہیں۔ جو آئمہ اہل بیت کی شان میں لفظ علیہ السلام کہنا جائز رکھتے ہیں۔ پس شجرۂ طیبہ اور دیگر آثار بزرگان دین میں اولیٰ و انسب یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے تغیر و تبدل نہ کرے۔ بلکہ ارباب طریقت کے نزدیک یہ امر واجب کی طرح ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ متقدمین پیران طریقت نے شجرۂ طیبہ (شجرۂ شریف) کو اسی روش پر پایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(آپ کے دستخط مبارک)

Marfat.com

اس فتوے پر فرنگی محل لکھنؤ کے چار علمار کے، اور غازی پور کے تیرہ۔ اور عظیم آباد کے اٹھارہ۔ اور کلکتہ کے ۳۲ علمار۔ اور چاٹگام کے ۵۶ علمار کے دستخط ہیں۔ جنھوں نے ہمارے حضرت قبلہ کے اس فتوے کی تحسین و تصویب و تائید کی۔

آپ کے بہت سے فتاوے

مختلف مسائل پر، اسی طرح مدلل اور جامع و مانع ہیں، جو قلم مبارک سے نکلے جنھوں نے علمار کو آپ کے علم و فضل کا معترف بنایا۔

دستور مبارک فتووں کے بارہ میں یہی رہا۔ کہ کوئی نقل نہیں رکھی جاتی۔ قلم برداشتہ تحریر فرمادئے جاتے اور سائلوں کے حوالہ کردئے جاتے۔ کوشش کی گئی مگر اُن کا کوئی معتدبہ حصہ میسر نہ آیا۔ تاہم حضور کے بعض فتوے جو نصیب ہوسکے وہ یہ ہیں۔

حکم طاعون طاعون کے بارہ میں غازی پور کے مریدین نے آپ کی خدمت میں تار بھیجا کہ "شہر میں طاعون ہے شہر خالی ہوگیا۔ آج مولوی ابوالخیر بھی چلے گئے۔ ہمارے لئے کیا حکم ہے؟"

جواب عطا ہوا "تم لوگوں کو ہر چہار طرف جانے کی اجازت ہے، جہاں چاہو جاسکتے ہو!"

حاضرین دربار شریف سے وضاحتہً ارشاد فرمایا "جہاں طاعون ہو، وہاں جانا نہیں چاہیئے۔ اور جہاں طاعون ہو وہاں سے دوسری جگہ نہ جانا چاہیئے۔ لیکن جب اور لوگ چلے جائیں اُس وقت جاسکتے ہیں"۔

افیون بطور دوا عرض کی گئی کہ "اگر کسی دوا میں افیون شامل ہو۔ تو اُس دوا کا استعمال جائز ہوگا یا نہ ہوگا"۔

فرمایا "مُسکر سیّال شے مثل شراب، قاطبۃً اور قطعاً حرام ہے، مُسکر غیر سیال جیسے کہ افیون ہے، قدر سکر پر اگر نہ پہنچے۔ تو دوا" کھانی جائز ہے، (قدر سکر پر وہ بھی حرام ہے) اور یہ استعمال افیون خواہ منفرداً (تنہا) ہو۔ خواہ مرکباً (دوسری چیزوں میں ملاکر) ہو (ہر حال میں)، جائز ہے۔ مگر افیون پانی میں گھول کر استعمال نہ کی جائے (کہ پھر اس کے لئے مسکر غیر سیال کا حکم باقی نہ رہے گا)۔

جماعۃ ثانیہ اور علم غیب خادم علی صاحب نے عرض کی کہ "میرے بھتیجے مولوی عبدالحمید مستند دیوبند "جماعۃ ثانیہ" کو ناجائز کہتے ہیں۔ اور آنحضرتؐ کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ اس کے بارہ میں کیا ارشاد ہے؟"

فرمایا بیت اللہ شریف میں چار مصلے ہیں (صدیوں سے بالاتفاق جمہور علمار نے انھیں جائز رکھا ہے) شافعی مصلے پر جب نماز ہوجاتی ہے، تو پھر اُس کے بعد دوسرے مصلوں پر یکے بعد دیگرے نماز ہوا کرتی ہے۔ جب کعبۂ شریف میں جماعت ثانیہ جائز ہوئی تو اور مسجدوں میں "جماعۃ ثانیہ" بطریق اولی جائز ہے۔ جماعۃ ثانیہ کے لئے البتہ جگہ کی تبدیلی ضروری ہے۔ دوسری جماعت کا امام پہلے امام کے مقام پر کھڑا نہ ہو۔

Marfat.com

علم غیب کے بارہ میں ارشاد ہوا" مشکوٰۃ کی کتاب الایمان فصل اوّل میں حدیث جبریل علیہ السلام حضرت عمر بن خطاب سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب تشریف فرما تھے۔ کہ ایک بدوی صورت کے شخص آئے۔ اور انھوں نے رسول اللہ صلعم سے سوالات کئے۔ اور آپ نے جوابات دیئے۔ جب وہ بدوی (جو درحقیقت حضرت جبریل علیہ السلام تھے) چلے گئے۔ تو آپ نے صحابہ سے پوچھا، تم جانتے ہو کہ یہ کون شخص تھے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا اللہ ورسولہ اعلم (اللہ اور اللہ کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں)

قاعدہ یہ ہے کہ واو حرف عطف، اللہ اور رسولہ معطوف اور معطوف علیہ کا حکم ایک ہوتا ہے گویا حضرات صحابہ نے بالاتفاق "زیادہ جاننے والے" کی نسبت جس طرح، اللہ کی ذات پاک کی طرف کی۔ اسی طرح، رسول مقبول کی ذاتِ مقدس کی طرف نسبت کی۔

پس اس مسئلہ میں ہمارا وہی اعتقاد ہے، جو صحابائے کرام کا تھا!۔

زیارتِ قبر سائل نے عرض کی، معترضین کہتے ہیں کہ زیارت کے وقت رو بقبلہ ہو کر زیارت کرنے والے کھڑے نہیں ہوتے۔ بلکہ رُو بہ مزار، اور پشت بہ جانب قبلہ، اس ہیئت سے کھڑے ہوتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟۔

ارشاد ہوا" نماز کا قبلہ بیت اللہ (کعبہ مکرمہ) ہے، اور دعا کا قبلہ وقت دُعا آسمان ہے۔ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہونے کا حکم ہے، اور دعا کے وقت آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھانے کا کسی سمت خاص کی قید نہیں۔ لہذا جائز ہے۔ البتہ زیارت قبر کے آداب سے یہ ہے کہ زیارت کرنے والا صاحب مزار کے داہنی طرف کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے۔

پہلوانوں کی کشتی کا حکم فرمایا" بعض علما کشتی کو حرام بتاتے ہیں۔ اور زانو کے اوپر کپڑا چڑھانے والے، اور کاچھا مارنے کو، تارک فرض اور فاسق خیال کرتے ہیں۔ اُن کے خیال سے تو شاید ہی کوئی ہوگا۔ جو فسق سے بچا ہو۔ اگر ران کا کھولنا موجب حرمت و فسق ہے، تو کاشتکاروں کا ہل جوتنا۔ مچھلی کا تالاب میں گھس کر نکار کرنا، اس ملک کے رواج کے مطابق یہ کام، اور ان کے مثل جو کام ہیں وہ سب کے سب لوگوں کے لئے حرام ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ ان حالتوں میں لوگوں کی پوری رانیں کھل جاتی ہیں۔ شاید معترضین یہ نہیں جانتے کہ ستر کی فرضیت میں کتنے مذاہب ہیں؟"

فرمایا" ستر میں اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک مرد کے لئے ناف سے گھٹنے تک ستر ہے۔ اور امام شافعی فخذ (ران) تک ستر میں شمار کرتے ہیں گھٹنے کو شمار نہیں کرتے۔ اور امام مالک محض الیتین (چوتڑ) اور سبیلتین کو ستر کہتے ہیں۔ ران اور گھٹنے ان کے نزدیک ستر میں داخل نہیں ہیں۔

پس ران اور گھٹنے کا ستر ہونا مختلف فیہ ہوا۔ اور مذہب امام مالکؒ یعنی چوتڑ وغیرہ کا ستر ہونا متفق علیہ ہوا۔

Marfat.com

(لہذا) متفق علیہ پر، عوام کی رفتار کافی ہے، مختلف فیہ پر خواص عمل کریں گے۔ جیسے کہ علما اور صلحا۔ ورنہ ران کھولنے سے اگر آدمی فاسق ہو جاتے۔ تو شافعی اور حنبلی مذہب کے لوگ اور خود امامین بھی فاسق ہو جائیں گے (معاذ اللہ) ایسے مختلف فیہ مسائل میں کسی کو جھٹ فاسق کہہ دینا ٹھیک نہیں ہے۔

کشتی کا جواز حدیث سے

حدیث میں آیا ہے کہ ایک زبردست پہلوان تھا، اس نے حضرت رسول مقبول صلعم سے شرط کی کہ اگر آپ نے اُسے کشتی میں زیر کر لیا۔ تو وہ ایمان لے آئے گا۔ آنحضرت صلعم نے اُس سے کشتی کی۔ اور آپ نے کئی دفعہ اُسے پچھاڑا اور زیر کیا۔

متفق علیہ اور مختلف فیہ مسئلے

فرمایا: "شریعت میں دو قسم کے مسائل ہیں (۱) متفق علیہ (۲) مختلف فیہ۔ مسائل متفق علیہ وہ ہیں کہ جن کے سب دلائل یک طرفہ ہوتے ہیں۔ یعنی جملہ، دلائل سے ایک ہی حکم ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً فرضیت صوم و صلوٰۃ کیلئے جسقدر احکام ہیں اُنسے فرضیت ہی ثابت ہوتی ہے عدم فرضیت نہیں۔ اسی طرح حرمتِ زنا و خنزیر کیلئے جتنے حکم ہیں۔ سب سے حرمت ہی ثابت ہوتی ہے، کسی ایک حکم سے بھی حلت ثابت نہیں ہوتی۔ اس قسم کے مسائل کو متفق علیہ کہتے ہیں۔

مختلف فیہ مسائل وہ ہیں کہ جن کے دلائل دو طرفہ ہوتے ہیں۔ یعنی اُن دلائل سے جواز و عدم جواز دونوں پہلو نکلتے ہیں، مثلاً قراتِ خلف الامام (یعنی امام کے پیچھے الحمد پڑھنی) سماع، سجدۂ تعظیمی، وغیرہ، بعض دلائل ہیں کہ جن سے اِن مسائل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اور بعض سے عدم جواز۔ اِس طرح کے مسائل کو مختلف فیہ کہتے ہیں۔ مختلف فیہ مسائل میں جس پہلو کو اختیار کیا جائے۔ وہ شرع ہے۔ مختلف فیہ مسائل کے دونو جانب کے قائل اور معتقد خلاف شرع نہیں کہے جا سکتے۔ اس لئے کہ دلائل شرعیہ دونوں فریق رکھتے ہیں۔ ایسے مختلف فیہ مسائل کے کسی فریق کو از روئے شریعت ہرگز کافر، ملحد، زندیق، اور گمراہ، نہیں کہا جا سکتا۔

ایک شخص پابند شرع اور خلاف شرع متفق علیہ مسائل کی پابندی اور خلاف کرنے کے اعتبار سے ہی ہو سکتا ہے ورنہ حنفی کے نزدیک شافعی، اور شافعی کے نزدیک حنفی خلاف شرع ہو جائیں گے۔ پس جو لوگ کہ مختلف فیہ مسائل کے کسی فریق کو خلاف شرع یا کافر وغیرہ کہہ بیٹھتے ہیں، یہ اُن کی لاعلمی، یا حسد، یا تعصب محض پر مبنی ہے، اور یہ شانِ دین داری کے سراسر خلاف ہے،

مختلف فیہ مسائل میں اطمینان اور یقین کتب بینی سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف رحمت الہی، اور مشائخ کبار کے فیضانِ صحبت سے ہی ہو سکتا ہے۔ اسے خوب یاد رکھنا چاہیئے۔

متابعت امام مقتدی کے لئے

جب حضرت قبلہؒ کا جسم شریف کبر سنی کی وجہ سے بھاری ہو گیا۔ اور رکوع، سجدہ وغیرہ کے ارکان تکلف اور دیر سے ادا ہونے لگے۔ تو نماز جماعت میں یہ ہوتا کہ بعض مقتدی، آپ سے پہلے رکوع میں جا

Marfat.com

یا آپ سے آگے سجدہ میں چلے جاتے۔ ارشاد ہوا "امام سے پہلے سجدہ میں نہ جانا چاہیئے۔ اور نہ جلدی کرنی چاہیئے۔ امام کے ساتھ ساتھ یا امام کے بعد جانا چاہیئے"۔ حدیث شریف میں مذکور ہے، کہ جب حضرت رسول مقبول صلعم کا جسم اطہر بھاری ہوگیا تو آپ نے فرمایا، کہ ہمارے جسم کے بھاری ہونے کی وجہ سے ارکان ادا کرنے میں جلدی نہیں ہوسکتی، سجدہ وغیرہ میں امام سے آگے نہ جانا چاہیئے"۔

قیام میلاد شریف محفل میلاد شریف کے قیام کے جائز یا ناجائز ہونے کو فریقین میں سے ہر ایک اپنے اپنے قیاس، اور دیگر دلائل سے ثابت کرتا ہے، کیونکہ اس باب میں کوئی نص قرآنی نہیں ہے۔ اب اُن اہل اسلام کے لئے کیا چارہ کار ہے، جو کم پڑھے یا بالکل ناخواندہ ہیں۔ اور مسئلہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ اس بارہ میں ہمارے حضرت قبلہؒ کا ایک عام فہم ارشاد ہے، جس ارشاد سے شرفیاب ہونے کے بعد ہر فرد بشر، اور ہر مرد مسلم سمجھ سکتا ہے، کہ اس کے حق میں کیا بہتر ہے؟۔ ارشاد فرمایا "قیام میلاد شریف کے متعلق دو گروہ ہیں، ایک گروہ قیام کو جائز اور مستحسن سمجھتا ہے۔ اور دوسرا گروہ ناجائز کہتا ہے۔ خدا کے نزدیک دونوں میں سے ایک حق پر ہوگا قیامت میں دونوں گروہ پیش ہوں گے، اگر ناجائز کہنے والا گروہ جھوٹا نکلا۔ تو بے ادبی میں سزایاب ہوگا۔ اور اگر جائز کہنے والا گروہ غلط نکلا۔ تو ادب کرنے کے جرم میں سزایاب ہوگا۔ لہذا ادب کر کے سزا پانا بے ادبی کر کے سزا پانے سے بہتر ہے!"

فرمایا "گنج مراد آباد کے شاہ فضل الرحمن صاحبؒ کے پاس ایک شخص جا رہے تھے۔ ہم نے اُن سے کہا کہ قیام میلاد شریف کے متعلق اُن سے دریافت کرنا۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر دریافت کیا: اُنھوں نے جواب دیا، سائل سے کہہ دینا کہ (مسئلہ) قیام محفل میلاد شریف محل ادب ہے، محل بحث نہیں!" فرمایا "فلاں جماعت کے علماء علی العموم بے ادب اور گستاخ ہیں عظمتِ انبیاء و اولیاء اُن کے قلوب میں نہیں، ان کے بحث و مجادلہ کا خاتمہ ہمیشہ تعظیم انبیاء و اولیاء میں ہوتا ہے۔ کہ خدا کے نزدیک جن کی عظمت ہے۔ (اور جن کا ادب موجب رضائے حق ہے)۔

لقطہ کا حکم ارشاد ہوا کہ "لقطہ (یعنی کسی کی گری پڑی چیز زمین سے اٹھائی جائے۔ اور اعلان پر، مالک اُسکا نہ ملے) غیر کی ملکیت کا احتمال باقی رہنے کی وجہ سے صاحب تقویٰ کو نہ کھانی چاہیئے، مگر جو لوگ، کہ صاحب کمال اور مقتدائے وقت ہیں۔ انھیں فتوے پر عمل کرنا چاہیئے، یعنی کھا لینا چاہیئے، ورنہ عوام سمجھیں گے کہ ناجائز ہے۔

امامت اگر دو شخص، علم، حسن، قرأت۔ صلاحیت۔ ورع۔ عمر وغیرہ میں برابر ہوں۔ تو امامت کون کرے گا؟ ارشاد فرمایا "اِس مسئلہ میں فقہاء کا، اتفاق ہے کہ دونوں میں سے جس کی زوجہ زیادہ خوبصورت ہو، وہ امامت کا زیادہ حق دار ہے۔ اس میں راز یہ ہے، کہ اس شخص کو تسکین و طمانیت نفس حاصل ہونیکی وجہ سے عفت زیادہ ہوگی۔

Marfat.com

علمی حکایتیں
جو وقتاً فوقتاً حضرت قبلہؒ سے سنی گئیں

شاہ عبدالعزیز صاحب کے تحفہ کا جواب تلوار

فرمایا " شاہ عبدالعزیز صاحب نے شیعہ مذہب کے خلاف ایک کتاب لکھی جسکا نام تحفۂ اثنا عشریہ ہے۔ جانتے ہو۔ کہ یہ کتاب کیونکر لکھی گئی ؟ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلی کے معزز لوگوں میں تھے۔ ہندو مسلمان، شیعہ۔ سنی، غرض ہر فرقہ اور ہر مذہب کے لوگوں سے ان کی دوستی تھی۔ آصف الدولہ جو بعد میں لکھنؤ کے نواب ہوئے، بہت دنوں دہلی میں رہے، ان سے، اور شاہ عبدالعزیز صاحب سے بہت رفاقت رہی۔ جب آصف الدولہ لکھنؤ کے بادشاہ ہو گئے۔ تو اس کی اطلاع میں اپنے دوستوں کو خط لکھا، شاہ عبدالعزیز صاحب سے چونکہ بہت دوستی رہی تھی اس لئے ان کو بھی خط لکھا، کہ آپ کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی، کہ اب میں اودھ کا بادشاہ ہوں۔ آصف الدولہ کے تمام دوستوں نے مبارک باد کے خطوط بھیجے۔ مگر شاہ عبدالعزیز صاحب کا کوئی خط آصف الدولہ کو نہ ملا تو انھیں تعجب ہوا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب تو بہت خلیق آدمی ہیں، انھوں نے مبارک باد کا خط کیوں نہ بھیجا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد شاہ عبدالعزیز صاحب نے خط لکھا۔ کہ آپ چونکہ اب بادشاہ ہوئے لہذا اس کی تہنیت و مبارک باد میں تحفۂ اثنا عشریہ میں بطور نذر آپ کو بھیجتا ہوں۔ آصف الدولہ نے شیعی علماء۔ ومجتہدین کو جمع کیا، اور کہا میرے دوست شاہ عبدالعزیز نے مجھے یہ تحفہ بھیجا ہے، اسکا جواب دینا چاہیئے۔ مولوی دلدار علی وغیرہ نے تحفۂ اثنا عشریہ کی ایک نقل ایران بھی بھیجی۔ کہ اس کا جواب دیا جائے۔ اور خود بھی جواب لکھ کر آصف الدولہ کے پاس لائے۔ آصف الدولہ نے پوچھا۔ کہ اس کا نام کیا رکھا ہے ؟۔ انھوں نے جواب دیا۔ صمصام حیدری ! آصف الدولہ نے کہا، نالائقو! جب تمھیں نام رکھنا بھی نہیں آیا۔ تو جواب کیا خاک دوگے۔ صمصام کے معنے ہیں تلوار، بھلا تحفہ کے جواب میں کوئی تلوار سادیتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو ہمیں تحفہ بھیجا ہے۔ اور تم تلوار مارتے ہو۔ تمہاری کتاب اس لائق نہیں کہ بھیجی جائے "۔

نورجہاں اور مناظرہ

فرمایا " نورجہاں، (جہانگیر بادشاہ کی بیگم) شیعہ تھی۔ نورجہاں نے بادشاہ سے کہا ہم اور تم دو مذہب کے ہیں، بہتر ہے کہ ہمارے اور تمہارے مذہب کے عالموں میں مناظرہ کرادیا جائے دونوں میں جو غالب آئے، اُسکا مذہب حق مانا جائے۔ اور پھر ہمارا اور تمہارا دونوں کا ایک مذہب ہو جائے

Marfat.com

اس بنا پر، نورجہاں کی تحریک سے مُلا شوستری ایران سے بلوائے گئے۔ سنیوں نے سوچا، کہ ہمارے علماء میں سے کسے مقابلہ پر پیش کیا جائے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کا اخیر زمانہ تھا۔ لوگوں نے کہا کہ کبرسنی کی وجہ سے آپ کو سوال وجواب میں زحمت ہوگی، ملادوپیازہ نے کہا کہ ہم مناظرہ کریں گے؟۔ نورجہان کہہ چکی تھی کہ مجلسِ مناظرہ میں ملادوپیازہ نہ آئے۔ مگر ملا صاحب عمامہ وغیرہ باندھ کر سنیوں کی طرف سے بحیثیت مناظر پیش ہوئے ملا شوستری نے کہا "چیزے درشان امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام بخواں"۔ ملادوپیازہ نے مذہب احناف کے مطابق حضرت علی کی بہت سی منقبت بیان کی۔ پھر ملا شوستری نے کہا باش (ٹھہرو)۔ تاکہ اب ہم کوئی دوسرا سوال کریں ملادوپیازہ نے کہا "شما باش!" (تم ٹھہرو) تم نے ایک سوال کیا۔ ہم نے جواب دیدیا، اب ہم ایک سوال کرتے ہیں تم جواب دو۔ جہانگیر اس پیچ کو سمجھے نہیں۔ نورجہاں سے کہا کہ تمہارے مذہب کے عالم نے سوال کیا، اِس طرف سے اُس کا جواب دیا گیا۔ اب ہمارے مذہب کا عالم سوال کرے، تمہارا عالم جواب دے۔

اِس اجازت سلطانی کے بعد ملادوپیازہ نے کہا "چیزے درشان حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ بخواں"! چونکہ شیعہ ولایت اور حضراتِ اولیاء اللہ کے قائل اور معتقد نہیں ہیں، اس لئے "ملا شوستری" نے اِس کے جواب میں حضرت کا نام لے کر، گالی دے کر کہا وہ کون ہے میں نہیں جانتا۔ ملادوپیازہ نے فوراً بادشاہ کو مخاطب کیا۔ اور عرض کیا ظلِ سُبحانی! اِس نے حضرت کے پیرومرشد کو گالی دی، اِس کو سمجھا دیا جائے، کہ تہذیب وآدمیت سے کلام کرے۔ اِس پر جہانگیر آگ بگولا ہوگیا۔ اور بے ساختہ حکم دے دیا۔ کہ اِس شخص کو ابھی قتل کردیا جائے (کہ اس نے بلاوجہ میرے حضرت کی شان میں ایسی سخت گستاخی کی ہے، جہانگیر آپ ہی کی دُعا سے پیدا ہوا تھا، اور جہانگیر کے باپ اکبر نے جہانگیر کا نام شہزادہ سلیم حضرت ہی کے نام سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے رکھا تھا، اور بچپن میں جہانگیر کی پرورش بھی آپ ہی کی خانقاہ میں ہوئی تھی) حکم ملنا تھا، کہ ملا شوستری، ہاتھی کے پاؤں سے بندھوا کر مار ڈالے گئے۔

بادشاہ نے کہا کہ اگر نورجہاں سفارش کرے تو اسکا ہاتھ قلم کردیا جائے۔ مگر نورجہاں نے سفارش کی۔ کہا کہ حکم بادشاہی پلٹ نہیں سکتا۔ خیر۔ ہاتھ قلم نہ کیا جائے۔ مگر ہاتھ پر چاقو پھیر دیا جائے۔ کہ چاقو کا نشان ہاتھ پر رہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عورتیں ہاتھوں میں جو کنگن پہنتی ہیں، وہ ایجاد نورجہاں سے ہے، جسے ہاتھ کا یہ نشان چھپانے کی غرض سے ایجاد کیا گیا تھا۔

ذکر شیعہ قرآن میں | ایک شخص شیعہ تھے، ایک مرتبہ انہوں نے ہم سے کہا، کہ شیعوں کا ذکر تو قرآن پاک میں ہے بھلا کہیں اہل سنت والجماعت کا بھی ذکر ہے، ہم نے کہا شیعوں کا ذکر قرآن میں ہے۔ ان الذین فرقوا دینھم وکانو شیعًا لست منھم فی شئ۔ مگر تفرقہ ڈالنے والوں کی حیثیت سے وہ چپ ہوگئے۔

Marfat.com

شیعہ کہتے ہیں کہ شیعہ معنے پاک کے ہیں۔ مگر لغات میں شیعہ کے معنے گروہ کے ہیں، شیعہ کہتے ہیں۔ کہ ہر قوم کے دو معنے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جسے قوم خود رکھے، دوسرے وہ معنے جو دشمن رکھدے۔ دشمنوں نے شیعوں کو رافضی نام دیا ہے۔ اور انہوں نے اپنا نام شیعہ رکھا ہے۔ ہم نے کہا یہ رافضی منسوب ہے، طرف رافضہ کے۔ رافضہ اُس گروہ کو کہتے ہیں، جو اپنے سردار کو چھوڑ دے، جب تم نے اپنے سردار حضرت زید بن حضرت امام زین العابدینؓ کو چھوڑ دیا اس وجہ سے کہ انہوں نے مدح شیخین کی تھی، انہوں نے تمہارا یہ نام رکھ دیا (اور حضرت زید مدح شیخین کی وجہ سے، اگر سنی تھے تو حضرت سیدنا امام جعفر صادقؓ بھی سنی ہوں گے جن کی زبان سے لفظ "ابو بکر صدیق" نکلنے پر جب لوگوں نے کہا، کہ کیا آپ بھی انھیں صدیق کہتے ہیں، آپ نے جوش کے ساتھ فرمایا صدیق، صدیق، ہاں صدیق، جو اُن کو صدیق نہ جانے۔ خدا اُس کی دعا قبول نہ کرے)۔

امیر معاویہ کی خطائے منکر حضرت جامی علیہ الرحمۃ بہت ہوشیار آدمی تھے۔ انہوں نے کہا کہ ع

جنگ با او خطائے منکر بود

یعنی معاویہ کی لڑائی حضرت علی مشکلکشاہ سے خطائے منکر تھی۔ مولوی کہتے ہیں کہ خطائے منکر کیوں کہا۔ ارشاد ہوا کسی خلیفہ نے اپنے لڑکے کو جانشین اپنا نہیں بنایا۔ حضرت مولیٰ مشکلکشا کی خلافت، خلافت حقہ تھی۔ پھر معاویہ نے کیوں مخالفت کی۔ اپنے غلام سے کہا، کہ اس خط کو جس سے خلافتِ حضرتِ مولیٰ کا صاف اثبات ہوتا تھا، پھاڑ ڈالو۔ اور پھر یہ کہ اپنے لڑکے کو اپنا جانشین کیا۔ یہ خلافت نبوت تھی یا خلافتِ بادشاہی۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنی بیٹے کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا۔ نہ حضرت عمر فاروق نے ایسا کیا۔ پس امیر معاویہ نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ یزید خبیث کو لوگ کہتے ہیں، کہ جانشینی سے پہلے اچھا تھا، بعد تخت نشینی کے اُس میں خباثت پیدا ہوئی۔

فرمایا "شرح وقایہ کے حاشیہ پر یا اور کسی کتاب کا نام لیا۔ یاد نہ رہا کہ مولانا لکھنوی نے مولانا جامیؒ کا یہ شعر لکھا ہے۔

منبر نبوی اور سورج گہن فرمایا "جب خلافت" شام میں چلی گئی۔ تو لوگوں نے کہا کہ جہاں خلیفہ ہے، وہیں منبر نبوی بھی ہونا چاہیئے، مگر جب منبر شریف کے لے جانے کا ارادہ کیا، تو سورج میں گرہن لگا۔ اور تمام شہر تاریک ہو گیا۔ (لوگ خوف زدہ ہو کر آخر باز رہے) کہ بے ادبی اچھی نہیں۔

نعمت بلا کے سر پر اور بلا، نعمت کے پردہ میں فرمایا "کبھی نعمت بصورت نعمت ہو کر آتی ہے، اور کبھی نعمت کے پردہ میں بلا (مصیبت) ہوتی ہے اور کبھی بلا بلا ہو کر آتی ہے۔ اور کبھی بلا نعمت ہو کر آتی ہے۔ یہ عالم، عالم التباس ہے۔ اس کی فہم آدمی پر دشوار ہے۔"

فرمایا "ایک نبی کے زمانے میں ایک قوم پر ابر نمودار ہوا۔ لوگوں نے سمجھا کہ پانی برسے گا قحط کا زمانہ تھا۔ مگر سانپ اور بچھو برسے

Marfat.com

یہ شر بہ صورتِ خیر تھا۔

قوم یونس علیہ السلام پر عذاب آیا۔ مگر وہ عذاب نہ تھا تہدید تھی، راہ ہدایت پر لانے کے لئے عذاب نمودار ہوا تھا۔ جب دھواں گھروں کی اولتی تک آگیا، تو سب چھوٹے بڑے سجدے میں گر پڑے۔ قوم ایک لاکھ آدمیوں کی تھی۔ سب آدمی ایمان لے آئے (اور عذاب ٹل گیا)"۔

جہل علم سے بہتر! فرمایا "کبھی جہل، علم اور تجربہ سے بہتر ثابت ہوتا ہے۔ اس کی مثال علمائے یہود ہیں۔ جان لینے کے باوجود رسول اللہ صلعم پر ایمان نہ لائے (اور اُن کا علم ان کے حق میں کچھ مفید نہ ہوا) اور جاہل آپ پر ایمان لانے میں اُن پر سبقت کر گئے۔ (اور ان کا جہل اِن کے حق میں مضر نہ ہوا)۔

نظر ہوشیار! ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، مقبولیت دے دیتا ہے، حضرت شیخ سعدی کا یہ شعر ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

جب فیضی نے سُنا، کہا کہ ہم بھی اِس پایہ کا شعر کہیں گے۔ چنانچہ فیضی نے کہا۔ ؎

ہر گیاہے کہ بر زمیں روید وحدہٗ لاشریک لہ گوید

فیضی نے خواب میں سنا بس قدر عالمِ بالا معلوم شد" سعدی کا یہ شعر (اس قدر مقبول ہوا کہ) زبان زد ہر خاص و عام ہوگیا۔ (اور فیضی کا شعر اِس قدر مقبولیت کو نہ پہنچا)

فیضی بہت بڑا عالم تھا، ایک تفسیر بے نقط (یعنی بے نقطہ والے حروف عربی میں پورے قرآن کی تفسیر) لکھی ہے۔ (مگر مقبول نہیں) ابو الفضل سے کہا کرتا کہ میرے بھائی کو لکھنا نہیں آتا۔ بنارس میں گیا، اور دو برس میں سنسکرت پڑھ کر ویدوں کا ترجمہ کر دیا۔ اکبری نورتن میں سے تھا، اور اکبر کے وزرا میں مشہور عقلمند وزیر تھا۔ کہ جس کی صرف دھمکی سے ایران مرعوب ہوگیا تھا، (یہ سب باتیں تھیں) مگر مقبولیت سعدی کے مرتبہ کو نہ پہنچا ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مثنوی شریف اور بحر العلوم ارشاد ہوا" مولانا بحر العلوم نے مثنوی حضرت مولانا روم کے اشعار مندرجہ ذیل کی جو شرح لکھی، ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ ؎

آدمی چوں نور گیرد از خدا ہست مسجودِ ملائک زاجتبا
نیز مسجودِ کسے کو، چوں ملک رستہ باشد جانش از طغیان و شک

مولانا بحر العلوم نے اِن دونوں شعروں کے کچھ اور معنے لکھے ہیں۔ "نور گرفتن" کنایہ "از صاحبِ نسبت شدن" یعنی "قلب نورانی شدن"! (سے ہے)

آدمی جب اپنی برگزیدگی کی وجہ سے "فرشتہ خصلت" ہو جاتا ہے، تو نور گرفتۂ خدا ہوتا ہے۔ جس کی طرف

Marfat.com

حضرت مولانا روم نے اشارہ کیا ہے، ع

اصلِ دین اے بندہ روزن کردن است۔ (یعنی صاحبِ "نسبت" شود)

مولانا روم اور ابن عربی | بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مولانا بحر العلوم کو فتوحات مکیہ ابن عربی سے بہت ذوق تھا اور اسی کے مطالب انھیں خوب یاد تھے۔ پس گویا انھوں نے "فتوحات" سے "مثنوی" کی شرح کی ہے۔ حالانکہ ع

ہر نبی دہر ولی را مسلکے است

مولانا روم کا ذوق جدا ہے۔ اور مصنف فتوحاتِ مکیہ کا ذوق دوسرا۔

صاحب فصوص الحکم کی بعض باتیں مولانا روم کے ذوق اور آپ کی روش کے موافق نہیں ہیں۔

ذوق علمی | فرمایا "علمی خیالات کیا اب دنیا سے اُٹھ جائیں گے؟ لوگ شرح وقایہ اور ہدایہ پڑھ پڑھ کر اسی میں رہ جاتے ہیں۔ اور علم میں وسعت (اور نظر میں گہرائی، اور فکر و رائے میں صفائی پیدا) ہونے نہیں پاتی۔ چاہیئے کہ تمام مذاہب کی کتابیں دیکھیں۔ ایسے لوگ اب نادر الوجود ہیں۔" فرمایا ہم مسائل معلوم کرنے کے لئے یہ چار کتابیں دیکھا کرتے تھے، یہ اچھی ہیں، (۱) ہدایہ (۲) زیلعی کا حاشیہ جو کنز پر ہے، (۳) کبیری (۴) فتح القدیر ذوقِ علم اب رہا نہیں۔

اقسام فہم | "اقسام فہم اور ذوق علمی کئی طرح کا ہے، ایک ترجمہ و عبارت کا سمجھنا، ایک اُسکے اشاروں کو سمجھنا ایک اس کی لطافت کو حاصل کرنا۔ لطافت حاصل کرنا یہ کام صوفیائے کرام کا ہے۔"

اقسام جواب | ارشاد فرمایا "جواب تین قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) ایک جواب طلبا (۲) جواب علما (۳) جواب حکما ر جواب خواہ صحیح ہو یا غلط، مگر دیا ضرور جائے۔ یہ جواب طلبا ہے۔ جواب علما یہ ہے کہ وہ سائل کے سوال پر غور کریں گے، اگر ان سے جواب نہ بن پڑا تو اپنی دانست میں وہ اس سوال کو ایسے سوال پر محمول کریں گے جس کا جواب نہیں ہے، گو حقیقت میں جواب ہے، لیکن انھیں معلوم نہیں ہے (اس لئے جواب کی بجائے خاموشی اختیار کریں گے اور یہ علما کا جواب ہے)

جواب حکما یہ ہے کہ وہ سائل کی استعداد پر غور کریں گے، کہ سائل آیا فہم جواب کی لیاقت بھی رکھتا ہے یا نہیں اور اس کا اہل بھی ہے یا نہیں (کہ اُسے جواب دیا جائے) اگر دیکھیں گے کہ وہ فہم رکھتا ہے تو غور کریں گے، کہ جواب کے ظاہر کرنے میں کسی فساد کا تو اندیشہ نہیں۔ اگر اندیشہ دیکھیں گے تو سکوت اختیار کریں گے۔ (یہ جواب حکما ہے)

ایک شعر کے دس معنی | آج کل علما کی کیا حالت ہے؟ عربی کا ایک شعر ہوگا۔ تو اس کے دس معنی بیان کر دیں گے بیچارے شاعر کا تو مطلب ایک تھا، مگر اب اُسکے شارحین اُس میں دس معنے پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ علم ہے یا کیا؟ مولوی صاحب اگر ایک خط لکھتے ہیں تو ایک مطلب و مدعا ہوتا ہے، یا دس معانی (مقصود) ہوتے ہیں۔

Marfat.com

(بات یہ ہے کہ) حقیقت کو نہیں پایا۔ اور احتمالات (اور دس دس معنے پیدا کرنے کی دھن میں) پڑ گئے۔

فرمایا:۔ ایک بار میں فلاں کتاب دیکھ رہا تھا، اس میں ایک خاص مسئلہ کی چند دلیلیں باختلاف روایت قوی اور ضعیف اور صحیح آئی تھیں تو مصنف نے کیا کیا کہ امام صاحب کے قول کی دلیل میں ضعیف روایت نقل کر دی تھی۔ اور دلیل کو نقل کر دینے کے بعد منہ لکھ دیا تھا، کہ یہ روایت ضعیف اور غیر معتبر ہے، اس طرح امام صاحب کے ساتھ درپردہ مخالفت اور ناحق کوشی کا ثبوت دیا تھا) یہ بات نامناسب ہے۔

مولانا قفال ایک بادشاہ نے اپنا قصد ظاہر کیا۔ کہ مذاہب اربعہ میں سے جس کا مذہب حق ہو، یا جس مذہب کی حقانیت زیادہ ثابت ہو، ہم اُس مذہب کی تقلید (اختیار) کریں گے۔ مولانا قفال سے کہا کہ مذاہب (اربعہ) کی دلائل حقانیت پیش کرو۔ قفال نے کہا کہ سب مذاہب میں اصل نماز ہے، آپ ہر مذہب کی نماز دیکھ لیں۔ اس سے آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا، کہ کون مذہب حق ہے۔

مولانا قفال چونکہ خود شافعی تھے۔ انھوں نے امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی نماز اس طرح پڑھ کر دکھائی کہ ایک کتے کو ذبح کر کے اُس کا مصلّٰے بنایا، کہ امام اعظمؒ کا قول ہے کہ بسم اللہ کہہ کر خنزیر کے علاوہ اگر کوئی اور غیر ماکول جانور ذبح کر لیا جائے۔ تو دباغت کر لینے سے اس کی کھال پاک ہو جاتی ہے، جیسے کہ شیر یا کتے وغیرہ کی کھال اور نبیذ (تمر) سے وضو کیا۔ اب مکھیاں لپٹ گئیں، اور بھنبھنانے لگیں۔ پھر مصلّے پر کھڑے ہو کر نیت کی۔ اور تکبیر تحریمہ کہی۔ کہ اللہ بزرگ ہے۔ پھر قرأت کی تو کہا "دو برگ سبز است" کہ مدھامتان کا فارسی ترجمہ ہے آخری نشست میں التحیات پڑھی۔ اور قصداً حدث کیا۔ نماز سے باہر آئے۔ کہ خراج بصنعہ امام صاحبؒ کے نزدیک جائز ہے، اور کہا کہ حنفی مذہب کی نماز ایسی ہے۔

بادشاہ نے کہا لاحول ولا۔ ایسا مذہب اور ایسی نماز؟

فرمایا:۔ یہ امر دیانت داری کے خلاف ہے، کہ ضعیف اور غیر مفتی بہ، باتیں اکٹھی کر کے کسی مذہب کا حسن بگاڑ کر دکھایا جائے۔ اور ایسی ترکیب سے نماز پڑھی جائے (جیسی کہ قفال نے پڑھی) فارسی میں جواز قرأت کا قول امام صاحب سے ضعیف مروی ہے، اور قوی یہ ہے، کہ فارسی میں قرأت نہ کرے،

مقتدایان زمانہ کو اپنا کہہ دینا فرمایا:۔ ملا شوستری نے ایک کتاب لکھی، جس میں حضرت غوث پاک اور مولانا روم اور جامی وغیرہ کو مقتدائے اہل سنت والجماعت ہیں۔ ان سب کو شیعہ لکھ دیا۔

کسی نے اُس سے کہا کہ تمہارے لکھنے سے کیا ہوتا ہے، اُس نے جواب دیا، ہم سے سَو دو سو برس کے بعد یہی کتاب، مستند و معتبر ہو جائے گی۔

حضرت امام اعظمؒ کا مناظرہ امام کے پیچھے قرأت کا عدم جواز جب امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف سے مشہور ہوا تو اس کے

Marfat.com

نہایت شورش ہوئی۔ اور مابین علما، چہ می گوئیاں ہونے لگیں۔ امام اوزاعی جو اس زمانہ کے ایک بڑے عالم اور مشہور امام تھے، چند دیگر علماء کے ساتھ امام اعظم کی خدمت میں مناظرہ کرنے کے لئے نہایت شد و مد کے ساتھ آئے۔

امام صاحبؒ نے فرمایا" میں ایک شخص، ایک ہی زبان سے ہر شخص کے ساتھ کس طرح مناظرہ کر سکتا ہوں۔ مناسب ہے کہ آپ میں سے ایک شخص مناظرہ کے لئے منتخب ہو جائے۔ اس کی جیت، سب کی جیت، اور اس کی ہار سب کی ہار ہو۔"

سب نے اس بات کو پسند کیا، اور سب نے امام اوزاعی کو، ان کے علم و فضل کے اعتراف کے ساتھ، مناظرہ کے لئے منتخب کیا۔

امام صاحبؒ نے فرمایا" میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں، کہ قوم نے جس کو فضل مان کر اپنا امام بنالیا، اور نیت و نماز میں سب لوگ متحد ہو کر اس کے پیچھے ہاتھ باندھ کے کھڑے ہو گئے، بس امام کی درخواست و قرأت ہی مقتدیوں کی عین قرأت اور عین درخواست ہوگی۔ (گویا امام سب کی طرف سے عرض گذار ہے)۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا" واذا قرء القرآن، فاستمعواله وا نصتوا لعلکم ترحمون ٥ یعنی جب پڑھا جائے قرآن، تو کان لگا کر سنو، تاکہ تم رحم کئے جاؤ، اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآۃ الامام قرآۃ المقتدی امام کی قرأت (عین) مقتدی کی قرأت ہے، اور لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب۔ اس حکم کو میں منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) یا امام القوم کے لئے سمجھتا ہوں (کہ اس کی نماز سورۃ فاتحہ کے بغیر نہ ہوگی)۔ فبہت الاوزاعی۔ بس اوزاعی اس تفصیل کو (امام صاحب سے) سن کر مبہوت ہو گئے!۔

موجودہ اذکار و اشغال کب سے جاری ہوئے؟

آپؒ کی خدمت میں ایک شاہ صاحب آئے۔ اور عرض کی کہ میرے پاس ایک کتاب سیدنا امام حسین علیہ السلام کی لکھی ہوئی موجود ہے، آپؒ نے فرمایا مجھے بھی زیارت کرائیے کتاب کو دیکھ کر اسی وقت آپ نے فرمادیا۔ کہ یہ کتاب ہرگز سیدنا امام حسینؓ کی لکھی ہوئی نہیں، اس لئے کہ اس میں اذکار و اشغال مروجہ کا ذکر ہے۔ فرمایا" کہ زمانۂ رسالت مآب صلعم سے لے کر زمانۂ حضرت غوث پاک تک، اذکار و اشغال کی ضرورت، اور ان کی تعلیم ہمارے زمانہ کے رواج کے موافق نہ تھی، ان بزرگان دین کی صرف زیارت سے منازل طے ہو جاتے تھے۔ جب زمانہ دور پڑا۔ اور غفلت و معصیت زیادہ ہو گئی، تب حضرات مشائخ نے تزکیہ نفس، اور تصفیہ قلب کے لئے ذکر و اذکار، مراقبے و مشاہدے وغیرہ کے طریقے کتابوں میں شائع کئے۔ اس محققانہ اور معقول بیان کو سن کر شاہ صاحب نے تسلیم کیا، اور اپنے خیال سے باز آئے۔

جنوں میں بھی ایک نبی ہوئے ہیں

ارشاد ہوا" ابلیس نے ایک لاکھ ۴۲ ہزار برس عبادت کی ہے، آٹھ

Marfat.com

ہوا ہے آٹھ ہزار برس سے بادشاہی، انسان کے تعلق میں آئی ہے۔ ورنہ پہلے اجنہ تھے۔ قوم اجنہ سے ایک نبی بھی ہوئے ہیں جن کا نام یوسف تھا۔

جنات کے عذاب وثواب کے بارہ میں (اختلاف ہے) تین امام تو فرماتے ہیں۔ کہ "ہوگا" مگر امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر نیک عمل کریں گے، عذاب سے محفوظ رہیں گے، ورنہ مثل بہائم کے مٹی بنا دئے جائیں گے۔ قرآن شریف میں امام ابوحنیفہ کے موافق وارد ہوا ہے۔ اور امام شافعی کہتے ہیں، کہ اجنہ جنت میں جائینگے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنی تفسیر میں یہ مسئلہ بھی لکھا ہے، اور دلیل امام شافعی لائے ہیں۔ دلیل امام صاحب نقل نہیں کی ہے۔

قتل ذمی | اگر مسلمان ذمی کو مار ڈالے تو قصاص ہوگا، یا نہ ہوگا۔ ہمارے امام صاحب کے نزدیک ہوگا۔ اور امام شافعی کے نزدیک نہ ہوگا۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے، ذمی کا خون تمہارا خون ہے، اس لئے قصاص ہوگا امام شافعی صاحب فرماتے ہیں کہ کافر کے بدلہ مسلمان نہیں مارا جائے گا۔

ایک علمی حکایت امام فخر رازی | ارشاد فرمایا۔ امام فخر رازی صاحب اور ایک شخص یہ دونوں ہم سبق تھے۔ امام صاحب تو بعد تحصیل علم درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اور دوسرے صاحب خدا کی معرفت کی طرف متوجہ ہوگئے۔ خدا نے ان کو بزرگی دی۔ امام صاحب کا زمانہ جب قریب انتقال کے آیا تو یہ خیال ہوا کہ ہم نے تصنیف تالیف سب کچھ کیا مگر خدا کی معرفت نہیں حاصل کی۔ چلو ہمارے ہمدرس اور ہم سبق جو صاحب تھے خدا نے ان کو بزرگی دی ہے۔ اُن ہی کے پاس چل کر کچھ عرض ومعروض کریں۔ شاید ان کی توجہ باطنی سے ہمارا مطلب حاصل ہو۔ یہ خیال کر کے امام صاحب گئے۔ انکی خانقاہ میں پہونچکر جہاں مرید موجود تھے وہاں اپنا نام بھی اُن ہی میں کر لیا۔ اتفاق سے ایک روز ایک بہت بڑے فاضل علم کلام کے آئے اور اُن بزرگ سے کچھ مسائل پوچھنے لگے۔ اُن بزرگ نے کہا۔ ہم تو یہ سب باتیں جانتے نہیں۔ اں ہمارے ہمدرس امام صاحب فخر رازی ہیں وہ یہ سب باتیں جانتے ہیں۔ اُن ہی سے جاکر پوچھئے۔ یہ سنکر امام صاحب بولے حضور آپ کے غلاموں میں ایسے لوگ ہیں جو بڑی سے بڑی بات کا جواب دے سکتے ہیں۔ پس ان فاضل صاحب کو ایسے جوابات دیئے کہ دنگ ہوگئے۔ ان بزرگ نے کہا کیا آپ امام فخر رازی ہیں۔ امام صاحب نے کہا جی ہاں۔ فرمایا آپ کیسے آئے۔ آپ تو میرے پرانے رفیقوں میں ہیں۔ امام صاحب نے اپنا مطلب کہا۔ اِن بزرگ نے کہا اچھا ہم دعا کرتے ہیں۔ اللہ پاک آپ کو ایمان کے ساتھ اس عالم سے اُٹھائیگا۔

گر باستدلال کارِ دین بُدے   فخر رازی رازدارِ دیں بُدے

Marfat.com

اون بزرگ کی دعا کی برکت سے امام صاحب ایمان لیکر دنیا سے گئے۔

طحاوی اور ابن حجر کا میلان امام اعظم کی طرف

فرمایا" طحاوی اور ابن حجر عسقلانی کی طبیعت کا میلان امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی طرف تھا، اگرچہ یہ لوگ خود جید محدث، اور مجتہد تھے۔ محدثین نے جب دیکھا، کہ ان کی طبیعت کا میلان، امام صاحب کے مذہب کی طرف ہے، تو یہ کیا، کہ انھیں چوتھے طبقہ کے مجتہدین میں ڈال دیا، تاکہ ان کا مرتبہ گھٹ جائے۔ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ طحاوی اور ابن حجر عسقلانی نے یہ کہاں لکھا ہے کہ مقلد امام اعظم ہیں۔ فرمایا" ان کی تصنیف سے فلاں کتاب ہے (نام مؤلف کی یاد سے اتر گیا) اہیں ایک مسئلہ پر اور دائمہ کے اقوال و دلائل نقل کرنے کے بعد آخر میں امام ابوحنیفہ کا قول نقل کیا ہے، اور لکھ دیا ہے کہ ہمارا بھی یہی مذہب ہے، (جو امام صاحب کا ہے)۔

حضرت خضر زندہ ہیں!

حضرات صوفیا بالاتفاق قائل ہیں۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں، مگر علما ہیں دو قسم کے لوگ ہیں، بعض کہتے ہیں، کہ زندہ ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ مرگئے۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ، نے لکھا ہے کہ" ابو العباس (الیاس) آئے۔ اور ملاقات ہوئی!"

لوگوں نے مولوی فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی سے کہا کہ مولوی صاحبان کہتے ہیں۔ کہ خضر علیہ السلام انتقال کیا (آپ کی تحقیقات اِس بارہ میں کیا ہے؟) انھوں نے کہا کہ" جن لوگوں سے ملاقات (حضرت خضرؑ) ہو چکی ہے، وہ کس طرح (ممات حضرت خضرؑ کا) یقین کریں گے؟"

Marfat.com

سیدنا حضرت فخر العارفینؒ کے اخلاق حمیدہ

خُلق عظیم آپ کا حسنِ اخلاق، خلقِ محمدی (صلعم) تھا۔ آپ ہر چھوٹے اور بڑے ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے کلام فرماتے۔ اور ہر ایک سے اُسکے مرتبہ کے لائق ترحم اور شفقت اور تعظیم کا برتاو فرماتے، آپ کے خلق کا یہ عالم تھا، کہ مریدوں اور خادموں میں سے ہر شخص یہ سمجھتا کہ حضرت قبلہؒ سب سے بڑھ کر مجھ پر شفقت اور مہربانی فرماتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ نگاہِ کرم جس پر ہے، وہ میں ہوں۔

کبھی غصہ نہیں آیا آپ کے مخصوصات میں سے یہ ہے۔ کہ آپ نے کسی پر غصہ اور غیظ و غضب نہیں فرمایا۔ جو لوگ کہ سالہا سال خدمت مبارک رہے جانتے ہیں، کہ خلوت و جلوت میں آپ نے کسی پر غصہ نہیں فرمایا۔ لوگوں سے قصور ہو جاتے، اور خطائیں سرزد ہوتیں لیکن آپ غصہ نہ فرماتے۔ بلکہ مواعظِ حسنہ کے ساتھ نصیحت فرما دیتے وہ بھی اس حلم و بردباری اور شفقت عنایت کے ساتھ کہ سننے والے پر گراں نہ گذرتا، اور تربیت و اصلاح ہو جاتی۔ خود ارشاد فرمایا "ہمیں غصہ نہیں آتا ہے اور یہ غصہ نہ آنا ہمارا اختیاری امر نہیں ہے!" اور یہ شعر فرمایا ؎

خصم بر شاہان و شہ مارا غلام غصہ را من بستہ ام زین و لگام

اور یہ بات عجائباتِ روزگار سے ہے۔

غصہ کیا ہے؟ ایک بار ارشاد فرمایا "جانتے ہو کہ غصہ کے وقت کیا ہوتا ہے؟ (یہ ہوتا ہے کہ) غصہ والے کے دل سے بخارات اٹھتے ہیں، جو دھویں کے مانند ہوتے ہیں، اور جن کے اثر سے عقل مکدر ہو جاتی ہے، اور پھر اس سے غیظ و غضب کے افعال سرزد ہونے لگتے ہیں۔ (اس ارشاد سے، مقصد، تربیت مریدین تھی کہ اپنے غصہ اور غیظ بشری سے خبردار اور ہوشیار رہیں، غصہ آیا اور عقل گئی)۔

خطاکاروں سے درگذر لوگوں کی دانستہ یا نادانستہ خطاؤں کی معافی اور درگذر یہ ہمیشہ آپ کا معمول رہا۔ کسی نقصان پر خواہ وہ بہت ہوتا یا تھوڑا کبھی کسی سے مواخذہ آپ نے نہیں فرمایا چنانچہ ایک بار تقریب عرس پر ایک قیمتی قندیل بے خیالی اور بے پروائی میں ایک شخص کے ہاتھوں سے ضائع ہو گئی۔ وہ خوف زدہ اور شرمسار تھے۔ کہ دیکھا چاہیے اس قصور پر مجھ سے کیا مواخذہ ہو، آپ نے مڑ کر فوراً دیکھا، اور اُن سے بکمال ملاطفت فرمایا۔ کہ "آپ کچھ خیال نہ کریں۔ قندیل ٹوٹ گئی ٹوٹ گئی، چیز ہوتی اس لئے ہے (کہ رہی رہی نہ رہی نہ رہی)۔ اور اس طرح عام مجمع میں عام طریقہ سے اپنے خادموں اور غلاموں کو بندگانِ خدا کے ساتھ حسن سلوک کا سبق سکھایا۔ (اس قسم کے اور بہت سے واقعات ہیں، کہ اگر لکھے جائیں، تو مجلدات طیار ہو جائیں)

Marfat.com

مولوی مبین الحق صاحب فرماتے ہیں، کہ میں اپنے زمانۂ تعلیم میں جبکہ حضرت قبلہؒ غازی پور میں تشریف فرما تھے تین سال آپ کی خدمت میں حاضر رہا۔ اس تمام عرصہ میں کبھی ایک بار بھی آپؒ مجھ پر خفا اور ناراض نہیں ہوئے۔ حالانکہ مجھ سے خطائیں بھی ہوئیں۔ اور بعض امور خلافِ مرضیٔ مبارک بھی سرزد ہوئے۔ نصیحتہً کچھ ارشاد بھی ہوتا۔ تو بکمال ملاطفت و شفقت، زیادہ سے زیادہ اتنا ارشاد فرمایا جاتا "اس میں تمہارا نقصان ہے۔ آئندہ ایسا کام نہ کرنا!"

وہ کہتے ہیں، کہ ایک رات میں کتاب شرح وقایہ کا لیٹ کر مطالعہ کرنے میں مشغول تھا، کہ نیند آگئی۔ اور نیند کی غفلت و بے خبری میں کتاب میرے ہاتھ سے چھوٹ کر چراغ پر جا گری جس سے کتاب کے کچھ ورق تو جل گئے۔ اور کچھ ورق چراغ کا تیل گر پڑنے سے چکنے اور خراب ہو گئے۔ خیر گذری کہ آگ وہیں بجھ بجھا کر رہ گئی۔ اس واقعہ پر حضرت قبلہؒ نے نہایت نرمی کے ساتھ بس اتنا فرمایا! "دیکھو! آئندہ ایسا نہ کرنا۔ ہمارا یہ کہنا ناراضی سے نہیں ہے، کہ ہماری کتاب جل گئی اور نقصان ہو گیا۔ بلکہ اسی وجہ سے ہے کہ آئندہ تمہارا نقصان نہ ہو۔ نیند کی غفلت میں اگر یہ ہوتا کہ آگ پھیل کر تمہارے کپڑوں کو لگ جاتی۔ اور تمہیں جسمانی صدمہ پہنچ جاتا۔ یا گھر کو جلا ڈالتی۔ تو کیا ہوتا؟ صاحب خانہ نے تو ترس خدا، اور مہربانی اور مروتِ شریفانہ سے تمہیں ایک پردیسی طالب علم سمجھ کر ٹھہرنے کی جگہ دی۔ اس کا نتیجہ اس کو یہ ملتا، کہ اس کا مکان جلی جاتا۔ (تو کیسا برا ہوتا) لہٰذا آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اگر نیند آنے لگے۔ چراغ گل کر کے اور کتاب کو ہاتھ سے رکھ کے سو جانا!!"

شیرینیٔ گفتار دہن مبارک ایک چشمۂ آبِ حیات اور مخزن شہد و شکر تھا۔ کبھی کوئی تلخ لفظ کسی کے لئے بھی آپ کی زبان سے نہیں سنا گیا۔ نہ حاضر کے لئے، اور نہ غائب کے لئے۔

اِس کمال حلم و بردباری، اور شفقت علی الخلق کے باوجود آپ کا رعب اور دبدبہ ہر شخص پر تھا، نگاہ کر کے بات کرنا دشوار تھا، یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہم شہنشاہ دین کے سامنے ہیں۔

سلوک مخالفین کے ساتھ! آپؒ میں معاملاتِ دنیوی کے لئے تو غصہ کا شائبہ تک نہ تھا۔ البتہ دینی معاملات میں آپ نہایت غیور اور زکی الحس تھے۔ اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ (محبت اللہ کے لئے اور اللہ کے لئے)۔ آپ کی یہ شان تھی۔ مگر مخالفین کے لئے طبع مبارک میں نرمی اور رحمت تھی، غیظ و غصہ ان سے بھی نہ تھا۔ شخصاً کسی کی بُرائی خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم نہایت ناپسند تھی، اور شخصاً نفرت کسی سے بھی نہ تھی۔

بندہ کو مجلس مبارک میں سالہا سال حاضری نصیب ہوئی لیکن خود بھی دیکھا، اور یہی ہر ایک سے سُنا کہ مجلسِ مبارک میں نہ تو کسی کی غیبت ہو سکتی تھی، اور نہ کسی مخالف و معاند کے لئے بُرے لفظ بولے جا سکتے تھے دشمنِ اسلام یا کسی مخالفِ طریقت یا کسی مخالف، ومنکر و معاند کے لئے آپ کی زبان مبارک پر کوئی دشنام، غیظ و غضب کا لفظ کبھی نہیں سنا گیا۔ آپ کی اِس عادت اور روش کے خلاف حاضرین مجلس میں سے بھی کوئی

Marfat.com

مجال نہ تھی۔ کہ ایسا لفظ آپ کے روبرو زبان سے کسی کے واسطے بھی نکال سکے۔
ایسے لوگ بھی تھے، کہ سالہاسال جنھوں نے آپ کی مخالفتیں کیں، اور طرح طرح سے تکلیفیں پہنچائیں۔ انسے بدلہ اور انتقام لینا کہاں، اُن کے لئے کوئی بُرا لفظ آپ سُن نہ سکتے تھے، بلکہ اِن مخالفین و معاندین کے لئے، جب موقع آتا آپ طرح طرح سے نوازشیں فرماتے۔ چنانچہ **ایک واقعہ** ہے، کہ اسی نواح میں ایک مولوی صاحب تھے جنھوں نے رشک وحسد کی راہ سے برسوں آپ کی مخالفتیں کیں، اور آپ کے بارہ میں ایک فتویٰ شائع کیا جس میں ایچ پیچ کے ساتھ، اور کھینچ تان کر لفظ کفر تک لکھ دیا تھا۔ (معاذ اللہ) مگر اس طرف سے مطلق سکوت اور قطعی خاموشی رہی کسی طرح سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ بلکہ آپ تو علمائے منکرین۔ اور ان کی مخالفتوں کا تذکرہ تک سننا پسند نہ فرماتے تھے۔ اِن مخالف مولوی صاحب کا ایک زمانہ اس حال میں بسر ہو گیا۔ خدا کی رحمت سے اِن کے برادرعم اور بعض دوسرے افرادِ خاندان اِس عرصہ میں ہمارے حضرتؒ پر ارادت لے آئے۔ مگر مولوی صاحب کا رنگ وہی رہا۔ اتفاق ایسا ہوا، کہ ان کا لڑکا مرض طحال میں مبتلا ہوا، اور کسی علاج سے شفا نہ ہوئی۔ علاج سے مایوسی ہو گئی، تو اب مولوی صاحب نے اپنے برادرعم سے خواہش کی کہ اِس لڑکے کو اپنے ساتھ حضرت کی خدمت میں لے جائیں، تا کہ آپ دعا فرمائیں۔ مولوی صاحب میں یہ خواہش اس لئے پیدا ہوئی، کہ وہ بیماروں حتیٰ کہ مایوس العلاج مریضوں کا آپ کی برکت دعا سے صحتیاب ہونا دیکھ چکے تھے، غرض یہ لڑکا اپنے چچا کے ساتھ دربار شریف میں حاضر ہوا، ایک شب قیام رہا۔ آپ نے دعا کی اور شفقت فرمائی۔ ایک رومال عطا فرمایا گیا، کہ اسے مریض کے پیٹ پر باندھا جائے۔ خدا نے لڑکے کو شفا عطا فرمائی۔ ایک **دوسرا واقعہ** اسی قسم کا ہے، کہ ایک مولوی صاحب تھے جن کی عمر مخالفت میں گذری طرح طرح کی گستاخیاں اور بے ادبیاں مثل مذکورالصدر مولوی صاحب کرتے رہے۔ ایک زمانۂ دراز اس حال میں گذر گیا، تو قدرتِ خداوندی نے انھیں مرض فالج میں مبتلا کر دیا۔ یہ بڑھاپے کا زمانہ تھا، اور فالج کا مرض، آرام کیونکر ہوتا، کہ مرض ہی اِس عمر میں قابلِ علاج نہ تھا۔ مولوی صاحب ہر قسم کا علاج کرتے رہے۔ آخر درویش اور فقیروں سے بھی رجوع کی۔ لیکن کسی کوشش و تدبیر نے کامیابی کا منہ نہ دیکھا۔ ایک روز خود بخود خیال آیا، کہ میں نے برسوں مخالفتیں کیں، مگر کبھی نہ مجھ سے انتقام لیا گیا۔ نہ کوئی جواب دیا گیا۔ حالانکہ زمانہ میں خدا نے انھیں قبولیت خاص وعام اس درجہ کی دی ہے، کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ ایک اشارہ بھی کر دیتے تو میرے لئے عرصۂ زیست دشوار ہو جاتا۔ اِس ذاتِ مقدس کی کرامت اور بزرگی کا اِس حسن اخلاق کے سوا اور کیا نشان ہوگا۔ چلو اُن سے بھی التماس دعا کر دیکھیں۔ بالفرض مرض سے نجات نصیب نہ ہوئی۔ تو معذرت تقصیرات ہی سہی۔ بظاہر آخری وقت ہے، بے ادبیوں کا بوجھ تو سر سے اُتر جائیگا۔ مولوی صاحب اِن خیالات کے ساتھ ہمارے حضرتؒ کی خدمت میں پہنچے۔ سادات مشائخ اور علما کی تعظیم و مدارات (خواہ وہ کسی خیال اور کسی عقیدہ کے ہوں)

Marfat.com

آپ کا ہمیشہ سے دستور تھا حسب معمول آپ نے اِن مولوی صاحب کی تعظیم فرمائی۔ آخر ایک روز مولوی صاحب کو نگاہِ کرم نصیب ہوئی۔ اُن کے حق میں دعا فرمائی گئی۔ اور وہ اللہ جل شانہ کی قدرتِ کاملہ سے شفایاب اور کامیاب ہوئے۔ بیمار گئے تھے۔ تندرست ہو کر گھر آ گئے۔

ہمارے حضرت قبلہؒ کے حسنِ خلق کا سب کے ساتھ یہی معاملہ تھا، جن مخالفین میں شرافت و انصاف کا مادّہ ہوتا۔ اور توفیقِ ازلی سازگار ہوتی۔ تو بے ادبی اور مخالفت پر آخر خود شرمندہ ہوتے۔ اور آپ پر ارادت لے آتے تھے۔ چنانچہ آپ کے بہت سے مخالفین تھے۔ جن کو محض آپ کے حسنِ اخلاق اور آپ کی شفقت کریمانہ کی بدولت سعادت ازلی کا حصہ مل گیا، اور وہ حلقۂ ارادتمندی میں داخل ہوئے۔

خصوصیاتِ مجلسِ مبارک آپ کی مجلس مبارک کے بعض خصوصیات ہیں۔ مثلاً یہ کہ آپؒ قصداً یا سہواً کبھی قسم نہیں کھاتے تھے۔ اور حاضرین بارگاہ میں سے جو لوگ کہ آپؒ کی اس عادت شریف پر آگاہ تھے، اُن کی مجال نہ تھی کہ آپؒ کے روبرو کبھی قسم کھاتے۔ کسی معاملہ اور قضیہ میں، اگر کسی نے قسم اور حلف لینے کا خیال ظاہر کیا تو آپؒ اس کو منع فرماتے کہ ہمارے سامنے ایسا نہ کرو۔ مجلس مبارک میں کسی کی غیبت اور برائی کا تذکرہ نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ کے روبرو کوئی شخص مرید ہوتا یا غیر مرید، اگر اتفاقاً غلط فہمی سے ایسی بات منہ سے نکال بیٹھتا جو کسی کے لئے توہین و تحقیر آمیز ہوتی تو آپ نہایت خوبی سے غلط فہمی کی اصلاح فرماتے کہ قائل کو نصیحت ہو جائے، اور برا بھی نہ معلوم ہو۔ اور تحقیر شدہ کی برأت اور امر واقعی کا اظہار و انکشاف ہو جائے۔ تمثیلاً بعض واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

ایک بار آپؒ کے ایک مرید نے اپنے ایک پیر بھائی کی حمایت و طرفداری میں اپنے محترم استاد کی شکایت کی کہ "وہ زید کی ترقی تنخواہ نہیں کرتے۔ جو اُن کے ملازم ہیں۔ دوسرے ملازموں کو ترقی دیتے ہیں۔ زید خود ترقی کا طلب گار نہیں، اور زید کا کام اچھا ہے۔ زید دیانت دار ہے" اگرچہ زید کے آقا سے آپؒ کی کبھی ملاقات نہ تھی لیکن آپؒ نے اِس شکایت کو سن کر یہ فرمایا کہ "زید کے آقا، تمہارے اُستاد شفیق ہیں۔ مربی اور محسن ہیں۔ اور اُن کے تم پر بہت احسانات ہیں۔ اور زید کے وہ آقا اور مالک ہیں۔ تم لوگوں کو کوئی ضرورت ہو تو ہم سے کہو ہم موجود ہیں۔ باقی ایسے محسن، اور شفیق اُستاد کے لئے اچھی رائے رکھنی چاہیئے!" یہ آپ کی نصیحت کا مفاد و منشا تھا۔ گویا آپ کے نزدیک یہ شکایت بچپنے اور تنگ خیالی پر محمول ہوئی۔ اور ہمیشہ کے لئے سبق ملا۔ کہ محسن، و مربی، اور آقا، و اُستاد کی شکایت خلافِ ادب ہے!۔

جو ارشاد ہوا۔ وہ سب حق اور بجا تھا۔ چند روز کے بعد، زید کے آقا نے اُسے از خود انتہائی ترقی دے دی اور کمال شفقت و قدردانی کا سلوک کیا۔

Marfat.com

ایک دفعہ ریاست رام پور میں حضرت قبلہؒ کے ہمرکاب آپ کے بعض مرید، بنگال کے رہنے والے ایک دعوت میں مدعو تھے، یہ مرید آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ننگے پاؤں۔ اور جوتہ اتار دیتے۔ ان لوگوں کو پابرہنہ دیکھ کر، ایک صاحب نے کہا، کہ آپ لوگ جوتا خرید لیں، تو فرش پر بلا تکلف آجا سکیں گے۔ کہنے والے صاحب نے اِن کو غریب و مفلس سمجھ کر، یا اور کچھ خیال کرکے ایسا کہا، آپؒ نے فرمایا" یہ لوگ ہمارے سامنے (بہ رعایتِ ادب) جوتا نہیں پہنتے ہیں!" اور یہ واقعہ تھا، کہ خاص مریدین خدمتِ پاک میں حاضر ہوتے۔ تو جوتی پہنے ہوئے حاضر نہ ہوتے۔ بلکہ اتار کر حاضر ہوتے۔ اور صحن خانقاہ میں بھی جوتیاں پہن کر نہ چلتے۔ جس کا تذکرہ اپنے موقع پر آئے گا۔

ایک دفعہ بنارس کے رہنے والے بعض خادم دربار عالی میں حاضر ہوئے۔ جب اس قافلہ کو رخصت فرمایا گیا۔ تو یہ گرمی کا موسم اور دھوپ کا وقت تھا۔ اِن لوگوں کے پاس ضروری سامان سفر تو تھا۔ مگر چھتری کسی کے پاس نہ تھی۔ اِن کا سامان دیکھ کر، بنگال کے رہنے والے ایک صاحب نے فرمایا۔ آپ کے پاس چھتری نہیں، چھتری تو آپ کو رکھنی چاہیئے۔ چھتری نہ رکھنے کو شاید انھوں نے غربت یا بخل پر محمول کیا۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا" ہندوستان کے لوگ چھتری کا استعمال کم رکھتے ہیں" یعنی جس طرح کہ اہل بنگال ہر موسم میں اور بارش اور دھوپ اور شبنم میں چھتری کا استعمال کرتے ہیں۔ ہندوستانی اس طرح چھتری استعمال کرنے کی عادت نہیں رکھتے۔ یہ مضبوط لوگ ہیں۔ سردی اور گرمی کی برداشت رکھتے ہیں۔

آپؒ کے ایک خلیفہ صاحب کو بعض برادران طریقت دعوت دے کر، اپنے گاؤں میں لے گئے۔ پیر بھائی جو ایک مست قسم کے درویش تھے، وہ بھی اِن کے ساتھ ہولئے۔ اِن "مستان شاہ" کی عادت کھانے پینے میں بہت بے تکلفی کی تھی، خوب فرمائشیں کرتے، کہ یہ پکاؤ، اور وہ لاؤ۔ خلیفہ صاحب کو مستان شاہ کی یہ باتیں اچھی معلوم نہیں ہوئیں، مگر اُن کو منع بھی نہ کرسکے کہ خفا ہو جائیں اور بگڑ نہ بیٹھیں، دعوتوں سے فارغ ہو کر یہ خلیفہ صاحب جب حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو اس سفر کے واقعات، اور دیگر حالات کا تذکرہ کیا۔ اور ضمناً مستان شاہ کی کھانے پینے کی بے تکلفی، اور ان کی فرمائشوں کا ذکر بھی تحقیر کے طور پر کیا۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا" بابو! ایک عابد و زاہد کم خوراک کے پیچھے، بہت کھانے پینے والے ہزاروں انسانوں کی نجات و بخشش ہے!"۔ وہ خلیفہ صاحب اپنے دل میں بہت نادم ہوئے، اور خیال کیا کہ مستوں کی بات کی گرفت نہیں، ہم نے کیوں شکایت کی۔ ہمیشہ کے لئے نصیحت ہو گئی۔

وہی قول اور وہی عمل آپؒ جس طرز پر زندگی بسر فرماتے تھے، اُس کا پورا نقشہ، آپؒ کی نصیحتیں ہیں۔ جو آپ نے اخلاق، اور تواضع کے باب میں وقتاً فوقتاً اپنے مریدوں سے ارشاد فرمائی ہیں۔" جو آپ کا قول تھا

Marfat.com

وہ ہی آپؒ کا عمل تھا، قول اور فعل دونوں طریقوں سے آپؒ نے اپنے غلاموں کی تربیت و پرورش فرمائی ہے یعنی آپؒ کا قول آپ کے فعل کا آئینہ اور آپ کا ہر فعل ہزاراں ہزار دفتر پند و نصیحت کا قائم مقام تھا، آپؒ کے نصائح ٹھیک آپ کے اخلاق و عادات کے آئینہ بردار ہیں۔ اس لئے آپ کے چند نصائح جو آپؒ نے اپنے مریدین سے وقتاً فوقتاً ارشاد فرمائے، بندگان خدا کی نفع رسانی کے لئے عامۃً اور ارباب طریقت کی ہدایت و رہنمائی کی غرض سے خاصۃً لکھے جاتے ہیں

اعزہ کے ساتھ معاملہ اپنے اعزہ و اقارب اور اہل دربار کے ساتھ، آپ کا حسن خلق اور حسن معاملہ جس درجہ کا تھا بیان میں نہیں آسکتا۔ جس کا کچھ اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے، کہ آپ کے والد ماجد قدس سرہٗ کی وفات شریف کے بعد جب اقربا میں تقسیم وراثت کا معاملہ پیش ہوا۔ تو بعض اصحاب نے عرض کی کہ "حضور زمینداری اور حیثیت آراضی کے کاغذات کو ایک نظر خود ملاحظہ فرمالیں۔ تاکہ بسبب ناواقفی، تقسیم جائداد میں حضور کی کوئی حق تلفی نہ ہو" آپؒ نے فرمایا۔ ہم کاغذات نہیں دیکھیں گے۔ ہماری کوئی خواہش نہیں ہے۔ جناب بھائی صاحب خوشی سے جو کچھ ہمیں دے دینگے لے لیں گے۔ اُن سے اس بارہ میں ہمارا کوئی مطالبہ نہیں ہے!"

بڑوں کا ادب آپؒ اپنے بڑے بھائی صاحب کا نہایت ادب فرماتے تھے۔ اور انھیں دیکھ کر سرو قد ہو جاتے تھے ایک بار وہ کہیں جا رہے تھے۔ آپؒ کی نظر پڑ گئی۔ وہ اگرچہ آپؒ سے فاصلہ پر تھے۔ اور انھوں نے آپؒ کو دیکھا بھی نہ تھا مگر آپؒ فوراً اپنی جگہ پر تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ اور کھڑے رہے۔ جب تک کہ وہ نگاہ سے اوجھل نہ ہو گئے۔ آپؒ نے بڑے بھائی صاحب کے سامنے کبھی حقہ نوش نہیں فرمایا۔ کہ بڑوں کے سامنے حقہ پینا اِس دیار کے شرفا میں ادب کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ آپؒ کی عمر شریف چالیس برس کی تھی، اس زمانہ کا واقعہ ہے، کہ ایک روز اپنے منجھے بھائی صاحب کے اپنے پاس تشریف لانے کی خبر سنی، تو خادم سے آپؒ نے فرمایا "حقہ اٹھا کے لیجاؤ۔ بھائی صاحب آرہے ہیں"

احترام سادات پیشوایان مذاہب خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں، آپ ان کا اعزاز فرماتے تھے۔ سادات، مشائخ اور علماء سب کے ساتھ آپ کا برتاؤ احترام و تعظیم کا تھا۔ آپؒ کے ایک مرید جو سلہٹ کے مشہور خاندان سادات سے ہیں، قدم بوسی کرتے، یا آپ کے پاؤں دبانے چاہتے۔ تو آپ انھیں روکتے۔ اور لوگوں سے فرماتے، کہ یہ سید ہیں۔

برہمن کے ساتھ سلوک آپؒ سے بڑھ کر احترام و تعظیم و ادب کا اہتمام، اُن کے لئے جو اسکے مستحق ہیں۔ بہت مشکل کام ہے۔ مذاہب غیر کے پیشواؤں میں سے اگر کوئی شخص خدمت شریف میں آتے۔ تو آپؒ ان کی نہایت خاطر داری فرماتے۔

ایک نوجوان برہمن جو دق میں مبتلا تھے۔ پالکی میں سوار ہو کر خدمت مبارک میں آئے، کمزوری و ناتوانی اتنی ہو چکی تھی، کہ پیدل نہیں چل سکتے تھے حضرتؒ نے حکم دیا کہ ان کی آسائش اور خاطر داری کا خاص طریقہ

Marfat.com

انتظام کیا جائے۔ فرمایا: "ان کا تعلق برہمنوں کے ایسے خاندان سے ہے۔ کہ اس خاندان کے لوگ برہمن کے سوا اور کسی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتے۔ ان کی رسوئی کے لئے ایک برہمن کو بلالیا جائے۔ پنڈت جی نے عرض کیا: "اس دربار میں میں جیون امرت (آبِ حیات) کے واسطے آیا ہوں، کیونکہ یہ بیماری لا دوا ہے۔ موت سامنے نظر آتی ہے۔ مجھے تو بس زندگی کی بھکشا (بھیک) مل جائے۔ میری رسوئی کا بابا جی فکر نہ فرمائیں یہاں سے آدھے میل کے فاصلہ پر میرے خاندان کے ایک پریمی کا گھر ہے، پالکی موجود ہے، اس میں بیٹھ کر کھانے کے لئے میں وہاں چلا جاؤں گا۔ البتہ بابا جی اپنا جھوٹا (اُلش) اپنے ہاتھ سے ایک لقمہ مجھے کھلا دینگے تو یقین ہے کہ مجھے بس اسی سے آرام ہو جائے گا!"

اس شائستہ اور شریف برہمن، مبتلائے مرضِ دق پر ہمارے حضرتؒ نے نگاہِ کرم فرمائی، اور خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس بیچارہ کو ازسرِنو زندگانی عطا فرمائی، اور خوب تندرست ہو گئے، تو اپنے گھر کے لئے رخصت ہوئے۔

شفقتِ والدین آپؒ کی شفقت و مہربانی مثل شفقتِ والدین عام طور پر سب کے لئے تھی۔ آپؒ نے اپنے ایک مرید کو جن کو خدمت بندگان خدا سپرد تھی۔ نصیحت فرمائی: "تم سب سے محبت کرنا سب تم سے محبت کرنے لگیں گے!" مسلم وغیر مسلم ہر شخص آپؒ کو حضرت قبلہ، اور حضرت صاحبؒ کے علاوہ "باباجی" (بنگلہ زبان میں "بازی") یعنی "باپ" کہا کرتا تھا یہاں تک کہ آپ کے وہ اقربا جو سن و سال میں آپ سے بڑے تھے۔ وہ بھی آپ کو بابا اور حضرت صاحب کہا کرتے تھے۔ درحقیقت آپؒ ہر ایک کے شفیق باپ تھے۔

ہمسایوں کے ساتھ سلوک اہل دیار اور ہمسایوں کے ساتھ بخشش و کرم کی کیا حالت تھی؟ اس کے بہت واقعات ہیں۔ منجملہ اُن کے یہ کہ جس زمانہ میں آپؒ غازی پور سے استعفا دے کر اور ملازمت ترک کر کے وطن تشریف لائے۔ اُس وقت اس دیار میں نمازِ عید کا یہ دستور تھا، کہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے ساتھ لوگ اپنے اپنے گاؤں میں پڑھ لیا کرتے۔ اور فطر کا صدقہ اپنے پیش نماز کو دے دیا کرتے تھے۔ مگر سنت نبویؐ یہ ہے کہ عیدین کی نماز جماعتِ کثیر اور اجتماع عظیم کے ساتھ پڑھی جائے۔ متفرق اور چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں نہ پڑھی جائے۔ آپ وطن تشریف لائے۔ تو آپ نے احیائے سنتِ نبویؐ کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی، اور لوگ اس پر آمادہ ہو گئے۔ اور اب جو عید آئی، تو اس پر جنگل میں ایک اجتماع عظیم ہو گیا۔ لوگوں نے اصرار کے ساتھ ہمارے حضرتؒ کو امام مانا۔ اور فطرہ کی رقم اکٹھی کر کے یہاں کے رواج ملک کے مطابق آپ کے روبرو پیش کی۔

صدقہ اور زکوٰۃ سے احتراز مگر آپ کا دستور تھا، کہ کسی قسم کے صدقہ، اور زکوٰۃ کو قبول نہیں فرماتے تھے اور صدقہ نافلہ بھی نہیں لیا کرتے تھے۔ اس کے متعلق ارشاد ہے: "فقہ کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر

Marfat.com

خدا کسی کو استطاعت اور توفیق دے تو چاہیئے کہ صدقۂ نافلہ بھی نہ لیا کرے"۔ اور بعض مریدوں کو نصیحت فرمائی کہ صدقہ نافلہ نہ لینا"۔

اِس موقع پر لوگوں نے صدقۂ فطر کی رقم کو پیش کیا۔ تو آپؒ نے یہ کیا کہ بعد ادائے نماز و خطبہ ہر گاؤں کے امام عیدگاہ کو (جو مقتدیوں میں شامل تھے) طلب فرمایا۔ اور ہر ایک سے پوچھا۔ کہ آج کے دن آپکو نماز یوں سے کیا ملا کرتا تھا؟ اور پھر جس پیش نماز نے جو رقم بتائی۔ وہ رقم اِسی تحویل سے لے کر اس کے حوالہ کر دی۔ اور اِسطرح اس تمام رقم کو مستحقین پر آپؒ نے تقسیم کر دیا۔ بعض امام تھے کہ وہ رہ گئے۔ اور رقم تقسیم ہو گئی۔ اِن لوگوں کو آپؒ نے اپنے پاس سے دیا۔ تا کہ آج یہ بھی یہاں سے محروم نہ جائیں۔

احیائے سنت اپنے زمانہ میں آپؒ نے اور سُننِ نبویہ کا بھی احیاء فرمایا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر طریق وصول الی اللہ کہ سنت اعظم اور عین مقصد بعثت حضرات انبیاء علیہم السلام ہے، اُسے ہمارے زمانہ میں زندہ سرسبز و شاداب فرمایا۔ ع

حیات تازہ بگرفتہ از و دین مسلمانی

تواضع آپؒ کی تواضع کا یہ حال تھا۔ کہ اپنے مریدوں اور غلاموں کو اپنا مرید بہت کم فرماتے۔ اکثر یہ فرمایا کرتے "ہمارے حضرت پیرومرشد کے آستانہ کے مرید" ہمارے حضرت والد قدس سرہٗ کے آستانہ کے خلفا! ایک جگہ دعوت میں، مریدوں میں سے ایک شخص ہم رکاب تھے۔ اور اس مجلس دعوت میں ایک درویش بھی تھے۔ ان درویش نے آپؒ سے آپ کے اِن مرید کی نسبت پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ "ہمارے یارانِ طریقت سے ہیں!" اِن درویش کے ساتھ ایک مرید بھی موجود تھے۔ کسی نے اِن سے پوچھا کہ یہ کون ہیں جواب دیا کہ "یہ ہمارا غلام ہے اور ہمارا مرید ہے!" ایک دوسرے موقع پر ایک مرید کے متعلق آپؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو آپؒ نے فرمایا "یہ ہمارے شاگرد ہیں!"

احترام مشائخ احترام مشائخ میں آپ کو انتہائی اصرار اور قدغن تھا۔ چنانچہ اپنے مریدوں اور خادموں کے لئے آپ کی وصیت ہے کہ "ہم نے تمام جہان کے بزرگوں کی تعظیم کی ہے، تم لوگ بھی ایسا ہی کرنا!" آپؒ کے ایک مرید کا بیان ہے۔ کہ میں ہندوستان میں، اور باہر اکثر خانقاہوں میں حاضر ہوا ہوں۔ جو بات کہ یہاں دیکھی کسی خانقاہ میں فی زمانناً نہیں دیکھی۔ ایک روز ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ اس دربار شریف کی شان اور کہیں نہیں پائی!۔ ارشاد فرمایا "اِس طرح مت کہو۔ اس طرح کہو کہ اس خانقاہ میں بزرگوں کی یاد زیادہ کی جاتی ہے، مثلاً کھانے پر ہر روز سب سے پہلے بزرگوں کی فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ اس کے بعد آ سے لوگوں تقسیم کیا جاتا ہے، فاتحہ سے مقصود کیا ہے؟ یاد بزرگان"۔

Marfat.com

دل میں غم چہرہ پر سرور | ایک عالم حزن و ملال، اکثر آپ پر رہا کرتا، تنہائی کو زیادہ پسند فرماتے۔ مگر چہرہ انور پر جب دیکھا سرور و شادمانی کو پایا جس سے بات کرتے شفقت و ملاطفت کے ساتھ، اور اپنے بعض خدام کو آپ کی وصیت تھی کہ ہمیشہ "ہنس مکھ" رہنا۔ اس راستے کا جو غم ہو۔ بس وہ قلب میں رہے، چہرے سے ظاہر نہ ہو، محزون القلب بہجۃ البشر۔

سب کے ساتھ شفقت کریمانہ | بچوں پر نہایت شفقت فرماتے۔ بوڑھوں کی بہت رعایت کرتے، کمزوروں، اور مصیبت زدوں پر از بس مہربانیاں کرتے۔ کسی سے بات کرتے ہوتے۔ اور دوسرا شخص درمیان میں بول پڑتا۔ اس کی طرف مخاطب ہو جاتے، اور یہ نہ فرماتے کہ ہمیں بات تو پوری کر لینے دو۔ محلہ کے بچے اگر کھیلتے کھیلتے آجاتے اور آپ کو روک لیتے۔ ٹھہر جاتے کسی کام کے لئے کہتے کر دیتے۔ ایک دفعہ دیکھا کہ نماز جمعہ کے بعد مسجد شریف سے باہر تشریف لائے۔ دہوپ اُس وقت خاصی تیز تھی، بہت سے بچے آس پاس کے گاؤں کے رہنے والے شیرینی کا حصہ لینے آ گئے۔ (نماز کے بعد اس خطہ میں دستور اکثر فاتحہ و نیاز کا اور نیاز و فاتحہ کی اشیا تقسیم کرنے کا ہے) یہ بچے یکے بعد دیگرے قدم بوسی کرنے لگے۔ جب تک کہ یہ سب بچے اپنے اس کام سے فارغ ہوئے۔ آپ اسی دہوپ میں کھڑے رہے۔ کسی بچے نے کہا باباجی۔ ہمارا فلاں کام کر دو۔ وہ کام آپ خود کر دیتے۔ کسی خادم سے نہ فرماتے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک سن رسیدہ عورت پانی کا بھرا ہوا گھڑا دم کرانے کو لائی۔ اور آپ کی نشست گاہ کے باہر جنگلے کے برابر آ کے کھڑی ہو گئی۔ لوگ مجلس پاک میں حسب معمول نیچی نظر کئے بیٹھے تھے قبل اسکے کہ اس بڑھیا کی طرف کوئی شخص دیکھے۔ اور پانی کا گھڑا اس کے ہاتھ سے لے کر آپ کی خدمت میں پیش کرے۔ آپؒ خود اُٹھے اور پانی کا گھڑا اُس کے ہاتھ سے لے کر اپنی جگہ پر تشریف لائے اور پانی دم کر کے لوگوں سے باتیں کرتے کرتے چپکے سے اُٹھے۔ اور گھڑا اس کے حوالہ کیا اور پھر اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد بڑی بی نے دو پیسے نکال کر اپنے ہاتھ پر رکھے۔ کہ یہ پیسے وہ پیش کرتی ہے، اسلئے تیسری بار بھی آپ خود اُٹھے اور پیسے لے لئے اور فرمایا۔ "بابو! ہم غریب کی خدا یونہی پرورش کراتا ہے!"

کوشش کر کے اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے اور اس طرح غلاموں کو فروتنی اور عاجزی کی تعلیم عملی طریقے سے فرماتے۔

بندگانِ خدا کی پردہ پوشی | معاملات دینی ہوں یا دنیاوی! اس میں آپ کی طرف سے نرمی، اور ملاطفت اور آسایش، بندگانِ خدا کے ساتھ تھی۔

پردہ پوشی ہر ایک کی فرماتے کسی کی کونسی بات تھی، جو آپ سے پوشیدہ تھی۔ مگر کسی کا عیب و گناہ جو درونِ پردہ ہوتا۔ اُس پر ظاہر کر کے تنبیہ و تہدید نہ فرماتے۔ بلکہ ڈھکے ہوئے قصور و گناہ، کے لئے ڈھکی ہوئی نصیحت فرماتے۔ تاکہ اس کا پردہ فاش نہ ہو۔ مریدوں کے علاوہ اور بھی کسی کے عیب و گناہ کی پردہ دری نہ فرماتے۔

Marfat.com

ایک مرید کی حالت بارہ برس سے دگرگوں چلی آتی تھی۔ مگر آپؒ کا رحم وکرم ہمیشہ پردہ پوش رہا۔ اُن کو تنہائی اور علٰحدگی میں سمجھاتے۔ وہ بھی عام پند ونصیحت کے رنگ میں، اور دوسری باتوں پر رکھ کر ایک عام طریقہ اور خوشگوار لہجہ میں انھیں تنبیہ فرمائی جاتی، اُن کا نفع اور دوسروں کی محافظت جس سے مقصود ہوتی تھی۔

طرزِ نصیحت مُریدوں کے لئے نصیحتیں خواہ متعلق بہ امور دینی ہوں یا دنیاوی، طرزِ نصیحت بہ اسلوب عامۃ ہوا کرتا تھا۔ یعنی حاضرین میں سے سب کو مخاطب فرمالیتے، اور جو فرمانا ہوتا عام نصیحت کے طریقہ سے فرماجاتے حاضرین خیال کرتے، کہ یہ ایک عام نصیحت سب کے لئے تھی۔ مگر شخص مقصود سمجھ جاتا ۔

کمان جانبِ دیگران می کشد وے تیر برجانِ ما می زند

بعض صاحبوں کو منفرداً بھی نصیحت فرمائی جاتی تھی۔ غرض اشارہ ہوتا یا کنایہ، صراحت ہوتی یا وضاحت جو بات جس روش پر سمجھانے کی ہوتی "اسی نہج" اسی روش پر سمجھادی جاتی۔ صراحت کے محل پر صراحت اور اشارت کے محل پر اشارہ! "گفتگوئے اشارات" اس دربار کی شان خاص تھی۔ مگر یہ اُسکے لئے جو اسکا اہل ہوتا۔ خطرات پر گرفت عامۃ نہ فرمائی جاتی، بلکہ خطرہ کی اصلاح، اور مریدوں کی نگھبانی ونگرانی فرمائی جاتی۔ جن کے واقعات بہت ہیں۔ بعض اپنے اپنے محل اور موقع پر لکھے گئے ہیں۔

سب مریدوں کے دیکھنے والے اس مقام پر تشریحاً ایک واقعہ لکھا جاتا ہے "آپ کے ایک مرید جسے بندہ نوازی اور ذرّہ پروری سے بندگانِ خدا کو سلسلۂ عالیہ میں داخل کرنے کی خدمت پر مامور فرمایا گیا تھا، اسکا بیان ہے کہ میں ایک روز اپنی جگہ پر تنہائی میں اِس خدمت اہم کی ذمّہ داریوں اور اپنے عیوب ونقائص نفس پر خیال کرتے ہوئے خوف زدہ اور حیران تھا کہ اپنا یہ حال، اور اس پر اس کار اہم کی سپردگی، مجھ سے اِس بارِ گراں کا تحمل کیوں کر ہوسکے گا۔ خود قاصر ہوں۔ دوسروں کا بوجھ کیوں کر اٹھا سکوں گا۔ لیکن تعمیل فرمان اگر نہ ہوسکی تو یہ بھی خوف کا مقام ہوگا۔ آپؒ نے اسی وقت باآواز بلند فلاں اور فلاں اور ساتھ ہی اُس خادم کو طلب فرمایا، اور دوسرے ارشادات کے بعد فرمایا " ہم آپ لوگوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ ہمارے حضرتؒ کے آستانہ سے جن کو اجازت وخلافت نصیب ہوئی ہے، اگر وہ خیال کریں اور کہیں کہ ہم گنہگار اپنا بوجھ تو اُٹھا نہیں سکتے، دوسروں کے بوجھ کے کیونکر متحمل ہوں گے۔ اور دریافت کریں کہ ہم کیا کریں تو آپ لوگ اس کا کیا جواب دیں گے ؟"

فرمایا " ہماری جانب سے کہہ دینا کہ طالبانِ خدا کا دفتر بزرگانِ دین میں نام لکھ دینا بس تمہارا اتنا کام ہے باقی اُن بندگانِ خدا کے دیکھنے والے ہم ہیں، انھیں ہم دیکھیں گے !"

نفع رسانی مخلوق بندگانِ خدا کی دینی اور دنیوی نفع رسانی اور مخلوق کی ہدایت وفلاح ازبس پسندیدہ

Marfat.com

اور نہایت مطبوع خاطر اقدس تھی۔ اپنے خلفا اور اجازت یافتگان سے ارشاد فرماتے "لوگوں کو سلسلۂ عالیہ میں داخل کرنا خدمت مخلوق ہے۔ اِس خدمت کو خدمتِ شیخ یعنی ہمارا کام سمجھ کر کیا جائے۔ اور کسی خیر کو بندگانِ خدا سے دریغ نہ رکھا جائے!"

جیسا آدمی ویسا کام مریدین و حاضرین میں خواندہ ناخواندہ عالم اُمّی امیر و غریب سب ہی لوگ ہوا کرتے تھے جوشِ محبت و عقیدت سے اگر کوئی مرید ایسی خدمت انجام دینی چاہتے۔ جو اُن کے درجہ وقار یا علم کے سبب کم درجہ کی ہوتی۔ مثلاً جھاڑو دینی، لکڑیاں چیرنی، وغیرہ وغیرہ تو آپ روک دیتے، کہ تم ایسا نہ کرو۔ اور پھر اُس مرید کے درجے اور حیثیت کے موافق اس کے لئے کوئی خدمت تجویز فرما دیتے جس سے اس کی آرزو پوری ہو جاتی۔ مثلاً فلاں کو خط لکھ دو۔ فلاں کتاب سنا دو۔ وغیرہ، غرض کام ہو یا کلام، ہر شخص کے درجے اور منصب اور فہم کے مطابق ہی ہوا کرتا تھا۔

ایک واقعہ ہے، کہ ایک بار آپؒ کے ایک مرید ان لوگوں کے ساتھ، جو لنگر خانہ کے مطبخ کے لئے پہاڑ سے لکڑیاں کاٹ کر اور اپنے کندھوں پر لاد کر لایا کرتے تھے، چلے گئے۔ یہ مرید لکھے پڑھے بھی تھے۔ آپ کو جب معلوم ہوا کہ وہ پہاڑ پر لکڑیاں لانے، گئے ہیں۔ تو آپ بہت بیقرار ہو گئے۔ اور حاضرین سے افسوس کے ساتھ بار بار فرماتے رہے، وہ کیوں گئے ہیں۔ اور اُن کے آنے کا انتظار فرمایا۔ راہ دیکھتے رہے۔ جونہی وہ یہاں پہنچے اور آپ نے دیکھا تو آپ تقریباً پچاس قدم اُن کی طرف بڑھے۔ اور لکڑیوں کا بوجھ اُن کے کندھے سے خود اپنے دست مبارک سے اُتارا اور شفقت فرمائی۔ آئندہ کے لئے ایسے کام کی ممانعت کر دی۔ جن لوگوں کے ساتھ یہ لکڑیاں لانے گئے تھے۔ اُن سے فرمایا تم لوگ انھیں اپنے ساتھ کیوں لے گئے۔ یہ خاندانی شریف زادے ہیں۔ ان کے لئے یہ کام مناسب و زیبا نہ تھا۔

خلوت و جلوت میں یکساں آپؒ خلوت و جلوت میں ہمیشہ یکساں تھے جس نے آپ کو جتنا زیادہ دیکھا، اور جتنے قریب سے دیکھا، اتنا زیادہ گرویدہ ہوا۔ اور آپ کے ساتھ محبت و عقیدت اتنی ہی زیادہ ہوئی۔

ایک بات عجائبات روزگار سے حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے اپنے خواجہ اور پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں فرمایا کہ "آپؒ کی خلوت و جلوت ایک تھی، اور یہ بات عجائبات روزگار سے ہے!" ہمارے حضرت قدس سرہٗ بالکل حضراتِ اکابرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قدم بقدم تھے۔ اور یہ اُن لوگوں کے مشاہدات ہیں جن کو سالہا سال قربت و حضوری کا شرف نصیب ہوا۔ اور جن کی نظر حضرات اکابرین کی روش و رفتار اور طرز زندگی اور حالاتِ زندگی پر تھی۔

Marfat.com

قول و فعل ایک تھا آپؒ جس طرز پر زندگی بسر فرماتے تھے اسکا نقشہ آپ کی نصیحتیں ہیں۔ جو آپ نے اخلاق و تواضع کے باب میں وقتاً فوقتاً مریدین سے ارشاد فرمائیں۔ آپ کا جو قول تھا وہی آپ کا عمل تھا، ذرہ برابر فرق آپ کے قول و عمل میں کبھی کسی نے نہیں پایا۔ بالفاظِ دیگر آپ کا قول آپ کے فعل کا آئینہ اور آپ کے افعال واعمال ہزاراں ہزار دفتر پند و نصیحت کے قائم مقام تھے۔ آپؒ کی نصیحتیں ٹھیک آپکے اخلاق وعادات کی آئینہ بردار تھیں۔ اور آج ہمارے لئے شمع ہدایت ہیں۔ پس آپؒ کی نصیحتیں جو وقتاً فوقتاً آپ نے مریدین سے ارشاد فرمائیں۔ بندگان خدا کی نفع رسانی کے لئے عامتہً اور اربابِ طریقت کی صلاح و فلاح کے واسطے خاصتہً لکھی جاتی ہیں۔

نصائح سیّدنا شیخ العارفینؒ

پھول کی طرح رہو فرمایا " پیروں اور مریدوں، دونوں کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ پھول کی طرح زندگی بسر کریں کانٹے کی طرح نہیں، اور کسی کو بھی (اپنے فائدہ اور آرام کی خاطر) تکلیفِ جسمانی اور روپے پیسے کی پریشانی میں نہ ڈالیں۔ (اپنا بوجھ آپ اٹھائیں نہ کہ اپنا بار دوسروں پر ڈالیں) جو پیر کہ مریدوں کو روپے پیسے کی تکلیف میں ڈالتے ہیں۔ اُن مریدوں کے دل سے پیر کی عزت اور وقعت کم ہوجاتی ہے۔ اس لئے پیر کو ہر وقت اور ہر حالت میں مرید کا خیال رکھنا چاہیے کہ اُسے ہماری وجہ سے کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچے۔

اولیاء اللہ سے مخلوق کا نفع اِس سلسلہ میں فرمایا۔ منصورؒ کو منصور حلاج کیوں کہتے ہیں؟۔ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ ان کی ایک نداف (روئی دھنے والے) سے دوستی اور ملاقات تھی۔ کبھی کبھی اُس کی دکان پر بیٹھ جاتے تھے۔ ایک دفعہ انھوں نے اپنے کسی کام کے لئے اُس سے خواہش کی۔ اُس نے کہا اس وقت دکان سے اٹھنے میں میرا حرج ہوجائے گا۔ کہا جاؤ تمھارا کام میں کردوں گا۔ میرا کام تم کرآؤ۔ وہ نداف اُنکے کام کے لئے چلا گیا۔ آکر کیا دیکھتا ہے۔ کہ روئی کا جو ڈھیر دکان پر چھوڑ کر گیا تھا۔ اُس روئی کے گالے طیار ہیں۔ اور سب روئی دھنکی ہوئی قرینہ سے رکھی ہے۔ روئی کا اتنا بڑا ڈھیر اتنی جلدی دُھنکا گیا۔ یہ کام طاقتِ بشری سے بالاتر تھا، اسے دیکھ کر نداف حیران رہ گیا۔ اُسی وقت سے منصورؒ کا نام منصور حلاج (یعنی بہت دھنکنے والا) مشہور ہوا"۔

ارشاد فرمایا " دنیاداروں کو اولیاء اللہ کی ذات سے بہت نفع حاصل ہوتا ہے۔ حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

خویش را منصور حلاجے کنی　　آتش اندر پنبۂ یاران زنی

Marfat.com

(اپنے آپ کو منصور حلاج ظاہر کرتے ہو۔ اور حالت یہ ہے کہ) مریدوں کی روئی (مریدوں کے مال) میں آگ لگاتے ہو) جو پیر کہ مریدوں کو تکلیف مالایطاق میں ڈالتے ہیں۔ یہ شعر اُن کے حق میں ہے!"

دودھ کا پیالہ گلاب کا پھول فرمایا ہم نے صاحب میاں کے والد کو حضرت شیخ الاسلام بہاءالدین زکریاؒ ملتانی کا قصہ سنایا کہ جب وہ ملتان میں پہنچے۔ تو ملتان کے مشائخ نے دودھ سے لبالب بھرا ہوا پیالہ آپ کے پاس بھیجا۔ اشارہ یہ تھا کہ اہل ملتان کے قلوب مشائخ ملتان کی عقیدت سے اتنے لبریز ہیں جس طرح یہ دودھ کا پیالہ دودھ سے۔ اب آپ کی گنجایش کہاں؟ حضرت شیخ الاسلام نے اس دودھ بھرے پیالہ پر ایک پھول گلاب کا ڈال کر واپس کر دیا جس میں یہ اشارہ تھا کہ ہم یہاں پھول کی طرح رہیں گے۔ کسی پر بار نہ ہونگے مشائخ خوش ہو گئے۔ شیخ الاسلام وہاں بالکل پھول کی طرح رہے۔ اُن کی ذات سے کسی کو بھی نہ کسی طرح کی تکلیف پہنچی نہ کسی قسم کا نقصان پہنچا۔

یار شاطر نہ کہ بار خاطر یہ قصہ سُنا کر ہم نے اُن سے کہہ دیا۔ کہ پھول کی طرح رہنا چاہیئے۔ تاکہ کسی پر بار نہ ہوں یار شاطرم نہ کہ بار خاطرم۔ پیر کو مثل پھول کے رہنا اور پھول کی طرح زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ (حاضرین سے فرمایا) اگر ہو سکے تو تم لوگ ایسا ہی کرنا۔ اللہ جسے نصیب کرے!"

لطیف و روح پرور آپ کی معاشرت اور روشن زندگانی پھول کی مانند لطیف و روح پرور تھی۔ مرید یا غیر مرید کسی کو بھی آپؒ سے نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ ہر ایک کو آپؒ سے نفع پہنچا۔ اور معاملات میں لین دین میں آپ بالکل پاک و صاف تھے۔ جیسا کہ اپنے محل و مقام پر بیان کیا گیا ہے۔ جو لوگ کہ خدمت اقدس میں نذر اور روپیہ پیش کرتے۔ آپ بلاتامل قبول نہ فرماتے۔ بلکہ دینے والے کی حیثیت پر غور فرماتے۔ کہ غلبۂ ذوق و شوق میں اپنی استطاعت اور حیثیت سے بڑھ کر تو نہیں دیتا۔ اگر ایسا ہوتا، تو آپ قبول نہ فرماتے۔ اور تبسم کے ساتھ فرماتے "تم نے اتنا کیوں دیا، یہ بہت ہے، اور زیادہ ہے اچھا تم نے دیا، ہم نے لے لیا۔ اب ہم (اپنی طرف سے) یہ تمھیں دیتے ہیں۔ لے لے جاؤ!" یا نذر میں سے قدر قلیل لے کر باقی کو واپس کر دیتے۔ کسی کام کی فرمایش اگر دیتے۔ تو ضرور اور لازماً قیمت ادا کرتے۔ اگر کہا جاتا کہ حضور! یہ نذر ہے، تو آپ منظور نہ فرماتے اور یہ ارشاد فرماتے۔ کہ "اگر فرمایش دے کر کوئی چیز منگاتے ہیں۔ تو اس کو ہم بطور نذر قبول نہیں کیا کرتے ہیں ہم اس کی قیمت ادا کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم سے قیمت تمھیں لینی ہوگی۔"

دستور بابت نذور نذور کی بابت ذیل میں تین چشم دید واقعات لکھے جاتے ہیں (۱) نواب حیدر علی خان صاحب (رئیس کروٹیہ میمن سنگھ) جب مرید ہوئے تو اُنھوں نے گیارہ سو روپیہ نذر پیش کئے۔ اس پر فرمایا "ہم تمہارے یہ روپے نہیں لیں گے۔ تمھاری اسٹیٹ پر قرض کا بار ہے۔ قرض کا ادا کرنا فرض ہے

Marfat.com

پیر کی خدمت ضروری نہیں ہے۔ (صرف مستحبات سے ہے نہ کہ فرائض وواجبات سے) بیشتر آپ اپنا فرض ادا کریں۔ بعض غریب مرید ہیں بطور نذر کچھ دیتے ہیں، تو ہم لے لیتے ہیں۔ آپ کی اس نذر سے بھی ہم دو روپے لئے لیتے ہیں۔ تاکہ آپ یہ خیال نہ کریں۔ کہ پیر ومرشد نے ہماری نذر کو رد کر دیا، اس سے زیادہ ہم کچھ نہ لیں گے!"

ہر چند نواب حیدر علی خاں نے اصرار کیا، مگر آپ نے صرف دو روپے قبول فرمائے۔ باقی رقم واپس کر دی۔

پہلی تنخواہ کی نذر (۲) جناب مولوی مستفیض الرحمٰن خان صاحب ڈپٹی کلکٹر جب ملازم ہوئے، اور پہلی تنخواہ ملی تو یہ پوری رقم انھوں نے خدمتِ مبارک میں نذر پیش کی۔ آپؒ نے اس میں سے صرف پچاس روپیہ رکھ کر باقی رقم کو اپنے ایک خادم کے ہاتھ، جو اس طرف جا رہے تھے، واپس کر دیا۔ اور فرمایا۔ ہم اس سے زیادہ نہ لیں گے اب اس روپیہ کو وہ اپنے خرچ میں لائیں!۔

ایک مکتوب گرامی (۳) آپؒ کے ایک اور خادم طبابت پیشہ ہیں۔ پہلی بار ایک مریض سے پچاس روپے انھیں فیس کے ملے، انھوں نے یہ رقم خدمت اقدس میں پیش کی۔ اس کے بعد دوسرے مریض سے انھیں روپیہ ملا اسے بھی بذریعہ ڈاک پیش کیا۔ آپؒ نے بطور نصیحت ایک شخص کو حکم فرمایا کہ اِن کو خط لکھو کہ آئندہ روپیہ نہ بھیجیں (اِس مکتوب گرامی کی نقل یہ ہے) "آپؒ نے اوّل بار اور دوسری بار روپیہ بھیجا۔ موصول ہوا۔ حضرت قبلہؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ روپیہ آپ نے جس خیال سے بھیجا ہم سمجھ گئے۔ اب آئندہ یہاں نہ بھیجئے۔ خدا کی رحمت سے یہاں ہر طرح کی کشائش اور فارغ البالی ہے۔ روپے کی ضرورت نہیں ہے، آپ کو روپے کی ضرورت ہے، اپنے متعلقین اور اپنی ذات پر خرچ کیجئے!" مثل اس کے اور بہت سے واقعات ہیں، قدرِ مختصر پر اکتفا کیا گیا ؎

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند بقدر بینش خود ہر کسے کند ادراک

تعظیم مشائخ تعظیم مشائخ کے لئے آپؒ کے بہت ارشادات ہیں۔ آپ کی تواضع اور فروتنی اور عاجزی کا یہ عالم تھا۔ کہ مشائخ کا اور دوسرے سلسلہ کے پیروں کا تو کیا مذکور خود اپنے غلامانِ حلقہ بگوش کے لئے بھی تواضعاً ایسے الفاظ فرماتے۔ کہ بیان میں نہیں آسکتے۔ ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک - بہر حال اس بارہ میں جو ارشادات ہیں۔ ان میں سے بعض بلفظہ لکھے پڑے۔

فرمایا:- "ہم خُلفا کی تعظیم کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی تو پیر ہیں۔ انھیں بھی تو ہمارے حضرتؒ کے آستانۂ پاک سے خلافت ملی ہے۔ جس آستانۂ پاک کی غلامی ہمیں نصیب ہے۔ ہمارے اور ان کے شیخ ہونے میں کیا فرق ہے؟"

"جب اِن (خلفا) کو خدا نے نعمتِ خلافت دی۔ اور دوسرے مریدوں سے ممتاز فرمایا۔ تو ہمیں بھی ان کی خاطرداری میں امتیاز چاہیئے!" چنانچہ خلفا میں سے جب کوئی حاضر آستانہ ہوتے۔ تو اُن کو خاصے کا کھانا عطا ہوتا۔ جس طرح کہ کسی مہمان کی خاطرداری کی جاتی ہے، دوسرے وارد وصادر اور مرید وغیر مرید کو ایک وضع کا کھانا عطا ہوتا

Marfat.com

یہ بھی فرماتے کہ "ہم خلفا کے سامنے بہت کم کسی کو مرید کرتے ہیں۔ یہ اصحاب اگر خود ہی مجلس میں آجائیں یا ضرورت ہی ایسی پیش آجائے۔ تب تو ہم اُن کے سامنے مرید کر لیتے ہیں۔ ورنہ اُن کے روبرو مرید نہیں کرتے ہیں!" یہ بھی ارشاد فرمایا "ہم نے دیگر سلسلوں کے مشائخ اور خلفا کے سامنے بھی کسی کو مرید نہیں کیا۔ ایسا اتفاق اگر پیش آگیا کہ مرید ہونے کے لئے کوئی شخص سامنے موجود ہے۔ اور اس وقت ہم سے ملنے کے لئے کوئی درویش تشریف لائے تو ہم نے اُس مرید ہونے والے شخص سے کہہ دیا۔ کہ تمہارا یہ کام ہم دوسرے وقت کردیں گے۔ اس وقت یہ کام نہیں کریں گے۔ اور یہ اسلئے کہ مبادا ان درویش کے جی میں یہ خیال گزرے کہ ہمارے روبرو اظہار شیخی (اپنے شیخ ہونے کو ظاہر) کرتے ہیں!"

طریقت کا ایک مسئلہ طریقت کا ایک مسئلہ اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا "جو اپنے پیر و مرشد کا سجادہ نشین ہو۔ اور وہ پیر و مرشد کے کسی مرید یا خلیفہ کے لئے تلقین و تعلیم کی ضرورت دیکھے۔ تو کر سکتا ہے۔ مگر جب ہمارے کوئی پیر بھائی ہم سے خواہش کرتے (کہ ہمیں تلقین یا تعلیم کر دیجئے) تو ہم اُن سے کہتے۔ آیئے، اجازت ہے!۔ (ایک شخص نے عرض کیا، کہ حضور نے جو فرمایا آیئے اجازت ہے، اسکا کیا مطلب ہے؟ اِس کے جواب میں فرمایا) ہم کیا تعلیم کرینگے البتہ ہمیں چونکہ حکم ہے (کہ پیر بھائیوں میں سے جس کو ضرورت دیکھیں، تعلیم و تلقین کریں) اس لئے ہم کہا کرتے ہیں آیئے اجازت ہے!" ہمارے حضرتؒ بالطبع نہایت منکسر المزاج اور متواضع تھے۔ اور یہ شعر اکثر فرمایا کرتے ؎

مرا عہدے است با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم ٭ ہواداران کویش را بہ جان و دل خریدارم

(دیوان حافظؒ میں ہے۔ "چو جانِ خویشتن دارم" مگر آپؒ اس کی بجائے "بجانِ و دل خریدارم" فرمایا کرتے تھے۔)

تاکید تواضع مریدوں، اور خدا کے تمام بندوں، کے ساتھ کس تواضع، عاجزی، اور فروتنی سے پیش آنا چاہیئے! اِس باب میں آپؒ نے جو ارشادات کہ اپنے خلفاء سے فرمائے وہ یہ ہیں۔

فرمایا "پیشتر اِس بستی (مرزاکھیل) کے لوگ ہمارے مرید نہ تھے۔ جب انھوں نے مرید ہونے کی خواہش کی، تو ہم نے کہا کہ دوسرا پیر تلاش کرو۔ (ہم تمہارے گاؤں اور گھر کے ہیں) انھوں نے کہا، کہ ہندوستان اور دیگر مقامات سے تو لوگ یہاں آکر مرید ہوتے ہیں، ہم کہاں اور کس کے پاس جائیں، ہم نے جب انھیں بہت آرزومند پایا۔ تب ہم نے انھیں اپنے حضرتؒ کے سلسلہ میں داخل کیا۔ اگر تمہارے وطن کے لوگ تم سے محبت کریں، تو انھیں کچھ تعلیم کر دینا، دیہات کے لوگ اگر آئیں، تو ان لوگوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا، جیسا برتاؤ ہم اہلِ دیہات کے ساتھ کرتے ہیں۔ دیہات کے لوگ (شہریوں کے) آدابِ گفتگو اور آدابِ مجلس سے واقف نہیں ہوتے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے، کہ ہم کسی سے بات کر رہے ہیں، مگر کوئی شخص آکر بیچ میں بات شروع کر دیتا ہے (ہم اس کا برا نہیں مانتے) ہم آنے والے کی طرف مخاطب ہو جاتے ہیں۔ اور پہلے اس کی بات سن لیتے ہیں۔

Marfat.com

فرستادۂ خدا	امیر و غریب شریف و رذیل کوئی شخص بھی، دین و دنیا کے کسی کام کے لئے آئے۔ تو اُسے اللہ کا

بھیجا ہوا مہمان سمجھے۔ اور اس کے ساتھ (بلاکسی امتیاز کے) تواضع اور اخلاق کا برتاؤ کرے۔ یہ سمجھنا کہ اسے اللہ نے ہمارے پاس بھیجا ہے، اور حتی الامکان اس کا کام کر دینا۔"

اپنے آپ کو عاجز و ذلیل تصور کرنا	ارشاد فرمایا: "اپنے آپ کو ہمیشہ ذلیل و خوار اور عاجز و ناچار سمجھتے رہنا ہرگز خیال نہ کرنا کہ ہم شیخ کامل۔ یا ولی یا قطب یا غوث ہو گئے ہیں۔ اپنے کمال سے، اور اپنے علم و ہنر سے

کچھ نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ اللہ کا فضل نہ ہو!"

مرید کی تعظیم	مرید کی تعظیم اپنے دل میں کرنا، کہ خدا کا بھیجا ہوا مہمان ہے، خدا نے اُسکے دل کو ہماری طرف جھکا

دیا، اور متوجہ کر دیا ہے۔ ہمارے جیسے بہت ہیں، جو بازاروں میں پڑے پھرتے ہیں، اور انھیں کوئی نہیں پوچھتا۔ ایک بار یہ واقعہ فرمایا کہ "مستفیض الرحمٰن (ڈپٹی کلکٹر، آپ کے مرید) ہم سے ایک خاص دعوت کے تفصیلی حالات بیان کرنے لگے۔ ہمیں اُس وقت فرصت نہ تھی، دوسرے کام بھی کرنے تھے، مگر ہم نے خاموشی کے ساتھ اُن کی سب باتوں کو سُن لیا، کچھ نہ کہا، اگرچہ یہ بہت زیادہ گفتگو تھی، مگر ہم نے (تواضعًا) خیال کیا، کہ یہ حاکم ہیں، ان کے سامنے ہمارے جیسے مولوی اِن کی عدالت میں باادب کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ اگرچہ ہمارے سلسلۂ عالیہ کے مرید ہیں، ہمارا نہ سنا، اور کہہ دینا کہ بات مختصر کیجئے، ہمیں فرصت نہیں ہے) انھیں ناخوش نہ کرتا۔ مگر ان کی خاطر سے ہم نے سب سُن لیا۔

حکم کے اقسام	فرمایا: "حکم تین قسم کا ہوتا ہے، ایک بادشاہی حکم، دوسرا دوستی کا حکم، تیسرا درویشی کا حکم، بادشاہی

حکم، حکومت کا حکم ہے۔ (کہ جس سے سلطنت کا نظام وابستہ ہوتا ہے، اور طاقت و قانون سے جس کی تعمیل کرائی جاتی ہے)۔ دوستی کا حکم (مروت و آشتی کا ہوتا ہے کہ) ہمارا کام کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اگر آپ ہی نہ کریں گے تو پھر ہم کس سے کہیں گے، اور درویشی کا حکم عاجزی کا ہے کہ بھائی ہم عاجز ہیں۔ ہم سے یہ کام بن نہ پڑے گا، لہٰذا اس کام کو یوں کر دیجئے۔"

پیر و مرید ایک دوسرے کو کیا سمجھے؟	فرمایا: "اگر شیخ مرید سے پانی کا ایک گلاس طلب کرے، یا اور کسی کام کا حکم

دے، تو مرید اس کام کو انجام دے۔ اور سمجھے کہ حکم شیخ کی تعمیل اس کا کارِ منصبی ہے، اور تعمیلِ حکم شیخ فرض عین ہے اور شیخ کو یہ سمجھنا چاہیئے، کہ ہم خدا کے ایک عاجز بندے ہیں۔ اور یہ ایک مسلمان (اُمتِ رسول اللہ ہیں) انہوں نے ہم پر احسان کیا ہے (جو ہمارا یہ کام کر دیا) یعنی مرید تعمیلِ حکم مرشد کو اپنے لئے فرض عین، اور مرشد خدمتِ مرید کو اپنے اوپر مرید کا احسان تصور کریں۔

نفرت کفر و گناہ سے نہ کہ کافر و گنہ گار سے!	فرمایا: "یہ راستہ عاجزی، تواضع اور فروتنی کا ہے۔ اس کے بغیر اس راہ میں کچھ نہیں ہو سکتا یاد رکھنا، ہم کفر کو بُرا سمجھتے ہیں، کافر کو نفرت و حقارت سے نہیں دیکھتے، ہم گناہ سے بیزار

Marfat.com

مگر گنہ گار کو نفرت وحقارت سے نہیں دیکھتے!"

دعا مومن وکافر کے لئے ہمارے پاس ہندو مسلمان، دیسی، بدیسی، رنگون، ارکان، اور امریکہ جانے والے مسافر، غرض قریب وبعید سب جگہ کے لوگ آتے، اور دعا چاہتے ہیں۔ ہم ہر ایک کے لئے تہ دل سے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تمھیں تمہارے مقصد میں کامیاب کرے۔ ہم سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتے ہیں۔ خیال رکھنا کہ معاملہ سب بندگان خدا کے ساتھ یکساں رہے!!"

تواضع کے باب میں حضرت غوث اعظم کا ایک ارشاد "فتوح الغیب میں حضرت غوث الثقلین (قطب ربانی، محبوب سبحانی، میر محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رض) نے تواضع کی جو تعریف وتشریح فرمائی ہے۔ اسے دیکھا کرنا:" (حضرت غوث الثقلین فرماتے ہیں) "تواضع سے عابد کا محل اونچا، اور مرتبہ بلند کیا جاتا ہے، اور خدا وخلق کے نزدیک اُس کی عزت اور بلندی پوری ہو جاتی ہے۔ اور وہ دنیا و آخرت کی جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اُس پر قادر ہو جاتا ہے۔ اور یہ خصلت کل طاعات کی اصل اور ان کی فرع اور ان کا کمال ہے۔ اور اسی سے بندہ اُن صالحین کے مرتبے پاتا ہے، جو خوشی اور تکلیف دونوں، میں اللہ سے راضی ہیں۔ اور یہ (خصلت تواضع) کمالِ تقوی ہے، اور تواضع کی (تعریف) یہ ہے کہ بندہ جس کسی سے بھی ملے اُس کی بڑائی اپنی ذات پر دیکھے، اور کہے، شاید یہ شخص مجھ سے بہتر اور مرتبہ میں بلند ہو۔ پس اگر وہ چھوٹا ہے، تو کہے، کہ اُس نے اللہ کی نافرمانی نہیں کی، اور میں نے بیشک نافرمانی کی ہے۔ پھر کوئی شبہ نہیں کہ وہ مجھ سے بہتر ہے، اور اگر وہ بڑا ہے، تو کہے، کہ اُس نے مجھ سے پہلے اللہ کی عبادت کی ہے۔ (پس مجھ سے یہ بڑھ کر ہے) اور اگر وہ عالم ہے، تو کہے کہ اُسے وہ چیز دی گئی ہے جس تک میں نہیں پہونچا۔ اور اس نے وہ چیز پائی ہے، جو میں نے نہیں پائی ہے۔ اور اُس نے اُس چیز کو جانا ہے جسے میں نے نہیں جانا۔ اور وہ علم کے ساتھ عمل کرتا ہے۔ (اس لئے مجھ سے برتر وافضل ہے) اگر وہ جاہل ہے، تو کہے، کہ اُس نے اللہ کی نافرمانی انجانی میں کی ہے، اور میں نے جان کر اللہ کی نافرمانی کی ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ میرا خاتمہ کس حال پر ہوگا۔ اور اس کا خاتمہ کس حال پر ہوگا۔ اور اگر وہ کافر ہے۔ تو کہے، میں نہیں جانتا، شاید کہ یہ مسلمان ہو جائے۔ اور پھر اس کا خاتمہ عمل خیر پر ہو۔ اور ممکن ہے، کہ میں (خدانخواستہ) کافر ہو جاؤں۔ اور میرا خاتمہ بُرے عمل پر ہو۔ اور (یہ خصلتِ تواضع) دروازہ ہے غیر پر شفقت کرنے، اور اپنے نفس پر ڈرنے کا، اور یہ زیادہ سزاوار ہے کہ اِس (خصلت) کی مصاحبت رکھی جائے۔ اور یہ (تواضع) وہ انتہائی چیز ہے، جس کا اثر بندوں پر باقی رہے گا۔ جب بندہ ایسا، (متواضع) ہو جائے گا۔ (جیسا کہ بیان کیا گیا ہے) تو اللہ تعالیٰ اُسے آفاتِ نفس سے محفوظ رکھے گا۔ اور (اب) اُسے "اللہ کے لئے نصیحت کرنے (والے صاحبِ ارشاد) کے مقام" میں پہنچائے گا۔ اور وہ اصفیاء و مقبولان (بارگاہ) رحمٰن سے، اور اللہ کے دشمن ابلیس کے اعداء (دشمنوں)

Marfat.com

میں سے ہوگا۔ اور یہ رحمت کا دروازہ ہے!۔ اور (اسی) تواضع کے ساتھ کبر کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔ اور عُجب کی رسّی کٹ جاتی ہے۔ اور بندہ کے نفس کی بڑائی کا درجہ دنیا و آخرت میں گھٹ جاتا ہے۔ اور" تواضع عبادت کا مغز ہے!" اور زاہدوں کی انتہائی بزرگی اور عابدوں کی پہچان ہے۔ بس کوئی شے اس سے افضل نہیں ہے۔ اور اس خصلت کے ساتھ ساتھ بندہ کی زبان بے فائدہ (فضول، ولایعنی) باتوں سے، اور تمام عالم والوں کے ذکر (اور غیبت) سے بند ہوجاتی ہے۔ اور (یہ وہ خصلت ہے کہ) اس کے بغیر اس کا کوئی عمل پورا نہیں ہوتا۔ اور یہ تمام احوال میں اُس کے دل سے کبر اور کینہ اور حد سے گذر جانے (کی بُری عادتوں) کو نکال دیتی ہے۔ اور اس کی زبان اس کا چاہنا، اُس کا کلام۔ ظاہر اور باطن میں ایک ہوجاتا ہے۔ اور (مقام نصیحت میں (تمام) مخلوق اُس کے نزدیک ایک ہوجاتی ہے۔ اور وہ اللہ کی کسی مخلوق کو بُرائی کے ساتھ یاد کرتے ہوئے نصیحت نہیں کرتا ہے۔ نہ کسی کو کسی فعل پر (بلا ضرورت و مصلحت) سرزنش کرتا ہے۔ اور پسند نہیں کرتا کہ اس کے روبرو کسی کی برائی بیان کی جائے، اور ایسے بیان سے اُس کا دل خوش نہیں ہوتا۔ اور یہ (کمبخت غیبت) آفت ہے عابدوں کے لئے، اور ہلاکت ہے متعبّدین اور زاہدوں کے لئے، مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان و قلب کی حفاظت پر اپنی رحمت سے مدد (عطا) فرمائی (وہ اس سے بچا)" فتوح الغیب مترجم صفحہ ۱۷۱ مقالہ ۷۸)۔

مرید کو قطعی حکم نہ دیا جائے

ہمارے حضرت قبلہؒ نے فرمایا" مرید کو ہم حکم قطعی نہیں دیا کرتے۔ اس طرح کہا کرتے ہیں کہ اگر ہو سکے تو یہ پڑھ لیا کرنا!" اگر ہو سکے، تو یہ کام کر لینا۔ اگر بن پڑے، تو ایسا کر لینا۔ اور اس طرح مرید پر آسانی کردیتے ہیں۔ ہم مرید کو تنگی اور سختی میں نہیں ڈالا کرتے۔ اُس کے اوپر آسانی رکھتے ہیں۔ اور حکم قطعی مرید کو اس لئے نہیں دیا کرتے، کہ اگر قطعی حکم دیا، اور وہ تعمیل نہ کر سکا، تو اندیشہ مرید کے خرابی میں پڑ جانے کا ہے۔ پس جب مرید کو کسی بات کا حکم کرتے ہیں۔ تو اس کے ساتھ" امکان" (ہو سکنے) کی شرط اور قید بھی ضرور لگا دیا کرتے ہیں (کہ بندہ بشر ہے) حکم کی بجا آوری اگر نہ ہوسکی، تو مبتلائے خرابی نہ ہو) البتہ اللہ اللہ کے رسولؐ کے جو احکام قطعیّہ ہیں۔ ہم ان میں اپنی طرف سے کوئی نرمی نہیں کر سکتے۔ اگر تم بھی مریدوں کے ساتھ اسی قدر (سہولت و نرمی کا معاملہ) کر سکو تو اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے!"

بھائیوں کا احترام

تم اپنے پیر بھائیوں کو حقارت سے نہ دیکھنا، نہ اُن سے دل میں کبھی رنج رکھنا، ہر جگہ اور ہر کام کو، خوب سوچ اور سمجھ کے ساتھ کرنا۔ (تمہارے) ان پیر بھائیوں میں بعض لوگ نہایت بزرگ (مقبولانِ بارگاہ سے) ہیں!"

ایک آتی اور کشفِ صادق

ایک واقعہ سنو! ایک روز ہمارے اوپر یہ کیفیت تھی، کہ ہم آنے، اور جانے والے (ہر ایک) سے یہ پوچھتے" کس نے کہا؟ اور کیا کہا؟ اُس دن ہمارے حضرتؒ کے آستانہ کے مریدوں میں عالم

Marfat.com

و فاضل، حاجی، اور درویش جتنے لوگ یہاں آئے۔ ہم نے سب سے پوچھا کس نے کہا کیا کہا۔ کسی نے جواب نہ دیا ہمارے حضرتؒ کے آستانہ کا ایک غریب مرید ہے، اور محض اُمّی ہے۔ اور کاشتکاری کرتا ہے۔ وہ بھی اِس روز آیا اور یہ ہی ہم نے اُس سے پوچھا "کس نے کہا کیا کہا؟"۔ سنا تھا: (کہ دارِ غیبی کی شدت و ہیبت سے) وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اُسوقت اُس کو کشف ہوا، اور ہوش میں آکر اُسنے کہا "آپ کو عالمِ غیب سے حکم فلاں شخص کو خلافت دینے کا ہوا ہے"! ہم نے کہا "ٹھیک، ہمیں یہ ہی حکم ہوا ہے!"

دیکھو! یہ ایک اُمّی شخص تھے۔ لیکن انھیں ایسا کشف صادق ہوتا تھا (اسی لئے ہم نے کہا، کہ اپنے پیر بھائیوں کو حقارت سے نہ دیکھنا، کہ اِن میں اہل کشف و کرامت اور مقبولین بارگاہ بھی ہیں)

اپنے پیر بھائیوں کی توقیر ہمارے حضرت قبلہؒ اپنے پیر بھائیوں کی نہایت تعظیم و توقیر فرماتے تھے، اس کے متعلق ارشاد ہوا "خبردار! اپنے دادا پیر صاحب کے اُمّی مرید کو بھی توقیر اور بزرگی کی نگاہ سے دیکھنا، یہاں شرح وقایہ اور ہدایہ کا کام نہیں ہے، (اور رحمتِ خداوندی میں اُمّی و عالم کا امتیاز نہیں) یاد رکھنا! قیامت کے دن وہ تم کو آگے ہوں گے۔ اُن کا جھنڈا تم سے آگے ہوگا۔ اور تم لوگ اُن کے پیچھے ہو گے!!"

امام اعظمؒ کی برتری فرمایا "حضراتِ صحابہ سب کامل تھے۔ حضرت امامِ اعظم (ابو حنیفہؒ) تبع تابعین میں تھے۔ اپنے بچپنے میں آپ کو ایک ساعت، حاضری، ایک تابعی (صحابہ کو دیکھنے والے) کی نصیب ہوئی تھی۔ اس وجہ سے آپ کا فخر تمام آئمہ مجتہدین پر ہے"۔

اوّل اور آخری صف فرمایا "خادم علی نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک بہت بڑا میدان، نمونۂ میدانِ حشر یا قیامت ہے۔ ہمارے حضرت والد ماجدؒ کو دیکھا کہ آگے آگے تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور آپؒ کے پیچھے آپ کے مریدین ہیں۔ اس (صف) کے بعد انہوں نے ہیں اور ہمارے مریدین کو دیکھا، کہ ہمارے حضرتؒ کے مریدین کے پیچھے ہیں"۔ فرمایا کہ آخر کار تم لوگ ان لوگوں کے پیچھے ہو آگے نہیں پس ان لوگوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا۔ اگرچہ تم لوگ ہوشیار اور لکھے پڑھے ہو اور وہ اُمّی ہیں لیکن وہ تم لوگوں سے بہتر ہیں یہ بات ہمیں بہت زمانہ کے بعد معلوم ہوئی۔

ادب و تعظیم بزرگان

ادب و تعظیم طریقت و تصوف یکسر راہِ ادب و تعظیم ہے۔ ہر زمانہ میں حضرات بزرگان دین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تعلیمِ ادب میں اصرار و اہتمام فرمایا ہے۔ ادب کو محمود اور ہر ایک سوءِ ادب کو مذموم ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومؒ نے فرمایا ہے ؎ "بے ادب محروم گشت از فضل رب"۔ اس باب میں دربار عالی میں جو ارشادات ہوئے، اور اس بندۂ درگاہ کو پہنچے۔ بندگانِ خدا علی الخصوص سالکینِ طریقت کی نفع رسانی کے خیال سے لکھے جاتے ہیں۔

Marfat.com

اقسامِ ادب فرمایا "ایک ادب عوام کا ہوتا ہے - ایک ادب خواص کا - اور ایک ادب خواص الخواص کا (سالک کا) جو مقام ہوگا، ویسا ادب اللہ کی رحمت سے قلب میں پیدا ہو جائے گا۔

صحابہ کا طریقِ ادب فرمایا " حضرت صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے (بارگاہِ رسالت) کے ساتھ آداب وتعظیم و محبت کے واقعات جو کتابوں میں (مستند اور صحیح روایتوں کی شکل میں) مذکور ہیں - اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضراتِ صحابہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام احترام سلاطین سے بڑھ کر کیا کرتے تھے - بلکہ حضراتِ صحابۂ کرام تو آپ پر جان قربان کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے - جیسا کہ کتاب تیسیر الوصول الی جامع الاصول کی حدیث مطول (متعلق) غزوۂ حدیبیہ میں، عروہ بن الزبیر سے مروی ہے - کہ عروہ بن مسعود مقام حدیبیہ میں کفارِ مکہ کی طرف سے امیر وفد ہو کر آں حضرت (روحی فداہ) کی خدمت میں حاضر ہوا - اور اس نے دربارِ رسالت کے آداب - اور حضرات صحابہ کے تعظیم و محبت کے طریقے، اور ان کی جان نثاری اور جان بازی کے حالات دیکھے تو وہ حیرت میں رہ گیا - اور واپس جا کر اُس نے حلف کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے بیان کیا۔

حدیث فرجع عروۃ الی اصحابہ، فقال ای قوم واللہ! لقد وفدت علی الملوك دوفدت علی کسریٰ وقیصر والنجاشی واللہ ان رأیت ملکا قط یعظمہٗ اصحابہ ما یعظمہٗ اصحاب محمد۔ محمدًا واللہ ان یتنخم نخامۃً، اِلّا وقعت فی کف رجل منہم فدلك بہا وجہہ، وجلدہٗ واذا امرھم ابتدروا امرہ۔ واذا توضأ کادو ایقتتلون علی وضوئہ۔ واذا تکلم خفضوا اصواتہم عندہٗ۔ وما یحدون النظر الیہ تعظیما لہ !!

ترجمہ حدیث جب عروہ اپنی قوم کی طرف لوٹا تو اس نے اپنی قوم سے کہا۔ اے قوم! خدا کی قسم میں بے شبہ بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں - اور کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کے دربار میں دیکھے ہیں - خدا کی قسم، میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا - کہ اس کے اصحاب، اس کی ایسی تعظیم کرتے ہیں جیسی تعظیم کہ اصحاب محمد - محمد صلعم کی کرتے ہیں - خدا کی قسم (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بلغم نہیں تھوکتے ہیں - مگر یہ کہ (آپ کے) اصحاب اُسے اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں - بس (لینے والا) اُس فضلۂ دہن (مبارک) کو (تبرکاً) اپنے چہرہ پر، اور بدن پر مل لیتا ہے - جب آپ کوئی حکم کرتے ہیں تو (آپ کے صحابی) اس کی بجا آوری میں جلدی کرتے اور (دوڑ پڑتے ہیں) اور جب آپ وضو فرماتے ہیں - تو ماء مغسول وضو (آبِ وضو) کو زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ اُس کے (ہاتھوں ہاتھ) لینے کے لئے (یکبارگی) ہجوم کرتے - اور ایک دوسرے پر (اس طرح مضطربانہ و بے قرارانہ) سبقت کرتے ہیں - کہ اندیشہ ہوتا ہے (اُس تبرک کے لئے) قتل ہو جائیں گے اور جب آپ کلام فرماتے ہیں، تو آپ کے قریب کے اصحاب اپنی آوازیں پست کر دیتے ہیں (تاکہ ان کی آوازیں آوازِ حضور سے اونچی نہ ہونے پائیں) اور یہ (اصحاب ہیبت محبت اور فرط) تعظیم سے آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے ہیں۔

عـــہ نیز ملاحظہ ہو زرقانی ج ۲ ص ۱۹۳)

Marfat.com

صحابۂ کرام کے تعظیمی واقعات کا ثبوت، دیگر احادیث سے

(۱) ایک بار، حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرِ اقدس کو حضرت امیر المومنین مولیٰ مشکلکشا علی علیہ السلام کے زانو پر رکھے ہوئے استراحت فرما رہے تھے، کہ (سورج غروب ہونے اور) نمازِ عصر کا وقت اختتام پر پہنچنے لگا (قریب تھا، کہ جناب امیر المومنینؑ کی نماز قضا ہو جائے) مگر آپ نے حضرت رسالت مآبؐ کی رعایت ادب سے نمازِ عصر کا قضا کرنا بہتر تصور فرمایا۔ اور اپنے زانو سے آپ کا سر مبارک نہ ہٹایا، کہ مبادا اس جنبش سے حضورؐ بیدار ہو جائیں۔ (۲) آن حضرت روحی فداہٗ مقام حُدیبیہ میں تھے، کہ آپ کے حکم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ کفار نے کہا، کہ ہم آنحضرتؐ کو داخلۂ مکہ کی اجازت نہیں دیں گے۔ تم آ گئے ہو۔ اس لئے تمہیں اجازت ہے کہ عُمرہ کر لو۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا، کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر عمرہ نہ کروں گا۔ (اب مقامِ غور ہے کہ) نمازِ عصر کا پڑھنا فرض ہے، اور طواف صرف بیت اللہ کے دیکھ لینے سے واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن ان دونوں جلیل القدر اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک نے تو آپؐ کی رعایت ادب سے فرض کا قضا ہونا، دوسرے نے واجب کا ترک ہونا گوارا کر لیا! (۳) جان کا بچانا بھی فرض ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہنگام ہجرت اسے تو برداشت کر لیا، کہ زہریلے جانور کے کاٹنے سے جان جاتی رہے۔ مگر اسے گوارا نہ کیا، کہ ذرا جنبش و حرکت کریں اس خوف سے، کہ آنحضرت روحی فداہ، جو جناب صدیق اکبر کے زانو پر سر اقدس رکھے ہوئے۔ خواب استراحت میں تھے، اُن کے حرکت کرنے سے کہیں بیدار نہ ہو جائیں)۔ (۴) ایک صحابیؓ نے آپؐ کی دعوت کی اور بکری ذبح کی اُن کے لڑکوں نے اسے دیکھا۔ اور باپ کی نقل کرتے ہوئے بکری کی بجائے ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو ذبح کر ڈالا۔ مگر ان صحابی نے اس حادثۂ موت کو پوشیدہ رکھا۔ کسی کو خبر نہ ہونے دی، کہ محبوب خدا اس گھر میں تشریف لا رہے ہیں۔ اس حادثہ کی اطلاع ہوگی، تو آپ کے قلب مبارک پر صدمہ گذرے گا۔ اور آپ کے تشریف لانے کی خوشی میں ہلاکت اولاد کی مطلق پروا نہ کی۔ اور آپ کی رعایت ادب میں فرق نہ آنے دیا۔ یہ تھا حضرات صحابائے کرام کا ادب، کہ دنیا میں اس سے بڑھکر رعایت ادب کی مثال نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ حدیث شریف میں تصریح کے ساتھ موجود ہے (آخر اس گھر میں آپ تشریف لائے۔ اور آپؐ سے احیائے موتیٰ کا معجزہ، قدرتِ کاملہ الٰہیہ سے ظہور میں آیا)۔ (۵) دربارِ رسالت میں ادب حضراتِ صحابہ کی یہ شان تھی، کہ آپ کے سامنے حضراتِ صحابہ اسطرح بے حس و حرکت بیٹھے رہتے تھے، کہ پرندے آن کر اُن کے سروں پر بیٹھ جاتے تھے۔ آنحضرتؐ کی طرف پیٹھ نہیں کرتے تھے۔ اور آپ کے جسم پاک کو بے وضو نہیں چھوتے تھے۔ (۶) آپ حجامت فرماتے تو صحابہ آپ کے موئے مبارک، اور ناخن شریف زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے۔ ان تبرکات کو (بغایت تعظیم و احترام) اپنے پاس رکھتے تھے۔" (۷) ارشاد فرمایا۔" دمِ مسفوح (خون) کی حرمت قرآن مجید سے

Marfat.com

ثابت ہے، مگر باستثنائے دمِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ وہ پاک ہے۔ اسکا اثبات کیونکر ہوا؟ تعالیٰ سے!۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ایک روز حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنا لگوایا۔ اور جسم اطہر سے جو خون نکلا، وہ ایک پیالہ میں لے لیا گیا۔ آپؐ نے یہ پیالہ ایک صحابی کو دے کر فرمایا کہ اِسے ایسی جگہ ڈال دیا جائے۔ جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ یہ صحابی تھوڑی دور چلے۔ اور ٹھہر گئے۔ چاروں طرف دیکھا، اور پھر فوراً اُسے پی لیا۔ اور آ کر عرض کی، یا رسول! مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی۔ جہاں لوگوں کی نظر اس خون پر نہ پڑتی۔ اس لئے میں نے اُسے پی لیا (کہ یہاں ہر نظر سے محفوظ ہو جائے گا) آپ نے سُنا، اور کچھ نہ فرمایا! حالانکہ فضلات (شریعت) میں نجس ہیں۔ لیکن فرطِ محبت میں پاک ہو گئے"۔ (مثل اس کے اور بہت واقعات ادب احادیث شریف میں مذکور ہیں)۔ ارشاد ہوا۔ "یہ سمجھ لو، کہ انبیاء اپنی اُمت سے، اور اولیاء اپنے مریدوں سے ازدیادِ اعتقاد و محبت کے خواہاں ہیں۔ اس لئے امور ممنوعہ جو بعض صحابہ سے فرطِ محبت میں صادر ہوئے اُن پر آپؐ نے کسی قسم کا تشدد نہیں فرمایا۔ (کہ مقصود حضراتِ صحابہ ادب و تعظیم تھی)

مرتبہ بقدر محبت و اعتقاد ہے | جس اُمتی کو اپنے نبی سے، اور جس مرید کو اپنے پیر سے اعتقاد و محبت زیادہ ہوتی ہے۔ اُس کا درجہ (بقدر ترقی محبت و اعتقاد) خدا کے یہاں بڑھتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ وہ مقبول (اور محبوب بارگاہِ کبریا) ہو جاتا ہے۔ (سیر الاولیاء میں حضرت محبوب الٰہیؒ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ جناب سلطان المشایخؒ نے اندازۂ محبت خدا کی میزان، محبت شیخ کو فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؒ کے الفاظ مبارک یہ ہیں کہ "مرید را محبتِ حق جل و علیٰ بر اندازۂ پیر خود حاصل می شود" یعنی مرید کو حق تعالیٰ بزرگ و برتر کی محبت اپنے پیر کی محبت کی مقدار سے ہی حاصل ہوتی ہے سالک کو جتنی اپنے شیخ سے محبت ہے، اِسی قدر خدا سے محبت ہے)

"حضراتِ انبیاء علیہم السلام (بندوں کا) خدا سے علاقہ پیدا کرنے کے لئے، اور انھیں مقبول بنانے کے مبعوث ہوئے تھے!۔ حقیقتۃً جیسا ادب اور جیسی محبت و تعظیم کہ صحابائے کرام نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہے۔ آج تک دنیا میں کسی امتی نے اپنے نبی کی اور کسی مرید نے اپنے شیخ کی نہیں کی اور نہ آیندہ امید ہے (کہ دنیا میں کسی ہستی کی اسدرجہ تعظیم ہو گی)"

اِن واقعات سے یہ امر بخوبی ثابت ہے۔ کہ محبت و اعتقادِ شیخ (برحق) میں جہانتک مبالغہ کیا جائے کم ہے۔ حضرت مولانا رومؒ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

از خدا خواہیم توفیقِ ادب | بے ادب محروم گشت از فضلِ رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد | بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد!

آدابِ شیخ | اداب شیخ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ مرید کو چاہیئے، کہ اپنے شیخ کی خدمت میں باوضو رہے۔ جو

Marfat.com

شیخ کی جانب سے ارشاد ہوا۔ اُسے گوشِ ہوش کے ساتھ سُنے۔ اگر شیخ کوئی سیال یا رقیق شے، مثلاً پانی یا شربت یا چائے تبرکاً عطا فرمائیں تو اس کو اسی وقت شیخ کے روبرو کھڑے ہوکر پی لے۔ چار چیزیں ہیں جنھیں تعظیماً کھڑے ہوکر پینا چاہیئے۔ (۱) آبِ زمزم (۲) سبیل کا پانی (۳) آبِ بقیۂ وضو (۴) اور پیر مرشد کی عطا کی ہوئی سیال (رقیق) شے۔"

پیر کا ادب فرمایا حجرِ اسود کو ایک ہاتھ سے نہ چھونا چاہیئے۔ اور بیت اللہ کو بھی۔ اور پیر و مرشد کے جسم کو بھی۔ اِن سب کو۔ دونوں ہاتھوں سے چھونا چاہیئے۔ بیت اللہ اور پیر و مرشد کی طرف پیٹھ کرنی منع ہے۔ بے وضو نہ قرآن کو چھونا چاہیئے۔ نہ پیر و مرشد کے جسم کو۔ اگر پیر کوئی جامہ یا کپڑا مرید کو عطا فرمائے۔ تو مرید کو چاہیئے کہ اس کو شیخ کے روبرو اسی وقت ایک بار پہن لے۔ شیخ اگر کوئی دعا مرید کو تعلیم فرمائے۔ تو اُسے ایک بار شیخ کے روبرو پڑھے اور پھر یاد کرکے سنادے۔ پیر و مرشد سے سوال بہت کم کرے۔ محض ضرورت کے مادّہ میں اُن سے پوچھے۔ اور کچھ طلب نہ کرے۔ اگر مرید (کسی تعلیم کے) لائق اور قابل ہوگا۔ تو پیر مجبوراً اُسے تعلیم کرے گا یہ (حضراتِ مشائخ) اپنے فرائض کو خوب جانتے ہیں۔" ع نیست نسیان و فراموشی بہ ذاتِ پاکِ دوست!۔

ہمارے ایک پیر بھائی نہایت مقدس تھے۔ ایک دفعہ انھوں نے حضرت پیر و مرشد قدس سرّہٗ سے کوئی بات دریافت کی، آپ نے فرمایا۔ ابھی تم نہ سمجھو گے، اور (وہ بات) نہیں بتائی۔ وہ کہتے تھے۔ کہ پھر میں نے کچھ دریافت نہ کیا۔ اور دنیاوی کاموں کے لئے پیر کو دق نہ کرے۔ دنیاوی کام رسمِ دنیاوی کے مطابق جو مناسب سمجھ میں آئے (حکم خدا اور رسول کے مطابق) کرلیا کرے، اس کے لئے پیر کو تکلیف نہ دے، بس اطلاع دے کر طالبِ دعا ہو۔"

خدمتِ شیخ میں تحفہ فرمایا۔" یہ بھی آدابِ شیخ سے ہے۔ کہ جب خدمتِ شیخ میں حاضر ہو، تو کوئی چیز تحفہ اور نذر کے طور پر خدمتِ شیخ میں لے جائے۔ ایک **حکایت** بیان فرمائی۔ کہ ایک بزرگ کے مرید نہایت غریب آدمی تھے، اور انھیں اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ذوق بھی تھا۔ اور آدابِ شیخ سے بھی واقف تھے۔ غربت کی وجہ سے تحفۃً اور ہدیۃً کوئی چیز اپنے شیخ کی خدمت میں نہیں لاسکتے تھے۔ اور خالی ہاتھ آنے کو خلافِ ادب بھی سمجھتے تھے۔ پس انھوں نے (یہ طریقہ اختیار کیا) کہ کلوخِ استنجا بنالئے۔ جب خدمتِ شیخ میں حاضر ہوتے، تو مٹی کے یہ ڈھیلے لے آتے۔" اُن کی طرف سے یہی نذر مقبول تھی)

خدمتِ شیخ میں جاہل ہوکر رہنا فرمایا شیخ کے سامنے اپنے آپ کو جاہل سمجھنا یہ بڑی بات ہے۔"

مرید بے چون وچرا ایک حکایت ارشاد فرمائی۔" ایک طالب علم تھے، جو ایک بزرگ کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادہ سے گئے۔ انھوں نے فرمایا۔ ہم لوحِ محفوظ میں دیکھ کر کہتے ہیں۔ کہ تمہارا نام ہمارے مریدوں میں

Marfat.com

نہیں ہے۔ مولانا عبدالرحیم کے مریدوں کے زمرہ میں ہے۔ یہ طالب علم مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا بہت بڑے عالم بھی تھے، انھوں نے طالب علم سے پوچھا۔ کہ آپ نے حضرت سرورِ کائنات صلعم کو دیکھا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ، نہیں دیکھا! اس سوال و جواب کے بعد مولانا نے فرمایا، اچھا بیت المقدس میں جاؤ، اور حضرت سرورِ کائنات کو دیکھ کر چلے آؤ۔ طالب علم فوراً روانہ ہوگئے۔ اور یہ دریافت نہیں کیا۔ کہ حضرتؐ کی پیدایش تو مکہ معظمہ میں ہوئی۔ اور وفات مدینہ منورہ میں۔ آپ مجھے بیت المقدس میں کیوں بھیج رہے ہیں؟ وہ سیدھے بیت المقدس میں پہنچے۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے جس مسجد کو جنوں اور دیوؤں سے بنوایا تھا، اُس میں گئے۔ جوں ہی اس مسجد میں قدم رکھا ان پر انکشاف ہوگیا۔ اور دیکھا کہ عرش و کرسی سب جگہ حضرت سرورِ کائنات جلوہ افروز ہیں۔ جب ہی تو کسی نے کہا ہے ؏ محمدؐ سرِ وحدت ہے کوئی رمز اسکی کیا جانے؟"

قطبِ وقت کا ادب "پیر و مرشد (اگر) قطب وقت (ہے۔ تو اُس) کے سامنے کتاب کا دکھانا گناہ ہے" فرمایا ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے حضرت عمر فاروق نے ایک کتاب پیش کی اور عرض کیا کہ اس میں بہت اچھی اچھی باتیں لکھی ہیں۔ پھر اس کتاب (توراۃ) میں سے پڑھنا شروع کردیا۔ آنحضرتؐ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا۔ حضرت ابوبکر صدیق بھی اُس وقت خدمت پاک میں حاضر تھے۔ انھوں نے چہرۂ مبارک کو دیکھا سمجھ گئے۔ کہ آپ ناراض ہیں (اور پسند نہیں فرماتے۔ کہ آپ کے اُمتی آپ کے سامنے کتاب پیش کریں) اس حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اے عمر کیا کرتے ہو؟، اور دونوں نے کھڑے ہوکر اور ہاتھ باندھ کر آپ سے معافی کی خواستگاری کی۔ آنحضرت صلعم روحی فداہ نے فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے، تو آج وہ بھی ہماری پیروی کرتے! (عہدِ رسالت کا یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا) قطبِ وقت کے روبرو کتاب پیش کرنی اور دلیل و اقوال کو دکھانا (طریقت میں) منع ہے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے، کہ وہ تو لاعلم ہیں" (معاذاللہ ہم نے معلوم کرایا) اور پھر یہ شعر پڑھا ؎

اپنے مولیٰ کے قدم کے سایہ کے نیچے جیوں اور مرنا ہو، تو اُن کے آستانہ پر مروں
زندگی و موت ہو اُن کی رضا کے واسطے

قطبِ وقت کی ہر چیز کا ادب سیر الاولیا میں ہے۔ کہ عوارف کا ایک نسخہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر کے پاس تھا۔ اور آپؒ عوارف میں سے کچھ فوائد بیان فرمارہے تھے۔ بیان کرنے میں کچھ آپ کو تکلف ہوا۔ (حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں کہ) میں نے عوارف کا ایک اور نسخہ شیخ نجیب الدین متوکل کے پاس دیکھا تھا، مجھے وہ فوراً یاد آگیا، اور حضرتؒ کی خدمت میں عرض کیا، کہ شیخ نجیب الدین متوکلؒ کے پاس صحیح نسخہ ہے۔ میری یہ بات حضرتؒ کے قلب مبارک پر گراں گذری۔ ایک ساعت کے بعد زبان مبارک پر جاری ہوا

Marfat.com

کہ اس سے شاید یہ مراد ہے کہ درویش کو غلط نسخہ کے صحیح کرنے کی قوت نہیں ہے۔ (حالانکہ) مجھے اس بات کا خیال تک نہ تھا، کہ یہ الفاظ آپ کس کے حق میں فرما رہے ہیں۔ کیونکہ میں نے یہ بات اگر قصداً کہی ہوتی تو اپنے اوپر گمان لے جاتا جب آپؒ نے دو تین بار یہی الفاظ فرمائے تو × × × میں جھٹ اٹھا، اور سر برہنہ کر کے حضرتؒ کے قدموں میں گر پڑا۔ اور عرض کیا خدا کی پناہ! جو میری یہ مراد ہو۔ میں نے تو مخدوم کے کتب خانہ کے نسخہ کو دیکھا تھا، لہٰذا اس کی بابت گذارش کی۔ اسکے سوا میرے دل میں اور کوئی بات نہ تھی۔ ہر چند میں نے معذرت کی، لیکن آپ کے چہرۂ مبارک کی اسی طرح نارضامندی کا اثر دیکھتا تھا، اور میں وہاں سے اُٹھ کر روتا ہوا باہر آیا۔ جس غم واندوہ کا لشکر مجھ پر اس دن ٹوٹ پڑا تھا ایسا غم واندوہ کسی کو نہ ہو۔ میں نہایت ہی بے قراری اور حیرانی کی حالت میں چلتے چلتے ایک کنوئیں پہنچا، جی میں آیا کہ اپنے تئیں اس کنوئیں میں ڈال دوں۔ مگر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس طرح مرجانا آسان ہے لیکن × × × (نارضامندئ شیخ کی) تلافی نہ ہوگی۔ حضرتؒ کے ایک فرزند خواجہ شہاب الدین تھے، انھوں نے میرے معاملہ کو ایک نہایت بہتر اور موثر طریقہ پر پیش کیا۔ ارشاد ہوا بلالو! میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ بہت کچھ شفقت و مہربانی فرمائی۔ دوسرے دن خلعتِ لباس خاص سے مجھے مشرف فرمایا۔ اور یہ بھی ارشاد ہوا۔ کہ میں نے یہ باتیں تمہارے کمالِ حال کے لئے کی تھیں، کہ پیر مرید کے لئے مشاطہ ہے!۔ (حضرت محبوب الٰہیؒ نے اِس طرزِ ادب شیخ کی تعلیم فرمائی ہے۔ نیز یہ کہ شیخ قطبِ وقت کی ہر چیز کا ادب چاہیے بے ادبی اُس کی کسی چیز کی روا نہیں ہے۔

عظمتِ شیخ کے جاننے والے ہمارے حضرتؒ نے فرمایا۔ "تم لوگ پیر و مرشد کی حقیقت کو بھلا کیا سمجھ سکتے ہو حضرت مولانا روم و حضرت خواجہ اویس قرنیؒ حضرت امیر خسروؒ یہ حضرات تھے، جنھوں نے عظمتِ شیخ کو جانا تھا ؎

ہوں اویسؒ قرنی و یا خسروؒ مولائے روم — جانتے یہ لوگ تھے، بے شبہ عظمت پیر کی

فرمایا! "جس کو پیر و مرشد مل گئے۔ اُسے دنیا میں کس چیز کی ضرورت ہے؟!"

عرفان خدا کے بعد عرفان شیخ فرمایا۔ "جب ہم نے اپنے پیر و مرشد کا چہرہ دیکھ لیا، تو ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں رہی۔ ہم نے صاحب میاں کے باپؒ کہا کہ خدا کو پہچان کر پھر پیر کو پہچاننا ہوتا ہے، (یہ سیر من اللہ کی طرف اشارہ فرمایا یعنی سالک جب سیر الی اللہ سیر فی اللہ طے کر کے واصل بالحق ہوا۔ اس وقت کامل طریقہ سے اس کو حقیقت شیخ کا انکشاف ہوتا ہے۔ ؎

دربشر روپوش گشت است آفتاب — فہم کن، واللہ اعلم بالصواب)

خدمت اقدس میں بعض مریدین کے واقعات، جن پر نصیحت فرمائی گئی آپؒ کے ایک مرید صاحب ایک بار وضو کر رہے تھے۔ اُس وقت آپؒ اس طرف تشریف لے آئے۔ یہ مرید صاحب اہتمام وضو میں مشغول تھے

Marfat.com

تعظیماً کھڑے نہیں ہوئے، اور آپؒ اُن سے باتیں کرتے رہے۔ اسی حال میں ان کا وضو تمام ہوا۔ اور اس وقت اس مسئلہ میں آپ نے کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ ایک روز آپ کے یہ مرید اور دوسرے بہت سے لوگ، جبکہ آپ خاصہ تناول فرما رہے تھے۔ دسترخوان پر حاضر تھے، کہ طشت و آفتابہ ہاتھ دھونے کے لئے لایا گیا۔ پہلے حضرتؒ قبلہ کے دست پاک دھلوائے گئے۔ اس کے بعد اُن مرید صاحب کا نمبر آیا۔ مگر اسی دسترخوان پر ان کے ایک استادِ مکرم بھی ان سے کچھ فاصلے پر موجود تھے۔ حضرتؒ قبلہ نے ہاتھ دھلانے والے سے فرمایا۔ شاگرد سے پہلے استاد کے ہاتھ دھلوانا تعظیماً وادباً مناسب ہے۔ مولوی عبداللطیف صاحب اِن کے استاد ہیں۔ پہلے ان کے ہاتھ دھلواؤ۔ پھر یہ حکایت ارشاد فرمائی کہ "ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت امام زفر وضو کر رہے تھے۔ اِن کے استاد حضرت امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ مگر امام زفر اتمام وضو میں مشغول رہے۔ اپنے استاد حضرت امام اعظمؒ کی تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوئے خیال کیا کہ وضو کو پورا کر لیں، اس کے بعد تعظیم کو اٹھیں۔ چنانچہ وضو پورا کرنے کے بعد اُٹھے۔ صاحبین اور امام زفر یہ سب امام اعظم کے شاگرد ہیں۔ یہ بہت بڑے مرتبے کے فقیہہ اور مجتہد ہوئے۔ مگر صاحبین کو زیادہ مقبولیت ہوئی اور اقوال صاحبین مفتی بہ قرار پائے۔ اور امام زفر کے اقوال غیر مفتی بہ رہے۔ حالانکہ یہ بھی بڑے فقیہہ اور مجتہد تھے اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ امام زفر سے چونکہ وقت وضو اپنے استاد حضرت امام اعظم کی ترک تعظیم ظاہر ہوئی اس لئے اُنھیں مقبولیت نہ ہوئی۔ اور ان کے اقوال غیر مفتی بہ رہے۔ اب یہ مرید صاحب اپنی غلطی پر آگاہ ہوئے کہ اتمام وضو کی بجائے ان کو تعظیم بجالانی تھی۔

خدمت شیخ میں اپنے آپ کو فقیر حقیر نہ لکھے ایک شخص نے بانس بریلی سے خط بھیجا، اس میں اپنے نام کے ساتھ لفظ "فقیر حقیر" لکھا تھا۔ اس پر ارشاد ہوا" تعلیماً ان کو لکھ دیا جائے۔ کہ یہ سب الفاظ مشائخ، اور اپنے شیخ کی خدمت میں لکھنے زیبا نہیں ہیں" "بندۂ درگاہ" (یا مثل اسکے دوسرے الفاظ وہ بھی بے ساختہ اور) بے تکلف لکھا کریں (تکلف اور بناوٹ سے ایسے الفاظ بھی نہ لکھیں) بدیع العالم بھی اپنے آپ کو "فقیر حقیر" لکھا کرتے تھے (جبکہ یہاں خط بھیجتے تھے) ہم نے انھیں بھی سمجھا دیا تھا!"

آداب شیخ میں بناوٹ نہ ہو مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب مرحوم کا ایک عریضہ خدمتِ مبارک میں پیش ہوا تھا، جو انھوں نے اپنے قلم سے لکھ کر روانہ کیا تھا۔ اُس میں صرف **مولائے من** کا لفظ بطور القاب لکھا تھا کوئی اور لفظ نہ تھا۔ اسے آپؒ نے پسند فرمایا، ارشاد ہوا" حکیم صاحب کے اس لکھنے میں سادگی ہے، بیساختہ پن ہے تکلف اور بناوٹ نہیں ہے، اور اس سے بوئے سوختہ جگری آتی ہے! پیر کو مولیٰ سمجھنا یہی سب کچھ ہے۔ اور بڑی بات ہے۔ ذرہ بھلا آفتاب کی حقیقت کو کیا جان سکتا ہے۔ اور ذرہ آفتاب کی کیا توصیف (اور کیا مدح وثنا) کر سکتا ہے بس ع

Marfat.com

بقطرہ کے خبر منتہائے بحرعمیق بذرہ کے نظر اوج مہر عالمتاب

آداب شیخ کی رعایت برادران طریقت کے باہمی برتاؤ میں لازمی ہے

دربار شریف میں ایک دفعہ ایک پیر بھائی نے اپنے دوسرے پیر بھائی کو اپنی ٹوپی اور اپنا کرتہ تبرک کے طور پر دیا، خدمت اقدس میں اس واقعہ کی اطلاع کی گئی، تو آپ نے اسے ناپسند فرمایا، اور ٹوپی اور کرتہ دینے والے سے تعلیماً ارشاد ہوا "کیا سمجھ کر دیا؟ کیا تم نے اپنے آپ کو اس قابل سمجھا" (کہ تمہاری کوئی چیز تمہارے پیر بھائی کے لئے تبرک ہو جائے؟)۔ اور لینے والے سے فرمایا! "تم نے کیوں لیا!" اس کے بعد ارشاد ہوا "خلفا اگر کسی کو کچھ دیں، تو یہ اور بات ہے" منشا لے مبارک سے سمجھ میں آیا، کہ اس قسم کے افعال جن سے اپنی بزرگی کا کسی طرح اظہار ہوتا ہو، برے افعال ہیں، اور بارگاہ شیخ میں ایسے افعال ظاہر ہونے، یہ بات خلاف ادب ہے، اور ایسے پندار اور خودنمائی کا مذموم ہونا تو بہر حال ظاہر ہے۔

خدمتِ شیخ میں بے محل لفظ نعوذ باللہ نہ کہو

فرمایا "مولوی امید اللہ (مرشد آبادی) نے ایک دفعہ ہمارے سامنے بے محل اور بے موقع کہا اعوذ باللہ (شیطان سے اللہ کی پناہ) ہم نے کہا آپ کا کہنا بے محل تھا، اور آپ نے بے موقع کہا۔ ہم نے انھیں حدیث شریف پڑھ کر سنائی، انھوں نے غیر مقلدین کے یہاں پڑھا ہے۔ اور پڑھایا بھی ہے۔ اس لئے حدیث سے ان کو اچھی واقفیت ہو گئی ہے، ہم نے کہا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ازواج مطہرات میں سے) فلاں بی بی کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت انھوں نے اعوذ باللہ پڑھا۔ (اس ترک ادب پر آپ نے یہ کیا کہ انھیں) آپ نے طلاق دیدی۔ آپ کا طلاق دینا اُن کے لئے (ظاہر ہے کہ) کتنی بڑی اور کتنی بری بات ہوئی۔ ہم نے اور بھی دلیلیں بیان کیں، اور کہا اگرچہ قرآن مجید میں اعوذ باللہ کا پڑھنا وارد ہوا ہے۔ لیکن ان بی بی) کا پڑھنا بے محل تھا۔ استغفار پڑھنے کو ہم بھی بتلاتے ہیں۔ (اور ہر نماز کے بعد سید الاستغفار کا پڑھنا، ہمارے معمولاتِ مشائخ سے ہے) مگر مولوی امید اللہ کا پڑھنا بے محل اور بے موقع تھا!" (اس ارشاد سے معلوم ہوا۔ کہ روبروئے حضرت شیخ بے محل اعوذ باللہ نہ پڑھا جائے کہ ترک ادب ہے)۔

شیخ کی خدمت میں سینہ زنی نہ کرو

آپؒ کی خدمت میں آپؒ کے ایک مرید نے اپنے ایک پیر بھائی کے قصور کی معافی مانگتے ہوئے بہت گریہ و بکا کی، اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سینہ کوٹا۔ ارشاد ہوا "فقیر کو بس اپنی ذات کا خیال چاہیئے نہ کہ دوسرے کا، تم نے ہمارے سامنے دوہتڑ کا ہاتھ اپنے سینہ پر مارا کیا تمہیں یہ خیال نہیں، کہ یہ فعل خلاف شرع ہے!" (اس ارشاد کا یہ منشا معلوم ہوتا ہے۔ کہ شیخ کے روبرو افعال خلاف شرع ترک ادب ہیں! اس میں دو مصیبتیں ہیں، ایک فعل خلاف شرع کا گناہ، دوسرے ترک ادب شیخ کا وبال)

امرِ خلاف شریعت پر ناراضی

ایک بار حضوری میں مجلس سماع برپا تھی، قوال نے ایک غزل گائی جس میں

Marfat.com

مضمون آداب شریعت کے خلاف تھا۔ فی الفور موقوفیٔ سماع کا حکم ہوا، اور محفل سے اٹھ کر آپ اسی وقت حجرہ شریف میں تشریف لے گئے۔ بعد میں نصیحتاً ارشاد ہوا "ایسی غزل جو خلافِ آدابِ شریعت ہے، ہمارے روبرو کیوں گائی گئی تمہیں خیال نہیں (کہ مدح شیخ بھی دائرہ شریعت وطریقت سے باہر نہ ہونی چاہیئے) ہماری طبیعت خراب اور بدمزہ ہو گئی" وہ قوال بہت نادم ہوئے۔ آئندہ معافی کی خواستگاری کی۔ آپؒ نے آئندہ کے لئے نصیحت فرمائی اور معاف کر دیا۔

تعظیم شیخ اپنے اپنے ذوق کے موافق ہو

ایک شخص دربار شریف میں لوگوں کو پیرومرشد کی تعظیم وادب کے دستور و قاعدے، اپنے ذوق کے مطابق بہت اصرار اور شد ومد سے بتلایا کرتے تھے، وہ لوگوں سے کہتے کہ احاطۂ خانقاہ شریف میں جوتی پہن کر چلنا بے ادبی ہے، لوگ جوتیاں پہن کر اس احاطہ میں نہ چلا کریں۔ پابرہنہ چلا کریں۔ اس پر ارشاد ہوا "یہاں کوئی کسی کو کسی بات کے لئے منع نہ کرے۔ تم جس طرح چاہو (موافق شریعت وطریقت) اپنے پیرومرشد کی تعظیم کرو۔ دوسرا جس طریقہ سے چاہے، (دائرۂ شریعت وطریقت میں رہ کر) اپنے شیخ کا احترام کرے۔ (یہاں کسی پر کوئی اپنا حکم جاری نہ کرے، نہ اپنے ذوق کی پابندی دوسروں سے کرائے) ایک حکایت ارشاد فرمائی۔

ایک نگاہ نے پرندہ کو مارا

اجمیر شریف کا واقعہ ہے، کہ ایک بزرگ، صاحبِ تصرف! حضرت خواجہ بزرگ رضؓ کے مزار شریف کے سامنے حاضر تھے۔ انھوں نے دیکھا، کہ ایک پرند گنبد مبارک پر آکر بیٹھ گیا۔ یہ انھیں ناگوار گذرا۔ اور جی میں خیال کیا کہ یہ جانور بے ادب ہے، اور پھر اس جانور کو ایک تیز نگاہ سے دیکھا، ان کے تصرف سے وہ جانور مر کر فوراً نیچے گر پڑا مگر (نتیجہ یہ ہوا کہ) ان بزرگ کا حال سلب ہو گیا۔ (روحانیتِ حضرت **خواجہ غریب نوازؒ** سے) ارشاد ہوا۔ "کہ تم کون تھے؟ کہ تم نے اس جانور کی نسبت ایسا خیال، اور یہ تصرف کیا، وہ بھی ہمارے طالبین میں سے تھا، تم نے یہ کیا کیا؟"

سنتِ مشائخ سے تجاوز نہ ہو

اس حکایت کے بعد فرمایا "ہمارے حضرت والد صاحب قدس سرہٗ کے سامنے یہاں جو دستور (اور قاعدے) تھے۔ بدستور ہم اُن سب کو (برقرار) رکھیں گے۔ (نہ کمی ہونے دیں گے نہ زیادتی) ہمیں تو بس سنت پدری چاہیئے۔ ہمارے لئے وہ (سنتِ شیخ) ہی بہت اچھی ہے! ہمارے حضرت قدس سرہٗ کے وقت میں لوگ یہاں احاطۂ خانقاہ کے اندر جوتے پہنتے تھے، اب بھی پہنیں گے"۔ (انھیں کوئی ممانعت نہ کی جائے)۔

احاطۂ خانقاہ میں جوتی پہنی جائے

پھر آپؒ کا مریدوں کے لئے یہ ارشاد عام نافذ ہوا "جو لوگ کہ ہمیشہ جوتے پہننے کی عادت رکھتے ہیں احاطۂ خانقاہ میں جوتے پہنا کریں۔ جو ایسا نہ کرے گا۔ نافرمان ہو گا۔ البتہ دائرہ شریف (اندرون خانقاہ میں) لوگ جوتی پہن کر نہ آئیں۔ کہ بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ لوگ خانقاہ کے اندر مصلے کے بغیر فرش زمین پر ہی نماز پڑھ لیا کرتے ہیں۔ اور احاطۂ خانقاہ (بیرونی) کا یہ حال ہے۔ کہ یہاں گائے اور بکری وغیرہ جانور آتے جاتے ہیں۔ یہاں جوتیاں پہن کر چلنا چاہیئے۔ اور اجمیر شریف کی مثال یہاں اس لئے مطابقت نہیں رکھتی۔ کہ

Marfat.com

اجمیر شریف میں تمام احاطۂ درگاہ کا فرش پختہ ہے۔ اور صرف آیندگان و روندگان کے لئے ہے (یہاں ابھی فرش پختہ نہیں ہے) اور گائیں اور بکریاں بھی یہاں سے گذرتی ہیں) جس روز سے کہ یہ فرمان صادر ہوا۔ تمام لوگ اسوقت سے جوتیاں پہننے لگے۔

پیر بھائی پر غصہ نہ کرو آپؒ کے ایک خلیفہ کسی معاملہ میں ایک بار اپنے ایک مرید کی وجہ سے اپنے ایک پیر بھائی پر غصہ اور ناراض ہو گئے۔ آپؒ نے اشارتًا انھیں اس بات سے روکا مگر انھوں نے اس اشارہ و حکم کی تعمیل میں تاخیر کی غصہ اور ناراضی کی لہر گذر گئی۔ تب خاموش ہوئے۔ اس پر بعض غلاموں سے ارشاد ہوا۔

حضرت عمرؓ کا ادب ایک صحابی نے اہل عرب میں یہ مشہور کر دیا کہ حضرت سرور کائنات صلعم اس سال حج کا قصد و ارادہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ اسوقت آپؐ نے قصد سفر نہیں فرمایا تھا۔ جب بارگاہ رسالت میں یہ اطلاع پیش ہوئی، تو اس بات پر حضرت عمرؓ کو غصہ آگیا۔ اور انھوں نے کہا یہ شخص منافق ہے (جس نے ایسی غلط خبر لوگوں میں پھیلادی)۔ آنحضرتؐ نے فرمایا وہ منافق نہیں ہے، اِن الفاظ کا آپ کی زبان مبارک سے نکلنا تھا، کہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کا غصہ فورًا فرو ہو گیا۔ (زمانِ رسالت کا یہ واقعہ بیان کر کے ہمارے حضرتؒ نے فرمایا) "اگر شیخ غصہ کرنے سے روکے، اور جس بات سے غصہ پیدا ہوا ہے اس کا تدارک کر دے، تو مرید کا غصہ فورًا فرو ہو جانا چاہیئے، اگر ایسا نہ ہو تو اسکے یہ معنی ہوں گے کہ شیخ کا حکم نہیں مانا۔ اپنے مرید کی وجہ سے پیر بھائی کی بے تعظیمی کو (بزرگان سلف سے) کہاں دیکھا ہے؟ اگر تمہارا کوئی مرید کہے، کہ آپکے فلاں پیر بھائی نے آپکے بارہ میں ایسا کہا ہے، یا یہ کہ آپ کا فلاں پیر بھائی ایسا ہے، تو کہہ دینا، کہ وہ ہمارے پیر کے صحبت یافتہ ہیں۔ اور ہم کوئی حاکم نہیں ہیں۔ پس اُن کے بارہ میں ہم کوئی حکم نہیں کر سکتے"۔

تعظیم پسندی سے خبردار! فرمایا "تم لوگوں نے شیر کی تصویر دیکھی ہے، شیر (کے قہر و جاہ و جلال) کی حقیقت کو نہیں دیکھا ہے۔ (اس لئے شیر کا) ڈر اور خوف نہیں ہے۔ یعنی اولیاء اللہ کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہو) ہمیں بہت ڈر لگتا ہے، کہ جب تم اپنے پیر کی خدمت میں بے ادبی کروگے، تو یہ دیکھ کر تمہارے مرید تمھارے ساتھ ایسا ہی کرینگے تم لوگوں نے سمجھا ہے، کہ چلو وہاں جائیں، اور خوب شور و غل اور خوب مجلس کریں (کیا یہ ہی فقیری ہے؟) یاد رکھنا، کہ پیران طریقت کے ساتھ بے ادبی کرنے سے اللہ اور اللہ کے رسول ناراض ہو جاتے ہیں"۔

پیران عظام کی درگاہوں کا ادب ہم اگر کسی درگاہ پر گئے۔ تو اس طرح گئے کہ کسی نے جانا بھی نہیں، اور اپنے آپ کو ایسا سمجھا، اور ایسا ہی ظاہر بھی کیا۔ کہ وہاں جیسے کہ اور دس مرید اور غیر مرید حاضر ہیں، اُن میں سے ایک (مرید) ہم بھی ہیں۔ اپنی شیخی نہیں دکھائی، جب ہم اجمیر شریف گئے۔ تو ہمیں کسی نے بھی نہیں جانا کہ یہ کون ہیں؟ - جب نبی رضا خاں نے لوگوں سے کہا کہ یہ ہمارے پیر و مرشد ہیں۔ اُس وقت لوگوں نے ہمیں جانا جب ہم غازی پور سے

Marfat.com

حضرت اجمیر کے سفر پر جانے لگے، تو لوگوں نے اس سفر میں ہمارے ساتھ چلنے کو کہا۔ لیکن ہم نے منظور نہیں کیا، اور کہا کہ ہم تن تنہا جائیں گے۔ تم لوگ علیحدہ جاؤ، ہمارے ساتھ نہ جاؤ۔" (ارشاد فرمایا) اپنے پیرانِ طریقت کی درگاہوں میں (مریدانہ، اور خاموشی کے ساتھ) اس طرح جانا چاہیئے۔ کہ کوئی نہ جانے (کہ کون آئے، اور کون گئے؟) اور وہاں عوام الناس کی طرح رہے۔ اگر کوئی مرید ساتھ جانا چاہیں تو کہہ دینا چاہیئے۔ کہ تم اپنے طور پر جاؤ۔ اور درگاہ میں ہم سے کوئی مطلب نہ رکھنا۔ (یعنی وہاں ہماری تعظیم و تکریم ضروری نہیں ہے) مولانا محمد حسین مرحوم الہ آبادی کے اجمیر شریف میں بہت مرید ہیں۔ کیونکہ الہ آباد کے بہت لوگ اجمیر شریف میں رہتے ہیں۔ مگر وہ درگاہ میں جب آتے تو اس طرح آتے۔ کہ اپنا بیگ اٹھالیا، اور کسی سے کچھ مطلب و سروکار نہ رکھا۔ درگاہ اجمیر شریف میں مسند و تکیہ لگاکر بیٹھنا ہرگز نہیں چاہیئے۔ بس عوام کی طرح رہنا چاہیئے۔ ہمارا شیخ ہونا یہ ہمارے گھر میں ہے۔ (پیرانِ عظام کی درگاہوں میں اور) پیر و مرشد کے سامنے نہیں ہے، آفتاب کے سامنے شمع کی روشنی نہیں چاہیئے!"

زیارت طمانیت کے ساتھ ہو فرمایا: "میں زیارت کرنے اُسوقت تک نہیں جاتا، جب تک کہ اطمینان نہیں ہوتا۔ تم بھی اس وقت زیارت کو جانا۔ جبکہ خواہش ہو۔ تکلف سے نہ خواہش (زیارت) کو پیدا کرنا۔ نہ خواہش (زیارت) کو تکلف سے دور کرنا۔ ہمارے ایک مرید سفر حج سے واپس آئے۔ تو انھیں لینے کے لئے کچھ لوگ شہر گئے۔ ہم نے اُن لوگوں سے کہہ دیا، کہ (ہماری طرف سے) اُن سے کہہ دیا جائے، کہ پہلے اپنے مکان پر جائیں۔ جب روح میں اطمینان آجائے، تب آکر ہم سے ملاقات کریں۔"

حضرات صحابہ کا طرز زیارت ایک حدیث بیان فرمائی۔ کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک قافلہ سفر سے آیا۔ اس قافلہ کے بعض اصحاب تو فوراً ہی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ اور بعض اصحاب وضو کر کے، اور اطمینان کر کے کچھ دیر بعد خدمت مبارک میں باریاب ہوئے۔ آپ نے دونوں کے فعل کو بہتر فرمایا۔

صاحب مقام ارشاد ہوا: "صاحبِ حال تو ایسا کر سکتا ہے، کہ اپنے جوش و خروش میں فوراً چلا آئے۔ صاحب مقام کا یہ کام نہیں ہے۔ اور صاحب مقام اُسے کہتے ہیں کہ (غالب حال ہو، مغلوب حال نہ ہو) اُس کا فعل اس کے اختیار میں ہو!"

پیر اور دادا پیر میں سے پہلے کس کو سلام کرے؟ فرمایا: "اگر ایک ایسی محفل ہو، جہاں پیر، اور دادا پیر، اور چچا پیر موجود ہوں، اور مرید آئے۔ اور یہ آنے والا مرید، اس محفل کے کسی بزرگ کو نہیں پہچانتا، تو سلام، پہلے کس کو کرنا چاہیئے؟" (اس کا جواب ارشاد ہوا کہ) آنے والے مرید نے اگر السلام علیکم کہا، تو گویا شریعت کا حکم ادا کر دیا۔ پھر سلام کے بعد اگر وہ اپنے پیر کی قدمبوسی کرے، تو پیر کو کہنا چاہیئے کہ یہ تمہارے دادا پیر ہیں۔ ان کی قدم بوسی کرو۔ اور کسی (یعنی چچا پیر) کی قدم بوسی کرنے کو، پیر نہیں کہے گا۔ (حضرت قبلہؒ نے فرمایا)

Marfat.com

مستفیض میاں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا۔ کہ ایک محفل ہے جس میں بہت لوگ ہیں۔ اور ہم بھی ہیں۔ وہ ایک بزرگ ہیں۔ جو کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ مستفیض میاں نے ہماری قدمبوسی کی۔ ہم نے اُن بزرگ کی طرف اشارہ کر کے مستفیض میاں سے کہا کہ تم ان کی بھی قدمبوسی کرو۔ انھوں نے اِن بزرگ کی جو شبیہ بیان کی وہ ہو بہو ہمارے حضرت پیر و مرشد والد صاحب قدس سرہٗ کی تھی ؎

خصوصیت سلام کی حدیث ارشاد ہوا۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے۔ مگر آپ کو پہچانتے نہ تھے۔ انھوں نے سب صحابہ سے کہا السلام علیکم اور پھر دریافت کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں صحابہ نے آپ کی جانب اشارہ کیا۔ اس کے بعد (آپ کو پہچان کر) اس شخص نے کہا السّلام علیك یا رسول اللّٰہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ خصوصیت سلام کی، خاص کے لئے جائز ہے ؎

علاج آنکھوں کی روشنی کے لئے یہاں شرفا میں۔ عام طور پر والدین کی قدم بوسی کا رواج ہے۔ ہم بھی اپنے والدین کی قدم بوسی کیا کرتے تھے۔ تم بھی سلام کی بجائے والدین کی قدمبوسی کیا کرو۔ اگر آنکھوں کی روشنی کم ہو جائے تو والدہ کے پاؤں اپنی آنکھوں سے لگایا کرو۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ نور عطا فرمائے گا۔ اور ہمیشہ آنکھوں میں بصارت قائم رہے گی۔

جو تعظیم زندگی میں درست ہے وہی بعد وفات جائز ہے۔ جن بزرگوں کی جتنی تعظیمات۔ ان کی زندگی میں جائز ہیں ان کے مرنے کے بعد بھی اسی طرح جائز رہیں گی" (حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں بالتصریح یہ مسئلہ لکھا ہے۔)

احترام سادات و مشائخ فرمایا۔ یاد رکھو! ہم سادات اور مشائخ کی بہت حرمت و تعظیم کرتے ہیں۔ ہمیں تم سے محبت ہے۔ اس لئے کہے دیتے ہیں کہ مشائخ کی عزت و تکریم کرنا۔ خواہ کوئی ہو۔ اور کیسا ہی ہو۔ سادات و مشائخ میں سے کوئی (ہمارے پاس آئے گا۔ تو ہم سے جہاں تک ہو سکے گا۔ ہم اس کی خاطر داری کریں گے۔ مولوی عبد الغفور صاحب (یوسف پوری) مرتاض اور مردم شناس آدمی تھے۔ ایک دفعہ ہم ان سے طریقت کا ایک مسئلہ پوچھنے گئے۔ مگر اُن کی تقریر سنکر طبیعت منقبض ہوئی۔ اور بغیر پوچھے چلے آئے۔ ہماری نسبت جب انھیں معلوم ہوا۔ کہ ہم ابو العلائی ہیں۔ تو انھوں نے ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ وہ خود آنا چاہتے تھے۔ مگر چونکہ وہ ایک معمر آدمی تھے ہم نے کہلا بھیجا کہ آنے میں آپ کو تکلیف ہوگی۔ ہم خود ان کے پاس آئیں گے۔ چنانچہ ہم گئے۔ اس جلسے میں وہ ہمیں بہت دیر تک دیکھتے رہے۔ اور کہا کہ تمہاری روح پر تمھارے شیخ کی روح غالب ہے۔ جو کچھ تم سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ سب اُن کا تصرف ہے۔ حضرت قبلہ نے اسکے بعد فرمایا! فی الحقیقت ہم کیا ہیں؟ اور ہم کیا کر سکتے ہیں ہم کیا عبادت اور کیا ریاضت محض ہمارے حضرت کی دین ہے ؎

تمام جہان کے بزرگوں کا احترام ارشاد فرمایا: "اگر تم عرش پر بھی جانے آنے لگنا، جب بھی تمام بزرگوں کا نہایت ادب کرنا۔ خواہ وہ ہمارے سلسلہ کے ہوں، خواہ غیر کے سلسلہ کے ہوں، ہم نے تمام جہان کے بزرگوں کا نہایت ادب کیا ہے" فرمایا: "اگر میرا کوئی مرید عرش پر بھی جانے اور آنے لگے، تو جب تک وہ میرے بزرگوں کی راہ و روش اختیار نہ کرے گا۔ مجھے اس کی طرف سے اطمینان نہیں ہوگا!"

تعظیم سجادہ نشین و صاحبزادگان ارشاد فرمایا: "جو سجادہ نشین ہیں، ان کی تعظیم، ان کا ادب ہر وقت ملحوظ رہے" انکی بے توقیری سے حضراتِ مشائخ سلسلہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) ناراض ہو جاتے ہیں۔ ایک حکایت بیان فرمائی۔ ایک صاحبزادہ تھے، ان کے والد صاحب کے بہت خلفا تھے، اور ان خُلفا کی علمیت اور ترقیٔ فقر کا شہرہ بہت زیادہ تھا ان میں سے بعض نے صاحبزادۂ سجادہ نشین کی نسبت جن کے علم و فضل کا زیادہ شہرہ نہ تھا۔ زبان کھولی، اور ان کی نسبت تحقیر کے الفاظ کہے۔ پس ان لوگوں (میں سے، جنہوں نے اپنے آقازادہ کی تحقیر کی تھی) اُن کی خلافت سلب ہوگئی۔" فرمایا: "صاحبزادگان کسی آستانہ کے ہوں، جب اُن سے ملاقات ہو، تو ان کا ادب کرنا، اگر کچھ (ورد وظیفہ یا حکم) فرمائیں سُن لینا، مگر عمل اس بات پر کرنا، جو ہم سے معلوم ہوئی ہو!" ارشاد فرمایا: "ایک صاحبزادہ تھے اپنے بزرگ والد کی وفات کے بعد طالبِ حق ہو کر اپنے والد کے ایک مرید اور خلیفہ کی خدمت میں گئے، ان خلیفہ صاحب نے اپنے پیر و مرشد کے صاحبزادہ کو شکاری کتوں کی خدمت سپرد کی، جس خدمت کے انجام دینے میں وہ ہمیشہ مشغول رہا کرتے۔ ایک بار صاحبزادہ صاحب شکاری کتوں کو لئے جنگل کی طرف چلے۔ اور ایک کتے کے گلے کی رسّی اپنی کمر سے باندھ لی، تاکہ کتا اگر زور کرے، تو ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے۔ اتفاقاً ایک جانور جنگل سے نکلا، اور کتے نے اس جانور پر حملہ کیا، انھوں نے ہر چند اپنے آپ کو سنبھالا، اور روکا، مگر کتا طاقتور تھا سنبھل نہ سکے، اور گر پڑے، رسی جو کمر سے بندھی ہوئی تھی جلدی میں اسے بھی کھول نہ سکے۔ کتا بھاگا، تو یہ بھی زمین پر گھسٹتے ہوئے چلے گئے۔ بدن چھل گیا، اور صدمہ پہنچا، رات کو ان خلیفہ صاحب نے خواب میں اپنے پیر و مرشد کو دیکھا (فرمایا کیا) تم نے ہمارے لڑکے کو غیر مناسب خدمت تو سپرد نہیں کی۔ مگر ہم نے، تم سے ایسی خدمت نہیں لی تھی"! (ہمارے حضرتؒ نے فرمایا) ایک بار صاحب میاں کے والد نے ہم سے کہا کہ صاحبزادگان بھاگل پور شریف آپ سے تعلیم و تلقین چاہتے ہیں۔ اس بات کو سن کر ہم نہایت متردد ہوئے۔ غور کیا، (تو معلوم ہوا کہ ہم ایسا کر سکیں گے) بعض بزرگوں نے اپنے مخدوم کے صاحبزادگان کو تعلیم و تلقین کیا ہے، اور یہ جائز اور درست ہے، مگر ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ بہت غور کرنے پر ایک رات ...... "یہ معلوم" ہوا۔ کہ اگر طلب صاحبزادگان ہوگی، تو اس پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ امانت، یہ نعمت آپ کے بزرگوں کی ہے، قبول کیجئے اب ان کو اختیار ہے، قبول کریں یا نہیں، (یعنی عمل کریں یا نہیں؟) ایک بار یہیں خبر ملی کہ فلاں صاحب جو ہمارے لئے قابل تعظیم ہیں، یہاں آنے کا ارادہ رکھتے ہیں، ہم بہت تردد میں

Marfat.com

پڑ گئے، یا اللہ! کیا ہوگا؟ ہم کیا تعظیم و تکریم کر سکتے ہیں؟ - اور ہم کیا جانتے ہیں؟ - اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ صاحب تشریف نہ لا سکے۔"

خلافت یافتہ پیر بھائی کے روبرو توجہ نہ دی جائے

ایک صاحب کا دستور تھا، کہ اپنے مرید کو توجہ دیتے، اور کوئی خلافت یافتہ پیر بھائی جو ہوتا، تو اس بات کی پرواہ نہیں کرتے تھے، اس کے متعلق ارشاد ہوا "یہ کیا بات ہے کہ آپ لوگ اپنے خلافت یافتہ پیر بھائی کے سامنے، اپنے مرید کو توجہ دیتے ہیں۔ جس پیر بھائی کو خلافت ہے اُسکا لحاظ اور ادب کرنا چاہیئے، خاص وقت میں، اگر کسی کو توجہ دے، تو وہ جدا بات ہے، جب ہم غازی پور میں تھے، تو وہاں کے شیخ و مشائخ کے سامنے ہم کسی کو مرید نہیں کرتے تھے۔ مرید کرتے ہوئے شرم معلوم ہوتی تھی، کہ مبادا خیال کریں، کہ اپنی مشیخت جتاتے ہیں، ہمیں تو اپنے حضرتؒ کے آستانہ کے خلفا (حقیقۃً جو آپ ہی کے خلفا تھے مگر تواضعًا جن کو آپ اپنے حضرتؒ کے آستانہ کے خلفا فرمایا کرتے تھے) کے سامنے مرید کرتے، اور توجہ دیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ یہ لوگ ہم کس بات میں کم ہیں مگر کیا کریں، بہت ضبط کر کے (مرید) کرتے ہیں!" (فرمایا) مثنوی شریف کے پانچویں دفتر کی یہ حکایت ہم نے فلاں صاحب کو سنائی تھی، مگر وہ نہ سمجھے، اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے، کہ تمہاری چار آنکھیں ہیں، اور تم شیخی کی خرید و فروخت میں مصروف ہو، پس تمہیں معرفت الٰہی کیونکر نصیب ہوسکتی ہے، اُنکو تو خواب میں بھی ویرانہ نظر آتا ہے! (منشائے مبارک یہ تھا، کہ طالب جاہ و شہرت ہونا، یہ روش عارف نہیں ہے)

خلفا کے لئے

ارشاد فرمایا "خلفا کو چاہیئے کہ آپس میں محبت و اتحاد کے ساتھ رہیں۔ مگر زیادہ صحبت و یکجائی نہ رکھیں، اس سے نقصانات پیدا ہوتے ہیں!۔ تم تین خلفاء عرصہ تک یکجا رہے، ایک جگہ، ایک ساتھ عرصہ تک رہنا، اس میں محبت کا تعلق (جو باہم خلفا میں ہونا چاہیئے) تعظیم و تکریم کے ساتھ باقی نہیں رہتا۔ ہمارے حضرت قدس سرہٗ کے ایک مرید چاٹگام میں رہتے تھے، بعد میں وہ کلکتہ رہنے لگے، اگر کبھی آپؒ کی خدمت میں آتے، تو ایک شب قیام کرتے۔ اور صبح تشریف لے جاتے تھے!"

معتوب الٰہی سے برتاؤ

فرمایا "برتاؤ اصحاب طریقت سے، جو پیر بھائی کہ قابل احترام ہو، اور اخوت طریقت کے مراسم آپس میں برتے گئے ہوں، اگر خدا و رسول اور پیر و مرشد اُس سے ناراض ہو جائیں، (پناہ بخدا) تو پھر اس شخص کے ساتھ، برادرانِ طریقت کیسا برتاؤ رکھیں گے؟" خود ہی جواب میں ارشاد فرمایا، "حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں یہ دستور تھا، کہ جب کسی شخص پر خدا اور رسول کی ناراضی (مقتدی کے ذریعہ سے) معلوم ہو جاتی، تو صحابہ کرام اُس شخص کے ساتھ سلام و کلام ترک کر دیتے تھے، اور حضرت رسول مقبول صلعم خود بھی سلام و کلام ترک فرما دیتے تھے۔ طریقت کی باتیں، اور کسی قسم کا برتاؤ اس کے ساتھ نہیں کرتے تھے، حضرت سرورِ کائناتؐ کے زمانہ کے بعد مشائخ کا یہ دستور تھا، کہ جس شخص پر خدا کی ناخوشی، اور ناراضی مقتدی کے ذریعہ سے معلوم ہوتی

Marfat.com

تو اس شخص سے طریقت کی باتیں، اور ہر قسم کا برتاوا ترک کر دیا کرتے تھے۔ مگر شریعت کے احکام، سلام، وکلام، مصافحہ، وغیرہ ترک نہیں کرتے تھے۔ جب مقتدی سے معلوم ہو جاتا۔ کہ خدا خوش ہوا۔ تو اب طریقت کے برتاوے اور طریقت کی باتیں پھر کرنے لگتے، ورنہ نہ کرتے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت سرور کائنات صلعم کے زمانہ میں تین شخصوں کو ایسا حادثہ پیش آیا تھا۔ کہ تین صحابیوں (کعب بن مالک، بلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع) نے (شرکت جہاد میں) آنحضرتؐ کا اتباع نہیں کیا تھا۔ اور جنگ میں پیچھے رہ گئے تھے، اس بات پر اللہ اور اللہ کے رسول ان سے ناراض ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اب ان کے بارہ میں وحی کا انتظار کیا جائے گا۔ اس عرصہ میں دنیا ان پر تنگ ہو گئی تھی (سب نے حتیٰ کہ اہل و اقربا نے بھی چھوڑ دیا تھا) پچاس روز کے بعد سورۂ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی اور ان کی برأت ہوئی۔ وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا، حتی اذا ضاقت علیھم الارض بما رحبت وضاقت علیھم انفسھم، وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ، ثم تاب علیھم لیتوبوا۔ ان اللہ ھو التواب الرحیم۔ (اور ان تین لوگوں کو بھی، جو (انتظار وحی میں) ملتوی رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین، باوجود فراخی، اُن پر تنگی کرنے لگی، (پشیمانی، قصور نے اُن کے نفوس کو پگھلا ڈالا) اور وہ اپنی جان سے بھی تنگ آ گئے، اور سمجھ گئے کہ (اہل و اقربا بھی دیکھتے ہیں، اور منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں، اب خدا کی گرفت) سے اُس کے سوا اور کہیں پناہ نہیں، پھر خدا نے اُن کی توبہ قبول کر لی۔ تا کہ (آیندہ کے لئے بھی) توبہ کئے رہیں، بیشک اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔"

اِس آیت کے نازل ہونے کے بعد، پھر اِن کے ساتھ، سب کا برتاوا حسب دستور سابق ہونے لگا۔"

اگر شیخ کا ناراض ہونا سُنے فرمایا: "بتاؤ۔ کہ تمہارا کوئی معزز اور معتمد پیر بھائی یا کوئی اور شخص تم سے اگر کہے۔ کہ تمہارے پیر تم سے ناراض ہیں۔ تو تم کیا جواب دو گے؟" اس کے جواب میں لوگ خوب حیران ہوئے، کسی سے معقول جواب بن نہ پڑا۔ فرمایا: "ہم سمجھائے دیتے ہیں۔ کہ پیر و مرشد کا (ناراض ہونا سنو تو اس) بات کا خیال اور ذرہ برابر بھی خطرہ دل میں نہ لانا، اگر ذرہ برابر خطرہ بھی دل میں پیدا ہوا تو بڑی مشکل ہو جائے گی، اس (خطرہ) سے فوراً ایک حجاب اور ایک پردہ پیر و مرید کے درمیان پڑ جائے گا (پس) فوراً یہ جواب دینا چاہئے کہ ہم تو جان و دل سے پیر پر فدا ہو چکے۔ ہمیں پیر کی ناراضی اور رضامندی سے (بھلا) کیا کام؟ ہمیں تو بس اپنی رضامندی سے کام ہے، ہم اپنے پیر سے بہ دل و جان خوش اور راضی ہیں۔ اب ہم پر خوش یا ناراض ہونا، یہ ان کا فعل ہے۔ ہم اُن کے حاکم نہیں ہیں، اور غلام آقا پر حکومت کس طرح کر سکتا ہے؟ ہمیں تو اپنے فعل کا خیال رکھنا ہے، (کہ ہمارا کوئی فعل اللہ اور اللہ کے رسول اور پیر و مرشد کے خلاف نہ ہو) ہمارے پیر و مرشد اپنے فعل کے مختار ہیں۔ (کہ ہم سے راضی ہوں، یا ناراض) اس جواب سے وسوسہ (انشاء اللہ

بھی پیدا نہ ہوگا۔ ارادت مرید کا کام ہے، پیر کا نہیں، ہاں مرید اپنے افعال وحرکات میں غور کرسکتا ہے، اگر کسی فعل میں، پیر کی حکم عدولی معلوم ہو، تو نادم وشرمندہ ہوکر فوراً بارگاہ ایزدی میں حضور قلب کے ساتھ توبہ واستغفار کرے، اور اپنے کام میں ثابت قدمی کی اللہ سے دعا مانگے۔ یہ ضرور نہیں ہے، کہ پیر کی خدمت میں حاضر ہوکر معافی کا خواستگار ہو، بلکہ صادق اعتقاد کے ساتھ یہ سمجھے، کہ (قدرتِ کاملہ الہیہ سے) میرا پیر ہر جگہ موجود ہے، (خدا نے اُسے میرا نگہبان مقرر فرمایا ہے) اگر کسی کے کہنے پر عمل کریگا، تو تردد میں (اور مشکل میں) پڑجائے گا۔ (تمثیلاً فرمایا) اگر کوئی لڑکا (پاؤں) پھسل کر گرجاتا ہے، تو وہ ہاتھ ٹیک کر کھڑا ہوتا ہے، اُس کا گرنا اپنی خواہش سے تو نہیں ہوتا۔ اِسی طرح (مرید سے) بھول یا غفلت سے اگر کوئی لغزش ہوجائے، تو حق سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرے، اور کہے، اے پروردگار! یہ قصور مجھ سے قصداً سرزد نہیں ہوا، تو معاف فرما، اور پھر یقین کرلے، کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اُسے معاف کردیا۔ کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے!"

وسوسہ سدِّ راہِ خدا ہے ارشاد ہوا "وسوسہ طریقت میں بہت بڑا سد راہ ہے، وسوسہ امراض قلبیہ میں سے ایک سخت مرض ہے، اس سے دماغ میں گرمی ہوجاتی ہے۔ اور (صاحب اجازت" کے دماغ میں اگر گرمی آجائے، تو اِس) گرمی کا اثر معتقدین اور مریدین پر بھی پڑتا ہے، اور اُن کے دماغ بھی گرم ہوجاتے ہیں اور وہ کامیابی سے رہ جاتے ہیں۔ اور اسوقت ذکر وفکر، مراقبہ، مشاہدہ، اور ورد وظیفہ سے کچھ نصیب نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ وسوسے قلب کو گھیرے رہتے ہیں۔ اور اطمینان" (جس کے بغیر کشود کار نہیں ہے) نصیب نہیں ہوتا۔ فلاں شخص کو وسوسے نے خراب کر رکھا ہے، وہ ہمیں لکھا کرتے ہیں۔ ہمارا قصور معاف کردیجئے، ہم پر کرم کیجئے۔ انھیں یہ خیال ہوگیا ہے، کہ ہمارے پیر ومرشد اور پیران طریقت، اور خدا ورسول ہم سے ناراض ہیں۔ اِس "وسوسہ" کی وجہ سے، اُن کے کارہائے دین ودنیا سب خراب ہورہے ہیں!"

Marfat.com

نصیحت خلفا درباب توجّہ مرید و تعلیم مرید

توجہ کے اقسام واضح ہو۔ کہ اس سلسلہ عالیہ میں توجہ دینے کا طریقہ تین طرح پر ہے (۱) توجہ عینی (۲) توجہ القائی (۳) توجہ بالمواجہ۔ عام طور سے صرف عینی توجہ اور کسی کسی مرید کو دوسری اور تیسری قسم کی توجہ بھی عطا فرمائی جاتی ہے۔ ظاہرًا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تین بار سے زیادہ توجہ دینے کا دستور نہیں۔ مگر ضرورتًا کسی خاص مقام وحال کی وجہ سے دی جاسکتی ہے۔

کثرت توجہ ممنوع ہے بعض برادران طریقت "صاحب اجازت" اپنے مریدیں کو مجلس سماع میں ہمیشہ توجہ دیا کرتے تھے آپ کو معلوم ہوا تو نصیحۃً ارشاد فرمایا ہمارے پردادا پیر (سیدنا شاہ محمد مهدی قدس سرہٗ) نے ہمارے دادا حضرت (سیدنا شاہ امداد علی قدس سرہٗ) کو تحریر فرمایا کہ "ازکثرت توجہ مرید را تختۂ مشق نہ سازد!"۔ (مرید کو کثرت توجہ کا تختۂ مشق نہ بنایا جائے) پس دستور سلسلہ کے مطابق توجہ دینے کے بعد مرید کو ریاضت پر لگا دیا جائے، کہ وہ عبادت اور ریاضت میں جی لگائے۔ اور "اپنی قوت" سے چلے۔ لکڑی کی ٹیک پر نہ چلے۔ ٹیک پر چلنے سے قوت نہیں آتی!"

توجہ بڑی نعمت ہے فرمایا "ایک توجہ بھی بڑی نعمت ہے۔ خیال بھی نہ تھا کہ ہم کبھی توجہ دینے کے قابل ہوں گے (جب ہو گیا تو ہم نے کہا) یا اللہ! تیرا کرم ہے، تیرا شکر ہے"

مرید کی تعلیم وتلقین ارشاد ہوا "جب کوئی مرید ہوتا ہے۔ تو ہم اُسے تعلیم وتلقین اور توجہ دیتے ہیں، اور کہہ دیتے ہیں کہ (جاؤ اور) دنیا داری کرو۔ نماز کے پابند رہو۔ تھوڑا ذکر اور شغل بھی کر لیا کرو۔ بعض کو کسی وجہ سے تعلیم نہیں دیتے صرف شجرہ پڑھنے کے لئے کہہ دیتے ہیں طلبا کو اُن کے تعلیمی زمانہ میں ہم تلقین وتوجہ نہیں دیتے اسلئے کہ اگر ذوق پیدا ہو گیا، تو تعلیم ظاہری میں کہیں نقصان نہ ہو جائے۔ ضرورتًا اگر کسی کو بتاتے ہیں تو کرنے سے روک دیتے ہیں۔ کہ تعلیم ظاہری سے فراغت ہو جائے، تو اسکے بعد مشغولیٔ باطن اختیار کریں۔ شیخ کو مرید کی روح کی کشش دیکھنی چاہیئے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے، کہ مرید کی کشش (روحانی) فقیری کی طرف ہوتی ہے۔ اگر مرید طالب العلم ہے تو اس کی کشش کو پھیر دینا چاہیئے، ورنہ اس کی تعلیم ظاہری رک جائے گی۔

طالبِ توجہ کو جواب میرٹھ کے مظاہر الاسلام اور پیارے میاں اپنے زمانۂ طالب علمی میں حاضر دربار شریف ہوئے۔ اور عطائے توجہ کے واسطے آرزو کی، اِن دونوں سے ارشاد ہوا "ایک دفعہ مستفیض میاں، اور حفاظت میاں نے اپنے پڑھنے کے زمانہ میں تلقین وتوجہ کے لئے ہم سے کہا، ہم نے جواب دیا، ابھی وقت نہیں آیا، خوب پڑھو۔ شریعت کے پابند رہو۔ ذکر وفکر کی (ابھی) تم کو کوئی ضرورت نہیں ہے، جاؤ! ہم سے

Marfat.com

محبت رکھو، ہزاروں کی طرف سے ہم فقیری کر رہے ہیں۔ ہم سب کی طرف سے فقیری کرتے ہیں! (تم لوگوں کو کیا جلدی ہے، وقت آجائے دیکھا جائے گا) بس ہمارا کہنا، یہی آپ لوگوں سے بھی ہے، ہم سے محبت رکھیے آپ لوگوں کی یہی فقیری ہے۔ جب وقت آئے گا، فقیری مل جائے گی۔ فقیری کے لئے بعض کو محنت کرنی پڑتی ہے۔ بعض کو ورثہ میں (بطریق عطا و موہبت بلا مشقت) مل جاتی ہے!۔ سراج الحق عرف کالے میاں سے ہم کس قدر محبت رکھتے ہیں، اُسے بھی ہمارے ساتھ حسن عقیدت ہے۔ ذکر ہم نے ابھی اسکو بھی نہیں بتایا، کیا اس سے محبت میں کمی آگئی؟۔ جس کو ضرورت سمجھتے ہیں۔ ہم بتاتے ہیں۔ جس کو ضرورت نہیں سمجھتے نہیں بتاتے۔"

درود شریف میں سب کچھ ہے! جایئے، پڑھیئے، محنت کیجئے، اور امتحان دیجئے۔ ہاں! اوراد میں سے کبھی کبھی درود شریف پڑھ لیا کیجئے۔ اسی میں سب کچھ ہے، ہم نے اور (طلبا) سے بھی یہی کہہ دیا ہے۔ کبھی کبھی ذکر، و فکر کر لیا کرو۔ اور تھوڑا تھوڑا بڑھاؤ۔ فقیری بہت عظیم الشان چیز ہے، فقیری آسان نہیں ہے کہ دو چار مہینے میں صندوق بھر لیجئے۔ جایئے، تعلیم ظاہری (خوب دل لگا کر) حاصل کیجئے۔"

شریعت سے آراستہ ہو جاؤ سنئے میاں مظاہر! آپ جایئے، پہلے اپنے آپ کو "شریعت سے آراستہ" کیجئے اور نوکری، چاکری کرتے ہوئے دنیاوی کاموں میں خوب ہوشیار ہو جایئے (یاد رکھئے کہ) شریعت کے بعد طریقت حاصل ہوتی ہے۔"

کار دنیا کا کاہل بے اعتبار ہے "ہم اُس شخص پر اعتبار نہیں کرتے، جو طریقت اختیار کرنی چاہتا ہے، مگر دنیا کے کاموں سے بھاگتا ہے، اوّل دنیا کے کاموں میں خوب چست و چالاک ہو کر، پھر طریقت میں جو آئے ہم اُسے آدمی سمجھتے ہیں۔ اور (صرف) اُس شخص کے لئے ہم کہیں گے، کہ اُس نے دنیا کو خدا کی محبت میں چھوڑا ہے۔ مستفیض میاں نے ایم اے پاس کرنے کے بعد ہم سے کہا، کہ میرا ارادہ نوکری کرنے کا نہیں ہے، ہم نے کہا جاؤ میاں اپنا کام دیکھو، اور نوکری کرو۔ فقیری آسان کام نہیں ہے، ایسے شخص کو ہم سمجھتے ہیں، کہ اُس نے کام کے ڈر سے فقیری لی ہے، ایسے شخص کو ہم "جانگر چور" (محنت مشقت سے جان بچانے والا جی چرانے والا) سمجھتے ہیں، جاؤ نوکری کرو۔ اور خوب دنیا دار بنو۔ یہانتک کہ لوگ تمھیں چالاک اور پکا دنیا دار کہنے لگیں، اُس وقت اگر تم نے دنیا کو چھوڑا، تب کہا جائے گا۔ کہ تم نے خدا کے خوف سے اُس کو چھوڑا۔"

بد دیانت اور معزول ایک اور بات سن لیجئے، جو شخص کہ دنیاوی کام میں "بد دیانتی" کے قصور پر "معزول" ہوا ہو ہم اُس کا اعتبار نہیں کرتے۔ جس نے دنیاوی امور میں بد دیانتی کی۔ وہ دین کے کام میں بھی بد دیانتی کرے گا اور مشکل میں پڑ جائے گا۔ دنیا عکس اور سایہ ہے، آخرت کا! پس جس نے دنیا میں بد دیانتی کی۔ وہ (کاہر)

Marfat.com

آخرت میں کب دیانتداری کرسکتا ہے؟ ہاں لڑکپن کی وجہ سے قصور ہو جائے، (اور وہ شرمسار اور تائب ہو) اُنکی اور بات ہے۔ (ان ربك واسع المغفرة۔ بخشش و رحمتِ پروردگار وسیع ہے) ہم شخص بد دیانت پر اعتبار نہیں کرتے۔ ہم ہر شخص کو دنیا وی کام سے جانچتے ہیں۔ جو دنیا کا کام اچھا کرتا ہے۔ طریقت (و آخرت) کا کام بھی اچھا کرسکتا ہے!"

دیانتِ انبیاء "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام نبوت سے پہلے امین اور بہت بڑے دیانت دار تھے!"

تین قسم کے آدمی فرمایا "تین قسم کے آدمی ہیں (۱) طالب الدنیا (۲) متروک الدنیا (۳) تارک الدنیا۔ طالبِ دنیا تو ظاہر ہے کہ وہ شخص ہے، جو دنیا ہی طلب کرے۔ متروک الدنیا، وہ ہے۔ کہ ہمیشہ طلبِ دنیا کے درپے رہے، مگر دنیا کے مال و منال سے کوئی چیز اُس کے ہاتھ نہ آئے۔ (گویا دنیا نے اُسے ناقص اور نکما جان کر چھوڑ دیا) تارک الدنیا دراصل وہ ہے، کہ جس نے پہلے تو دنیا سے مال و منال یا ہنر و کمال یا منصب و جاہ حاصل کیا، پھر خدا کی محبت، اور اس کی یاد، (اور اس کی خوشنودی اور رضامندی) میں اُسے چھوڑ دیا۔ یعنی ترک کر دیا۔ اس لئے کسی شے کا ترک کرنا، پہلے اُس کے حاصل ہو جانے کو مستلزم ہے۔ جب تک کہ حصول نہ ہوگا، ترک کا لفظ کس طرح اُس پر صادق آئے گا۔" (جو مال و منالِ دنیا سے بذریعہ لیاقت و ہنر و کمال، کچھ حاصل ہی نہ کرسکا، وہ تارکِ دنیا کیونکر ہوگا؟)

خلفاء کے لئے نصیحتیں ایک خلیفہ صاحب سے نصیحتہً ارشاد ہوا۔ دیکھو! (۱) کوئی بات خلاف شریعت و طریقت نہ ہونے پائے۔ تم (بہت ہوشیاری اور) خبرداری کے ساتھ رہنا ہمیں (رحمت و قدرت خداوندی سے) سب جہان کا حال معلوم ہے۔ (۲) بندگانِ خدا کو تکلیف نہ دینا، اپنے مریدوں کو بھی تکلیف نہ دینا، اور (کسی) مرید سے (بھی) اپنا فائدہ اور اپنا نفع ہرگز نہ چاہنا۔ مرید کو وہ رائے دینا جس میں اس کا فائدہ ہو۔ (اور اپنے لئے ہمیشہ اس بات کا یقین رکھنا کہ) ہمارا نفع ہمارے پروردگار کے پاس ہے، ہمارا فائدہ بس اسی کے ہاتھ میں ہے۔ (خالق کے ہاتھ میں ہے نہ کہ مخلوق کے ہاتھ میں!) (۳) کسی مرید کو (اس کے دنیاوی) کام (نوکری، چاکری، ملازمت، حرفت وغیرہ) سے الگ نہ کرنا۔ اُس سے خود نہ کہنا، کہ دنیاوی کاروبار سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ مرید کو ذکر، و فکر، تعلیم، و تلقین کر دینا، اور کہہ دینا کہ دنیا داری کرے۔ (آگے چل کر، کارِ دین اور کارِ دنیا) دونوں میں سے جو (کام) اُس پر غالب آئے گا۔ وہ اُسے (خود) کرے گا۔ اگر اللہ کو اُسے دنیا سے علیحدہ کرنا منظور ہے اللہ اُسے علیحدہ کر دے گا۔ اور (اس کا) رزق (جس راہ سے چاہے) اُسے پہنچائے گا۔ ہم کوئی رزاق نہیں ہیں کہ اُسے دنیا سے علیحدہ کر دیں، (اور اُسکے رزق کے ذمہ دار ہو جائیں) اگر ہم اُسے دنیا سے علیحدہ کرائیں گے

Marfat.com

تو پھر وہ ہمارے ذمہ آجائے گا۔ (۴) مرید کے لئے دنیاداری کی حالت میں رہ کر اپنا کام (عبادت و ریاضت) کرنا اچھا ہے، مُرید کو تعلق دنیاوی از خود ترک کرنا نہیں چاہیئے، اگر خدا ترک کرا دے گا، تو یہ اور بات ہے۔ وہ تمام عالم کی پرورش کرتا ہے۔ اس کی بھی پرورش فرمائے گا۔ مگر (اپنی خواہش و مرضی سے اور) آپ سے (آپ) ہرگز دنیا کو چھوڑنا نہ چاہیئے، دنیوی کام، اور اہل و عیال کی پرورش کرتے ہوئے خدا کی عبادت کرنا، یہ بہت اچھی بات ہے، اور یہ بات ہر شخص کے لئے مناسب و موزوں ہے، کہ اپنے اپنے پیشے اور حرفے میں رہ کر خدا پرستی کرے (۶) قدرے دنیا (سالک) کے لئے ضروری ہے، تاکہ انسان کے خیالات پراگندہ نہ ہوں۔ پراگندگی سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ (۷) اسباب خانہ داری میں انتظام کرنا (کہ خرچ آمدنی سے نہ بڑھے، اور کوئی خرچ بیجا نہ ہو، نیز خرچ کے بعد آمدنی سے پس انداز کرتے رہنا) چاہیئے (۸) روح میں غربت لانے کی کوشش کرنا چاہیئے (۹) افراط و تفریط سے ہر کام میں بچنا اور راہ اعتدال کو اختیار (کرنا) چاہیئے!"

کوئی بیکار نہ رہنے پائے فرمایا: "ہم نے آج تک کسی کو اُس کے کام سے علیحدہ نہیں کیا۔ ہر ایک کو اسی کے کام میں رکھا۔ اگر مرید ملازمت پیشہ ہے، تو اس سے کہا کہ نوکری کرو (تجارت پیشہ ہے تو کہا کہ تجارت کرو، وغیرہ) ایک شخص کو (نام لے کر فرمایا) ہم نے دیکھا کہ اُن کی آنکھوں میں سرخی رہا کرتی ہے، اور طبیعت میں غصہ بہت ہے، اُن کے بڑے بھائی سے ہمنے کہا۔ کہ ابھی تمہارے والد زندہ ہیں۔ اور ڈپٹی ہیں۔ تم لوگوں کی سرکار میں عزت ہے۔ تم اس لڑکے کو پولیس میں نوکر کرا دو۔ کوشش کرو۔ ابھی وقت ہے، ملازمت مل جائیگی چنانچہ وہ پولیس کے سب انسپکٹر ہو گئے۔ (اور اس کام کے لئے مناسب آدمی ثابت ہوئے)

ہر شخص کے لئے مناسب کام سراج الحق (عرف) کالے میاں نے جب بی۔ اے پاس کر لیا۔ تو ڈپٹی بدیع العالم نے اُن سے کہا کہ وکالت کا امتحان دو، اور وکیل بن جاؤ۔ لیکن ہم نے اور تو کچھ نہیں کہا، صرف یہ کہا کہ تم ایم۔ اے کا امتحان دیدو۔ وہ خاموش، صوفی منش لڑکا ہے، وکالت سے اُسے کیا مناسبت؟ ڈپٹی بدیع العالم نے کہا۔ کہ وکالت کا مشورہ میں نے اس لئے دیا، کہ میں آزاد پیشہ پسند کرتا ہوں۔ ہم نے کہا، "آزاد پیشہ" اچھا ہے، لیکن ہر ایک کے لئے نہیں، جو جس کام کا اہل ہو۔ اُسی کام کی رائے اس کو دینی چاہیئے۔ کوئی غلامی کرے، کوئی نوکری چاکری کرے، (اور کوئی "آزاد پیشہ" اختیار کرے) ع ہر کسے را بہر کارے ساختند" غرض ہم نے کسی کو کبھی ایسی رائے نہیں دی، جو اُس کی حالت کے موافق نہ ہو۔

سب کو صحیح مشورہ فرمایا: "ہنود (اور دیگر غیر مسلم لوگ بھی) ہم سے اپنے معاملات میں مشورہ لیتے ہیں (اور ہم سب کو صحیح مشورہ دیتے ہیں)

فیض عام سالہا سال کا مشاہدہ ہے، کہ مسلمانوں کے علاوہ، ہندو، بودھ، عیسائی اور ہر مذہب و ملت کے

Marfat.com

بے شمار اہل حاجت خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتے، اور آپؒ سب کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے۔ اِس نواح کے مسلمانوں کے علاوہ بہت سے تعلیم یافتہ ہنود وغیرہ کا یہ شیوہ رہا۔ کہ جب لڑکا جوان ہو جاتا، اور اسکے مستقبل کے لئے۔ صحیح اور بہتر رستہ کی تلاش ہوتی۔ کہ اُسے کس کام پر لگایا جائے تاکہ اس کا مستقبل کامیاب ہو یا صرف آپ کی برکت دعا مقصود ہوتی، تو لڑکے کو لے کر، یہ لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوتے، اور اظہارِ مافی الضمیر کے بعد مشورہ اور دعا کے خواستگار ہوتے تو آپ دعا فرماتے۔ اور جو جس کام کا اہل ہوتا، وہ ہی کام ایک ذرا غور و توجہ کے بعد اس کے لئے تجویز فرما دیتے۔ مثلاً کسی کے لئے یہ ارشاد ہوتا۔ کہ اس کو انگلستان، ہول سروس، یا پیرسٹری کے لئے بھیج دیا جائے، کسی کے لئے یہ فرمان ہوتا، کہ اِسے جرمنی یا امریکہ فلاں شعبہ کی تعلیم کے لئے بھیجد یا جائے۔ کسی کے واسطے یہ مشورہ عطا ہوتا۔ کہ تجارت کرائی جائے۔ کسی کے لئے ملازمت کی تجویز فرما دی جاتی، غرض جس کے لئے جو کام مناسب و بہتر ہوتا۔ اُسی کا مشورہ دیا جاتا، اور عام طور پر لوگوں کے حسنِ اعتقاد کا یہ عالم تھا، کہ فرمان کی تعمیل بجا لاتے، اور بفضلہ تعالیٰ کامیاب مراد ہوتے۔

حسنِ سلوک بندگانِ خدا کے ساتھ! آپؒ خدمت مخلوق کو نہایت عزیز رکھتے تھے۔ اور بعض خلفا سے (جیسا کہ پیچھے بیان کیا گیا) آپؒ کی خاص نصیحت تھی، کہ "بندگانِ خدا سے کسی دینی یا دنیوی خیر کو دریغ نہ رکھنا! سب کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھنا (اور اُسے یاد رکھنا کہ) ہم کفر کو بُرا سمجھتے ہیں۔ کافر کی حقارت نہیں کرتے ہم گناہ کو بُرا سمجھتے ہیں، گنہگار کو حقارت سے نہیں دیکھتے!"

کامل تعلیم یہ سلوک تو آپؒ کا ہر شخص کے ساتھ تھا، لیکن جو بندگانِ خدا، کہ راہِ خدا کی تلاش میں اس در کو پا لیتے، اور سلسلۂ عالیہ میں داخل ہوتے، اور صرف خدا پرستی ان کا مقصود ہوتی۔ ایسے لوگوں پر آپکے شفقت و کرم کی انتہا نہ تھی۔ آپؒ بلا استثناء ہر شخص کو یکساں تعلیم فرماتے۔ آپ کی تعلیم نہایت جامع اور کامل تعلیم ہے اور نہایت ہی مختصر ہے۔ یہ ہی کامل تعلیم تھی جو ہر شخص کو فرمائی گئی۔ آپؒ کا سب کے ساتھ یکساں رحم و کرم تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ "ہم نے اپنے مریدوں میں جس کو تلقین و تعلیم دی ہے، وہ نہایت کامل تعلیم ہے۔ اب دربارِ الٰہی میں، قیامت کے روز وہ ہمارا دامن نہیں تھام سکتے (کہ مجھے راہِ خدا نہیں بتائی۔ یا جو بتانا تھا وہ نہیں بتایا) کیونکہ اسی مختصر تعلیم کے اندر، ابتداء سے انتہا تک سب کچھ ہے۔ ہم نے جس کو بھی تعلیم کیا، اُسے ولایت کی راہ اور انبیاء کا راستہ سب کچھ تعلیم کر دیا۔ لیکن (جو غور و فکر سے کام نہیں لیتے) وہ یقین نہیں رکھتے۔ کچھ اور سمجھتے ہیں"

محبت کا راستہ فرمایا "طریقت کی تعلیم محبت سے علاقہ رکھتی ہے۔ کسی (مرید) کو اولاً محبت ہوتی ہے اسکے بعد اعتقاد پیدا ہوتا ہے۔ کسی کو اوّلاً اعتقاد ہوتا ہے، پھر محبت پیدا ہوتی ہے (کسی کی محبت سے اعتقاد پیدا ہوتا ہے

اور کسی کو اعتقاد سے محبت پیدا ہوتی ہے"

محبت کا رشتہ | فرمایا: "جب اپنے اسلاف، و بزرگانِ دین کے ساتھ محبت کا رشتہ مضبوط ہو جائے گا۔ تو اُس بزرگ کو (کہ جن کا وہ مرید ہے) اُس کی تعلیم کے لئے تکلیف کرنے کی ضرورت نہ ہوگی (محبت کے طفیل) اُسے اپنے بزرگوں کی چیزیں (اور نعمتیں) خود بخود ملیں گی!"

واقعہ حضرت سلیمانؑ | جس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ آپ کسی خزانہ کا قفل کھولنا چاہتے تھے، مگر وہ کھلتا نہ تھا۔ کوئی دعا تھی جسے پڑھ لینے سے آپ کے والد حضرت داوٗد علیہ السلام سے وہ قفل کھلجاتا تھا۔ اور یہ دُعا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے والد سے براہ راست حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اب کہ اس دُعا کی ضرورت پیش آئی تو اس وقت ایک بزرگ جو حضرت داوٗد علیہ السلام کے جلیس تھے آگئے اور اس دُعا کو بتا دیا۔ اور قفل کھل گیا۔"

تعلیم بلا شفقت | فرمایا: "کبھی مرید کی تعلیم بلا شفقت محض شفقت (کی راہ) سے ہوتی ہے۔ (اور یہ اُس مرید کی) جو مرید کہ اعلیٰ مرتبہ میں داخل ہوتا ہے!"

صحبتِ شیخ | ارشاد فرمایا: "بتلاؤ! کہ جب مرید کی تعلیم و تلقین ہو چکی تو پھر اُسے پیر و مرشد کی خدمت میں رہنے کی کیا ضرورت؟ (اس کے جواب میں فرمایا) پیر و مرشد کی صحبت میں رہنے کا منشا یہ ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے افعال و اطوار معلوم کرے۔ کہ افعال و اطوار میں سے کونسا کام (لازمی اور دوامی) عادتاً ہے اور کونسا فعل (کسی وجہ خاص سے خلافِ معمول) ضرورتاً ہے، اور خلافِ عادت کیا ہے۔ پیر و مرشد کے بہت سے افعال کسی خاص سبب و ضرورت سے ہوا کرتے ہیں۔ اُنھیں مرید کو نہ کرنا چاہیئے۔ اور بعض افعال دوامی، عادی (متعلق بعبادات و ریاضات) ہوا کرتے ہیں اُنھیں مرید کو کرنا چاہیئے۔ صحبت مرشد سے اوّلاً تو افعال مرید درست (و مہذب) ہو جائیں گے جس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ (پھر) اُسے کسی محفل میں بے ادب نہ کہا جائیگا۔ اور (ثانیاً) اس کے بعد جو صحبتیں نصیب ہونگی اُن صحبتوں میں مُرید کو تحصیل کمالات ہوگی!"

یا چھ مہینے میں ورنہ چھ لاکھ برس میں نہیں | فرمایا: "جو مُرید کہ چھ مہینے میں نہ سمجھے گا وہ چھ برس بلکہ چھ لاکھ برس میں بھی نہیں سمجھ سکتا۔"

مُریدِ نو آموز | فرمایا مُرید کو سمجھانے سے اگر بات مُرید کی سمجھ میں نہ آئے تو (شیخ کو چاہیئے کہ) دل تنگ نہ ہو۔ اور مُرید پہ نہ کہے کہ تو ایسا (غبی) ہے۔ اور تو ایسا (فاتر العقل) ہے۔ بلکہ خیال کرے کہ پہلے میں بھی ایسا ہی تھا جس نے تم کو اچھا بنایا ہے وہی (پروردگارِ عالم) اس (مرید) کو اچھا بنا سکتا ہے۔ ہر مرید سختی کے لائق نہیں ہے نو آموز مرید سختی برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ ملامت کے قابل نہیں ہے (اس پر نہ سختی کیجائے نہ ملامت) سختی اس کے خیال

Marfat.com

اور اس کی بساط کے اندازہ سے ہی اُس پر ڈالنی چاہیئے" (تاکہ وہ تحمل و برداشت کر سکے)

سات برس تک صرف ترغیب | فرمایا جس طرح شریعت میں حکم ہے کہ جب لڑکا سات برس کا ہو جائے تو اُسے نماز کی ترغیب دیجائے اور دس سال کی عمر سے گذر جائے تو پھر نماز کے لئے اس کو تنبیہ کی جائے اسی طرح طریقت کا دستور ہے کہ داخل بیعت ہونے کے بعد سات برس تک مرید کو محض ترغیب دیجائے اور نصیحت کی جائے دس سال گذر جائیں تو پھر اُسے سختی کے ساتھ نصیحت کیجا سکتی ہے۔ ہم پرانے مریدوں کو سختی سے نصیحت کرتے اور سمجھاتے ہیں اس لئے کہ کہیں نقصان میں نہ پڑ جائیں اگر (سمجھاتے ہیں) ہم تم لوگوں پر اس قدر سختی دیں کہ (ہمارے خطاب عتاب سے) تم لوگ ہلاک ہو جاؤ تو بھی شریعت سے ہم پر قصاص واجب نہ ہوگا۔ اور یہ (بات) ہم کتاب اللہ سے کہتے ہیں۔ ہم تم لوگوں کو اپنے نفس کی وجہ سے سختی نہیں دیتے چونکہ تم لوگ دوڑ کر چلتے ہو۔ اس لئے سختی سے سمجھاتے ہیں کہ کہیں گر نہ پڑو۔ (حضرت مولانا روم فرماتے ہیں) ؎

زاں نجوشانم کہ مکروہ منی | بلکہ تا گیری تو ذوق چاشنی
تا غذا گردی بیامیزی بجاں | بہر خواری نیستت ایں امتحاں
آب میخوردی بہ سنت سبز و تر | بہتر ایں آتش بدست آں آب خور
رحمتش سابق بدست از قہر آں | تا ز رحمت گرد داہل امتحاں
رحمتش بر قہر زاں سابق شدست | تاکہ سرمایہ وجود آید بدست

ہر بات میں اہمیت دیکھ لیجائے | فرمایا۔" فلاں شخص یہاں آئے۔ ہم نے اُنھیں دیکھکر کہا، تم لوگوں نے ان کو سختی میں ڈالا اور زحمت سفر دُور و دراز میں مبتلا کیا۔ کیوں ترغیب و تحریک دے کر لائے؟ ہم آدمی کی صورت سے پہچان لیتے ہیں (کہ اس راستہ کا آدمی ہے یا نہیں۔ اور اس راہ کی) تکلیف کو برداشت کرے گا یا نہیں؟" تم لوگ نہیں سمجھتے (اہل و نااہل کو نہیں پہچانتے) ناحق دوسروں کو تکلیف دیتے ہو۔"

سفر سواری پر کرو! | صاحب میاں کے باپ سے ہم نے کہا کہ سواری کے بغیر (یعنی روح کی کشش اور ذوق و شوق کے بدون) سفر مت کرو۔ ورنہ تکلیف اُٹھاؤ گے (یعنی زیارت کے لئے سفر اُس وقت کرو جبکہ ذوق اور خواہش زیارت ہو) خواہش زیارت کو نہ تکلف سے پیدا کرو اور نہ خواہش زیارت کو تکلف سے دُور کرو۔ ایسے لوگ کم ہیں جن کو راہ خدا کی تکلیف راحت معلوم ہو" (اس کے بعد ارشاد ہوا کہ گلستاں کی حکایت پڑھو جس میں مرید کے خدمت شیخ میں جا کر شکایت مخلوق کرنے کا بیان ہے، منشائے مبارک یہ تھا کہ تکلیف برداشت نہ ہوئی لگے شکایت مخلوق کرنے)

سوختگان عشق | ارشاد ہوا۔" ایک شخص نے خواب میں ہمارے حضرت کے آستانے کے ایک مرید کو دیکھا کہ آگ میں پڑے جل رہے ہیں کیسی آگ؟ بہت بڑا آتشکدہ! اس آگ میں دن رات پڑے سُلگتے ہیں۔ صرف کھانے کے وقت آگ سے محفوظ ہو

Marfat.com

ہیں ع "سمندر چہ داند عذاب الحریق"۔ بیچارے قسم قسم کی بیماریوں اور طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہیں (اور اُف نہیں کرتے) ایک خاص وقت ہے کہ اُس وقت تک وہ ان تکلیفوں میں رہیں گے لیکن تکلیف انھیں تکلیف معلوم نہ ہوگی"۔ فرمایا:۔ "ہمارے بعض اور بھی مرید ہیں کہ ان کی بھی حالت یہی ہے کہ تکلیف اور سختی میں ہیں۔ تکلیف کے وقت صرف طالب خدا ہی ٹھہر سکتا (اور ثابت قدم رہ سکتا) ہے۔ اور (بات یہ ہے کہ) چند یہ شکل برائے اکل (راہ خدا میں فنا ہونے والے یونہی فنا ہوا کرتے ہیں)، (مگر یاد رکھو) ہر مرید تکلیف کو برداشت نہیں کرسکتا، مرید نو آموز سختی کے قابل نہیں"۔ (حصہ بقدر جثہ ہونا چاہیے۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا)

تکلف سے ممانعت | فرمایا:۔ "سکندر شاہ کے بچپنے کی بات سنو۔ جب ہم یہاں سے حضرت اجمیر کے سفر پر روانہ ہوئے اور اپنے بعد خانقاہ میں ہم نے سکندر شاہ کو چھوڑا تو (اُس زمانہ کا واقعہ ہے کہ) سکندر شاہ نے اپنی والدہ کو (بنارس) خط لکھا، کہ ہمارے حضرت اجمیر شریف جارہے ہیں، جب آپ بنارس سے اعظم گڈھ اپنے مکان پر حضرت کو لیجائیں تو ریل کے اوّل درجہ میں لیجائیں اور یوں مدارات وخاطر داری کی جائے اور یوں تعظیم وتکریم واحترام کیا جائے!" فرمایا:۔ "جو تعلق کہ اپنے پیرومرشد سے ہے وہ ہمیں ہے (نہ کہ والدہ کو یا اور کسی کو) پس یہ مناسب نہیں ہے کہ (اپنے تعلق اور اپنی ارادت کی وجہ سے) دوسروں کو تکلیف دیجائے۔ دوسرا اپنے خیال کے مطابق خود عمل کرے گا۔ اپنے خیال کے مطابق تم عمل کرو"۔ (ذوق ہر ایک کا جُدا جُدا ہوتا ہے)

راہِ تکلف سے بچو | "ہمیں تکلف پسند نہیں ہے۔ (ہمیں تو) بس عوام کی طرح رہنا چاہیے"۔ (اچھا سنو!) ہمارے حضرتؒ کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ) ایک صاحب فلاں شخص کے گھوڑے پر سوار ہوکر یہاں آئے جن کا گھوڑا تھا انھوں نے تاکید کردی تھی کہ گھوڑا خانقاہ کے صحن میں نہ لیجانا (تاکہ صحن شریف احاطۂ خانقاہ میں گھوڑے کے لید وغیرہ کرنے سے ترک ادب نہ ہو) ہمارے حضرت قدس سرہٗ کو اس کا علم ہوا تو آپؒ نے اس (تکلف) کو پسند نہیں فرمایا، اور حکم دیا کہ گھوڑے کو احاطہ میں لے آؤ، اور یہیں باندھو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ تکلفات آپ لوگوں میں کہاں سے آگئے!" اس کے بعد ارشاد ہوا:۔ "زبیدہ کے باپ (دلاور میاں) یہ لوگ صاحب میاں کے والد سے اس بات پر ناراض ہیں کہ عرس شریف میں وہ نہایت تکلف کی باتیں کرتے ہیں (کوئی ٹوک دیتا ہے تو) کہتے ہیں کہ ہمارے جوش محبت کا مقتضیٰ یہی ہے، مگر ہم کیا کہیں تم لوگ نابالغ (اور ناسمجھ) تو نہیں ہو۔ (یاد رکھو) ع براہِ تکلف مرو سعدیا"۔ ہمارے دادا حضرت شیخ العارفین (سیدنا سید شاہ محمد مخلص الرحمٰن قدس سرہٗ) کے صحن درگاہ میں تالاب ہے اور تالاب کی سیڑھیوں سے درگاہ شریف تک تیس ۳۰ پچیس ۲۵ قدم کا فاصلہ ہے۔ زائرین اور حاضرین عام طور پر یہ کرتے تھے کہ تالاب میں وضو کرلینے کے بعد پھر جوتی نہ پہنتے اور درگاہ شریف تک ننگے پاؤں جاتے۔ اس کے بعد مزار پر فاتحہ وزیارت کے لیے حاضر ہوتے۔ ایک صاحب نے اپنا یہ معمول کرلیا تھا کہ تالاب پر وضو کرتے تو ایک لوٹا پانی کا بھر کر ساتھ لے جاتے اور دروازہ درگاہ شریف پر پاؤں دھوکر پھر درگاہ کے اندر حاضر ہوتے اس کی بابت ارشاد ہوا۔ "یہ کیا ہے؟

Marfat.com

مثل عوام کے رہو" (منشائے مبارک یہ تھا، کہ وضو کر لینے اور ذرا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد پھر پاؤں دھونا یہ تکلف میں داخل ہے جس سے اپنی ایک شان خاص کا اظہار ہوتا ہے کہ ہم ایسی طہارت والے اور اتنے نفاست پسند ہیں۔ اسے آپؒ نے پسند نہ فرمایا اور یہ ارشاد ہوا)۔ "جس طرح عوام آتے جاتے ہیں تم بھی اسی طرح آتے جاتے رہو، بزرگوں کی درگاہ میں بھی اس طور پر رہنا چاہئے کہ اور دس غیر لوگ جس طور پر رہا کرتے ہیں۔ کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہئے کہ جس سے اپنا امتیاز خاص ظاہر ہو!"

وصیت نامہ" ارشاد فرمایا۔ "ہم ایک وصیت نامہ لکھنے والے ہیں کہ ہمارے حضرت پیر و مرشد والد صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے آستانہ پاک سے جن لوگوں کو خلافت و اجازت ہے (اپنے مُریدین و خلفا کے لئے آپؒ یہی الفاظ فرمایا کرتے تھے) ان کو کونسا حال و قال اور کونسی وضع و قطع اختیار کرنی ہوگی۔ اور کن باتوں کی پابندی کرنی ہوگی!" (ارشاد فرمایا)۔ "اگر ہمارے بہت لڑکے ہوں تو (تم لوگوں کو) ہمارا حال کس سے معلوم ہو سکتا ہے؟ (اُسی لڑکے سے کہ) جو لڑکا ہماری وضع پر ہوگا! (اسی کی نسبت یہ سمجھا جائے گا کہ) ہمارا حال اُسی کو معلوم ہوگا۔ اور اُسی نے اپنے باپ کا اتباع تحقیق کے ساتھ کیا ہوگا۔ (ہمارا جو لڑکا کہ ہمارے حال و قال اور ہماری وضع قطع پر نہ ہو۔ (بس) اُس کی بات سُن لو۔ عمل کرنے یا مباحثہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے (سُنو اور خاموش ہو جاؤ) ورنہ پریشان ہو جاؤ گے۔ نہ معلوم لوگوں نے کہاں کی وضع قطع اختیار کی ہے۔ سر پہ گھوڑے کی دُم کی طرح بال رکھتے ہیں (ترچھی مانگ نکالتے ہیں) ہم دوسروں کو کیا کہیں خود ہمارے بھتیجے ایسے بال رکھتے ہیں! قاعدہ ہے کہ جس کسی کو مال سے رغبت ہوتی ہے وہ مال کی جمعیت کرتا ہے جس کو دُنیا سے رغبت ہوتی ہے وہ دنیا کی جمعیت کرتا ہے جس کو علم سے رغبت ہوتی ہے وہ علم کی جمعیت کرتا ہے اور جس کو آخرت سے رغبت ہوتی ہے وہ آخرت کی جمعیت کرتا ہے۔ دیکھو! ہمارے حضرت قدس سرہٗ نے گھر کے سب چھوٹے بڑوں کو مُرید کیا مگر ہمارے بھائی مولانا عبد القیوم صاحب کو مُرید نہیں کیا۔ ایک مرتبہ آپؒ نے بھائی صاحب کو مہین (کپڑے) کی دھوتی پہنے ہوئے دیکھا (جو پوشش کہ ہمارے حضرتؒ کے پسند خاطر نہ تھی) اس پر آپؒ نے اُن سے فرمایا کہ (بھاگلپور شریف) جاؤ۔ اور ہمارے حضرتؒ پیر و مرشد کے آستانہ پاک کی کفش برداری کرو۔ اور آدمی بن کے آؤ! (لیکن) جب وہ نہیں گئے تو آپؒ نے دوسری بار وہاں جانے کو نہ فرمایا۔ نہ مُرید کیا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ اس ذوق و شوق کے آدمی نہیں ہیں۔ بس نوکری کریں۔

تاکید اتباع شریعت و طریقت ارشاد ہوا۔ "دیکھئے آپ لوگوں سے کبھی کوئی ایسا فعل صادر نہ ہو جو شریعت و طریقت کے خلاف ہو ورنہ جو لوگ کہ سنجیدہ اور فہمیدہ ہیں اور سلسلہ شریف سے تعلق رکھتے ہیں دیکھکر پریشان ہو جائیں گے اور آپ لوگوں کی پیروی چھوڑ دینگے پس آپ لوگوں کے حرکات و سکنات سے کوئی ایسی بات پیدا نہ ہو جو علمائے ظاہر و باطن کے خلاف ہو۔ ورنہ ہم ہرگز ذمہ دار نہیں!"

خوشنودی حضرتؒ کا واحد راستہ (یاد رکھیے) "جس بات سے اللہ اور اللہ کا رسولؐ خوش ہیں ہم خوش اور جو قول و فعل کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کیخلاف ہے وہ ہمارے خلاف ہے اور جس بات سے اللہ اور اللہ کا رسولؐ ناراض اُس سے ہم ناراض ہیں!"

Marfat.com

حضرتؒ کی تعلیم کا مرکزی نقطہ "ہم نے یہ بات (ہر ایک سے) کہی ہے۔ اور اب ہم بار بار آپ لوگوں کو سمجھائے دیتے ہیں کہ ہمارا خواہ کیسا ہی عاشق مُرید ہو۔ اگر کوئی کام خدا اور خدا کے رسولؐ کے حکم کے خلاف کرے گا۔ بس ہم اُس سے ناراض (ہم اُس سے بری الذمہ) ہیں!"

حضرتؒ کی کوئی بات شریعتؐ طریقت کے خلاف نہیں ہے "ہم نے خدا کی رحمت سے آج تک کوئی بات شکم زاد اور طبع زاد نہیں کی۔" (اور شریعتؐ طریقت میں ہم نے کوئی بات اپنی طرف سے پیدا نہیں کی)

ایجاد بندہ سے ڈرو! "آپ لوگ بے ڈر ہوگئے ہیں۔ آپ لوگوں میں نشو و نما زیادہ آگئی ہے، اس لئے ہم نے زیادہ میل جول چھوڑ دیا ہے۔ شکم زاد۔ اور طبع زاد باتیں کرکے خلق کو پریشانی میں ڈالنا یہ کیا بات ہے؟ صاحب! اللہ کی رحمت سے ہم نے تو کبھی ایسی باتیں نہیں کیں!"

ریاضت کثرت سے کرو! "بعض لوگوں میں تکلّف اور تصنّع زیادہ آگیا ہے جس سے نمود (و نمائش) زیادہ ہوتی ہے۔ بس ان (بناوٹ اور تکلف کی باتوں) کو چھوڑ دیں اور ہمیشہ طبیعت کا میلان ریاضت کی طرف رکھیں (تاکہ نفس کی خرابیوں اور گمراہیوں سے محفوظ رہ سکیں) ورنہ (یاد رکھیں) کہ ہم کسی ایسی بات کے ذمہ دار نہ ہوں گے جو شریعت اور طریقت کے خلاف ہوگی"

صرف برزخ شیخ ہی کافی نہیں "صرف برزخ شیخ ہی کافی نہیں ہے بلکہ جس کا تصور ہے اُس کے صفات، طرز معاشرت رنگ ڈھنگ۔ اور شکل و صورت کا ایسا (کامل) خیال ہو کہ (بالآخر) تم بھی ویسے ہی بنجاؤ۔ تب (برزخ شیخ کا) فائدہ ہوگا۔ شیخ تو نماز پڑھتے ہیں اور تم نہیں پڑھتے۔ تو اب تمھیں برزخ شیخ کا کیا فائدہ ہوگا؟ کچھ نہ ہوگا۔ حضرت مولانائے رومؒ نے بھی مثنوی میں ایسا ہی فرمایا ہے۔"

شیخ کو خدا نہ کہو ایک موقع پر ارشاد ہوا۔ "بعض مُرید پیر کو رب ....) کہدیتے ہیں۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ پیر کو بندہ کہو، لیکن پیر کی محبت دل میں رہے پیر کو "سب کچھ" کہنا یہ عوام الناس کا خیال ہے (نہ کہ خواص کا) تم یہ کہو کہ ہمارے پیر خدا کے بندے ہیں، مگر اعتقاد و محبت دل میں رکھو (خدا کو خدا اور بندے کو بندہ کہو)

خون پاک ہے خون ناپاک ہے "دیکھو! خون (انسان کی زندگی ہے) اگر جسم میں نہ رہے تو آدمی مرجائے۔ خون جب تک کہ جسم کے اندر ہے پاک ہے لیکن (جسم کے باہر نکل آیا تو) یہی خون ناپاک ہے۔ جبتک کہ دھویا نہ جائے نماز نہ ہوگی

پردہ داری کرو! "اسی طرح طریقت کی اندرونی باتیں ہیں (کہ اگر اندر ہیں تو روح اور زندگی ہیں، باہر آگئیں تو باعث خسران و حرمان ہیں) بس اندر کی باتیں اندر ہی رہنی چاہئیں۔ طریقت کی جتنی باتیں کہ گفتنی ہیں کہی جائیں اور جتنی باتیں کہ ناگفتنی ہیں، ناگفتنی ہی رہنے دیجائیں۔"

ناگفتنی کسی سے نہ کہو "(طریقت کی ایسی اندرونی) باتیں اللہ کا رحم ہو۔ تو خود سمجھ میں آجاتی ہیں (سمجھانے اور بتانے سے سمجھ میں

نہیں آئی ہیں)۔ پس طریقت کی جوانمردی اور ناگفتنی باتیں ہیں اُنھیں کسی سے بھی ہرگز نہ کہنا چاہئے۔ خواہ وہ بھائی ہو خواہ کوئی ہو!"

طریق سلف صالحین فرمایا: "شریعت و طریقت کا پردہ مت چاک کرو۔ شریعت و طریقت میں کوئی ایجاد نہ کرو اور شریعت و طریقت کے خلاف کوئی بات بھی ہرگز نہ کرو۔ بس سلف صالحین کے طریقے پر چلے جاؤ۔"

علماء مشائخ کا اختلاف برائے نام ہے ارشاد فرمایا: "مشائخ کا جن مسائل (سماع و سجدۂ تعظیمی وغیرہ) میں علمائے ظاہر سے خلاف (قدیم سے) چلا آتا ہے۔ ہمارا اختلاف بھی علمائے صرف انہی مسائل میں ہے۔ ان کے علاوہ کیا تم نے سُنا کہ ہم نے کسی مسئلہ میں بھی مولویوں سے اختلاف کیا؟ کبھی نہیں کیا، اُن مسائل کے سوا ہمارا علمائے اہلسنت سے اور کسی مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے۔"

جوش پر قابو "بس جوش کو روکے ہوئے (چلو) جوش میں ناگفتنی باتیں ہرگز مُنہ سے نہ نکلیں! مشائخ کے حالات کتابوں سے معلوم ہونگے۔ اور شریعت کی باتیں بھی کتابوں میں ہیں (پس شریعت کی کتابیں اور طریقت کی مستند اور قدیمی کتابیں مطالعہ کرتے رہو اور عمل کرو) تمھاری کوئی بات شریعت و طریقت کے خلاف ہرگز نہ ہونی چاہیئے۔"

درویش خلاف شرع "جو درویش، کہ نماز و روزہ کا پابند نہ ہو (اور بے شرع ہو) اُس سے نہیں ملنا چاہئے (اس لئے کہ جو شخص خود خرابی سے نہیں بچ سکتا (اور بے شرع ہو کر خرابی میں مبتلا ہو گیا ہے) دوسرں کو کس طرح بچا سکتا ہے:

دائمی التجا "ہمیشہ یہی دعا مانگتے رہنا کہ اے پروردگار! تو ہمیں دین و دنیا کی خرابی سے بچانا۔ اور جس میں تیری مرضی ہو۔ ہم سے وہی کام کرانا!!"

ہر پہلو سے بہتر نمونہ ہو ارشاد فرمایا: "ہمارے حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے سلسلۂ شریف کے لوگوں کو کچھ علم اور فقر میں ہی نہ اچھا ہونا چاہئے، بلکہ دُنیا داری میں بھی (خوب ہوشیار اور پاک و صاف نمونہ ہونا چاہئے) اور درویش کو) دینداری اور دُنیا داری ہر صورت اور ہر پہلو سے بہت عمدہ (اور ایک بہترین نمونہ) ہونا چاہئے۔ ہم نے اپنے حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کو ہر پہلو سے بے مثل دیکھا۔ ہم نے اپنے حضرتؒ کو جس پہلو سے دیکھا بے مثل پایا!" (بہ تکرار فرمایا)

شعور بیس برس کے بعد ہوگا ارشاد ہوا: "ایک تجلّی ذاتی ہوتی ہے، اور ایک تجلّی صفاتی۔ بعضے انبیا علیہم السلام تجلیات ذاتی سے ہیں اور بعضے تجلیاتِ صفاتی سے، اور اولیاء اللہ انبیاء علیہم السلام کی تجلیات سے ہیں جن میں سے بعض تجلیات ذاتی سے ہیں، اور بعض تجلیات صفاتی سے! لیکن (اس تجلیات ذاتی و صفاتی) کا مابہ الامتیاز (کہ حضرات اولیاء اللہ میں سے کون حضراتِ انبیاء کی تجلیات ذاتی سے ہیں اور کون تجلّیات صفاتی سے ہیں؟) نہایت مشکل و دشوار ہے۔ شاید بیعت سے بیس برس کے بعد اس کا (شعور) احساس ہو تو ہو، (جسے خدا نصیب کرے) اس سے پیشتر ہرگز نہیں ہوسکتا۔"

Marfat.com

مخلوق کا ہٹاؤ فرمایا:۔ ہم نے وہ رویہ اختیار کیا، جس میں مخلوق کا ہٹاؤ (اور شہرت سے بچاؤ) ہو۔ مگر خدا کی رحمت سے ہم نے کوئی بات شریعت و طریقت کے خلاف اختیار نہیں کی اور نہ (ہماری کوئی ایک بات بھی) بدعت اور بدعت کے ساتھ ہے!"

شوقِ محبت اور خوفِ مخالفت ارشاد فرمایا:۔ جو لوگ کہ ہم سے محبت رکھتے ہیں خواہ وہ حاضر ہوں، یا غائب لیکن اگر انھیں ہماری مخالفت (یعنی شریعت و طریقت میں ہمارے خلاف کسی بات کے مرتکب ہونے) کا خوف نہ ہو تو انھیں محض محبت سے، کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا، یہاں بے پروائی (اور بے خوفی) کا کام نہیں ہے، موافقت کے ساتھ مخالفت سے بچنے کا خیال بھی ہونا چاہیئے۔ (موافقت کے شوق، اور مخالفت کے خوف، دونوں کا ہونا لازمی ہے) اس راستہ میں (شوق و خوف) دو پروں اور دو بازؤں) کے بغیر کوئی چل نہیں سکتا ہے (خدا تک پہنچنے کی راہ بَینَ الجمال والجلال ہے) اور یہ (بات) خدا کی طرف سے ہے (جو ہم نے کہی)

بے نماز ولی نہیں ہو سکتا

نصیحتِ نماز ارشاد فرمایا:۔ نماز بہت خوشنما عبادت ہے (اپنی جامع ایسی بہترین) ایسی خوشنما عبادت کسی اور مذہب میں نہیں ہے، ہر ایک مذہب والے اس "خوشنما عبادت" پر حسرت کھاتے ہیں کہ ہمارے (مذہب ہمارے) دھرم میں ایسی عبادت نہیں (ہم نے سُنا کہ) رُوس میں ایک بڑی مسجد تھی اور ایک انگریز وہاں جایا کرتا تھا، جب لوگ جماعت سے نماز پڑھتے، تو کہتا، کیا اچھا ہوتا کہ ہمارے مذہب میں بھی کوئی عبادت ایسی جماعت کے ساتھ (اور ایسی دل آویز) ہوتی۔ پنج وقتہ' با جماعت ادا کرنے کی کوئی عبادت اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں نہیں ہے، یہودیوں کی عبادت کا تو پتہ بھی نہیں چلتا، نصاریٰ کی عبادت (کا بھی یہ حال ہے کہ) محدود ہے، (اور ان کی عبادت میں بھی امیر و غریب کا تفرقہ ہے کہ یورپین کا گرجا اور اور دیسی عیسائیوں کا اور ہے، امیر کی نشست علیحدہ اور غریب کی جگہ جُدا ہے) ہفتہ میں ایک روز (اتوار) کو گرجا میں گئے (اور عبادت کر لی) ان میں سے بعض کو یہ (گرجا میں جانا بھی) ناگوار گذرتا ہے، وہ ٹیلیفون کے ذریعہ گھر بیٹھے پادری صاحب کی دُعا و مناجات کو سُن لینا کافی سمجھتے ہیں! مسلمانوں کی عبادت افراط و تفریط (اور شاہ و گدا کی تفریق) سے پاک ہے، مذاہب سابقہ کی نماز کا پتہ قرآن مجید سے چلتا ہے کہ ان لوگوں نے (عبادت الٰہی میں بھی) افراط و تفریط (اور اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی) کر لی تھی۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ

Marfat.com

غیّا۵ ط رچیہ (ان آل براہیم ویعقوب علیہم السلام کی نسل کے ھدایت یافتہ اور خدا کے پسندیدہ اور آیات الٰہی کو سُنکر سجدہ میں گر پڑنے اور رونے والے لوگوں) کے بعد ایسے ناخلف (پیدا) ہوئے جنھوں نے نمازیں ضائع کیں اور نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے، سو اُن کی گمراہی اُنکے آگے آئے گی)

افضل ترین عبادت "نماز افضل ترین عبادت ہے، ادائے زکوٰۃ کے لئے صاحب نصاب اور مالدار ہونا شرط ہے حج کے لئے بھی علیٰ ہذا شرائط ہیں، (مثلاً راستہ کا محفوظ ہونا وغیرہ) روزہ کے لئے صحت وحضر ہے۔ مرض اور سفر (کی حالت میں، اختیار ہے، (کہ روزہ رکھے یا قضا کرے) صرف نماز ہی ایک ایسی عبادت ہے (کہ بلا شرط ہے) جب اور جو چاہے (سفر ہو یا حضر، صحت ہو یا مرض، ہر حالت میں) ادا کر سکتا ہے (اور کسی حالت میں معاف نہیں ہے) اس (عبادت نماز) میں آسانی ہی آسانی ہے (یاد رکھو کہ) نماز ادا کئے بغیر کوئی ولی نہیں ہو سکتا (اگر بے نمازی ہے تو ہرگز ولایت کا رتبہ نہیں ہو سکتا)"

جس دین میں نماز نہیں اُس میں خیر نہیں "ابتدائے اسلام میں بعض کفار اس شرط پر کہ اُنھیں تکلیف (و فرضیت) صوم (روزہ) معاف ہو جائے۔ حضور (سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لے آئے اور آپ نے (اُن کی اس شرط کو ابتدائے اسلام میں) قبول فرما لیا تھا، بعض مال زکوٰۃ کی معافی پر اسلام قبول کرنے کے لئے آئے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے تالیف قلوب کی خاطر (آغاز اسلام میں اسے بھی) قبول فرما لیا تھا (کہ ان لوگوں کا اسلام آگے چلکر خود انھیں ان فرائض کی پابندی پر لے آئے گا) لیکن جب بعض کفار اس شرط پر کہ نماز معاف کر دی جائے (یعنی فرضیت نماز ان پر سے ساقط کر دی جائے) اسلام قبول کرنے کو آئے تو آپ نے اس شرط کو قبول کرنے سے فوراً انکار کر دیا (اور فرمایا "تمھارے ایسے اسلام سے ہمیں کچھ سروکار نہیں) لاخیر فی دین لا رکوع فیہ! (اُس دین میں بہتری نہیں جس میں نماز نہیں اور جس کا خدا کے سامنے جھکنا نہیں ہے اُس کا خدا سے کوئی رشتہ بھی نہیں ہے) لوگ حقیقت نماز سے (اور خیر و برکت نماز سے) واقف نہیں ہیں۔ اس کا اصل راز لوگوں پر عام طور سے ظاہر کرنا چاہئے (غافلو! ترک نماز سے دین و دُنیا کی کیسی خرابی کیسی تباہی و بربادی میں مبتلا ہو) میں اگر شہنشاہ ہوتا تو ایک شخص کو بھی بے نمازی نہ چھوڑتا (غفلت غافلین کو) دورو نوت قانون سے دور کرتا) انگریزوں میں اپنے مذہب کے ساتھ گرویدگی اگرچہ اُن کے دستور معاشرت (اور ظاہری اور دنیاوی تہذیب) سے کم ہے (وہ اپنے تمدن و تہذیب کے آداب و قوانین کے جتنے پابند ہیں اُتنے اپنے مذہب کے نہیں ہیں) مگر پھر بھی (اکثر) دیکھا جاتا ہے کہ بادشاہ سے لیکر فقیر تک اتوار کے روز (اُن کے علاوہ کہ مذہب کے منکر ہیں اکثر) سب لوگ گرجا میں حاضر ہوتے (اور اپنے طریقہ کی نماز پڑھ لیتے) ہیں (مگر مسلمانوں کا فی زمانہ کیا حال ہے؟ یہ حال ہے کہ) مسلمانوں میں بعض لوگ تو نماز پنجگانہ گھروں میں ہی ادا کر لیتے ہیں (مسجدوں میں جا کر باجماعت ادا نہیں کرتے ہیں) اور جمعہ کے روز ایسی جماعت نظروں میں نہیں آتی جیسی کہ اسلام کے شایان شان ہے (بس) ہر مسلمان

Marfat.com

کے لئے نہایت ضروری ہے کہ (نماز پنجگانہ مساجد میں باجماعت ادا کرے اور) جمعہ کے روز (مسجد جامع میں اہل اسلام کے ساتھ شریک نماز ہو کر) اسلام کی شان کو دوبالا کرے!"

نماز باجماعت خوش کردیتی ہے | فرمایا "جب ہم مسجد میں جماعت سے نماز پڑھتے ہیں تو طبیعت بہت خوش ہو جاتی ہے ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ جماعت کی نماز ہمیں مسجد میں مل جاتی ہے!"

ادائے فرائض و واجبات بڑی بات ہے | "میاں! ہر ایک شخص ولی تو نہیں ہو سکتا، فریضۂ نماز اور (دیگر فرائض اور) واجبات ادا ہو جائیں تو یہ بھی بڑی بات ہے، فقیری تو الگ چیز ہے (پہلے مومن و مسلمان تو ہو جاؤ)

خدا کو مہربان کرنے کا وسیلہ نماز ہے | فرمایا: "(اگرچہ) نماز کی تکمیل حضور قلب سے ہوتی ہے' مگر یہ نہیں ہے کہ حضور قلب کامل نہ ہو تو نماز ہی نہ ہو، (روح خدا کے ہاتھ میں ہے (نماز میں حضوری قلب کا ہونا رحمت پروردگار پر موقوف ہے) نماز کے لئے حاضری ہمارا کام ہے۔ نماز کا قبول کرنا یا قبول نہ کرنا یہ خدا کے ہاتھ میں ہے، جب کوئی شخص قصور مند ہو کر ہم لوگوں کے سامنے قصور معاف کرانے حاضر ہوتا ہے تو ہمارا قلب اُس کے لئے مہربان ہو جاتا ہے اسی طرح بندہ جب ہر روز پانچ مرتبہ خدا کے دربار میں حاضر ہوتا، اور نماز پنجگانہ کو ادا کرتا، اور حکم خداوندی بجالاتا ہے تو اس صورت میں اس بندہ کے حق میں خدائے تعالیٰ کے مہربان نہ ہونے کا کوئی سبب نہیں ہے۔ یہ بندہ یقیناً بہشتی ہے اور ضرور بہشت میں جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایسے بندہ کو دوزخ کے حوالے کرنے میں 'حیا' مانع ہوگی، کیونکہ خداوند کریم سب سے بڑا غیور (سب سے بڑا حیادار بھی تو) ہے!"

نماز چستی سے پڑھو | فرمایا: "تم ہم سے اعتقاد رکھتے ہو، اس لئے کہتے ہیں کہ ہمارے لڑکپن کا واقعہ ہے شاید اُس وقت تک ہم گھر سے باہر نہیں گئے تھے (ایک بار کا واقعہ ہے کہ) ہم نماز نفل بیٹھ کر پڑھ رہے تھے حضرت والد صاحب قبلہ قدس سرہٗ نے دیکھ کر فرمایا "لڑکپن میں یہ سستی ہے تو بڑھاپے میں کیا حال ہوگا؟" اُس وقت سے پھر ہم نے کبھی نوافل بیٹھ کر نہیں پڑھے۔ ظہر، مغرب اور عشا (سب نمازوں کے) نفل ہم کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں، ہم نے اپنے حضرت قدس سرہٗ کو ایسا ہی دیکھا تھا (کہ نوافل بھی کھڑے ہو کر ادا فرماتے تھے) کبھی بیماری میں ہم نے بیٹھ کر نماز پڑھ لی تو یہ دوسری بات ہے۔ یاد رکھنا نماز خواہ تھوڑی پڑھو، مگر چستی (اور خشوع و خضوع) کے ساتھ پڑھو سستی سے اور ہارے جی سے نہ پڑھو)

آنحضرت ﷺ کی تین مرغوب چیزیں | فرمایا: "حدیث شریف میں وارد ہے' حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُنیا کی تین چیزیں مرغوب تھیں (الطیب والنساء و قرۃ عینی فی الصلوٰۃ) ایک خوشبو دوسرے نساء (بی بی) اور تیسرے آنکھوں کی ٹھنڈک) نماز میں۔

ہمارے حضرت کی نماز | (فرمایا) "عبارت حدیث سے ترتیب نہیں سمجھی جاتی، بلکہ مرغوب ہونا (ان) تین چیزوں کا

Marfat.com

سمجھا جاتا ہے (لیکن الفاظ حدیث کی ترتیب کہ پہلے خوشبو، پھر بیوی، پھر نماز ہے معنے رکھتی ہے) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ (آنحضرت کی اُمت میں جو کہ قدم بقدم ہیں اُن میں سے) کسی کو اوّل خوشبو مرغوب ہوتی ہے (پھر بیوی پھر نماز) ہم کچھ عرصہ سے نماز عبادت و ریاضت و ثواب کے خیال سے نہیں پڑھتے ہیں بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں جیسے کہ عاشق و معشوق کی نسبت (اور عاشق و معشوق میں) تعلق ہے! اور یہی نسبت اور یہی تعلق اب ہم میں اور نماز میں ہے، اب (الطیبُ والنساءُ وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ) ان تین چیزوں میں سے دو چیزیں تو میں اللہ کے فضل سے دیکھتا ہوں (یعنی یہ دو چیزیں بفضلہ تعالےٰ بدرجۂ کمال آپ کو حاصل ہوئیں)!"

نماز میں ذوق | فرمایا "مجھے نماز میں بہت ذوق ہے، تم مسلمان کے گھر پیدا ہوئے، نماز پڑھتے ہو اور اسی کو اچھا سمجھتے ہو لیکن ابھی اسکو کہ نماز میں کیا کیا خوبیاں ہیں، سمجھتے نہیں ہو انشاء اللہ اپنے وقت پر یہ بات سمجھ میں آ جائیگی" (اور الصلوٰۃ معراج المومنین، نماز مومنین کی معراج ہے اسکے معنی کا انکشاف ہو جائے گا)

دیدار الٰہی | فرمایا "ہم نماز میں اکثر سورہ والضحیٰ اور الم نشرح پڑھا کرتے ہیں، زیادتیٔ ثواب کے خیال سے نہیں بلکہ (ان سورتوں کا پڑھنا) ہمیں اچھا معلوم ہوتا ہے، یہ ہمارے حال کے مطابق ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم خدا کے سامنے ہیں!

اتباع شیخ

جزو و کل میں اتباع | ارشاد ہوا "بزرگان دین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے اتباع شیخ میں کمال کوشش کی ہے اتباع جزو و کل میں ہونا چاہیئے، (طریقت میں) اتباع حضرات اولیاء اللہ لازم آئی ہے۔ پیر کی تابعداری شریعت و طریقت، معرفت، و حقیقت ہر طرح ہونی چاہیئے (مرید) جس جس عضو کی تابعداری نہ کرے گا (مرید کا) وہ عضو معطل ہو جائے گا۔ بس وہ تابعداری پوری ہوگی ہر حال میں (مرید کے لیے) اندیشہ، اور ڈر ہے (بس حفاظت الٰہیہ اسی کے شامل حال ہوگی جو جزو و کل میں اتباع کرے گا) لباس میں اور ملکی رواج میں (البتہ) اتباع شیخ ضروری نہیں ہے!"

جو پایا اتباع سے پایا | "تمام عالم میں سرگردانی کی، اور اقسام طرح کی محنت و ریاضت کی، لیکن کچھ فائدہ حاصل ہوا جو کچھ حاصل ہوا، اتباع شیخ سے حاصل ہوا!"

فاقہ کشی | فرمایا "زیادہ فاقہ کشی کرنی فعل عبث ہے" (عبادت کے بیش و کم میں بھی اتباع حضرات مشائخ سلسلہ ہونا چاہیئے۔ اور یہ کافی ہے۔)

حضرت مولانا رومؒ اور اتباع شیخ | حکم ہوا کہ یہ مولوی فیاض الرحمٰن صاحب کو مثنوی حضرت مولانا رومؒ کے مندرجہ ذیل، اشعار لکھکر بھیجے جائیں ہے

Marfat.com

بس تو ہر راہے کہ میخواہی برو　　محو وہم شکلِ صفاتِ دوست شو

نور خواہی مستعدِ نور شو　　دور خواہی خویش بیں و دور شو

ور رہے خواہی ازیں سجن خرب　　سرمکش از دوست واسجد و اقترب

فرمایا:" محو وہم شکلِ صفاتِ دوست ہونا، اس سے مولانا رومؒ کی مُراد اتباعِ شیخ" ہے۔

مراقبہ اور اتباع "باطنی طور سے مراقبہ اور ظاہری طریقہ سے صفاتِ شیخ کا اتباع یہ دونوں باتیں طلبِ راہ خدا میں ضروری ہیں (انشاء اللہ منزل مقصود پر پہنچ جائے گا) جو مُرید کہ اتباعِ شیخ کو اور جزو و کل میں سنتِ شیخ کو اختیار کئے ہوئے ہے (یعنی بالکل قدم بقدم شیخ ہے) اس کے لئے یہ سمجھنا مقتضائے ادب ہے کہ اس کا کپڑا اور جامہ اُسکی ٹوپی (اور عمامہ) اُس کا کھانا اور پینا (غرض اُس کی) کوئی شے بھی مثل پیر کے ہو نہیں سکتی، لیکن اضافت (نسبت) پر یعنی عنایت وعطائے شیخ پر محمول کرے (اور اپنے اس کام کی نسبت شیخ کی طرف کرے کہ ان کی برکت دُعا اور لُطف اور عطا سے ایسا ہوا!)

تہجد اور چاشت ارشاد ہوا۔" ہمارے طریقہ میں زیادہ نوافل نہیں ہیں۔ خدا ہمت دے تو بس تہجد اور چاشت (یہ نوافل کافی ہیں۔ ان کی مداومت کرے) تم ابھی (نماز تہجد اور نماز چاشت کا فائدہ نہ سمجھوگے (کہ ان نمازوں میں کسقدر عظیم الشان خیر و سعادت ہے)"

نوافل میں اتباع "ہمارے بزرگوں نے جن نوافل کو اختیار کیا ہم صرف اُنھیں کو پڑھا کرتے ہیں۔ اگر کوئی ہم سے بعض اعمال صالحہ کی نسبت پوچھتا ہے کہ حدیث شریف میں آئے ہیں اور بعض بزرگوں نے کئے بھی ہیں سو ان کا کرنا کیسا ہے؟ ہم کہتے ہیں بہت اچھا ہے، بہت ثواب، بہت فضیلت ہے، بزرگان دین نے بھی نہایت فضیلت بیان کی ہے، مگر ہم نے اپنے حضرت پیر و مرشد سے نہیں دیکھا۔ اس لئے خود ہم نے آج تک نہیں پڑھا۔" (سیر الاولیاء اور " فوائد الفواد" میں مستند ارشادات سُلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاؒ اس بارہ میں موجود ہیں کہ آپ نے اور آپ کے حضرات پیرانِ عظام نے اعمال صالحہ میں بھی اتباعِ شیخ فرمائی ہے بس معلوم ہوا کہ ان بزرگان سلف کا جو مسلک و اعتقاد ہے بالکل وہی اس سلسلۂ عالیہ کے حضرات پیرانِ عظام کا ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین)

راہِ شیخ "جس راستہ سے کہ ہمارے شیخ گذرے ہیں، اور خدا تک پہنچے ہیں، دُعا ہے کہ اللہ ہمیں اُسی راستہ پر چلائے اور اُسی راستہ سے پہنچائے، ہمیشہ یہی دُعا مانگتا کہ اے پروردگار! جو طریقہ کہ ہمارے پیرومرشد کا ہے اپنے فضل سے وہی طریقہ ہمیں نصیب فرما!"

کام اپنے ہی پیشوا سے ہے فرمایا:" جتنے بزرگان دین ہیں، سب برگزیدہ، سب برحق، سب مقبولانِ بارگاہ (ہیں) لیکن ہماری تو یہی دُعا ہے کہ اے پروردگار عالم! ہمیں تو ہمارے شیخ کے طریقہ پر رکھنا، اور دین و دُنیا اس عالم میں اور اس

Marfat.com

عالم میں) ہم پر اُن کا سایہ رکھنا ہم اندھے کے مانند ہیں۔ جس مینا کے ہاتھ میں عصا ہے' اندھے کو تو اُسی آنکھوں والے سے مطلب ہوگا۔ آنکھوں والے اور بہت ہیں اُن سے مطلب نہ ہوگا۔ ہم جس مینا کے پیچھے کھڑے ہیں یا پروردگار! ہمیں اُسی آنکھوں والے کے پیچھے چلانا!"

صرف لیلیٰ مطلوب ہے "دنیا میں نازنین بہت ہیں مگر مجنوں کو تو صرف لیلیٰ سے غرض ہے' ہمیں بھی 'لیلیٰ' سے ہی غرض ہے' اور ہماری لیلیٰ ہمارے لئے کافی ہے!!"

ایک تسبیح نورانی "ایک زمانہ میں' ہمیں ایک بزرگ کا خیال ہوا کہ ان سے (لوگوں کو) بہت فیض ہے مگر ہم نے (مشاہدہ میں) دیکھا کہ ہماری نظر کے سامنے ایک نہایت چمکدار شے مثل تسبیح کے نمودار ہوئی۔ جس کا ہر دانہ دوسرے دانہ سے ملا ہوا تھا (اور سب دانے منور و تاباں تھے) اس تسبیح (نورانی) کو دیکھنے سے ہمیں ایک تقویت پہنچی' اور ہمیں معلوم ہوا کہ (یہ دانے نورانی) ہمارے مشائخ سلسلہ ہیں۔ (ہمارے حضرت پیرومرشدؒ سے لیکر حضور سرورِ کائنات صلعم تک ہمارے یہ مشائخ سلسلہ نور ہی نور ہیں) یا اللہ! ہمیں اُن ہی کی پیروی نصیب کر!" آمین!

صرف باپ کی میراث فرمایا: "ہم سے کوئی کسی بزرگ کا تذکرہ کرتا ہے تو ہم تعریف کرتے ہیں۔ مگر کہتے ہیں کہ میراث تو ہمیں اپنے ہی بابا کی ملے گی۔ دوسرے کے بابا کی تو نہ ملے گی! اگر کوئی بادشاہ بھی ہو لیکن ہمیں اُس کی میراث تو نہ ملے گی (اپنے ہی والد کی میراث ملے گی)"

بالا تر از عقول متوسطہ ارشاد ہوا: "محبت کے دریا میں بہت راستے ہیں۔ مگر ہم تو وہی راستہ ڈھونڈھتے ہیں جو ہمارے شیخ کی راہ ہے۔ خدا نے ہمیں علم دیا اور 'راستہ' معلوم ہوا۔ مگر (تواضعاً فرمایا) کچھ کر نہ سکے' ہمارے بزرگوں نے وہاں نشانہ لگایا ہے' جو (حکما اور فلاسفہ کی) عقول متوسطہ کے ادراک سے باہر ہے (آبدیدہ ہو کر فرمایا) مگر ہم کیا بیان کر سکتے ہیں!"

مولانا محمد حسین الٰہ آبادی فرمایا: "ہندوستان میں مولوی محمد حسینؒ الٰہ آبادی سے ہماری بہت رفاقت رہی۔ مگر ہم نے اُن کے وہ حال و قال کی طرف نظر نہیں کی کہ مختلف لوگوں کے حرکات و سکنات پر نظر کرنے سے تردد ہوتا ہے ہم نے تو بس اپنے پیرومرشدؒ پر نظر رکھی اور اُن کے پیچھے دوڑتے رہے!"

نظر بس واحد پر "اگر اپنے پیرومرشد کے غیر پر نظر پڑے گی' تو اُن کے کسی فعل پر (وسوسہ اور) اعتراض ذہن میں پیدا ہو سکتا ہے' 'غیر' پر نظر ہی نہ پڑے گی تو اعتراض (و وسوسہ) بھی پیدا نہ ہوگا۔ ہم نے کبھی اسے نہیں دیکھا' نہ کبھی خیال کیا۔ کہ ہمارے شیخ کا کوئی اچھا یا بُرا مُرید دنیا میں ہے اور ہمارے سوا اور کون اُن کے پیچھے (حاضر) ہے (اس محل پر بنگلہ زبان کی ایک غزل کا ترجمہ ارشاد ہوا) اے شیخ! ایک تُو ہمارا شیخ اور بس ایک ہم تیرے مرید ہیں بس ہمیشہ ہم یہی کہتے رہے (کہ یا حضرتؒ! ایک آپ ہمارے شیخ ہیں' اور ایک ہم آپ کے مُرید ہیں)' اور اگر ہمارے

Marfat.com

شیخ کا کوئی مُرید ہمیں ملا، اور اُس نے کہا کہ ہم تمھارے شیخ کے مُرید ہیں تو ہم نے صرف اتنا کہا اچھا ہمارے واسطے دُعا کیجئے"

بشارت فرمایا" صاحب میاں کے باپ جب بھاگلپور شریف ہمارے دادا پیر (حضرت سیدنا سید شاہ امداد علی قدس سرہٗ) کی زیارت سے واپس آئے تو بہت حالات و معمولات، وہاں کے سُنے ہوئے آکر ہم سے بیان کئے جس سے انکا یہ مقصد تھا کہ جو باتیں ہم نے سُنی ہیں اور وہ سیدنا حضرت دادا پیر صاحبؒ کے وظائف اور دستور اور معمولات سے ہیں متوسلین سلسلہ کو کرنی چاہئیں، اُن سے یہ باتیں سُنکر ہمیں بہت پریشانی لاحق ہوئی کیونکہ ہم نے اپنے پیر و مرشد والد صاحب قبلہؒ کے یہاں وہ باتیں نہیں دیکھی تھیں، رات کو ہمیں خواب میں سیدنا حضرت دادا پیر صاحبؒ کی زیارت ہوئی کہ آپ مزار شریف کے اوپر چادر تان کر لیٹے ہوئے ہیں۔ چادر سے منھ باہر نکال کر آپؒ نے ہم سے فرمایا کہ جس طرح تمھارے والد صاحب نے ہماری اتباع (اور پیروی) کی ہے اور کسی نے نہیں کی! اس خواب کو دیکھکر ہماری سب پریشانی دُور ہوئی، خدا نے بہت بڑا فضل کیا ورنہ صاحب میاں کے باپ نے تو ہماری گردن ماردی تھی"

عمل اس پر کرنا جو ہم سے دیکھا فرمایا" صاحبزادگان جو کہیں سُن لینا مگر (تم لوگ) عمل اس پر کرنا جو ہم سے دیکھا ہو" (یہ ارشاد تفصیلاً پیشتر تحریر ہو چکا ہے)

سوتے ہو یا بیدار ہو "حضرت غوث الثقلینؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبدالجبارؒ سے فرمایا" عبدالجبار! آیا تم سوتے ہو یا بیدار ہو؟ مجھ میں فنا ہو جاؤ بیدار ہو جاؤ گے! (فرمایا) اس کے معنے ظاہر طور پر واضح ہیں۔ مگر اذعان عرصہ میں جا کر اور بڑی ریاضت کے بعد نصیب ہوگا، اللہ نصیب کرے!"

ہمیں باطن میں دیکھو "جب تک میری طرح نہ ہو سکو گے اس وقت تک تمھیں کچھ فقیری نصیب نہ ہوگی، ہم مردہ، ہمارا پروردگار زندہ ہے، تم لوگ ظاہراً ہمیں مت دیکھو، ہمارے باطن کو دیکھو ریاضت کرو، تب کچھ سمجھو گے!"

نعمت کی قدر و شکرگزاری

اعتقادِ غیر پر اپنے تئیں کیا سمجھے؟ ارشاد فرمایا" جو لوگ ہمیں (تحفہ تحائف) روپیہ پیسہ اور طرح طرح کی چیزیں لاکر دیتے ہیں، تو کیا سمجھکر دیتے ہیں؟ کہ یہ بزرگ ہیں ان کے دینے سے دین و دنیا میں ہمارا بھلا ہوگا۔ تو اُن کا یہ سمجھنا اُن کے واسطے ہے، آیا ہم اُن کی سمجھ پر اطمینان کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر ان کی سمجھ پر ہم (اعتماد و) اطمینان کریں یہ کیسا ہوگا (فرمایا) لوگوں کا ہمیں کچھ دینا، یہ مقسوم سے ہے۔ اللہ نے قسمت میں لکھدیا تھا، پس لوگ ہمیں چیزیں لاکر دیتے ہیں اور اللہ نے ان کے دلوں میں یہ اعتقاد پیدا کر دیا کہ یہ بزرگ ہیں ان کی خدمت کرنی چاہئے (اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہی ہے جس نے) چیزیں دینے کے لئے اُن کے قلوب میں القا کیا، یہ سب کچھ ہے لیکن ہم اُن کی سمجھ پر اطمینان نہیں کر سکتے فقیر کو جب تک اللہ تعالےٰ کی جانب سے مقصود کی خبر نہ ملے، اطمینان نہیں ہوتا، اور خبر مقصود پا لینے کے بعد تو

Marfat.com

Marfat.com

حضرت موسیٰ کے زمانے کا ایک قصہ فرمایا: بعض باتیں ہیں کہ ایک کے حق میں عمدہ ہوتی ہیں اُور کے حق میں موجب نقصان اس لئے کہ وہ اس کے قابل نہیں، چنانچہ مثنوی مولانا رومؒ میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ السلام کی خدمت میں استدعا کی کہ آپ نبیٔ وقت ہیں میرے لئے اللہ جلشانہٗ سے دُعا کیجئے کہ میں جانوروں کی بولی سمجھنے لگوں آپؑ نے فرمایا تم اس خیال کو چھوڑ دو، جانوروں کی بولیاں سیکھنے میں تمھارے لئے خطرۂ عظیم ہے تم اس بات کے اہل نہیں ہو۔ مگر اس شخص نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی نصیحت کو نہ مانا۔ اور بہت اصرار کے ساتھ التجا کی کہ آپؑ نائب حق ہیں مجھے اس (نعمت) سے محروم نہ رکھا جائے، آپ کی بخشش ولطف عام سے بعید ہے (کہ آپکے در اقدس سے میں مایوس پھر جاؤں (اس شخص کے حد سے زیادہ التجا و اصرار پر) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی کہ پروردگار! تو جانتا ہے کہ اس (بندہ) کی یہ خواہش ہے، اگرچہ یہ شخص اس امر کا اہل نہیں ہے لیکن اگر اس کا مقصد پورا نہ کیا جائے گا تو یہ پریشان اور بددل ہو جائے گا (لہٰذا اے پروردگار! اس آرزو میں اسے کامیاب کر دے) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا قبول ہوئی۔ اور آپ نے اس شخص کو جبکہ وہ (اپنے مقصد کے لئے) حاضر ہوا (اس قبولیت دُعا کے بعد بھی شفقت کریمانہ سے) پھر سمجھایا اور نصیحت (فرمائی کہ اب بھی) اس خیال سے باز آ تیرے حق میں یہ بات سیکھنی مفید نہیں ہے نقصان دہ ہے، مگر وہ آپ کی اس نصیحت پر بھی نہ مانا اور عرض کیا کہ سب جانوروں کی بولی اگر میں نہ سمجھوں تو گھر مرغ یا پالتو جانور ہیں انہی کی بولی سمجھنے لگوں اس کی دُعا کر دیجئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اچھا! کل صبح سے تو سمجھنے لگے گا۔ بس صبح ہوتے ہی وہ سمجھنے لگا (حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا کہ) نبی اور قطب کو تعلیم دینے کی ضرورت نہیں ہوتی (نبی اور قطب کی یہ شان ہے کہ) وہ جیسا کہہ دیتے ہیں ویسا ہی ہو جاتا ہے (چنانچہ جب صبح ہوئی اور یہ شخص دروازہ پر جانوروں کی بولی سمجھنے کے انتظار میں آ کھڑا ہوا تو اس وقت اس شخص کی لونڈی نے رات کے کھانے کا دسترخوان باہر لا کر جھاڑا اور ایک مُرغ اور ایک کتا دسترخوان کے ریزے (دسترخوان کی جھاڑن) کھانے کو دوڑے جونہی پارۂ نان (روٹی کا ٹکڑا) دسترخوان سے گرا مرغ نے جھپٹ کر کھا لیا (کتا دیکھنے کا دیکھتا رہ گیا) کتا بولا اور مُرغ سے کہا: اے بھائی تو گیہوں اور جَو اور ہر قسم کے دانے کھا سکتا ہے اور گھر کے اندر اور گھر کے باہر اپنی چونچ اور پنجہ سے کرید کرید دانے (اور اپنے کھانے کی چیزیں حاصل کر سکتا اور یہ سب کچھ) کھا سکتا ہے میں تو روٹی کے ٹکڑے (اور چھوڑی ہوئی ہڈیاں) اور گھر کے باہر کا گرا پڑا صرف یہی کھا سکتا ہوں تو نے میرے اوپر بہت ظلم کیا کہ میرے لئے روٹی کا یہ سوکھا ٹکڑا بھی نہ چھوڑا، تو نے میری غذا میں خلل ڈالا اور مجھے اس قوت لایموت سے بھی محروم کر دیا، مُرغ نے کتے کو جواب دیا: بھائی مت گھبرا (بے صبری نہ کر) آج مالک کا گھوڑا مر جائے گا اور وہ نہ صرف تیرا بلکہ، بہت کتوں کا پیٹ بھرے گا۔ تمھاری عید ہوگی خوب کھانا (اور موج کرنا) یہ شخص اسی مقام پر موجود تھا اس نے کتے اور مُرغ کی باتوں کو سُنا اور سمجھا، گھوڑے کو اسی وقت نخاس پر لے گیا اور فوراً بیچ دیا تاکہ گھوڑا دوسرے

Marfat.com

مالک کی جان بچ جاتی (اب یہ قضائے معلق قضائے مبرم ہوگئی اور) اب مالک کی موت ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی ہے اور (مالک کی موت پر) طرح طرح کے کھانے پکیں گے خوب آسودہ ہو کر کھانا! مُرغ کا یہ کلام اس شخص نے سنا تو پاؤں تلے کی زمین نکل گئی) ڈرا اور گھبراہٹ کے ساتھ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ السّلام کی خدمت میں پہنچا اور ماجرا عرض کیا اور کہا (یا نبی اللہ) میں جانوروں کی بولی سمجھنی نہیں چاہتا، للہٰذا آپ بارگاہ خداوندی میں پھر میرے لئے دعا کیجئے (کہ یہ علم مجھ سے لے لیا جائے اور میری جان بخشی کیجائے) ورنہ میں (دُنیا سے چلا) آج میں مرجاؤنگا! آپ نے فرمایا (اے شخص اسی لئے تو ہم نہ کہتے تھے کہ (اپنی اس خواہش کے درپے نہ ہو) اس زبان کے سیکھنے میں تمہارا نقصان ہوگا کہ تم (اس موہبت الہیّہ کے) اہل نہیں ہو (تمہارا ظرف اس نعمت کے قابل نہیں ہے) مگر تم (اپنی خواہش سے) باز نہ آئے اور اس علم کو حاصل کر کے تم نے اہل ایمان (بندگان خدا) کو نقصان پہنچایا کہ جو نقصان تمہارے لئے تھا تم نے اسے دوسروں کی طرف منتقل کیا (آخر اس کا نتیجہ تم نے دیکھ لیا) اب یہ قضا کا تیر ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتا (اب تو اپنی ہلاکت کے لئے خود تمہیں مرنا ہوگا!) اب صرف اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ (امانت الہیّہ میں خیانت کرنے کی پاداش میں تمہاری جان لیکر خدا تمہیں معاف کردے، تمہارا حبط ایمان نہ ہو اور) ایمان کے ساتھ تمہارا خاتمہ ہو جائے (تم سزائے آخرت سے بچ جاؤ) چنانچہ (قضا کا تیر آیا اور) یہ شخص جیسا کہ مُرغ نے کہا تھا مرگیا!"

اپنے نفع کے لئے دوسرں کا نقصان نکرو اس حکایت کو بیان فرمانے کے بعد ارشاد ہوا۔ زبانیں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی جانتے تھے، مگر (آپ الٰہی امانتوں کے امین و راز داں تھے) آپ کا ظرف عالی تھا، اس شخص نے زبان سیکھکر سمجھا کہ (گھر بیٹھے) دولت کا نسخہ ہاتھ آیا۔ اس نے اپنے نفع کی خاطر دوسروں کو نقصان پہنچایا (امانت میں خیانت کی) جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ آخر اپنی جان گنوائی"۔

اسم اعظم نااہل کیلئے نہیں ہے "عمدہ بات نااہل کو نہیں بتائی جاتی، اسم اعظم نا قابل کو نہیں سکھایا جاتا (اور یہ) اسلئے کہ اسکی جان کا اندیشہ ہے، نااہل کے (حق میں یہی) اچھا ہے کہ اُسے کوئی بات میسر نہ ہو، اگر میسر ہوئی اور قدر نہ کی تو جان ضائع کرے گا!"

طالب اسم اعظم کا امتحان فرمایا "ایک بزرگ بہت مشہور زماں تھے جن کے متعلق یہ شہرہ تھا کہ اسم اعظم جانتے ہیں۔ ایک صاحب جو بہت بڑے عالم و فاضل تھے اُنھیں اسم اعظم سیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور ان بزرگ کے اسم اعظم جاننے کا شہرہ سُنکر مولوی صاحب نے خیال کیا کہ بس ان کی خدمت میں چلئے اور ان کے مریدوں کے زمرہ میں داخل ہو کر وہیں اقامت خانقاہ اختیار کیجئے، چنانچہ مولوی صاحب ان بزرگ کی خدمت میں پہنچے، مریدوں کے زمرہ میں شامل ہوئے اور خانقاہ میں رہنے لگے اور ہمیشہ یہ انتظار رہا اور یہ آرزو رہی کہ اچھا موقع ملے تو حضرت کی خدمت میں اپنے مقصد کا اظہار کریں، تاکہ آپ کی نظر توجہ زیادہ مبذول ہو (اور کامیاب مقصود ہو جائیں) ان بزرگ کی خدمت میں اتفاقاً ایک روز کوئی

Marfat.com

عالم صاحب تشریف لائے اس وقت یہ مولوی صاحب بھی موجود تھے۔ دوران ملاقات میں کسی مسئلہ پر لوہارو عالم صاحب میں اور شاہ صاحب میں گفتگو شروع ہو گئی۔ ان مولوی صاحب نے دل میں خیال کیا کہ آج علم وفضل کے اظہار کا اچھا موقع ملا اگر ان عالم صاحب کو میں بحث وتقریر میں ساکت کر دوں گا اور ان کو ہرا دوں گا تو شاہ صاحب پر میرے تبحر علمی کا سکہ جم جائیگا اور اس راہ سے میں اپنے مقصد میں جلدی کامیابی حاصل کر لوں گا۔ یہ خیال آتے ہی مولوی صاحب سے سلسلۂ کلام انھوں نے شروع کر دیا (اور مولوی صاحب مخاطب شاہ صاحب کا) روئے سخن اپنی طرف کر لیا اور کہا کہ حضرت سے اس مسئلہ میں آپ کیا دریافت کرتے ہیں حضرت کے مریدان خانقاہ میں ایسے ایسے عالم موجود ہیں جو آپ کی بات کا کافی وشافی جواب دے سکتے ہیں! ایک میں ادنیٰ خادم ہوں مجھ سے دریافت کر لیجئے۔ چنانچہ خوب بحث وگفتگو ہوئی۔ ان مولوی صاحب نے اپنی علمیت اور قابلیت سے نووارد مولوی صاحب کا ناطقہ بند کر دیا اور ایسے برجستہ جواب دیئے کہ وہ ساکت اور معقول ہو گئے مولوی صاحب کو خانقاہ میں رہتے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا تھا۔ یہ نادر موقع ہاتھ آیا تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت سے اب اپنے مقصد کی بابت عرض کرنا چاہیئے (ان بزرگ نے اشراق باطن سے معلوم کر لیا چنانچہ) ایک روز شاہ صاحب اپنے اندرون خانہ سے باہر تشریف لائے تو انھوں نے (از خود) ان مولوی صاحب کو طلب کیا اور کہا کہ ندی کے پار فلاں موضع میں ہمارے فلاں دوست رہتے ہیں جنھیں آپ بھی جانتے ہیں لیجئے یہ ایک چیز ہے حفاظت سے انھیں پہنچا دیجئے اور ایک ظرف رومال سے بندھا ہوا انھیں حوالہ کیا، مولوی صاحب خوش خوش روانہ ہوئے۔ جب کچھ دور نکل گئے تو خیال ہوا کہ ذرا دیکھیں تو کہ حضرت نے اپنے دوست کو کیا تحفہ بھیجا ہے، ہر چند کہ ظرف بڑا ہے مگر ہلکا ہے، کھول کر دیکھ لینے میں کیا حرج ہے ان خیالات میں چلے جا رہے تھے کہ ایک پل آیا، اور یہ تکان راہ کی وجہ سے پل پر بیٹھ کر سستانے لگے، اور دل میں کہا کہ رومال کھول کر ذرا دیکھ لیں کہ برتن میں کیا تحفہ ہے، رومال کھولا اور پیالہ کا ڈھکنا ہٹایا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چھوٹا سا چوہا ہے اور کوئی چیز نہیں ہے، چوہا ڈھکنا اٹھاتے ہی پھدک کر باہر آیا اور پل کے نیچے گر پڑا۔ اور کسی بل میں چلا گیا، مولوی صاحب یہ ماجرا دیکھکر بہت برافروختہ اور بہت غصے ہوئے کہ میں اتنا بڑا عالم اور فاضل اور مجھے شاہ صاحب کی یہ دل لگی کہ ایک چوہے کا بچہ بند کر کے (اتنی دور) پہنچانے کو ہمیں حوالہ کیا (بھلا ہماری یہ شان تھی) اس قسم کے خیالات، الزامات، واعتراضات سوچتے ہوئے بہت طیش اور غصہ کے ساتھ مولوی صاحب پل سے اتر کر خانقاہ کی طرف لوٹے اور جب خانقاہ میں پہنچے تو ان بزرگ نے دور سے دیکھکر کہا: ارے میاں! تم ایک چوہے کا بچہ نہ رکھ سکے اور چوہے کے ایک بچہ کی حفاظت (وامانت) نہ کر سکے تو بھلا اسم اعظم سیکھ کر تم کیا کرو گے۔ اسم اعظم تو بڑا راز ہے، بہت اسرار ہے (جو ایک چوہے کے بچہ کی حفاظت امانت کا اہل نہیں نکلا بھلا وہ اس چیز کا اہل کب ہو سکتا ہے؟ جاؤ بس اپنا کام کرتے اور پڑھتے پڑھاتے رہو) تم اسم اعظم کے اہل نہیں ہو!"

خداوندی نعمتوں کی قدردانی | مخاطب کر فرمایا۔" (پیشتر) ذوق وشوق نہ تھا، اب نصیب ہوا۔ یہ حق سبحانہ تعالیٰ کا ایسا احسان ہے کہ

Marfat.com

(قیامت تک شکر گزاری کرتے رہو گے جب بھی (حق شکر) ادا نہ ہو گا، اور اس نعمت خداوندی کا کما حقہٗ شکر) کر سکو گے! اگر حق سبحانہ تعالےٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اور اس کی قدردانی نہ کی جائے تو پھر وہ نعمت چھین لی جاتی ہے (ابلیس کے حال پر غور کرو کہ) ابلیس نے نعمت کی قدردانی نہیں کی (غرور اور گھمنڈ میں) نافرمانی کی، اس کا عزل ہو گیا اطاعت، منشائے حکم و قانون کے مطابق ہونی چاہیئے نہ کہ اپنی سمجھ (اور اپنے پندار) کے مطابق جیسے کہ ابلیس نے کیا، اگر کسی سلطان، کے حکم و قانون کی تعمیل و متابعت نہ کیجائے تو وہ کیا کرے گا؟ معزول کر دے گا! کتب مقدسہ (سماویہ) اور صحف انبیأ کیا ہیں؟ اللہ کا قانون ہے، اگر قوانین الٰہیہ کی تابعداری اور بجا آوری نہ کرے گا تو معزول کیا جائے گا۔ (یاد رکھنا! کہ) اللہ تعالےٰ اگر عزت دے' (اور نعمت سے نوازے) اور اس کی قدردانی نہ کیجائے تو پھر ذلت نصیب ہوتی ہے!"

قدر نعمت کی التجا! "ہم اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ نعمت سے پہلے ہمیں اُس کی قدردانی عطا فرما!"

خلوت اور صحبتِ امرا کے متعلق نصیحتیں

ابتدائی واجبات فقر ارشاد فرمایا۔" سالک (راہ خدا) کے لئے ابتدا میں تجرید لازمی ہے' ہم خَلق سے ہمیشہ الگ رہتے اور الگ رہنا ہمیشہ پسند کرتے ہیں۔ اس راستہ کے آدمی کے لئے ضروری ہے کہ قلب کو دوسرے تعلقات سے خالی رکھے (تاکہ یادِ خدا یکسوئی کے ساتھ کر سکے) روح کا کسی چیز کے ساتھ تعلق رکھنا ہم پسند نہیں کرتے ہیں۔ ہم (مخلوق کی دل میں) محبت پیدا کرنے سے علیحدہ رہا کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر محبت پیدا ہو جائے گی تو پھر (جس سے محبت ہو گی) انکی مہربات کا خیال ہو گا (اُدھر) کوئی پریشانی کی بات ہو گی تو (قلب میں اِدھر بھی) پریشانی آجائے گی (اور یادِ الٰہی میں خلل واقع ہو گا)

اصول اور بنیاد کا تین چیزیں ہیں ارشاد ہوا۔" یہ اصول یاد رکھنا کہ قِلّتُ الطّعامْ قِلّتُ الکلام اور کثرۃُ المجاھدہ (کم کھانا، کم بولنا، اور زیادہ مجاہدہ کرنا) بس یہ ہمارا راستہ ہے، طریقت کی گاڑی ان تین پہیوں پر چلتی ہے (سالک کو چاہیئے کہ) اپنی حالت کا خود ملاحظہ کرتا رہے، اگر یہ تینوں باتیں اپنے میں پائے تو سمجھے کہ میری گاڑی طریقت کے راستہ پر ہے، اگر نہ پائے تو سمجھے کہ ابھی اُس نے راستہ نہیں پایا!"

قلت طعام سے یہ مطلب ہے کہ نہ اتنا زیادہ کھائے جس سے سستی اور کاہلی پیدا ہو اور نہ اتنا کم کھائے کہ جسم میں ضعف (و ناتوانی) پیدا ہو جائے۔ اور مجاہدہ اور ریاضت کثرت کے ساتھ کرے، اور لوگوں سے بس ضروری کلام کرے، لوگوں سے فضول بات چیت کرنے میں وقت کا نہایت نقصان ہوتا ہے' اس لئے کم بولے کم

Marfat.com

بولے اور کثرت سے ریاضت کرے، اور طرز معاشرت، درمیانہ اختیار کرے نہ تو اپنے ہاتھوں کو بالکل گردن میں باندھ لے نہ بالکل کھول ہی دے یعنی ہاتھ کو نہ تو زیادہ تنگ کرے اور نہ حد سے زیادہ فراخ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) فلا تجعل یدک مغلولۃً الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط ہ"

خالق سے اُنس کب پیدا ہوگا؟ "سالک کی اولین علامات میں سے یہ ہے کہ اُسے لوگوں (کی ملاقات اور ربط وضبط) سے وحشت ہو۔ اور مخلوق اُس کے نزدیک ایسی ہو جائے) جیسے کہ ان جان اور جنس بے زبان مثلاً پرندے اور چوپائے وغیرہ کہ جن سے اُس کو کوئی غرض اور جن کو اُس سے کوئی مطلب پس جب تک کہ مخلوق سے وحشت نہ ہوگی، خالق سے اُنس پیدا نہ ہوگا۔"

قلوب انبیاءؑ و اولیاءؒ ارشاد فرمایا: "حضرات، انبیاؑ، و اولیاؒ (کا یہی حال ہے کہ اُن کے) قلوب لوگوں سے ہر وقت متوحش رہتے ہیں!"

پہلے شوق پھر خوف "معلوم ہوتا ہے کہ (خدا کی راہ میں سالک میں) پہلے شوق پیدا ہوتا ہے اور آخر میں خوف طاری رہتا ہے، انسان پر خوف یا شوق کا حال طاری ہونے سے وہ ہر وقت مضطرب اور بے چین رہا کرتا ہے، انبیا اور عرفا اور اولیاؒ کی مثال ایسی ہے جیسے کہ مینا جو قفس میں بند ہے، مگر اس کا دل ہر وقت (اپنے آشیانے اور اپنی اصلی جگہ) یعنی جنگل اور درخت سے ہی وابستہ ہوتا ہے کہ ذرا دروازہ قفس کو کھلا پائے اور فوراً قید قفس سے نکل کر پرواز کر جائے اور اپنی جگہ پر چلی جائے، یا کسی درخت پر جا بیٹھے، مینا جب تک کہ پنجرے میں بند ہے مالک اُسے دودھ اور کیلے اور چاول وغیرہ اچھی اچھی چیزیں نہایت چاہت کے ساتھ کھلاتا اور پلاتا ہے (با ایں ہمہ مینا کا دل ہر وقت آزادی چاہتا ہے) اگر مینا درختوں اور پہاڑوں پر چلی گئی تو یہاں وہ دودھ اور کیلے تو نہ پائے گی مگر (اس عیش قفس) سے اُس کا دل پنجرے میں مانوس نہیں ہوتا ہے۔ (اور) جب تک کہ آزاد نہ ہو جائے (اُسے چین نہیں آتا) اور یہ اس لئے کہ فطرتاً اس کی طبیعت جنگلوں اور درختوں سے مانوس ہے!"

حضرات انبیاؑ و اولیاؒ کی زندگی "بس اسی طرح حضرات انبیاؑ اور اولیاءؒ اللہ کی روح کی حالت ہے کہ جب تک دُنیا میں ہیں مخلوق کے ساتھ زندگی گذار رہے ہیں) اور آل واولاد سے، اور کھانے پینے اور سب (علائق) دُنیا سے علاقہ بھی رکھتے ہیں لیکن ان کا دل ہر وقت اپنے اصلی مقام اور عالم اعلیٰ سے ہی وابستہ رہا کرتا ہے، اُنکی یہ حیات ظاہری بالعرض ہے، اور بالذات (ان کی یہ حالت ہے کہ) ان کی روح ہر وقت خدا سے مانوس اور مخلوق سے غیر مانوس ہوتی ہے!"

عارف کون ہے؟ "اگر ایسا نہیں ہے تو عارف نہیں ہے!" (عارف یعنی خدا کو پہچاننے والے مخلوق سے وہ علاقہ بالعرض رکھتے اور روح و قلب کے ساتھ بالذات صرف خدا سے وابستہ ہوتے ہیں)

Marfat.com

ذوقِ تنہائی "فرمایا" مجلس پسندی، خراب ہے، خود اپنی حالت کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ خلوت کا ذوق پیدا ہوا یا نہیں؟ تنہا خفتن، تنہا خوردن، تنہا مُردن بتنہا سوؤ، تنہا کھاؤ، تنہا مرجاؤ! جلوت (لوگوں سے میل جول) رہے اگر بہ ضرورت، جیسے کہ ملازمت یا کسب اور تجارت وکاروبار کے اوقات میں یا باجماعت نماز پنجگانہ یا جمعہ، عیدین کی نماز میں علاوہ ازیں بس خلوت (و تنہائی سے ہی واسطہ اور اسی) کا ذوق رہے! ؎

چو خلوت نشیں کوس دولت شنید دگر ذوق جز کنج خلوت نہ دید

انسان کی بات چیت اور انسان کے چال چلن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا خیال مجتمع ہے یا نہیں ہے! (ذوقِ خلوت پسندی ہے یا شوقِ مجلس پسندی)

اہل دل سے فریب کرو ارشاد ہوا۔ "فقیری کا ڈھنگ نہ بنانا کہ دل تو مخلوق کے دروازہ پر ہے اور ظاہر یہ کرے کہ خالق کے دروازے پر ہے!) اسے یاد رکھنا کہ اہل دل نام سنتے ہی معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ شخص خلوت پسند ہے یا جلوت پسند (ذوق خالق رکھتا ہے یا شوق مخلوق؟) اہلِ دل کے سامنے چالاکی مت کرنا، اہلِ دل کے ساتھ فریب نہ کرنا، جو اس راستہ کے آدمی ہیں وہ (صرف نام سُنکر) پہچان لیتے ہیں کہ (اِس شخص کی) روح کا تعلق خلوت میں کس سے ہے اور جلوت میں کس کے ساتھ ہے!"

ملاقاتِ اُمراء ناپسند تھی آپؒ کے ایک مُرید اور خلیفہ صاحب نے اپنے وطن میں ایک انگریزی اسکول قایم کیا، اور اسکول کی اعانت کے واسطے امراء سے اور بیگم صاحبہ بھوپال اور نظام حیدرآباد سے وہ طلبگار اور درخواست گزار ہوئے اور بھوپال سے اعانت کو حاصل بھی کر لیا لیکن ان کے اس فعل کو ہمارے حضرتؒ نے پسند نہیں فرمایا، اور ارشاد فرمایا۔ "ایک شخص نے اعتراض کیا کہ فلاں میاں صاحب تو دینی آدمی تھے، اُنھیں تو کوئی دینی کام کرنا تھا، ایک دنیاوی اسکول اُنھوں نے کیوں قایم کیا، ایسا دُنیاوی کام ایک دین دار آدمی سے کیا مناسبت رکھتا ہے؟ اِس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان پر ذوق دُنیا غالب ہے کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے، اگر اُن پر دین غالب ہوتا اور اُن کی روح میں ملاقات امراء اور مجلس پسندی کا ذوق نہ ہوتا، خلوت اور گوشہ نشینی کا ذوق ہوتا تو امراء کی ملاقات گوارا نہ کرتے اور کوئی ایسا کام کرتے جس سے دین کی حمایت ہوتی، دنیوی کاموں کے لئے اہل دُنیا بہت ہیں۔ مگر دین کے کاموں کے لئے مخلص ارباب دین (آج) کہاں ہیں؟" (اس کے بعد ارشاد فرمایا)" معترض کے اِس اعتراض کا جواب ہم سے بن نہ آیا (کہ معترض کا کہنا ہمارے نزدیک درست تھا) بھوپال کی بیگم صاحبہ نے جو وظیفہ مقرر کیا تو اُن کی دین دارانہ وضع اور صورت کو دیکھکر، اور انھیں ایک دین دار آدمی سمجھکر، دُنیا دار اور چالاک آدمی سمجھکر مقرر نہیں کیا، کوئی دینی کام کرنا تھا جیسے کہ قرآن، حدیث و فقہ کی تعلیم کا کوئی دینی مدرسہ (جو اُن کے مناسب حال ہوتا) آجکل دین میں

Marfat.com

ضعف ہے (خالصاً لوجہ اللہ دین کی خدمت و حمایت کرنے والے کم ہوگئے) دُنیاوی کاموں کے لئے تو دنیادار بہت ہیں۔"

شرکت مجالس منظور نہ تھی ارشاد فرمایا: "جب ہم غازی پور میں مدرس تھے، ہمارے پاس جلسوں کے دعوت نامے آیا کرتے تھے، مگر ہم کبھی آیا جایا نہ کرتے تھے (بمدرسہ چشمۂ رحمت) غازی پور سے ترک ملازمت کے بعد جب ہم وطن آئے تو یہاں کسی نے کمشنر کے یہاں (درباریوں میں) ہمارا نام لکھوا دیا، اب اگر گورنر آتا ہے، یا کوئی سرکاری تقریب اور دعوت ہوتی ہے تو ہمارے پاس بھی سُنہرا کارڈ آتا ہے، مگر ہم کہیں آتے جاتے نہیں ہیں، ہماری وضع تو یہ ہے (اس وضع سے) جلسہ کو ہم سے وحشت ہوگی، اور ہم کو جلسہ سے (گھبراہٹ ہوگی) ہمیں اپنے ہی غم اور اپنے ہی خیال سے فرصت نہیں، لوگ ہمیں کہاں بلاتے ہیں، ہم کہاں جاسکتے ہیں؟"

نصائح سیدنا حضرت فخر العارفینؒ میمن سنگھ کے مولوی ادریس صاحب سے اُن کی رخصت کے وقت یہ ارشاد ہوا (یہ آپ کے مُرید و خلیفہ تھے) (۱) اگر ہوسکے تو ہمارا اتباع کرنا (۲) مشائخ کی تعظیم کرنا (۳) کسی کو بھی بُرا نہ کہنا (۴) فریب نہ کرنا یاد رکھنا کہ جو اس راستے کے آدمی ہیں پہچان لیتے ہیں کہ روح کا تعلق خلوت میں کس کے ساتھ ہے اور جلوت میں کیا حالت ہے؟ (۵) حق العباد سے بہت ڈرتے رہنا، حق العباد سے بہت ڈرتے رہنا (مکرر فرمایا) (۶) امراء کی صحبت سے بچتے رہنا۔"

ترکِ دُنیا کی راہ ارشاد ہوا: "ہم ڈرتے ہیں کہ تم لوگوں پر دُنیا غالب نہ ہوجائے (اور غفلت میں نہ پڑجاؤ) دنیا آباد ہے (نہایت دلچسپ اور دل بستگی کا مقام ہے) مگر آدمی جب ہوش دار (و آگاہ باطن) ہوجاتا ہے تو پھر اسکے نزدیک دُنیا ویران ہوجاتی ہے (باطن کی ہوش داری دنیا کی دلچسپیاں نظر سے غائب کردیتی ہے) جب دُنیا سے ڈر پیدا ہوگا (کہ وہ کسی خرابی میں مبتلا نہ کردے) تب روح دُنیا سے الگ ہوجائے گی (اور روح کا علاقہ دنیا سے منقطع ہوجائے گا۔) جب روح (علائق دنیاوی سے) الگ ہوجائے گی اُس وقت تارک الدنیا ہوسکتا ہے۔"

صحبتِ امراء سے خیالِ غیر آتا ہے اگر صحبت امراء کا ذوق دل میں پیدا ہوا، تو خالق کے ساتھ انسیت جاتی رہیگی، اور جب تک کہ مخلوق کے ساتھ وحشت نہ ہوگی خالق کے ساتھ اُنس نہ ہوگا، ہم امیروں کی صحبت نہیں پسند کرتے، ہم اشرفی اور روپے، اور پیسے میں کوئی فرق نہیں جانتے۔ مگر امیروں کے آنے سے اشرفی، اور روپے، اور پیسے کا فرق معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ یہ اشرفی ہے اور یہ ایک روپیہ، یا ایک پیسہ ہے، اس میں غیر کا خیال آتا ہے، اور غیر کا خیال آنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے!"

امراء کا آنا بھی پسند نہ تھا امراء اور اغنیاء اور حکام کی ملاقات آپؒ کو پسند نہ تھی، اس طبقہ کے لوگوں سے نہ تو خود جاکر ملاقات کرنا کبھی آپؒ نے منظور فرمایا اور نہ ان لوگوں کا آپؒ کی خدمت میں آنا آپؒ کو پسند تھا اسکے متعلق

Marfat.com

بعض واقعات ذیل میں لکھے جاتے ہیں:-

بعض واقعات احتراز صحبت اُمراء

(۱) لارڈ کرزن وائسرائے انڈیا نے "تقسیم بنگالہ" کے موقع پر جب ڈھاکہ میں دربار کیا تو اس دربار کی دعوت آپؒ کو بھی دی گئی تھی، مگر آپؒ تشریف نہیں لے گئے۔ فرمایا "ہم اس وضع و لباس کے آدمی ہیں ہم سے اور دربار سے کیا مناسبت؟ وہ خوشی کی تقریب ہے اور ہم ایک شعر اپنے خیال کے ہیں۔ ع افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را۔" چنانچہ آپؒ تشریف نہیں لے گئے۔

(۲) ایک بار نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب (سابق سکریٹری علیگڈھ کالج) کی معرفت بیگم صاحبہ بھوپال کا پیغام بذریعۂ تار موصول ہوا جس میں نہایت آرزومندی کے ساتھ آپ کو بھوپال تشریف لانے کی دعوت دی گئی تھی، اس کا خادموں نے یہی جواب دیدیا کہ ہمارے حضرتؒ کہیں تشریف نہیں لیجاتے ہیں۔

(۳) پھر ایک بار انہیں بیگم صاحبہ کے ارادہ کی اطلاع موصول ہوئی کہ شاید عنقریب وہ خود حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوں، مگر آپؒ کے فرمانے کے موافق بیگم صاحبہ کو اس غرض سے سفر کرنے کی ممانعت بھجوا دی گئی کہ جو کام ہو ہمیں خط میں لکھدیں ہم دُعا کریں گے، اتنے بڑے سفر کی تکلیف نہ کریں۔

(۴) آپؒ کے مُرید اور خلیفہ جناب شاہ نبی رضا خاں صاحب مرحوم سے ڈھاکہ کے نواب سر سلیم اللہ خاں کو محکم رشتۂ اعتقاد تھا۔ یہانتک کہ نواب صاحب کے چھوٹے سالے امیر حسن خاں و بعض اہل خاندان جناب شاہ نبی رضا خاں صاحب کے مُرید ہوئے اور نواب صاحب کے بڑے سالے جناب نواب حیدر علی خاں صاحب رئیس گزوشیہ (میمن سنگھ) ہمارے حضرت قبلہؒ کے مرید تھے۔ نواب سلیم اللہ خاں صاحب ہمارے حضرتؒ کا تذکرہ اور واقعات سُنکر آپؒ سے نہایت حسن عقیدت رکھتے تھے، ایک بار اُنھوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی، آپؒ نے منع فرما دیا، پھر نواب صاحب نے دوسری دفعہ اپنے ایک عزیز کی معرفت حاضر ہونے کی آرزو ظاہر کی اور اجازت حاضری طلب کی آپؒ نے وہی معذرت فرمائی جو دوسرے امرائے فرمائی جاتی تھی، آخر میں اتنا ارشاد ہوا "اگر بہت ذوق ہے تو صرف دو نوکر ساتھ لیکر آسکتے ہیں نوابی تزک و احتشام کے ساتھ نہ آئیں!"

(۵) اودھ کے ایک رئیس اور تعلقہ دار نے اجازت حاضری کا عریضہ پیش کیا۔ ارشاد ہوا لکھدیا جائے کہ "جو کام دو پیسے کے ایک خط سے (اُس زمانہ میں ڈاک کے لفافہ کی یہی قیمت تھی) نکل سکتا ہے اُس کے لئے اتنا بڑا سفر کرنا اور اس قدر مصارف برداشت کرنے ایک غیر ضروری بات ہے، آپ کا جو مقصد ہے آپ بذریعۂ خط اس مقصد سے ہمیں اطلاع دے سکتے ہیں (خواہ صراحتاً خواہ اشارتاً) انشاء اللہ ہم آپ کی غیبت میں آپ کے لئے دُعائے خیر کریں گے۔ سفر کی تکلیف نہ کیجیے، ہماری حالت کچھ ایسی ہی ہے، لوگوں کا ہجوم ہم برداشت کر نہیں سکتے

Marfat.com

(۶) مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم دہلوی کو ہمارے حضرتؓ سے جو ارادت و عقیدت تھی اس کا تذکرہ اس کتاب شریف کے حصہ دوم میں حکیم صاحب مرحوم کے تحت عنوان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ حکیم صاحب مرحوم نے اپنے طبیہ کالج کے لئے چندہ کرنے کی غرض سے رنگون کا سفر کیا۔ تو اُن ایام میں حضرت قبلہؒ کا مزاج مبارک علیل تھا بعض خادموں نے اپنے طور پر اسکی اطلاع حکیم صاحب کو بذریعۂ تار دی کہ رنگون کی واپسی براہ چاٹگام کی جائے تاکہ اس تقریب سے دربار شریف میں آپ کی حاضری ہو جائے جس کی آپ آرزو رکھتے ہیں۔ حکیم صاحب نے رنگون کی واپسی کے موقع پر حاضری کا ارادہ کیا' اور حضرت قبلہؒ کی خیریت دربار شریف سے بذریعہ تار دریافت کی اور اس طرح ہمارے حضرتؒ کو حکیم صاحب کے ارادہ حاضری کی اطلاع ہوئی تو آپؒ نے غلاموں سے فرمایا کہ حکیم صاحب کو تار دیدو کہ اب ہم اچھے ہیں، اس وقت اپنے کام کا حرج کرکے یہاں آنے کی تکلیف نہ کیجئے، ہم آپ کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں!" اور مصلحتِ ممانعت کا غلاموں سے یوں اظہار فرمایا کہ "حکیم صاحب جس کام کو کر رہے ہیں (یعنی دہلی کے مدرسۂ طبیہ کو کالج کے درجہ پر پہنچانا) وہ ایسا کام ہے کہ حکیم اجمل خاں صاحب کے سوا کوئی دوسرا شخص اس خوبی سے نہیں کر سکتا اور اس سلسلہ میں ابھی انھیں بہت سا کام کرنا باقی ہے) ہمارے یہاں آنے سے بعض آدمیوں کا دل دُنیاوی کاموں سے پھیکا ہو جاتا ہے، اگر حکیم صاحب کا دل ان کاموں سے پھیکا ہو گیا (ذوق خدا پرستی غالب ہو گیا) تو کالج کا کام باقی اور ناتمام رہجائیگا لہذا ابھی ان کا یہاں آنا خلاف مصلحت ہے۔

روشِ حضراتِ اولیاء اللہؒ

حضرات اولیاء اللہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو ہمیشہ امراء سے وحشت اور غرباء سے رغبت رہی ہے' ہمارے حضرتؒ کا بھی یہی حال تھا، کہ صحبت امراء سے گھبراتے تھے' اور غرباء کے ساتھ آپ کی شفقت و عنایت بے پایاں تھی، کبھی کبھی آپ یہ دُعا فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ
یا اللہ! مجھے مساکین میں زندہ رکھ، اور مساکین میں موت دے، اور مساکین کے زمرہ میں میرا حشر کر!!"

حضرت محبوبِ الٰہیؒ کا احتراز صحبتِ امراء

خواجۂ خواجگان، سلطان المشائخ، محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا یہی دستور شریف تھا کہ صحبت امراء سے آپ نہایت مجتنب اور گریزاں رہے۔ چنانچہ سلطان علاء الدین خلجی نے جب آپؒ سے درخواست کی کہ خود حاضر ہو کر سعادت پابوسی حاصل کرنے کی مجھے اجازت دیجائے تو آپؒ نے فرمایا کہ بادشاہ کے یہاں آنے کی کچھ حاجت نہیں ہے میں بادشاہ کے لئے غیبت میں دُعا کروں گا غیبت (پیٹھ پیچھے) کی دُعا میں جو اثر ہوتا ہے، وہ سامنے کی دُعا میں نہیں ہوتا۔ سلطان علاء الدین خلجی نے دوسری بار اصرار کیا۔ اور نہایت الحاح و لجاجت کے ساتھ عرض کیا کہ صرف ایک دفعہ مجھے حضوری کی اجازت دیدیجئے، مگر آپؒ نے کہلا بھیجا کہ میں جس مکان میں رہتا ہوں اُس کے دو دروازے ہیں۔ اگر بادشاہ ایک دروازہ سے آئے گا تو میں دوسرے دروازہ سے نکل جاؤں گا۔ سلطان علاء الدین نے بلا اجازت حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور حضرت محبوب الٰہیؒ کو بادشاہ کے ا

Marfat.com

ارادہ کی اطلاع ملی تو آپ جو دس (اپنے پیرو مرشد شیخ شیوخ العالم حضرت بابا فریدالدین گنجشکر رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے دہلی سے روانہ ہو گئے، حکام اور امراء میں سے اگر کسی کی نوبت و نقارہ کی آواز آپ سُنتے اور معلوم ہوتا کہ فلاں امیر یا حاکم حاضر خدمت ہونے کو ہے (اور یہ اُس کی آمد کا نقارہ ہے) تو آپ رنجیدہ اور) آبدیدہ ہو جاتے، اور فرماتے: "لوگ کیوں ایک فقیر گوشہ نشین کے اوقات کو ضائع کرنا چاہتے ہیں!"

معاشرت اور طرزِ زندگانی کیلئے نصیحتیں

درویش کی بود و باش | بعض خلفاء سے نصیحۃً ارشاد ہوا۔ "جہاں امراء و اغنیا کا ہجوم ہو، درویش کو ایسے مقام پر بلا ضرورت سکونت نہ رکھنی چاہیئے کہ ذوقِ مخلوق ذوقِ خالق سے باز رکھتا ہے، اسلام غریبوں میں رہا اور غریبوں میں چلا جائے گا، ہم دیہات کو پسند کرتے ہیں، ہم تو دیہاتی گنوار ہیں۔ اگر ہوسکے تو بود و باش دیہات میں اختیار کرنا، جو شخص دیہات میں رہیگا، اگر چالاک و ہوشمند آدمی ہے تو کم از کم دُنیا کی (بے آبروئی اور) ذلت و خواری سے تو بچ جائیگا، اور یہ بہت بڑی بات ہے! ہم تو اپنے اسی دیہات میں خوش ہیں، ہمارے دیہاتی اچھے (کہ بے تکلف اور سیدھے سادے لوگ ہیں)

دَورِ پُرفتن | "حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جبکہ لوگ ایسے آدمی کی تعریف کریں گے جس میں پورا ایمان نہ ہوگی اور شاید یہ وہی زمانہ ہے' (حدیث میں ہے) اُس وقت اگر کوئی خدا کا نام لینے والا ہو گا تو وہ جنگلوں اور پہاڑوں میں چلا جائے گا، اور ابنائے زمانہ کے ہاتھوں اس قدر تنگ ہو گا کہ اگر اُسے کوئی قبر نظر پڑے گی تو کہے گا، کاش! ایسا ہوتا کہ یہ قبر پھٹ جاتی اور میں اس میں سما جاتا۔ (تاکہ ابنائے زمانہ سے محفوظ رہ کر دُنیا سے ایمان سلامت لے جاتا)

آبادی سے حضرت محبوبِ الٰہی کا گھبرانا | فرمایا: "حضرات مشائخ کو آبادی سے وحشت ہوتی ہے" (آج سے سات صدی پیشتر حضرات اولیاء اللہ کی یہ حالت تھی کہ) حضرت سُلطان المشائخ محبوبِ الٰہی (رضی اللہ عنہ) شہر کی اقامت اور شہریوں کے میل جول سے گھبراتے تھے۔ دلی جو آپؒ کے زمانہ میں اسلامی اور سلطنت تھی آپؒ نے اس پایۂ تخت میں سکونت نہیں فرمائی تھی، بلکہ غیاث پور، ایک گاؤں میں (بابشارتِ غیبی) آپ نے سکونت اختیار فرمائی تھی اور جب یہاں بھی آبادی بڑھنے لگی تو آپؒ یہاں سے بھی ترکِ اقامت پر آمادہ ہو گئے تھے اور ایک مردِ غیب کے کہنے سے یہ سمجھتے ہوئے کہ مرضیٔ پروردگار یہیں رہنے کی ہے آپؒ نے مجبوراً اقامتِ غیاث پور پر استقامت فرمائی تھی) جب آپؒ کے زمانہ میں آبادی سے حضرات مشائخ کی وحشت کا یہ عالم تھا تو اب تو دوسرا زمانہ ہے لیکن اگر لازمت

Marfat.com

یا طبابت یا تجارت وغیرہ یا طالب علمی کی وجہ سے ضرورت قیام شہر ہو تو شہر میں رہ سکتا ہے!" حضرتؒ نے اپنے ایک خاص مرید سے فرمایا: "فلاں شہر میں جو شل قصبہ اور گاؤں کے ہے سکونت اختیار کرنا، مگر طلب کی ضرورت سے بڑے شہر میں رہ سکتے ہو۔ سید احمد شاہ سے بھی ہم نے کہہ دیا ہے کہ پٹنہ میں رہیں مگر سکونت قریب کے کسی گاؤں میں رکھیں۔"

معاشرت بلاد سے متاثر نہ ہونا ایک تقریر کے دوران میں ارشاد ہوا کہ "مولوی محمد حسین صاحبؒ الہ آبادی کی سکونت تو شہر میں رہی مگر میرا خیال ہے کہ وہ لوگوں سے الگ الگ رہا کرتے تھے۔ کسی کی معاشرت اور طریقہ سے متاثر نہ تھے (شہر میں رہے مگر معاشرت وہ دینداری تھی مطلب یہ کہ تم لوگ جو شہروں میں سکونت رکھتے ہو امیر لوگوں اور شہر والوں کی معاشرت اور طریقے سے متاثر نہ ہونا!)

کلکتہ میں طبیعت گھبرانا فرمایا: "ہم ایک دفعہ کلکتہ گئے تھے تو ہمیں کلکتہ سے نہایت وحشت اور گھبراہٹ ہوئی، وہاں زمین آسمان سے دُنیا برستی ہے، وہاں کی فضا میں ہائے دُنیا ہائے دُنیا کی پکار ہے، وہاں کی آب و ہوا میں دنیا سرایت کئے ہوئے ہے!"

وحشتِ شہر کا علاج فرمایا: "(تم لوگ جو شہروں میں سکونت رکھتے ہو، دوران سکونت شہر میں اگر گھبرا جاؤ) اگر طبیعت پر وحشت ہو تو آبادی سے باہر ٹہلنا!"

شہروں کی دُنیا لکھنؤ کے بارہ میں فرمایا کہ: "اب لکھنؤ میں دنیا داری کا بہت چرچا ہے! ایک چیز ہے راس المال اور ایک چیز ہے راس المال کا نفع (دین سرمایہ اور دُنیا اُس کا نفع ہے) مگر لکھنؤ، کلکتہ اور بنارس (وغیرہ بلاد) کے لوگوں نے دُنیا کو راس المال (سرمایہ) اور آخرت کو اُس کا نفع گردانا ہے (دین پر دُنیا کو غالب کر رکھا ہے) اور ہونا یہ چاہیے کہ دین و آخرت تو راس المال ہو۔ اور دُنیا اُس کا نفع ہو!"

انتظام اور توکّل کے باب میں نصیحتیں

کام سے لگا دیا آپؒ نے مریدین کو توکل اور قرض اور انتظام معاشرت اور تدبیر منزل کے باب میں بہت نصیحتیں فرمائی ہیں۔ اُن کا نچوڑ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مُرید صاحب جوان اور تندرست آدمی تھے، مگر اپنی نافہمی اور پست ہمتی سے سست و کاہل الوجود ہو گئے تھے، مسجد میں رہتے اور کچھ کام نہ کرتے شام کو گاؤں میں نکل کر سوال اور گدائی کرتے گھروں سے جو تھوڑا بہت کھانا مل جاتا اُس کو کھا کر اپنے دن گزارتے اور بزعم خویش شاید اسی کا نام توکل اور اپنے آپ کو متوکل سمجھتے۔ ایک بار آپؒ نے اُن سے فرمایا کہ "آپ جو لوگوں کا کھانا کھاتے ہیں تو اُن کا آپ کام کیا کرتے ہیں، اُن لوگوں کو آپ سے کیا نفع پہنچتا ہے؟" وہ اس کا جواب کچھ نہ دے سکے۔ آپؒ نے اُن سے فرمایا: "تمہارے لئے (یہ گداگری) مناسب نہیں ہے، تم نے قرآن شریف ناظرہ پڑھا ہے۔ تم فلاں قاری صاحب کے مدرسہ میں چلے جاؤ، ہماری طرف سے کہنا

اُنھوں نے آپ کے پاس ہیں قرآن مجید کے دھرانے اور صاف کرنے کے لئے بھیجا ہے وہ تمھارا انتظام کردیں گے چند روز میں قرآن شریف صحت کے ساتھ دُھرالینا، اور کچھ تلفظ اور مخارج قرأت بھی درست اور صاف کرلینا!" چنانچہ یہ قاری صاحب کے پاس گئے اُنھوں نے ایک جگہ سے ان کا کھانا مقرر کرادیا۔ اور ان کا قرآن شریف بہت اچھی طرح صاف کرادیا۔ اب یہ قرآن مجید کے عمدہ ناظرہ خواں ہوگئے۔ کچھ قرأت بھی سیکھ لی، قرآن شریف کو پڑھ کر یہ خدمت پاک میں حاضر ہوئے تو انھیں یہ حکم ہوا کہ ہمارے لڑکوں کو پڑھاؤ۔ انھوں نے بجا آوری فرمان کی۔ مکتب میں گاؤں کے اور لڑکے بھی آنے لگے اور ان کا اچھا خاصہ مکتب جم گیا۔ آپؒ کی سرکار سے انھیں دونوں وقت کھانا ملتا اور دوسرے لڑکوں سے روپیہ، پیسہ، خاصی آمدنی ہوگئی، ایک عرصہ تک معلمی کرتے رہے، اور جب اس ذریعہ سے ان کے پاس کچھ روپیہ اکٹھا ہوگیا تو حکم ہوا کہ اب تم اپنی شادی کرو۔ غریبانہ طور پر شادی کرنے کو تمھارے پاس جو رقم موجود ہے کافی ہے رفتہ رفتہ سامانِ شادی ہوگیا اور ان کی شادی خانہ آبادی بھی ہوگئی، اور کچھ عرصہ بعد یہی صاحب (جو گداگری بھکاری میں زندگی بسر کرتے تھے) صاحبِ اولاد اور گھر بار والے ہوگئے۔ کچھ زراعت و کاشتکاری کا بھی انتظام کرلیا اور معلمی کے علاوہ اور ذریعۂ معاش بھی اس سلسلہ سے مہیا ہوگیا، خوش گذران زندگی بسر ہونے لگی، اور آپؒ کی بدولت اور آپؒ کی پاکیزہ تعلیم و تربیت کے طفیل خدا نے سوال گداگری کی ذلت سے انھیں نجات دی، دین بھی درست ہوا اور دُنیا بھی آباد ہوگئی، ہمارے حضرت قبلہؒ روحی فداہ کی پاکیزہ تعلیم و تربیت سے اور بہت لوگوں کو اس قسم کی ذلت و خواری سے نجات نصیب ہوئی اور ذلت و خواری کی زندگی بسر کرنے کی بجائے بہت لوگ ہیں کہ آپؒ کی بدولت باعزت و خوش حال ہوئے۔

اپنا بار کسی پر نہ ڈالنا ایک دوسرے مرید صاحب سے نصیحۃً ارشاد ہوا۔" ہم سفر کرتے ہیں تو انتظام سے کرتے ہیں آنے اور جانے کا خرچ اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ موضع مرادآباد (جو یہاں سے نو میل کے فاصلہ پر ہے) اگر اتنی دُور بھی) جاتے ہیں تو دُور روپے سفر خرچ اپنے پاس رکھ لیتے ہیں (حالانکہ اس گاؤں کے اکثر و بیشتر لوگ ہمارے حضرتؒ کے ارادتمندان و جاں نثاران قدیم سے ہیں) خدا جانے کیا صورت پیش آئے، اس خیال سے آمد و رفت کا خرچ ساتھ لیجاتے ہیں (یاد رکھو کہ) دُنیا داری دُنیا دی ڈھب سے ہونی چاہیے"۔

توکل کیا ہے؟ یہ مُرید صاحب جن سے خطاب تھا توکل کے معنی غلط سمجھے ہوئے تھے، اور بزعم خویش اپنے آپکو متوکل سمجھتے تھے، بلا سوچے سمجھے بول اُٹھے کہ "آپ توکل نہیں کرتے!" فرمایا۔" ہم دُنیا دار آدمی ہیں۔ انتظام سے رہنا یہی ہمارا توکل ہے!"

توکل زانوئے اُشتر بہ بند "ہمارا کام گھوڑا باندھ کر توکل کرنا ہے، گھوڑے کی اگاڑی اور پچھاڑی لگادی، اور کہا کہ خدا اپنا ہوا تو اب گھوڑا کہیں نہ جائے گا!۔ توکل انبیاءؑ و اولیاءؒ کی شان ہے۔ ہاں! خیال رہے۔ اللہ توکل نصیب کرے"

Marfat.com

(خادم مخاطب سے ارشاد ہوا) ہم نے اُن سے پوچھا۔ آپ کے نواسے اگر آئیں اور کھانے کو نہ ہو تو آپ قرض کریں گے یا نہیں؟ اُنھوں نے کہا۔ ضرور قرض کریں گے اور اُنھیں کھلائیں گے!'

توکل کی ایک ادنےٰ شاخ

"ہم نے کہا کہ توکل اور قرض میں بُعد المشرقین ہے۔ توکل کی ادنیٰ شاخ یہ ہے کہ (متوکل کے) ذمّہ کسی کا مطالبہ نہ ہو۔ اور نہ (متوکل کا) کسی پر مطالبہ ہو" (روز قیامت نہ مدعی ہو نہ مدعا علیہ)

معاشرتِ متوکلین

حضرت سُلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا، محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ شیوخ العالم (حضرت بابا فریدالحق والدین گنج شکرؒ) قدس سرہا کے خادم نے ایک دانگ نمک کسی سے قرض لیا اور افطار کے بعد یہ کھانا حضرتؒ کے سامنے رکھا گیا۔ آپ نے نورِ باطن سے دریافت کر لیا (کہ اس کھانے میں نمک قرض کا ہے) اور فرمایا کہ اس کھانے میں تصرّف کی بوآتی ہے۔ خادم نے عرض کیا یا حضرت! گھر میں نمک نہ تھا پس کھانے کے لئے قرض لینا پڑا۔ فرمایا تو نے (ہمارے کھانے میں) نہایت بیجا تصرّف کیا ہے، تجھے بے نمک کھانے پر اکتفا کرنا تھا! ہیں وہی بے نمک کا کھانا کافی ہوتا۔ اس قسم کا کھانا میں کبھی جائز نہیں رکھتا (پس آپ نے وہ کھانا نہیں کھایا)

مردان کا بھید فہم عوام سے بالا تر ہے

فرمایا: "لوگوں نے توکل، قناعت، رضا و تسلیم، زہد و تقویٰ، یہ بڑے بڑے الفاظ کتابوں میں دیکھے ہیں لیکن ان کے معنی نہیں جانتے۔ یاد رکھو کہ (توکل، رضا و تسلیم وغیرہ) ان چیزوں کا تعلق قلب سے ہے اور (رضا و توکل وغیرہ) یہ دل میں ہوتا ہے، ع بر و بلاے مُدعی ناداں چہ دانی سرِّ مرداں را' (یاد رکھنا کہ) بنیاداری کے پردہ میں دین داری بہت اچھی ہے، مگر دینداری کے پردے میں دُنیاداری بہت بد بہت خراب ہے!" فرمایا "ہم سمجھ بوجھ کر کام کرتے ہیں۔ اور انجام پر نظر رہتی ہے، لوگ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کو نہیں پہچانتے۔ اس سبب سے 'توکل، قناعت، رضا و صبر وغیرہ بڑے بڑے الفاظ کا اظہار کرتے ہیں (اور نہیں جانتے کہ توکل وغیرہ کیا ہے؟)"

توکل کی تعریف حضرت خواجہ بزرگؒ سے!

خواجۂ خواجگان، حضرت خواجہ بزرگ اجمیری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کہ (توکل کی تعریف یہ ہے اور) حقیقت میں متوکل وہ شخص ہے کہ اپنے رنج و محنت، (نفع و نقصان) کو خلق سے وابستہ نہ جانے (بلکہ خالق سے اپنے نفع و ضرر کا علاقہ سمجھے۔ کہ لا ضار ولا نافع الا ہو، نہیں ہے نفع اور نہیں ہے ضرر مگر اسی سے!) (سیر الاولیا، مؤلفہ حضرت سید محمود کرمانی رہ مُرید حضرت محبوب الٰہیؒ)

ایک مدعی توکل کا قصہ

فرمایا: "ایک فقیر کا قصہ سنو، یہ توکل کے مدعی تھے، ایک مرتبہ انھوں نے یہ کیا کہ مسجد میں توکل کر کے بیٹھ گئے اور عہد کیا کہ کسی سے سوال نہ کریں گے، کوئی خود لا کر کھلائے تو کھائیں گے ورنہ فاقہ کریں گے۔ جب تین دن فاقہ سے گذر گئے تو دل میں طلب اور خیال کرنے لگے کہ فلاں شخص سے سوال کرتا تو یہ کھانا ملتا، اور فلاں میوہ کا سوال کرتا تو وہ میوہ ملتا اور اُسے کھاتا، اور فلاں کھانے ہوتے تو اس وقت جی بھر کر کھاتا۔ یہ خیالات اُن کے دل میں آنے تھے کہ معاً سامنے کی دیوار مسجد شق ہوئی اور ایک آدمی نمودار ہوئے جن کے ہاتھ میں میوں کی تھیلی تھی اور اس میں وہی چیز

Marfat.com

تھیں جن کی خواہش انھوں نے دل میں کی تھی۔ اور کہا مجھے یہاں کے قطب نے بھیجا ہے اور تمھاری خواہش کی چیزیں بھیج یہ فرمایا ہے کہ انھیں کھاؤ اور مسجد سے نکل جاؤ۔ توکل کرنا تم جیسے لوگوں کا کام نہیں ہے کہ جن کے دل میں ایسے خطرات جگہ پائیں (حضرت قبلہؒ نے فرمایا) سمجھے یا نہیں (ابھی) اللہ کو اور اللہ کے رسول کو پہچانا نہیں ہے اور لگے توکل کی ڈینگ مارنے۔ یہ سب واہی تباہی باتیں ہیں۔ (توکل یہ ہے کہ) قلب کا تعلق صرف رضائے مولے سے ہو نہ کہ مال اور مخلوق سے۔ یہ نہ ہونا چاہیے کہ خود گوشہ میں اور دل مخلوق کے دروازہ پر!!

اولیاء اللہ کا قرض ادا ہو جاتا ہے (حضرات مشائخ کرام نے قرض کو منافی توکل سمجھ کر اس سے ہمیشہ احتراز فرمایا ہے اگر مصلحت خداوندی سے قرض کر بھی لیا ہے تو ادائے قرض میں نہایت ہی مضطر و بیقرار رہے ہیں، آخر تائید الٰہی نے سبکدوشی قرض کے ساتھ اُنھیں خوش حال فرما دیا ہے اِس سلسلہ میں فرمایا) "حضرت غوث الثقلین قطب ربانی، محبوب سبحانی سیّد محی الدین حضرت سیدنا شیخ عبد القادرؓ جیلانی رضی اللہ عنہ کی مجلس مبارک کا واقعہ ہے کہ ایک شخص اس مجلس پاک میں آ کے بیٹھے اور پھر چپ چاپ اُٹھ کر چلے گئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد آپؓ نے فرمایا کہ فرش کو اُٹھا کر دیکھا جائے کچھ نقدی ہوگی، اس نقدی سے ہمارا قرض ادا کر دیا جائے۔ لوگوں نے اُسی وقت دیکھا اور فرش کے نیچے نقدی پائی پوچھا کہ یہ آنے والے کون تھے؟ فرمایا "یہ فرشتے ہیں جب کسی ولی پر قرض ہو جاتا ہے تو فرشتے اُس وقت ظاہر ہوتے ہیں اور ان کا یہ کام ہوتا ہے کہ کسی ولی اللہ پر قرض ہو جائے تو اُسے ادا کر جائیں خدا اپنے کسی ولی کو مقروض نہیں مارتا" (حضرت غوث اعظمؓ کے اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا) ہم سب باتوں کا خیال رکھتے ہیں بے پروائی نہ کرنا ورنہ (دُنیا سے) بے پروائی کے ہاتھ جاؤ گے۔ اللہ رحم کرے (ان مرید صاحب کے متعلق فرمایا کہ) "توکل کے زعم میں اور توکل کی ڈینگ میں ڈھائی ہزار کے مقروض ہو گئے، اگر غلط توکل نہ کرتے تو ایسا کیوں ہوتا، ہم نے ان سے کہا کہ اپنا انتظام درست کیجئے آپ قرضدار ہیں اور قرض بڑی چیز ہے۔ وہ کہنے لگے کہ خدا اپنے ولی کو مقروض نہیں مارتا! (ان کے اس کہنے سے) ہم ڈر گئے کہ ان کو تو ولایت کا بھی دعویٰ ہو گیا، دُنیا دار آدمی کے لئے توکل کیسا، چھوٹا منہ بڑی بات، توکل تو انبیاءؑ و اولیاءؒ کا کام ہے!!"

حضرات بزرگان عظام کا طرز توکل "ہم کسی پر زیادہ ظاہر نہ کریں گے، اتنا البتہ ہم کہے دیتے ہیں کہ ہمارا توکل یہی ہے کہ جس طرز پر ہمارے بزرگوں نے زندگی بسر کی ہے ہم اُسی طرز پر چلتے ہیں، اس میں کیا بھید ہے اِسے ابھی تم لوگ نہ سمجھو گے (ایسی سمجھ پیدا ہو، اس میں بہت دیر ہے) ہنوز دلّی دور است!"

اتباع حضرت مرشد اولؒ فرمایا "ع پیر اوّل مصطفےٰؐ و پیر ثانی رہبر است"

"حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام نے شادی نہیں کی۔ لیکن حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے شادیاں کیں، کیوں شادیاں کیں؟ اس لئے کہ ہمارے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شادی

Marfat.com

کی تھی۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جو طرز رہا۔ رہا وہ طرز ان کی اُمت کے لئے
تھا، حضرات صحابہؓ نے (ان انبیائے سابقین کا اتباع نہیں کیا بلکہ) حضرت سرور کائنات صلعم کا اتباع
کیا اور اُسی طرز پر توکل کیا جو طرز کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا ہم بھی اپنے بزرگوں کے طرز پر ہیں!"

حقوق العباد

قرض ارشاد فرمایا: "ہم قرض اور امانت دونوں سے بہت ڈرتے ہیں۔ تاریخ فرشتہ (اور سیر الاولیاء وغیرہ) میں دیکھو کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ (ان حضراتِ اکابرین) نے اپنے مُریدوں کو قرض اور امانت سے کس قدر منع فرمایا ہے۔ ان بزرگوں کا فرمانا ہے کہ قرض دار آدمی کی عبادات و ریاضات اور خیرات وحسنات سب مرہونِ قرضخواہ ہیں (جو قرضدار کہ قرض ادا کئے بغیر مر جائے گا) روز قیامت سخت مفلس تہیدست و ناچار ہوگا۔"

قرضدار کی نماز جنازہ "جس شخص پر حق العباد (بندوں کا حق) ہوگا اُس کی نماز جنازہ (جیسا کہ حدیث شریف سے ظاہر ہوا) حضرات انبیاءؑ نہیں پڑھیں گے۔ اپنی روح کو خدا اور اس کے بندوں کے حقوق سے فارغ اور ایسا (پاک وصاف) کر لینا چاہئے کہ کسی نبی کی روح کا پرتو ہو جائے تاکہ نبی اُس کے جنازے کی نماز پڑھ سکیں!"

غیر مسلم قرضخواہ اگر کسی غیر مسلم کا قرض ہو اور قرضخواہ مر جائے اور اُس کا کوئی وارث بھی نہ ہو تو ایسی حالت میں کیا کرے کہ اس دین سے ادا ہو۔ (قدرے غور و تامل کے بعد ارشاد فرمایا) "قرض کی رقم راہ خدا میں خیرات کر دی جائے۔"

مرید کا قرض ادا فرمایا گیا فرمایا "سکندر شاہ نے ایک مرتبہ بھاگلپور شریف میں ہمارے چچا حضرت مولانا سید شاہ نثار حسین صاحب قدس سرہٗ سے دو روپے قرض لئے اور ادا نہ کئے۔ سکندر شاہ کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں تمہارا لڑکا ہم سے دو روپے قرض لایا ہے۔ اگر ادا نہ کرے گا تو تمہارا لڑکا خراب ہو جائے گا اور اُسے نقصان پہنچ جائے گا۔ اس قرض کی ان کی والدہ کو کوئی اطلاع نہ تھی لیکن یہ قرضہ اس خواب کے بعد بھی اُنھوں نے ادا نہ کیا۔ سکندر شاہ جب یہاں آئے تو اس واقعہ کا اُنھوں نے ہم سے تذکرہ کیا۔ ہم نے کہا کہ دو روپے ہم سے لو اور اسی وقت بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دو۔ اُنھوں نے منی آرڈر بھیجا مگر چچا صاحبؒ کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے واپس آ گیا۔ جب سکندر شاہ یہاں سے رخصت ہو کر مکان جانے لگے تو ہم نے اُن سے کہا کہ تم بھاگلپور شریف ہوتے ہوئے مکان جانا اور یہ دو روپے حویلی مبارک میں پیش کر دینا اور کہلا بھیجا کہ یہ روپے ہم نے حضرت

Marfat.com

قرض لئے تھے؟" اور پھر بطور تنبیہ اُن سے ارشاد فرمایا "ہمارے بزرگانِ دین کے آستانہ پر حاضر ہو کر ایسی بات؟ (کہ حضرت صاحب سجادہ سے قرض لیا) آئندہ خبردار!" اور یہ بھی اُن سے ارشاد فرمایا (اس بار) تم ریل کا کرایہ قرض لیکر یہاں آئے (یہ بات ہمیں پسند نہیں یہاں آنے کے لئے قرض نہ کیا جائے) ہم قرض سے نہایت خوف کرتے ہیں کہ بارِ قرض جان پر ہوتا ہے! درویش کو اپنے معاملات میں صاف ہونا چاہیئے۔ جب تک ایسا نہ ہوگا (ہمارے حضرت قدس سرہٗ کے)، اس دربار میں کچھ نہیں مل سکتا۔"

زہر ہلاہل ارباب طریقت کے لئے ارشاد ہوا۔ "قرضہ اربابِ طریقت کے لئے زہر قاتل ہے۔ حتی المقدور قرض سے بچتے رہنا۔ اگر کسی کا قرض دُنیا میں اپنے ذمہ رہ گیا ہے اور ادا نہیں کیا ہے تو قیامت کے دن خدا کے سامنے ادا کرنا پڑیگا جن کے دل میں اللہ اور اللہ کے رسول کا ڈر نہیں ہے اُن سے ہم ڈرتے ہیں اور اُنکی کامیابی کی اُمید نہیں رکھتے ہیں۔"

ابلیس کو ڈر نہ تھا ابلیس خرابی سے نہیں ڈرتا تھا اس وجہ سے خرابی میں پڑ گیا اور بارگاہِ ایزدی سے مردود ہوا تم لوگوں کو چاہیئے کہ دین و دُنیا کی خرابی سے حفاظت اور نجات کے لئے حق سبحانہٗ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ دعا کرتے رہو۔ اور دل میں ہمیشہ (خدا کا خوف اور) ڈر رکھو (تاکہ دین و دنیا کی خرابی سے خدا تمہاری حفاظت فرمائے) دنیا کے پردے میں دینداری اچھی ہے اور دینداری کے پردے میں دُنیاداری بہت خراب ہے۔" (یہ اشارہ بار بار ہوا کرتا تھا) ایک شخص لکھنؤ جانے والے تھے ان سے فرمایا: "حافظ احمد علی سے زبانی کہہ دینا کہ قرض سالک کے حق میں زہر ہلاہل کے برابر (مہلک و قاتل) ہے (تم لوگ بھی ہمیشہ) اس بات کا خیال رکھنا کہ قرض بہت بُری چیز ہے اور اس سے ہمیشہ بچتے رہنا۔"

طہارت ظاہری مقدم ہے ارشاد فرمایا حافظ احمد علی کو ایک خط بھی لکھ دیا جائے کہ جب تک طہارت ظاہری نہ ہو طہارت باطنی ہو نہیں سکتی۔ جس کو طہارت ظاہری حاصل نہ ہو وہ طہارت باطنی کیونکر حاصل کر سکتا ہے؟ طہارت ظاہری کیا ہے؟ شریعت و طریقت کی جو منہیات ہیں ان (ممنوعات کے ارتکاب و اقدام) سے ہمیشہ بچنا! اور جبکہ ظاہر ناپاکی سے آلودہ ہے، باطن کس طرح صاف ہو سکتا ہے! پس درویش کو ہمیشہ قرض سے احتراز کرنا چاہیئے۔ جو شخص کہ مقروض ہے ہم اُسے کچھ نہیں جانتے۔ اُس کی فقیری (عبادت و ریاضت) سب بیکار ہے، اس لئے کہ مقروض کے سب اعمال قرض کے عوض مرہون ہیں اور جب قرضداری کی حالت میں مرگیا تو اُس کے پاس اعمال حسنہ کے سوا اور کیا ہوگا جو خدا کے سامنے قرضخواہ کو ادا کرے گا۔ پس قرضدار کی نیکیاں قرضخواہ کے نامۂ اعمال میں منتقل ہو جائیں گی۔ پھر اُس کی فقیری کہاں رہجائے گی؟"

تحفظ خودی درویش کو غیظ و غضب سے ہمیشہ پرہیز رکھنا چاہیئے اور تحفظ خودی کا رفتار و گفتار و معاملات میں خیال رکھنا چاہیئے جس شخص کی امورِ دنیوی میں اور رفتار و گفتار و معاملات میں صفائی نہیں ہے اُس کے امورِ آخرت کس طرح

Marfat.com

صاف رہ سکتے ہیں۔ پس اس کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ جس کے دل میں اللہ کی ناراضی کا خوف نہیں اور اللہ کی رضامندی کا شوق نہیں، اور اس بات کا خیال نہیں کہ اللہ کن باتوں سے ناراض اور کن باتوں سے راضی ہوتا ہے، اس شخص کی دعا الٰہی میں جگہ نہیں ہے، اور وہ اس راہ میں چل نہیں سکتا!" (یہ مکتوب گرامی کا مضمون تھا) ارشاد ہوا: "اس خط کی نقل سکندر شاہ اور عبد القدیر اور جتنے خلفاء ہیں ان سب کو دکھا دی جائے۔ اور احمد جان کو بھی دکھا دی جائے اور سب سے کہدیا جائے کہ) ہم قرضدار آدمی پر اعتبار نہیں کرتے خواہ وہ کوئی صاحب ہوں۔ ہم قرض کو پسند نہیں کرتے۔ اور قرض سے بہت ڈرتے ہیں!"

قرض سے خوف | فرمایا: "(زندگی میں) ایک بار ہم پر نو سَو روپے کا قرض ہو گیا تھا۔ ہم نے اچھا کھانا پینا چھوڑ دیا تھا جب تک کہ قرض ادا نہ کر دیا (اُس زمانہ میں) ہمارے بعض مریدوں نے کہا کہ آپ اسقدر پریشان کیوں ہوتے ہیں؟ ہم اپنی زمین کا کوئی حصّہ بیچ کر قرض ادا کئے دیتے ہیں! ہم نے کہا کہ ایسا تو ہم بھی کر سکتے ہیں کہ زمین کا کوئی حصّہ فروخت کر کے قرض ادا کر دیں۔ ہماری زمین بھی (اس وقت) پانچ چھ ہزار کی ہے، مگر ہم اسے پسند نہیں کرتے۔ اس لئے کہ ہمارے بعد ہماری اولاد کہے گی کہ دادا پردادا کے زمانہ سے جو جائداد (و زمینداری) چلی آتی تھی ہمارے والد ایسے ہوئے کہ اُسے بھی بیچ کھایا، وہ ہمیں اچھا نہ کہیں گے۔ قرضداری کے اُس زمانہ میں ہم نے گھر میں کہدیا تھا جب تک قرض ادا نہ ہو جائے اچھا کھانا پینا موقوف جو ملجائے اُسی پر گذارہ کر لیا جائے۔ جب ہم نے قرض ادا کر دیا تو (متعلقین سے) کہدیا کہ جو کچھ ہے سب تمھارے واسطے ہے!"

جائداد کو ترقی دی | "ہم نے اپنی جائداد کو کم نہیں کیا، بلکہ (بزرگوں سے جو کچھ کہ پایا تھا، اس پر معتد بہ اضافہ کر دیا ہے اور) جائداد کو بہت کچھ بڑھا دیا ہے۔ (اقتصاد اور حسنِ انتظام کے ساتھ!)"

قرض نہ کرنے کی ایک وجہ | "قرض سے انسان کو بچنا چاہیئے کہ موت کا اعتبار نہیں، ایک سانس باہر آتا ہے اور دوسرے سانس کا اعتبار نہیں ہے کہ باہر آئے گا یا نہ آئے گا۔ (مومن کو سفر آخرت کے لئے ہر وقت تیار اور سبکبار رہنا چاہیئے)

لین دین میں رعایا سے صفائی | "ہم نے اپنی رعایا سے کہدیا ہے کہ تمھارا ایک پیسہ اگر ہمارے ذمہ ہو، تو ہم سے لے لو۔ اور اگر ہمارا ایک پیسہ تمھارے ذمہ ہو تو ہمیں ادا کر دو۔ ہم (بحیاطِ لفیہ سے) نہ کسی کو دیں گے نہ کسی کا کچھ (کسی حال میں) اپنے ذمہ رہنے دیں گے!"

قرض شادی | "فرمایا: البتہ شادی کے موقع پر (تھوڑا سا) قرض لینا سُنّت ہے اور (شادی کے موقع پر کسی کو) قرض دینا ثواب ہے۔ یہ (قرض دینا) دراصل (ایک شخص کی دکارِ خیر میں) مدد و اعانت ہے۔ یہاں سب لوگوں کو معلوم ہے کہ ہم شادی کے موقع پر قرض دیا کرتے ہیں اور ہمارے دیس میں اگر کسی غریب کے یہاں شادی ہوتی ہے تو ہم اُسے قرض (حسنہ) روپیہ دیدیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اتنے دنوں کے بعد واپس کر دینا۔ مگر قرض اُسی کو دیتے ہیں

Marfat.com

جسے جانتے ہیں کہ ادا کر دیگا۔"

مریدوں کو قرض "مریدوں کو ہم عام طور پر قرض نہیں دیا کرتے، مگر جس کو ضرورت سفر خرچ کے لئے ہوتی ہے اُسے ہم قرض دیدیتے ہیں۔ ایک بار منشی عبد القدیر کو سفر خرچ کے لئے روپے کی ضرورت ہوئی۔ ہم نے کہا ہم دیدیں گے مکان پہنچکر روپیہ بھیجدینا۔ انھوں نے مکان پہنچکر فوراً یہ روپیہ بھیجدیا اور ایسا موقع کئی دفعہ ہوا، ایک بار اور سفر خرچ بطور قرض عطا ہوا تو اس دفعہ ان سے تاخیر ہوئی حکم ہوا انھیں لکھا جائے کہ "مکان پہنچکر تم فوراً بھیجدیا کرتے تھے اب مرتبہ اگر غفلت سے نہیں بھیجا ہے تو ہم یاد دلاتے ہیں۔ اگر کوئی اور وجہ ہے تو (خیر نقیں) اختیار ہے"۔ (غفلت واقعی تھی اب انھوں نے یہ سرکاری روپیہ اسی دن روانہ کر دیا)

مریدوں کو قرض دینے کی شان "اور بعض کو ہم نے قرض حسنہ سفر کے خرچ کے لئے یہ کہکر دیا کہ اگر تمھارے پاس ہو تو واپس کر دینا۔ میسر نہ ہوا تو معاف ہے۔ میسر ہونے پر اگر نہ دیا تو گنہگار ہوگے، میسر نہ ہونے کے سبب ادا نہ کر سکے تو معاف ہے!"

دینداری لباسِ دنیا داری ہیں "یاد رکھو کہ دُنیا داری کے پردہ میں دینداری بہت اچھی ہے لیکن دینداری کے پردہ میں دنیا داری کرنی بہت بُری ہے۔" (یہ ارشاد بار بار ہوا کرتا تھا۔ اس لئے بار بار اس خادم نے لکھا ہے تاکہ اسکی اہمیت اچھی طرح دل نشین ہو جائے، اہل دین کے لئے یہ نسخۂ اکسیرِ اعظم ہے)

ہمارے حضرت شیخ دنیا سے معصوم کی طرح گئے فرمایا۔ "ہمارے والد ماجد قدس سرہٗ نے پانچ روپے ایک دفعہ قرض لئے تھے، وہ آدمی کچھ دنوں کے بعد یہاں آئے۔ ہمارے حضرتؒ فرماتے تھے کہ اُسے دیکھکر مجھے بہت شرم آئی اور پھر فوراً آپؒ گھر میں تشریف لے گئے اور پانچ روپے لاکر اسی وقت اُس کے حوالہ کئے۔ آپؒ کو قرض نہایت ناپسند تھا، آپؒ اس سے بہت شرماتے تھے، آپؒ نے معصوموں کی طرح دُنیا سے رحلت فرمائی (حقوق العباد میں سے کسی کا ایک حبّہ بھی آپؒ کے ذمّہ نہ تھا۔"

دَینِ مہر ادا فرمایا گیا "ہمارے ذمّہ بھی کسی کا ایک حبّہ نہیں ہے، صرف ہماری ازواج کا دَینِ مہر ہمارے ذمّہ تھا جسکی نسبت ہم خیال کرتے کہ ہماری جائداد سے کہیں زیادہ تو نہیں ہو گیا۔ مگر ہم نے اپنی سب ازواج کا دَینِ مہر ادا کر دیا، اور اب حقوق العباد میں سے کسی کا بھی ایک حبّہ ہمارے ذمّہ باقی نہیں ہے)

نصیحتِ خاص "ہماری ایک نصیحت ہے جو عام مریدوں کے واسطے نہیں ہے، سکندر شاہ اور منشی عبد القدیر کو ہم نے لکھدیا ہے کہ جس شخص کے دل میں اللہ کی ناراضی کا خوف نہیں اور اُس کی رضامندی کا خیال نہیں وہ اس راستہ کا آدمی نہیں ہے! درویش کو اپنی رفتار و گفتار اور اپنے معاملات میں تحفظ خودی کا (ہر وقت) خیال رکھنا چاہئے جس کو تحفظ خودی کا خیال نہیں ہے وہ اس راستہ میں چل نہیں سکتا (ظاہر ہے کہ، جو اپنی حفاظت نہیں کر سکتا وہ دوسروں کی حفاظت کیا کر سکتا ہے؟ جو اس (نصیحت) کا خیال نہ رکھیگا۔ نقصان اُٹھائے گا!!"

Marfat.com

خلافت سلب ہوگئی کرامت جاتی رہی! "ہم نے سُنا ہے کہ ہماری پیدائش سے پہلے ہمارے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے ایک خلیفہ تھے جن کی کشف و کرامت اس قدر زیادہ تھی کہ آجتک اس دربار سے کسی کو نصیب نہ ہوئی (کھاری کنوئیں میں اپنا لعابِ دہن ڈالدیتے تو وہ میٹھا ہو جاتا) اس کے علاوہ اور بہت سے کشف و کرامات کا اُن سے ظہور ہوا لیکن اُنھوں نے رفتار و گفتار و معاملات میں تحفظ خودی کا خیال نہ رکھا (خراب ہوگئے اور) ان کی خلافت سلب کرلی گئی۔ ہمارے مُرید مولوی غلام مولا کا حال تم نے سُنا ہے کہ اُن کی خلافت جاتی رہی۔ فضل الرحمن شاہ ہمارے ایک مُرید ہیں ان کی حالت بھی خراب ہے، ہم بہت نصیحت کرتے ہیں مگر نہیں سُنتے ہم نے کہہ دیا ہے کہ ہم کچھ نہیں کرسکتے جو اپنے ظاہر و باطن میں تحفظ خودی کا خیال نہ رکھے گا نقصان اُٹھائے گا"

صفائی معاملات فرمایا۔ "ہم معاملہ کی صفائی کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں، عنایت علی میاں اور طیع العالم میاں اور سب سے ہم نے کہہ رکھا ہے کہ ہمارے۔ لئے جو چیز خرید کرو اُس کی پوری قیمت ہمارے حساب میں لکھو اپنی طرف سے ایک پائی (ہماری خاطر) صرف نہ کرو۔ ان لوگوں نے ہمارے حساب کے کھاتے کھول رکھے ہیں! (اور ہمارا حساب آنہ پائی سے پاک و صاف رہا کرتا ہے) ایک مرتبہ ہم نے پچاس روپے کا بنارسی کپڑا نواب حسین علی خاں صاحب (مرحوم رئیس بنارس) سے منگایا۔ اُنھوں نے بھیجدیا اور کہا کہ یہ (میری جانب سے) نذر ہے، قبول کیجائے۔ ہم نے کہا طلب و فرمائش کے بعد تحفہ نہیں ہوسکتا (آپ کو یہ رقم لینی ہوگی) اور ہم نے اُن کا روپیہ فوراً انہیں بھیجدیا!"

ہوشیار "ہم کہا کرتے ہیں کہ ہم پیر؛ اور تم مُرید، خواہ ہزار روپے ہم تمھیں دیں، خواہ تم ہمیں دو، یہ اور بات ہے مگر معاملات صاف رہنے چاہئیں، اگر فرمائش دیکر چیز کو تحفۂ قبول کرلیا تو (دیکھنا ہوشیار کہ) اس سے شیطان کا داؤں چل جائے گا اور پھر) قرض کا دروازہ کھلجائے گا۔ اگر کوئی مُرید اس حد تک اصرار کرے کہ (فرمائشی چیز کو بطور تحفہ اُس کی حسب خواہش قبول نہ کرنے میں) اندیشہ اُس کے خیال کے پریشان ہوجانے کا ہو جائے اُس وقت (اُس کے پاس خاطر سے) چیز فرمائش کو بطور تحفہ قبول کرلیا جائے، مگر ایسے مُرید کو پھر کوئی فرمائش نہ دیجائے جب تک کہ وہ طریقت کی باتوں سے خوب واقف نہ ہوجائے، اس وقت یوں سمجھ لیا جائے کہ (نو آموز ہے) ابھی وہ ان باتوں سے واقف نہیں ہے (کہ فرمائش کی قیمت اپنے شیخ سے لینا مُریدی کے خلاف سمجھکر پریشان ہوتا ہے) پس معاملہ کی صفائی (ہر ایک کے ساتھ) ہمارے نزدیک نہایت ضروری اور لازمی ہے حُسنِ معاملہ دینی اور دُنیا وی دونوں طور پر نہایت ضروری ہے۔ بد معاملہ آدمی سے معاملہ کرنے میں ہر ایک گھبراتا ہے (اہل دنیا بھی اور ارباب طریقت بھی)

رُتبہ کا تنزل اور قرض (آپ کے ایک خلیفہ تھے اُن کا نام لیکر) فرمایا۔ ہم نے ان سے کہا کہ آپ قرضدار ہیں آپ کو خوب انتظام کے ساتھ رہنا چاہئے تاکہ آپ کا قرض ادا ہوجائے، ہم قرض سے ڈرتے ہیں، اور ہم ایسے آدمی پر اعتبار نہیں کرتے

Marfat.com

جو مقروض ہو، آپ اپنی فتوحات کے تین حصے کیجئے، ایک حصہ سے اپنا قرض ادا کیجئے اور دوسرے حصے سے متعلقین کی پرورش تیسرے سے اپنے ذاتی مصارف اور سفر خرچ کو پورا کیجئے کیونکہ آپ اکثر سفر میں رہا کرتے ہیں (ایسا کرنے سے قرض ادا ہو کر آپ کا نظم درست ہو جائے گا) اور اس بات کو یاد رکھئے گا کہ ہمارا روپیہ سرکاری اور گورنمنٹی روپیہ ہے فضول (اور بیجا) خرچ نہیں ہو سکتا۔ (آپ کو فتوحات سے جو ملتا ہے وہ سرکاری روپیہ ہے) آپ جو (امیرانہ ٹھاٹ سے) اُسے ترڈالتے اور خرچ کرتے ہیں اس کا آپ کو حساب دینا ہوگا۔ جس طرح عالم ظاہر سے (حکومت کے روپے کا) حساب لیا جاتا ہے اُسی طرح (غیبی خزانہ کا کہ جس میں سے آپ کو ملتا ہے) آپ سے بھی حساب لیا جائے گا۔ اگر اس خرچ میں احتیاط کو مدنظر نہ رکھا تو آپ کے مرتبہ کے لئے خوف ہے جس طرح ظاہر خرچ میں محاسبہ ہے اسی طرح باطن کے احوال میں بھی محاسبہ ہو گا۔

عالم غیب کا بھنڈار خانہ "ہم نے یہ بھی کہا کہ یہاں عالم غیب کا بھنڈار خانہ ہے۔ مگر (اس کا انتظام) اُسی کو ملیگا جو منتظم ہوگا۔ اور خوب انتظام کے ساتھ چلے گا (جو ایسا ہوگا) اُس کے لئے غیبی خزانہ (کا دروازہ) کھول دیا جائیگا مگر (اس شرط و پابندی کے ساتھ کہ) انتظام سے رہے اور (ایک حبہ) بیجا خرچ نہ کرے۔ خزانچی اگر فضول خرچی (اور امانت سرکاری میں بیجا تصرف) کرتا ہے تو خزانہ کا چارج اُس سے لے لیا جاتا ہے۔ اور اُسے حوالات میں (اور بعد حساب فہمی قصور ثابت ہونے پر قید و بند میں) ڈال دیا جاتا ہے۔ یہی حال خزانہ غیبی کا ہے وہ بھی فضول خرچی (اور تصرف بیجا امانت میں کرنے کا قصور) اگر کرے گا تو اس کا یہی (حشر) ہوگا یہ (سب باتیں) آٹھ نو سال کا عرصہ ہوا کہ ہم اُنھیں اور اُن کے لڑکے کو سُنا رہے ہیں (اور ہم نے صاف صاف اُن سے کہدیا کہ جس روش و رفتار پر وہ چل رہے ہیں) یہ روش ہمارے بزرگان دین کی نہیں ہے لیکن اُنھوں نے نہیں سمجھا (اور اپنی روش کو نہیں بدلا نتیجہ یہ ہوا کہ) اب اُن کی حالت نیز اُن کا انتظام بہت خراب ہے (اب اُن کے ذمہ) گیارہ سو روپے کا قرض ہے اور تمام جائداد مکفول ہے، دس سال ہوئے جبکہ ان کے اوپر صرف چار سو روپے کا قرض تھا۔ ہم اُس وقت سے برابر کہہ رہے ہیں کہ قرض بہت بُری چیز ہے اس سے بچنا چاہئے یہ اچھی روش نہیں ہے۔ مگر ان لوگوں نے نہیں سُنا اور نہ خیال کیا۔"

قلب کا گرہن "سُنا ہے کہ ان کے والد (یعنی یہ خلیفہ صاحب) قرض کی وجہ سے بہت پریشان ہیں (خود) ان کا (ان خلیفہ صاحب کے فرزند کا) انتظام ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے ان کے والد مکان پر نہیں رہتے۔ انھوں نے ہمیں خط لکھا کہ آجکل بہت پریشان ہوں خدا مجھ پر رحم کرے۔ اس خط سے (ہمیں) معلوم ہو گیا کہ ان میں بدحواسی آگئی ہے، پریشانی کے بعد بدحواسی آتی ہے اس کے بعد کمزوری۔ اور کمزوری کے بعد علالت، بدحواسی میں انسان اکثر خدا اور رسولؐ کو بھی بھول جاتا ہے۔ ہم کیا کریں (ہم نے تو برسوں پہلے تنبیہ (و) آگاہی کر دی تھی) کہ آپ کے مرتبہ کے لئے خوف ہے، اپنی روش کو بدل دیجئے) ان کے لڑکے کو بھی ہم نے بہت سمجھایا لیکن

Marfat.com

انھوں نے بھی کچھ انتظام نہیں کیا، قرض کی وجہ سے قلب پر گرہن لگ جاتا ہے۔ اسی طرح جس طرح کہ آفتاب پر گرہن لگتا ہے (اور آفتاب روشن تیرہ و تار ہو جاتا ہے) قرض اہل طریقت کے لئے زہر ہلاہل ہے" (اسے ہر وقت یاد رکھنا)

عورت کی افسری | "ان کے لڑکے کی زندگی میں ہمیں امید نہیں کہ اس گھر کی حالت درست ہو سکے۔ ہاں ان کے لڑکے کی اطوار کی روش اگر اچھی ہوئی تو شاید درست ہو جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ان کی تمام جائداد بھی فروخت کر دی جائے جب بھی قرض ادا نہ ہوگا۔ البتہ اگر اللہ کا خاص رحم ہو جائے تو اور بات ہے۔ جس گھر میں افسری عورت کرے (یعنی اندرون و بیرون خانہ تمام معاملات کا نظم و نسق اور حکم اور رائے بالکلیہ عورت سے وابستہ ہو) اس گھر کی جو حالت نہ ہو تھوڑی ہے، عورتیں (عام طور پر) ناقص العقل ہوتی ہیں (جیسا کہ احادیث شریف میں وارد ہوا ہے) پس جس گھر کا اندرونی و بیرونی تمام انتظام (ایک) عورت کے ہاتھ میں ہو (مرد کی کوئی رائے اور مرد کا کوئی انتظام نہ ہو) اس گھر کی جس قدر تباہی ہو کم ہے" (اشارہ خاص انہی خلیفہ صاحب کی طرف تھا)

عورتوں کی حکومت چار دیواری کے اندر | "ہم اپنے یہاں عورتوں کی رائے چار دیواری کے باہر نہیں ہونے دیتے۔ اور ہم نے کہدیا ہے کہ تمہاری حکومت چار دیواری کے اندر ہے، اس سے باہر نہیں جانی چاہیئے۔ (جو جس کام کا اہل ہے وہ کام اسے کرنا چاہیئے ع ہر کسے را بہر کارے ساختند")

اللہ کی ذات بے نیاز ہے | فرمایا: "ہم نے ان صاحب کو کوٹھری میں بند کر کے سمجھایا۔ اس طور پر ہم نے اور کسی مرید کو نہیں سمجھایا، ہم نے کہا کہ "دیکھئے۔ آپ نوکر تھے، جب آپ کو گورنمنٹ نے معزول کیا اور آپ گورنمنٹ کی ملازمت سے علیحدہ کئے گئے تو کیا اس سے انگریزوں کی سلطنت میں کوئی فرق آیا؟ (اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ) نہیں آیا۔ حضرت الوہیت کی بارگاہ اس سے بہت زیادہ (لاکھوں درجے بڑھ کر بے پروا (اور بے نیاز) ہے۔ اگر تمام انبیاءؑ و اولیاء کے واسطوں کو عالم سے اُٹھا دے یا تمام عالم کو جنت میں داخل کرے۔ یا دوزخ میں ڈالدے تو کیا اس کی خدائی میں کوئی نقصان آئے گا؟ ہرگز نہ آئے گا۔ لہٰذا (اللہ کی بے نیازی سے) بہت خائف رہنا چاہیئے۔ اس کی درگاہ بہت بے پروا اور بے نیاز ہے۔ لیکن اُنھوں نے ہمارے کہنے کے مطابق عمل نہیں کیا۔ ہم کیا کریں!"

یہ بات پیغمبروں کے زمانہ سے چلی آتی ہے | "حضرات انبیاءؑ پر بھی یہی حال گذرا ہے کہ اُن کی قوم نے ان کی بات کو جھٹلایا (اور خلاف راہ چلے) اسی طرح ہمارے (بعض) مریدوں نے ہماری بات کو نہ پہچانا۔ ہم نے کہا کچھ اور اُنھوں نے کیا کچھ۔"

خوف اور شوق دونوں ہوں | فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا خوف اور رضا کا شوق (یہ دونوں) دل میں ہونے چاہئیں جب دونوں باتیں ہوں گی تو کام درست ہوگا۔ خالی شوق سے (کام) نہیں چلے گا۔"

Marfat.com

قرض ادا اور اختیار مباح "لوگ فرض کو ترک کرتے اور مُباح کو اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً قرض کو ادا کرنا فرض ہے اور مسافر کو کھانا کھلانا مباح اور مستحب ہے۔ اگر قرض کو ادا نہ کیا اور مر گئے تو (قرض کے عوض) اعمال حسنہ چلے جائیں گے (مباحات و مستحبات اس حالت میں کیا فائدہ دیں گے!) مسافر کو کھانا دینا فرض نہیں ہے جن کے حقوق اپنے ذمہ ہیں۔ ان کی پرورش فرض ہے یا جیسے کہ صاحب نصاب ہے، اس کے لئے ادائے زکوٰۃ فرض ہے اگر ادا نہ کرے گا تو فرض کا تارک ہوگا (پس غور کرو کہ) مستحب کا تو خیال اور فرض کا ترک! یہ کیا بات ہے؟"

نصیحت سے ناراض نہ ہونا فرمایا:- "تم لوگ (یہ ایک شخص کی طرف اشارہ تھا) نصیحت سے ناراض ہوتے اور شکایت کرتے ہو مگر ہمارا کام نصیحت کرنا ہے چنانچہ) مستفیض میاں کہتے تھے کہ ہم لوگ اگر طریقت کی راہ و روش جانتے تو آپ کو اپنا پیرو مرشد کیوں مانتے۔ پس ہم لوگوں کو خوب سختی سے نصیحت فرمائی جائے!"

ارشادات متعلق حقوق العباد کا ماحصل (۱) قرض سے عامۃً ہر شخص کو بچنا چاہیئے۔ (۲) قرض خاصۃً اہل طریقت کے لئے زہر ہے ان کے لئے قرض سے احتراز از بس ضروری ہے۔ (۳) قرض صاحب جائداد کے لئے اس قدر مہلک نہیں جسقدر کہ اس شخص کے واسطے مہلک ہے جس کی جائداد نہ ہو۔ کیونکہ صاحب جائداد کی جائداد تو ہے جو قرض کے عوض مرہون ہے اور ذات خاص پر بار قرض نہیں ہے۔ اگر قرض ادا نہ کرے گا تو اس کی جائداد کفالت قرض کی وجہ سے چل جائے گی۔ مگر جس کی جائداد نہیں ہے اس کے اعمال حسنہ قرض کے عوض میں مرہون ہیں۔ پس اگر قرض ادا نہ کیا اور مر گیا تو اس کے حق میں زیادہ مہلک ہوگا (۴) قرض کی شریعت میں اجازت ہے۔ اور بعض محل ایسے ہیں جن میں قرض کا لینا سُنت و ثواب ہے۔ مگر یہ محض ضروری مصارف و حاجت کے وقت ہے اور ادائیگی کی فکر لازمی ہے۔ یہ نہیں کہ قرض کو پیشہ ٹھہرا لیا جائے، اور قرض کو لذات و تفریحات و خواہشات حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جائے۔"

انتظام و تدبیر منزل

ارشادات و نصائح درباره انتظام و تدبیر منزل اس عنوان کے تحت میں لکھے گئے ہیں

انتظام ارشاد فرمایا:- "ہم بہت انتظام سے رہتے ہیں ایک ایک پیسہ کو احتیاط سے رکھتے اور احتیاط سے خرچ کرتے ہیں۔ بدنظمی اور بے احتیاطی کو پسند نہیں کرتے۔ اگر تم لوگوں کے پاس زیادہ روپیہ پیسہ ہو تو قاعدہ سے خرچ کرنا اور نہایت خبرداری اور ہوشمندی کے چلن سے چلنا کوئی ایسا کام نہ کرنا کہ مُسرف قرار دیے جاؤ اِسلئے

Marfat.com

لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (اللہ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا)"

اسراف "اسراف بہت بُری چیز ہے، اسراف خرابی میں ڈال دیتا ہے۔ اگر کسی آدمی پر قضا و قدر سے خرابی آنے والی ہو تو وہ آدمی پہلے اسراف میں مبتلا ہوتا ہے (بس جو اسراف میں مبتلا ہوا، آخر مفلس محتاج ہوا)"

اسراف وسخاوت "دو چیزیں ایک ڈھب کی ہیں، مگر ایک مذموم ہے، دوسری محمود ہے۔ اسراف کو اہل دنیا اور ارباب دین دونوں مذموم خیال کرتے ہیں۔ اور سخاوت و خیرات کو دونوں محمود سمجھتے ہیں اسراف و خیرات میں فرق یہ ہے کہ امیر لوگوں کی طرح بے دریغ بے دھڑک روپیہ پیسہ خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں۔ اور خیرات وہ ہے کہ دینے اور خرچ کرنے کو دل نہیں چاہتا لیکن نفس کو مغلوب کر کے محض رضائے مولیٰ کے لئے دے اور خرچ کرنے ان باتوں سے ہوشیار!!

فقیری کیسے نصیب ہوگی "ہمیں اپنے گھر والوں اور شاگردوں، اور مریدوں کی رفتار و گفتار اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ ہم اپنی حالت ظاہر و باطن پر اپنے متعلقین کے حال کو غور کرتے اور سوچتے ہیں تو ہمیں چنداں پسندیدہ نظر نہیں آتا اس لئے ہمارا جی پریشان ہوتا ہے، ہم بہت غریب اور مسکین آدمی ہیں۔ دانہ دانہ کا حساب رکھتے ہیں۔ لیکن ہماری غریبی اور مسکینی کو کوئی نہیں سمجھتا، اور ان باتوں پر کوئی غور نہیں کرتا۔ ہم نے منشی عبدالقدیر اور تمام خلفاء سے کہدیا ہے کہ ظاہر و باطن میں ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر ہم پر اعتبار ہے تو ہماری رفتار و گفتار اور ہمارے معاملات کو دیکھو، اگر ہمارا چلن اختیار کیا تو شاید فقیری مل سکے ورنہ فقیری کا ملنا ناممکن ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ فقیری کس طرح کرنی چاہئے، فقیری بس یہی ہے جیسی ہم کرتے ہیں، ہمیں دیکھو اور ہمارے معاملات اور برتاوے برتو! جو لوگ کہ ہماری رفتار و گفتار اور معاملات پر چلیں گے انھیں فقیری ملے گی، اور جو لوگ کہ ہمارے طور و طریقہ پر نہیں چلیں گے انھیں کچھ نہیں ملے گا۔ ہمارے مریدوں کو فقیری ہماری صورت پر ملیگی زمین و آسمان میں سر پٹکنے سے کچھ نہ ملے گا۔ فقیری کھیل اور دل لگی نہیں ہے۔"

انتظام نہیں تو افسری بھی نہیں فرمایا: "ہم ایک مقدس آدمی کے بارہ میں خیال کرتے رہے کہ یہ تو سرداری کے لائق ہیں مگر انھیں سرداری (خلافت و اجازت یا کوئی دُنیا وی عہدہ) کیوں نہیں دی گئی۔ خواب کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ان میں انتظام کا مادّہ نہیں ہے اس لئے انھیں دین یا دُنیا کی سرداری نہیں مل سکتی۔ بس یاد رکھو کہ جو آدمی منتظم نہ ہو گا اُسے سرداری نہیں ملیگی!"

انتظام خانہ داری انتظام خانہ داری کے متعلق بطور تمثیل ارشاد فرمایا: "ہماری رفتار و گفتار کو دیکھو کہ ہم کسی معاملہ میں بیجا خرچ نہیں کرتے جس کا جیسے خرچ ہوتا ہے اُسی کے موافق اس کو روپیہ پیسہ دیتے ہیں (نہ کم دیتے ہیں نہ زیادہ) تم ہمارے بچوں کو دیکھتے ہو کہ کیا کپڑا پہنتے ہیں؟ اور انھیں ہم کس طرح کھلاتے اور پلاتے ہیں، اُن کے کھلانے اور پہنانے

Marfat.com

میں ہم ایک پیسہ بھی زیادہ خرچ نہیں کرتے، کیونکہ ہم جانتے ہیں کوئی پیسہ اگر فضول خرچ کیا تو اس کا خدا کے یہاں حساب دینا ہوگا۔ قبر میں ہمارے ساتھ کوئی نہیں جائے گا (پس ہم حساب آخرت کا ہمیشہ دھیان رکھتے ہیں) ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ لوگوں کے کھلانے پلانے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہ رہا۔ لوگوں نے ہم سے کہا کہ کسی زمین کو فروخت کر کے اس وقت کام نکالا جائے، ہم نے کہا کہ ہم ایسا نہیں کریں گے ورنہ ہمارے بعد ہمارے لڑکے ہم کو..... (اچھا نہ) سمجھیں گے کہ بزرگوں نے تو جائداد چھوڑی مگر ہمارے باپ ایسے ہوئے کہ اس کو بھی بیچ کھایا (پس لوگوں کی اس رائے کو آپ نے بہت ناپسند کیا۔ اور فرمایا) "پھر ہم نے مقبول (خادم دربار شریف) سے کہہ دیا کہ تم بھی گھر چلے جاؤ (تاکہ اخراجات میں تخفیف ہو جائے) ہم زمین بیچ کر یا قرض لیکر کسی کو بھی نہیں کھلائیں گے"۔

قرض اور وعدہ خلافی "ہم قرض سے بہت گھبراتے ہیں۔ قرض کی وجہ سے وعدہ خلافی اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم کسی کے قرضدار نہیں ہیں۔ ہم نے مقبول سے کہہ رکھا ہے کہ روپیہ اگر موجود ہو تو خرید سامان کرو۔ موجود نہ ہو تو یوں ہی گذارہ کرلو۔ اشیائے خورد و نوش کی خریداری قرض لیکر ہرگز نہ کرو۔"

اقتصاد۔ کفایت شعاری ہمارا دستور ہے کہ اگر گھر میں ترکاری وغیرہ موجود نہیں ہوتی تو سادہ سالن اور کھانے پر ہی گذارہ کر لیا جاتا ہے (قرض کسی حال میں نہیں کیا جاتا) یہاں اندر اور باہر تخمیناً ۴۰۔۵۰ آدمی ہیں جنھیں روزانہ کھانا دیا جاتا ہے، پاس پڑوس اور محلے کے غرباء اگر آجاتے ہیں تو انھیں بھی سرکاری کھانا دیا جاتا ہے ہم کوئی پیشہ تھوڑا ہی کرتے ہیں (کہ بندھی آمدنی ہو تو بندھا خرچ رکھیں) اللہ بھیجتا ہے تو ہم کھلا دیتے ہیں۔ (یہاں) آمدنی کیلئے بس یہی کہ کسی نے دو پیسے کسی نے چار پیسے دیدیئے اور کسی دن صرف چار آنے ہی آئے۔ اور خرچ کتنا ہوتا ہے۔ یہ ظاہر ہے محض برکت ہے کہ اسی آمدنی سے سب خرچ پورے ہو جاتے ہیں اور ہم قرضدار بھی نہیں ہم نے کہہ رکھا ہے کہ کھانا اگر کم ہو تو تھوڑا تھوڑا کھا کر گذارہ کرلو لیکن قرض نہ کرو۔ انتظام کو ہم نہایت پسند کرتے ہیں۔ انتظام سے رہنا سنت ہی ہمارا توکل ہے!!"

انتظامی شعبوں کی تقسیم ارشاد فرمایا کہ "ہمارے یہاں (تمام کام ایک تنظیم اور باقاعدگی کے ساتھ ہیں)، تمام مدات کی الگ الگ تھیلیاں ہیں۔ روشنی اور موم بتی کا فنڈ الگ ہے اور زیارت کا فنڈ الگ ہے، ہر مد کا روپیہ اسی میں صرف کیا جاتا ہے، روشنی کے فنڈ کا روپیہ کسی دوسری مد میں خرچ نہیں ہو سکتا۔ ہم نے اپنے گھر میں کہہ رکھا ہے کہ جس دن اس فنڈ کے روپے کو ہاتھ لگایا گیا اُس دن خیر و برکت اس خاندان سے جاتی رہے گی، زیارت فنڈ سے قاری صاحب کو چار روپے ماہوار تنخواہ دیجاتی ہے اور کھانا سرکاری مد سے دیا جاتا ہے، ہمارے حضرت قدس سرہٗ کی وصیت تھی کہ انکے مزار پر روزانہ ایک پارہ قرآن مجید پڑھنے کے لئے کسی قاری کو مقرر کیا جائے (اس لئے قاری صاحب کو مقرر کیا گیا) (ادب

Marfat.com

قرآن مجید بھی پڑھتے ہیں اور مزار شریف کی خدمت بھی کرتے ہیں، یاد رکھنا کہ ہم پکے دُنیا دار ہیں!"

انتظام خانہ داری کی تعلیم "آجکل لوگ روپے پیسہ کی قدر زیادہ کرتے ہیں. ہم چاہتے ہیں کہ ایسی تدبیر کیجائے کہ روپے کا خرچ کم ہو جائے. اب تو خرچ مقبول کے ہاتھ میں ہے، سال بھر میں ہزار دو ہزار جسقدر روپیہ صرف ہوتا ہے مقبول ہی خرچ کرتا ہے مقبول جب بازار جاتا ہے تو ساٹھ روپے کا بازار کر آتا ہے. آج ہمارے میاں (داماد صاحب) آئے ہیں تو اُن کے لئے بازار سے مُرغ خرید اگیا. اور کیا کیا چیزیں آئی ہیں. مقبول سے کوئی کہتا ہے پان دیدو. کوئی تیل مانگتا ہے، یہ سب کو دیدیتے ہیں. اب تدبیر یہی ہو سکتی ہے کہ مقبول اور عبدالحکیم (دونوں خادموں) کو رخصت کر دیا جائے، اور ہر چیز کے لئے روپیہ ہم خود دیا کریں. اس تدبیر سے خرچ کم ہو جائے گا. چونکہ ہمیں فرصت کم رہا کرتی ہے اس واسطے روپیہ ہمیشہ اور ہر وقت ہمارے ہاتھ سے نہ مل سکیگا. اگر ترکاری نہ ہوگی تو ہم کہدینگے کہ بس دال پر ہی گذارہ کر لیا جائے. جب ہوگا نہیں تو ملیگا بھی نہیں. مقبول اگر نہ ہوگا. تو ہم کہدیا کریں گے کہ ہم کیا جانیں جو موجود ہے اسی پر گذارہ کرو. اس طور پر چلنے سے خرچ خود بخود کم ہو جائیگا (تبسم کے ساتھ فرمایا) پھر تو مُرید بھی کم آیا کریں گے، اور خیال کریں گے کہ وہاں تو کھانے کے لئے باسی چاول اور دال ملتی ہے، صبح کا کھانا گھر سے کھا کر چلو اور جلدی سے رخصت ہو کر چلے آؤ (ہمارے حضرتؒ کا یہ طرز بیان ایک تعلیم انتظام خانہ داری کی ہے، کہ یوں آمد و خرچ کا نظم قائم کرو. اور اس طرح اخراجات کی نگرانی و نگہداشت کرو. اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا) ہمارا خرچ نہایت انتظام و بندوبست کے ساتھ ہوا کرتا ہے، ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جلانے کا تیل رات کے وقت ختم ہو گیا. صاحب میاں کے والد نے کہا کہ تیل منگانا چاہیئے. ہم نے سوچا کہ تیل اگر اس وقت منگایا گیا تو کام اس طرح بھی چل جائے گا بس ہم نے تیل نہیں منگایا اور خاموش ہو گئے. صاحب میاں کے باپ اگرچہ خفا ہوتے رہے مگر ہم نے کچھ نہ سُنا اور تیل نہ منگایا. تیل کے ختم ہو جانے کے سبب سے وہ رونق نہیں رہی مگر کام چل گیا (اور یہ بھی سُنا گیا) ہم نے سُنا کہ صاحب میاں کے والد کی چائے کے لئے ایک دفعہ شکر نہیں رہی تھی. اُنھوں نے بے دریغ دس روپے کا نوٹ حوالہ کر دیا. اور نوٹ کو تڑوا کر دو پیسے کی چینی منگا لی. (اگر یہاں ایسا ہوتا) اور ہمارے یہاں چائے کی شکر کم ہو جاتی تو ہم ہرگز دس روپے کا نوٹ نہ بھنواتے، اور بے شکر کی) چائے نمک ڈال کر ہی پی لیتے کہ شیریں چائے نہیں ہے تو آج نمکین سہی. ہم تو اس ڈھب کے آدمی ہیں کہ جس طرح (کم خرچ کے ساتھ) ممکن ہو کام نکال لینا چاہیئے!"

غربت کی قدر دانی فرمایا۔ "تم لوگ غربت کو نہیں جانتے کہ وہ کیا چیز ہے، اور غربت کی قدر نہیں ہے (بعض مریدوں کا نام لیکر فرمایا کہ) سستان لوگ ہیں. بُردباری نہیں ہے اور بے پروائی ہے سبب بے پروائی کی وجہ نہیں معلوم ہوتی. ہم موجود ہیں کیا اس وجہ سے تم لوگوں کی یہ حالت ہے کہ مزاج میں لاأبالی پن ہے. (اور بے پروائی اور) غفلت ہے یا یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ اپنے آپ کو شہزادہ سمجھتے ہو. یا اس کی کوئی کوئی اور وجہ ہے؟"

امامت سے کب ضرر نہ ہوگا "(حضرات) انبیاؑ و اولیاءؒ غربت کے میدان میں خوب دوڑے ہیں. جب غربت کی قدر ہو گی اور

Marfat.com

طبیعت سمجھ لے گی (جو اُسے سمجھنا ہے) اُس وقت اگر امارت بھی ہوگی تو مضر نہ کرے گی۔ انشاء اللہ۔

تکلیف کا زمانہ "ہم نے ایک زمانہ تک بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ ہم پھٹا ہوا جوتہ پہنتے تھے۔ اور ایک پھٹا لحاف تھا جسے گُدڑی سے بارہ[۱۲] آنے کو ہم نے خرید لیا تھا) اُسے جاڑے میں اوڑھتے تھے۔ اور پھر (گرمی میں) اُسی کو نیچے بچھا لیا کرتے تھے۔ مُرید جبتک کہ تکلیف نہ اُٹھائے گا غریب لوگوں کا حال کیونکر جانے گا۔ اور (خدا کی غریب مخلوق کے ساتھ بھلائی) کیا کرے گا۔ ہمارے حضرت قدس سرہٗ نے غریبی حال کو نہایت پسند فرمایا ہے۔ اور معاملہ غریبوں کا سا ہمیشہ آپؒ کے برتاوے میں رہا ہے۔"

آپؒ کی زندگی کے دور "ہمارا ابتدائی زمانہ انتہائی افلاس میں گذرا ہے۔ اوسط زمانہ ثروت سے شروع ہوا۔ اور اب لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا آخری زمانہ نہایت آرام اور عیش و عشرت میں بسر ہوگا!" ہم غریب آدمی ہیں لوگوں کی خیر و خیرات سے ہماری پرورش ہوتی ہے۔ ہمیں بھلا شوکت اور وجاہت سے کیا کام؟"

اب زمانہ بخیل ہونے کا ہے "لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ یہ نہایت بخیل اور کنجوس ہیں۔ چمڑی جائے۔ مگر دمڑی نہ جائے! ہم نے کہا اچھا ہم ایسے ہی سہی۔ ہاں! ہم بخیل ہیں۔ ایک ایک دانہ کا حساب رکھتے ہیں اور اس کے ضائع ہونے کا افسوس کرتے ہیں۔ اگر ہم پلاؤ اور قورمہ کھانے لگیں تو جو لوگ ہندوستان سے اور راہِ دُور و دراز سے یہاں آتے ہیں انہیں کیا کھلائیں؟ ہمیں انھیں بھی تو کھلانا ہے۔ بیویوں کے کھانے کی فکر کرنی ہے، لڑکوں کو شرع کے موافق تعلیم دلانی ہے تالاب کی مرمت ہے، مزار شریف، مسجد شریف اور خانقاہ کی خدمت ہے، ان کے لئے روپیہ کہاں سے آئے گا؟ ان سب کا بھی تو ہمیں سے تعلق ہے۔ اگر ہم بہت دیکھ بھال کے اور نہایت انتظام اور احتیاط سے خرچ نہ کریں تو کام کیونکر چلیگا؟ مارہرہ سے مظاہر اور پیارے میاں آئے اور واپسی کے وقت اُنھیں ساٹھ روپے سفر خرچ کی ضرورت پیش آئی ہم نے کہا جسقدر چاہو ہم سے روپیہ لو۔ ہمارے پاس کافی روپیہ ہے، ہمارے یہاں مرغیاں، بکریاں اور مچھلیاں سب چیزیں ہیں، دیکھو! لکڑیوں کا کتنا بڑا انبار ہے جو ہر وقت ذخیرہ میں رہتا ہے۔ کیا کسی زمیندار کے یہاں بھی ایسا انبار (اور ایسا انتظام) دیکھا ہے؟ سو دو سو من غلہ بھی ہمیشہ ذخیرہ رہا کرتا ہے، اس وجہ سے کہ خدا جانے کس وقت کیا ضرورت پیش آجائے روزانہ جس قدر غلہ کی ضرورت ہوتی ہے اس ذخیرہ سے لے کر اندر بھیجدیا جاتا ہے۔"

صوفی کون ہے؟ فرمایا: "صوفی وہ ہے جو رفتار و گفتار و معاملات میں صاف ہو اور لین دین میں درست ہو۔ اگر ہم دُنیادار بخیل نہ ہوتے اور ہم نے روپیہ نہ جمع کیا ہوتا تو آج مظاہر اور پیارے میاں (ان پردیسی لوگوں) کو روپیہ کون دیتا؟"

مال سے نبوت میں فرق آتا ہے نہ ولایت میں فرمایا: "سنو! حضرت سلیمان علیٰ نبینا علیہ السلام بادشاہ تھے یا نہیں؟ حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ تھے یا نہیں؟ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بادشاہ تھے یا نہیں؟ اور روپیہ کا لین دین (بطور قرض حسنہ) کرتے تھے یا نہیں؟ کیا ان کی نبوت میں اس سے (معاذ اللہ) فرق آگیا تھا۔ جو ہماری فقیری میں (ہمارے اس انتظام سے) بٹہ لگ جائے گا!" اُنھوں نے اپنے مال اور دولت کو خدا کی رضامندی میں صرف کیا اور اپنا معاملہ اللہ

Marfat.com

صاف رکھا۔ بس یہی فقیری ہے۔ حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

چونکہ مال و ملک را از دل براند ۔۔۔ زاں سلیمانؑ خویش جز مسکین نخواند

ایثار حضرت صدیقؓ "جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا، کہ اپنا مال خدا کی راہ میں دو تو انھوں نے چالیس ہزار درہم آپ کے روبرو لاکر رکھدیے اور کہا۔ گھر میں بس اللہ اور اللہ کے رسول کو چھوڑا) جب روپیہ جمع کیا تھا۔ (اور مال دُنیا کا ذخیرہ تھا) جب ہی تو راہ خدا میں چالیس ہزار درہم پیش کر سکے۔ اس مال کے ذخیرہ کرنے سے) کیا ان کی صدیقیت، میں کچھ فرق آگیا تھا؟ ہرگز نہیں!"

ایثار حضرت عثمانؓ غزوہ تبوک کے موقع پر (تیس ہزار لشکر اسلام) تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ آج کون ہے کہ مجاہدین کے لئے اسلحہ اور رسد کا سامان مہیا کرے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ اُٹھ کھڑے ہوئے اور (صرف) اپنے مال سے تیس ہزار لشکر اسلام کے لیئے مع ثلث سامان مہیا کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے روپیہ جمع کیا تھا جب ہی تو وہ دین کی ایسی عظیم الشان خدمت کر سکے حضرت عثمانؓ کی یہ وہ خدمت تھی کہ آپؐ نے فرمایا: اے عثمانؓ بس اسی ایک کام سے تمھاری نجات ہوگئی اور یہ عبادت تمھاری تمام عبادات پر سبقت لیگئی کہ آج تم نے اپنی تنہا ذات سے) لشکر مجاہدین کیلئے سامان مہیا کر دیا!"

ظالم کون اور بخیل کون ہے؟ فرمایا۔ "بتاؤ! کہ 'ظلم' اور 'بخل'، دونوں میں کونسی چیز زیادہ مذموم ہے۔ 'ظالم' بڑا ہے یا 'بخیل'؟ حافظ مقبول احمد صاحب نے عرض کیا کہ ظالم! فرمایا ظالم اس لیے زیادہ بڑا ہے کہ اس نے لوگوں کی حق تلفی کی اور بخیل نے اپنا پیسہ خرچ نہیں کیا، صاحب! ہم بخیل ہیں۔ الشا، اللہ تعالےٰ ظالم نہیں ہیں؟ (اس جملہ کا مطلب آگے واضح ہوگا) ظالم دو طرح کے ہوتے ہیں۔ دنیوی طور پر ظالم وہ ہے! کہ لوگوں کا مال غصب کرے، قرض لے تو ادا نہ کرے اور کسی کو جانی یا مالی اذیت پہنچائے۔ دینی طور پر ظالم وہ ہوگا کہ اللہ نے جو فرائض مقرر کیے ہیں اُن فرائض کی بجاآوری نہ کرے!

ایک منتظم دُنیادار کی تحسین "یہاں ایک رئیس فضل علی خاں تھے۔ لوگوں سے چنداں تعلق اور ربط وضبط نہیں رکھتے تھے مگر نہایت انتظام سے رہتے تھے۔ مرنے کے وقت ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد اور مال منقولہ انھوں نے چھوڑا۔ ان کا قول تھا کہ ہم بخیل ہیں مگر ظالم نہیں ہیں ہم نے سُنا تو کہا فضل علی خاں نے ٹھیک کہا، یہ شخص دُنیاوی معاملہ میں ہمارا اُستاد ہے، ہمیں اُس کی یہ بات بہت پسند آئی۔ ان کی جائداد کا نفع حکومت کو مالگذاری ادا کرنے کے بعد ستر ہزار روپیہ سالانہ تھا۔ نہایت منتظم آدمی تھے۔ کہا کرتے تھے کہ ہم سب کی پرورش بیشک نہیں کر سکتے۔ مگر اپنے ماتحتوں کی پرورش کر سکتے ہیں! اُن کے نوکر اُن کی رعایا سب اُن سے خوش تھے۔ رعایا میں کسی کے پاس اگر پانچسو روپیہ بقایا میں رہ جاتا اور وہ آکر کہتا کہ میں ادا نہیں کر سکتا تو کہتے 'اچھا سو روپیہ معاف کیا! اس سلوک سے رعایا بہت خوش رہی۔ دو روپے روزانہ اُن کے کھانے کا خرچ مقرر تھا۔ ان کے سامنے کا بچا ہوا کھانا ایک دن ایک نوکر کو ملتا تو دوسرے دن دوسرے نوکر کو، وہ بخیل تھے مگر ظالم نہ تھے! وہ اگرچہ انگریزی حکام سے ربط وضبط نہیں رکھتے تھے مگر حکومت میں اُن کی عزت تھی۔ اُن کے مرنے کے بعد اُن

[لڑ]کوں نے انگریزوں سے ملنا جلنا اور اُن کی دعوتیں شروع کر دیں اور اپنے باپ کے انتظام پر نہیں چلے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سا[ٹھ] ہزار کے مقروض ہو گئے۔"

مفہوم خیرات اور حضرت عمرؓ ارشاد فرمایا۔ "ہم تمہیں ایک قصہ سُناتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا زمانہ تھا کہ ایک بار عرب کے پہاڑو[ں] میں آگ لگ گئی لوگ آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ آگ پہاڑوں میں پھیل گئی ہے اور پتھر کی آگ بجھتی نہیں ہے [آ]پؓ نے فرمایا یہ آگ نہیں ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ قہر خداوندی ہے۔ کیا تم لوگ خیرات نہیں کرتے ہو؟ اُنہوں نے جواب [د]یا، ہم لوگ تو خیرات بھی کرتے ہیں! حضرت عمرؓ نے فرمایا، خیرات یہ نہیں ہے کہ تمہارا دل دینے کو چاہتا ہے اور تم کسی کو کچھ [د]یدیتے ہو۔ بلکہ خیرات یہ ہے کہ تمہارا دل دینے کو نہ چاہے پھر بھی تم (محض) خدا کی رضا اور خوشنودی کے لئے دو اور خرچ کرو!
[ا]س قصہ کو مثنوی میں حضرت مولانا رومؒ نے بھی بیان فرمایا ہے ؎

گفت نان از بہر حق نہ دادہ اند   دستِ خود بہر خدا نکشادہ اند

صحیح خیرات کی تعریف "امیر آدمیوں کی طرح بعض لوگوں میں (بے تحاشا) خرچ کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ اس قسم کے [لو]گ اگر (عادتاً خرچ کر ڈالیں اور) کسی غریب کو کچھ دیدیں تو یہ (حقیقی) خیرات نہ ہوگی۔ خیرات وہ ہے کہ دل نہ چاہے مگر پھر بھی (خوشنودیٔ خداوندی کے لئے خرچ کرے۔ (اور اپنے مال کو رضائے حق میں تقسیم کرے!" حق سبحانہ تعالیٰ سے ہماری دُعا ہے کہ ہمیں بخیل کرنا۔ کہ ہمارا خرچ کرنے کو جی نہ چاہے، اس پر بھی ہم رضائے مولا میں خرچ کریں، قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائیگا کہ ہم نے تمہیں نعمت دی، اُس نعمت کو آیا تم نے اپنی خواہش کے مطابق صرف کیا یا رضائے الٰہی میں خرچ کیا؟"

روپیہ کی جگہ روپیہ پیسہ کی جگہ پیسہ ہمارا دستور یہ ہے کہ جس کا حق ایک پیسہ کا ہے اُسے ایک روپیہ نہیں دیتے اور جس کا حق [ا]یک روپے کا ہے اُس کو ہم ایک روپیہ نہیں دیتے (جس کا جتنا حق ہے اُس کو بس اسی قدر ہم دیا کرتے ہیں۔ کم دیتے ہیں نہ [ز]یادہ) اور یہ ہم نہیں کرتے ہیں، خدا ہم سے کراتا ہے، خداوندا! تو ہم سے پیسہ کی جگہ روپیہ اور روپیہ کی جگہ پیسہ خرچ کرا[ئیو]۔

تعلیم اقتصاد ایک مثال کے ذریعہ اپنے بعض خادموں کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا۔ "آپ لوگ ذرا انصاف کریں یہ میرا لڑکا [ش]اہ دستان) ہم سے جھگڑا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کے پاس بہت لنگیاں، اور بہت چادریں ہیں ان میں سے ایک چادر اور لنگی مجھے بھی دیجئے۔ اور باصرار کہتے ہیں کہ آپ کے پاس بہت زیادہ ہیں آپ مجھے کیوں نہیں دیتے؟ [ص]احب! ہمیں بتلایئے کہ ہم غریب و مفلس کو لوگوں نے غریب و مفلس سمجھ کر دیا۔ بھلا مفلس اور غریب کی چیز میں ان کا [ا]یک حصہ ہے؟ یہ تو امیر لوگ ہیں، (اور امیر ہوتے ہوئے ہم سے مانگتے ہیں) (زین اللہ شاہ نے عرض کیا۔ میں تو مالدار نہیں ہوں۔ بلکہ ایسا شخص ہوں کہ جس کا نہ گھر ہے نہ در! ارشاد ہوا۔ تمہارا دل تو امیروں کا سا ہے! کہ پاس ہو کچھ ہو لیکن [سب] خرچ کر ڈالا، اور کچھ آگا پیچھا نہ سوچا، اور خرچ کرنے کا موقع اور محل نہ دیکھا) فرمایا "بابا! ہم ایک مسکین اور غریب آدمی

ہیں۔ ہمارے حال پر اللہ نے رحم فرمایا اور ہمیں دیا جس کی ہم قدر کرتے ہیں۔ یاد رکھو! دینے والا ہمیشہ معزز ہے اور لینے والا ہمیشہ ذلیل ہے۔ دینے والے کا ہاتھ اوپر اور لینے والے کا ہاتھ نیچے ہوتا ہے (ہمارے پاس) اگر ایک سیر چاول آتا ہے تو ہم اُسے نہایت قدر اور چاؤ سے لیتے ہیں کہ انعام پروردگار ہے) ایک شخص کا نام لے کر (جن کے مزاج میں تنگدستی کے باوجود بڑے امیرانہ تھی اور نعمتوں کی ناقدردانی) فرمایا کہ ایک دفعہ (مشکوٰۃ شریف سے) ہم نے انہیں حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ سُنایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام ایک بار دریا کے کنارے پر نہا رہے تھے کہ آسمان سے سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں حضرت ایوبؑ نے نہانا چھوڑ دیا اور نہایت شوق و سرگرمی کے ساتھ بٹور بٹور کر سونے کی ٹڈیاں اپنی چادر میں بھر لیں خدا آئی اے ایوبؑ ہم نے تمہیں نبوت دی۔ وحی بھیجی۔ اور نبوت کے علاوہ تمہیں ثروت دُنیا بھی دی۔ اتنی نعمتوں پر کیا غِنا نہیں ہے۔ ورنہ سونے کی ٹڈیوں کا لالچ کیا معنی رکھتا ہے؟ انھوں نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! تیرے انعام اور نعماء سے مستغنی نہیں ہوں۔ سونے کی ٹڈیوں کو جمع کرنا لالچ سے نہیں ہے بلکہ یہ تیری نعمتوں کی قدردانی اور شکر گزاری کی وجہ سے ہے! فرمایا اللہ جل شانہٗ عالم الغیب ہے (جس سے نیتوں کا حال پوشیدہ نہیں) اور حضرت ایوب علیہ السلام پیغمبر تھے جنھیں سب معلوم تھا اور زبان غیب کا اُن سے پوچھنا اور اُن کا جواب دینا اُن کی برأت صفائی کی غرض سے نہ تھا بلکہ حق سبحانہٗ تعالےٰ کا اُن سے پوچھنا اس لئے تھا کہ اُن کی زبان سے (مخلوق کے لئے یعنی اور خداوندی نعمتوں کی قدردانی اور شکر گزاری کی تعلیم کا) اظہار ہو۔ اور سب بندگان خدا آگاہ ہو جائیں (کہ نعمائے الٰہی کی شکر گزاری اور قدردانی یوں کرنی چاہیئے) نصیحت فرمانے کے بعد مدین اللہ شاہ کو ایک لنگی اور ایک چادر عطا فرمائی۔

ایک مُرید سے ارشاد فرمایا۔ ہم نے منشی عبدالقدیر سے کہہ دیا ہے کہ دنیاداری کے پردہ میں دین داری کرنا گر دین کے پردہ میں دنیاداری مت کرنا۔ اور اس بات کو یاد رکھنا کہ ہم پکے دنیادار ہیں۔ اور اگر کوئی تم سے کچھ کہے تو کہہ دینا کہ ہمارے پیر و مرشد دنیادار ہیں اور ہم بھی ایک دنیادار آدمی ہیں!"

اپنے تئیں دنیاداری کے پردے میں چھپانا "تم لوگوں سے بھی ہمارا کہنا یہ ہے کہ دنیاداری کے پردہ میں دینداری کرنا، دینداری کے پردہ میں دُنیاداری ہرگز نہ کرنا۔ (دیکھو!) ہمارے پاس لوہے کے دو صندوق ہیں اور آمد ہے لوہے کے ان صندوقوں میں محفوظ رکھا جاتا ہے۔ ضرورت اگر ہوگی تو اور صندوق منگائیں گے (روپیہ پیسہ) ہم کسی کو دیتے نہیں جو بچے گا ہمارے بال بچے کھائیں گے!"

ہزار آہنی سیف "ہم نے منشی عبدالقدیر سے کہہ دیا ہے کہ ہمارے پاس لوہے کے دو صندوق ہیں انھیں دیکھ لو اگر خدا تمہیں دے اور تمہارے پاس روپیہ ہو تو ایک نہیں ہزار صندوق منگالینا اور خوب روپیہ جمع کرنا کچھ نہیں ہوتا فقیری کا تعلق قلب کے ساتھ ہے بس) معاملہ اللہ کے ساتھ صاف رکھنا چاہیئے!"

Marfat.com

آسمان سے صندوق اترا

"ہم تمہیں ایک قصہ سناتے ہیں۔ جسے ہم نے کسی سے نہیں کہا ہے، ہمارے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے اس مکان کی چھت تک ایک زینہ ہے اور آسمان سے ایک لوہے کا صندوق کھڑ کھڑاتا ہوا (اس سیڑھی کی راہ) اُتر رہا ہے! اس خواب کو سُن کر ہم نے کہا کہ لوہے کا صندوق منگا لیا جائے اللہ کو یہی منظور ہے جس میں ہمارا مولا خوش اُس میں ہم بھی خوش ہیں جس میں وہ راضی اس میں ہم راضی!!"

گر طمع خواہد زمن سلطان دیں — خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

چوں مذلت خواہست گر عزت کنم — چوں گدائی خواست کے میری کنم

آوائل میں ہمارا یہ خیال رہا کہ ہم ایسے مکان میں سویا کریں جس مکان میں سونا اور چاندی نہ ہو۔ مگر اب کیا حال ہے؟ (یہ ہے کہ) اب تو لوہے کے صندوق ہیں جن میں روپے اور اشرفیاں رہا کرتی ہیں!

نبوت اور ولایت میں بادشاہی سے فرق نہیں آتا؟

فرمایا: "بعض انبیا علیہم السلام نے دنیاوی بادشاہتیں کی ہیں، کیا اس سے نبوت میں کوئی فرق آیا؟ (نہیں آیا) جب (دنیاوی بادشاہی سے) نبوت میں فرق نہیں آیا تو ولایت میں کیوں فرق آئے گا؟ (ہرگز نہیں آئے گا) ہمارے دادا حضرت (سیدنا و مولانا سید شاہ امداد علی قدس سرہ الصمد) تھے۔ پردادا حضرت تاجر تھے۔ اور لاکھوں کا کاروبار تھا (بس ہونا یہ چاہئے کہ) ظاہر میں علائق کاروبارِ دنیا کے ساتھ رہے مگر قلب کو مولیٰ کے دروازہ پر ہی رکھنا چاہیے۔ اور مردہ کے طور پر رہنا چاہیے کہ مردہ دریائے قضا و قدر کی) موجیں کھاتا اور بہتا ہوا آخر کسی کنارے پر جا ہی لگتا ہے!"

بخل معیوب ہے!

"ہم جو کہا کرتے ہیں کہ ہم بخیل ہیں اور دنیا داری کے طور پر رہا کرتے ہیں اس کا یہ مطلب ہے، کہ دنیا داری کے پردہ میں دینداری بہت بہتر، بہت اچھی لیکن دین داری کے پردہ میں دُنیا داری نہایت بد نہایت خراب ہے" ہم جب بیمار ہوتے ہیں تو دوا بھی کرتے ہیں اور زندگی دنیا داروں کی طرح بسر کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کے سمجھانے کے لئے (انتظام کے معنی میں) کہا کرتے ہیں کہ ہم بخیل ہیں، مگر (یاد رکھنا) **ہم بخل کو نہایت معیوب خیال کرتے ہیں!!** (بخل سے ہمارا منشا، صرف حسن انتظام اور عمدہ چال چلن ہے نہ کہ وہ بخل مراد ہے جسے دوسرے لفظوں میں کنجوسی کہتے ہیں)"

بخل و اسراف کی راہ درمیانی

(حق سبحانہ تعالیٰ نے بخل و اسراف کی درمیانی راہ پسند فرمائی ہے، قرآن مجید میں ہے وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ (گردن میں اپنے ہاتھوں کو نہ بالکل باندھ لے اور بالکل کھول ہی دے) یعنی خرچ کرنے میں اپنے ہاتھوں کو نہ تو بالکل تنگ کرے نہ بالکل فراخ، بلکہ اسراف اور بخل کا درمیانی راستہ اختیار کرے!"

ارشاد ہوا: "تم بھی ایسا ہی کرنا اور اپنے آپ کو لوگوں سے چھپانا اور اپنے کام میں رہنا۔ (یاد الٰہی میں مشغول رکھنا)

Marfat.com

حضرت مولانا روم کا ارشاد درویشی کے بارے میں: ایک موقع پر حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کی مثنوی شریف سے مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر سنانے کا فرمان ہوا۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ اس سلسلہ عالیہ میں فقر و درویشی وہی ہے کہ مسلک حضرات صحابہؓ کرام تھی، اور حضرات صحابہؓ کا مسلک کیا تھا؟ حضرت مولانا رومؒ نے اسی کی تشریح و تصریح یوں فرمائی ہے (حضرت مولاناؒ فرماتے ہیں) ؎

ایں جہاں زندان و ما زندانیاں	حفرہ کن زندان خود را وارہاں
چیست دُنیا؟ از خدا غافل بدن!	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مال را گر بہر دیں باشی حمول	نعم مالٌ صالحٌ خواندش رسولؐ
آب در کشتی ہلاک کشتی است	آب اندر زیر کشتی پشتی است
چونکہ مال و ملک را از دل براند	زاں سلیمانؑ خویش جز مسکیں نخواند
کوزۂ سربستہ اندر آب زفت	از دل پُر باد فوقِ آب رفت
بادِ درویشی کہ در باطن بود	بر سرِ آبِ جہاں ساکن بود
گرچہ جملہ ایں جہاں ملک وے است	لیک در چشم دل او بے شے است
پس دہان دل بہ بند و مُہر کن	پُر کنش از بادِ کبر من لدن
کسب کن جہدے نما سعیے بکن	تا بدانی سرِ علم من لدن

ایثار بے موقع: ارشاد فرمایا:۔ "حضرت شبلیؒ کی تعلیم ہو چکی تو اُن کے پیر و مرشد سید الطائفہ حضرت جنیدؒ بغدادی نے ان سے فرمایا کہ وعظ کہیں۔ حضرت شبلیؒ نے منبر پر بیٹھ کر وعظ شروع کیا۔ اثنائے وعظ میں ایک سائل آ گیا اور اُس نے پانچ درہم کا سوال کیا۔ حضرت شبلیؒ نے پانچ درہم اپنے پاس سے نکال کر سائل کے حوالے کئے۔ یہ ماجرا دیکھ کر حضرت جنید رحمۃ اللہ نے فرمایا۔ منبر پر سے اُتر آؤ۔ تم ابھی شیخ ہونے کے لائق نہیں ہو۔ کہ تمھارا انتظام درست نہیں۔ اس وقت کثیر مجمع معتقدین کا تھا، تمھارے ایک اشارہ پر اہل مجلس کے ایک ایک پیسہ دینے سے سائل کا مقصد پورا ہو جاتا۔ تم نے بے موقع ایثار کیا کہ پانچوں کے پانچوں درہم اپنی جیب سے نکال کر سائل کے حوالے کر دیئے۔ یہ ذاتی درہم تمھیں ایسے موقع پر خرچ کرنے تھے، جہاں دوسرے درہم فراہم نہ ہو سکتے!"

انتظام حضرت غوث اعظمؒ: فرمایا:۔ "ہر موقع اور محل کا خیال کر کے خرچ کرنا چاہیئے۔ سنو! حضرت غوث الثقلینؒ کی مجلس مبارک کا واقعہ ہے کہ آپ بر سر منبر کلام فرما رہے تھے، دفعۃً آپ نے سکوت اختیار فرمایا، اور یہ ارشاد ہوا اب دو سو درہم دو، ہم اس وقت وعظ کہیں گے!۔ آپ کے ایک خادم نے دو سو درہم اسی وقت خدمت اقدس میں پیش کر دیئے اور لوگوں نے ارادہ کیا کہ وہ بھی پیش کریں، لیکن آپ کے رعب و ہیبت کی وجہ سے پیش کرنے کی ہمت

Marfat.com

نہ کر سکے۔ جب یہ دو سَو درہم آ گئے تو آپؒ نے کلام شروع فرمایا، تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ مجلس اقدس کے کنارہ پر ایک شخص نظر آئے، آپؒ نے پکار کر اُن سے فرمایا، چلے آؤ! ہم نے تمھارے درہم تمھارے لئے حاصل کر لئے، ہمارے پاس رکھے ہیں آکر لے لو۔ لوگوں کو حقیقتِ حال کا کچھ علم نہ تھا، ان آنے والے شخص سے پوچھا کہ تمھارا کیا ماجرا ہے، اُنھوں نے کہا، میں قوال تھا، لوگ میری قوالی سُنا کرتے تھے اور میری گذر ہو جاتی تھی، مگر اب میں بوڑھا ہوا، دانت گر گئے، آواز نہ رہی، اب سماع کے لئے مجھے کوئی نہیں پوچھتا۔ میں نے خیال کیا کہ زندہ لوگ میرا سماع پسند نہیں کرتے اور مجھے نہیں بلاتے تو قبرستان میں جاکر مُردوں کو اپنی قوالی سناؤں، چنانچہ میں قبرستان میں گیا اور میں نے قوالی سُنائی، ایک آواز آئی کہ حضرت غوث الاعظم سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانیؓ کی مجلس میں جاؤ۔ اس سماع کا انعام تمھیں اُن کی بارگاہ سے ملیگا (نیز چنگ کا یہی قصہ مثنوی حضرت مولانا رومؒ میں ہے!)

شیخ العارفینؒ کا انتظام فرمایا:۔ ہمارے والد ماجد قدس سرہٗ نے ایسے انتظام کے ساتھ زندگی بسر کی کہ نہ تو ہماری والدہ ماجدہ کے، نہ بیٹوں کے، نہ کسی کے زیر بار احسان ہوئے بلکہ اپنے گھر میں یعنی ہماری والدۂ ماجدہ کو اپنی وفات سے پیشتر آپ نے ایک ہزار روپے اس غرض سے دیدیے کہ ہماری والدہ ماجدہ لڑکوں کے زیر بار احسان نہ ہوں لیکن اپنے انتقال سے قبل پانسو روپے علحدہ رکھوا دیے اور فرمایا ان پانسو روپوں میں سے چار سو روپے ہمارے (تجہیز و تکفین و خیرات و فاتحہ) کے لئے خرچ کئے جائیں اور سَو روپے کے پیسے غربا اور مساکین میں خاص طور پر ہماری وفات کے دن تقسیم کئے جائیں"

حضرت شیخ العالمؒ کا نظم دُنیاوی فرمایا:۔ "ہمارے دادا پیر (حضرت سیدنا سید شاہ امداد علی قدس سرہٗ) کے ایک صاحبزادہ (نواب سرامیر حسن خاں صاحب) پندرہ سو روپے ماہوار کے ملازم تھے اور دوسرے صاحبزادے سات سو روپے ماہوار کے مگر آپ نے کسی صاحبزادہ کی خدمت اپنے لئے گوارا نہ فرمائی، اور ایسے انتظام کے ساتھ زندگی گذاری کہ اپنے تمام کام (وفات شریف تک) خود ہی کئے، دُعا کرنا کہ اللہ ہمیں بھی یہی نصیب کرے کہ اپنے بزرگوں کی روش رفتار پر چلیں)

ہمارے حضرت کا آخری انتظام فرمایا:۔ ہم نے سات سو روپے اپنے بھانجے طلیع العالم میاں کے پاس جمع کر دیے ہیں اور کہدیا ہے کہ یہ روپیہ ہماری تجہیز و تکفین، اور اخراجات خیر اور دعوت و فاتحہ میں صرف کیا جائے"

اچھی دُنیاداری ڈپٹی فیض اللہ خاں دو تین بار یہاں آئے۔ اور جب ہم سے ملے تو اُنھوں نے ہمیں سمجھ لیا اور اپنے لڑکوں سے کہا کہ تمھارے پیر و مرشد سے بڑھکر اچھی دُنیاداری بھی کوئی نہیں جانتا۔ جیسا وہ حکم دیں تم ویسا ہی کرنا"

ایک شخص نے ہمارے بارہ میں (یہاں کے انتظامات کو دیکھکر) کہا کہ آپ تو انتظامات کے کلکٹر ہیں!!

ہر مرض کی دوا فرمایا:۔ "(ہمارے مریدوں میں) جو ہمارے اسلاف کے طرز پر ہوگا اور انھیں کی روش پر چلیگا ہر مرض دینی و دنیاوی کی دوا ہو جائے گا"

کار آخرت کب درست ہوگا؟ "جس شخص سے امور دنیاوی میں انتظام نہیں ہو سکتا بھلا وہ امورِ آخرت کا کیونکر انتظام کر سکتا

ہے؟ جب تم لوگوں کا دنیا دی کاموں میں (اور عالم ظاہر میں) مراقبہ نہیں جمتا (یعنی انتظام دنیوی درست نہیں ہوتا) تو بھلا اس عالم (باطن) کا مراقبہ تم لوگوں سے کیا ہوگا؟" ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی + کہ با آسماں نیز پرداختی

افلاس کا مداوا "طریقت کے ایک واقف کار شخص نے (ہمارے معاملات اور رفتار و گفتار کو دیکھ کر) یہ کہا کہ جو کوئی آپ کے طرز کو اختیار کرے گا مفلس (و نادار) نہیں رہے گا (ہمارے بزرگوں کے طرز و روش کو اختیار کرنے میں نفع کے علاوہ یہ بھی ایک بہت بڑا فائدہ ہے کہ انشاء اللہ دُنیا کی ناداری و محتاجی پاس نہ آئے گی!)

معمولات مشائخ اختیار کرنے کی خیر و برکت "(یادگار جہانگیری میں) ہم نے اپنے مشائخ کے معمولات لکھ دیے ہیں انہیں دیکھ کر بھی ایک شخص نے یہی کہا کہ ان معمولات پر جو عمل کرے گا مفلس نہ رہے گا، اس کے بعد آپ نے پوچھا کہ مفلسی سے لوگ ڈرتے ہیں یا نہیں؟ عرض کی گئی بہت ڈرتے ہیں! فرمایا اچھا تو کیا یہ کم بات ہے؟" (کہ جو ہمارے حضرات مشائخ کے معمولات کی پابندی کرے گا وہ فوائد باطنی اور منافع اُخروی کے علاوہ یہ فوائد ظاہری حاصل کرے گا کہ افلاس و محتاجی و ناداری سے دُنیا میں محفوظ رہے گا)"

امور شادی میں آپ کا انتظام اور نصیحت حضرت قبلہ کی ایک صاحبزادی صاحبہ محترمہ کی شادی ہوئی تو دیکھا گیا، کہ تمام مصارف میں اعتدال اور اقتصاد کا اہتمام فرمایا گیا، سب کاموں کی تقسیم و تنظیم کر دی گئی اور جو شخص کہ جس کام کا اہل تھا وہی کام اُسے سپرد کیا گیا، کوئی شور و غل نہ تھا اور منتظمین میں نہ کوئی گھبراہٹ اور دوڑ دھوپ تھی جس طرح کہ ایک مشینری حرکت کرتی ہے اسی طرح تمام کام نہایت خاموشی اور سہولت و آسانی سے انجام پاتے رہے، طرفین کے کئی سو مہمان موجود تھے اور سب کے قیام و طعام اور خاطر داری کا کام تھا، تاہم کسی غیر شخص کو محسوس نہ ہوتا کہ یہاں شادی کی ایسی بڑی تقریب ہے کہ جس میں اس نواح کے قریب قریب تمام معززین اور شرفا اور صدہا مہمان موجود ہیں، حضرت قبلہ سب کاموں کے نگراں مگر سب سے علیحدہ، گویا باہمہ اور بے ہمہ، یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ شادی بھی ایک قسم کا روزمرہ ہے کوئی غیر معمولی چیز نہیں ہے، یہ تقریب مع رسوم جیسا کہ دستور شرفا چلا آتا ہے اس کے موافق کی گئی نہایت سادگی کے ساتھ، اور شرعی طریقہ سے، کوئی باجا گاجا نہ تھا اور نہ کوئی بات شرع شریف کے خلاف تھی، نکاح مابین عصر و مغرب، آپ نے خود پڑھایا، شب بھر تمام برات مہمان رہی، دوسرے دن رخصتی ہوئی، فرمایا "ہم نے لڑکی کا انتظام مختصر طور پر کر دیا ہے چادر دیکھ کر پاؤں پھیلانا یہ ہمارا دستور ہے، بڑی لڑکی کی ننھیال (موضع ملک سوانگ) میں سے ہم نے کسی کو بھی مدعو نہیں کیا، کالی پور (یہاں اکثر لوگ آپ کے رشتہ دار اور مرید ہیں) والوں سے کہہ دیا ہے کہ تم لوگ اکثر قرضدار ہو یہاں آکر بہت تباہی (اظہار تونگری و نمائش) نہ کرنا (تم لوگوں سے) نیوتہ ہم نہیں لیں گے (کیونکہ تم قرضدار ہو) ہم اگرچہ غریب ہیں مگر قرضدار نہیں ہیں، اس لئے ہم تم لوگوں سے زیادہ فارغ البال ہیں!"

Marfat.com

[تجر]بات سے عبرت و [ن]صیحت اخذ فرماتے

حضرت قبلہؒ کی سالہا سال سے عادت شریف کسی کتاب یا اخبار کو دیکھنے کی نہ تھی۔ اتفاقاً کسی چیز کو ملاحظہ فرماتے تو اُس سے عبرت و نصیحت اخذ فرماتے اور عامۃ المسلمین کی ہدایت و نفع رسانی فرماتے ایک بار ۱۹۱۷ء کی ایک جنتری آپ کے سامنے تھی، اُس کے اوراق اُلٹ پلٹ کئے اور سرسری طور پر جا بجا دیکھکر سودمند نصیحتوں کا ایک دروازہ کھول دیا، فرمایا "اس جنتری میں یاد رکھنے کے قابل باتیں ہیں، اس میں لکھا ہے کہ پیسے پیسے پر نظر رکھنے سے روپیہ بچتا ہے! یہ بات ہمیں پسند آئی بہت ٹھیک لکھا ہے جس نے ایک پیسہ کی پروا نہ کی وہ روپے کو بھی کھو بیٹھے گا (پیسے کو نہ بچانا گویا روپے کو کھونا ہے) بابا! ہم تو ایک ایک پیسہ پر نظر رکھتے ہیں!"

راہ اعتدال

"اس میں یہ بھی خوب لکھا ہے کہ رنج و راحت میں اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔ یعنی ذوق و شوق میں (نمود و ناموری کی خاطر) اپنی حیثیت سے بڑھ کر خرچ نہ کرے، مثلاً شادی میں ایک شخص کی حیثیت ایک ہزار روپیہ خرچ کرنے کی ہے، اگر وہ شوق میں آکر ایک لاکھ روپیہ صرف کر دے تو اس کا یہ نتیجہ ہو گا کہ وہ تباہ ہو جائے گا۔ ضلع چاٹگام میں ایک شخص تھے جن کی حیثیت دس ہزار روپے خرچ کرنے کی تھی لیکن اپنی لڑکی کی شادی میں قرض لیکر اُنھوں نے ایک لاکھ روپیہ خرچ کر دیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اُن کی تمام جائداد نیست و نابود ہو گئی، اُنھوں نے حیدر علی خاں (رئیس ضلع میمن سنگھ) سے قرض حسنہ مانگا، اُنھوں نے انکار کر دیا۔ اور کہا ہم ایسے بے خیال آدمی کو قرض نہیں دینگے جس کی حیثیت تو دس ہزار روپے کی تھی مگر بے خیالی اور ناعاقبت اندیشی سے ایک لاکھ روپیہ خرچ کر ڈالا جو آدمی ایسا بے خیال (اور غیر منتظم ہو) وہ قرض کیونکر ادا کر سکے گا۔"

امور تعمیر میں آپ کا انتظام و نصیحت

فرمایا: "اس خانقاہ کی تعمیر اسی سال میں ہوئی ہے، ہم عرصہ سے اس تعمیر کے خیال میں تھے، اور ہم نے آہستہ آہستہ انتظام شروع کیا۔ جب سب چیزیں مہیا ہو گئیں اس وقت ہم نے تعمیر کا کام شروع کرایا۔ یہ خانقاہ خدا نے اپنی رحمت سے بنوا دی ہے ورنہ ہم کیا بنواتے (اس کام کے سرانجام ہو جانے کی ہمیں نہایت خوشی ہوئی جس طرح کوئی شخص کم حوصلہ و ہمت دو منزلہ مکان بنوا کر خوش اور مسرور ہوتا ہے اسی طرح ہم اسے بنوا کر خوش ہوئے! ہم (دوران تعمیر میں) معماروں سے کہا کرتے تھے، دیکھنا ہم غریب اور مسکین آدمی ہیں کام اچھا کرنا اور مال مصالحہ کم خرچ کرنا، ہم مختصر اور مضبوط کام پسند کرتے ہیں۔ ہم نے (ساری زندگانی میں) بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ ہم ہر شے کی قدر جانتے ہیں، ہم پرانے طرز کے آدمی ہیں، اس عمارت کا نقشہ، ہم نے خود اپنے ہاتھ سے بنایا تھا ہم غریب آدمی ہیں کاریگر شہر سے تو ہم بلا نہیں سکتے تھے (کہ صرفہ زیادہ ہوتا) یہیں گاؤں کے آدمیوں سے یہ مکان اسطرح بنوا لیا کہ ہم اپنے ہاتھ سے نقشہ اور کینڈا بنا بنا کر بتا اور سمجھا دیا کرتے تھے، (پھر یہ لوگ اسی طرح ہمارے روبرو کام کو تیار کر دیتے تھے) ہم نے ڈپٹی صاحب سے کہا کہ آپ کو بہت نقشوں سے کام پڑا ہے۔ بھلا بتائیے تو کہ اس مکان کی تعمیر کیسی ہے؟ اُنھوں نے کہا آپ نے تو انجنیری ختم کر دی! ہمارے ایک مرید ہیں جو نقشہ کا کام جانتے ہیں! اُنھوں نے دیکھکر اس عمارت

Marfat.com

کی مضبوطی اور پائداری کا تو کچھ ذکر نہیں کیا، مگر الماریاں اور طاق (غور سے) دیکھے اور کہا، یہ سب انجنیری کے اصول اور قاعدے سے تیار ہوئے ہیں!" آپ لوگ کہتے ہونگے کہ یہ دیہاتی اور گنوار ہیں، مگر ہم تو اپنی اسی پرانی طرز اور اسی نقشہ کو پسند کرتے ہیں. جو طرز جس کو بھلا معلوم ہوتا ہے اُس کے لئے بہتر اور پسندیدہ (اور باعث خیر) بس وہی طرز ہوا کرتا ہے!"

فن ریاضی کا ذوق "ہر شخص کو ہر بات کا ذوق نہیں ہوتا. ذوق کھانے اور پہننے میں مختلف ہوتے ہیں اور علوم میں بھی مختلف ہوتے ہیں، تحصیل علم میں مجھے ریاضی کا زیادہ ذوق رہا. جو مسجد و خانقاہ کی تعمیر میں مددگار ہوا۔"

انتظام تعمیر مسجد شریف "یہ مسجد بھی ہماری انجنیری ہے، اس نقشہ کی مسجد ہم نے پیشتر کہیں بھی نہیں دیکھی (حالانکہ سیر و سیاحت بہت کی ہے) مساجد میں دستور یہ ہے کہ ہوا کے لئے شمال و جنوب کی سمت میں طاقچے اور روشندان رکھے جاتے ہیں مگر ہم نے ایسا نہیں کیا اور اس مسجد کی شمالی اور جنوبی دیواروں میں ہوا کے لئے جالی نما روشن دان ہم نے رکھے ہیں. اور غربی دیوار میں تین بڑے روشندان بنوائے ہیں (دیوار شرقی میں مسجد کا دروازہ ہے) یہ بڑے بڑے تین روشندان کیوں ہیں؟ یہ اس غرض سے ہیں کہ خطبہ پڑھنے میں آسانی ہو، کیونکہ اب ہم بوڑھے ہوئے! شمالی اور جنوبی دیواروں کے روشندان اس لئے ہیں کہ نماز پڑھ کر لوگ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھیں تو آرام پائیں. اکثر نمازی ادائے نماز کے بعد دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے ہیں، دوسری مسجدوں کی ان دیواروں میں عموماً طاق ہوا کرتے ہیں جن سے ٹیک لگا کر بیٹھنے میں مصلیوں کو ایسا آرام نہیں ملتا (یہ تو ظاہری تشریح نقشۂ مسجد شریف تھی، جو عامۃً فرمادی گئی. مگر ایک بار ایک صاحب کے لیے جو فرزانۂ روزگار اور عقلائے زمانہ سے تھے ارشاد ہوا تھا اُن سے کہا جائے کہ اس نقشہ پر غور کریں) فرمایا۔ "اب اسی نقشہ کی مسجد زبیدہ کے باپ نے اپنے یہاں بنوالی ہے. اُنھوں نے کہا کہ یہ نقشہ اچھا معلوم ہوا ہم بھی اس نقشہ کی مسجد بنوائیں گے (اپنی مسجد شریف میں ہم نے کسی جگہ استرکاری کرادی ہے اور کسی جگہ نہیں کرائی ہے، استرکاری ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے غریب کے کپڑے پر پیوند. اس وقت سامان تھوڑا ہی تھا، ہم نے کہا کہ جسقدر سامان موجود ہے بس اسی قدر استرکاری کرادی جائے تکلف و تکلیف کی ضرورت نہیں ہے. سمجھے؟ جو سامان میسر ہوا. کام اُسی قدر کردیا باقی کے لئے تکلیف کرنی (تردد و پریشانی میں اپنے آپ کو ڈالنا) اس کی ضرورت نہیں ہے (آپ نے تین مسجدیں تعمیر فرمائیں)

سفر کے اخراجات میں انتظام و نصیحت ارشاد ہوا۔ "جب ہم نے منشی عبدالقدیر کو رخصت کیا تو انھیں جن جن مقامات پر دہلی پہنچنے تک اُترنا تھا اُن مقامات کی ایک فہرست لکھا دی تھی اور غالباً پچیس روپے تھے جو سفر خرچ کے لئے تخمینہ ہم نے انکو دیدیے تھے. ڈپٹی مستفیض الرحمن ان کے ساتھ شہر تک گئے تھے. مقبول بھی ساتھ تھے، منشی عبدالقدیر نے مقبول کو وہ فہرست دکھائی کہ مجھے ان تمام مقامات پر ٹھہرنا ہے! ڈپٹی مستفیض الرحمن نے مقبول سے کہا کہ انھیں پچیس روپے دیے گئے ہیں اور ان کو اتنے مقامات پر ٹھہرنا ہے میرا خیال ہے کہ یہ روپیہ اس کیلئے کافی نہ ہوگا خرچ ختم ہوجائیگا ابھی تھوڑا عرصہ ہوا

Marfat.com

اُن مقامات کا خود میں نے سفر کیا ہے (اور کیا خرچ ہوگا؟ اس کا مجھے اندازہ ہے) اس وقت میرے پاس بھی روپیہ نہیں
ہے ورنہ میں ان کو دیدیتا! مقبول جب شہر سے واپس آئے تو اُنھوں نے ہم سے تذکرہ کیا کہ مستفیض میاں الیاک کہتے تھے
ہم زیادہ بات نہیں کرتے ہیں اس لئے خاموش ہوگئے، مگر ہم نے اپنے دل میں کہا کہ عبدالقدیر نے یہ سفر اگر ہمارے طور پر
کیا جس طور پر کہ ہمارا خیال ہے کہ وہ سفر کریں گے تو روپیہ کم نہیں پڑے گا۔ بلکہ اُن کے گھر پہنچتے پہنچتے اُن کے پاس کچھ پیسے
بچ رہیں گے۔ ہم نے اُنھیں حساب کرکے دیا ہے۔ اتنا روپیہ عبدالقدیر کے لئے تو کافی ہے البتہ مستفیض میاں کیلئے
کم ہے۔ مقبول سے ہم نے اور کچھ نہ کہا خاموش رہے۔ جب عبدالقدیر یہاں دوبارہ آئے تو ہم نے ان سے پوچھا کہ روپیہ
کم تو نہیں ہوا تھا، اُنھوں نے جواب دیا کہ روپیہ کم نہیں ہوا تھا، جب گھر پہنچا تو دیکھا کہ بٹوے میں کچھ پیسے بچے ہوئے موجود تھے۔

بے انتظام سفر کرنے کی ممانعت | دربار شریف سے رخصت کے وقت مظاہر الاسلام کو روپیہ کی ضرورت تھی ارشاد ہوا "فکر و
تردد نہ کرو ہم انتظام کردیں گے۔ ہم بخیل نہ ہوتے اور روپیہ جمع نہ کرتے تو آج تمھیں کہاں سے روپیہ ملتا؟ جو شخص کہ
رفتار و گفتار میں ہوشمندی سے کام نہیں کرتا اُسے تکلیف ہوا کرتی ہے، آپ لوگ کاروبار دنیوی میں بالکل ہوشمند
نہیں ہیں۔ جب کہ روپے کا انتظام نہ تھا تو آپ کیوں روانہ ہوئے تھے (سفر ہمیشہ انتظام کے ساتھ کرنا چاہیئے؟

دُنیا کا کام دُنیاوی طریقہ سے | (مظاہر الاسلام کو روپیہ حوالہ کرتے ہوئے فرمایا) "ان نوٹوں کو سنبھال لیجیئے اور گن لیجئے
اور (امانت کی ایک طلائی گھڑی دے کر فرمایا) یہ گھڑی بھی لیجیئے۔ لکھنؤ اُتر کر حافظ احمد علی کے حوالہ کردیجئے
(کہ تمھارے ساتھ چل کر جس کی یہ چیز ہے اُسے پہنچادیں) اس گھڑی کا قصہ یہ ہے کہ یہ ایک قیمتی طلائی گھڑی
تخمیناً پانچسو روپے کی تھی جسے اہلیہ بھائی نبی رضا خاں صاحب مرحوم نے (ایک برادر طریقت) مولوی
اسد علی صاحب کو فروخت کرنے کی غرض سے دیا تھا، وہ اس گھڑی کو کلکتہ لے گئے کہ کسی رئیس کے ہاتھ فروخت
ہوجائے گی، مگر فروخت نہ ہوئی۔ کلکتہ سے وہ اپنے مکان چاٹگام آگئے چند روز بیمار رہے اور انتقال کرگئے۔ ان
کے اقربا نے یہ گھڑی ہمارے حضرتؒ کی خدمت میں پیش کردی اور اس کا جو واقعہ تھا عرض کردیا، آپؒ نے اس امانت
کی حفاظت فرمائی، اور اب اس کی واپسی کا کام مظاہر الاسلام کو سپرد فرمایا تو یہ ارشاد بھی فرمایا کہ "اس گھڑی
کو یہاں کسی نے نہیں خریدا اب آپ اسے لکھنؤ پہنچادیجیئے اور سپرد کرتے ہوئے بھی دنیا داری برتیئے۔ کہ ہر ایک معاملہ
بالکل صاف ہونا چاہیئے۔ پہلے کسی سے شناخت اہلیہ نبی رضا خاں مرحوم کی کرائی جائے کہ یہ آوازآیا اُنھیں کی
ہے یا نہیں؟ گھڑی کو سپرد کرکے رسید پر اُن کے انگوٹھے کا نشان کرالیا جائے۔ اور بعض معتبر لوگوں کی گواہی بھی
کرالی جائے (کہ اُن کے سامنے امانت سپرد کی گئی) اور پھر یہ رسید ہمارے پاس بھیج دی جائے۔ ہم امانت اور قرض
سے بہت گھبراتے ہیں، اسد علی نے بہت بُرا کیا تھا۔ جو گھڑی کو یہاں اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ صاحب! یہ
بدنامی کی بات ہے بنارس میں حافظ مقبول احمد وغیرہ سے اور دہلی میں سکندر شاہ سے جو اس وقت بال

Marfat.com

طلب پڑھتے ہیں) اطلاع کر دیا کہ ہم نے اس طرح سے نبی رضا خاں کی گھڑی بھیجدی ہے، اس گھڑی کو خوب حفاظت سے رکھ لیجئے گا۔ اب ہم ذمہ دار نہیں، اب آپ لوگ ذمہ دار ہیں (گھڑی کو دیکھ کر فرمایا) بہت اچھی گھڑی ہے!" مظاہر الاسلام خدمت اقدس سے رخصت ہو کر لکھنؤ اُترے اور حسب فرمان گھڑی پہنچا دی اور رسید لیکر پیش کر دی۔

تلاوت کلام پاک کرائی جائے

ایک دن یہ خادم خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ ایک بوڑھے میاں جی صاحب (جو ہفتہ میں دو بار حاضر ہوتے اور خانقاہ شریف میں تلاوت قرآن مجید کرتے تھے اور سالہا سال سے اس خدمت پر مامور تھے) آئے اور عرض کیا کہ آج سال پورا ہوا اور ختم قرآن ہوا، کچھ فاتحہ کرا دیجائے! آپؒ نے خادم کو اسی وقت حکم فرمایا کہ فاتحہ کے لئے مٹھائی، گنّے، اور ناریل اور جو مانگیں سب چیزیں میاں جی کے حوالہ کر دی جائیں! اور اور اس حکم کی تعمیل کی گئی۔

ارشاد ہوا: "ان میاں جی کو ہمارے حضرت والد قدس سرہ ان کے مکان جا کر بلا لائے تھے کہ ہمارے یہاں آپ قرآن شریف پڑھا کریں، ہمارے دیس میں اور بعض جگہ اور بھی ایسا دستور ہے کہ نیک بخت اور پابند صوم وصلوٰۃ لوگوں کو، اس طرح قرآن مجید کی تلاوت کے لئے مقرر کر دیتے ہیں (جس طرح کہ یہ میاں جی یہاں مقرر کئے گئے) سالانہ چار روپے یہ میاں جی یہاں سے پاتے ہیں۔ دو روپے ہمارے گھر سے اور دو روپے بھائی صاحب کے گھر سے۔ جب اللہ توفیق دے تو روزانہ خود تلاوت پاک کرتے رہنے کے علاوہ جیسے کہ ہم کرتے ہیں) تم بھی اپنے گھر میں قرآن مجید پڑھوانا۔ اور کسی میاں جی کو مقرر کر دینا اور کہنا کہ آپ ہمارے گھر میں قرآن مجید پڑھیں گے تو اس سے ہمیں خیر و برکت نصیب ہوگی اور ہم آپ کی خدمت کریں گے (تو ہمیں اس کا ثواب ہوگا)" فرمایا: "ان بوڑھے میاں جی کو ایک روز ہمارے گھر (اندرون حویلی شریف) میں طلب کیا گیا کہ آکر دم کر دیجئے۔ انھوں نے جا کر (اور قرآن پڑھکر) ہم کو پھونک دیا۔ خود ہم بھی کبھی کبھی صحت بدن کی دُعا ان سے کراتے ہیں (کہ بوسیلہ کلام پاک ہماری تندرستی کی دُعا کریں) یہ گویا ہمارے یہاں (ہنس کر فرمایا) پنڈت ہیں!"

اپنی فقیری پر نازاں نہ ہونا

"تمھارے گھر کے لوگ بھی اگر کسی سے دُعا، تعویذ، اور جھاڑ پھونک (بطریق مسنون) کرانا چاہیں تو اس سے انکار نہ کرنا اور اس کی ممانعت نہ کرنا اور اپنی فقیری پر غرّہ نہ کرنا) کیا سب ہی باتیں ہم تھوڑی جانتے ہیں۔ ان میاں جی کا خاندان اگرچہ ہمارے حضرت قدس سرہ کا مُرید ہے، خود بخود ہمیں کوئی تعویذ اگر کبھی یہ میاں جی دیتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ لاہیے، اور لے لیتے ہیں۔ ہمارے یہاں (ادعیہ ماثورہ کو پڑھ کر) نظر بد اُتارنے والی عورتیں اگر کبھی آجاتی ہیں۔ تو وہ گھر میں سے چاول اور غلہ اور بہت سی چیزیں (بطور خیرات) لے جاتی ہیں اور ہم ممانعت نہیں کرتے"

ملا نظام الدینؒ اور رسم شادی

ارشاد فرمایا: "ملا نظام الدینؒ فرنگی محلی (لکھنوی)، ایک روز مجلس میں طلبا کو درس دے رہے تھے اور اس روز اُن کے گھر میں کوئی تقریب تھی۔ گھر میں سے ایک لونڈی آئی اور کہا، چلئے موسل میں تاگا باندھ آئیے

Marfat.com

حضرت مولانا شادی کی اس رسم کو ادا کرنے کے لئے فوراً گھر میں چلے گئے۔ اس پر طلباء میں ایک ہلچل برپا ہو گئی (کہ ایسے بڑے مقتدائے دین ہیں اور شادی کی ایسی ایسی رسمیں کرتے ہیں) جب آپ حلقۂ تلامذہ میں واپس آئے تو طلباء نے اعتراض اور شبہ ظاہر کیا۔ اس پر حضرت مولانا نے فرمایا۔ "تم لوگ زیادہ سے زیادہ یہ ہی کہوگے کہ یہ رسم بدعت ہے۔ لیکن ایسی بدعت اچھی ہے جو کفر سے بچائے۔ آج اگر میں اس رسم کو ادا نہ کرتا اور گھر میں قضا و قدر سے کل کوئی موت واقع ہو جاتی تو گھر کے لوگ کہتے۔ لیجئے مولوی صاحب نے رسم ادا نہیں کی تھی اس سے موت واقع ہو گئی اور ان کے ایسا خیال کرنے سے اندیشہ کفر میں پڑ جانے کا تھا! (فرنگی محل لکھنؤ کا یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت قبلہؒ نے فرمایا) "جو امر (رسوم دنیاوی میں سے) حرام ہو اُسے ہم ہرگز نہیں کرنے دیتے۔ اور جو امر کہ مباح ہے اور رسم ہے اُسے ہم کرنے دیتے ہیں۔ (مباح کو حرام یا ناجائز نہیں قرار دیتے)

ہر ملکے و ہر رسمے فرمایا: "اس ملک میں جو رسمیں ہیں اُن کو اپنے یہاں جاری کرانے کی ضرورت نہیں ہے، جو رسم کہ جس ملک میں ہو وہ اسی ملک کے لئے ہے، عرب کی رسم اہل عرب کے لیے (اور ہند کی رسم اہل ہند کیلئے) اور شادی بیاہ کے موقع کی وہ رسمیں جو (اسراف اور) حرام نہ ہوں ان کے کرنے میں کیا مضائقہ؟ (اسلام میں سختی اور تنگی نہیں ہے کہ لوگوں کو جائز اور بے ضرر مسرتوں کی بھی اجازت نہ ہو)

بعض مولوی صاحبان کی غلط فہمی ارشاد فرمایا۔ "مباح قسم کی رسم و رسوم جو ہم کر لیتے ہیں۔ (اور لوگوں پر اُن کی جائز اور بے ضرر خوشی کا دائرہ تنگ نہیں کرتے) تو اس سے یہاں کے (بعض متقشف اور ظاہر بیں) مولوی صاحبان نے یہ سمجھا کہ ہم سب رسمیں کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے، اور شادی کے موقع پر ڈھول اور تاشہ اور لڑکوں کا عورتوں کے لباس پہن کر راستہ میں ناچنا وغیرہ ان رسموں کو ہم نہیں کرنے دیتے۔ اور نہ ایسی رسمیں پسند کرتے ہیں (کہ جن سے کوئی حرمت و قباحت شرعی لازم آئے ہم صرف مباح رسموں کو منع نہیں کرتے)

شادی میں باجہ نہ ہو ہمارے بھانجے طیع العالم نے خواہش کی کہ اپنی ممانی کو بھی اپنی سسرال لے جائیں۔ ہم نے اس شرط کے ساتھ اجازت دیدی کہ راستے میں باجہ وغیرہ نہ بجے (اور رواج ملکی میں سے نہ کوئی حرام رسم کیجائے) ورنہ شریعت کی اہانت ہوگی (جسے ہم برداشت نہیں کر سکتے) اور تمھارے جس کام سے شریعت کی اہانت ہوگی تو ہماری نسبت لوگ خیال کریں گے کہ معلوم ہوتا ہے یہ اُس کام کے مجوز (جائز کرنے والے) ہیں۔ معاذ اللہ، پس اُنھوں نے ہماری نصیحت پر عمل کیا اور باجا وغیرہ ساتھ نہ رکھا۔ اور نہ کوئی ایسی رسم کی جس سے شرع شریف کی اہانت ہوتی!"

مباح رسمیں ممنوع نہیں ہیں جناب مولوی مستفیض الرحمٰن خاں صاحب سے آپ کی صاحبزادی صاحبہ کی شادی ہوئی تو اس دیس کی رسم کے مطابق عزیز و اقربا نے انھیں پالکی سے اُتار کر گود میں اُٹھا کر لانے کی خواہش کی جس سے اُنھوں نے

Marfat.com

انکار کیا، اور کہا، یہ میرے حضرت پیر و مرشد کا آستانہ پاک ہے (یہ مقام سر کے بل چلنے کا ہے) اس کی حضرت قبلہؒ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا "مستفیض میاں سے کہہ دیا جائے کہ جس رسم میں کوئی قباحت شرعی نہ ہو اور وہ مباحات سے ہو اُس سے ہمیں انکار نہیں ہے، اگر ان کے والدین اور عزیز و اقربا کی یہی خوشی ہے (کہ پالکی سے گود میں اٹھا کر لائیں) تو اس خوشی کو پورا کر دیں۔ ادب و احترام شیخ کا تعلق قلب کے ساتھ ہے۔ اس رسم سے اس میں فرق نہیں آئے گا! (پھر) فرمایا) "ہم ملک کی وہ رسوم جو مباحات سے ہوں اسے منع نہیں کرتے۔ البتہ ملک کی رسم اُسی ملک کے ساتھ ہے یہاں کی رسوم کی تقلید وہاں نہ کیجائے جہاں ان رسموں کا رواج نہ ہو" (یورپ میں خدا نے اسلام کو پھیلا دیا تو اس وقت معلوم ہوگا کہ ہمارے دین کی اس آسانی اور شائستگی نے راہ اشاعت اسلام کتنی آسان کی)

دین کی رازداری

پیران طریقت کی رازداری ارشاد ہوا "بزرگان طریقت اور پیران عظام کی عظمت و شان اگر کسی طور پر معلوم ہو جائے تو (رازداری کی جائے) پردہ دری ہرگز نہ کی جائے (بزرگان دین کی) جو پردہ دری کرے گا علم غیبی سے محروم ہوگا (حضرات اولیاء اللہ کی دروں پردہ) باتیں، بازار میں بیچنے کی باتیں نہیں ہیں۔ پس کسی بزرگ کی اگر کوئی بات (رحمت خداوندی سے کسی کو) معلوم ہو جائے تو اُسے بس اپنے ہی تک رکھنا چاہیے، عوام سے نہ کہنا چاہیے!"

حضرت خواجہ اجمیریؒ کے رازدار ہمارے دادا میں خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ (کے بعض خاص نسبتوں کا اور آپؓ کی) بعض خاص باتوں کا علم حق سبحانہ تعالےٰ نے ہمیں دیا وہ باتیں کسی کتاب میں نہیں ہیں (ہم نے اس راز کو راز ہی میں رکھا ہے) بعضے اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ ان کے اور اللہ کے مابین کچھ رمز ہیں جنہیں ہر شخص نہیں جانتا، حضرت خواجہ بزرگؒ کا بھی ایک خاص رمز ہے اور اللہ کے اور آپ کے درمیان ایک خاص معاملہ ہے (جس کا حق سبحانہ تعالےٰ نے ہمیں علم دیا) جب صاحب میاں کے والد حضرت اجمیر (بارگاہ اجمیر کے لئے) جانے کو تھے تو ہم نے اُن سے صرف اتنا کہا حضرت خواجہ بزرگؒ بہت بڑے بزرگ ہیں (آگے تم لوگ کیا سمجھو گے۔ بس) جاؤ اور زیارت کر آؤ! اُن کا ایک رمز ہے جو اُن کے اور خدا کے درمیان ہے، (کسی کو اس کا علم نہیں ہے) ہمیں (رحمت خداوندی سے) معلوم ہے لیکن ہم اس کو کسی سے بھی نہ کہیں گے!"

سیدنا میر ابو العلاؒ فرمایا "(اسی طرح ایک خاص معاملہ سیدنا حضرت میر ابو العُلا کا ہے جو ہمیں معلوم ہوا) حضرت سیدنا میر ابو العلا (رضی اللہ عنہ) کے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک

Marfat.com

خاص عنایت ہے!"

مخدوم الملک قطب وقت تھے فرمایا: "مخدوم الملک سیدنا حضرت احمد عبدالحق (رضی اللہ عنہ) اپنے وقت کے قطب تھے اس کا علم حق سبحانہ تعالےٰ نے ہمیں نصیب فرمایا۔ لوگوں نے سمجھا نہیں ہے (کہ حضرت علیہ کی کیا شان ہے؟) ہم نے نبی رضا خاں سے کہا کہ اودھ کے لوگ حضرت مخدوم الملکؒ کی خدمت میں حاضری دیا کریں۔ (جو ان کے لئے آسان ہے) ہم اس سے خوش ہوں گے، اور ہمارے جو مرید یہاں نہ آسکیں. وہ (رُدولی شریف بارہ بنکی) حضرت مخدوم الملکؒ کی درگاہ میں حاضر ہو جایا کریں (حضرت قبلہؒ جس ذوق و محبت کے ساتھ اور حضرات پیران عظام کا عرس فرمایا کرتے تھے اسی ذوق و محبت اور خصوصیت کے ساتھ آپ ہر سال مخدوم الملکؒ کا عرس فرمایا کرتے تھے، اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرتِ مخدومؒ میں اور ہمارے حضرتؒ میں کوئی خاص روحانی علاقہ ہے!)

راز کی حفاظت کرو! اس کے بعد آپ نے نہایت تاکید فرمائی کہ "(اسرار سربستہ الٰہیۃ سے) اگر کوئی بات اللہ جل شانہ معلوم کرا دے تو اُس (راز) کی کما حقہ (رازداری اور) حفاظت کیجائے!"

فرمایا: "ایک بار شاد اصغر علی (مجذوب) ہمارے پاس آئے اور فرمایا ہمیں آپ کے والد (سیدنا حضرت شیخ العارفین) نے کہا ہے کہ غیب کی باتیں نہ کہا کرو۔ (امانت و رازداری کیا کرو) بس اب ہم کچھ نہیں کہتے (اور افشائے اسرار علمی میں کفُّ اللسان ہو گئے ہیں)

ہندوستان کے صاحب خدمت وہ بزرگ جو ہندوستان میں غوث اور قطب اور صاحب خدمت ہوئے ہیں ان بزرگوں کے ساتھ اس سلسلہ عالیہ (قادریہ، چشتیہ، ابوالعلائیہ) کے بزرگوں کے تعلقات و روابط روحانی کا تذکرہ فرماتے ہوئے ایک روز ارشاد فرمایا: "تم لوگ بس اتنا اعتقاد رکھنا کہ (اس زمانہ میں) ہندوستان میں دخل اب تمھارے پیران طریقت کا ہے! (اس دور کے صاحب خدمت، وہ ہیں) اور باتیں انشاءاللہ آگے چلکر معلوم ہوں گی!!"

عورتوں کا سفر اور علاج اور بعض نصیحتیں

مظاہر اور پیارے میاں کو نصائح مارہرہ (ضلع ایٹہ) کے چودھری محمد یونس کی اہلیہ (جو نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین مرحوم کی عزیزہ تھیں اور سلسلۂ عالیہ سے تعلق رکھتی تھیں وہ) عرصہ دراز سے علیل چلی آتی تھیں دُعا کے لئے دربار شریف میں حاضر ہوئیں اور بفضلہ تعالےٰ شفایاب ہوئیں "باب کرامات" میں یہ تذکرہ وضاحۃً لکھدیا گیا ہے. اس کے ایک عرصہ بعد پھر دوسرے مرض میں مبتلا ہوئیں، اطبا نے جواب دیدیا کہ اچھی نہیں ہو سکتیں اسلئے دوسری بار اپنے بیٹے پیارے میاں کے ساتھ پھر حاضر ہوئیں. اپنے بھائی مظاہر الاسلام کو پہلے سے بھیجدیا تھا

Marfat.com

ان لوگوں سے جو ارشادات سنے گئے یہ لوگ لکھتے رہے بعض ارشادات کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

دماغ کی گرمی مظاہر الاسلام سے فرمایا: "آپ کی بہن کے متعلق ہم نے دو روز غور کیا۔ ان کے دماغ میں گرمی آگئی ہے جس کی وجہ سے دورے آتے ہیں (پس یہ مرض ہے) آسیب نہیں ہے، منہ پر پانی کے چھینٹے ڈالنے سے ہوش آجاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرض ہے (نہ کہ آسیب جیسا کہ تم لوگوں نے خیال کر رکھا ہے)۔ انھیں اختناق الرحم (ہسٹریا) کی بیماری ہے، ابخرات دماغ کی طرف صعود کرتے ہیں (اور یہ مرض اعصابی ہے) اور اعصاب کا مرکز دماغ ہے اسلئے جسم میں تشنج ہونے لگتا ہے، دورہ پڑ جاتا ہے۔ دہلی میں ان کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹی باندھی گئی تھی یا نہیں؟ مظاہر الاسلام نے عرض کیا "حکیم اجمل خاں صاحب نے سل اور دق تشخیص کی اور اسی مرض کی دوائیں تجویز کیں۔" فرمایا: "جہاں تک ہم نے خیال کیا اور ان کے دورے دیکھے ہم سمجھتے ہیں کہ انھیں سل یا دق نہیں ہے ہسٹریا ہے اس مرض میں بھی تخیلات اور آدمیوں کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں (جس سے عوام آسیب زدگی کا یقین کر لیتے ہیں) کیا ان کے گلے میں ہمارے ہاتھ کا تعویذ ہے؟" انھوں نے عرض کی خادم کو اس کا علم نہیں، راضیہ خاتون (چھوٹی بچی جو مریضہ کے ہمراہ تھی) کو ارشاد ہوا کہ یہ تعویذ لے جاؤ اور مریضہ کے گلے میں ڈال دو۔ ہم پانی اور تیل پر پڑھ کے اور دم کرکے دیدیں گے اُسے استعمال کروا دیا جائے"۔ مظاہر اور پیارے میاں دونوں نے عرض کی کہ "ڈاکٹر اور طبیب دونوں جواب دے چکے ہیں، حالت مایوسی کی ہے، ان کی زندگی اور موت حضور کی دعا پر ہے، فرمایا "اس وقت مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے، حالت لا علاج نہیں ہے، ڈاکٹری یا یونانی علاج کرائیں اس سے انھیں آرام ہوگا۔ اور (ہمارے دم کردہ) تیل اور پانی کا استعمال کرائیں، یوں موت تو سب کے لئے ہے، انبیا، اولیا کو بھی بیماری اور موت ہے۔ ہم خود علیل ہیں اور بیمار ہوتے ہیں تو اپنا علاج کراتے ہیں"۔ دوسرے دن پرسش بیمار فرمائی گئی۔ عرض کیا گیا کہ اب حالت بہتر ہے، فرمایا "کل ہماری بڑی بہن صاحبہ آئی تھیں اُس وقت مریضہ کے ہاتھ میں سخت درد تھا دیکھتے ہی اُنھوں نے ٹھنڈا پانی ڈالا اور درد میں اُسی وقت سکون پیدا ہوگیا اور مریضہ کو فوراً نیند آگئی۔ اُن کے مزاج میں گرمی ہے ہم سے کہتی تھیں کہ میری گدّی میں درد ہوتا ہے اور گرمی نکلتی ہے ہم نے (گدّی پر) ہاتھ رکھدیا گرمی کم ہوگئی اور ٹھنڈک پڑ گئی، ان کے خون میں گرمی آگئی ہے۔ خون میں گرمی اگر آجائے تو گدّی میں درد پیدا ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی مردود رہا ہو (پس یقین کرو کہ یہ مرض ہے آسیب نہیں ہے) آج ہم نے سُنا کہ وہ نہائی بھی تھیں۔ ہم نے کہا کہ سامنے کے تالاب سے پانی کا ایک لوٹا لے جاؤ اور اُن کے سر پر ڈال دو۔ اس سے اُن کے دماغ میں ٹھنڈک پڑ جائیگی اور دورہ بند ہو جائے گا۔"

ٹھنڈے پانی کے فوائد فرمایا: "ہمارے ہاتھ اور شانہ میں درد رہا کرتا ہے۔ ہم دن میں دو بار ٹھنڈے پانی سے نہاتے ہیں اور ٹھنڈے پانی سے دھارتے ہیں اس سے آرام معلوم ہوتا ہے۔" مظاہر الاسلام سے فرمایا: "پیارے میاں تو کچھ سمجھتے

Marfat.com

نہیں ہم آپ سے کہتے ہیں کہ اپنی بہن کا علاج بھی کرلیجئے۔ ہم نے تعویذ دیدیا اور پانی پر دَم کردیا ہے۔ بس اس پانی کو پلایئے اور جو تیل کہ ہم نے دَم کرکے دیدیا ہے جسم پر اُس کی مالش کیجئے۔ جہاں دُعا ہے وہاں دوا بھی ہے ا ہمارے گھر میں کوئی بیمار ہوتا ہے تو ہم بھی اُس کا علاج کرتے ہیں۔ یہاں کی آب وہوا پیارے میاں اور اُن کی والدہ کو موافق نہیں ہے، عورتوں کو زیادہ عرصہ تک پردیس میں رکھنا بھی مناسب نہیں سمجھتے ہیں، آپ لوگوں کو ہم جلدی رخصت کردیں گے۔ جمعرات جمعہ تک روانہ ہو جائیں۔ آپ کو اپنی ہمشیرہ کا علاج کرانا پڑے گا۔ بابا! خدائی خدائی تو ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ خدائی کے اختیارات خدا نے کسی کو نہیں دیئے تو ہم بیچارے کیا کرسکتے ہیں۔ یہاں سے جاتے ہوئے بنارس (اپنے اقربا میں) ٹھہر کر علاج کرا دیجئے اگر یہ کہدیجئے گا۔ ایسی دوا دیجائے جو کاسر ریاح ہو اور کسیقدر دست آور ہو۔ مگر زیادہ دست لانے والی نہ ہو۔ ورنہ کمزوری ہوجائے گی۔ جایئے ہم نے دعا کردی ہے اچھی ہوجائینگی انشاء اللہ۔" آپ نے (اپنے بہنوئی) یونس میاں کا دوسو روپیہ اس سفر میں فضول خرچ کرایا۔ بس ایک خط بھیجدینا تھا، اور (زیادہ سے زیادہ یہ کرنا تھا) کہ دس روپے فاتحہ اور نیاز کے لئے بھیجدیتے۔ ہم دُعا کرتے (جس طرح کہ اب ان کے لئے دُعا کرتے ہیں) ہم کوئی طبیب تو نہیں ہیں ہم خود بھی اپنا علاج بیمار ہونے پر کرتے ہیں۔ ہمارے لڑکے (احمد میاں مرحوم) اور ہماری اہلیہ (حفاظت میاں کی ساس) کا انتقال ہوا۔ ہم کچھ نہ کرسکے۔ خدا کی خدائی ہمارے اختیار میں نہیں ہے، جو خدا کو منظور ہو۔ وہی ہوتا ہے۔ ہمیں معلوم ہوگیا تھا کہ حفاظت میاں کی ساس نہیں بچیں گی تب ہم نے دوا بھی چھوڑوادی تھی (کہ دوا کی بھی تکلیف کیوں دی) جاؤ اپنی بہن کا علاج کراؤ۔ ان کا کوئی عضو خراب نہیں ہوا ہے۔ انشاء اللہ اچھی ہوجائینگی۔"

پیارے میاں کی والدہ نے روانگی کی بات سنکر کہا کہ مظاہر الاسلام کو تو اب رخصت کردیا جائے کہ وہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں اور میں اپنے لڑکے کے ساتھ یہاں کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد چلی جاؤنگی۔ فرمایا۔ "ہم نے اُنھیں تو کوئی جواب نہ دیا کیونکہ ہم ہر ایک بات کو سوچتے ہیں، مگر اب آپ سے کہتے ہیں کہ ہم انھیں آپ ہی کے ساتھ رخصت کریں گے پیارے میاں کے ہوش وحواس درست نہیں ہیں (وہ ابھی لڑکے ہیں) اور آپ کی بہن بیمار ہیں۔ سفر دور دراز کا ہے۔ یہی مناسب سمجھتے ہیں کہ سب کو ایک ساتھ رخصت کردیں۔"

سفر کی ممانعت مظاہر الاسلام سے ارشاد ہوا۔ "ہم آپ کو سمجھائے دیتے ہیں۔ ہمیں اس کا بہت افسوس ہوا کہ آپ کی بہن اس حالت میں یہاں آئیں اور اتنا سفر دور ودراز اختیار کیا وہیں سے ایک خط لکھدیتے۔ ہم یہاں سے دُعا کردیتے (جو خدا کو منظور ہے ہوجاتا) وہاں سکندر شاہ سے اور سب سے کہدینا کہ ایسی علالت کی حالت میں ہم کسی کا آنا پسند نہیں کرتے، عورت کیا مردوں کو بھی (ایسی بیماری کی حالت میں) سفر نہ کرنا چاہیئے۔ بس خط بھیجدیا جائے ہم دعا کردیں گے۔ قریب کے جو لوگ ہیں (اور بیماری میں چلے آتے ہیں) ان کی اور بات ہے مگر اتنے دور دراز مقام سے ایسی حالت میں عورتوں کا آنا ٹھیک نہیں ہے۔ معلوم نہیں کیا حادثہ ہوجائے فضول بدنامی ہو۔ ہمارے

Marfat.com

قبضہ میں حیات ہے نہ موت۔ عورتوں میں اگر کوئی بیمار نہ ہو، اور زیارت کو دل چاہے تو خیر (محرم کے ساتھ) آسکتی ہے۔
اختیار خداوندی ہمارے قبضہ میں کچھ نہیں ہے ہماری روح بھی اللہ کے قبضہ میں ہے۔ جب خود ہماری روح اللہ کے
قبضہ میں ہے تو پھر دوسرے کی روح ہمارے قبضہ میں کس طرح ہو سکتی ہے ؎

فاعلِ مختار ہے اللہ جو چاہے کرے ۔۔۔ بندہ بیچارہ سراپا عاجز و مقہور رہے

ہمارے قبضہ میں نہ صحت و علالت ہے، نہ موت و حیات ہے۔ جب مریضہ کو دورے پڑے تو ہم بہت ڈر گئے تھے
(کہ اللہ بے نیاز ہے) خدا نے بڑا رحم کیا۔ آئندہ کبھی ایسا نہ کیا جائے۔ اگر دعا سے سب اچھے ہو جائیں تو پھر کسی کو موت آئے!
قضا دو طرح کی ہے فرمایا۔ "قضا (موت) دو قسم کی ہے، ایک قضا مبرم ہے، دوسری قضا معلق ہے۔ موت مبرم (کا
وقت آجائے تو اس) کے لئے دعا نہیں ہے، اس میں دعا کچھ نہیں چلتی۔ قضا معلق میں البتہ دعا سے (موت ٹل سکتی ہے)"
مریضہ کی شفایابی اس بار بھی آپ کی دعا سے ان مریضہ کو موت کے چنگل سے رہائی ملی۔ جب وہ حاضر ہوئی تھیں حالت
نہایت زار و نزار تھی، مگر اس کے باوجود کہ بہت جلد رخصت کر دی گئی تھیں ان کی حالت قابل سفر ہو گئی۔ اس قافلے کے
پاس واپسی کے لئے صرف راہ کم ہو گیا تھا سو روپے تار پر منگانے والے تھے۔ آپؒ نے روک دیا کہ روپیہ کی طرف سے تردد نہ
کیجئے ہم انتظام کر دیں گے، سہولت سے واپسی اس روپے کی کر دینا۔ چنانچہ روپیہ عطا ہوا۔ پھر یہ لوگ رخصت کر دیئے
گئے بنارس میں ان لوگوں نے دس روز ٹھہر کر بہ تکمیل ارشاد مریضہ کا علاج کیا۔ بالکل تندرست ہو گئیں۔ ان کے
آئندہ سفر کی ممانعت صراحتاً فرما دی گئی تھی۔ اور قضائے مبرم اور قضائے معلق کی تشریح میں اس امر کا ایک صاف
اشارہ بھی فرما دیا تھا کہ آئندہ بیمار ہوں تو سفر نہ کریں کہ دعا قضائے مبرم کے واسطے نہیں ہے یعنی اب قضائے مبرم
کا سامنا ہے قضائے معلق کا نہیں!

تضرع اور دعائی کا ایک باب ارباب غور و فکر کے لئے پیارے میاں، اُن کے والدین اور بعض خاص عزیز یہ سب شاہ بدیع العالمؒ سے مرید تھے
پیارے میاں کی والدہ پہلی بار حاضر ہوئیں تو اتفاق وقت سے دربار شریف میں شاہ
بدیع العالم مع اپنے متعلقین کے حاضر ہوئے اور وہاں ان سب کی ایک دوسرے سے ملاقات ہو گئی۔ جب پیارے
میاں کی والدہ اچھی ہو گئیں اور رخصت کا حکم ہوا تو اُنھوں نے شاہ بدیع العالم کے مکان پر (جو دربار عالی سے
دس گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے) جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ "پیر صاحب اور
اُن کے گھر والوں سے تم سب کی یہیں ملاقات ہو چکی۔ اب اُن کے مکان پر جانا کس کی ملاقات کے لئے ہے؟ کیا دروديوار
سے ملنے کے لئے؟ جو ملاقات کہ ہو چکی بس کافی ہے۔ تمھارے پیر صاحب قرضدار ہیں۔ تم لوگوں کی خاطر داری میں اور
قرض دار ہو جائیں گے، ان وجوہ سے تم لوگوں کا وہاں نہ جانا ہی بہتر اور مناسب ہے" مگر پیارے میاں کی والدہ
یہ سب نصیحت گراں گذری۔ اگرچہ کالی پہد شاہ بدیع العالم کے مکان پر) اُس وقت تو نہیں گئیں مگر بعد کو شاہ صا

Marfat.com

سے خط وکتابت کے بعد یہ رائے قایم کی کہ اب اگر دربار شریف حاضر ہوں تو کالی پور ہوتے ہوئے تاکہ اس کی نوبت ہی نہ آئے کہ کالی پور جانے کی آپ ممانعت فرمائیں۔ تیسری بار یہ خاتون گردش آفات سے پھر بیمار ہوئیں اور محرم کے ہمراہ کالی پور پہنچیں، اگرچہ طاقت سفر بالکل نہ تھی، حالت نازک تھی لوگوں نے کھٹولے پر ڈالکر اسٹیشن ریل اور جہاز اور کشتی سے اُتارا اور چڑھایا، اور شہر چاٹگام سے کالی پور جاتے ہوئے تو سخت مصیبت کا سامنا ہوا، بارش اور ہوا کا طوفان آیا ایسی مصیبت وتکلیف کا سامنا ہوا کہ مرض میں اور اشتداد پیدا ہوا۔ کالی پور ہو کر وہ دربار شریف میں حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا۔ "تم نے کالی پور جاکر اپنے پیر صاحب کو کیا نفع پہنچایا، اور خود تمھیں کیا آرام ملا؟" اس سے خادموں نے سمجھ لیا کہ یہ نافرمانی ان عزیزہ سے ایک سخت قصور سرزد ہوا خدا رحم کرے۔ اوّل بار بالکل تندرست ہو کر اپنے مکان پہنچ گئیں دوسری بار بھی برکت دُعا سے صحتیاب ہوئیں اور دوسری بار ان کے لئے مندرجۂ بالا ارشادات ہوئے جن کا مطلب ظاہر تھا کہ مرض کی حالت میں اب سفر نہ کریں ورنہ موت کا سامنا ہے (مثلاً فرمایا) ایسی علالت میں کیوں آگئیں بس ایک خط لکھ دینا تھا آئندہ خط لکھ دیا جائے"۔ "آئندہ ایسا نہ کرنا کہ چلی آئیں) خدا جانے کیا حادثہ پیش آئے اور فعل ناحق ہو۔ اگر دُعا سے سب اچھے ہو جائیں تو پھر کسی کو موت نہ آئے!" "موت دو قسم کی ہے معلق اور مبرم۔ قضائے مبرم میں دُعا کچھ نہیں چلتی" وغیرہ وغیرہ۔ پس ان خاتون سے قصور تو یہ ہوا کہ ایسی صریح ممانعت کے باوجود انھوں نے نہایت نازک حالت مرض میں سفر کیا۔ اس سفر پر آپ نے خفگی فرمائی کہ "ہم نے تو منع کر دیا تھا پھر سفر کی تکلیف کیوں اٹھائی خود آنے کی بجائے ایک خط بھیج دیتیں خود کیوں آئیں" دوسرا قصور ان سے یہ ہوا کہ ممانعت کے باوجود کالی پور گئیں بجائے آرام کے تکلیف پائی (مرض زیادہ شدت اختیار کر گیا) اب ان مریضہ کی حالت روز بروز خراب ہوتی گئی مشیت خداوندی یہی تھی۔ اس بار صحتیاب نہ ہوئیں، اور وہیں انتقال ہوا۔ مگر ان کے ان سفروں نے اور ان کے متعلق جو ارشادات ہوئے انھوں نے معانی اور نصائح کا ارباب طریقت کے غور وفکر کے لئے ایک دفتر چھوڑا۔

خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں　　　گفتہ آید در حدیث دیگراں

اس واقعہ میں جن متعدد کرامات کا آپ سے ظہور ہوا ظاہر ہیں۔

لاتبدیل لکلمات اللہ زبان مبارک پر جو جاری ہوتا وہ اکثر کلمات غیب ہوتے تھے۔ اور کلمات الٰہیہ ہمیں ٹلا کرتے پس جو جس کے لئے فرما دیا وہ ہو کے رہا۔ کرم خسروانہ اور شفقت پدرانہ سے ہر ایک کے لئے صراحتاً واشارۃً ہر طریقہ سے وہ سب کچھ فرما دیا جاتا تھا جس میں اُس کے لئے فلاح دین و دنیا مضمر ہوتی تھی جنھوں نے خیال کیا اور یاد رکھا اور راہ مرضیات پر چلے بفضلہ کامیاب ہو گئے۔ اور جس نے خود رائی اور غفلت کی۔ اور بھولا، اور کوتاہی اور تقصیر کرتا رہا حصول مرام سے رہ گیا کہ ہمیشہ سے سنت اللہ یہی چلی آئی ہے!

Marfat.com

بعض کرامات

قطب العالمین بدر الملۃ والدین سیدی و مولائی حضرت فخر العارفینؒ

واضح ہو کہ ذات مقدس کے محاسن بے شمار اور مناقب لاتعد اور کرامات لاتحصیٰ اس سے بالاتر ہیں کہ کوئی انسان اپنے فہم و عقل سے ان کے علو شان کو سمجھے اور بیان کرے۔ اس ذات پاک سے بیشمار کرامات کا ظہور قدرت و تصرفات الٰہیہ سے ہوا ہے۔ اگرچہ اخفائے کرامت اور اسرار الٰہیہ کی پوشیدگی اور ہر طرح کی شہرت سے احتراز کلی ہمیشہ آپ کا عمل اور آپ کا طریقہ و دستور رہا ہے لیکن واللہ غالب علیٰ امرہ تصرفات الٰہیہ اور مرضیات ربانیہ سے کرامات عظیمہ کا صدور ہوتا رہا۔ جس کا بیان اپنے موقع پر آئے گا۔ لیکن آپ کی خواہش ایسے تصرفات عظیمہ اور کرامات جلیلہ کے ظہور پر بھی یہی رہی کہ یہ واقعات مخفی رہیں۔ چنانچہ خدام و غلامان سے بارہا فرمایا کہ "یہ باتیں ہماری زندگی میں کہی جائیں! ہمیں اپنی گمنامی کے لالے پڑے ہیں!!"

آپ بالذات پوشیدگی اور بالطبع گمنامی کو عزیز رکھتے تھے۔ بہرحال حقیقت یہ ہے کہ حضور کے مدارج فہم و ادراک بشری سے بالاتر ہیں۔ خداوند قادر مطلق نے موہبات لامتناہی اور عطایائے سرمدی کا جو فیضان اس قلب اطہر پر جاری فرمایا، وہ لا عین رأت، ولا اذن سمعت (نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا) پس کسی کی تاب و طاقت ہے کہ ان کے فہم و ادراک اور بیان و اظہار کی جرأت کرے ؎

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند ۔۔۔ بقدر ہمت خود ہر کسے کند ادراک

اس کمترین درگاہ نے اپنے حوصلے قوت کے بقدر جو دیکھا اور زبان مبارک سے جو سنا اور یاران معتمدین صادقین سے جو دریافت ہوا انضباط تحریر میں لایا۔ اور جس قدر ظاہر کر سکا اس کتاب میں لکھا۔

برکت طعام | از آنجملہ یہ ہے کہ حضرت قدس سرہ الاصفیٰ نے ابھی سجادۂ جہانگیری پر جلوہ ظہور نہ فرمایا تھا، اور نہ اس وقت تک کسی کو بھی مرید و تلقین فرمایا تھا اس زمانہ کے واقعات ہیں جن میں سے ایک واقعہ جناب شاہ مولوی محمد مبین الحق صاحب مقیم کانپور نے یہ بیان فرمایا۔

آپ ضلع بانکم کی بستی ہرالا میں ایک دعوت فاتحہ کی تقریب میں تشریف لے گئے۔ بندہ بھی ہمرکاب تھا اس تقریب میں غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سید محی الدین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی فاتحہ ایک شیرینی پر جسے جہاں مشکتے میں دلائی گئی تھی، فاتحہ ہو چکی تو صاحب خانہ نے اس عقیدت کی وجہ سے کہ ہم لوگ حضرتؒ ان کے

Marfat.com

مخدوم زادے ہی درخواست کی کہ آپ اس تبرک کی تقسیم دست مبارک سے فرمائیں تاکہ اصحاب بہرہ یاب کے لئے یہ شے نورٌ علیٰ نور ہو جائے۔ آپؒ کو حضرت غوث الثقلین سے بدرجۂ کمال محبت وعقیدت تھی اور جس چیز کا تعلق اور واسطہ اور انتساب کہ ذاتِ پاک حضرت غوث الاعظم سے ہو اُس کے ساتھ آپ کو خاص ذوق وشغف ہمیشہ سے تھا اس لئے آپؒ نے صاحب خانہ کی اس درخواست کو حسن اخلاق سے منظور فرمایا اور نماز ظہر کے بعد سے اس شیرینی کی تقسیم دست مبارک سے شروع فرمائی، لوگوں کا بہت ہجوم تھا اور اس مجلس کے حاضرین کئی سو آدمی تھے۔ آپ نے ہر ایک کو اتنا تبرک دیا کہ وہ آسودہ ہو گیا بعض اپنا حصہ گھر بھی لے گئے، اور حاضرین میں سب کو اُن کا حصہ پہنچا۔ کوئی باقی نہ رہا، اس وقت دیگ کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اب تک نصف کے بقدر بھی خالی نہیں ہوئی۔ اس کے بعد حضرتؒ نے نماز عصر ادا فرمائی اور نماز کے بعد دوسری بار تقسیم تبرک کی شروع فرما دیا تقسیم ثانی کا یہ سلسلہ بھی دیر تک جاری رہا اور ہر ایک کو دُہرا حصہ پہنچ گیا تاہم دیگ خالی نہ ہوئی۔ جو لوگ کہ فہمیدہ تھے اب سمجھے کہ دیگ کا خالی نہ ہونا یہ آپؒ کی برکت وکرامت ہے اور جو تقسیم کہ آل رسولؐ اور اولادِ بتول قاسم رحمت کے دست مبارک سے ہو وہ تو یوں ہی ہوتی رہے گی۔ اب وقت مغرب قریب آیا اور ختم اکبر اور فاتحہ کے سلسلہ میں دوسرے کام جنھیں آپؒ کی حضوری میں ہونا تھا باقی تھے۔ بس صاحب خانہ اور دوسرے لوگوں نے درخواست کی کہ یہ تقسیم اور کسی کو سپرد فرمائی جائے۔ شام قریب ہے ابھی دوسرے کام بھی ہیں حضور مجلس میں تشریف لے چلیں۔ آپؒ نے دیگ کو اسی حال پر چھوڑا اور مجلس میں تشریف لے گئے۔

بیسؔ آدمیوں کا کھانا اور ساڑتی

ازانجملہ۔ اسی گاؤں (دہرالا) کا ایک دوسرا واقعہ ہے جس کے چشم دید راوی یہی مولوی معین الحق صاحب ہیں کہ حضرت قبلہؒ جب اس موضع میں تشریف لائے تو لوگوں کی طرف سے دعوتوں کا ایسا سلسلہ جاری ہوا کہ کئی روز گذر گئے اور ختم نہ ہوا۔ اسی وجہ سے آپؒ نے یہاں چند روز زیادہ قیام فرمایا کہ خاطر اقدس کو دل شکنی کسی کی بھی گوارا نہ تھی۔ گرد ونواح کے زائرین اور اہل حاجت (یہ سنکر کہ حسن اتفاق سے آپ اس مقام میں تشریف فرما ہیں) زیادہ تعداد میں آنے جانے لگے۔ کھانے کے وقت یہ حال ہوتا کہ دو دو سو آدمی دسترخوان پر ہو جاتے۔ جس گھر میں آپ کی دعوت ہوتی وہاں سب حاضرین مجلس مدعو کئے جاتے اور سب کو آپ ہی کا مہمان سمجھا جاتا۔ اس بستی میں ایک عقیدتمند بہت غریب آدمی تھے۔ انہوں نے بھی حضرت قبلہؒ کی دعوت کی، مگر آپ اُن کی غربت وناداری سے واقف تھے اس لئے آپؒ نے اُن سے فرمایا کہ ابھی ہماری دعوت ملتوی رکھئے کیونکہ مسافر ومہمان زیادہ ہیں جس دن کہ لوگ زیادہ نہ ہوں اُس روز ہمیں آپ کھانا کھلا دیں۔ وہ راضی ہو گئے۔ مگر کئی روز گذر گئے اور ایسا مناسب وقت اُن کو نہیں ملا۔ یہانتک کہ اس بستی سے آپؒ کی روانگی کا دن آ گیا۔ اس روز اتفاقاً آدمی بھی کم رہ گئے۔ آپؒ نے وقت ظہر اس عقیدتمند سے فرمایا کہ آج شام کا کھانا ہم آپ کے گھر کھائیں گے، اس وقت یہاں آپؒ کے مہمان ہمراہی بیسؔ آدمی تھے، ان کو دیکھکر اس قدر کھلانے کا جو اتنے لوگوں کو کافی ہو داعی نے انتظام کیا۔ مگر مغرب کے وقت تینؔ سو آدمی ایک گاؤں سے اور تھوڑی دیر بعد دس آدمی دوسری

Marfat.com

بستی سے آگئے۔ صاحب خانہ نے انتظام طعام مین مہمانوں کا کیا تھا، اوراب ساٹھ آدمی ہو گئے، صاحب خانہ کو تردد ہوا۔ مگر آپؒ نے اُن سے فرمایا کہ آپ کچھ اور بندوبست نہ کریں جتنا کھانا تیار ہوا ہے بس اسی کو لیں آئیں۔ البتہ کھانا برتنوں میں اُس وقت نکالا جائے جبکہ ہم آپ کے گھر پہنچ جائیں۔ اور اس عقیدت مند کے مکان پر پہنچکر آپؒ نے ایک چادر اور ایک رومال یہ دو کپڑے جو لبوس مبارک سے تھے دیکر فرمایا کہ ان سے کھانا ڈھانک دیا جائے۔ اور مین بیس آدمیوں کے حصے کر دیے جائیں۔ جب بیس آدمیوں کی ایک جماعت کھا چکے تو اس کے بعد دوسری جماعت کو کھلایا جائے، اور ہم خود اُس وقت کھانا کھائیں گے جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو جائیں گے۔ اسی انتظام کے موافق کھانا کھلایا گیا۔ جب سبنے خوب شکم سیر ہوکر کھانا کھالیا تو ارشاد فرمایا۔ اب گھر کے آدمیوں کو کھلا دیا جائے جب یہ بھی ہو چکا تو آپؒ نے فرمایا اب ہم کھانا کھائیں گے!

دیگچی سے پردہ اُٹھا کر دیکھا گیا تو ماجرائے عجیب وغریب یہ نظر آیا کہ دیگچی کے اندر آدھا کھانا باقی تھا۔ سبحان اللہ یہ واقعات اوائل ایام کے ہیں ؎

این کہ دیدی مراتب جزوی است   کارِ کُلی ہنوز در قدر است

۱۵ سیر چاول اور ایک ہزار آدمی	ازانجملہ ایک یہ واقعہ ہے جسے خادم علی صاحب نے فرمایا۔ محرم الحرام کی شب عاشورا کا تذکرہ ہے کہ دربار شریف میں حسب شدآمد قدیم سید الشہدا امام عالیمقام سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام

کی نیاز وفاتحہ تھی اور وہ دردناک نظم جس میں شاعر دربار جناب عبدالجلیل صاحب شفدا مرحوم نے مظلومی اہلبیت اطہارؓ اور حادثہ عظمیٰ اور شہادت کبریٰ کے واقعات منظوم کئے تھے اپنے معمول کے مطابق آپ مجلس میں سننے والے تھے (جس مجلس عزا کو اس نواح میں زاری کہتے ہیں) اور اس سالانہ نیاز میں شہدائے کربلاؓ کے ایصال ثواب وفاتحہ کے لئے حسب معمول پخت طعام بھی کی گئی تھی اور پندرہ ۱۵ سیر چاول اور ایک بکری کے گوشت کا نفیس پلاؤ پکایا گیا تھا جسے مطبخ کے مہتمم نے دربار شریف کے موجودہ لوگوں کے لئے کافی سمجھا تھا لیکن شام کے وقت قرب وجوار سے بے گمان صدہا آدمی اس مجلس مبارک میں شریک ہونے اور بیان شہادت سننے کی غرض سے آگئے، ابھی مجلس مبارک شروع نہ ہوئی تھی کہ یہ حکم صادر ہوا۔ پہلے سب لوگوں کو کھانا کھلادیا جائے۔ ہم زاری اس کے بعد سنیں گے! خادم علی صاحب نے عرض کیا کہ پخت طعام صرف ایک بکری کا گوشت اور صرف پندرہ ۱۵ سیر چاول ہیں اور مجمع اتنا کثیر ہے اور رات کا وقت ہے اس وقت اتنا سامان بھی موجود نہیں ہے کہ اتنے زیادہ لوگوں کے لئے فوری طریقہ سے کھانے کا انتظام ہو جائے، مگر حضرت قبلہؒ نے اس معروضہ پر التفات نہ فرمایا۔ خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی حکم صادر ہوا کہ سب لوگوں کو کھانا کھلادیا جائے۔ اس حکم ثانی پر متعلقین طعام داری نے سمجھ لیا کہ بلحاظ مجمع کثیر اس طعام فاتحہ کے کم ہو جانے کا اندیشہ اور طعام قلیل ومجمع کثیر کے عدم توازن کا معاملہ یہ صرف ہماری عقل ونظر کی کوتاہی ہے، اور حضرتؒ کا منشائے مبارک

یہی ہے کہ اسی تھوڑے سے کھانے سے ہم اس جم غفیر کی طعام داری شروع کردیں کوئی جدید انتظام نہ کریں اور کسی طرح کا اندیشہ و تردد اپنے جی میں نہ لائیں۔ یہ خدام منتظمین آپ کے سخن شناس اور مزاج داں تھے، بات ان کی سمجھ میں آ گئی کہ آج قدرت کاملہ الٰہیہ کا کوئی تازہ کرشمہ ظاہر ہونے کو ہے۔ اور لوگوں کو صف بصف بٹھا کر انہوں نے کھلانا شروع کردیا۔ سب نے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ اور (اس کے بعد) آپؒ نے منتظمین سے حجرہ شریف سے پکار کر دریافت فرمایا: "تم لوگوں نے کھانا کھالیا ہے یا ابھی نہیں کھایا؟" عرض کیا گیا ابھی منتظمین باقی ہیں، ارشاد ہوا۔ تم لوگ بھی کھا پی کر فارغ ہوجاؤ ہم سب کے بعد کھانا کھائیں گے۔ یہ منتظمین دس پندرہ اصحاب تھے، جب یہ بھی کھا چکے تو فرمایا کہ بقیہ کھانا اندر حویلی شریف میں بھجوا دیا جائے، ہم وہاں جاکر کھائیں گے اس کے بعد آپ حویلی شریف میں تشریف لے گئے اور وہاں کھانا تناول فرمایا، اور طعام قلیل کو اس مجمع کثیر میں اتنی برکت اللہ جل شانہٗ کی قدرت کاملہ سے حاصل ہوئی کہ باہر اور اندر سب نے کھالیا پھر بھی دیگ میں تھوڑا کھانا باقی رہا۔ اندازہ کیا گیا تھا کہ جو لوگ دربار شریف میں پہلے سے موجود تھے اور جو دفعتاً آ گئے سب مل کر یہ ایکہزار سے کم آدمی نہ تھے۔

برکتِ طعام کے واقعات روزانہ اس قسم کے واقعات بہت ہیں اور برکت طعام کا مشاہدہ تو بار بار ہوا کرتا جس کی تفصیل یہ ہے کہ روزمرہ پخت طعام حویلی شریف میں ہوا کرتی تھی، ہر صبح و شام معمولاً قبل طعام حویلی شریف سے خادمہ آکر دریافت کرتیں اس وقت کھانے والے کتنے لوگ ہیں؟ اور جتنے لوگ موجود ہوتے اُن کی تعداد بتادی جاتی اور اندازہ سے اسیقدر لوگوں کے لئے حویلی شریف میں پخت طعام ہو جاتی اور اسیقدر کھانا آجاتا جسقدر کھانے کے لئے اطلاع دی گئی تھی۔ لیکن ہمارے حضرتؒ کا دسترخوان وسیع اور لنگر عام تھا۔ اور وارد و صادر مہمان و مسافر سب کے لئے تھا۔ قریب و بعید سے خدام و مریدین اور اہل حاجت خاص و عام ہر روز آتے رہتے تھے اور دستور شریف تھا کہ کھانے کے وقت جتنے لوگ موجود ہوتے سب دسترخوان پر بٹھا دیے جاتے تھے، اور جتنا کھانا حویلی شریف سے آتا سب کو کافی ہو جاتا، بارہا دیکھنے میں آیا کہ حویلی شریف سے مثلاً بیس۲۰ آدمیوں کا کھانا آیا اور کھانے کے وقت تیس۳۰، چالیس۴۰، یا پچاس۵۰ آدمی ہو گئے یہی کھانا سب کیلئے کافی ہو جاتا۔

سولہ سیر کا من ایک روز ارشاد ہوا: "ہمارا من سولہ۱۶ سیر کا ہے!" یعنی سب جگہ ایک من کھانے میں جتنے لوگوں کا پیٹ بھرتا ہے یہاں اتنے آدمی سولہ۱۶ سیر کھانے میں آسودہ ہو جائیں گے۔

ضرورت کے وقت غیب سے سامان اور ایک خاص معاملہ جو بار بار بشیار لوگوں نے دیکھا۔ یہ تھا کہ ضرورت کے وقت بس آپؒ کے خیال اور توجہ کے ساتھ معاً غیب سے سامان پیدا ہو جاتے تھے۔ ادھر آپ نے کسی چیز کا خیال فرمایا کہ اس وقت فلاں چیز ہوتی اُدھر فوراً ہی کوئی نہ کوئی شخص اُس چیز کو لیکر آ جاتا۔

ازانجملہ یہ ہے کہ ایک بار آپؒ کی صاحبزادی صاحبہ محترمہ رات کے کھانے کے بعد اپنی سُسرال کے لئے رخصت ہونے کو تھیں آپ نے صاحبزادی صاحبہ کے متعلق فرمایا: "اچھا ہوتا کہ ہم ان کو آج مچھلی کھلاتے"۔ یہ فرماتے ہوئے آپؒ مسجد شریف میں ادائے نماز مغرب کے واسطے داخل ہوئے۔ نماز کے بعد آپ واپس تشریف لا رہے تھے کہ مسجد کے باہر میدان میں ایک

Marfat.com

اجنبی شخص کو دیکھا گیا کہ ہاتھ میں مچھلی تھی اور آپؒ کا منتظر تھا۔ آپؒ کو دیکھتے ہی قدم بوس ہوا اور مچھلی کو پیش کیا۔ آپؒ نے یہ مچھلی خود دستِ مبارک میں لیکر ایک خادم سے (جو مسجد شریف سے آپ کے پیچھے پیچھے چلا آتا تھا) خوش ہو کر فرمایا: "یہ مچھلی ذرا ہم خود جا کر گھر میں دے آئیں۔ اسے ہمارے مولا نے ہمارے لئے بھیجا ہے! (یہ ایک تعلیم تھی کہ خداوندی نعمت میسر ہو تو ایسی قدر کیجائے) چنانچہ بجائے اس کے کہ آپ کسی خادم کو سپرد کرتے کہ وہ جا کر خادمہ کے حوالہ کرے آپ مچھلی کو لئے ہوئے بنفس نفیس حویلی مبارک میں گئے اور اس کام سے فارغ ہو کر اپنے معمولات بین المغرب والعشاء کو آ کر پورا فرمایا۔

وقت کے وقت کھانا آ گیا ازانجملہ یہ کہ ایک شام کا واقعہ ہے کھانے والے کم تھے کھانا اتنا ہی پکایا گیا جو اتنے آدمیوں کیلئے تھا مگر ٹھیک کھانے کے وقت پر دفعتہً زیادہ لوگ آ گئے۔ ارشاد ہوا: "کوئی انتظام نہ کرو!" ذرا دیر کے بعد یہ دیکھا کہ ایک گاؤں سے کچھ لوگ آئے جن کے ساتھ عمدہ عمدہ کھانے تھے۔ جو خدمت پاک میں پیش کئے گئے۔ فرمایا: "یہ کھانے دستر خوان پر بھیجے جائیں۔ تاکہ سب لوگ کھائیں اور یہ کھانے اسقدر کافی ثابت ہوئے کہ سب لوگوں نے کھائے پھر بھی انکا بہت سا حصہ بچ رہا۔

شیرینی فوراً آ گئی ازانجملہ یہ کہ ایک شخص کو شیرینی سے بہت رغبت تھی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ انھیں شیرینی کھلاتے۔ لوگ اکثر آپ کی خدمت میں شیرینی لایا کرتے تھے۔ ایک بار یہی شخص خدمت میں آئے۔ اس وقت آپ کہیں باہر تشریف لے جا رہے تھے، ان سے فرمایا: "یہیں ٹھہرے رہنا، آج شیرینی کے جتنے دونے آئیں گے وہ سب تمہارا حصہ ہونگے" وہ خوش ہوئے کہ آج تو بلا شرکت غیرے خوب مٹھائی کھانے میں آئے گی۔ دو گھنٹہ تک بیٹھے رہے مٹھائی کا ایک دونا بھی نہ آیا۔ دو گھنٹے بعد آپ تشریف لائے مسکرا کر ان سے پوچھا: کیا آج بلا شرکت ہی مٹھائی کھائی؟" انھوں نے عرض کیا مٹھائی نہ آئی نہ کھائی۔ فرمایا: "اچھا! اب کھا لینا"۔ آپ کے فرمانے کی دیر تھی کہ مٹھائی کے یکے بعد دیگرے دونے آنے شروع ہو گئے اور ایک سلسلہ آنے والوں کا قایم ہو گیا۔ دروازہ کھل گیا۔ گویا لوگ باہر منتظر ہی کھڑے تھے کہ دروازہ کھلے تو آئیں۔
یہ واقعہ غازیپور کا ہے۔ جبکہ آپ وہاں "مدرسہ چشمہ رحمت" میں صدر مدرس تھے۔

ضرورت کے وقت فوراً روپیہ موجود ہوا ازانجملہ یہ کہ دربار شریف کے قریب ایک قصبہ ہے جہاں ہر جمعرات کو بازار لگتا ہے قرب جوار کے لوگ آتے اور خورد و نوش کی چیزیں خرید لیتے ہیں۔ ایک بار ایسا ہوا کہ بازار کا وقت قریب آیا اور تحویل خالی تھی آپؒ نے خیال فرمایا کہ روپیہ موجود نہیں ہے پنجشنبہ کو بازار کہاں سے ہو گا یعنی اشیائے خورونوش کہاں سے منگائی جائیں گی۔ مگر بدھ کے دن دو منی آرڈر چار روپے کے آ گئے۔ آپ نے فرمایا: "لو! خدا نے بازار کا سامان کر دیا" ایسے واقعات بارہا ہوتے رہے کہ ٹھیک وقت پر سامان ہو جاتا تھا۔

ضرورت مہمان کا غیب سے سامان ہوا ازانجملہ یہ کہ غازیپور کے دو ملاقاتی صاحبان کہ داخل سلسلہ طریقت نہ تھے، آپؒ کے مہمان ہوئے رخصت کے وقت انھوں نے بیس ۲۰ روپے کی خرچ راہ کے لئے ضرورت ظاہر کی، یہ زمانہ قریب ترک ملازمت کا تھا اور گذارہ بھی تنگی سے ہوا کرتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپؒ نے اُن کے سوال کو رد کرنا گوارا نہ فرمایا کہ وہ آپؒ کے مہمان تھے

Marfat.com

یہاں اور کسی سے ان کی جان پہچان اور رسم و راہ نہ تھی۔ پس آپ مزار شریف پر تشریف لے گئے اور زیارت سے فارغ ہو کر اپنی جگہ پر آکے بیٹھ گئے، اسی وقت ناگہاں ایک شخص آئے اور بیس روپے نذر پیش کی۔ آپ نے فوراً یہ سب روپیہ دونوں مہمانوں کے حوالہ کیا۔

مہمان کی مرغوب و پسند غذا آ گئیں ازاں جملہ یہ ہے کہ حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم دہلوی نے از راہ حسن عقیدت نواب صاحب دوجانہ کے داروغہ محمد سعید خاں کو اس استدعا کے ساتھ پیش کرایا کہ نواب صاحب کا ایک ہی لڑکا ہے جو کچھ نہ کچھ بیمار رہا کرتا ہے۔ نواب صاحب کے اور بچے اس سے پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ لڑکے کی تندرستی اور درازی عمر کی دعا فرمائی جائے محمد سعید خاں بیان کرتے تھے کہ جس روز میں دربار شریف میں حاضر ہوا خدا نے اسی دن مقصد سفر میں کامیاب کر دیا فرمایا جاؤ ہم دعا کرتے ہیں، اور میرے لئے اسی روز روانگی کا حکم ہو گیا۔ میں ہنوز خدمت میں حاضر ہی تھا کہ ایک شخص آئے اور کھانے پیش کئے۔ ارشاد ہوا۔ یہ سب کھانے انھیں کھلائے جائیں۔ یہ بہت دور (دہلی) سے آئے ہیں (اب ان کو زیادہ ٹھہرانا نہیں ہے بلکہ) انھیں ہم آج ہی رخصت کر دینا چاہتے ہیں اور خیال کر رہے تھے کہ ہم ان کو قورمہ اور بالائی کھلاتے خدا نے بھیج دیا! دسترخوان کھول کر دیکھا، تو قورمہ بھی تھا اور بالائی بھی تھی، اور میں اُسی دن شام کو وہاں سے روانہ ہوا خدا نے آپ کی دعا کی برکت سے میری مراد پوری کی۔" مرحوم نواب صاحب دوجانہ کے یہ صاحبزادے اپنے والد کی جگہ اب دوجانہ کے نواب ہیں۔

شفائے بیماراں

وأبرئ الأكمه والأبرص وأحي الموتى بإذن الله

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید — دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

کوڑھی اچھے ہوئے ازاں جملہ یہ ہے کہ جس زمانہ میں آپ غازی پور میں تشریف فرما تھے، اُسی زمانہ میں برکھ چند اگروال، مریض برص، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حالت زار کو دکھا کر دعا کا طالب ہوا کہ خدا اس کو کوڑھ کی بیماری سے اُسے شفا دے۔ آپ نے فرمایا: پاک مٹی کا ایک ڈھیلا لے آؤ۔ وہ لے آیا۔ آپ نے اُس پر دم فرمایا اور لعاب دہن مبارک ڈالا۔ اور فرمایا، جہاں جہاں کوڑھ کا داغ ہے یہ مٹی لگا دی جائے۔ مریض نے اس مٹی کو جہاں جہاں کوڑھ کے داغ تھے وہاں لگایا۔ اور کچھ مٹی گھول کر پی لی۔ خدا کی قدرت کاملہ اور آپ کی دعا کی برکت سے چند روز میں مرض کا نام نشان نہ رہا۔ اور جسم کندن ہو گیا۔

انگریز کوڑھی کا علاج ازاں جملہ یہ ہے کہ میاں جھنگو غازی پور کے رہنے والے ایک غریب مسلمان سلسلۂ عالیہ میں داخل تھے کام انگریزوں کی بار برداری تھا۔ ایک انگریز جو کوڑھ کی بیماری میں مبتلا تھا اس سے ان کی ملاقات تھی چونکہ میاں جھنگو نے

Marfat.com

غازی پور میں قدرت خداوندی کے کرشمے خود دیکھے تھے کہ حضرتؒ کی خدمت میں برص و جذام اور دوسرے امراض لا علاج کے مریض آئے اور آپ کی برکت دُعا سے تندرست ہوئے۔ اس لئے اُن کو اعتقاد و یقین تھا کہ یہ انگریز اگر آپؒ کی خدمت میں پہنچ گیا تو بفضلہ تعالےٰ ضرور تندرست ہو جائیگا۔ بس اُنھوں نے اس انگریز کو غازی پور جا کر ہمارے حضرت قبلہؒ سے خواستگار دُعا ہونے کا مشورہ دیا۔ وہ بیچارہ علاج معالجہ سے مایوس ہو چکا تھا۔ اس نے سوچا کہ انجیل میں واقعات پڑھا کرتے ہیں کہ کوڑھی (اور دیگر امراض مایوسہ کے مبتلا) حضرت مسیح (علیہ السلام) کے پاس گئے اور اچھے ہو گئے۔ ہو سکتا ہے کہ خدا نے اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ پیدا کئے ہوں کہ وہ میرے لئے خدا سے دُعا کریں اور میں اچھا ہو جاؤں چلو یہ تدبیر بھی کر دیکھیں۔ پس وہ انگریز ایسے خیالات کے ساتھ ہمارے حضرتؒ کی خدمت میں بمقام غازی پور حاضر ہوا اور بیان کیا کہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوں یہ وہ بیماری ہے کہ نہ سوسائٹی میں شریک ہو سکتا ہوں کیونکہ یہ مرض متعدی ہے ایک سے دوسرے کو لگ جاتا ہے اسی لئے لوگ مجھ سے نفرت اور پرہیز کرتے ہیں، نہ میں کوئی کاروبار کر سکتا ہوں بہت علاج کئے کچھ سودمند نہ ہوئے۔ اب زندگی سے بیزار ہوں کہ اس جینے سے مرجانا اچھا۔ آپ کا اس مسلمان سے (جو تھا آدمی ہے) تذکرہ سُنکر آیا ہوں۔ مجھ پر مہربانی کیجائے۔ آپؒ کو اس مصیبت زدہ انگریز پر رحم آیا۔ فرمایا کسی تیل کی ایک بوتل لے آؤ ہم اس پر پھونک دینگے۔ تم اُسے استعمال کرلینا۔ انگریز کسی قسم کے تیل کی ایک بوتل لے آیا۔ آپؒ نے اس پر دَم فرمایا۔ اور اُسی وقت میاں مہنگو کے حوالہ کر دیا۔ جو اس انگریز کے ساتھ آئے تھے۔ بوتل اُٹھاتے ہوئے میاں مہنگو کی انگشت شہادت اتفاقی طور پر اس بوتل کے اندر چلی گئی۔ ایسا معلوم ہوا کہ آتش سیال اور کھولتے ہوئے پانی کا اثر اُنگلی پر پہنچا۔ اُنگلی کو فوراً علیحدہ کر لیا اور بوتل کو نیچے سے پکڑ کر اٹھایا اور انگریز کے حوالہ کیا۔ اس نے چند روز اس تیل کی مالش کی اور ایسا تندرست ہو گیا گویا اُسے یہ مرض ہوا ہی نہ تھا۔ مان گیا کہ اُمّتِ محمدیہ میں قدرت کاملہ الٰہیہ کی آج بھی وہ زندہ نشانیاں موجود ہیں کہ صداقتِ حضراتِ انبیاء اور فیوض و برکات حضرات اولیاءؒ کی زندہ شہادت ہیں۔

برص کا داغ لعاب دہن سے چلا گیا ازانجملہ یہ ہے کہ شیخ عنایت اللہ خیاط ساکن غازی پور (بڑا پڑہ) کے چہرے پر سفید داغ ہو گیا۔ غربت کے سبب علاجِ دوا سے قاصر تھے۔ سوچا کہ مجھے بھی اسی آستانۂ پاک مامن بیکساں و چارہ ساز غریباں کا بارگاہ الٰہی میں وسیلہ اختیار کرنا چاہئے۔ اسی قسم کے کئی مریضوں کا حضرت قبلہؒ کی دُعا سے اچھا ہونا دیکھ بھی چکے پس وہ خدمت مبارک میں (چاٹگام جاکر) حاضر ہو گئے اور صرف نو روز حضوری میں رہے۔ آپؒ ہر روز اپنا لعاب دہن مبارک اُن کے داغ پر ڈال دیا کرتے تھے، اسی کی برکت سے خدا نے شفا دی اور داغ ایسا غائب ہوا کہ گویا پیدا ہی نہ ہوا تھا۔ عنایت اللہ اس وقت تک کہ ۱۳۵۵ھ کا سال ہے زندہ اور اس بلائے عظیم (کہنہ کی بیماری) سے محفوظ ہیں۔

Marfat.com

پان کی الش سے ایک سل کے مریض کو شفا

ازانجملہ یہ ہے کہ ایک نوجوان جو مدرسہ جامع العلوم کانپور کے طالب علم تھے۔ سل کی بیماری میں مبتلا ہوئے۔ کھانسی تھی، منہ سے خون آتا تھا اور ہلکی حرارت رہا کرتی تھی۔ پھیپھڑے میں زخموں کا ہونا، اور بلغم میں ٹیوبرکلوسس کے جرمز (جراثیم) کی موجودگی یہ سب کچھ طبی آلات وامتحان سے ثابت ہو چکا تھا۔ کمزوری اور ناتوانی دن دن زیادہ تھی، کہا کہ ڈیڑھ سال سے اس مرض میں مبتلا ہوں۔ اور کسی علاج سے نفع نہیں ہوا۔ مرض بڑھتا رہا جوں جوں دوا کی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ آپ کو ہمارا پتہ کس طرح معلوم ہوا؟ اُنھوں نے کہا فلاں صاحب سے جو اس مدرسہ میں پڑھتے تھے معلوم ہوا۔ یہ زمانہ حضرت سیدنا دادا پیر صاحب قدس سرہ کے عرس مبارک کا تھا۔ ہجوم زائرین بہت تھا اور عام لنگر جاری تھا، اُنھوں نے پرہیزی کھانے کی درخواست کی جسے بکمال شفقت منظور فرمایا گیا۔ اور حکم ہوا کہ اِن کی خواہش کے موافق ان کے لئے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ وہ کئی روز حاضر رہے لیکن ان کے بارے میں کوئی ارشاد نہ ہوا۔ وہ بھی چپ چاپ حاضر رہے جب حاضرین عُرس رخصت ہو گئے صرف چند حاضرین رہ گئے تو ایک رات جبکہ بعد نماز عشاء آپ کھانا تناول فرما کر خانقاہ شریف کے بڑے وسطی کمرے میں تشریف فرما تھے اور حاضرین میں ان مریض اور ایک خادم کے سوا کوئی اور شخص نہ تھا اس وقت آپؒ گاؤتکیہ کی ٹیک لئے ہوئے بالکل خاموش تھے جیسے کسی اہم معاملہ پر غور فرما رہے ہیں۔ کچھ دیر تک اسی سکوت اور خاموشی کا عالم رہا۔ دفعۃً آپ ان مریض کی طرف مخاطب ہوئے اور بکمال شفقت رحیمانہ ان سے ارشاد فرمایا "مولوی صاحب ابھی آپ لڑکے ہیں۔ آپ نے دُنیا کا کیا دیکھا ہے؟" اور دہن مبارک سے پان کا اُلش اُن کو عطا فرمایا۔ جسے اُنھوں نے (اگرچہ وہ طریقت کے شخص نہ تھے اور پہلی بار حاضر ہوئے تھے) نہایت عقیدت وتعظیم کے ساتھ اُٹھا کر اور دونوں ہاتھ پھیلا کر لیا اور کھڑے ہی کھڑے اُسی وقت کھا لیا اسکے بعد آپؒ نے اُن سے کچھ کلام نہ فرمایا اور وہ اپنے بستر پر آکر سو رہے، صبح اُٹھے تو بالکل تندرست تھے نہ کھانسی تھی نہ بخار تھا، نہ سینہ کی تکلیف تھی، جائے ضرور کو گئے تو براز کے ساتھ خون کے جمے ہوئے کالے کالے ٹکڑے خارج ہوئے، بیماری اور ناتوانی اس طرح چلی گئی اور ایسی کایا پلٹ ہو گئی گویا از سر نو بطن مادر سے پیدا ہوئے اور کوئی مُرض اُنکو ہوا ہی نہ تھا، سب کچھ کھانے پینے لگے اور نئی زندگی لے کر یہاں سے نہایت شاداں فرحاں رخصت ہوئے۔

دق کے مریض کو صرف قدم چھونے سے آرام

ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک غریب مرید عرصہ سے دق میں مبتلا تھے جس طرح کہ کوئی ہرا بھرا درخت بہت جھڑ ہو کر اور سوکھ کر رہ جاتا ہے اس طرح سوکھ کر فقط ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ رہ گئے تھے، یعنی صرف پوست واستخوان باقی تھا۔ البتہ چہرہ ایسا ہی تھا جیسا کہ مریضان دق کا عموماً ہوا کرتا ہے، ایک طبی آدمی نے تمام علامات دیکھکر یہی خیال کیا کہ ان کا مرض دق تیسرے درجہ میں پہنچ چکا۔ یہ جوان آدمی

Marfat.com

تھے ۔ اگرچہ بلحاظ تدابیر ظاہری زندگی سے مایوس مگر رحمت الٰہی سے مایوس نہ تھے ۔ اور انھوں نے جس طرح بن پڑا اپنے آپ کو اس دربار سبحانی تک پہنچایا ۔ آپؒ نے اُنھیں دیکھا اور اس کے سوا کچھ نہ فرمایا کہ فلاں شخص رات کے وقت ان کے پاس رہا کریں تاکہ حوائج کی وجہ سے مریض کو تکلیف نہ ہو ۔ کم وبیش دو ہفتے وہ دربار شریف میں حاضر رہے نہ آپؒ نے اُن سے کچھ فرمایا نہ اُنھوں نے کچھ عرض کیا ۔ رات بھر تکلیف و ناتوانی میں کراہتے اور بےچین رہا کرتے ۔ کھانسی میں اتنا بلغم خارج ہوتا کہ اُگالدان بھر جاتے ۔ وہ صرف اتنا کرتے ۔ صبح کو یا جب موقع پاتے صرف قدم بوس ہو جایا کرتے ! ایک روز صبح کو دفعتاً کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کی کایا پلٹ ہو گئی ہے ۔ نہ مرض باقی ہے نہ کمزوری و ناتوانی ۔ گویا بیمار ہی نہ تھے ۔ اور اس کے ایک دو روز بعد وہ تندرست اور شاداں و فرحاں رخصت ہوئے تو خداوند قادر مطلق نے ان کی عقیدت اور ان پاک قدموں کی بدولت تیسرے درجہ کی دق سے اُن کو نجات بخشی ۔

مریض جذام کو شفا ازانجملہ یہ ہے کہ رنگون سے جذام کے بیمار کا ایک عریضہ بذریعہ ڈاک موصول ہوا کہ "غریب شخص ہوں اہل و عیال ہیں اور بسر زندگانی اور قوت لایموت کا ذریعہ صرف ملازمت سرکاری ہے ۔ حالت یہ ہے کہ جذام میں مبتلا ہوا ، اب رخصت پر ہوں ، ہر طریقہ کا علاج کر دیکھا کسی تدبیر کو سودمند نہ پایا ۔ اس حال میں اگر نوکری پر جانا پڑا تو ملازمت سے برخاستگی و موقوفی کا خوف ہے کہ امراض متعدی کے ایسے بیمار دفاتر سرکاری سے نکال دیے جاتے ہیں ۔ تاکہ دوسرے لوگ مبتلا نہ ہو جائیں ۔ پس اگر ملازمت گئی بسر زندگانی کا واحد سہارا گیا اسکے بعد میں ہونگا اور مصیبت و تباہی خانماں ہوگی ۔ عرصہ ملازمت پنشن کے قابل بھی نہیں کہ آدھی چوتھائی پنشن ہی حاصل ہو سکے ۔ اتنی توفیق و دسترس نہیں کہ خود حاضر ہوتا ۔ ناچار عریضہ پیش کیا ہے اور رحم و کرم خسروانہ سے التجائے دعا ہے ۔" اس دردناک مضمون کو سُنکر آپؒ نے بکمال رحم فرمایا (اس رحم کے صدقے!) "اس بیچارے کے لئے ہم کیا کریں بابا اللہ ہم کیا کریں ۔" ایک خادم سے فرمایا "سامنے جو انبہ کا درخت ہے اُس کا ایک پتہ توڑ لاؤ ۔" پھر آم کے درخت کا یہ پتہ دستِ مبارک میں لیکر چند بار ملا ، نہ کچھ پڑھا ، نہ پڑھ کر کچھ دم کیا ۔ اور آم کا یہ پتہ دونوں دست مبارک سے اس طرح مل دل کر خادم کے حوالہ کر دیا کہ "یہ پتہ خط میں رکھ کر بھیج دیا جائے ۔ اور لکھ دیا جائے کہ اس میں سے تھوڑا تھوڑا چند کالی مرچوں کے ساتھ پیسکر ہر روز پی لیا کریں ۔" ارشاد کی تعمیل کی گئی تین ہفتہ سے زیادہ عرصہ منقضی نہ ہوا تھا کہ رنگون سے اس مریض کا خط آیا " الحمد للہ بالکل تندرست ہوں ، تمام جسم کندن ہو گیا ۔ آثار مرض میں سے کچھ باقی نہ رہا ۔ اگر میں اپنی کھال کی جوتیاں بنوا کر پیش کروں جب بھی میری طرف سے اس احسان کا شکر ادا نہ ہوگا !!"

لاعلاج بیماریاں واضح ہو کہ سِل اور دق اور جذام وغیرہ امراض لاعلاج مانے گئے ہیں ۔ طب قدیم ہو یا نیا میڈیکل سائنس دونوں ان امراض کے علاج میں عاجز و درماندہ ہیں ۔ اگر اس دربار عالی میں ایسے ایسے مریض اچھے ہوتے رہے کہ جن کی حالتیں یاس و نا اُمیدی کا انتہائی درجہ قبول کر چکی تھیں ۔ اور یہ فقیر چند چشم دید واقعات لکھتا ہے جو

Marfat.com

بیان کیے گئے۔ ورنہ قدرت کاملہ الہیہ کے بیشمار کرشمے ہیں جو یہاں روز و شب کے حالات تھے۔ ایک دریائے رحمت تھا جو یہاں سالہا سال موجزن رہا۔ آہ! کیا کیا کرشمے قدرت خداوندی کے تھے کہ ان آنکھوں نے دیکھے اور ان کانوں نے سُنے۔ لا عین رأت ولا اذن سمعت۔

درد فوراً جاتا رہا ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مرید بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے پاؤں میں چوٹ آگئی چلنا پھرنا دشوار ہوگیا۔ ایک روز خانقاہ شریف کے باہر رفع حاجت کے لئے جاتے ہوئے اپنے آپ کو گھسیٹ رہا تھا کہ حضرت قبلہؒ کی نظر مبارک پڑگئی، پوچھا "کیا درد ہے اور کہاں ہے؟" عرض کیا۔ اُس ایڑی میں درد ہے" آپؒ نے کھڑے کھڑے اپنے قدم پاک کے انگوٹھے اور انگلیوں سے مقام درد کو مَس کیا اور کلا فوراً درد جاتا رہا۔

ایک اشارہ سے درد کا دور ہوا ازانجملہ یہ ہے کہ ایک اور خادم نے کہا۔ مجھے ایک پیر بھائی نے یہاں سے ۲ میل کے فاصلہ پر اپنے مکان میں مدعو کیا تھا۔ وہاں سے پیدل چلکر ۲ میل کا فاصلہ طے کیا اور خانقاہ مبارک میں حاضر ہوا برسات کا زمانہ تھا بنگال کی برساتی زمین میں چلنے کی عادت نہ تھی اس لئے ایک مقام پر پاؤں رپٹ گیا۔ اور پاؤں میں ضرب آگئی، اچھی خاصی تکلیف تھی۔ مگر برداشت کرلی گئی۔ عرض نہیں کیا کہ یہ تکلیف ہے۔ اُسی روز کا واقعہ ہے کہ مجلس مبارک سے اُٹھکر چلنے میں بیساختہ اور بے اختیارانہ کیفیت تکلیف ظاہر ہوگئی۔ ملاحظہ فرماتے ہی آپؒ نے نہایت کرم و شفقت سے فرمایا "کیا تمھارے پاؤں میں تکلیف ہے؟" عرض کیا "جی ہاں!" ایک لمحہ آپؒ نے سکوت فرمایا۔ بس آپؒ کا خیال فرمانا تھا کہ پھر تکلیف کہاں تھی، معلوم بھی نہ رہی۔ ایک چشم زدن میں بالکل آرام ہوگیا۔

ترقی بصارت ازانجملہ یہ ہے کہ نواب وقار الملک کی بیگم صاحبہ نے التجائے دعا کی کہ بڑھاپے کے سبب میری نگاہ بہت کمزور ہوگئی ہے عینک سے بھی اب خاطر خواہ کاربراری نہیں ہوتی۔ آپؒ نے ان کی آنکھوں پر دم فرمایا۔ لعاب دہن ڈلا اور سادہ سرمہ پر دم کردیا کہ اسے آنکھوں میں لگاتی رہیں۔ چند ہی روز میں اُن کی بصارت بہت بہتر ہوگئی اور چشمہ کی ضرورت اور عادت جاتی رہی۔ آپؒ اکثر مریضان چشم کو کپڑے کا ٹکڑا دم کرکے دیدیا کرتے تھے کہ آنکھوں پر لگاتے رہیں اور خواہ آشوب دردِ چشم ہوتا، خواہ ضعف بصارت حتیٰ کہ نزول الماء و موتیابند ہوتا یا آنکھوں کوئی اور عارضہ بفضلہ تعالیٰ آرام ہوجاتا تھا۔

بستہ آواز کا کھلنا ازانجملہ یہ ہے کہ غازی پور میں ایک مسماۃ آپؒ کے حجرہ کے باہر آکر کھڑی ہوگئیں۔ ایک مرد اُن کے ساتھ تھا جس نے عرض کیا کہ اس بیچاری کو بستگی گلو کی زحمت ہے، حلق بند ہوگیا۔ بول نہیں سکتی۔ دعا فرمائی جائے آپؒ نے اپنا رومال عطا فرمایا کہ اسے مریضہ کے گلے میں باندھ دیا جائے۔ اور جب آواز کھلجائے۔ اور مریضہ بولنے لگے تو واپس کردیا جائے، وہ عورت اور اُس کا ساتھی دونوں چلے گئے۔ چند گھنٹے نہ گذرے تھے کہ عورت کا ساتھی آیا اور رومال پیش کرکے اطلاع عرض کی کہ وہ مسماۃ اچھی ہوگئیں، بولنے لگیں اور کئی روز کی اس تکلیف سے بالکل نجات پائی!

Marfat.com

تپ ولرزہ سے نجات ازانجملہ یہ ہے کہ مولوی مبین الحق صاحب کے بھائی حاضر ہوئے جنھیں تکلیف جاڑے بخار کی تھی۔ آپؒ نے دریافت فرمایا کیا حال ہے؟" عرض کیا کہ "جاڑے بخار میں مبتلا ہوں" بہ تبسم ارشاد ہوا "جوان آدمی ہو گیا جاڑا کیا بخار!" اور پھر ان کے سینہ پر دستِ مبارک سے آہستہ آہستہ چند ضرب لگا کر فرمایا "جاؤ ہم نے دُعا کی" بس اُسی دن وہ اچھے ہو گئے، پھر جاڑا بخار نہ ہوا۔ اس قسم کے واقعات اس دربار شریف میں روزمرہ کی معمولی باتیں تھیں

بیمار کیلئے ایک پھل بھیجدیا ازانجملہ یہ ہے کہ صاحب میاں کالی پور میں علیل ہوئے جب علالت کا سلسلہ دراز ہوا تکلیف مرض کے حالات برابر عرض کراتے رہے۔ ایک دن دریائے رحمت موجزن ہوا۔ کوئی پھل سامنے تھا۔ ایک خاص خادم سے ارشاد ہوا کہ یہ پھل لے جاؤ اور صاحب میاں کو جاکر کھلا دو۔ بس اس پھل کا کھانا تھا کہ بیماری غائب ہو گئی۔ اور نہایت توانائی اور تندرستی آگئی۔

مریضۂ جنون کو شفا ازانجملہ یہ ہے کہ ایک بار آپ اعظم گڈھ تشریف لے گئے۔ یہاں ایک معزز خاندان کی خاتون عرصہ سے مبتلائے مرضِ جنون تھیں۔ اُن کے جنون اور حرکاتِ جنون سے گھر بھر عاجز و پریشان تھا۔ آپؒ سے عرض کیا گیا تو آپؒ نے دیکھکر فرمایا کہ "یہ تو پاگل ہیں (آسیب زدہ نہیں ہیں جیسا کہ اس گھر کی عورتوں کا خیال تھا) پانی لے آؤ ہم دَم کردیں گے۔ اس پانی سے ان کا مُنہ دُھلوایا جائے اور اسی پانی کے مُنھ پر چھینٹے دیے جائیں، اور باقی پانی ان کو پلا دیا جائے۔" فرمان کی تعمیل کی گئی، اور رحمتِ الٰہی نے اس مریضہ کو مرضِ جنون سے شفائے کلی عطا فرمائی۔ نہایت توانا تندرست ہو گئیں، بارہ ۱۲ برس سے اولاد نہیں ہوئی تھی اب اولاد بھی ہو گئی۔

مجنون و آسیب زدہ بیمار کوئی دن بھی خالی نہیں جاتا تھا جبکہ دس بیس یا اس سے بیش و کم ہر قسم کے مریض اور پاگل اور وہ بیمار جنھیں لوگ یہ خیال کرتے کہ آسیب زدہ ہیں حاضرِ خدمت نہ ہوتے ہوں۔ آپؒ کسی کو پانی دَم کر کے دیدیتے تھے اُسکے پینے سے شفا ہو جاتی تھی اور کسی کو سادہ کاغذ کا ٹکڑا تہ کر کے اور اُس پر درود شریف دَم کرکے دیدیا کرتے تھے۔ اور یہ پیغام شفا ہو جاتا تھا۔ کوئی آسیب زدہ ہوتا تو اُسے یہ ارشاد ہوتا کہ اپنی جگہ بیٹھے رہو، صرف ہمیں دیکھتے رہو وہ ایسا کرتا اور اُسی وقت اچھا ہو جاتا۔ ایک آسیب زدہ حاضر ہوا۔ آپؒ نے اپنی کلاہ مبارک کو تہ کر کے اسکے سامنے رکھا اور اس سے کہا کہ اسے دیکھو۔ جونہی اس نے اس طرف نظر جمائی آپؒ نے ہلکے ہاتھ سے ایک طمانچہ اس کے رخسار پر مارا اور یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری ہوئے "بھاگ جا۔ چلا جا۔" اور یہ شخص اُسی وقت اچھا ہو گیا۔ اور کبھی مبتلا نہ ہوا۔ اس قسم کے بیشمار واقعات ہیں جو ہمیشہ ظاہر ہوتے رہے اور ایسے ایسے مریضوں کو شفا ہوتی رہی کہ ڈاکٹروں و طبیبوں کے جواب پائے تھے۔

علتِ جا کو آرام ازانجملہ یہ ہے کہ ماہرہ میں پیارے میاں کی والدہ جو نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین مرحوم سابق سکریٹری علیگڈھ کالج کی علاتی بیٹی تھیں علتِ رجا میں کئی برس سے مبتلا تھیں۔ حکیم اجمل خانصاحب مرحوم اور ڈاکٹر انصاری صاحب کا علاج ہوتا رہا۔ دہرہ دون میں اکسریز سے فوٹو بھی لئے گئے اور قدیم و جدید سب طرح کے

Marfat.com

معالجہ کر لئے گئے۔ آرام نہ ہوا حکیم صاحب مرحوم کی رائے ہوئی کہ یہ مرض لا علاج ہے اور نواب وقار الملک سے
کہہ بھی دیا کہ اب دوا کا کام نہیں رہا دعا کی ضرورت ہے۔ کسی بزرگ کی تلاش کیجائے اور اُن سے دعا کرائی جائے
نواب صاحب اور حکیم صاحب یہ دونوا کابرین ملت اسلامی معتقدات میں نہایت پختہ اور کرامات حضرت اولیاء
اللہ کے قائل و معتقد تھے۔ مریضہ نے جب دیکھا کہ کسی علاج سے نفع خاطر خواہ نہیں ہوتا تو پیارے میاں
اپنے لڑکے اور مظاہر الاسلام اپنے حقیقی بھائی کے ساتھ ہمارے حضرت قبلہ رض کی خدمت میں حاضر ہوگئیں
اور ان کے بڑے بھائی حکیم شمس الاسلام مرحوم اسی بارگاہ کے خادم تھے اور وہ بھی اسی بارگاہ سے ارادت کا
سلسلہ رکھتی تھیں اور اب ان کے لئے چارہ کار یہی باقی تھا کہ دوائیں کام نہیں کرتی ہیں۔ اور دعا ہی بس آخری
سہارا ہے۔ جب وہ دربار شریف میں حاضر ہوگئیں تو اُن کو اندرون محل سرا کے ایک کمرے میں ٹھہرایا گیا جس کا
اتصال والحاق باہر کے ایک کمرہ سے تھا۔ تاکہ اندر وہ رہیں اور باہر کے اس کمرہ میں اُن کے برادر بھائی اور بیٹے
ہیں۔ یہ عُرس کا زمانہ تھا جب ہجوم خلائق کم ہوگیا تو ایک روز اُن پر کرم ہوگیا اور آپ رض نے دعا فرمائی اور بفضلہ
تعالیٰ اُسی وقت سے اُنھیں کامل صحت شروع ہوگئی۔ ادرار کہ ماہانہ معمول نسواں ہے کئی سال سے موقوف
تھا۔ یہ ادرار خون ماہواری دوسرے دن سے جاری ہوگیا اور ان کا پیٹ (جو مشابہ حمل کئی سال سے چلا آرہا تھا
بکا اور بالکل صاف ہوگیا۔ اور آثار مرض سے کوئی علامت باقی نہ رہی، قوت و توانائی بھی آگئی اور وہ تندرست
و بامراد اپنے مکان چلی آئیں۔ نواب صاحب اُن کو لیکر ایک بار پھر دہلی آئے تاکہ حکیم صاحب ورڈاکٹر صاحب
کو دکھا کر طبی معائنہ سے طمانیت کلی مریضہ کی بابت حاصل کریں۔ دونوں صاحبوں نے دیکھا اور کہا کہ اب کوئی
مرض نہیں ہے۔ حکیم صاحب مرحوم کو چونکہ حضرات اہل اللہ اور فقرا کے ساتھ ہمیشہ سے لگاؤ تھا۔ اُنھوں نے
تفصیل کے ساتھ حالات معلوم کئے کہ یہ شفاء مریضہ کو کہاں سے اور کیونکر حاصل ہوئی۔ اس کے بعد جوں جوں
اس بارگاہ عالی کے حالات حکیم صاحب مرحوم کو معلوم ہوتے رہے ہمارے حضرت قبلہ رض کے ساتھ ان کی عقیدت
و ارادت بڑھتی گئی۔ یہ مسماۃ بالکل تندرست رہیں اس مرض کا پھر اعادہ نہ ہوا۔ ان کی آخری زندگی کا حال
ان کے بھائی مظاہر الاسلام اور ان کے بیٹے پیارے میاں کا جہاں ذکر ہے وہاں بیان کیا گیا ہے (یعنی صفحہ میں)
ہیضہ کی دوا خواب میں بتا دی گئی | ازانجملہ یہ ہے کہ مولوی حفاظت الرحمن خاں بی اے۔ ایل ایل بی وکیل کہ ہمارے حضرت رض
کے داماد ہیں بیان کرتے ہیں کہ۔ جب میں کاس بازار میں پریکٹس کرتا تھا اور اہل و عیال بھی ساتھ تھے ایک بار اتفاق
کاس مقام میں ہیضہ پھیل گیا اور موت کا بازار گرم ہوگیا میری اہلیہ صاحبہ کو بھی ہیضہ ہوا۔ میں نے دہر ڈاکٹر کو بلایا
اور ڈاکٹری علاج شروع کیا اُدہر فوراً حضرت قبلہ رض کی خدمت میں تار سے خبر روانہ کی کہ مجھے یہ تردد پیش آیا اور شہر میں
یہ حالت ہے۔ جواب تار سے عطا ہوا کہ تردد نہ کرو، ہم دعا کرتے ہیں۔ لیکن مرض کا حملہ بہت سخت تھا حالت نازک

نازک تر ہوتی چلی گئی ڈاکٹر نے میری خاطر سے کہا کہ حالت مایوسی کی اگرچہ نہیں ہے مگر نازک و اندیشناک ضرور ہو چکی ہے۔ قے اور دست برابر جاری تھے اور علاماتِ ردیہ ظاہر ہو رہی تھیں، اسی پریشانی اور اضطراب کی حالت میں ایسا محسوس ہوا کہ آنکھوں میں نیند چلی آرہی ہے، پلنگ پر جاکر ذرا کی ذرا لیٹا ہی تھا کہ سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضورؒ کی خدمت پاک میں حاضر ہوں، آپؒ نے ایک ہومیو پیتھک دوا کا نام لے کر فرمایا کہ تم یہ دوا کیوں نہیں دیتے اُسی وقت آنکھ کھل گئی ہومیو پیتھک ادویات کا بکس ساتھ رکھتا ہوں کتاب میں اس دوا کے افعال و خواص کو پڑھا۔ مگر وہ دوا ہیضہ کیلئے نہ تھی تاہم میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب یہ ہی دوا مریضہ کو استعمال کرانی ہے۔ یہ محل اپنی رائے کو دخل دینے کا نہیں ہے۔ بس میں نے یہ ہی دوا خدا کا نام لیکر دی اور اس نے یہ کرشمہ دکھایا کہ قے کے ساتھ کیڑوں کی ایک تھیلی خارج ہوئی اور مریضہ کو فوراً ہی نیند آگئی۔ ڈاکٹر آیا اور یہ کہکر کہ مریضہ کو اب جگایا نہ جائے چلا گیا۔ یہ صبح آٹھ بجے کا وقت تھا۔ وہ آٹھ بجے سے سوئیں تو شام کو بیدار ہوئیں۔ بفضلہ تندرست تھیں کہا بہت بھوک معلوم ہوتی ہے! دوا کیا تھی انفع کیا ہوا، آپؒ ہی کی دعا کا کرشمہ تھا کہ میری اہلیہ کو خدا نے موت کے چنگل سے چھڑایا۔"

جانوروں کو بلائے عظیم سے نجات از انجملہ یہ ہے کہ ایک بار قرب وجوار کے قصبات اور دیہات کے اندر گائے بیل اور بکریوں اور جانوروں میں وبا پھیل گئی، چوپائے چارہ نہ کھاتے تھے اور پیٹ پھول پھول کر ہلاک ہو جاتے تھے کچھ سے لوگ حضرتؒ کی خدمت میں آئے کہ ہم غریب تو مرے دعا فرمائی جائے خدا اس بلا سے نجات دے۔ فرمایا کوئی چیز جو چارہ کی قسم سے ہو مثلاً گھاس یا درختوں کی شاخیں یا پتے یا نمک لے آؤ! لوگ لے آئے آپؒ نے دَم کر دیا اور ارشاد فرمایا "کہ جانوروں کو تھوڑا تھوڑا کھلا دو۔ بس کھانا تھا کہ خدا کے حکم سے سب جانور اچھے ہو گئے اور قصبات و دیہات کے جانوروں کی یہ وبائے عام ایسی غائب ہوئی کہ نام و نشان نہ رہا۔

ایک مریض درد قولنج از انجملہ یہ ہے کہ ایک شخص کو درد قولنج کا دورہ ہوا کرتا تھا۔ حاضر ہو کر خواستگار دعا ہوئے آپؒ نے اُن کے پیٹ پر قدم مبارک رکھکر فرمایا۔ "تمھارے پیٹ میں جب گرمی کا احساس پیدا ہو جائے ہم سے کہدینا ہم اپنا پاؤں ہٹالیں گے۔" مگر گرمی محسوس ہونے پر بھی وہ چپ چاپ رہے ہدایت کی تعمیل نہیں کی جس کا اثر یہ ہوا کہ بیہوش ہو گئے۔ اُن کے سر پر پانی ڈالا گیا تب ہوش میں آئے اور لوگوں سے بیان کیا کہ پیٹ میں ایسا معلوم ہوا کہ آتش تنور بھڑک اُٹھی۔ مگر ادب کے خیال سے خاموش رہا۔ اس دن کے بعد پھر انھیں درد قولنج نہیں ہوا۔ خدا نے آپ کے قدم پاک کی برکت سے ہمیشہ کیلئے اچھا کر دیا۔

لعابِ دہن میں شفا تھی از انجملہ یہ ہے کہ مولوی مبین الحق صاحب نے کہا کہ "ایک دفعہ ناگہانی حادثہ پیش آیا اور **ضربتِ چشم سے تڑپ اُٹھا** آنکھ پر ایسی چوٹ آئی تھی کہ خون جاری ہو گیا۔ خدمت پاک میں اپنے آپ کو پیش کیا

Marfat.com

آپؒ نے اُس زخم رسیدہ آنکھ پر لعاب دہن پاک لگا دیا فوراً آرام و سکون نصیب ہوا اور کسی دوا اور کسی تدبیر کے بغیر محض لعاب دہن مبارک کی برکت سے بفضلہ اچھا ہو گیا۔"

دہلی میں ایک مریضہ کو بستر مرگ پر شفا

از انجملہ یہ ہے کہ حضرت قبلہؒ کا ایک خادم دہلی سے بہ قصد حاضری دربار شریف، اس حالت میں چلا کہ اس کی والدہ کو انھیں دنوں میں علالت طویل سے نجات نصیب ہوئی تھی مگر ناتوانی بہت تھی اور عارضہ کا اثر باقی تھا جب یہ خادم حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا تو کچھ عرصہ بعد دہلی سے پے در پے اطلاعیں آئیں کہ تمہارے جانے کے بعد یکایک والدہ کی علالت نے اشتداد قبول کر لیا۔ اب اُن کا ہر وقت تم میں ہی دھیان ہے، اور کہتی ہیں کہ فوراً آؤ، میری ایک ہی اولاد ہے، آخری وقت میں افسوس کہ وہ بھی موجود نہیں۔ اس قسم کے دردناک خط برابر آتے رہے۔ ماں کی یہ حالت اور بیٹا ڈیڑھ ہزار کوس کے فاصلہ پر! ظاہر ہے کہ اس شخص کے قلب کا کیا حال ہو گا۔ مگر بپاس ادب حضرت قبلہؒ کی خدمت میں کچھ عرض نہ کیا، کہ جو مناسب اور قرین مصلحت ہو گا خود ہی حکم ہو جائے گا، اس پریشانی میں کئی روز گذر ے۔ حضرت قبلہؒ بھی خاموش تھے اور یہ خادم بھی حکم کے انتظار میں چپ تھا کہ ایک دن بعد نماز ظہر آپؒ نے اس خادم کو طلب فرما کر یوں ارشاد فرمایا۔ "ہم نے ایک بار کسی دینی ضرورت سے سفر کیا تھا (لکھنؤ یا کسی دوسرے مقام کا نام لیا)، وہاں تھے جو ہمیں اطلاع ملی کہ ہماری والدہ سخت بیمار ہیں نازک ور انتہائی حالت ہے، ہم نے سوچا مکان چلے جائیں یا ابھی ٹھہریں، سفر کا مقصد پورا ہو جائے اُس وقت مکان جائیں ور ہم نے لوگوں سے کہا کہ ہم ایسا سوچ رہے ہیں، شاید ہم اسی وقت (خدمت والدۂ ماجدہ کے خیال سے) مکان چلے جائیں گے لیکن ہمارا اُس وقت گھر جانا نہ ہوا۔ کام پورا ہو گیا اُس وقت جانا ہوا۔ اور مکان جا کر ہم نے اپنی والدہ ماجدہ کو تندرست پایا!" لفظ "تندرست" کو آپؒ نے کچھ اسطرح زور دیکر زبان پاک سے ادا کیا کہ اس خادم کے قلب مضطر کے لئے یہ لفظ ایک "پیغام شفا" ہو گیا۔ دفعتہً ایسا معلوم ہوا کہ غم کا بادل پھٹ گیا اور ایک ناقابل بیان سرور و سکون کا عالم طاری ہوا اور دل نے کہا، اب کامل یقین ہے کہ میں بھی مکان جا کر اپنی والدہ صاحبہ کو 'تندرست' پاؤں گا اگر ایسا نہ ہوتا تو اس دربار رحمت سے میرے لئے یہی حکم ہوتا کہ جاؤ اور آخری خدمتِ والدہ کی سعادت حاصل کرو اور ایسا ہی ظہور میں آیا کہ اس واقعے کے ڈیڑھ دو ماہ بعد جب مجھے رخصت فرمایا گیا اور میں دہلی خدمت والدہ میں حاضر ہوا اُنھیں تندرست پایا۔ اور دس بارہ سال پہلے اُن کی جیسی عمدہ صحت تھی ایسی صحت میں اُنھیں دیکھا، اُن کے قدموں سے اپنی آنکھیں ملیں، اُنھوں نے سر کو اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور یہ فرمایا کہ "تمہارے جانے کے بعد میرا عجب حال ہوا بس ایک دَم تھا جو تمہارے دیکھنے کو آنکھوں میں اٹکا ہوا تھا۔ کفن دفن کا سامان ہو گیا تھا، اور سب کا یہی خیال تھا کہ آج انھیں شام نصیب ہو گی، جسم کے روئیں روئیں میں درد تھا، اور سوزش تھی ہاتھ پاؤں کے ناخن نیلے پڑ گئے تھے کہ اس دن ظہر کے وقت ایسا معلوم ہوا کہ یکایک کوئی شے آسمان سے نازل ہوئی پہلے قلب میں ٹھنڈک آئی پھر یہ ٹھنڈک تمام

Marfat.com

جسم میں پھیل گئی۔ اور ایسی راحت و تسکین نصیب ہوئی کہ اب میں اسے کیونکر ظاہر کروں۔ بس اُسی وقت سے میں نے اپنے تئیں بالکل تندرست پایا۔ شام تک ایسی قوت آگئی کہ اُٹھ کر چلنے پھرنے لگی۔ زندگی تھی کہ بچ گئی اور خدا کا شکر ہے کہ تمھیں دیکھ لیا۔" یادداشت سے مقابلہ کیا گیا تو یہ وہی دن اور یہ وہی ظہر کا وقت تھا جبکہ اس خادم کو تندرستیٔ والدہ کی بشارت دی گئی تھی۔ اس واقعہ کے بعد اس خادم کو دوسری بار بفضلہ تعالیٰ حاضری نصیب ہوئی تو خادم سے حضرتؒ کا کلام اولین یہ الفاظ تھے "کیا تم نے یہاں سے جا کر اپنی والدہ کو تندرست پایا تھا!" یہ فرمایا اور آپ آبدیدہ ہو گئے۔ یہ لفظ "تندرست" نہ تھا ایک لفظ کن تھا جس نے قدرت الٰہیہ کا اس خادم کی بوڑھی اور قریب بموت والدہ کے بستر مرگ پر کرشمہ ظاہر کیا اور ایک شان "کن فیکون" کا جلوہ دکھایا اور گویا مردہ کو زندہ فرمایا؎

تا شنیدم قم باذنی از لبش کردم یقیں + می شود پیدا بہر عہدے مسیحائے دگر

احیائے موتیٰ

مُردوں کے زندہ ہونیکے واقعات

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید　　　　کہ ز انفاس خوشش بوئے کسے می آید

مجذوب کے مارا خدا نے جلایا — از انجملہ یہ ہے کہ ایک لڑکا جس کا نام بخشا تھا اور یہ جناب مولوی مستفیض الرحمٰن خاں صاحب ایم اے ڈپٹی مجسٹریٹ کا خدمتگار تھا ڈپٹی صاحب کے ساتھ دربار شریف میں حاضر ہوا۔ زمانہ ہمارے دادا حضرت قدس سرہٗ کے عرس کا تھا اور ہزاروں زائرین و حاضرین کا ہجوم تھا۔ یہ لڑکا ادھر اُدھر گشت کر رہا تھا کہ دربار شریف کے ایک فقیر سے جو اس زمانہ میں مجذوب ہو گئے تھے اس کا آمنا سامنا ہو گیا۔ لڑکے نے مجذوب کو دیکھا اور مجذوب نے لڑکے کو یکایک مجذوب نے لڑکے سے کہا۔ کہو لا الٰہ الا اللہ! لڑکا فقیر کا مُنہ دیکھنے لگا اپنے مُنہ سے کچھ نہ بولا۔ مجذوب کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ لڑکے کو خاموش دیکھکر دفعتہً وہ بگڑ بیٹھا اور پوری قوت و شدت کے ساتھ لکڑی کی دو ہتّی لڑکے کے سر پر ایسی رسید کی کہ بیچارہ کا سر کھل گیا۔ سر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا اسانس کی آمد و رفت تھوڑی دیر تک تو رہی اس کے بعد غیر محسوس ہو گئی مثل مردہ کے ہو گیا اس حادثۂ ناگہانی نے لوگوں میں ایسا تہلکہ برپا کر دیا گویا کہ ایک زلزلہ آ گیا۔ مگر دیوانے نے اس طرف تو یہ حرکت کی دوسری طرف کچھ ہوش آ گیا بر دیوانہ بکار خویش ہوشیار۔ اس نے یہ کیا کہ حجرۂ شریف کی جانب دوڑ گیا اور اپنے آپ کو حضرتؒ کے قدموں میں ڈالدیا۔ اس عرصہ میں دوسرے لوگ بھی پہنچ گئے اور اس حادثہ کی خبر گوش گذار کی۔ آپؒ نے آنکھیں بند کر لیں تھوڑی دیر سکوت فرمایا اور پھر لوگوں سے ارشاد فرمایا۔" اس لڑکے کے سر کو پٹی سے باندھکر پھر اسے کسی اندھیرے مقام میں

Marfat.com

لیجاؤ۔ وہاں اسے لٹا دو انشاء اللہ عالمِ غیب سے مداوا ہوگا!" لوگ دوڑ پڑے جھٹ پٹ یہ کام کیا کہ سر کی دونوں قاشیں ملا کر (جیسی بھی مل سکیں) ٹھنڈے پانی میں کپڑا بھگو کر اس کپڑے کی کس کر پٹی باندھ دی اور ایک اندھیرے حجرے میں ہاتھوں ہاتھ لیجا کر لٹا دیا اور دروازہ حجرہ کا بند کر دیا۔ اس تمام عرصہ میں سب نے یہی دیکھا کہ اُس کے سانس کی حرکت قطعی غیر محسوس ہے، اس کے بعد چند لمحات گذرے تھے کہ لڑکے کے کراہنے اور رونے کی آواز سُنائی دی، اور اطمینان کی خاطر کہ یہ آواز اسی لڑکے کی آواز ہے حجرہ کا دروازہ کھولا تو لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ لڑکا زندہ ہے، اور نہ جانے کس کس کو آواز دیتا اور پُکار رہا ہے۔ اسی اندھیرے مکان میں آپؒ کا ارشاد کے موافق لڑکے کو رکھا گیا، اور اُس کا "عالمِ غیب سے مداوا" ہوا اور اس مقام سے صحتیاب ہو کر وہ باہر آیا سبحان اللہؐ

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ۔۔۔ دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

تالاب میں ڈوب کر مرا اور زندہ ہو گیا ازانجملہ یہ ہے کہ خادم علی اور حافظ مقبول احمد صاحبان بیان کرتے ہیں کہ دربار شریف سے تھوڑے فاصلہ پر ایک لڑکا (جسکی عمر غالباً ۱۱، ۱۲ سال تھی) تالاب میں ڈوب کر مر گیا تھا یہاں آکر زندہ ہو گیا۔ اس اہتمام بالشان واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ یہ لڑکا دن بھر گھر سے غائب رہا۔ تلاش کیگئی اور نہیں ملا، تو اس کے اقارب نے سمجھا کہ گھر سے بھاگ کر کہیں چلا گیا ہے، تلاش و جستجو کرتے رہے یکایک خبر آئی کہ اس لڑکے کی لاش تالاب پر تیرتی ہوئی دیکھی گئی ہے۔ اب ایک ماتم تھا اور یہ گھر تھا۔ کچھ دیر بعد خیال تجہیز و تکفین پیدا ہوا اور کسی نے کہا کہ لاش کو معائنہ اور رپورٹ کی غرض سے پہلے پولیس اسٹیشن لیجانا ہوگا اس کے بعد دفن کیا جائے گا لیکن لڑکے کی ماں نے کہا اور اصرار کیا کہ لوگ پہلے اسے دربار عالی ہمارے حضرتؒ کی خدمت میں لیجائیں اور رحم و کرم اور دُعا کے طالب ہوں، اس کے بعد جو آپ لوگوں کا جی چاہے وہ کام کریں۔ لہذا لوگوں نے یہ لاش چارپائی پر ڈالی اور چارپائی کندھوں پر اُٹھائی اور اس طرح یہ جنازہ خانقاہ شریف میں لایا گیا حضرتؒ کی خدمت میں اطلاع پیش کی گئی اور لڑکے کی ماں نے جو درخواست کی اُسے عرض کیا گیا۔ آپؒ اُس وقت حجرۂ مبارک میں تھے باہر تشریف لے آئے اور اس لڑکے کو ایک نظر دیکھا اور اس کے پیٹ پر قدم پاک رکھکر ذرا دبایا اور ارشاد فرمایا: "اس کے پیٹ میں پانی بھر گیا ہے (نیچے کے پاؤں اوپر کر کے) اسے اُلٹا کر دو، اور گھماؤ۔ اور چکر دو تاکہ جو پانی پیٹ میں بھر گیا ہے نکل جائے"۔ لوگوں نے لاش کو اُلٹا کر دیا اور چکر دیا۔ پیٹ اور منہ اور ناک سے خوب پانی نکلا آپؒ نے فرمایا: "بس اب لٹا دیا جائے!" یہ کہکر اس مقام سے تشریف لے گئے اور چادر مبارک عطا فرمائی کہ لڑکے کے اوپر ڈالدی جائے۔ اس فرمان کی تعمیل کیگئی اور لوگ خانقاہ شریف میں ایک جگہ پر جا کے بیٹھ گئے لیکن نظر لڑکے کی طرف تھی، یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ لڑکے میں سانس کی ایک فوری اور ناگہانی حرکت پیدا ہوئی ناک کے پاس روئی کو رکھکر دیکھا تو روئی نے سانس کی حرکت کا پتہ دیا۔ اب اس وقت ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی خوشی اور

Marfat.com

وارفتگی کا کیا عالم ہوگا جن کا مردہ قدرت الٰہی سے زندہ ہوا۔ دوڑے اور حضرتؒ کے قدموں پر تلے اوپر جا گرے۔ آپؒ نے فرمایا "لڑکا اچھا ہو جائے گا۔ اس کے پیٹ میں پانی بھر گیا تھا" پھر اس غرض سے کہ "احیائے موتیٰ" کا راز فاش نہ ہو جائے حاضرینِ خدمت اور غلامانِ بارگاہ کے سامنے "قضائے مبرم" اور "قضائے معلق" پر تقریر فرماتے رہے تاکہ خیالاتِ عامہ دوسری سمت منتقل ہو جائیں۔ یعنی موت دو قسم کی ہے۔ مبرم اور معلق "اس لڑکے کا زندہ ہو جانا معلق موت کے قبیل سے ہے۔ نہ از قبیل مبرم" اس قسم کی باتیں اخفائے کرامت کی غرض سے فرماتے رہے اسکے بعد یہی جنازہ جو لوگوں کے کندھوں پر آیا تھا اب برات کے دولہا کی طرح ایک عالم مسرت و شادمانی کے ساتھ اس بارگاہ سے رخصت ہوا۔ اس واقعہ کا چرچا پھیلنے لگا کہ ایک مردہ کیونکر حضرتؒ کی ٹھوکر سے زندہ ہو گیا۔ تب آپؒ نے خاص خاص لوگوں کو بلا کر ارشاد فرمایا "**ایسے واقعات کا چرچا ہماری زندگی میں نہ کیا جائے!**" پھر کس کی مجال تھی سب مُہر بلب اور ساکت ہو گئے۔ یہ لڑکا ۱۳۴۲ھ تک زندہ تھا۔ (اسکے بعد کا حال معلوم نہیں)

تواضع ایک عادت شریف تھی ایسے نادر الوجود اور عظیم الشان واقعات قدرت کاملہ الٰہیہ کے ظہور میں آتے تو عادت شریف تھی کہ تواضعاً یا اخفائے کرامت وغیرہ کی غرض سے ذیل کے الفاظ ارشاد فرماتے:۔ "ہم مردہ، ہمارہ پروردگار زندہ ہے سب کچھ اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ ہم مثل اُس کے ایک آلہ اور ہتھیار کے ہیں وہ بے چون و بے چگون جو چاہتا ہے چون و چگوں کے ذریعہ سے اپنی قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔ لوگ ظاہر میں بے چون و بے چگوں کو نہیں دیکھتے ہیں تو ہمیں سمجھتے ہیں (کہ ہم نے کیا) ہمارا ظاہر و باطن میں کچھ اختیار نہیں ہے کہ ہتھیار خود نہیں کاٹتا اور خود نہیں چلتا چلانے والا چلاتا ہے جب چلتا ہے۔ جیسے بندوق کو جب چلانے والا چلاتا ہے تب فیر ہوتا اور بندوق چلتی ہے مجھ کو کچھ دخل نہیں ہے، جب (بندوق کا) نَل گرم ہو جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ فائر ہوا۔ اسی طرح میری حالت ہے!" حضرت شاہ تُراب کاکوریؒ کا یہ شعر فرمایا کرتے ؎

فاعل مختار ہے اللہ جو چاہے کرے　　بندہ بیچارہ سراپا عاجز و مقہور ہے

مولود کی موت بے احتیاطی دایہ از انجملہ یہ ہے۔ کہ چونی نواح اسلام آباد کا رہنے والا ایک شخص "دیدار امام" جو پیشتر دربار شریف میں کبھی حاضر نہیں ہوا تھا۔ اور نہ داخلِ سلسلہ عالیہ تھا، گود میں بچہ لئے چند لوگوں کے ساتھ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا:۔ "نذر و منت کی تھی کہ یہ بچہ اگر زندہ ہو گیا تو اسے حضور کی خدمت میں بطور نذر گذرانا جائیگا لہٰذا یہ بچہ غلامی میں قبول فرمایا جائے! واقعہ یوں ہے کہ جس وقت یہ بچہ متولد ہوا دایہ کی بے احتیاطی یا کسی وجہ سے اسکی نال اپنی جگہ سے اُکھڑ گئی تھی اور لڑکے کا یہ حال ہوا تھا کہ بالکل مردہ تھا کوئی علامت زندگی نظر نہ آتی تھی۔ یہ فرزند ہمیں بہت دعاؤں اور بڑی آرزوؤں کے بعد رحمت خداوندی نے بخشش فرمایا تھا اسکی یہ حالت ہوئی تو ہمارے درد و الم اور قلق و صدمہ کی انتہا نہ تھی، یاس و ناامیدی و اضطراب کے عالم میں یکایک

Marfat.com

خیال آیا کہ اگر یہ بچہ زندہ رہا تو پھر یہ ہمارا نہ ہوگا حضرت کا ہوگا۔ اور حضرت صاحب کی خدمت و غلامی میں بطور نذر پیش کیا جائے گا۔ اس نذر و منت کا جی میں عہد کر لینے کے بعد ہم نے یہ کام کیا کہ بچہ کی نال ناف کی جگہ رکھدی۔ قدرت خداوندی سے وہ خود بخود جم گئی اور اپنی جگہ پر قایم ہو گئی اور بچہ میں حس و حرکت، آواز اور زندگی پیدا ہو گئی۔ اب یہ بچہ بفضلہ تعالیٰ زندہ اور تندرست ہے، چلہ کا غسل ہو گیا ہے لہذا بچہ کو خدمت پاک میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس نذر کو قبول فرمایا جائے" آپ نے بچہ کو دیکھا اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا لے جاؤ، ہم دعا کرتے ہیں" اور فرمایا! "ہم تو لوگوں سے کچھ بھی نہیں کہتے ہیں اللہ ہی جانتا ہے کہ ایسے خیالات لوگوں میں کیوں پیدا ہوتے ہیں"

خطرات اور لوگوں کے چھپے ہوئے حالات

یہ دوا تو کھانی پڑے گی | از انجملہ یہ ہے کہ آپ کے ایک مرید جو طبیب بھی ہیں اُن کا واقعہ ہے کہ "مرض بواسیر" کی حمت شدید میں مبتلا تھے اور خون کے دست بھی آچکے تھے۔ جب دواؤں اور تدبیروں سے فائدہ نہ ہوا علاج چار ہو گئے تو اُنھوں نے معقبول علی شاہ صاحب خادم دربار عالی کو اپنے حالات لکھے کہ حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کئے جائیں۔ سنکر ارشاد فرمایا! "یہ مرض لاحق ہے۔ درویشوں کو کوئی نہ کوئی مرض ہو جایا کرتا ہے، اور رہجاتا ہے، ان کا یہ مرض رہے گا۔ ہمیں بھی یہی مرض ہے۔ ہم مونگ کے دانہ کے بقدر افیون کا اس طرح استعمال کرتے رہتے ہیں کہ جب مرض کا اشتداد ہوا اُسے بغیر پانی کے حلق سے یونہی اُتار دیتے ہیں مرض میں تخفیف ہو گئی تو اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔ لکھ دو کہ اگر جی چاہے تو تم بھی اس دوا کو چھ ماہ مسلسل استعمال کرو جب فائدہ قائم ہو جائے اُس وقت ترک کر دینا۔ اور ناغہ کے ساتھ کھاتے رہنا ہے گا جب کچھ شکایت ہو کھالیا کرنا" حکیم صاحب نے صرف ایک دن ایک بار یہ دوا استعمال کی اور ارشاد کی تعمیل کر دی مگر کامل تعمیل نہ کی دلمیں خیال کیا کہ دوا کہیں قبض اور خشکی پیدا نہ کرے اور یہ اُن کے جی کا خطرہ تھا جس کا اظہار کسی پر بھی اُنھوں نے نہیں کیا کچھ عرصہ بعد اتنا سخت دورہ پڑا کہ پیشتر کبھی اتنی تکلیف کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ معروضہ پھر گذرانا۔ فرمایا! "ہاں! لو! ہم تو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر، جس دوا سے ہمیں فائدہ ہوا تھا وہی دوا ہم نے اُن کو بھی بتادی۔ وہ طبیب ہیں خیال کرتے ہوں گے کہ یہ دوا کہیں قبض اور خشکی پیدا کرے۔ خیر ابھی کیا ہے؟" اور پھر یہ مصرعہ دہان مبارک پر جاری ہوا ع ورنہ ستانی بستم می رسد۔ اس ارشاد کا مطلب یہ کہ سامنے ابھی اور تکلیف ہے۔ خوشی سے استعمال نہ کریں گے تو جبر سے استعمال کرائی جائے گی۔ اس کے بعد کچھ اور ارشاد فرمایا۔ ادھر حکیم صاحب ڈیڑھ سو روپے

Marfat.com

کے ملازم ہو کر نوکری پر گئے۔ وہاں ناقابل بیان تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ ناچار وہ بے بس ہو گئے ملازمت چھوٹ گئی
بڑی ہفتوں صاحب فراش رہے ایک دن خیال کیا کہ طب اور طبابت بالائے طاق، اب تو حضرت قبلہؒ کے حکم
کی پوری تعمیل کریں گے۔ اس حالت و نوبت کے پیش آنے پر اب جو افیون بقدر دانۂ مونگ استعمال کی تو پہلے روز
اس دوا کا کرشمہ ظاہر ہوا۔ کہ دستوں کی تکلیف نہ ہوئی اور چند ہی روز میں زیادہ نفع حاصل ہو گیا۔

آپؒ کا حکیم صاحب کے خطرہ پر آگاہ ہونا کہ افیون کہیں قبض اور خشکی پیدا نہ کرے اور آپؒ کا فرمانا ع دوستانی
بہ ستم می رسد۔ یہ سب کچھ جس طرح کہ ارشاد ہوا تھا اُسی طرح وقوع میں آیا۔

خطرہ پر ارشاد ہم کرم از انجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مرید جو آپؒ کے خلیفہ بھی ہیں اپنے اوائل زمانہ کا واقعہ بیان
کرتے ہیں کہ روپے پیسہ کی طرف سے نہایت تنگدستی تھی، انتہائی تکلیف، عسرت اور فقر و فاقہ میں گھر بھر کی
زندگی بسر ہوتی تھی۔ حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض حال کئی بار کیا گیا مگر کچھ ارشاد نہ ہوا۔ سنکر خاموش
ہو جاتے۔ کبھی سرسری طریقہ پر اتنا فرما دیتے: "ہم نے دُعا کی" جس سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا کہ آپؒ زیادہ متاثر نہیں
ہوتے اور ہماری حالتِ زار پر خیال نہیں فرماتے، ایک شانِ استغنا و بے نیازی کے ساتھ اتنا فرما دیتے ہیں کہ
ہم نے دعا کی۔ بس تنگدستی اور مصیبت میں رکھنا فی الحال پسند خاطر معلوم ہوتا ہے، ایک روز خدمت
اقدس میں حاضر تھے اور ناداری کا یہ عالم تھا کہ ایک کرتہ اور ایک تہبند کے سوا کچھ پاس نہ تھا اور ان میں بھی
جوئیں پڑ گئیں تھیں، رہ رہ کر اپنے افلاس اور فقر و فاقہ کا خیال آتا اور دوسرے پیر بھائی جو حضرتؒ کے خلیفہ بھی
تھے اُن کی طرف نظر جاتی کہ آپؒ کے ایک وہ خلیفہ ہیں اور ایک ہم ہیں۔ یہاں فاقے اور مصیبتیں ہیں اُن کے لئے
کیا کیا فتوحات ہیں اور کشائش رزق اور طرح طرح کی دنیاوی آسائشیں ہیں۔ عرض کرتے ہیں تو کچھ شنوائی
نہیں ہوتی۔ آج حضرتؒ قبلہ کے حضوری میں اس طرح کے وسوسے اور خطرے آئے اور اپنی حالت پہ ناخوشی
اور ناگواری آج انھوں نے زیادہ محسوس کی۔ مگر یہ سب کچھ دل ہی دل میں۔ زبان سے کسی کے سامنے بھی ایک
حرف اس طرح کا نہیں نکلا تھا۔ حضرت قبلہؒ نے ان سے ارشاد فرمایا "سنو! آج تمھیں ایک قصہ سناتے ہیں
ایک درویش تھے کہ پہاڑ میں رہتے اور ہمیشہ مشغول یاد الٰہی رہا کرتے اور دنیا و مافیہا سے بالکل علیحدہ اور
بالکل کنارہ کش تھے۔ ایک گھسیارہ اس طرف گھاس کاٹنے آیا کرتا اور دیکھا کرتا کہ یہ ہمہ وقت یاد الٰہی
مشغول رہتے ہیں اور کھانے کا وقت آتا ہے تو من و سلویٰ (جس میں طرح طرح کی نعمتیں ہوتی ہیں) آسمان
سے اترتا ہے اور وہ یہ نعمتیں ہر روز کھاتے ہیں۔ گھسیارے نے اپنے جی میں کہا ہم بھی ایک گوشہ میں بیٹھ کر یاد
الٰہی شروع کر دیں (ہمیں بھی یونہی من و سلوے ملیگا۔ اور یاد الٰہی بھی نصیب ہو گی اور کھانے پینے کے لئے جو
مشقت کرنی پڑتی ہے اُس سے نجات بھی ملجائے گی، یہ سوچکر گھسیارے نے اپنا کام ترک کر دیا اور اسی

Marfat.com

میں ایک جگہ بیٹھ کر یادِ الٰہی کرنے لگا۔ آسمان سے من و سلویٰ اُسکے لئے بھی اُترا۔ مگر مکئی کی روٹی اور چنے کا، ساگ اور ان درویش کے لئے وہ ہی طرح طرح کی نعمتیں! چند روز کے بعد گھسیارے نے خیال کیا کہ خدا کی یاد یہ درویش اور میں دونوں کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے قورمہ، پلاؤ، مرغ مسلم اور قسم قسم کی نعمتیں ہیں اور میرے لئے ہمیشہ مکئی کی روٹی اور (چنے کا) ساگ (کام ایک اور انعام ایسے مختلف؟) مجھے بھی قورمہ پلاؤ اور مرغ مسلم ملنا چاہئے۔ (گھسیارے کے ان خطرات پر) غیب سے ارشاد ہوا۔ یہ درویش بادشاہی چھوڑ کر یہاں آیا ہے اور (شاہی محل کی بجائے اس پہاڑ میں آکر) ہماری یاد میں مشغول ہوا ہے اور ہم اسے وہ کھلاتے دیتے ہیں (کہ یہ اسی نعمت کے قابل ہے)، تو نے ہمارے لئے کیا ترک کیا ہے؟ بس گھاس کھودنے کا کھرپا، اور گھاس بھرنے کی ایک جالی! اور ہم تجھے مکئی کی روٹی اور ساگ کھلاتے ہیں (کہ یہ ہی تیری غذا اور یہ ہی تیری اوقات پہلے بھی تھی) اگر ہماری اس تقسیم پر تجھے اعتراض ہے تو اپنی کھرپی اور جالی سنبھال اور اس پہاڑ سے اُتر جا (اور اپنے گھر کا راستہ دیکھ) یہ حکایت بیان فرماکر حضرت قبلہؒ خاموش ہوگئے۔ آپؒ کے ان مریدِ خلیفہ صاحب کا بیان ہے کہ حکایت سُنکر میں اپنے خطراتِ فاسدہ پر متنبہ اور نہایت ہی نادم و شرمسار ہوا کہ میرے قلبی خطرات پر اپنے اشراقِ باطن سے آگاہ ہوکر آپؒ نے محض میری اصلاح کے لئے یہ ارشاد فرمایا ہے اسلئے کہ میرے دوسرے پیر بھائی جو خلیفہ ہیں ڈپٹی کلکٹری اور پانچسو کی نوکری چھوڑ کر راہِ طریقت میں گامزن ہوئے ہیں اور میں ایک معمولی شخص ہوں۔ میرا اُن کا کیونکر موازنہ ہوسکتا ہے آپ اس حکایت کو سُنکر اور اس ارشاد سے مشرف ہوکر وسوسوں اور خطروں سے اپنے باطن کو خالی پایا۔ آپؒ کی پاک تعلیم پر عمل کرنے سے اسکے چند سال بعد پھر آپؒ کی دُعا کی برکت سے خدا نے ان کو فراخیٔ رزق، فراغ بالی، عزّتِ دنیاوی اور جائداد سب کچھ عطا فرمایا اور ممتازِ اقران و اماثل کر دیا۔

مزار شریف پر دعا حضرتؒ کا جواب | از انجملہ یہ ہے کہ ایک صاحب نے بیان کیا "میرے والد صاحب سے حضرت قبلہؒ کی جناب میں ایک بڑا قصور ترکِ ادب ہوگیا تھا، میں سیدنا حضرت دادا پیر صاحب قدس سرہٗ کے مزار پر کہ مہبطِ نزولِ انوار و برکات ہے حاضر ہوا اور بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی کہ میں اس دربار کے پرانے درویش (مرید) عبدالجلیل شقدار کو شفیع ٹھہراتا ہوں، اُن کے طفیل میں میرے والد کے قصور کی معافی ہو جائے۔ (عبدالجلیل صاحب اس دربار کے مقبول شاعر اور ایک مرتاض اور سن رسیدہ درویش تھے ۱۳۴۷ھ میں دُنیا سے انتقال فرمایا) اس کے بعد قبل اس کے کہ اُن کی اس دعا کا حال کسی متنفس پر بھی ظاہر ہو وہ حضرت قبلہؒ کی خدمت میں آکر چپ چاپ بیٹھ گئے۔ اس دُعا کا تذکرہ آپؒ سے بھی نہیں کیا۔ حسنِ اتفاق۔ ... قوالی سماع شروع ہوگئی اور اسی شاعر جلیل کی غزل پڑھی گئی۔ جس غزل کے ختم ہوتے ہی آپؒ ... بحکم صاد

Marfat.com

فرمایا۔ اور نہایت خوشی کے لہجہ میں آپؒ نے ازخود بلا کسی تقریب کے ان صاحب سے فرمایا "تمہارے والد کا قصور معاف ہوا۔ عالم غیب میں دو قصوروں کی وجہ سے اُن پر دو مقدمے تھے۔ فردِ جرم بھی لگ چکی تھی۔ مگر عبد الجلیل کے فلاں شعر پر (آپؒ نے اس شعر کے معانی لطیف و دقیق کچھ بیان فرمائے) ہمیں یہ (عینِ غیب) معلوم ہوا کہ ان کا قصور معاف ہوا اور اُن کی رہائی اور بریّت ہوگئی!"

پیدل کیوں چلے آئے | ازانجملہ یہ ہے کہ مولوی مبین الحق صاحب نے کہا "ایک دفعہ اپنے وطن کالی پور (بنگال) میں کانپور کے لئے روانہ ہونے کو تھا جو یہ ارادہ ہوا کہ پہلے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اسکے بعد ہندوستان کے سفر پر روانگی کروں۔ اُس وقت مجھے یہ اطلاع ملی کہ آپؒ کنجن نگر میں تشریف رکھتے ہیں۔ میں اس بستی کی طرف چلا چلتے ہوئے اپنے بھائی سے اتنا کہا کہ "اقامت ہند کے سبب پیدل چلنے کی عادت جاتی رہی عادت سواری پر چلنے کی ہوگئی۔ اب مجھ سے یہ راستہ پیدل کیونکر طے ہوگا؟ یہ خیال لئے ہوئے میں چل کھڑا ہوا۔ جب حضرت قبلہؒ کی خدمت میں پہنچا، آپؒ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا تم یہاں کیوں چلے آئے، ہندوستان میں رہکر عادت سواری کی ہوگئی اب تم سے پیدل نہیں چلا جاتا، جو لوگ کہ حاضر خدمت تھے بعد میں اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ آج حضرت قبلہؒ نے بلا تقریب کئی بار تمہارا تذکرہ کیا!"

خطرۂ قرات پر گرفت | مولوی سید احمد صاحب (ساکن مراد آباد بنگال) کہتے ہیں کہ "ایک بار میں حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُس وقت نماز مغرب ہو رہی تھی اور حضرت قبلہؒ امام تھے، آپؒ کی قرات سُنکر اپنے دل میں کہا کہ آپؒ کے علم و فضل کی اتنی شہرت ہے مگر قرات معمولی ہے، اور اعتقاد میں کچھ سستی اس خیال سے پیدا ہوئی، نماز مغرب کے بعد آپؒ نے ازخود فرمایا "ایک مولوی صاحب فلاں بزرگ کی شہرت سنکر ان کی خدمت میں گئے لیکن ان بزرگ نے جو نماز پڑھائی تو ان کی قرات کو معمولی پایا۔ کچھ بے اعتقاد ہوگئے کشفِ باطن سے اِن بزرگ کو علم مولوی صاحب کے سوء اعتقاد کا ہو گیا اور اُنھوں نے فرمایا۔ میاں! کسی نے دل صاف کیا کسی نے زبان صاف کی ہمیں تصفیہ قلب کی کوشش میں اتنا موقع کہاں تھا جو زبان کو صاف کرتے" اس حکایت کے بیان کرنے کے بعد آپؒ نے فرمایا "ہمارا بھی ایسا ہی حال ہے!" پھر فرمایا "تمہیں اگر میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو فلاں کتاب لے آؤ اور فلاں مقام پڑھو!" کتاب کو دیکھا۔ اور یہی حکایت پڑھی اور اپنے اس خطرہ کی وجہ سے دل میں نہایت نادم و شرمسار ہوا!"

کاش یہ شربت مجھے ملتا | ازانجملہ یہ ہے کہ عُرس کے ایام تھے۔ میدان خانقاہ میں خیمہ و بارگاہ استادہ تھی۔ مقام صدر میں آپؒ جلوہ افروز تھے اور مجلس مبارک میں بہت لوگ حاضر تھے کسی نے ایک شربت کا گلاس آپؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؒ نے ایک جرعہ اس شربت کا نوش فرماکر گلاس کو پاس رکھ لیا، نہ خود نوش فرمایا اور کسی کو عطا فرمایا

Marfat.com

اور لوگوں سے کلام فرماتے رہے، ایک خادم کے دل میں آرزو پیدا ہوئی. کاش یہ اُلش مجھے عطا ہوتا. جب مجلس برخاست ہوئی اور آپؒ کھڑے ہو گئے تو آپؒ نے اس خادم کی طرف دیکھا اور فرمایا "یہ شربت تم پی لو!"

اعمال قلبی زیادہ مفید ہیں ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک خادم نے کہا "میرا کئی ماہ تک تنہائی میں یہ معمول رہا کہ وظائف کی کتاب پڑھا کرتا اور اپنی شامت نفس کے تصور پر وظیفے کے اُن مقامات میں جہاں مغفرت کی دُعائیں ہیں کبھی کبھی رویا کرتا. اس کے سوا سب ورد و وظیفہ ان دنوں میں ترک ہو گیا تھا. اس کے چند ماہ بعد سعادتِ حضوری نصیب ہوئی نہ آپؒ سے یہ ماجرا خود عرض کیا تھا، نہ آپؒ نے ہی دریافت فرمایا. مگر یہ ارشاد ہوا "کتاب پڑھنے اور رونے دھونے سے کیا ہوگا" اور عرفی کا یہ شعر پڑھا۔ ؎

عرفی اگر بہ گریہ میسر شدے وصال — صد سال می تواں بہ تمنا گریستن

یہ خادم اس اشارہ کو سمجھا کہ اس کیلئے آپؒ کی یہ تعلیم بس ہے. اعمال قلبی مقدم ہیں وظائف زبانی سے کام نہیں چلتا۔

طے کسی نے نہ کیا ذکر لسانی سے سلوک — صورتِ رشتۂ سبحہ ہے یہ رستہ دل میں

ہم بچوں کو نہیں مارا کرتے ازانجملہ یہ ہے کہ حضرتؒ کے اس خادم و غلام کا بیان ہے کہ وہ دربار شریف سے صد ہا میل کے فاصلہ پر اپنے مکان کی کوٹھڑی میں بعد مغرب حسبِ معمول مراقب ہوا. طبیعت مکدر و منقبض تھی. بس یہی خواہش تھی کہ چپ چاپ بیٹھا رہوں، اسی حال میں صغیر سن لڑکا کوٹھڑی کے اندر چلا آیا اور عادت کے موافق شوخی و شرارت کرنے لگا. یہ بات اس وقت بہت بری معلوم ہوئی اور لڑکے کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا تاکہ وہ چلا جائے بچہ روتا ہوا یہاں سے چلا گیا. اس واقعہ کے چند روز بعد سعادت حضوری نصیب ہوئی تو ایک روز آپؒ نے بلا کسی تقریب کے خود بخود ارشاد فرمایا "کیا تم نے ہمیں بھی بچوں کو مارتے ہوئے کبھی دیکھا ہے؟ ہم تو بچوں کو نہیں مارتے. یہاں اگر اگر وہ ہمیں بہت ستاتے ہیں اور دق کرتے ہیں تو ہم مقبول (خادم خاص) کو آواز دیتے ہیں کہ دیکھنا یہ ہمیں ستاتے ہیں مقبول کا نام سنتے ہی بچے وزاً چلے جاتے ہیں. ایک بار ہم نے لڑکے کو معمولی تنبیہ (اپنے ہاتھ سے) کی تھی وہ بیمار ہو گیا پھر ہم نے بچوں کو کبھی نہیں مارا!" اس خادم نے سمجھ لیا کہ اپنے گھر کی کوٹھڑی میں ایک دفعہ بچے کو مارا تھا. یہ اس پر ملفوظہ فرمایا گیا ہے اور اس طرح "آدمیت" مجھے سکھائی گئی ہے!

خواہش سماع ازانجملہ یہ ہے کہ ایک خادم نے کہا. "ایک بار میں خانقاہ کے بڑے وسطی دالان میں کھڑا ہوا تھا، اور جی میں یہ خطرہ گذر رہا تھا کہ کاش آج محفل سماع ہوتی اور میں فارسی اور اُردو کا حقانی کلام سنتا. اس وقت آپؒ حُجرہ شریف سے تالاب پر وضو کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے میرے پاس سے گذرے اور فرمایا "کیا آج سماع میں اُردو اور فارسی کا کلام سُنو گے؟"

خطرہ حُبِ جاہ ازانجملہ یہ ہے کہ ایک خادم کا بیان ہے کہ ایک روز حجرۂ خانقاہ میں میرا دماغ کچھ دنیاوی منصوبوں

Marfat.com

اور وسوسوں میں بے طرح اُلجھا ہوا تھا کہ معاً آپؒ نے آواز دیکر بُلا لیا اور یہ شعر پڑھا ؎

خطرہ کو حُبِ جاہ کے دل سے نکالئے　　　یہ بے طرح کا چور ہے گھر میں گھُسا ہوا

اور بات کا پہلو بدل کر فرمایا۔ "یہ شاہ نیاز احمد صاحب کا شعر ہے۔ مگر شاہ تراب صاحب کا کلام بھی خوب ہے۔ کیا تم نے ان کا دیوان دیکھا ہے؟" اس قسم کے واقعات بہت ہیں جو بکثرت خادموں کے ساتھ گذرے ہیں کہ ادھر قلب میں خطرہ گذرا ادھر آپؒ نے اصلاح فرمائی!

وہی کرو جو ہم نے بتا دیا ہے ازاں جملہ یہ ہے کہ بنارس کے خواجہ عبدالقدیر کا بیان ہے کہ کچھ عرصہ میرا یہ طریقہ رہا کہ بجائے لا الٰہ الا اللہ اس ذکر نفی و اثبات کے میں اسمائے حسنیٰ باری تعالیٰ میں سے حق کا ذکر پاس انفاس کے طور پر کیا کرتا۔ اور میرا یہ طریقۂ ذکر برابر جاری رہا یہانتک کہ خدمت اقدس میں حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ ایک شب بعد عشا میں حضوری میں حاضر تھا، اور تنہائی تھی۔ اور آپؒ گاؤ تکیہ پر سہارا لئے ہوئے چشم بند اور خاموش اس طرح جلوہ افروز تھے جس سے یہ ظاہر ہو کہ آپؒ آرام فرما رہے ہیں اور خواب میں ہیں۔ یکایک زبانِ مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ "ذکر کا وہی طریقہ (نفی اثبات) جو ہم نے بتایا ہے بہتر ہے" ادھر زبان پاک پر یہ الفاظ جاری ہوئے، اُدھر میرے قلب پر یہ القا فرمایا گیا کہ میں نے ذکر کا جو طریقہ از خود اختیار کیا تھا، یہ اشارہ اُس کے بارہ میں ہے کہ اُسے چھوڑ دو جس طریقہ سے کہ ہم نے تعلیم کیا ہے اُسی طریقہ سے ذکر اور یادِ الٰہی کیا کرو۔ اس کے بعد دفعتہً آپؒ حالت بیداری میں آگئے اور فرمایا۔ "عبدالقدیر! سوتے میں ہمارے مُنہ سے جانے کیا نکل جاتا ہے!"

مزار شریف پر کہا اور آپؒ نے سنا انھیں خواجہ صاحب کا بیان ہے کہ میری کوئی مخفی اور پوشیدہ مراد تھی حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کرنے کو تھا مگر شرم آئی اور عرض نہ کر سکا۔ ایک روز حضرت جناب دادا پیر صاحب قدس سرہٗ کے مزار شریف پر حاضر ہوا اور آپؒ کے وسیلہ سے بارگاہ خداوندی میں اپنی اُس مراد اور اپنے اس راز مخفی کے لئے دُعا مانگی اور عرض حال کیا۔ جب مزار شریف سے میں لوٹا تو حضرت قبلہؒ نے مجھے بلا کر فرمایا۔ "اگر مزار شریف پر کوئی کچھ کہتا ہے تو اُسے یہیں بیٹھے ہوئے ہم سُن لیتے ہیں!" میں اپنے دل میں بہت نادم ہوا۔

دوسرے کے خواب کا علم ازاں جملہ یہ ہے کہ ایک بار انھیں خواجہ صاحب سے بعد نماز فجر آپؒ نے فرمایا۔ "رات تم نے کیا خواب دیکھا تھا۔ ہم نے اپنے حجرہ سے دیکھا تھا کہ تم خواب دیکھ رہے ہو۔" حالانکہ آپؒ کی خوابگاہ کا کمرہ علیحدہ اور خواجہ صاحب جس کمرہ میں سوئے وہ کمرہ دوسرا تھا۔ درمیان میں دیوار حائل تھی۔ خواجہ صاحب نے اپنا خواب عرض کیا۔

حضرت قطب الاقطاب کی زیارت عجیب و غریب خواب ازاں جملہ یہ ہے کہ خادم علی صاحب کا بیان ہے کہ "ہم ایک بار اجمیر شریف سے

Marfat.com

رخصت ہو کر دہلی زیارت کی غرض سے آئے۔ خوش قسمتی سے دہلی میں حضرت قبلہؒ کی ہمرکابی نصیب ہوگئی آپؒ نے دہلی کے دریبہ کلاں کی مسجد خوں بہا کے بالائی کمرہ میں قیام فرمایا۔ ایک شب تہجد کے وقت آپؒ حسب معمول بیدار ہوئے اور کسی کو آپؒ نے نہیں جگایا۔ خود چراغ جلا کر حقہ کی تیاری کرنے لگے۔ آہٹ پاکر میں بستر سے اٹھ بیٹھا، اور چلم آپؒ کے دست مبارک سے لیکر اور حقہ تیار کر کے پیش کیا۔ آپؒ نے پوچھا "خادم علی! اس وقت تم نے کیا خواب دیکھا ہے! ہم دیکھ رہے تھے کہ تم خواب دیکھ رہے ہو!" میں نے عرض کیا واقعی اس وقت میں نے عجب خواب دیکھا ہے!!" اور پھر میں نے اپنا خواب عرض کیا۔ " میں نے اس وقت خواب میں ایک عالیشان بزرگ کو دیکھا کہ کرسی پر جلوہ افروز ہیں۔ سامنے ایک میز ہے۔ میز پر کاغذات کی مسلیں ہیں۔ میز کی دوسری سمت کوئی اور بزرگ ہیں جو کاغذات کو اس طرح پیش کر رہے ہیں جس طرح کہ پیشکار حاکم کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں' اور ان کاغذات کے متعلق احکامات صادر ہو رہے ہیں' معلوم ہوا کہ یہ عالی شان بزرگ خواجۂ خواجگان 'قطب الاقطاب حضرت **خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی** رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ ہی احکام صادر فرما رہے ہیں اور اس وقت آپ دنیا کے کسی بڑے انتظام میں مصروف ہیں۔ آپ نے کسی بادشاہ کی جگہ پر دوسرے بادشاہ کا تقرر فرمایا ہے۔ جیسے ایک بادشاہ کا انتقال ہو جائے اور دوسرا اسکی جگہ بادشاہ بنایا جائے۔ آپؒ جب اس کام سے فارغ ہو گئے تو میری طرف مخاطب ہوئے اور مجھ سے ارشاد فرمایا۔ "خادم علی! تم یہاں آگئے۔ ہمیں دیکھ لیا اچھا کیا، اگر موقع ملے تو پھر کبھی آجانا، مگر اس بات کو یاد رکھنا کہ تم کو جو کچھ ملنا ہے وہ تمھیں تمھارے پیرو مرشد کے آستانے سے ملیگا۔ اور کہیں سے بھی نہیں ملے گا!" (یہ ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے)

"ہمیں اپنے غریب ہی پیارے ہیں" ازانجملہ یہ ہے کہ غازیپور میں اشاعت سلسلۂ عالیہ کے ابتدائی ایام تھے اور بندگان خدا اس سلسلۂ پاک میں جوق جوق داخل ہو رہے تھے جن میں کثرت غربا کی تھی۔ میاں محمد حسین مرحوم نے بیان کیا تھا کہ ایک روز میرے دل میں خطرہ گذرا کہ جو لوگ ہمارے حضرتؒ سے مرید ہوئے اور ہو رہے ہیں اکثر غریب لوگ ہیں۔ اگر کچھ امرا مرید ہو جاتے تو ہمارے حضرتؒ کو روپیہ پیسہ بھی ملتا، اور دنیا والوں کی نظر میں وقار حضرت بھی زیادہ ہو جاتا۔ یہ خطرہ جس وقت کہ میرے دل میں گذر رہا تھا۔ آپؒ نے اسی وقت مجھ سے فرمایا "میاں محمد حسین! ہمیں اپنے غریب مرید ہی پیارے ہیں۔ ہمارے والد ماجد قدس سرہٗ کے تقریباً ایک لاکھ مرید تھے اگر ہم کو روپیہ پیسہ لینا منظور ہوتا تو ہر ایک سے ایک ایک روپیہ ملنے پر بھی ایک لاکھ روپیہ مل جاتا!"

پیر کون ہو سکتا ہے؟ اور مرید کون ہے؟ اس کے بعد فرمایا۔ "پیر ہونے کے لائق وہی شخص ہے جس کے جی میں مرید کی ایک چھنی کوڑی کا بھی لالچ نہ ہو جس میں ذرہ برابر بھی طمع کسی سے کچھ ملنے کی نہ ہو۔ اور مرید وہ ہے کہ خدمت شیخ میں روپیہ پیسہ کیا بلکہ جان سے بھی دریغ نہ کرے!"

Marfat.com

آپ امراء سے گھبراتے تھے ازانجملہ یہ ہے کہ میاں محمد حسین نے کہا: کہ حضرت قبلہؒ ایک روز خدام سے کلام فرما رہے تھے یکایک زبان مبارک پر جاری ہوا کہ بھلا ہم کیا کرینگے (اگر امراء میں سے کوئی آگیا) ہم تو سفر میں ہیں۔ ہم سے کسی بڑے آدمی کی خاطر و مدارات کسی طرح ہو سکے گی! آپؒ کے اس فرمانے کا مطلب اُس وقت ہم لوگ کچھ نہ سمجھے تیسرے روز آپؒ نے پھر ایسا ہی ارشاد فرمایا۔ ہم لوگ اس وقت بھی کچھ نہ سمجھے اور اس بات کی جرأت ہم میں سے کسی کو نہیں ہوئی کہ آپؒ سے دریافت کرتے چوتھے روز نواب حیدر علی خاں رئیس کرَوٹیہ (ضلع میمن سنگھ بنگال) آپؒ کی خدمت میں غازی پور حاضر ہوئے، ارادہ مرید ہونے کا تھا۔ اُن کے ہمراہ ان کی ریاست کے منیجر، مصاحبین، اور دوسرے ملازمین بھی تھے، اب ہم لوگوں نے سمجھا کہ تین روز سے جو ارشاد بڑے آدمی کے آنے کا ہو رہا تھا اُس کا کیا مطلب تھا یعنی نواب حیدر علی خاں جس وقت اپنے مکان سے چلے منجانب اللہ آپؒ کو اُن کے آنے کا اُسی وقت علم ہوا۔ اور وہ الفاظ زبان پاک پر جاری ہوئے لہٰذا یہ تین دن کا تھا۔ چوتھے روز نواب صاحب غازی پور خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے۔ نواب صاحب مرید ہوئے اور گیارہ سو روپیہ نذر کا خدمت میں پیش کیا آپؒ نے فرمایا "پیر کو نذر کا دینا فرض نہیں ہے، قرض کو ادا کرنا فرض ہے" تمہاری ریاست پر بار قرض ہے اپنا قرض ادا کرو کہ قرض کا ادا کرنا فرض ہے، نواب صاحب نے بہت اصرار کیا اور دلگیر ہوئے تو آپؒ نے فرمایا "بعض لوگ مرید ہوتے ہیں تو ایک یا دو روپے نذر دیتے ہیں، ہم لے لیتے ہیں۔ آپؒ کی نذر سے دو روپے ہم لئے لیتے ہیں تاکہ آپ یہ خیال نہ کریں کہ پیر و مرشد نے ہماری نذر کو رد کر دیا" یہ فرما کر آپؒ نے دو روپے لے لئے اور باقی روپیہ نواب صاحب کو واپس دے دیا۔ اس طرح میاں محمد حسین نے اپنے خطرہ کا جواب مشاہدۃً و عملاً اس دربار شریف میں معائنہ کر لیا (سنا جاتا ہے کہ نواب صاحب کا اسٹیٹ تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے کا ہے)

ایک نواب کے خطرہ پر گرفت ازانجملہ یہ ہے کہ نواب حیدر علی خاں صاحب شرف بیعت کے کئی سال بعد دربار شریف میں حاضر تھے، اور اپنی جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کے دل میں خطرہ گذرا کہ مصارف خانقاہ کیلئے میری طرف سے اگر کوئی معین رقم پیش ہو جایا کرتی تو میرے لئے موجب سعادت تھا۔ خدا نے مجھے اس لائق کیا ہے اور دربار شریف کا معاملہ توکل کا ہے، یہ خطرہ اُن کے دل میں گذرا ہی تھا کہ معاً طلبی ہوئی اور ارشاد ہوا "ہمارے حضرتؒ کے آستانہ کے مُریدوں میں سے اگر کسی کو خدا نے اس قابل کیا ہو کہ یہاں کے مصارف کیلئے کوئی معین رقم دیتے رہیں اور وہ ایسا خیال کریں کہ ہمارے پیر و مرشد کے کام تو توکل پر جاری ہیں اچھا ہے کہ ہم ان اخراجات کے پورا کرنے میں حصہ لیں اور اس طرح، یہاں کے کاروبار کے منتظم اور کفیل ہو جائیں تو اُنھیں خوب سمجھ لینا چاہیے کہ ان کے ایسا کرنے سے ہمارا تو کچھ نفع نہ ہوگا اور اُنکا نقصان ہو جائیگا اور انکی ثروت اور ریاست چلی جائے گی، ہمارے گھر کا منتظم صرف ہمارا پروردگار کافی ہے، اگر کوئی اور چاہے کہ اس گھر کا کفیل ہو جائے تو یہ اس کے حق میں نقصان کی بات ہو جائے گی۔" نواب صاحب

اپنے خیال سے باز آئے۔

اعتقاد مرید کی اصلاح | ازانجملہ یہ ہے کہ مولوی مبین الحق صاحب نے کہا: "ایک روز حضرت قبلہؒ بعد مشغولی مابین المغرب والعشاء حجرہ سے باہر تشریف لائے اور بلا تقریب یہ آیت کلام پاک کی زبان مبارک پر جاری ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا (جو لوگ کہ ایمان لائے اور پھر (ایمان واسلام سے) برگشتہ ہوگئے، پھر ایمان لائے اور پھر کافر ہوگئے (اور ایسا ہوا کہ) کفر میں بڑھتے چلے گئے تو (اب نعمتِ ایمان) نصیب ہوگی اور خدا کے (ایسے غضب میں مبتلا ہو جائیں گے کہ) خدا نہ تو ان کی مغفرت ہی کرے گا، نہ (ان کو اپنے) راستہ کی ہدایت کرے گا۔ اس آیت کو پڑھ کر آپؒ نے اس آیت کا ترجمہ بیان فرمایا۔ اور جو لوگ کہ قدیمی خدام سے ہیں سمجھے کہ آپ کا کوئی کلام کبھی بے معنی اور بلا سبب نہیں ہوا کرتا۔ ضرور کوئی بات ظہور میں آنے والی ہے کہ آپؒ نے یہ آیت بلا کسی تقریب کے پڑھی اور اس کا ترجمہ بھی سنایا ایک صاحب نے جرأت کی اور دریافت بھی کیا کہ حضور نے کلام مجید کی یہ آیت ہم لوگوں کو سنائی اور سمجھائی ہے تو یہ کیا بات ہے۔ لیکن آپؒ خاموش رہے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے تیسرے دن کا واقعہ ہے کہ ایک شخص مرادرسا سے تھے اور حضرتؒ کے مرید بھی تھے۔ یکایک حاضر خدمت ہوئے اور ان کا یہ واقعہ معلوم ہوا کہ مرید ہونے کے بعد شامت نفس و اغوائے شیطان سے ان کے خیال و اعتقاد میں ضعف و اختلال واقع ہوگیا تھا، ایک عرصہ کے بعد پھر ان کا خیال و عقیدہ درست ہوگیا اور اب وہ عقیدت کے ساتھ تلافی مافات کی غرض سے حاضر ہوئے بفضلہ تعالیٰ ان کے خیالات و معتقدات کی کماحقہ اصلاح و درستی ہوگئی۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا: "اگر کوئی شخص ایمان و ارادت و عقیدت لانے کے بعد منحرف و برگشتہ ہو جائے اور اس کے بعد پھر عقیدت لے آئے تو اسکا ارادت لانا قبول کرلیا جائے گا۔ قدیمی خادم سمجھ گئے کہ ارشاد انھیں کے متعلق تھا بعض خادموں نے ان میں سے دریافت کیا کہ آپ اپنے مکان سے کس دن اور کس وقت روانہ ہوئے تھے انھوں نے ٹھیک وہی وقت اور وہی دن بتایا جس وقت اور جس دن یہاں حضرتؒ قبلہ نے آیۂ اِنَّ الَّذِیْنَ آمنوا الخ پڑھی تھی اور اسکا ترجمہ سنایا تھا۔ ان صاحب کا مکان یہاں سے براہ ریل اور جہاز تین روز کی مسافت پر تھا۔

خلق سے آپؒ کا استغنا | ازانجملہ یہ ہے کہ جناب فضل الرحمٰن صاحب زمیندار اور پیشکار عدالت جو جناب صاحبزادہ طلحہ میاں صاحب کے نانا ہیں اور ان کے ساتھ یہ رشتہ مبارک نہیں ہوا تھا۔ ۱۹۰۲ء میں جبکہ حضرت قبلہؒ سفر اجمیر کا عزم فرما رہے تھے اور یہ معلوم ہوچکا تھا کہ آپؒ کا یہ سفر چار یا پانچ مہینے کا ہے خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس خادم کی یہ آرزو ہے کہ حویلی شریف کے اخراجات یہ بندہ پیش کر دیا کرے، ماہوار کسقدر رقم کافی ہوگی آپؒ نے جواب دیا، "ہرگز ایسا خیال نہ کرنا۔ آئندہ ایسا خیال بھی کیا تو نقصان ہو جائے گا۔" اور بطور نصیحت

Marfat.com

ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک درویش تھے جن کے ایک مرید بہت بڑے تاجر (اور مالدار) تھے ان مُرید نے شاہ صاحب سے اخراجات خانقاہ کیلئے درخواست کی کہ میں اُن اخراجات کا کفیل ہو جاؤں شاہ صاحب نے کہا ایسا خیال نہ کرنا تمھارا نقصان ہو جائے گا۔ اُنھوں نے اس ممانعت کا خیال نہ کیا اور عرض کی اچھا کم سے کم حضور کے اصطبل کا خرچ اس بندہ کے ذمہ رہے۔ شاہ صاحب نے پھر منع کیا کہ ایسا خیال و ارادہ نہ کرو مگر تاجر نے نہ مانا اور اصرار کیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا خیر، مصارف اصطبل تمھارے ذمہ سہی' یہ تاجر اُن کے اصطبل کا خرچ اُٹھانے لگے۔ تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ان سوداگر کا کام خراب ہو گیا اور نہایت غربت و افلاس میں مبتلا ہو گئے۔ اس حکایت کو بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا "ہم تمھارے دشمن نہیں ہیں تمھاری بھلائی (اور تمھارے فائدہ) کیلئے سمجھا دیا ہے۔ ایسا خیال مت کرنا۔"

علم کا بحرِ بے پایاں ازآنجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مرید فرماتے ہیں کہ میں حضرت قبلہؒ کے سامنے بارہ ذوالقعدہ کے عُرس پر اکثر حاضر ہوا کرتا تھا، ایک بار کئی مہینے پہلے حاضری نصیب ہو گئی، اس زمانہ میں آپؒ نے مسائل شریعت و طریقت اور مقاماتِ فقر و تصوّف اور رموز و نکات' طریقت اور دینی و دنیاوی پند و نصائح پر تقریباً روزانہ ایسا کلام فرمایا کہ سیراب ہو گیا۔ اور لکھتے لکھتے کتاب یادداشت بھر گئی۔ قدیم سے دستور شریف یہ تھا کہ ایام عُرس میں چونکہ مجمع کثیر ہوا کرتا تھا، اور اس موقع پر دیسی بدیسی فقرا اور علما، اور مریدین و زائرین کا بہت بڑا اجتماع ہو جاتا تھا۔ لہٰذا آپؒ ان ایام میں مسائلِ شریعت و معاملات طریقت اور شریعت و طریقت کے رموز و اسرار اور مختلف فیہ مسائل پر کلام محققانہ، شفا بخش و سیراب کن' زیادہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ہدایتِ عام اور نفع رسانی مخلوق پسند خاطر اقدس تھی پس پند و نصائح عام طریقہ سے بر سرِ مجلس ارشاد فرمائے جاتے تھے تاکہ سب کو فوائد حاصل ہوں اور کوئی بھی محروم نہ رہے ایک روز میرے قلب میں خطرہ اور وسوسہ گذرا کہ اس بار خلافِ معمول ایام عرس شریف سے پہلے ہی اتنے مسائل شریعت و طریقت اور اسقدر حقائق و معارف ارشاد فرمائے ہیں اور مسائلِ علمیہ کو اتنی انتہائی حدود تک پہنچا دیا ہے کہ میری دانست میں بیان کرنے کی باتوں میں سے کچھ باقی نہیں چھوڑا۔ دیکھنا چاہیئے کہ اب عُرس کے موقع پر جبکہ دیسی اور بدیسی ارادتمندانِ کثیر کی حاضری ہوگی آپؒ اور کیا ارشاد فرمائیں گے اور یہ خطرہ رہ رہ کر دل میں گذرتا رہا۔ ایک روز حضرت قبلہؒ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ "براعظم امریکہ میں ایک 'تالاب' نانگروفال' ہے جس میں بہت پانی ہے اس پانی کی پیمائش کی گئی تو معلوم ہوا کہ اگر اس تالاب کا بند توڑ دیا جائے۔ اور اس تالاب کا پانی زمین پر پھیل جائے تو اتنا ہے کہ تمام عالم کو غرقاب کر دے۔" نیز فرمایا: "اللہ جل شانہ اپنے اولیاء کے قلوب میں علوم کے دریا جاری کر دیتا ہے اُنھیں اتنا علم دیا جاتا ہے کہ اس کا اگر ایک قطرہ' ایک ذرہ عالم پر ظاہر کر دیں تو تمام عالم ڈوب جائے۔" ایک بار

Marfat.com

اور اسی خادم سے ارشاد فرمایا: "اس کو یقین کرنا کہ جس طرح (زمین پر) موسلا دھار بارش ہوتی ہے اسی طرح حق سبحانہٗ تعالیٰ کی رحمت سے ہمارے قلب پر علم کی بارش ہوتی رہتی ہے۔" یہ بہت نادم ہوئے کہ یہ میرے خطرہ کا جواب تھا اور عرس کے موقع پر دیکھا کہ اس بار آپؒ نے جو کلام فرمایا وہ کچھ اور ہی کلام تھا۔ ع

بخشش عنایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں

سائنس پر کلام — از انجملہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ڈپٹی مستفیض الرحمٰن خانصاحب ایم۔ اے اور ڈپٹی صالح احمد صاحب ایم۔ اے آپؒ کے یہ دونوں مرید دربار عالی کے لئے روانہ ہوئے۔ کشتی میں ڈپٹی مستفیض میاں نے فرمایا "ہمارے حضرتؒ کا تبحر علمی بے پایاں ہے، کسی کو بھی تھاہ نہیں ملی، کون سا علم ہے جس میں آپؒ کلام نہیں فرما سکتے تمام علوم اور علوم کے دقائق ہمارے حضرتؒ کے سامنے ایسے ہیں جیسے کہ بہتا ہوا پانی!" ڈپٹی صالح احمد صاحبؒ نے کہا یہ درست ہے اور مشاہدہ بھی یہی ہے۔ بیشک علوم قدیمہ خصوصاً علوم اسلامیہ و دینیہ میں آپؒ کا تبحر و تعوق ایک حقیقت مسلمہ ہے لیکن سائنس جو زمانہ حال کے علوم جدیدہ سے ہے اس میں آپؒ سے اب تک کچھ نہیں سنا گیا!" ڈپٹی مستفیض الرحمٰن خاں صاحب خاموش ہو گئے اسلئے کہ عادت بحث و مباحثہ کی نہیں رکھتے ہیں۔ جب یہ دونوں انگریزی تعلیم یافتہ جوانانِ صالح حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؒ نے صرف ڈپٹی صالح احمد صاحب کو مخاطب فرمایا اور ارشاد ہوا: "میاں صالح احمد آؤ! آج کچھ سائنس کی بات چیت کریں۔" (راستہ کی یہ گفتگو صرف ان دونوں صاحبوں تک محدود تھی جس کے کسی پر اظہار کی ابھی تک نوبت نہ آئی تھی) اس کے بعد آپؒ نے سائنس کے مسائل ہوا اور پانی سے ابتدا کرکے پھر جو سلسلۂ کلام شروع فرمایا تو یورپ کے جدید سائنس کے مہمات و معلومات اور منتہیات سب ہی کو احاطہ تقریر میں سمیٹ لیا اور سائنس کے معلومات و انکشافات جدیدہ پر ایسی ایک بسیط اور جامع مانع تقریر فرمائی کہ یہ معلوم ہوا ایک بحر مواج ہے جس کی موجیں یکے بعد دیگرے اٹھتی چلی آرہی ہیں۔ بہت دیر تک یہ سلسلۂ تقریر جاری رہا یہاں تک کہ ظہر کے بعد سے اب نماز عصر کا وقت آگیا۔ نماز عصر کے لئے آپؒ اٹھ کھڑے ہوئے اور مصلے پر تشریف لے جاتے ہوئے فرمایا: "اس وقت ہمارے قلب میں خیالاتِ علمیہ موج در موج ایسے اٹھ رہے ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتے آؤ، بس اب نماز عصر پڑھ لیں!" ان دونوں مغربی تعلیم یافتہ حضرات نے خیال کیا کہ اس وقت یورپ کا کوئی پروفیسر سائنس ہوتا تو وہ اس سے زیادہ کیا سائنس بیان کرتا!

فن جنگ بھی علوم انبیاءؑ سے ہے — ارشاد فرمایا: "فن جنگ بھی علوم انبیاءؑ سے ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے اس امت مرحومہ میں بھی بعض بندگانِ خاص کو وارث علوم حضراتِ انبیاء فرمایا ہے) ہم اور تو کچھ نہیں جانتے، اتنا جانتے ہیں کہ اگر ہم کسی جنگ میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے یقین ہے کہ جس لشکر میں کہ ہم ہوں گے (اور ہم جس لشکر کی قیادت کریں گے) انشاء اللہ اسی لشکر کو فتح ہوگی۔"

Marfat.com

دل کا بھید سنکر مرید ہوئے ازان جملہ یہ ہے کہ محمد فائق صاحب وکیل فتحپور (بارہ دادہ)، مرید ہوئے تو اُنھوں نے کہا کہ میری ایک بات جو فیما بینی وبین اللہ ایک راز تھی اور کسی فرد بشر اور کسی متنفس کو جس راز کی اطلاع نہ تھی، اُس کی اطلاع مجھے حضرت قبلہ رضؓ نے دی، عقیدتمند تو پہلے سے تھا مگر اس واقعہ کے بعد آپ کی غلامی میں داخل ہوا۔"

صاحب مزار کی آرزو فاتحہ خوانی از آنجملہ یہ ہے کہ آپؒ سفر گلبرگہ شریف کے موقع پر بنارس پرانی عدالت میں فروکش تھے کہ ایک روز صاحب خانہ سے آپؒ نے پوچھا کہ آپ کی حویلی کے اندر کسی بزرگ کا مزار ہے؟" اُنھوں نے جواب اثبات میں دیا لیکن نہایت متعجب ہوئے کہ اس مزار کا ہونا آپؒ کو کیونکر معلوم ہوا، اس لئے کہ وہ بنارس کے شرفائے قدیم سے ہیں جس خاندان میں ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ اُن کے زنان خانوں میں خاص خاندانی عورتوں کے سوا باہر کی عورتوں کو بھی نہیں آنے دیا جاتا اور یہ مزار مکان کے بالکل اندرونی حصہ میں تھا، نہ اس مزار پر کوئی عام مرجع تھا نہ اس خاندان کے لوگوں کے سوا اور کسی کو اس مزار کی اطلاع تھی۔ آپؒ نے فرمایا "رات ان بزرگ نے ہم سے فرمایا کہ چھ سات روز سے آپ کا اس گھر میں قیام ہے لیکن آپ نے ہم پر فاتحہ نہیں پڑھی، اس وجہ سے ضرور ہوا کہ ان بزرگ کے مزار پر جاکر ہم فاتحہ خوانی کریں۔" صاحب خانہ نے حویلی میں پردہ کرایا اور آپؒ زیارت وفاتحہ کیلئے تشریف لے گئے۔

چراغ روشن مراد حاصل آپؒ کے ایک مرید، خلیفہ، وصاحب مجاز کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سر سلیم اللہ خانصاحب (نواب ڈھاکہ) کے مہمان ہوئے، نواب صاحب مرحوم ان سے اعتقاد ومحبت رکھتے تھے نہایت تزک واحتشام کے ساتھ ان کی شاہانہ دعوت کی، ان کے سامنے بڑے بڑے لوگ آکر کھڑے ہوجاتے اور جب تک بیٹھ جانے کی یہ اجازت نہ دیتے کھڑے رہتے۔ اپنے اس اعزاز واحترام کو دیکھکر اُن کے جی میں خطرہ پیدا ہوا کہ میں اس قابل ہوں کہ ایسے بڑے لوگ میرے روبرو آج دست بستہ کھڑے ہیں اس خطرہ کا دل میں گذرنا تھا کہ فوراً قلب میں حجاب واقع ہوگیا اور تاریکی باطن چھا گئی صرف اتنے پندار خودی کی وجہ سے کہ اپنی قابلیت کی بجائے یہ خیال کیوں نہیں کیا کہ محض پیران طریقت کی دُعا اور نظر کرم کا طفیل ہے کہ بارگاہ خداوندی سے یہ نعمت وعزت مجھے نصیب ہوئی چونکہ رحمت پروردگار شامل حال تھی فوراً اس خطرہ پر متنبہ ہوئے اور ڈھاکہ سے پیدل چلکر فوراً ہی حضرت قبلہؒ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوگئے، خطا معاف فرمائی گئی۔ اور وہ حجاب جس نے قلب میں اندھیرا کردیا تھا دور ہوگیا آپؒ کی برکت دُعا سے اللہ جل شانہ نے اُن کا مرتبہ اور بلند فرمایا۔

قتل گاہ عاشقاں از انجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مُرید وخلیفہ کا بیان ہے کہ "مجھ پر ریاح باسوری کا نہایت ہی غلبہ رہا کرتا تھا۔ مگر بفضلہ میں معمولات، اور ورد وظیفہ کا نہایت پابند تھا کبھی ایسا ہوا کہ فراغ وظیفہ کے بعد مصلّے سے علٰحدہ نہیں ہونے پایا تھا کہ غلبۂ ریاح کی وجہ سے جائے نماز پر ہی حدث ہوجاتا۔ چونکہ مجبور وناچار تھا اس بات کی چنداں پروا اور احتیاط بھی نہ تھی۔ مثل دیگر فرش کے جائے نماز کو خیال کرتا کہ یہ بھی مثل دیگر فرش اور بچھونے کے

Marfat.com

ہے ۔ اور مصلے پر حدث ہو جانے کو ایک معمولی بات تصور کر لیتا ۔ جب میں اپنے مکان سے چلکر خدمت میں
میں حاضر ہوا تو آپؒ نے اُن سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا "جائے نماز پر یہ سمجھکر قدم رکھنا کہ وہ قتلگاہِ
عاشقاں ہے!" یعنی مصلے کا ادب و احترام اس لئے مناسب ہے کہ وہ عاشقان خدا کی قتل گاہ ہے اور
عشاق اپنے مقتل کا بھی احترام کرتے ہیں ۔ پس میں اپنی خطا پر نادم ہوا اور اُس روز سے احتیاط کرنے لگا ۔

ایک امتحان کرنے والے کا اعتقاد ازانجملہ یہ ہے کہ ایک شخص نے بطور امتحان یہ کام کیا کہ خوان میں صاف اور عمدہ
کھانے کے ساتھ ایک ایسا کھانا جس میں کراہتِ طبعی تھی رکھا ، اور آپؒ کی خدمت میں پیش کر دیا ۔ حضرت قبلہؒ
نے لانے والے سے اُس کھانے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "اسے بیجاؤ ، ہم نہیں لیں گے ، فلاں شخص کو جا کر دیدو"
بھیجنے والے نے جب یہ سُنا خود حاضر ہوا اور اظہار ندامت و معذرت کے ساتھ خطا کی معافی چاہی اور اس
روز سے وہ بدل و جان آپؒ کا معتقد ہو گیا ۔

حضرتؒ کے تصرفات و برکات

آپؒ کی خدمت اقدس میں مُرید و تلقین ہونے والوں کی تعداد کبھی کبھی واحدۃً ساٹھ ساٹھ ، ستر ستر تک پہنچ جاتی
تھی تلقین و توجہ عطا فرماتے ہوئے جب آپؒ نعرہ فرماتے تو بیک چشم زدن ہر ایک پر حالت طاری ہو جاتی اور قلب
جاری ہو جاتا اور طالبین خدا ، مُرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے ۔ بعض پر وجد اور حال اور جوش و خروش اس قدر غالب
ہوتا کہ ہوش و حواس ظاہری گھنٹوں کے بعد بحال ہوتے ۔

مجلس مبارک کی شان آپؒ کے روبرو مجلس وجد و حال قائم ہوتی تو اہل حال کا ادب جوش و سرمستی میں بھی برقرار
رہتا اور صاحب حال ایک دوسرے پر گرتے نہ تھے ۔ بلکہ اپنا بوجھ آپ سنبھال لیتے تھے ۔ اگرچہ وجد و حال نہایت زور
شور اور شدت و غلبہ کے ساتھ ہوتا تھا جس کی تاثیر سے اکثر صاحب حال اُستادہ اور سرو قد بھی ہو جاتے تھے
لیکن ابتدا سے لیکر آخر تک اپنے ہی قدموں پر کھڑے رہتے ، دوسروں کے سنبھالنے اور سہارا دینے کے محتاج
نہ ہوتے ، اور یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ ایک پر حالت طاری ہے تو دوسرے حاضرین بے ذوق و بے لطف ہو رہے
ہیں بلکہ صاحب حال اہل سماع کا ذوق و حال دوسروں کیلئے خوشگوار اور ایک تحریک ذوق و شوق ہوتا تھا ،
اور افسردگان خاموش پر سوزش درد دل کا حال وارد ہو جاتا ؎

دود آہ سینۂ سوزان من   سوخت ایں افسردگان خام را

جس مجلس میں کہ آپؒ تشریف فرما ہوتے یہ معلوم ہوتا کہ ایک ہنگامہ ایک حشر برپا ہو گیا ۔ چار چار اور پانچ پانچ

Marfat.com

گھنٹے گذر جاتے اور محفل کا آخر تک وہی رنگ رہتا جو شروع سے تھا۔ ادھر قوال کے منھ سے پہلا مصرع نکلا ادھر رحمت الٰہی کا فتح باب ہوا۔ اور جوش وجد اور ذوق وشوق کا عالم طاری ہوا نماز عشا کے بعد سے کبھی تو نماز فجر تک محفل اسی رنگ پر برپا رہتی اور قلوب ذاکرین پر انوار وبرکات کا نزول رات بھر جاری رہتا اور ان کے ذوق وشوق اور جوش وخروش کو لمحہ بہ لمحہ ترقی ہوا کرتی۔ جو لوگ کہ لذت آشنائے درد اور ذوق آشنائے کیف حال بیشتر نہ ہوتے وہ بھی رنگ میں رنگے جاتے۔ یہانتک کہ منکرین ومخالفین بھی صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ اور غبی اور فاسد المزاج بھی سرشار بادۂ الست ہو کر اس مجلس مبارک سے نکلتے۔

قوال　ا[illegible] دربار شریف میں پیشہ ور قوال نہ تھے، بلکہ بزرگان قدیم کی روش پر درویش اور فقراء ہمارے حضرت کے قوال تھے، کلام اکثر متقدمین کا پڑھا جاتا تھا، اس کے علاوہ وہ کلام مطبوع خاطر اقدس تھا جو جناب عبد الجلیل صاحب مرحوم دیسی زبان میں لکھا کرتے تھے، نہایت شیریں اور معانی عالیہ سے لبریز۔ ایسا معلوم ہوتا کہ اس دربار جہانگیری کے خسرو یہی ہیں۔

عشا سے صبح تک ایک آواز　ان فقراء کے پڑھنے کا یہ انداز رہا کرتا کہ گھنٹوں قوالی کرتے لیکن نہ آواز میں کرختگی پیدا ہوتی نہ گلے میں بستگی، نہ ان پڑھنے والوں کے جوش وولولہ کا عروج مائل بہ نزول ہوتا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ عشا کے بعد سے جو محفل شروع ہوئی ہے تو صبح تک پڑھنے والے درویش و فقراء اسی رنگ اور اسی انداز میں پڑھتے رہے بعض دفعہ وہ خود بھی مست وسرشار ہو جاتے اور اسی حال میں برابر پڑھتے بھی رہتے۔

دس میل پر آواز سنی گئی　بعض دفعہ لوگوں نے دس دس میل کے فاصلہ سے اس محفل سماع کی آوازیں سنیں اور اس محفل پاک میں شریک ہونے کو چلے اور جوں جوں قریب ہوتے گئے اُن کے لئے یہ سماع زیادہ پر کیف ہوتا گیا۔

خشک تار وخشک چوب وخشک پوست　　از کجا می آید ایں آواز دوست

اختتام سماع کا اشارہ　آپؒ کا معمول تھا کہ اختتام سماع کیلئے دست مبارک سے ایک اشارہ فرما دیتے کہ بس یہ اشارہ کیا ہوتا تھا ایسا معلوم ہوتا کہ الکٹرک سٹی کا بٹن دبا دیا گیا اور ایک پلک جھپکنے کی دیر میں کچھ سے کچھ ہو جاتا جوش ورہنگامہ اُسی لمحہ رُک جاتا اور جتنے صاحب حال ہوتے آ آکر آپؒ کے قدموں پر گرتے کسی کو تن من کا ہوش نہ ہوتا۔ آپؒ شفقت وکرم کے دست پاک سے اہل حال کی پیٹھ پر تھپکی دیتے اور فرماتے ہوش بحال کرو اور ہوش بحال ہو جاتے۔ دست مبارک کی ٹھنڈک سوختہ جگر اہل حال کی آتش سوزاں کو سرد کردیتی۔ اور ایسا معلوم ہوتا کہ تشنگان راہ محبت وعشق الٰہی اب جام کوثر وسبیل سے سیراب وکامیاب ہیں۔

محفل پاک کی ایک ادائے خاص　اسی مبارک محفل کی ایک ادائے خاص اور شان ممتاز یہ نظر آئی جسے ہر شخص نے محسوس کیا عام مجلس سماع کے خلاف اس محفل کے سامعین وحاضرین کا ذوق ووجد کسی خاص شعر اور موسیقی کی کسی خاص آن

دُھن اور لَے کا پابند نہ تھا کہ صرف اُسی شعر کی تکرار ہوتی اور اُسی دُھن اور لَے میں گایا جاتا تو ذوق قایم رہتا ورنہ جوش ٹھنڈا ہو جاتا، بلکہ یہ حالت تھی کہ ایک کے بعد دوسرا شعر پڑھا جاتا اور ایک کے بعد دوسری غزل سُنائی جاتی تھی اور کسی خاص شعر کی زیادہ تکرار بہت کم کی جاتی تھی، لیکن سُننے والوں کے جوش و خروش اور ذوق و شوق کا وہی عالم ہوتا، اور یہ معلوم ہوتا کہ طوفان خیز سمندر کی موجیں ہیں کہ یکے بعد دیگرے چلی آرہی ہیں۔ صرف آپؒ کی زیارتِ رویر، چہرۂ مقصود کی بے نقابی اور ذوق دوام اور نزولِ انوار و برکات کا سبب ہوتی تھی ؎

مستیٔ من از نگاہِ چشمِ مستِ ساقی است ‏ ‏ ‏ ‏ بندۂ پیرِ مغاں خاکِ درِ جانانہ ام

مجلسِ مبارک کی ایک خصوصیت | اس محفل سماع کے فیضان عمومی کا ایک رنگ یہ بھی تھا کہ وقت واحد میں سو سو سوا سوا سو سامعین پر عالمِ وجد و کیف طاری ہوتا تھا اور پھر وہ بھی بوارق نہ تھے کہ اِدھر آئے اُدھر چلے گئے بلکہ رحمت الٰہی کا ایک بحرِ بے پایاں تھا کہ اس میں غوطہ لگا کر آدمی اُسی وقت اُبھرتا جبکہ آپؒ اُسے سہارا دیتے اور اس عروج کو نزول جلد ہوتا، فی زماننا یہ بات اس آستانۂ پاک کے سوا کہیں دیکھی ہے نہ سُنی، الحمدللہ! اب تک وہی رنگ ہے اور اس عالم سے آپؒ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی وہی فیضان اور وہی شان ہے۔ محفلِ مبارک اُسی مقام پر ہوتی ہے جہاں آپؒ کے سامنے ہوا کرتی تھی، محفل اور محفل کے سامنے مزارِ پاک۔ اب یہ نقشہ ہے اور خداوند جل وعلا شانہ کی قدرت کاملہ اور رحمت واسعہ سے اُمید ہے کہ یہ در رحمت قیامت تک یونہی کھُلا رہے گا۔

زیارت قدم مبارک | آپؒ کے فیوض و برکات و تصرفات کے واقعات کثیرہ میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ شہر اسلام آباد (چاٹگام) میں شاہی زمانہ کی ایک مسجد "مسجد قدم شریف" کے نام سے موسوم ہے جس کے ایک حجرہ میں حضرت نبیٔ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا قدم مبارک ہے۔ اس قدم شریف کے متعلق ایک راز ارشاد ہوا۔ "اس مسجد میں دو نقش قدم شریف ہیں جن میں ایک قدم مبارک اصلی ہے!" آپؒ نے ایک بار اپنے بعض خادموں کو زیارت قدم مبارک کا اشارہ فرمایا۔ اور یہ ارشاد ہوا۔ "قدم مبارک کا بوسہ لینا۔" اور یہ ارشاد فرمایا کہ "مولوی فضل کریم صاحب ڈپٹی کلکٹر چاٹگامی ایک بار قدم مبارک کی زیارت کو گئے، جب زیارت سے مشرف ہوئے تو قدم مبارک سے ایک نور نکلا اور وہ بیہوش ہو گئے۔" ایک مرتبہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت قبلہؒ قدس سرہٗ قدم مبارک کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ چند اصحاب آپؒ کے ہمراہ تھے، آپؒ نے قدم مبارک کو دھو کر سب کو یہ پانی پلایا کہ ع پانی قدم شریف کا آبِ حیات ہے۔ پھر حضرت قبلہؒ مراقب ہوئے۔ آپؒ کو مراقب دیکھ کر جو لوگ کہ ہمراہ تھے وہ بھی گردن جھکا کر اور آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئے، جن میں ایک صاحب امیر علی شاہ بھی تھے۔ وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ جن کی ریش مبارک سفید اور قد درمیانہ ہے، سر پر سفید عمامہ ہے تشریف لائے اور

Marfat.com

ان کے آتے ہی تمام کمرہ معطر اور منور ہو گیا۔ ان بزرگ نے سب کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا، پھر امیر علی سے دریافت فرمایا: "تم سب بچے یہاں کیوں آئے ہو؟" امیر علی نے عرض کیا کہ "ہم سب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت قدم شریف کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔" ارشاد فرمایا: "تم لوگوں کو کس طرح معلوم ہوا کہ یہ تمھارے نبی کا قدم ہے؟" امیر علی نے عرض کی کہ "اللہ کے مومن بندوں سے سُنکر معلوم ہوا ہے۔" اُن بزرگ نے فرمایا: "کیا تم سب کو اُن کے بیان پر یقین ہے؟" امیر علی نے جواب دیا: "بیشک یقین ہے!" فرمایا "اچھا کیا" (کہ تم لوگ اعتقاد مومنین پر یقین لائے اور یہاں آئے) اس کے بعد ارشاد فرمایا: "میرے پاؤں کی طرف غور سے دیکھو کہ اس میں اور نقش قدم میں (جو یہاں موجود ہے) کوئی فرق ہے یا نہیں؟" امیر علی نے دیکھکر عرض کیا: "کوئی فرق نہیں ہے۔" اس کے بعد امیر علی نے نظر اُٹھائی اور پھر جو دیکھا تو وہ ذات طاہر و مطہر اقدس و اعلیٰ نظر سے غائب تھی۔ اتنے میں ہمارے حضرت قبلہؒ مراقبہ سے فارغ ہوئے اور حجرہ سے باہر تشریف لائے اور امیر علی سے قبل اس کے کہ وہ کچھ عرض کرتے، خود ہی دریافت فرمایا: "امیر علی اس وقت تم نے کیا دیکھا؟" امیر علی نے جو کچھ کہ اس وقت دیکھا تھا وہ سب من و عن بیان کیا۔ جسے سُنکر حضرت قبلہؒ بغایت مسرور ہوئے اور ان درویش امیر علی پر کرم فرمایا۔

قدم مبارک دہلی دہلی میں جو درگاہ قدم مبارک کی ہے اُس کے متعلق ایک روز ارشاد ہوا: "ہم وہاں گئے تھے دروازہ (درگاہ) پر یہ شعر کندہ تھا۔ جسے ہم نے یاد کر لیا ؎

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

شیر کا تانچہ ازانجملہ یہ ہے کہ جن ایام میں ابنائے زمانہ کی طرف سے بہت زور و شور اور شد و مد کے ساتھ آپکی مخالفت کا ہنگامہ برپا تھا ایک شخص نے جو سانکینہ میں رہتے تھے مولویوں کو اکٹھا کر کے ایک جلسہ کا اہتمام کیا تاکہ مسائل مختلف فیہ میں آپؒ کے خلاف عوام میں پروپیگنڈا کیا جائے۔ یہ شخص آپؒ کی خدمت میں بھی ایک غیر جانبدار بنکر حاضر ہوا اور آپؒ سے بھی اس جلسہ میں شریک ہونے کی خواہش کی اور کہا: "یہ اس لئے تاکہ ہم عوام الناس کو امر جائز و ناجائز معلوم ہو جائے۔" اسی قسم کی باتیں منافقانہ طور پر عاجزی سے کرتا رہا۔ آپؒ نے جواب دیا: "ہم کہیں آتے جاتے نہیں ہیں۔ ایک عرصۂ دراز سے فتاویٰ پر بھی دستخط نہیں کرتے ہیں، نہ کسی جلسہ کی شرکت کرتے ہیں۔ ملک میں بہت عالم و فاضل ہیں ان کو مدعو کیا جائے اور اُن سے تحقیق کر لی جائے"۔ انھیں دنوں میں آپؒ نے خواب دیکھا کہ آپؒ نے ایک شخص کے تمانچہ مارا اور حاضرین سے اس خواب کو بیان کیا اور فرمایا: "ہم اس شخص کو جانتے اور پہچانتے ہیں، ہم نے یہ کیا خواب دیکھا، اللہ ہی جانتا ہے، ہم نے خواب میں اس کو تمانچہ مارا اور بہت تاسف و بیقراری ظاہر فرماتے رہے کہ "ہم نے یہ کیا کیا اور کیا دیکھا؟" (بالذات مخالفین کے اوپر بھی آپؒ کی جو شفقت تھی اس کا بیان اپنے محل پر ہے) ہفتہ عشرہ کے بعد اس شخص کا رنگون جانا ہوا۔ وہاں عجائب خانہ میں

Marfat.com

شیر کے کٹہرے پر ٹیک لگا کر بے خیال کھڑا ہوا تھا کہ یکایک شیر نے حملہ کیا اور ایک تمانچہ ایسا مارا کہ وہ سخت زخمی ہو گیا اور ایک عرصہ تک زخم کی تکلیف میں مبتلا رہا۔ اور آخر شیر کے تمانچہ نے اس کا کام تمام کیا اور مر گیا لوگوں سے سنا گیا اس کے مکان پر اُس کے انتقال کی خبر آئی۔ تو خدام جو حاضر دربار عالی تھے اور اس شخص کی بد اعتقادی اور ایذارسانی اور منافقت اور دشمنی کو جانتے تھے اور آپؒ کے خواب اور اس واقعہ سے آگاہ تھے وہ سمجھ گئے کہ یہی وہ بے ادب تھا کہ خواب میں آپؒ نے جس کو تمانچہ مارا تھا اور اس خواب کی یہ تعبیر قدرت کاملہ الٰہیہ سے ظہور میں آئی۔

مُرید ہونے کے پہلے روز زیارتِ نبویؐ

ہندوستان میں میاں محمد حسین مرحوم غازی پوری حضرت قبلہؒ کے سب سے پہلے مُرید ہیں جب وہ داخل سلسلۂ عالیہ ہوئے تو بعد مغرب ذکر و مراقبہ تعلیم فرمایا اور ارشاد ہوا کہ اس طرح مراقب ہو جاؤ (یہ تذکرہ حضرت قبلہؒ کے حالاتِ غازیپور میں درج ہوا ہے) جب میاں محمد حسین مرحوم مراقبہ سے نکلے تو آپؒ نے دریافت فرمایا "میاں محمد حسین! تم نے (اس وقت) کیا دیکھا؟" اُنھوں نے عرض کیا "الحمد للہ کہ بارگاہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے یہ غلام (اس وقت) حضور کے صدقہ اور طفیل میں مشرف ہوا (یعنی بیداری میں مجھے زیارتِ نبوی نصیب ہوئی) فرمایا "اللہ نے تمھیں جو نعمت نصیب فرمائی اس آرزو اور تمنا میں ہزاروں مر گئے ہیں!" (جن کی یہ شان ہے کہ اُن کی توجہ و تصرف سے مُرید ہونے کے پہلے روز اُن کے مرید کو زیارتِ بارگاہ رسالت وہ بھی بحالت بیداری نصیب ہو جاتی ہے اُن کے بارہ میں کوئی کیا کہہ سکتا ہے جس نے آپؒ کو پایا اُس نے کیا نہیں پایا۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ)

کرامتِ آفتاب

ازانجملہ یہ ہے کہ جناب ڈپٹی مستفیض الرحمٰن خانصاحب ایم۔ اے نے فرمایا "ہم سب نماز کیلئے دربار شریف میں حاضر تھے بعض ضعیف الاعتقاد ایسے بھی تھے جنھیں وسوسہ دامنگیر ہوا کہ نماز فجر آج قضا ہو جائے گی۔ آخر آپؒ (حجرہ شریف سے) تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ عین حالتِ نماز میں ایک نمازی نے یہ حرکت کی کہ طرف مشرق مڑ کر کئی بار دیکھا کہ آفتاب تو نہیں نکل آیا۔ آپؒ نے سلام پھیرا اور بعد اختتام نماز ایک شان جلال کے ساتھ فرمایا "میری دو آنکھیں سر کے پیچھے بھی ہیں تم میں سے بعض کو سورج نکل آنے کا نماز کی حالت میں جو وسوسہ ہوا میں اسے جانتا ہوں۔ بھلا نماز میں اور یہ حرکت؟ کہ کئی بار پیچھے مُڑ مُڑ کر دیکھا۔ کہ سورج تو نہیں نکل آیا، یہ کون صاحب ہیں؟ اچھا تم سب لوگ اچھی طرح دیکھ لو کہ سورج اس وقت تک بھی نہیں نکلا ہے" دیکھا گیا تو آفتاب واقعی اس وقت تک طلوع نہیں ہوا تھا۔ یہ وہ مقام ہے کہ قرص آفتاب کا ذرا کنارہ بھی نمودار ہوتا ہے تو یہاں سے نظر آجاتا ہے۔ کیونکہ سامنے میدان صاف ہے کوئی حجاب اور کوئی روک منظر طلوع آفتاب کے لیے اس جگہ نہیں ہے۔

Marfat.com

انبہ کا درخت بار آور ہوگیا

ازانجملہ یہ ہے کہ مقبول علی صاحب خادم دربار عالی نے بیان فرمایا۔ کہ مسجد اور درگاہ شریف کے درمیانی راستہ میں میں نے ایک درخت انبہ کا بہت شوق سے لگایا تھا، جو قایم ہوا اور سرسبز ہوگیا لیکن چند روز کے بعد خشک ہوگیا۔ خیال غالب یہ ہوا کہ اب یہ درخت بار آور نہ ہوگا۔ آپؒ بعد نماز جمعہ اس راستے تشریف لے جا رہے تھے، جب اس درخت کے سامنے سے گذرے تو میں نے عرض کیا، بابا جان! میں نے بہت شوق سے یہ درخت لگایا تھا، پانی دیتا رہا، اور خدمت کی یہ سرسبز ہوا اور بڑا ہوگیا۔ اب کہ پھل آنے کا وقت آیا تو یہ خشک ہوکر رہ گیا ہے۔ دُعا فرمائی جائے کہ یہ درخت بار آور ہو جائے، آپؒ نے اس درخت کو نیچے سے اُوپر تک ایک نظر دیکھا اور ایک لمحہ توقف فرمایا اور پھر آگے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اسی سوکھے ہوئے درخت میں سرسبزی اور شادابی رونما ہوئی، کونپلیں آئیں پتے اور ڈالیاں سب کچھ قدرت خداوندی سے اس درخت میں نظر آیا آخر اسی سال پھل لے آیا۔

زیارت صاحب مزار

ازانجملہ یہ ہے کہ نواب حسین علی صاحب رئیس بنارس مُرید ہوئے تو پنجشنبہ کے دن خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ عرصہ دراز سے اس بندے کا دستور معمول ہر جمعرات کو قطب بنارس حضرت مخدوم شاہ طیّبؒ کے مزار (واقع منڈواڈیہ) پر حاضر ہونے کا ہے اب جو ارشاد ہو، جاؤں یا نہیں؟" ارشاد ہوا: "وہ بزرگ ہیں ضرور جائیے اور میرا سلام بھی عرض کیجیے۔" نواب صاحب مزار شریف پر حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ قبر مبارک سے باہر اور گنبد شریف کے اندر حضرت مخدومؒ سر پر نقاب ڈالے بہ نفس نفیس نواب صاحب کے انتظار میں سلام لینے کے لیے کھڑے ہیں، نواب صاحب نے سلام و پیام پہنچایا اور جواب باصواب پایا۔ اور حضرت مخدومؒ کے فیوض واکرام سے شرفیاب ہوئے، اگرچہ اُن کی یہ حاضری ہر پنجشنبہ کو سالہا سال سے جاری تھی۔ مگر ان ہمارے حضرتؒ کے سلام و پیام و اجازت کے ساتھ حاضر ہوئے تو آپؒ کی بدولت نعمت دیدار و زیارت اور شرف ہمکلامی سے فیضیاب ہوئے اور انھیں یہ شرف آج پہلی بار نصیب ہوا۔

حضرتؒ کے ورود بنارس کی خبر

نواب حسین علی خاں صاحب فقیر دوست آدمی تھے، درویشوں اور خاص کر بے نوا فقرا کی بڑی خدمت کیا کرتے تھے، ایک بزرگ سے انھیں عقیدت پیدا ہوگئی جن سے خواہش کی کہ مجھے مرید کر لیجیے، اُنھوں نے کہا کہ تمھارا مرشد میں نہیں ہوں تمھارے پیر و مرشد بنگال سے آئیں گے اس کے کچھ عرصے ہمارے حضرت قبلہؒ کا بنارس میں تشریف لانا ہوا۔ تو ان بزرگ نے آکر نواب صاحب سے کہا مبارک ہو! اصل تمھارے پیر و مرشد بنارس میں تشریف لے آئے، مگر یہ نہ بتایا کہ قیام کہاں ہے؟ حسن اتفاق کہ اس بار ہمارے حضرتؒ قیام فرمایا تو پرانی عدالت میں کہ اسی محلہ میں نواب صاحب کا مکان تھا، پرانی عدالت سے متصل رنگیلے شاہ کی مسجد ہے کہ جس کے متولی نواب صاحب تھے اور حضرت قبلہؒ نماز اسی مسجد میں پڑھتے "پرانی عدالت" بنارس میں ایک

Marfat.com

تاریخی عمارت ہے دارا شکوہ فرزند شاہجہاں نے بنوائی تھی بنارس کے پنڈتوں سے سنسکرت اور ویدانت پڑھنے آتے تو دارا شکوہ اسی عمارت میں اقامت کرتے تھے) اسی مسجد میں نواب صاحب کی ہمارے حضرت قبلہؒ سے ملاقات ہوئی (جس کا تفصیلی تذکرہ اپنے مقام پر ہے) جمعہ کا دن آیا تو نواب حسین علی صاحب نے حضرت قبلہؒ سے عرض کیا کہ حضور جمعہ کی نماز پڑھائیں۔ آپؒ نے اسے منظور فرمایا۔ دوسرے دن نواب صاحب سے یہ ارشاد ہوا۔ آپ نے اس مسجد میں ہمارا نماز پڑھانا خواب میں دیکھکر ہم سے نماز پڑھانے کے لئے کہا یہ اس ارشاد کی انھوں نے تصدیق کی۔ اور کہا۔

اولیا اللہ کے امام "میں نے خواب میں دیکھا کہ رنگیلے شاہ کی یہ مسجد نہایت فراخ اور وسیع ہوگئی ہے جس کے احاطہ میں ایک بہت اچھا باغ بھی ہے اور بہت اولیاء اللہ جمع ہیں' نماز کا اہتمام ہے، حضور نے نماز پڑھائی اور سب اولیاء اللہ نے اقتداء کی مقتدیوں میں میں بھی شریک تھا۔ حضور کا عمامہ عربی مع کلاہ کے تھا۔ اور جسم مبارک پر ایک زرد رنگ کی چادر بھی تھی" ان تمام باتوں سے کہ ایک بزرگ نے ان سے کہا کہ تمھارے حضرت پیرومرشد بنگال سے آئیں گے اور پھر خود آئے اور کہا کہ کل تمھارے پیرومرشد بنارس میں تشریف لے آئے' پھر حضرتؒ قبلہ نے قیام فرمایا تو ترائی عدالت میں اور نواب صاحب نے خود دیکھا کہ ایک جماعت اولیاء اللہ کی آپؒ نے امامت فرمائی اور نواب صاحب سے فرمایا کہ آپ نے خواب میں ہمیں نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا، نواب صاحب کو ہمارے حضرت کی بزرگی کا یقین واثق نصیب ہوا کہ میرے حضرت پیرومرشد یہی ہیں اور پھر وہ آپؒ کے مرید ہوئے۔

آنے والے کی اطلاع ازانجملہ یہ ہے کہ عبدالقدیر دہلوی کا بیان ہے کہ ایک روز خانقاہ شریف کے برآمدے میں میں نیچی نظر کئے ہوئے مؤدب حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر تھا کہ یکایک آپؒ نے جانب دکن اشارہ فرمایا اُس طرف جاؤ، یہ خادم اُس اشارہ کا مفہوم نہ سمجھا کہ آپؒ مجھے اس طرف کیوں بھیج رہے ہیں، تو آپؒ نے دوبارہ فرمایا جاؤ لڑکا آرہا ہے' میں چلا اور جلدی جلدی اس سمت میں تالاب اور ایک پگڈنڈی اور کھیت اور درخت پار کرکے دُور تک چلا گیا۔ دیکھا کہ ڈپٹی مستفیض الرحمن صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ یہ جگہ اس مقام سے جہاں کہ حضرت قبلہؒ اس وقت تشریف رکھتے تھے اتنے فاصلہ پر تھی کہ اتنے فاصلہ کا آدمی ہرگز نظر نہیں آسکتا۔ فاصلہ کے علاوہ تالاب اور درخت اور کھیت بہت درمیانی حجابات بھی تھے۔ میں نے سمجھ لیا کہ کشف باطن سے آپؒ پر یہ بات ظاہر و منکشف ہوئی۔

قوال کو کھینچ بلایا ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مُرید کا بیان ہے کہ ایک روز ذوق سماع غالب ہوا اور بہت خواہش ہوئی کہ آج قوالی ہوتی، مگر اُس وقت دربار شریف میں (فقیروں اور درویشوں میں سے) کوئی قوال موجود نہ تھا۔ عبدالغنی درویش کہ درباری قوال ہیں یہ بھی موجود نہ تھے۔ بلکہ یہاں سے نُو میل کے فاصلہ پر اپنے مکان مرادآباد میں تھے، دوپہر کے وقت آپؒ معمولی قیلولہ میں تھے اور میں پائے مبارک داب رہا تھا کہ میرے منھ سے نکلا۔ قوالی

Marfat.com

کو بہت جی چاہتا ہے، عبدالغنی بھائی ہوتے تو قوالی سنتا. مسکرا کر فرمایا "کھینچ لو، بلا لو" بات ختم ہوئی تھی دن کے بارہ بجے کا وقت تھا. مغرب سے ذرا پہلے کیا دیکھتا ہوں کہ عبدالغنی موجود ہیں. میں نے کہا بھائی خوب آ گئے میری طبیعت آج قوالی کے لئے بیقرار ہے، اُنھوں نے کہا کہ آج دوپہر تک حاضری کا کوئی ارادہ نہ تھا گھر کے کام کاج میں مصروف تھا کہ یکایک دوپہر کے بارہ بجے یہاں کی کشش ایسی غالب ہوئی کہ رہ نہ سکا اور اسی وقت چل کھڑا ہوا. اب نو میل کا فاصلہ پیدل طے کر کے اس وقت یہاں پہنچا۔

ڈپٹی کلکٹر ہو جاؤ گے

از انجملہ یہ ہے کہ مولوی مستفیض الرحمٰن صاحب بی. اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد دربار عالی میں حاضر ہوئے اور سیدنا حضرت دادا پیر صاحب قدس سرہٗ کے مزار شریف پر از راہ حسن عقیدت اپنے ہاتھ سے جھاڑو دینے لگے، حضرت قبلہؒ نے دُور سے ان کے اس کام کو دیکھا کہ (ایک رئیس زادے اور خان بہادر اور ڈپٹی کلکٹر کے فرزند اور خود ایک تعلیم یافتہ نوجوان ہیں لیکن)، وہ کس ذوقِ دینداری اور کس حسنِ عقیدت کے ساتھ مزار پاک کی جاروب کشی کر رہے ہیں، آپؒ نے حاضرین سے فرمایا "یہ لڑکا عنقریب ڈپٹی کلکٹر ہو جائیگا" اور بعد میں بھی اوروں سے کہا "جس وقت مستفیض میاں کے چہرہ پر ہم نے گردِ مزار شریف کو دیکھا ہم نے اُسی وقت سمجھ لیا تھا کہ اب وہ ڈپٹی ہو جائیں گے، خدا کی قدرت کاملہ سے یہی بات ظہور میں آئی اور مستفیض میاں صاحب بہت جلد ڈپٹی کلکٹر ہو گئے اور برابر ترقی کرتے گئے. ان کی ملازمت کا واقعہ یہ ہے کہ

آپ کی دعا سے کامیابی

جب اُنھوں نے ایم. اے کا امتحان بھی پاس کر لیا تو ان کے والد ڈپٹی فیض اللہ خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر نے کوشش کی کہ وہ ڈپٹی کلکٹری کے لئے نامزد ہو جائیں، کمشنر نے کچھ امید دلائی مگر وقت آنے پر ان کو تو تحصیلداری کے لئے اور ایک دوسرے امیدوار کو ڈپٹی کلکٹری کے لئے نامزد کر دیا. مستفیض میاں نے حضرت قبلہؒ سے عرض کیا کہ حق میرا تھا. ایم. اے کے امتحان میں میں اول پاس ہوا ہوں، اور یہ امیدوار دوسرے نمبر پر پاس ہوئے پس مجھے ڈپٹی کلکٹری اور اُنھیں تحصیلداری ملنی تھی. کمشنر نے دوسرے کی سفارش پر فیصلہ اس کے برعکس کر دیا. آپؒ نے دعا اور نگاہ کرم فرمائی اور مستفیض میاں رخصت ہو کر اپنے مکان چلے گئے، اس عرض حال کے بعد انھوں نے خواب دیکھا کہ حضرت قبلہؒ لباس انگریزی میں نہایت ہیبت و جلال اور جوش و غصہ کی حالت میں کھڑے ہیں اور اپنے آپ کو دیکھا کہ میں حضرت قبلہؒ کے پہلو میں کھڑا ہوں (خواب ختم ہوا) اس کے بعد کلکتہ سے گورنمنٹ گزٹ شائع ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ مستفیض میاں تو ڈپٹی کلکٹری کے لئے اور دوسرے امیدوار تحصیلداری کے واسطے نامزد ہوئے. واقعہ یہ ہوا کہ مستفیض میاں نے پھر اپنے لئے کوئی کوشش نہیں کی نہ افسران بالا کے سامنے ان کی بابت کوئی سفارش پیش ہوئی. خدمت اقدس میں عرض کر دینے کے بعد اُنھوں نے ہر کوشش سے ہاتھ اُٹھا لیا تھا لیکن حکام بالا نے کمشنر کی سفارش کو رد کر دیا اور مولوی مستفیض الرحمٰن خاں کو ڈپٹی کلکٹر کیا. یہ حضرت قبلہؒ کے زبان کی برکت اور آپکا تصرف تھا

Marfat.com

مظاہر الاسلام کی ملازمت از انجملہ یہ ہے کہ مظاہر الاسلام میرٹھی اپنی ملازمت کے متعلق متردد تھے کہ کونسی لائن اختیار کریں اور ملازمت کی کہاں کوشش جستجو عمل میں لائیں۔ حضرت قبلہؒ کی خدمت اقدس میں عرض حال کیا، ارشاد ہوا۔ حیدر آباد میں کوشش کرو۔ ہم دعا کرتے ہیں، انہوں نے اس حکم کے مطابق عمل کیا۔ خدا نے کامیاب فرمایا ابتدا میں سو روپے کی نوکری مل گئی۔ چند روز کے بعد ان کے سامنے ایک ترقی کا موقع آیا تو حیدر آباد سے پھر عرض گزار ہوئے کہ میں نے فلاں جگہ کیلئے درخواست دی ہے۔ یہ محکمہ اور یہ لائن ایسی ہے کہ بارہ سو روپے تک ترقی کر سکتا ہوں دعا فرمائی جائے خدا کامیاب کرے، آپؒ نے دعا فرمائی۔ ان کا یہ عریضہ دو ورقہ تھا۔ ایک ورق پر مضمون دوسرا ورق سادہ۔ دستور شریف یہ تھا کہ لوگوں کے عریضے بعد سماعت الماری یا طاق میں ڈالدیے جاتے تھے۔ ان کا خط بھی سماعت فرمانے کے بعد طاق پر ڈالدیا گیا تھا۔ یہ وہ مقام ہے کہ آپ اکثر اسی جگہ تشریف فرما ہوا کرتے تھے اہل حاجت میں سے کسی نے تعویذ مانگا تو اسی طاق سے کاغذ لیکر اور تعویذ کی طرح طے کر کے کچھ تحریر کئے بغیر صرف درود شریف دم کر کے دیدیا کرتے تھے ایک روز کسی حاجتمند کو آپؒ نے تعویذ دینا چاہا تو مظاہر الاسلام کا یہی خط دست مبارک میں آیا۔ چونکہ اس کا ایک ورق صرف کورا کاغذ تھا آپؒ نے کاغذ کا تھوڑا سا ٹکڑا لیکر اور تعویذ کی طرح طے کر کے اور دم فرما کر اس حاجتمند کے حوالے کر دیا۔ خدام میں سے جو مزاج داں اور ادا شناس تھے انہوں نے مظاہر الاسلام کے خط کا اس طرح دست مبارک میں آنا اور آپؒ کا اس خط میں سے کاغذ لیکر تعویذ کر کے شخص حاجتمند کو عطا فرمانا اسے مظاہر الاسلام کے حق میں فال نیک سمجھا کہ مظاہر الاسلام اب انشاءاللہ کامیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ رحمت خداوندی سے ایسا ہی ہوا کہ ان کا انتخاب بہت اُمیدواروں کے مقابلہ پر ڈھائی سو روپے کی جگہ کے لئے ہو گیا

ایک مشاہدہ حجرہ شریف میں از انجملہ یہ ہے کہ حجرہ شریف میں ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے آپؒ اس وقت کلام فرما رہے تھے، انہوں نے کئی بار مشاہدہ کیا کہ ایک عجیب جلوہ برق نور، رہ رہ کر نمودار ہوتا ہے اور یکایک غائب ہو جاتا ہے ایسا معلوم ہوا کہ حجرہ شریف میں دفعتہً ایک بجلی چمکی۔ اور یکایک ایسی روشنی نمودار ہوئی کہ تمام حجرہ منورہ ہو گیا۔ اور ایسا سیلاب نور آیا کہ نور ہی نور رہ گیا اور نور کے سوا سب کچھ نظر سے غائب ہو گیا۔ اور پھر جس طرح یکایک یہ جلوہ نمودار ہوتا اسی طرح یکایک غائب ہو جاتا۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے کئی بار یہ ماجرا دیکھا اور عجیب حال میں رہے۔ مگر خاموش آخر نہ رہ سکے اور عرض کیا۔ اس وقت کئی بار یہ ماجرا دیکھا ہے، آپؒ خاموش رہے اس بارہ میں کچھ نہیں فرمایا، دوسری گفتگو فرمانے لگے۔ مگر اہل مجلس مبارک کے حاضرین کا ارادہ ہوا کہ پھر عرض کیا جائے اور معلوم ہو کہ یہ کیا ماجرا ہے جسے آج ہم لوگ دیکھ رہے ہیں۔ آخر آپؒ نے خود ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ تراب صاحبؒ کاکوری کا یہ شعر بامعنی ہے ؎

موسیٰ نے جسے جلوہ نما طور سے دیکھا — کالبرق اُسے ہم نے بھی کل دور سے دیکھا

گم شدہ کی حفاظت از انجملہ یہ ہے کہ خادم علی صاحب عرس کی تقریب سے حاضر ہوئے اور بانس کی نئی جو درگاہ شریف کے

Marfat.com

پیر ولی صحن میں بھی اُس پر اپنی چھتری اٹکا کر بغرض فاتحہ درگاہ معلی میں حاضر ہوئے، واپسی میں چھتری کا لینا یاد نہ رہا وہیں چھوڑ کر چلے گئے، ایک پردیسی شخص اس عرس میں حاضر تھے اُنھیں اس شب میں سیدنا حضرت دادا پیر صاحب قدس سرہٗ کی زیارت ہوئی۔ فرمایا: خادم علی اپنی چھتری بھول گیا ہے تم اُٹھا کر حفاظت سے رکھ دو، اگر تلاش کرے تو خادم علی کو دیدینا؛ یہ بعد بیداری خواب اُسی وقت درگاہ شریف میں حاضر ہوئے، چھتری کو اسی مقام میں پایا اور اُسے حفاظت سے رکھ لیا چونکہ ہزاروں آدمیوں کا مجمع تھا اور خادم علی صاحب سے پیشتر ان کی جان پہچان نہ تھی اُنھوں نے حضرت قبلہؓ کی خدمت میں واقعہ خواب عرض کیا' اور چھتری کو پیش کر دیا۔ خادم علی عرس کے کاموں میں چھتری کو بالکل بھول گئے سمجھے یہ تھے کہ اُسے کہیں رکھ دیا ہوگا۔ گیارہ روز کے بعد جب کاموں سے فارغ ہو کر مکان جانے کا ارادہ کیا اور خانقاہ و حجرہ شریف میں ہر جگہ چھتری کی جستجو کی اور اس تلاش و جستجو میں اُن کو حضرت قبلہؓ نے دیکھا تو پوچھا "خادم علی! کیا ڈھونڈ رہے ہو؟" اُنھوں نے عرض کیا کہ "اپنی چھتری!" فرمایا "تمھاری چھتری موجود ہے۔ یہ شخص کہ سامنے بیٹھے ہیں اُنھوں نے تمھاری چھتری کی حفاظت کی ہے"؛ اور پھر آپؓ نے ان کا خواب بیان فرمایا۔ اس کے بعد خادم علی سے ارشاد ہوا: "تم اُنھیں اپنی چادر دیدو۔" اُنھوں نے دیدی۔ اس کے بعد حضرت قبلہؓ نے اپنی چادر مبارک خادم علی کو عطا فرمائی اور ان پردیسی درویش سے فرمایا "تمھیں ہمارے والد ماجد قدس سرہٗ کی زیارت ان کی چھتری کی وجہ سے نصیب ہوئی یہ زیارت موجب سعادت ہے" اور خادم علی سے ارشاد ہوا "دیکھو! میرے والد ماجد قدس سرہٗ تمھارے اوپر کتنے مہربان ہیں۔ میں بھی شکر کرتا ہوں کہ میرے مریدوں پر حضرتؒ کی کس قدر نظر کرم و مہربانی ہے!"

بے موسم کا پھل از انجملہ یہ ہے کہ خادم علی صاحب نے بیان کیا کہ: "میں دربار شریف میں حاضر تھا۔ ایک روز مجھے حضرت قبلہؓ نے ایک ترنج عطا فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ اسے اپنے گھر لیجانا؛" مجھے خیال ہوا کہ یہ وقت ترنج کے درخت میں پھل آنے کا نہیں ہے اس وقت تو یہ بالکل بے موسم کا پھل ہے کہاں سے آگیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: "میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ تمھیں ایک ترنج دیا ہے جاگنے پر تردد ہوا کہ یہ ترنج کا موسم نہیں ہے نہ اس وقت ترنج کہیں سے آیا اور دل نے چاہا کہ ایک ترنج تمھیں دیدیا جائے، ناگاہ پلنگ کے نیچے نظر پڑی تو یہ ترنج نظر آیا۔ اب یہ بات اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ ترنج کہاں سے آیا اور یہاں اِس کو کون رکھ گیا!"

کھوئی تسبیح کہاں سے ملی از انجملہ یہ ہے کہ خادم علی صاحب نے کہا "حضرت قبلہؓ کے وصال کے بعد ایک متبرک تسبیح جو آپؓ کے دست مبارک میں رہا کرتی تھی مجھے نصیب ہوئی جس تسبیح پر میں وظیفہ پڑھتا رہا ایک روز دریا کے کنارے کنارے جا رہا تھا اور تسبیح ہاتھ میں تھی کہ وہ کسی جگہ میرے ہاتھ سے گر گئی مگر فی الوقت اس کا ہاتھ سے گرجانا معلوم نہ ہوا مجھے اس بات کا نہایت ہی ملال اور صدمہ ہوا کہ ایسی متبرک چیز مجھ سے گم ہو گئی۔ مزار مبارک پر حاضر ہو کر بہت رویا اور تسبیح کے واسطے عرضی دی کہ قدرت خداوندی سے مجھے ملجائے ایک سات مہینے کے بعد کا واقعہ ہے کہ میں دربار شریف میں مقبول علی شاہ صاحب کے حجرے پر اسکے

Marfat.com

وقت بیٹھا باتیں کر رہا تھا جب چلنے کا ارادہ کیا تو یکایک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تسبیح میری گود میں موجود ہے۔ جس مقام پر اس تسبیح کا گم ہونا خیال کرتا ہوں اندازہ یہ ہے کہ وہ جگہ دربار شریف سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔

نواب وقار الملک روک دیے گئے

از انجملہ یہ ہے کہ نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب مرحوم کو اس دربار شریف سے تعلق خاطر پیدا ہوا اور دربار عالیہ میں خود حاضر ہونے کا قصد وارادہ کیا اور شاہ بدیع العالم کو جن سے علیگڈھ اور امروہہ وغیرہ میں چند بار ملاقات ہو چکی تھی ان کو تار پر اطلاع دی کہ میں فلاں دن آ رہا ہوں یہ تار حضرت قبلہؒ کی خدمت میں پیش ہوا، تو آپؒ نے فرمایا۔ "نواب صاحب کا آنا نہیں ہوگا" شاہ بدیع العالم نے خیال کیا کہ نواب صاحب ایک پختہ ارادہ کے آدمی ہیں اور شائستہ اور ضابطہ پسند ہیں۔ تار سے اطلاع آپ نے آنے کی دی ہے تو لازم ہے کہ ان کی پیشوائی اور قیام وطعام کے انتظامات مناسب عمل میں لائے جائیں۔ چنانچہ اُنہوں نے چاندپور اور دوسرے مقامات پر جہاں نواب صاحب کے ریل اور جہاز اور کشتی سے اُترنے کے وقت انتظامات کرنے تھے کئے اور ایک خاصی رقم صرف کر دی لیکن نواب صاحب کوئی غیر متوقع سبب مانع پیش آنے کی وجہ سے یہ سفر نہ کر سکے جس کی اطلاع موصول ہونے پر شاہ بدیع العالم صاحب حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تعجب کے لہجہ میں آپؒ سے عرض کیا کہ "نواب صاحب کے تار کا مضمون تو یہ تھا کہ میں آ رہا ہوں اور حضور نے فرمایا کہ نہیں آئیں گے، یہ بات حضور نے کن قرائن کی بناء پر فرمائی تھی نواب صاحب نے جو چاہا تھا وہ نہیں ہوا اور حضور نے جو فرمایا تھا وہ ہو گیا" آپؒ نے تبسم فرمایا، اور کوئی جواب نہ دیا، امراء خواہ عقیدتمند بھی ہوں آپؒ ان کا آنا بہت کم پسند فرماتے تھے۔

صرف روشِ تحریر دیکھ کر قابلیت کا اندازہ

از انجملہ یہ ہے۔ آپؒ کے ایک مُرید جنہوں نے دہلی میں طب پڑھی اور فن طب کی کتابیں پڑھنے کے علاوہ اب اپنے اُستاد مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کے مطب میں نسخہ نویسی اور فن طب کی تحصیل عملی میں مصروف تھے ایک بار ان کا عریضہ جس میں کوئی تذکرہ مطب ونسخہ نویسی کا نہ تھا آپؒ کے ملاحظہ میں پیش ہوا۔ فرمایا: "ان کی روشِ تحریر دیکھکر ہم نے سمجھ لیا کہ ان کو نسخہ نویسی کا ڈھنگ (یعنی مطب کرنا) آ گیا" درحقیقت بھی یہی تھی کہ اب ان کو نسخہ نویسی اور اپنے اُستاد کے دستور العلاج اور طریقۂ مطب پر عبور ہو چکا تھا، اور اس وقت عملیات فن میں بھی وہ منتہی تھے۔ ہمارے حضرتؒ نے بغیر اس کے کہ کسی امتحان یا کسی ظاہری طریقہ سے ان کی قابلیت معلوم فرماتے محض ان کی رفتار وروشِ تحریر سے جان لیا اور فرما دیا کہ یہ کام ان کو آ گیا!

محض رفتار وعبارت سے اندرونی حالت کا علم

از انجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مُرید میں اور ڈپٹی مستفیض الرحمٰن صاحب میں ازراہِ محبت برادرانہ خط وکتابت کا سلسلہ رہا کرتا تھا۔ ایک بار ڈپٹی صاحب حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اتفاقیہ طور پر ان مُرید کا تذکرہ دوران کلام میں آ گیا ڈپٹی صاحب نے عرض کیا ابھی ان کا ایک خط بھی اپنے جواب میں مجھے موصول ہوا ہے اور یہ خط سُنایا، جب آپؒ کے یہ مرید کچھ دنوں کے بعد خدمتِ پاک میں حاضر ہوئے تو آپؒ نے فرمایا۔

Marfat.com

"تمہارا ایک خط جو ڈپٹی میاں کے پاس آیا تھا۔ ہم نے سُنا اُنھوں نے تمہیں کیا لکھا تھا یہ تو ہمیں معلوم نہیں لیکن تمہارے خط کو دیکھکر ہم کو ایک بات معلوم ہوگئی (اور) ہم نے اُن سے کہا کہ یہ خط اُنھوں نے تردد اور پریشانی کی حالت میں لکھا ہے" اُنھوں نے تصدیق کی واقعی ان ایام میں یہ متردد اور پریشان تھے۔ لیکن خط میں کوئی تذکرہ کسی تردد و پریشانی کا نہ تھا۔ اور ان کے خطوط ہمیشہ نہایت مختصر اور سادہ مگر مدلل ہوا کرتے تھے۔

ندی میں چڑھاؤ | ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ نے ایک بار فرمایا کہ "صدیقہ خاتون (آپؒ کی صاحبزادی) کی شادی ہوگی تو اس ندی میں (یہ ندی دربار شریف کے قریب ہے) ایسا جھال (ایسا چڑھاؤ) آئے گا کہ اس میں بڑی کشتی (بھی) چلنے لگے گی" (اس ندی میں پانی اتنا کم رہا کرتا ہے کہ بڑی کشتیاں نہیں چلتیں) چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اس شادی مبارک کے موقع پر ندی میں بہت پانی آیا اور کشتی چلی۔ ایک بار یہ بھی فرمایا "ایک شخص نے ہم سے اپنا خواب بیان کیا کہ اس ندی میں طغیانی آئی ہے اور کچھ لوگ کشتی میں بیٹھ کر آئے ہیں۔ اور ان لوگوں کا اسباب دکن کی طرف بھیجا جارہا ہے۔ مگر اُنھوں نے خواب میں یہ نہیں دیکھا کہ یہ واقعہ ہماری لڑکی کی شادی کے موقع پر ہوگا۔ خدا معلوم ہم نے دل ہی دل میں کیوں کہا کہ صدیقہ خاتون کی شادی کے موقع پر ندی میں جھال (چڑھاؤ) آئے گا۔ اب شادی میں تین چار روز باقی ہیں، ندی میں طغیانی آگئی۔ دیکھئے اب کیا ہو اور کون کون لوگ آئیں" آپؒ کے فرمانے کے بموجب اس ندی کی کشتی چلی اور براتیوں کا سامان اور شادی کا سامان وغیرہ اسی راہ سے بسہولت آپؒ کے دولت خانہ تک آیا۔

ہاتھیوں کا خواب | ازانجملہ یہ ہے کہ دامن کوہ میں ایک گاؤں "بازلیا" اور اس کے ملحقات کی آبادی ہے، یہاں سے آپؒ کے مُرید حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس سال پہاڑ سے بہت ہاتھی اتر آئے ہیں۔ ہمارے کھیت چر جاتے ہیں اور کھیتوں کو خراب کر رہے ہیں دُعا فرمائیں کہ خدا نجات دے۔ فرمایا "یہ ہاتھی صرف کھیتوں کے کنارے کنارے سونڈ سے لیکر کچھ کھائیں گے۔ اور ڈگر ڈگر گذر جائیں گے۔ کھیتوں میں اب نہیں اتریں گے اور زیادہ نقصان نہیں کریں گے" وہ لوگ رخصت ہوکر اپنے گھروں میں پہنچے، رات کو خواب میں ہاتھیوں کو دیکھا، اور ہاتھیوں نے کہا کہ تم نے (حضرتؒ کی خدمت میں) جاکر ہماری شکایت کی۔ جیسے تم حضرتؒ کے مُرید ہو ویسے ہی ہم بھی تو آپؒ کے مرید ہیں! لوگوں نے آکر خدمت مبارک میں یہ خواب عرض کیا اور جیسا کہ آپؒ نے ارشاد فرمایا تھا ویسا ظہور میں آیا، ہاتھیوں نے زراعت کا زیادہ نقصان نہیں کیا اور کھیتوں میں نہیں اترے ڈگر راستہ پر سے گذرتے ہوئے چلے گئے۔

ہاتھیوں نے راستہ دیدیا | ازانجملہ یہ ہے کہ ایک بار گاؤں کے کچھ لوگ پہاڑ میں لکڑیاں کاٹنے گئے۔ رات ہوگئی اور گھروں پر واپس نہیں آئے، ان کے متعلقین میں سے کچھ لوگ تردد اور پریشانی کے عالم میں حاضر اور دعا کے خواستگار ہوئے کہ یہ لوگ بخیریت اپنے گھروں میں آجائیں (آپؒ نے دعا فرمائی) صبح یہ سب آدمی خیر و عافیت کے ساتھ آگئے اور آکر یہ واقعہ بیان کیا کہ ہم سب پہاڑ کے اندر تھے کہ یکایک پہاڑ میں سے ہاتھی نکلے اور ہماری راہ میں حائل ہوگئے۔ ہم سب درختوں پر چڑھ گئے اور تمام

Marfat.com

لت درختوں پرگذاری۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا ہاتھی پہاڑ میں کسی طرف خود بخود چلے گئے اور راستہ صاف ہوگیا۔ پس ہم درختوں سے اترے اور روانہ ہوگئے۔

غیر مسلم جن پر بھی حکم جاری ہوا ازانجملہ یہ ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ فلاں شخص پر کسی جن کا دخل ہے جس نے ہم سب کو نہایت عاجز و پریشان کر دیا ہے۔ دعا فرمائیں (کہ خدا اس آفت و مصیبت سے نجات دے) آپؓ نے تعویذ دیکر فرمایا کہ (یہ تعویذ بازو پر باندھ دینا اور) ہمارا نام لیکر کہدینا کہ انھوں نے کہا ہے "چھوڑ دے اور چلا جا" وہ صاحب اپنے مکان گئے اور آپؓ کے فرمانے کے موافق عمل کیا۔ جن بولا: "اُن کا حکم وہ جن مانیں گے جو جن مومن (مسلمان) ہیں۔ ہم اُن کا حکم نہ مانیں گے" وہ پھر حاضر خدمت ہوئے اور واقعہ عرض کیا۔ آپؓ نے فرمایا: "اُس سے جاکر کہدو کہ ہمارا حکم (مومن و کافر) سب پر ہے" انھوں نے جاکر یہی کہا اور وہ آسیب اُسی وقت سے ایسا غائب ہوا کہ پھر نہ لوٹا اور یہ آسیب زدہ ہمیشہ کے لئے صحیح تندرست ہوگئے۔

آپؓ کے جن مُرید ازانجملہ یہ ہے کہ ایک روز آپؓ خانقاہ میں تشریف فرما تھے کہ خادمہ نے اندرون حویلی شریف سے آکر خبر دی کہ جناب والدہ محفوظ میاں کی طبیعت (یکایک) خراب ہوگئی ہے حضور تشریف لے چلیں آپؓ تشریف لے گئے اور واپس آکر فرمایا: "محفوظ میاں کی والدہ اچھی خاصی اور تندرست تھیں کہ دفعتاً طبیعت خراب ہوگئی ہم نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ جن کا اثر ہے۔ پوچھا کہ تم کون ہو اور کیوں آئے ہو؟ کہا کہ ہم آپؓ کے مُرید ہیں۔ غازی پور میں مُرید ہوئے تھے ملنے آئے ہیں۔ ہم نے کہا۔ بابو! بھلا اس طرح ملنے آیا کرتے ہیں۔ آئندہ اس طرح نہ آنا۔ بس وہ چلے گئے اور ہماری والدہ صاحبہ مخطلہا اُسی وقت اچھی ہوگئیں)

غازی پور میں مُرید ہونے والے دو نوجوان ازانجملہ یہ ہے کہ میاں محمد حسین غازی پوری نے بیان کیا کہ ایک روز آپؓ کی خدمت میں دو نوجوان لڑکے حاضر ہوئے اور مُرید ہوکر گئے۔ ان نوجوانوں کی وضع قطع خاص تھی (اس وضع کے لڑکے نہ پیشتر نظر آئے نہ بعد میں) باوجودیکہ یہ بندہ ہمیشہ حاضر خدمت رہا۔ اور شہر کے اکثر خاندانی اور دیگر اشخاص سے ملاقات اور واقفیت تھی، مگر ان لڑکوں کو نہ پہچانا۔ اور بظاہر انھیں اس روز کے بعد پھر کبھی حاضر خدمت نہیں دیکھا۔ (آپؓ نے جب والدہ محفوظ میاں صاحب کا مذکورہ بالا واقعہ سُنایا تو میں سمجھا کہ یہ دونوں لڑکے درحقیقت جن ہونگے کہ متشکل باشکال مختلفہ ہوتے ہیں)

آپؓ کا ہمہ گیر حلقہ ارادتمندی انسان، اور جن، اور حیوان ان سب کا حضرتؓ پر اعتقاد لانا خدام و غلامان کے بدیہیات، در مشاہدات سے ہے ایک بار (جیسا کہ اوپر مذکور ہوا) ارشاد فرمایا: "ہاتھیوں کو بھی دعوئے مریدی کا ہے!"

وبا دفع ہوگئی ازانجملہ یہ ہے کہ خادم علی صاحبؒ نے کہا: "ایک بار میرے گاؤں (مراد آباد) میں ہیضہ پھیل گیا اور روزانہ بعض بیس بیس آدمی مرنے لگے۔ اس وقت حضرت قبلہؓ ایک گاؤں (بُرجُم جرا) میں تشریف رکھتے تھے لوگ آپؓ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خادم علی نے بلایا ہے۔ آپؒ تشریف لے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! اس نے کی گستاخی میں نے نہیں کی ہے (بلکہ اشارۂ غیبی ہوا اس لئے عرض کرایا) آپؒ نے فرمایا "میں سمجھا" اور کچھ نہ فرمایا اس وقت جو لوگ کہ ہمرکاب تھے ان میں آپؒ کے ایک مرید مجذوب قدرت اللہ بھی تھے۔ انھوں نے ڈنڈا ہاتھ میں لیا اور جیسے کہ کسی کو مارتے ہیں ڈنڈا چلانا اور یہ کہنا شروع کیا۔ "دور ہو شیطان مردود!!" اور ڈنڈا مارتے اور دوڑتے ہوئے دور تک چلے گئے۔ بہت آدمیوں نے بیان کیا کہ ہم نے مغرب کی سمت کسی جانے والے کی آواز سنی کہ "مجھے کام تھا حضرتؒ تشریف لے آئے اس لئے مجھے یہاں سے جانا پڑا۔ صرف دو آدمی اور لے جاؤں گا مگر کہنے والا کوئی نظر نہیں آیا اسکے بعد صرف دو آدمی اس گاؤں میں اور مرے اور خدا کے فضل و کرم سے سب لوگ اس بلائے وبا سے محفوظ رہے۔

حضرتؒ کی دعا سے بے اولادوں کو نعمت اولاد نصیب ہوئی

بڑھاپے میں اولاد ازانجملہ یہ ہے کہ نواب حسین علی صاحب رئیس بنارس تقریباً پچاس برس کی عمر کو پہنچے مگر محروم اولاد تھے اور جی پر اس کا رنج والم کہ سن یاس پر آگئے اور کوئی لڑکا ہے نہ لڑکی۔ حضرت قبلہؒ کے مریدان خاص میں سے تھے خدمت مبارک میں اولاد کے لئے طالب دعا ہوئے ارشاد ہوا کہ دوسرا نکاح کرلیں جس کی تعمیل بجالائے۔ ایک شب میں دیکھا حضرت قبلہؒ بہ نشست چار زانو تشریف فرما ہیں اور آپؒ کے داہنے بازو پر ایک بچہ اور بائیں زانو پر دوسرا بچہ ہے، اور نواب صاحب سے (پہلے داہنے پھر بائیں بازوے مبارک کے بچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا "نواب صاحب! یہ یا وہ" یعنی ان دونوں بچوں میں سے کون پسند ہے؟ اس خواب کے تھوڑے عرصہ بعد بفضلہ نواب صاحب کو فرزند نصیب ہوا۔ نواب صاحب کا بیان ہے کہ مولود کو جاکر دیکھا تو حیران ہوا کہ ہو بہو تو وہی بچہ ہے جسے خواب میں حضرتؒ کے زانو پر دیکھا تھا اب یہ لڑکا نواب صاحب کا جانشین ہے۔

بجائے مولود غیر طبعی طفل انسانی ازانجملہ یہ ہے، مولوی عبداللہ صاحب ہیڈ ماسٹر مشن اسکول غازی پور کی بھتیجی مسماۃ خدیجہ بی بی (ساکن موضع غنی چک) کو وضع حمل میں ایک تھیلی (جس کے اندر چھپکلی کی شکل کے چھوٹے چھوٹے جاندار ہوتے تھے) خارج ہوا کرتی اور یہ جاندار تھوڑی دیر زندہ رہ کر مرجاتے تھے۔ یہ مسماۃ داخل سلسلۂ عالیہ ہوئیں اور طالب دعا کہ خدا مولود انسانی نصیب فرمائے۔ آپؒ نے ازراہ شفقت و کرم ان کے حق میں دعا فرمائی، اللہ جل شانہ نے آپؒ کی دعا کی برکت سے اس بلا سے نجات دی۔ اور آپؒ کی دعا کے بعد پہلے حمل سے جیتا جاگتا انسانی بچہ پیدا ہوا۔

دونوں بیویوں سے اولاد ازانجملہ یہ ہے کہ حضرتؒ کے ایک مرید جو خاصے خوشحال زمیندار تھے۔ ان کے یہاں کوئی اولاد نہ تھی

Marfat.com

دُعا کی خواستگاری کی تو دوسرے نکاح کا ارشاد ہوا۔ انھوں نے دوسرا نکاح کیا لیکن دوسری بیوی سے بھی اولاد نہ ہوئی پس ایک روز دونوں بیویوں کو لیکر خانقاہ شریف میں آئے اور اپنا دردِ دل ظاہر کیا۔ فرمایا "جاؤ ہم دُعا کرتے ہیں"۔ یہ سیدھے سادے دیہات کے آدمی تھے، بولے حضور دعا تو ہو چکی اب تو دیا (مہربانی) چاہتا ہوں، خدا کی شان، آپؒ کی برکت دُعا سے دونوں بیویوں کو اولاد نصیب ہوئی۔

بڑھاپے کی اولاد کا ایک اور واقعہ خادم علی صاحب کی عمر پچاس سال یا کچھ زیادہ ہوئی مگر کوئی لڑکا نہ تھا، صرف دو لڑکیاں تھیں ایک روز ارشاد فرمایا "خادم علی! اگر ہو سکے تو تم دوسرا نکاح کر لو"۔ سُن کر اور سرِ تسلیم خم کر کے چپ ہو گئے ایک دن وقت خوش اور موقع مناسب پایا تو ادب کے ساتھ عرض کیا "نکاح ثانی کے حکم سے میں سمجھا کہ میرے حضرت پیر و مرشد کی خوشی، اور مرضی اور دُعا یہی ہے کہ خدا مجھے لڑکا دے، اور اولادِ ذکور سے میری آنکھیں ٹھنڈی اور میرا نسب جاری ہو لیکن اس حکم کو سنکر میں اس فکر و تردد میں پڑ گیا کہ اب میرے بڑھاپے کا وقت شروع ہوا، دو بیویاں ہونگی اور سوکنوں کے جھگڑے ہونگے تو پھر میرا کیا حال ہوگا؟ مجھے دو بیویوں کے جھگڑے میں کیوں ڈالا جائے، اگر بارگاہ خداوندی سے میرے لئے عطائے فرزند کی منظوری بہ برکت دُعائے حضور ہو چکی ہے تو قدرت خداوندی کے سامنے اسی ادھیڑ عمر کی بیوی سے ایک لڑکے کا ہو جانا کیا دشوار ہے، مخلصانہ مُریدانہ سے آپؒ کے اس وقتِ خوش، میں خادم علی صاحب نے اس طرح صاف صاف اظہار مافی الضمیر کیا۔ تو آپؒ سنکر مسکرائے اور خاموش ہو گئے، دوسرے نکاح کی بابت پھر کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد ان کی بیوی کو استقرار حمل ہوا اور لڑکا پیدا ہوا جو لڑکا کہ بفضلہ اب خود صاحبِ اولاد ہے، اس طرح کے واقعات بیشمار ہیں جس کے لئے آپؒ نے جو دعا کر دی قدرت پروردگار عالم سے وہی بات منصّہ شہود پر ظاہر ہوئی خدا ہی جانتا ہے کہ کتنے خاندانِ بے اولاد آپؒ کی برکت دُعا سے آباد ہوئے۔

بشارت فرزند خواب میں از انجملہ یہ ہے کہ خواجہ عبد القدیر بنارسی کا بیان ہے کہ "میری بھانجی کو جب استقرار حمل ہوتا تو ایام حمل میں وہ طرح طرح ڈراؤنے خواب دیکھا کرتی، وضع حمل ہوتا تو بچہ مر جاتا کوئی بچہ زندہ نہ رہتا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت قبلہ کی خدمت میں بذریعہ عریضہ حفظ حمل آئندہ کے لئے دعا کی درخواست کروں۔ میں نے عریضہ پیش کیا اور آپؒ نے دُعا فرمائی۔ اور بذریعۂ ڈاک ایک تعویذ عطا ہوا جو بھانجی نے گلے میں پہن لیا۔ چند روز بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہ و کعبہؒ ایک نہایت خوبصورت بچہ گود میں لئے ہوئے تشریف لائے۔ میں اُٹھا، اور اُٹھکر قدم بوس ہوا، دوسری طرف نظر پڑی تو یہ دیکھا کہ سرخ اور نئے کپڑے کا ایک حجرہ ہے اور اس حجرے کے اندر میری بھانجی بیٹھی ہوئی ہے حضرت قبلہؒ نے بچہ میری طرف بڑھا کر ارشاد فرمایا کہ جا کر اپنی بھانجی کو دیدو اور یہ فرمایا کہ اس لڑکے کا نام غلام محی الدین ہے میں نے بچے کو لیلیا اور بھانجی کو جا کر دیدیا پھر میری آنکھ کھل گئی۔ چند روز کے بعد میری بھانجی کے لڑکا پیدا ہوا غلام محی الدین نام حسب ہدایت رکھا گیا۔ بحمد اللہ اس وقت

Marfat.com

یہ لڑکا علی گڑھ میں بی۔ اے کلاس میں پڑھ رہا ہے۔ اور اس لڑکے کے بعد میری بھانجی کی تین اولادیں اور ہوئیں جو سب آپ کی برکت دعا سے زندہ ہیں۔

حضورؒ کی دُعا سے عمریں دراز ہوئیں

آپؒ کی دُعا سے بسترِ مرگ پر لوگوں نے درازیٔ عمر کو پایا ہے اور ایسے واقعات بہت ہیں۔

موت ٹل گئی

ازانجملہ یہ ہے کہ خادم علی صاحب بیان فرماتے ہیں: "میرے والدین کے یہاں اولاد زندہ نہیں رہتی تھی جب میری ولادت ہوئی تو حضرت دادا پیر صاحب قدس سرہٗ کی خدمت مبارک میں میرے والد نے مجھے پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ اس بچہ کو غلامی میں قبول کیجیے۔ اور منشا یہ تھا کہ آپؒ کی برکت قبولیت سے خدا میری عمرِ حیات میں برکت دے اور میری عمر دراز ہو جائے۔ آپؒ نے قبول فرمایا اور دُعا کی خدا نے مجھے زندگی دی۔ جوانی کے زمانہ میں میں سفرِ حج و زیارت کو گیا اور ہیضہ میں مبتلا ہوا۔ اسی حالت میں گھر پہنچا اور قریب المرگ ہوا۔ میری اسی حالت میں لوگ حضرت قبلہؒ کو لائے میں بیہوش تھا آپؒ نے مجھے ہوش میں لانے کیلئے آواز دی اور مجھ سے فرمایا "میں کون ہوں؟" آپؒ کے اس پوچھنے سے مجھے ہوش آیا۔ آپؒ کو دیکھا تو میں رو پڑا۔ آپؒ بھی رو دیے۔ میں نے آپؒ کے روبرو اپنے پسماندگان کے لئے وصیتیں کیں اور آپؒ میرے پاس سے اُٹھ کر میرے دوسرے مکان میں تشریف لے گئے میں نے کہلا بھیجا کہ بظاہر اب میرا وقت قریب ہے، حضور یہاں سے جنازہ کی نماز پڑھا کر تشریف لے جائیں آپؒ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ "اس وقت میں مکان جاتا ہوں۔ اگر ضرورت ہوئی تو نماز جنازہ کے لئے میں وہاں سے آجاؤں گا۔" یہ فرما کر آپؒ اپنے دولت خانہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے ناظر علی کے ہاتھ احاطۂ مزار شریف کے درخت کی چند پتیاں دیکر کہلا بھیجا: "اطمینان رکھو، تمہاری موت ہمارے حضرتؒ کی دُعا سے ٹل گئی، اب تم اچھے ہو جاؤ گے میں نے وہ پتیاں پسوا کر پی لیں۔ مرض کی کیفیتیں فی الفور دُور ہو کر چند منٹ کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ میں بالکل اچھا ہو اور میں اسی وقت تندرست اور صحتیاب ہو گیا۔ جب خدمت مبارک میں اس نئی زندگی کے بعد حاضر ہوا تو مجھ سے ارشاد فرمایا: "خدا کی بارگاہ سے تمھیں زندگی عطا ہوئی ہے اسے دین کی خدمت میں بسر کرنا!" اس وقت میری عمر ۴۵ سال کی تھی۔ اب اکہتر برس کا ہوں (اور اب ۱۹۲۵ء میں اسی کے قریب) اچھے ہونے کے ایک برس بعد میں نے حضرتؒ کے ارشاد کے بموجب مخدوم الملک قطب الاقطاب سیدنا حضرت احمد عبدالحق ردولویؒ کا توشہ کیا۔ منی کی تخت کرائی، اور ہمیں عالموں اور حافظوں کو علیحدہ علیحدہ برتنوں میں کھانا رکھ دیا کہ ہمیں جگہ الگ الگ فاتحہ دیں اور یہ طعام فاتحہ پھر انہیں کو کھلایا گیا۔ اور دوسرا تمام کھانا غربا و مساکین میں تقسیم کیا گیا۔"

Marfat.com

دوسروں کی عمر میں اضافہ — اعادۂ شباب

ازانجملہ یہ ہے کہ ایک صاحب نے کہا: میں اس وقت حضرتؒ کی خدمتِ مبارک میں حاضر تھا، جبکہ آپؒ نے حبیب اللہ شاہ صاحب کو خلافت و اجازت عطا فرمائی۔ حبیب اللہ شاہ صاحب بہت بوڑھے اور کمزور اور ضعیف و ناتوان تھے حتیٰ کہ انہیں کبر سنی کے سبب چلنے پھرنے میں تکلیف ہوتی تھی۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر آپؒ نے فرمایا: "یہ بوڑھے ہیں۔ اگر دس برس بھی زندہ رہ گئے تو بہت لوگوں کو ان سے ہدایت ہوگی۔" میں اسی وقت بفضلہ سمجھ گیا کہ آپ کا یہ مقصد ہے، ان سے بندگانِ خدا کو ہدایت ہو، اور ان کی عمر قدرتِ خداوندی سے دس برس زیادہ ہو جائے۔ دوسرے سال عرس شریف میں حاضر ہوا تو حبیب اللہ شاہ صاحب کو دیکھا لیکن بادی النظر میں پہچان نہ سکا۔ اب وہ اتنے توانا و قوی تھے گویا اعادۂ شباب ہو گیا۔ سراپا بدل گیا، اور تیزی، چستی اور طراری یہ سب کچھ اُن میں پیدا ہو گئی۔ تمام قویٰ اور افعالِ اعضاء درست ہو گئے۔ بہت لوگوں کو ان کی رشد و ہدایت سے صراطِ مستقیم نصیب ہوئی۔ خلافت کے تیرہ سال کے بعد اُن کا انتقال ہوا۔ انتقال کی خبر سُنی تو میں نے خیال کیا کہ خلافت کے وقت ان کی زندگی کے تین سال باقی تھے، آپؒ کو منجانب اللہ اس بات کا علم ہوا، آپؒ نے دعا فرمائی اور آپؒ کی برکتِ دعا سے دس سال حیاتِ مزید بارگاہِ الٰہی سے ان کو عطا ہوئی۔ حقیقت یہ ہے آپؒ کی ذاتِ مقدس میں تو بس شانِ کُن فیکون کا ظہور پایا۔ آپؒ نے جو فرمایا، جو ارادہ کیا اشارۃً و کنایۃً زبانِ مبارک سے جس چیز کے متعلق جو فرمادیا وہی ہو گیا۔ حضرت غوث الثقلینؓ نے فتوح الغیب میں فرمایا کہ "اولیاء اللہ جن میں شانِ کُن فیکون کا ظہور ہونا در الوجود ہیں)

درازی عمر کی دعا

ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مرید فرماتے ہیں کہ "ایک بار میں اپنے دنیوی کاموں میں بہت الجھا اور نہایت متردد رہا مسلسل بیماریوں کا بھی سامنا ہوا۔ اور بعض بیماریاں اتنی شدید تھیں کہ زندگی سے مایوسی ہو جاتی عرض پیش کیا۔ ارشاد ہوا: "اب انشاء اللہ دین و دنیا کے کاموں میں تردد نہیں رہے گا۔ ہم نے دعا کی۔ ان کے لئے (فتوحاتِ) دنیا کا دروازہ بھی کھول دیا گیا۔ پھر اُن کی بیماری سے کوئی تردد نہیں ہوتا، ایک دفعہ اپنے زمانۂ تعلیم میں انہوں نے ہمیں خط لکھا کہ سخت بیمار ہوں۔ اس حالت میں معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی والدہ کے لئے آخری وصیت بھی لکھوادی تھی۔ لیکن ہمیں ان کی طرف سے، کچھ تردد نہیں ہوا۔ مرنا کیا آسان سمجھا ہے! ابھی حق سبحانہ تعالیٰ کو ان سے بہت کام لینا ہے!" آپؒ کی دعا کی برکت سے وہ اچھے ہو گئے۔ اس کے بعد تقریباً ۲۵ سال (چوتھائی صدی) خیریت سے گذر کر اب کہ ۱۳۸۵ھ کا سال ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندہ و سلامت ہیں۔ اور آپؒ نے اُن کے بارہ میں عامۃً اور خاصۃً جو کچھ کہ زبانِ مبارک سے فرمایا وہ سب کچھ ظہور میں آیا اور آ رہا ہے (خدا کی رحمت سے امید ہے کہ عمرِ دراز نصیب ہوگی اور کوئی بڑی خدمتِ دینی باعثِ شوکت و جاہ و جلالِ اسلام خدا ان کے ہاتھوں سے پوری کرائے گا۔ و ما ذٰلک علی اللہ بعزیز)

Marfat.com

کتاب و سنت اور تعامل صحابہ اور اقوال بزرگان دین سے یہ دلائل ہیں، باقی اعتراضات و شبہات اور ان کے جوابات بیان فرما کر اس مضمون کا اختتام فرمایا۔ اور مولوی صاحب کے ۳۲ سوالات اور ان کے جوابات ختم ہو گئے۔ اب نو بجے دن کا وقت تھا۔ اس موقع پر وہ لوگ بھی حاضر تھے کہ جن کی مولوی رشید احمد صاحب نے مخالفتیں کی تھیں، ان کے لیے ایسے منکر طریقت و مخالف اہل طریقت کا اس دربار شریف میں حاضر ہو جانا، پھر نشست مودبانہ سے گھنٹوں سرنگوں بیٹھے رہنا تعجب و حیرت کا موجب تھا۔ کسی نے آپس میں کہا کہ ان کو ذوق خدا پرستی کہاں جو سمجھا جائے کہ یہ ذوق خدا پرستی ان کو یہاں لایا ہے، کہیں یہ حکومت کے جاسوس تو نہیں کہ اہل اسلام کے اس اجتماع عظیم کو دیکھنے اور یہاں کے حالات کی رپورٹ کرنے آئے ہوں۔ گو مسلمانوں کا یہ اجتماع عظیم اغراض مذہبی کے لیے ہے نہ کہ مقاصد سیاسی کیلئے تاہم جنگ کا زمانہ ہے کیا عجب ہے کہ ان کا یہاں آنا کسی خدمت حکومت کے سلسلے ہو، یہ بات ایک شخص نے حضرت قبلہؒ سے بھی عرض کی۔ آپؒ نے بے پروائی کے ساتھ فرمایا۔ "ہم نے دیکھ لیا ہے بدگمانی ٹھیک نہیں جاسوس نہیں ہیں" نماز ظہر کے بعد مولوی رشید احمد صاحب خانقاہ شریف کے اس حجرہ میں (جہاں زمانہ عرس میں بنارس اور دہلی وغیرہ کے خدام ٹھہرائے جاتے ہیں) آ کر چپ چاپ بیٹھ گئے۔ اور پوچھا کہ نماز ظہر میں کیا دیر ہے، اگرچہ وہ یہاں نماز ظہر باجماعت پڑھ کر آئے تھے۔ مگر ایسی گم شدگی تھی کہ نماز کا پڑھنا بھی یاد نہ رہا۔ لوگوں نے کہا ابھی تو آپ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ بولے پڑھ لی ہوگی۔ یاد نہیں رہا۔ یہاں سے تھوڑی دیر کے بعد آستانۂ حضور اقدس میں چلے گئے۔ اور قدموں پر گر پڑے اور بہت روئے اور ہزار ارمان و آرزو کے ساتھ اسی وقت آپؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی گریہ اتنا غالب رہا کہ گوشے میں چلے جاتے اور روتے ہی رہتے۔ دوسرے دن ہوش و حواس بحال ہوئے تو انھوں نے اپنا ماجرا اس طرح بیان کیا۔ "صاحبو! یہاں آ کر میرا کفر ایمان سے اور میرا شک یقین سے بدلا ہے۔ طریقت سلف صالحین کہ حقیقت اسلام اور روح اسلام ہے میں اسی کا سخت منکر و مخالف تھا میرے دل میں شکوک و شبہات بھرے ہوئے تھے۔ میں نے انٹرنس پاس کرنے کے بعد دہلی اور دیوبند میں برسوں علوم دینیہ کی تحصیل کی ہے اور اب میرا مشغلہ وعظ و پند ہے لیکن میرا اسلام صرف ظاہری لفافہ تھا، اور میرا باطن شکوک و تذبذب و شبہات کا ایک کانٹوں بھرا جنگل تھا۔ چونکہ انگریزی داں بھی ہوں اس لیے میری نظر صرف علوم شرعیہ تک ہی محدود نہ تھی، اور حالت دراصل الحاد کے قریب قریب تھی اسلام صرف زبان پر تھا دل میں نہ تھا، اور طریقت اور ارباب تصوف کا تو شاید مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا مخالف ہوگا۔ میں نے فقراء کی مخالفتیں کی ہیں اور بے انتہا تکلیفیں پہنچائی ہیں کہ مسلمانوں میں سستی اور جمود و کاہلی انھیں سے پھیلی ہے (معاذ اللہ) اب جو میں یہاں حاضر ہوا تو نہ کسی ارادتمندی سے، بلکہ ۳۲ سخت مشکل اعتراضات و سوالات لیکر تا کہ میں اس مقام میں کہ آج دنیائے اسلام میں مرکز طریقت اور گہوارۂ روحانیت ہے خوب دل کے حوصلے نکالوں اور خوب مخالفت کروں۔ لیکن وہ کہ دوسر

Marfat.com

کتاب وسنت اور تعامل صحابہ اور اقوال بزرگان دین سے یہ دلائل ہیں، باقی اعتراضات وشبہات اور پھر اُن کے جوابات بیان فرماکر اس مضمون کا اختتام فرمایا۔ اور مولوی صاحب کے ۴۳ سوالات اور ان کے جوابات ختم ہوگئے۔ اب نو بجے دن کا وقت تھا۔ اس موقع پر وہ لوگ بھی حاضر تھے کہ جن کی مولوی رشید احمد صاحب نے مخالفتیں کی تھیں، اُن کے لئے، ایسے منکر طریقت ومخالف اہل طریقت کا اس دربار شریف میں حاضر ہو جانا، پھر نشست مودبانہ سے گھنٹوں سرنگوں بیٹھے رہنا تعجب وحیرت کا موجب تھا، کسی نے آپس میں کہا کہ ان کو ذوق خدا پرستی کہاں جو سمجھا جائے کہ یہ ذوق خدا پرستی ان کو یہاں لایا ہے، کہیں یہ حکومت کے جاسوس تو نہیں کہ اہل اسلام کے اس اجتماع عظیم کو دیکھنے اور یہاں کے حالات کی رپورٹ کرنے آئے ہوں۔ گو مسلمانوں کا یہ اجتماع عظیم اغراض مذہبی کے لئے ہے نہ کہ مقاصد سیاسی کیلئے تاہم جنگ کا زمانہ ہے کیا عجب ہے کہ ان کا یہاں آنا کسی خدمت حکومت کے سلسلے ہو، یہ بات ایک شخص نے حضرت قبلہؒ سے بھی عرض کی۔ آپؒ نے بے پروائی کے ساتھ فرمایا۔ "ہم نے دیکھ لیا ہے بدگمانی ٹھیک نہیں جاسوس نہیں ہیں۔" نماز ظہر کے بعد مولوی رشید احمد صاحب خانقاہ شریف کے اُس حجرہ میں (جہاں زمانۂ عرس میں بنارس اور دہلی وغیرہ کے خدام ٹھہرائے جاتے ہیں) آکر چپ چاپ بیٹھ گئے۔ اور پوچھا کہ نماز ظہر میں کیا دیر ہے، اگرچہ وہ یہاں نماز ظہر باجماعت پڑھ کر آئے تھے۔ مگر ایسی گمشدگی تھی کہ نماز کا پڑھنا بھی یاد نہ رہا، لوگوں نے کہا ابھی تو آپ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ بولے پڑھ لی ہوگی۔ یاد نہیں رہا، یہاں سے تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کر خدمت اقدس میں چلے گئے اور قدموں پر گر پڑے اور بہت روئے اور ہزار ارمان وآرزو کے ساتھ اسی وقت آپؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی گریہ اتنا غالب رہا کہ گوشے میں چلے جاتے اور روتے ہی رہتے۔ دوسرے دن ہوش وحواس بحال ہوئے تو انھوں نے اپنا ماجرا اس طرح بیان کیا۔ "صاحبو! یہاں آکر میرا کفر ایمان سے اور میرا شک یقین سے بدلا ہے، طریقت سلف صالحین کہ حقیقت اسلام اور روح اسلام ہے، میں اُسی کا سخت منکر ومخالف تھا میرے دل میں شکوک شبہات بھرے ہوئے تھے۔ میں نے انٹرنس پاس کرنے کے بعد دہلی اور دیوبند میں برسوں علوم الٰہیہ دینیہ کی تحصیل کی ہے اور اب میرا شغل وعظ وپند ہے لیکن میرا اسلام صرف ظاہری نفاق تھا، اور میرا باطن شکوک مذبذب وشبہات کا ایک کانٹوں بھرا جنگل تھا۔ چونکہ انگریزی داں بھی ہوں اس لئے میری نظر صرف علوم شرعیہ تک ہی محدود نہ تھی، اور حالت درحقیقت الحاد کے قریب قریب تھی اسلام صرف زبان پر تھا دل میں نہ تھا، اور طریقت اور ارباب تصوف کا تو شاید مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا مخالف ہوگا۔ میں نے فقراء کی مخالفتیں کی ہیں اور میرے انھیں تکلیفیں پہنچائی ہیں کہ مسلمانوں میں سستی اور جمود وکاہلی انھیں سے پھیلی ہے (معاذ اللہ) اب جو میں یہاں حاضر ہوا تو نہ کسی ارادتمندی سے بلکہ ۴۳ سخت مشکل اعتراضات وسوالات لیکر تاکہ میں اس مقام میں کہ آج دنیائے اسلام میں مرکز طریقت اور گہوارۂ روحانیت ہے خوب دل کے حوصلے نکالوں اور خوب مخالفت کروں۔ لیکن وہ کہ دوسروں

کے شکار کرنے کو آیا تھا آج خود شکار ہے اور رحمت الٰہی کی تلوار سے ذبح ہو کر اب مقتل میں آپ کے سامنے موجود ہے۔ میں کیا عرض کروں کہ وہ کیا وارداتِ غیبی اور کیا ماجرے ہیں جو کل سے اب تک مجھ پر گذرے۔ قبل اس کے کہ میں جرأت لب کشائی کرتا، پیشتر اس کے کہ اعتراض و سوال کا کوئی ایک حرف میرے مُنہ سے نکلتا حضرتؒ نے میرے سوال و اعتراض کو میرے ہی لفظوں میں بیان فرمایا۔ اور پھر اس کا جواب دیدیا، اور ٹھیک میرے کاغذ کی تحریر ترتیب کے موافق سلسلہ وار اسی طرز سے کہ پہلے میرے اعتراض کو بیان فرمایا جاتا وہ بھی میرے ہی لفظوں میں پھر اس کے جواب کو ارشاد فرما کر آپؒ نے گمراہی کے اندھیرے سے نکال کر مجھے روشنی اسلام کے دریائے نور میں غرق کر دیا۔ مجھے شفا پائی ہے میں زندہ کیا گیا ہوں اور میرا باطن علم اور تزکیہ و تصفیہ کے ساتھ اب ایک نئی دنیا اور ایک نیا عالم قرطاسِ اعتراض میرے سامان میں بند کا بند ہی رہا مگر میرا سینہ کھول دیا گیا۔ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام اب میں اپنے گذرے ہوئے گناہوں پر نادم و شرمسار ہوں۔ یا اللہ میرا کیا حشر ہوگا۔ اور کیا ایسے گناہ بھی معاف فرمائے جائیں گے جو گناہ کہ نادانستہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں۔ طریقت کیا مجھے تو خود اسلام میں شبہات و شکوک تھے ہستی باری اور اقرار رسالت یہ بھی میرے باطن کا (جیسا کہ ہونا چاہئے ویسا) اذعان و یقین نہ تھا۔ اب کوئی کا نشانہ رہا کہ جیسے اور کوئی خلش نہیں ہے کہ مجھے بے چین کرے! ؎

در جہاں ہیچ دل از وسوسہ آزاد نماند مگر آں دل کہ اسیرِ خمِ گیسوئے تو بود

ازراہ رحم و کرم مجھے غلامی میں قبول فرما لیا گیا ہے۔ آپ برادرانِ دین میرے حق میں دُعائے خیر فرمائیں کہ اللہ خدا مجھے اس درِپاک کی خاک کر دے!!" رو رو کر انھوں نے اپنی یہ داستان سُنائی۔ کسی نے خدمت اقدس میں جا کر عرض کر دیا کہ ایک مولوی صاحب آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلا عرض و گذارش مجھے اپنے ۴۲ سوالات و اعتراضات کا جواب خود بخود عطا ہوا!" فرمایا: "ہم مردہ، ہمارا پروردگار زندہ ہے، ہماری روح اُسی کے قبضہ میں ہے وہ جو چاہتا ہے کہلا دیتا ہے ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں۔"

ستیامل کا حضرت غوث اعظم پر ارادت لانا

حضرت غوث الثقلین کی بارگاہ مقدس میں بھی اسی طرح کا واقعہ گذرا ہے۔ "بہجۃ الاسرار" اور "زبدۃ الآثار" وغیرہ معتبر قدیم کتابوں میں مفصل طریقہ سے تحریر کیا گیا ہے۔ چنانچہ بہجۃ الاسرار (مطبوعہ مصر) طلب فرمائی گئی اور ایک مولوی صاحب سے ارشاد ہوا کہ یہ مقام پڑھ کر سُنائیں۔

یہ واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ حضرت غوث الاعظم، محبوب سبحانی، قطب ربانی میر محی الدین سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ الحسنیؒ الحسینیؒ (رضی اللہ عنہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) کا شہرہ و غلغلہ، فضل و کمال بغداد (بلکہ اقطاعِ عالم) میں پھیل گیا۔ اور ہزار در ہزار بندگانِ خدا آپ کے مرید و معتقد اور آپؒ سے فیضیاب ہونے لگے تو علمائے ظاہری کو آپ سے حسد پیدا ہوا کہ سنت اللہ حضرات انبیاءؑ و اولیاءؒ کے ساتھ یہی چلی آئی

Marfat.com

پس ایک تو علماء نے باہمی مشورہ سے یہ قرارداد کی کہ جس وقت آپ برسر منبر کلام فرما رہے ہوں مشکل سے مشکل مسئلے اور لاینحل عقدے اس وقت آپؒ کے روبرو پیش کیے اور برسر عام اُن کے جواب آپؒ سے طلب کیے جائیں کہ آپؒ سے فوری طریقہ پر جواب قاطع وتشفی بخش کیا کسی طرح کا جواب بھی بن نہ آئے گا جس سے آپؒ کی تو مجمع عام میں سبکی ہو اور ہمارے علم وفضل کا مظاہرہ اور قلوب عوام پر ہمارے علم وفضل کا سکہ قایم ہو جائے، ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک مشکل مسئلہ کا انتخاب کیا اور عین مجلس عام میں جبکہ آپؒ برسر منبر کلام فرما رہے تھے، یہ جماعت علما پہنچی۔ اس جماعت کے داخل مجلس ہونے پر حضرتؒ نے اپنے سر اقدس کو سینہ کی طرف جھکایا، معاً ایک نور قلب مبارک سے ظاہر ہوا اور ان لوگوں نے دیکھا کہ وہ نور ان کے سینوں میں داخل ہوا۔ اس کے بعد خیال کیا تو ان میں سے ہر ایک نے اپنے آپ کو علم سے خالی پایا تمام علم سلب ہو گیا اور کچھ یاد نہ رہا۔ ایسے رہ گئے جیسے کورا کاغذ اور ایک ایسی کیفیت ہر ایک پر اس کے بعد طاری ہوئی کہ بے اختیار اور بے قابو ہو گئے، رونے اور پیٹنے اور زمین پر لوٹنے لگے۔ دیر تک اس حالت تباہ میں رہ کر ندامت وشرمساری اور گریہ وزاری کے ساتھ لوٹتے ہوئے زیر منبر پہنچے اور سب نے اپنے سر آپؒ کے قدموں پر رکھ دیے اور زمین بوسی کرتے رہے، اب دریائے رحمت طغیانی پر آیا اور حضرتؒ نے کرم ومہربانی کی نظر سب پر فرمائی ایک ایک کو اپنے سینے سے لگایا اور آپؒ کی برکت سے ہر ایک نے اب اس سے زیادہ پالیا جو کہ اپنے ترک ادب کی پاداش میں ضائع کیا تھا، ہوش وحواس بحال ہوئے تو آپؒ نے وہ تقریر شروع فرمائی کہ جس میں ہر ایک کا پہلے سوال اور پھر اس کا جواب تھا۔ ایسا تشفی بخش جواب کہ سب مبتلائے حیرت بالائے حیرت تھے اس کے بعد یہ پوری جماعت علما بھی حضرتؒ کے حلقۂ مریدین ومعتقدین میں منسلک ہوئی

ایک مولوی صاحب کیونکر اعتقاد لائے

ہمارے حضرت قبلہ کو (جیسا کہ اپنے مقام میں تذکرہ کیا گیا) حضرت غوث الثقلین سے کمال محبت وعشق تھا، اور آپؒ حضور غوث اعظمؒ کے کامل قدم بقدم تھے۔ خدا نے فہم وبصیرت سے جن کو بہرہ وافی نصیب فرمایا، ہمارے حضرتؒ کی یہ شان اُن سے مخفی نہ تھی، اور آپؒ سے بار ہا ایسی کرامات عظیمہ کا ظہور وصدور ہوتا رہا کہ جن سے علوم مادی کے موجودہ دور ترقی میں بڑے بڑے عقلا اور تعلیم یافتہ اصحاب کو حیرت ہوتی تھی اور بارگاہ بغداد کے واقعات عظیمہ کی براہین تصدیق وشہادت ہوتی تھی جیسا کہ وہ واقعہ جسکا گذشتہ صفحات میں تذکرہ اس خادم بارگاہ نے لکھا اس واقعہ کے علاوہ بھی منکرین کے آپؒ پر ارادت لانے کے بہت واقعات ہیں اور معتقدین میں ایسے بہت ہیں کہ بیشتر طریقت ہی کے منکرین تھے، آپ کو مانا، اسلام وایمان کو پایا تھا علما جو ہمارے حضرتؒ کے حلقۂ معتقدین ومریدین میں آئے اکثر منکرین ومخالفین ہی سے تھے از انجملہ یہ ہے منشی قادر بخش ساکن کنجن نگر نے بیان کیا کہ موضع برڈمڑا کے رہنے والے ایک مولوی صاحب لائق و قابل وفصیح البیان دربار شریف میں آئے اور آپؒ سے گفتگوئے مخالفانہ شروع کی، آپؒ نے ان سے اس

Marfat.com

تفصیل کے ساتھ کلام فرمایا کہ رات آخر ہو گئی۔ اس شب آپ رضی نے بالکل آرام نہ فرمایا نماز فجر کے بعد برآمد
میں تشریف لائے تو لوگوں نے اس چائے میں سے جو سب کے لئے تیار ہوئی تھی ایک پیالی چائے حسب معمول
پیش کی آپ نے پیالی میں سے ایک جرعہ نوش فرما کر وہی پیالی ان مولوی صاحب کو حوالہ کر دی، اور فرمایا
"لیجئے یہ چائے پی لیجئے" مولوی صاحب نے سر و قد استادہ ہو کر اس پیالی کو پینا شروع کیا۔ کوئی آدھی پیالی
پی ہو گی کہ مولانا کے ہوش و حواس اڑنے لگے۔ قریب تھا کہ بیہوش ہو کر گر پڑیں۔ آپ رضی نے فرمایا کہ ان کے ہاتھ سے
پیالی کو لے لیا جائے اور ان کو سنبھالا جائے۔ اس کے بعد مولوی صاحب بالکل بیہوش ہو گئے۔ اور گر گئے، دیر
کے بعد ہوش میں آئے اور درخواست کی کہ میری بیعت قبول فرمائی جائے۔ آپ رضی نے قبول فرمایا۔

ایک مرید کی اصلاح خیال ازاں جملہ یہ ہے کہ بنارس (پرتاپ گنڈہ) کے رہنے والے مولوی مغل صاحب جو حالات اور واقعات
کے سبب اپنے پیر (بدیع العالم) صاحب سے بد اعتقاد ہو گئے تھے۔ اور ایسے بد اعتقاد کہ نفس طریقت اور حضرات
اولیاء اللہ سے ہی انحراف پیدا ہونے لگا۔ ان کے دوست مولوی غلام منظہر صاحب بی۔ اے پلیڈر رئیس
بنارس نے ان کے اصلاح خیال کی کوشش بھی کی، کہ کسی شخص واحد کے حالاتِ ناگفتہ بہ کی بنا پر نفس طریقت
سے انحراف انصاف و دانشمندی نہیں اس میں سوءِ خاتمہ کا خوف ہے۔ مگر مولوی محمد مغل صاحب
کے خیال و عقیدہ میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ مولوی غلام منظہر صاحب مرحوم ایک بزرگ ہستی تھے اور ہمارے
حضرت رضی کے ساتھ بدرجۂ کمال حسن ارادت و عقیدت کے نعمت یافتہ تھے۔ ایک روز ان سے فرمایا کہ میرا
ارادہ حضرت رضی کی خدمت میں حاضر ہونے کا ہے، آپ بھی میرے ساتھ چلیں، آپ کے جتنے خطرے اور
خدشے اور وسوسے ہیں وہاں جا کر خود بخود دور ہو جائیں گے، بغیر اس کے کہ آپ اپنی زبان سے کچھ
اظہار ما فی الضمیر کریں ان شاء اللہ آپ کا شک یقین سے بدل جائے گا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو آپ کا کل مر
میرے ذمہ ہو گا۔ اور پھر آپ میری کسی بات کا بھی اعتبار نہ کیجئے گا۔ مولوی مغل صاحب اس شرط
بعد بھی آمادہ نہ ہوتے تھے، مگر مولوی غلام منظہر صاحب نے بنظر اخوت دینی و پاسداریٔ دوستی، دلی خیر خواہی
کے ساتھ ہنگام گفتگو ان پر ایسا اثر ڈالا، اور انھیں ایسا گھیرا کہ وہ راہ پر لگے اور سفر دربار عالی کے لئے
ساتھ چلے، یہ سات آٹھ آدمیوں کا قافلہ تھا جو اس بار بنارس سے روانہ ہوا تھا، اسی قافلے میں یہ بھی
جب یہ خدمت اقدس میں پہنچے اور شرف زیارت نصیب ہوا تو ایک ہی مجلس حاضری ان کے لئے سبب
شفائے کلی ہو گئی، نہ عرض سوال کی نوبت آئی نہ اظہار حال کی نہ کسی نے ان کی سفارش کی، مگر آپ رضی نے
ایک تقریر فرمائی جس سے ان کے تمام شکوک و اوہام کا ازالہ ہو گیا اور تمام خدشے اور وسوسے دور ہو
اور طمانیت قلبی حاصل ہو گئی، آپ رضی نے ایک روز مولوی غلام منظہر صاحب سے اثنا فرمایا کہ آپ مولوی مغل کو گھیر

Marfat.com

اپنے ساتھ لے آئے۔ خیر، حالانکہ بنارس سے آنے والے اور بھی سات آٹھ لوگ تھے اور ظاہراً اس کا معلوم ہونا دشوار تھا کہ کون کس کے کہنے سے آیا ہے، مگر آپؒ نے مولوی مغل صاحب کے حاضر ہونے کا علم بغیر اس کے کہ کوئی اسے خدمت مبارک میں عرض کرتا خود ہی سمجھ لیا اور ظاہر بھی کر دیا۔ وہ بھی خصوصیت کے ساتھ وکیل صاحب کے روبرو کہ دراصل وکیل صاحب ہی مولوی مغل صاحب کے محرک سفر ہوئے تھے۔ اس وثوق اور یقین کامل کے ساتھ کہ ضرور ان کے وسوسے اور خطرے دُور فرما دیے جائیں گے، ورنہ پھر اُن کے تمام مصارف سفر انہی کے ذمہ نہ ہونگے وکیل صاحب کے ذمہ ہوں گے۔

صرف معانقہ کا اثر ازانجملہ یہ ہے کہ مولوی سید احمد صاحب مراد آباد ضلع چاٹگام کے رہنے والے جو بہت بڑے عالم و فاضل ہیں فرماتے ہیں کہ جب میں تحصیل علم سے فارغ ہو کر ہندوستان سے مکان واپس آیا تو طریقت کی جانب میری کوئی توجہ نہ تھی، اگرچہ میرے گاؤں کے بیشتر اصحاب حضرت قبلہؒ کی غلامی میں داخل تھے اور میرے خاندان کے بزرگ بھی اس سلسلۂ عالیہ کے مرید تھے، حضرت قبلہؒ کی زیارت کا شرف تو کئی بار مجھے حاصل ہوا۔ مگر مسائل مختلف فیہ میں بہت شکوک و شبہات رکھتا تھا۔ میں گاہ گاہ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا کہ آپ دورِ حاضرہ میں ایک لاثانی عالم دین ہیں۔ آپؒ مجھ پر بہت شفقت و مہربانی فرمایا کرتے اور کبھی کبھی مسائل مختلف فیہ میں بھی تقریر فرماتے جس سے میرے معتقدات کی اصلاح ہوا کرتی۔ لیکن خدمت بابرکت سے رخصت ہو کر جب مکان جاتا تو میرے ایک خاص عزیز جو اگرچہ عالم تھے مگر طریقت سے اور اہل اللہ سے انہیں ایک طرح کا انحراف تھا۔ وہ میرے اصلاح یافتہ معتقدات کو اپنی بداعتقادی سے پھر شک و شبہ میں ڈال دیتے۔ اس کشمکش میں سات سال کا زمانہ گذرا۔ ایک روز میں عرس کے موقع پر حاضر دربار تھا اور حضرت قبلہؒ شیرینی اور کھانے پر فاتحہ دیکر فارغ ہوئے تھے کہ آپؒ نے مجھے جو اس وقت آپؒ کے پہلو میں کھڑا ہوا تھا نظر شفقت سے دیکھا، اور بشکل معانقہ مجھے سینۂ مبارک سے لگا لیا۔ فی الفور میرے قلب و روح پر ٹھنڈک اور لذت اور سرور کا ایسا کیف طاری ہوا کہ بیان سے باہر ہے اور ایسی تسکین و طمانیت میں نے اپنے قلب میں محسوس کی کہ خود مجھے حیرت تھی، میرے بہت شکوک و شبہات اسی لمحہ دُور ہو گئے اور حضرتؒ کی ذات گرامی سے ایک ایسا لگاؤ اور تعلق روحانی پیدا ہوا جو پیشتر نصیب نہ تھا۔ اس کے بعد میں نے مرید ہونے کی درخواست پیش کی اور آپؒ نے مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمایا۔ اگر ایسی رحمت و شفقت میرے حال پر نہ ہوتی تو میں اپنی علمی معلومات کے ذریعہ ہرگز ہرگز طریقت میں داخل نہ ہو سکتا اور نہ صراط مستقیم ہرگز مجھے نصیب ہوتی۔

Marfat.com

ترکِ ادب پر غیبی تعزیر

بارہا دیکھا گیا کہ مریدین سے جب آپؒ کے خلافِ حکم اور خلاف مرضی کوئی بات سرزد ہوتی فوراً غیب سے تنبیہ ہوتی اور قصوروار کو نتیجہ خراب پیش آتا۔

تعمیل حکم میں کیوں تاخیر کی ازانجملہ یہ ہے کہ ایک روز بعد نماز فجر آپؒ نے بعض مریدین جو موضع ہاز لیا اور قرب و جوار کے رہنے والے تھے، اُن سب کو رخصت فرمایا۔ بعض نے ارادہ کیا کہ حکم کی تعمیل بجا لائیں اور فوراً روانہ ہو جائیں بعض نے کہا کہ ذرا ٹھہر جائیں۔ ڈپٹی میاں تشریف لا رہے ہیں اُن سے بھی ملاقات کرلیں پھر سب ساتھ چلیں۔ ان لوگوں نے جانے والوں کو بھی روکا۔ سب کے مکانات قریب ہی قریب تھے، اس طرح اس پوری جماعت سے فرمان کی تعمیل میں تاخیر کرنے کا قصور سرزد ہوا حالانکہ دربار شریف کے آداب و دستور کے موافق ان سب کو اسی وقت روانہ ہو جانا تھا، دیر کرنی نہ تھی۔ جب ڈپٹی میاں تشریف لے آئے تو سب لوگ اُن سے مل ملا کر اور بات چیت کرکے کافی دیر کے بعد یہاں سے روانہ ہوئے، ان کا سفر ۱۰۔ ۱۲ میل کا تھا، راستہ میں بانس کا بنا ہوا ایک پُل تھا (جیسا کہ اس طرف دیہاتوں میں جا بجا دیکھا جاتا ہے) یہ لوگ اس پُل پر سے گذر رہے تھے کہ یکایک پُل ٹوٹا اور سب کے سب نالہ میں گر پڑے، خیریت رہی کہ کسی کی جان پر صدمہ نہیں آیا البتہ چوٹ ہر ایک کو کھانی پڑی جس نے جانے والوں کو روکا تھا سب سے زیادہ اسی کے چوٹ آئی اور جو روانہ ہو رہا تھا اور کہنے سے رُک گیا تھا اُس کے کم چوٹ آئی غرض اپنی اپنی غفلت و کوتاہی کے بقدر ہر ایک نے قصور ترک ادب کی سزا پائی اور اس واقعہ سے اِن کو اور دوسرے برادرانِ طریقت کو عبرت و نصیحت ہوئی۔

تعمیل حکم نہ کی ضرب کھائی ازانجملہ یہ ہے کہ ایک صاحب دربار شریف میں حاضر تھے کہ ان کو مکان جانے کا حکم ہوا اور رخصت و روانگی کی تاریخ بھی مقرر فرما دی گئی لیکن ان کی خواہش ہوئی کہ ابھی اور حاضر رہیں اور صاحب میاں کے والد جو سفر حج سے آ رہے ہیں ان سے ملاقات کرنے کے بعد رخصت ہوں۔ اس خیال سے رُک گئے، اتفاقاً مقبول مستان جو ایک درویش مجذوب آپؒ کے مریدوں میں سے تھے کیفیت مجذوبانہ کے ساتھ دربار شریف میں حاضر ہوئے، بہت لوگ ان کے ہمراہ تھے، اس جماعت کو دُور سے دیکھا تو انھوں نے خیال کیا کہ یہ غل و ہنگامہ شاید صاحب میاں کے والد کا ہے وہ آ رہے ہیں۔ یہ خیال کرکے استقبال کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھے مجذوب نے انھیں دیکھا تو اشارہ سے اپنے قریب بلایا اور ایک سلیپر ان کی طرف پھینکا۔ یہ مجذوب کے ہاتھ سے پکڑ جانے راستہ میں چوٹ کھائی سمجھ گئے کہ مرضی مبارک کے خلاف ٹھہرے تھے یہ اسکا نتیجہ تھا۔

Marfat.com

حاضری میں جی گھبرایا

ازانجملہ یہ ہے کہ بارہ ذوالقعدہ کے عُرس شریف میں غازی پور کے چند اصحاب حاضر ہوئے۔ ان کے رخصت کرنے میں دستور شریف یہ رہا کہ جو لوگ ایک ساتھ آتے عموماً انھیں ایک ساتھ ہی رخصت فرمایا کرتے تھے کہ ساتھ آئے ہیں تو ساتھ ہی جائیں۔ ان لوگوں کی رخصت کا دن مقرر فرما دیا گیا۔ تو شیر علی نے جو اسی قافلہ میں آئے تھے عرض کیا کہ دوسروں کو رخصت فرما دیا جائے میں ابھی حاضر رہونگا۔ یہ اُن کی پہلی حاضری تھی اسی وجہ سے ایسی جرأت کی۔ ساتھی رخصت ہو گئے اور یہ رہ گئے۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ان پر پریشانی اور خوف و ڈر ایسا غالب ہوا کہ ٹِک نہ سکے حالانکہ ارادہ مہینوں تک حاضر رہنے کا تھا۔ عرض کرنا پڑا کہ مجھے بھی رخصت فرما دیا جائے۔ فرمایا "تم تو رہنا چاہتے تھے پھر اب کیوں جاتے ہو؟" عرض کیا کہ اب حاضر رہنا مجھے دشوار ہو گیا پریشانی اور وحشت دامنگیر ہو گئی۔ بھاگنے کو جی چاہتا ہے۔ آپؒ نے شفقت کے ساتھ رخصت فرمایا حکم رخصت کے بعد ٹھہرنا خلاف ادب تھا۔ مگر رحمت الٰہی خطا بخش و خطا پوش ہوئی کہ خود اجازت دیا اور رخصت ہوئے۔

آپؒ کی خفگی خدا کی ناراضی ہے

ازانجملہ یہ ہے حضرتؒ کے بڑے صاحبزادے احمد میاں صاحب قبلہ کی تقریب شادی تھی۔ بعض مریدین سے خدا جانے کیا سوءِ ادب اور گستاخی ہوئی کہ آپؒ کا انداز شریف ان لوگوں پر خفگی و جلال کا ظاہر ہوا جس کی وجہ سے سب کے قلوب لرزاں اور ہوش پراں ہو گئے۔ مگر آپؒ کی شفقت و مہربانی عتاب و جلال پر بڑھا غالب تھی۔ قصور کی معافی ہو گئی رات کو دربار شریف کے خادم مقبول علی صاحب نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت دادا پیر صاحب قبلہؒ فرماتے ہیں کہ مریدین سے کہدو کہ بے ادبی نہ کریں ورنہ نقصان اُٹھائیں گے۔ حضرت قبلہؒ نے ایک بار شادی کے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا کہ "ہمیں غصہ نہیں آتا ہے مگر اس موقع پر آیا تھا، مقبول نے خواب دیکھا (خواب کو بیان فرمایا) جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ غصہ لانا آپؒ کی ذات گرامی کی کیفیات و اثرات و تعلقات سے نہ تھا۔ بلکہ حضرات پیران عظام کے حکم و اشارہ سے تھا ۔

آں جلال و جمال و آں عتاب و خطاب ٭ کہ حل مسئلہ مُردن است و زیستن است

ہنگام جلال زمین و آسمان میں زلزلہ تھا

ازانجملہ یہ ہے کہ ایک صاحب بہت حاضر باش اور خدمت گذار تھے۔ ہفتوں اور مہینوں کا شرف حضوری نصیب ہوتا بہت جوان صالح تھے۔ اتفاق وقت کہ ان سے کوئی بہت بڑا قصور سرزد ہوا۔ ان کے اس فعل پر آپؒ نے ناپسندیدگی اور غصہ کا اظہار فرمایا۔ اور حکم ہوا کہ ان کو احاطہ خانقاہ کے باہر کر دیا جائے اور وہ خانقاہ کے باہر کر دیے گئے۔ اس وقت دوسرے حاضرین بارگاہ کا یہ حال تھا کہ قلوب میں زلزلہ اور طوفان تھا، ہوش بجا نہ تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین و آسمان میں زلزلہ آ گیا۔ اور در و دیوار لرز رہے تھے۔ حالانکہ ان قصوروار سے ان لوگوں کی نہ کوئی غرض وابستہ تھی نہ ان کے ساتھ کوئی عزیزداری تھی اور نہ یہ لوگ

Marfat.com

ان قصوروار کے شریک کار وافعال تھے۔ بالکل بے غرض و بے تعلق تھے۔ مگر آپؒ کے جلال و جبروت کا یارا قلوب سینہ سے نکلے پڑتے تھے۔ تمام عمر میں اور حاضری کی تمام مدت ستّی سالہ میں صرف یہ دو واقعات آپؒ کے غصہ و جلال کے دیکھے۔ ان دو مواقع کے سوا کوئی تیسرا واقعہ آپؒ کے غصہ و جلال و جبروت کا نہ دیکھا نہ سنا۔ صاحب حافظ، خانقاہ کے باہر بیٹھے رہے اور توبہ و استغفار اور اپنے قصور و خطا پر ندامت و شرمساری خدا کے روبرو ظاہر کرتے رہے (یہانتک کہ ساعتِ غضب الٰہی گذر گئی) بالآخر ان کا قصور معاف ہوا اور بُلائے گئے۔ ایک روز یہ گنڈاسے سے بیل کا چارہ کاٹ رہے تھے کہ ان کے ہاتھ کا انگوٹھا کٹ گیا۔ یہی صاحب یا شاید کوئی اور صاحب کہتے تھے کہ قصور کی وجہ سے گردن کٹنی تھی مگر صرف انگوٹھا کٹ کر تلافی قصور ہوگئی۔ اور جان کی بجائے انگوٹھے پر خیر گذری (اَللّٰھُمَّ احفظنا)

اسکول بند کرنا پڑا ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مرید صاحب اجازت و خلافت نے آپؒ کے حکم و مرضی کے بغیر ایک انگریزی اسکول قائم کیا۔ اور ریاست بھوپال سے سَو روپے ماہوار اس کی اعانت بھی لیتے رہے۔ آپؒ نے سو روپے ماہوار کی خبر سُنی تو فرمایا کہ "(یہ وظیفہ) بند ہو جائے گا" اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ سو روپے ماہوار کی آمدنی نہ رہی تو اب ان کو بہت تردد اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا کہ خلاف مرضی مبارک چلے تھے۔

خلاف مرضی چلے دوالہ ہوگیا ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک عزیز نے کپڑے اور لنگی کی ایک دُکان شہر چاٹگام میں کھولی کامیاب تجارت تھوڑے روپے سے شروع کی تھی۔ مگر بہت جلد ترقی آپؒ کی دُعا سے ہوئی۔ اور چالیس ہزار کا سرمایہ ہوگیا۔ اب اُنھوں نے کلکتہ میں دوسری دُکان کھولنے کا ارادہ کیا آپؒ نے منع کیا کہ کلکتہ میں دُکان نہ کرنا اور بعض دیگر امور کی بھی ممانعت کی مگر وہ نہ سمجھے کلکتہ میں دُکان کھول ہی لی اور بعض دوسری ہدایات پر بھی ان کے بھی خلاف عمل کیا۔ نتیجہ یہ پیش آیا کہ کلکتہ کے کاروبار میں بہت خسارہ ہوا۔ دُکان کو چھوڑنا پڑا۔ شہر چاٹگام کا کاروبار جو کامیاب اور روزافزوں ترقی پر تھا وہ بھی خراب ہوا۔ نقصان پر نقصان اُٹھانا پڑا یہاں تک کہ دُکان بھی بند ہوئی اور ان کا دوالہ ہوگیا۔

Marfat.com

حضرتؒ کے مرتبۂ اعلیٰ کا اظہار اربابِ طریقت و دیگر بزرگانِ دین کی زبان سے اور بزرگانِ دین کے ساتھ آپ کے تعلقاتِ روحانی کا انکشاف

"اے دل بگیر دامنِ سلطانِ اولیاء"

ایک درویش مجذوب کی وصیت اس سلسلہ میں کثیر واقعات ہیں۔ از آنجملہ یہ ہے کہ فرمایا: "فلاں مجذوب نے وصیت کی کہ میرا انتقال ہو جائے تو اس کی اطلاع وہاں (یعنی ہمارے حضرتؒ کی خدمت میں) کی جائے چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا اور اُن کے دفن کے معاملہ میں اختلاف اور جھگڑا ہونے لگا تو لوگوں کو یہ وصیت یاد آئی اور یہاں آکر ہمیں اُن کی وصیت کی اطلاع دی۔ ہمیں پہاڑ پر ایک جگہ دکھائی گئی۔ ہم نے لوگوں سے کہا کہ شاہ صاحب فلاں پہاڑی کے فلاں مقام میں دفن کئے جائیں اور اسی جگہ لوگوں نے دفن کیا یہ جگہ ظاہرًا ہم نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔"

مجذوب نے مرید کرایا ایک شخص ایک درویش مجذوب کے پاس گئے جن کے ساتھ عقیدت رکھتے تھے اور کہا کہ مجھے مرید کر لیجئے۔ اُنھوں نے مرید نہیں کیا اور مُرید ہونے کے لئے ہمارے پاس بھیجدیا۔"

مجذوب شیر شاہی فرمایا: "قلندریہ سلسلہ کے ایک بزرگ اصغر علی شاہ صاحب مجذوب یہاں پہاڑ میں رہا کرتے تھے، یہ بیچارے ہم سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اکثر یہاں آیا کرتے تھے۔ ان کا مکان بانس کا تھا جس کے نیچے شیر اور جنگلی جانور بیٹھے رہا کرتے تھے جنگل کے جانوروں پر ان کی بہت حکومت تھی، شیر ان کے ساتھ ساتھ چلا کرتا تھا۔ نہایت بزرگ ہستی تھے ہمارے ساتھ اُنھیں بہت محبت تھی اُن کے مکان کے نیچے ایک تالاب ہے جو سوار اور بیل وغیرہ کی وجہ سے (جو پرانے تالابوں میں اکثر پیدا ہو جاتی اور پانی کو ناقابل استعمال کر دیتی ہے) خراب ہو گیا تھا۔ ایک شخص سے خواب میں کہا کہ تالاب بہت میلا ہو گیا ہے صاف کرا دو۔ اُس شخص نے آکر ہم سے کہا کہ اصغر علی شاہ صاحب نے خواب میں کہا ہے کہ تالاب صاف کرا دو۔ مطلب اس کا یہ تھا کہ ہم تالاب کی صفائی کرا دیں۔ ہم نے (تواضعًا) کہا بابا! ہم غریب آدمی ہیں۔ اس کا انتظام ہم سے کیونکر ہو سکے گا؟ شاہ صاحب نے خواب میں ہم سے کہا۔ آپ تردد نہ کیجئے ہم نے دوسرا بندوبست کر دیا ہے، اس کے بعد معلوم ہوا کہ دو جنگلی ہاتھی تالاب میں گھس گئے اور تالاب کی کائی اور اندر کی گھانس وغیرہ سب کھا گئے۔ اور تالاب کو صاف کر ڈالا۔"

شیر مزار شریف پر فرمایا: "شیر یہاں بھی مزار شریف پر رات کو آیا کرتا ہے۔ لوگوں نے اکثر دیکھا ہے۔ ایک بار معقول نے زمین پر شیر کے پیر کے نشان (جو چلنے میں زمین پر پڑے) دیکھے تھے (خادموں سے فرمایا) آپ لوگ کبھی دیکھ لیں

Marfat.com

تو ڈریں نہیں۔ آپ لوگوں سے شیر نہیں بولنے کا۔ محبت و اعتقاد رکھنے والوں کو شیر نقصان نہیں پہنچا سکتا!" یہ وہ اصغر علی شاہ صاحب ہیں جنہوں نے ہمارے حضرت قبلہؒ سے اوائل میں جبکہ آپؒ بدرجۂ کمال ریاضت و مجاہدہ فرماتے اور نہایت اضطراب و بے قراری کے عالم میں سفر پر سفر فرمایا کرتے تھے، یہ کہا تھا کہ "تمام جہان میں گھومنے اور سفر کرنے سے کیا ہوگا۔ نعمت تو آپؒ کو اپنے والد ماجد قبلہ کے مزار سے ملیگی"۔

فقراء کے واقف اسرار ہونے ہمارے حضرتؒ کا احترام جو بزرگان وقت، اور مشائخ زمانہ نے کیا ہے اس کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک ڈپٹی صاحب جو اس سلسلۂ عالیہ سے پیوند اور تعلق رکھتے ہیں شاہ نیاز احمد صاحب فیض آبادی کی خدمت میں اپنی تعیناتی فیض آباد کے زمانہ میں اکثر جایا کرتے تھے مگر اپنا اس سلسلۂ عالیہ میں مرید ہونا انہوں نے کبھی شاہ صاحب پر ظاہر کیا نہ کبھی شاہ صاحب نے اُن سے پوچھا کہ آپ کا تعلق کس سلسلہ سے ہے یہ زمانہ یورپ کی جنگ عظیم کا تھا ایک روز خلوت میں انہوں نے شاہ صاحب سے کہا کہ اس لڑائی کی بابت کچھ فرمایئے کہ اس کا انجام کس کی فتح اور کس کی شکست پر ہوگا۔ اس بات کے جاننے کی نہایت آرزو ہے، شاہ صاحب نے ان مستفسر کو سر سے پاؤں تک غور سے دیکھا، اور کہا "یہ (بڑی) بات بھلا ہم کس طرح جان سکتے ہیں۔ ہم فقراء کے واقف اسرار جو حکام ہیں بس وہی بتا سکتے ہیں کہ کیا ہوگا"۔ اور پھر ان کو معنی خیز نظروں سے دیکھا کہ جایئے اور معلوم کر لیجئے کہ آپ بھی تو اسی سلسلہ میں مرید ہو چکے ہیں۔

مجذوب نے استقبال کیا از انجملہ یہ ہے کہ چمن شاہ ایک مجذوب کلکتہ میں رہا کرتے تھے۔ ایک شخص کی ڈیوڑھی اور دروازہ کی دہلیز میں پڑے رہتے تھے۔ بدن پر فقط ایک لنگوٹی تھی۔ اس کے سوا کبھی کوئی کپڑا ان کے بدن پر نہیں دیکھا گیا۔ نہ کبھی غسل کرتے دیکھا گیا۔ ایک بار ہمارے حضرتؒ کلکتہ میں تشریف رکھتے تھے کہ ان صاحب خانہ نے کہ جن کی ڈیوڑھی میاں چمن شاہ کا مسکن تھی، حضرتؒ کی اپنے مکان پر دعوت کی۔ اس خبر تشریف آوری کا سنا تھا کہ چمن شاہ نے کہنا شروع کیا: "میاں آرہے ہیں کپڑے لاؤ۔ پگڑی لاؤ۔ (تاکہ میں پہنوں)" اور نہایت فرحاں و شاداں نالہ پر پہنچے اور خوب اچھی طرح غسل کیا، اور بہت لوگ ان کے پیچھے پیچھے، لوگوں نے پوچھا۔ چمن شاہ آج کیا بات ہے۔ بولے "تمہارے مولانا صاحب تشریف لا رہے ہیں!" اور غسل کے بعد کپڑے پہن کر اور دستار باندھ کر مکان کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ اور لوگوں سے کہا۔ "آرہے ہیں اب راستہ میں ہیں!" کیونکہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ معلوم نہیں تشریف لانے میں اب کتنی دیر ہے۔ چمن شاہ کے اس کہنے کے ذرا دیر بعد دیکھا تو واقعی حضرتؒ تشریف لے آئے۔ ہمارے حضرتؒ کا دستور تھا کہ جو فقیر مجذوب برہنہ رہا کرتے نہ آپؒ اُن سے ملاقات فرماتے نہ اُس راہ سے گذر کرتے کہ کسی جسم برہنہ پر نگاہ ناگہانی بھی نہ پڑے، اتفاقاً اگر ایسی راہ سے گذرتے تو چھتری کی آڑ کر لیتے تھے۔ تاکہ کسی مجذوب برہنہ پر نظر نہ پڑے چمن شاہ بظاہر مدہوش مگر بکار خود ہشیار تھے، اسی لئے انہوں نے

Marfat.com

کھو حضرت پہنچے تاکہ آپؒ سے ملاقات کر سکیں۔ اور کشفِ باطن سے آپؒ کا جاہ و مرتبہ معلوم کر کے اُنھوں نے شہنشاہِ دین کا ورخانہ پر استقبال و خیر مقدم کیا۔

مجذوب نے کہا ہمیں خدمت میں لے چلو
جناب شاہ علاء الدین سر برہنہ چاٹگام میں ایک مجذوب درویش تھے جن کے تفصیلی حالات اپنے مقام پر بیان ہوں گے اُنھوں نے اپنے والد سے کہا کہ "ہمیں حضرتؒ صاحب کے پاس لے چلو" چنانچہ اُن کے والد اُن کو لیکر ہمارے حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی وقت ایک شخص آئے اور حضرتؒ کی خدمت میں بیر پیش کئے۔ جو آپؒ نے علاء الدین صاحب سر برہنہ کو عطا فرمائے اور فرمایا "ابھی! ہم دل میں سوچتے تھے کہ اس وقت بیر ہوتے تو ہم ان کو دیتے، خدا نے بھیج دیے۔"

آفتاب توحید شرق سے طلوع ہوا
جناب رحیم شاہ صاحب مُست لئے بنارس میں خواجہ عبدالقدیر سے ایک روز بلا تقریب کہا "آفتاب توحید پورب (چاٹگام) سے طلوع ہوا ہے"! اور ایک روز ہمارے حضرت کے ایک خادم سے فرمایا "حضرتؒ نے فلاں شخص کو ختم کر دیا" یعنی باطنی طور پر اُن کا حال سلب کر لیا۔ (گویا وہ ہلاک ہو گئے) اور اُن کا یہ فرمانا بالکل صحیح تھا اس کی تفصیل دوسرے موقع پر لکھی جائے گی۔

ہندوستان کے حضرت مشاہیر
مولانا شاہ عبدالغفور صاحب سکندر پوری اور مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب قبلہ آسی سکندر پوری سجادہ نشین خانقاہ رشیدیہ جون پور، اور مولانا شاہ محمد حسین صاحب قبلہ الٰہ آبادی (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) ہمارے زمانہ میں حضرات بزرگان و مشائخ مشاہیر میں سے تھے! اور یہ بزرگوار ہمارے حضرتؒ کے دوست اور رفیقِ طریقت اور آپؒ کے ثناخواں تھے، ہندوستان کی شمالی و مغربی سرحد پر حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بزرگ گذرے ہیں۔ ایک بار معلوم ہوا کہ ایک شخص بغرض حصول استفادۂ روحانی اُن کے فرستادہ ہمارے حضرتؒ کی خدمت میں آئے ہیں۔ اس عہد پاک کے بزرگوار اور مشائخ کبار سب ہی ہمارے حضرتؒ کو نظر اختصاص و انتخاب سے دیکھتے اور اظہار مسرت فرماتے تھے کہ فی زمانا ایسی برتر و اعلیٰ ہستی کا ظہور قدرت کاملہ الٰہیہ سے اس اُمت مرحومہ کے فلاح و بہبود کے واسطے ہوا۔ چنانچہ

بھاگلپور کا واقعہ
ایک بار یہ خادم حضرت مولانا سید نثار حسین صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ امدادیہ کی خدمت اقدس میں بھاگلپور محلہ قاضی ولی چک میں حاضر ہوا تو آپؒ نے فرمایا "ہم نے سُنا ہے کہ آپ کے پیر و مرشد صاحب کے پاس اہل حاجت طالب دُعا آتے ہیں۔ تو آپ یا تو صرف سادہ کاغذ لپیٹ کر اور دم کر کے بطور تعویذ دیدیتے ہیں یا کھانے پینے کی قسم سے کوئی چیز آپؒ کے سامنے ہوتی ہے تو اہل حاجت کو اُسی میں سے دیدیا کرتے ہیں۔" یہ ہمارے حضرتؒ کے دربار شریف کا عام مشاہدہ تھا پس خادم نے تصدیق کی اور جواباً عرض کیا۔ "حضور نے جو سُنا سب درست اور صحیح ہے، پہلے ہمارے حضرتؒ کا دستور یہی تھا کہ کاغذ پر درود شریف یا اسم ذات اللہ لکھکر حاجتمند کو دیدیا کرتے

Marfat.com

تے۔ مگر اب صرف سادہ کاغذ دم کر کے بطور تعویذ عطا ہوا کرتا ہے' یا جو چیز سامنے ہوتی ہے وہ دیدی جاتی ہے' یہ سُن کر حضرت سجادہ نشین صاحب بنہایت مسرور و شادمان ہوئے۔ پس یہ خادم سمجھا کہ یہ امر بہت بڑے مقام کے اثر سے ہے۔ اسی لئے دریافت فرمایا اور خوش ہوئے۔ خدا کا شکر ہے ہمارے زمانہ میں ایسی ذات مقدس کا ظہور ہوا۔

اکابرین حضرات اولیا اللہ سے بشارات

اور اکابرین حضرات اولیاء اللہ خواجہ خواجگان عطائے رسولؐ نائب رسول اللہ فی الہند حضرت خواجہ غریب نوازؒ اجمیری۔ خواجہ خواجگان قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی دہلوی، سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاء محبوب الٰہی، اور قطب الاقطاب مخدوم الملک سیدنا حضرت احمد عبدالحقؒ رُدولوی اور حضرت سیدنا مخدوم سید جہانگیر اشرفؒ سمنانی کچھوچھوی اور حضرت سیدنا سید شاہ عبدالرزاقؒ بانسوی اور حضرت مخدوم سلطیؒ اور حضرت شاہ امانتؒ صاحب صوفی چاٹگامی اور دیگر بزرگان دین نے ہمارے حضرتؒ کے متوسلین اور دست گرفتہ خدام کو خوش خبریاں اور بشارتیں آپؒ کی ذات مقدس کے متعلق دی ہیں جن سے علیٰ قدر فہم ہر ایک نے سمجھا ہے کہ ہمارے حضرتؒ فی زمانا "شہنشاہ دین" ہیں اور آپؒ وقتی اکابرین حضرات اولیاء اللہ سے ہیں۔ ان حضرات کے مزارات مقدسہ کی حاضری میں ہمارے حضرتؒ کے غلاموں پر جو رحم و کرم خداوندی اس ذات بابرکات کے طفیل اور صدقہ میں ہوتا ہے' نیز حضرت قبلہؒ کی ذات اقدس کی نسبت جو ظاہر و معلوم ہوا ہے اُس کا کیا بیان ہو سکتا ہے۔

اخبارِ غیب

ارشادات وفات شریف کے متعلق

ہمارے حضرتؒ قبلہ نے کئی سال پیشتر اپنی وفات شریف کے بارے میں وقتاً فوقتاً تمام امور بیان کر دیے تھے۔ مثلاً یہ کہ آپؒ کی وفات شریف کا دن کیا ہوگا؟ کونسا مہینہ ہوگا۔ اور علالت طبع مبارک اور ناتوانی وغیرہ تمام امور اس قدر تفصیل اور جامعیت کے ساتھ بہت پیشتر فرما دیے تھے کہ کسی بات میں محل تردد و اشتباہ باقی نہیں رہا تھا۔ اور جسقدر کہ فرما دیا تھا وہ سب حرف بحرف پورا ہوا۔ مگر طرز بیان ان امور کے اظہار میں اس قسم کا ہوتا تھا کہ سب کچھ فرما جاتے، مگر سننے والے یہی خیال کرتے کہ ابھی یہ بہت دُور کی بات ہے' بہت پہلے فرمادی گئی ہے اور آپؒ کا ایسی طرز کو اختیار فرمانا اس لئے تھا کہ پردہ کی بات پردہ ہی میں رہے' اور غم و الم کے ہنگامے خادموں اور غلاموں میں ابھی سے برپا نہ ہونے لگیں۔ چنانچہ جب وہ مرض شروع ہوا جس میں وفات ہوئی تو سب ہی غفلت میں رہے کہ یہ وہ مرض نہیں ہے۔ نہ یہ وہ وقت ہے جس میں وفات شریف کی۔ جب وصال ہو گیا اور وفات شریف کے بارہ میں وقتاً فوقتاً جستہ جستہ جو ارشادات ہوئے جب ان سب پر نظر کی گئی تو اُس وقت ہر ایک نے سمجھا کہ کونسی بات ہے

Marfat.com

جیسے پہلے سے نہیں فرما دیا گیا تھا۔ طرزِ کلام اس بارہ میں یہ تھا: "ہم پر ایک مصیبت (بیماری) آنے والی ہے۔ اس مصیبت کے ریلے میں چلے گئے چلے گئے رہ گئے رہ گئے۔ اس بیماری میں ہم جا بھی سکتے ہیں اور بچ بھی سکتے ہیں"۔ اس طرز کلام سے اور مثل اس کے دوسرے ارشادات سے لوگوں نے اپنے جی کی تسلی کے پہلو نکالے اور تاویلوں سے اپنے دل کو سمجھاتے کہ وقت اخیر ابھی نہیں آیا۔

نادر الوجود حضرات اولیاء اللہ حضرت غوث الثقلینؓ نے فرمایا: "وہ اولیاء اللہ نادر الوجود ہیں جنھیں آثار موت سے قبل عالم غیب سے موت کی اطلاع دیجاتی ہے"۔

ارشاداتِ وفات اپنے مقام میں ہیں غرض وہ کونسی بات تھی جس کا تعلق آپؓ کے اس عالم سے پردہ اختیار کرنے کی بابت تھا اور اسے آپؓ نے پہلے سے نہیں فرمایا تھا یہ تمام ارشادات "وفات شریف" کے تحت عنوان دوسرے حصہ میں لکھے گئے ہیں۔

یورپ کی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء کا واقعہ ہے کہ دہلی سے آپؓ کا ایک مرید و غلام بہ قصد حاضری چلا۔ یہ یورپ کے محاربہ عظمیٰ کا ابتدائی زمانہ تھا، حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے ان سے نہایت ہی تمنا و آرزو مندی کے ساتھ کہا کہ اس لڑائی کی نسبت معلوم کرنا اور عرض کرنا کہ اس جنگ کے انجام کو جاننے کا نہایت اشتیاق ہے ان کا بیان ہے کہ جس روز میں خدمت مبارک میں شرف اندوز ہوا تو یہ جمعہ کا روز تھا۔ آپؓ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور بعد نماز مجھے باریابی کا شرف حاصل ہوا۔ کوئی ایک حرف عرض کرنے نہ پایا تھا کہ آپؓ نے از خود ارشاد فرمایا: "حکیم اجمل خاں صاحب سے ہماری چہار چشمی ملاقات تو نہیں مگر وہ ہم سے حسن عقیدت رکھتے ہیں۔ جب یہ لڑائی شروع ہوئی تو یہاں آکر بعض لوگوں نے ہم سے کہا کہ اس جنگ میں کیا ہوگا۔ ہم نے کہا کہ ہم علم غیب تھوڑا ہی جانتے ہیں (جو ہم سے پوچھتے ہو) بعض نے کہا اچھا استخارہ کر لیجیئے (اور استخارہ سے جو معلوم ہو اُسے ظاہر فرما دیجیئے) مگر ہم خاموش رہے، ان لوگوں کو کوئی جواب نہ دیا۔ البتہ ہم نے جنگ شروع ہونے کے قبل ایک خواب دیکھا کہ ہم اس خانقاہ کے صحن میں کھڑے ہیں اور لوگوں کا ایک جم غفیر ہے جو مسجد کے باہر میدان میں موجود ہے اور یہ لوگ نہایت غور سے ہمیں دیکھ رہے ہیں (الفاظ مبارک یہ تھے "ہمیں تاک رہے ہیں") ان کی ٹوپیاں انگریزی ٹوپی کی طرح چھجہ دار تھیں مگر وضع دوسری تھی، بعد میں لوگوں نے ہمیں بتایا کہ ٹوپی کی یہ وضع جرمن والوں کی ہے، اس مجمع کے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں پر ایک لاش ہے (جسے انھوں نے اپنے ہاتھوں پر اٹھا رکھا ہے) معلوم ہوا کہ ہمارے پاس فریادی آئے ہیں ہم نے جانب مشرق نظر اٹھا کر دیکھا تو آسمان پر بڑے بڑے حروف میں یہ لکھا نظر آیا **امریکہ** (اس مقام پر آپؓ رک گئے اور کچھ دیر سکوت فرمایا) ہم نے یہ خواب دیکھا تھا۔ اس کے ایک دو روز بعد یہاں آکر لوگوں نے ہم سے کہا کہ یورپ کے بادشاہوں میں ایک بڑی لڑائی شروع ہوئی، جرمنی نے اعلان جنگ کر دیا ہے" پھر فرمایا: "ہم نے (ایک) خواب (میں یہ بھی) دیکھا کہ شاہ انگلستان اور شاہ جرمنی دونوں یہاں آئے (ایک اور

Marfat.com

صاحب نے تفصیلاً فرمایا تھا کہ یہاں آکر ایک بادشاہ ہمارے سرہانے اور ایک پائنتی کھڑے ہوگئے اس وقت ہم لیٹے ہوئے تھے، اس کے بعد ذرا سکوت فرمایا۔ اور پھر بالکل آہستہ سے اور ہلکی آواز سے فرمایا "یہ لڑائی پانچ برس رہے گی"۔ اس کے بعد دوسرا کلام شروع کر دیا۔

جب آسٹریا کا ولیعہد سرویا والوں کی سازش سے بمقام سراجیوہ قتل ہوا اور جرمنی نے آسٹریا کو اپنے ساتھ لیکر بلجیم اور فرانس اور انگلستان اور روس کے خلاف جنگ کی اور اس جنگ نے خیالات عامہ کے خلاف نہایت طول کھینچا، اور امریکہ بھی شریک جنگ ہوا اور یہ جنگ پانچویں برس میں پہنچکر بعد شرکت امریکہ انگلستان اور اُس کے اتحادیوں کے حق میں ختم ہوئی تو اب مندرجۂ بالا ارشادات کے معانی و مطالب و اشارات بالکل بے نقاب تھے وہ سب کچھ ظہور میں آیا جو آپؒ نے فرما دیا تھا۔ امریکہ کا اتحادیوں کے ساتھ شریک ہوکر جنگ کرنا اور اُس وقت شریک ہونا جبکہ شکست و فتح ترازو کے دونوں پلڑوں میں تل رہی تھی اور زیادہ تر اسی وجہ سے جرمن کو شکست نصیب ہوئی لڑائی کے پہلے سال میں یہ باتیں کسی کے وہم و گمان میں بھی آنے کی نہ تھیں لیکن یہ وہی باتیں ہیں جو ہمارے حضرتؒ نے اس لڑائی کے بالکل ابتدائی ایام میں اپنے خدام کے روبرو عام طریقہ سے بیان فرمائی تھیں۔

دوران جنگ میں قبل از وقوع بارہا ایسی باتیں آپؒ فرما دیا کرتے تھے کہ وہ حرف بحرف پوری ہوتیں اور بالکل وہی واقعات ظہور میں آتے جو زبان مبارک سے صراحتاً یا اشارۃً سُنے جاتے تھے۔ بعض خادموں سے غلطی سرزد ہوئی کہ ان کے دُنیاوی تعلقات جن لوگوں سے تھے ان میں سے بعض بڑے آدمیوں پر آپؒ کے بعض ارشادات متعلق بہ جنگ ظاہر کر دیا کرتے تھے، یہ سمجھکر اس سے ان لوگوں کی نظر میں ہماری وقعت زیادہ ہوگی۔ ان خادموں سے ایک بار ارشاد ہوا "تم تو ہماری باتیں بیچتے ہو"۔ اور اس وقت سے آپؒ نے لڑائی کا تذکرہ بالکل موقوف کر دیا۔ گویا دُنیا میں لڑائی کا وجود ہی نہیں رہا۔ یہ اختتام جنگ سے ایک سال پیشتر کا واقعہ ہے۔

صلح کیلئے واسطہ اس "جنگ عظیم" کے آخری زمانہ میں جناب استفاض الرحمٰن خان نے خواب دیکھا کہ شاہ انگلستان اور قیصر جرمنی ایک مجلس میں ہیں اور ہمارے حضرتؒ کو اپنے بیچ میں ڈالا ہے اور اس واسطہ سے چاہتے ہیں کہ صلح ہو جائے۔

واقعات جنگ کی روزانہ رپورٹ جناب ڈپٹی مستفیض الرحمٰن خاں صاحب نے فرمایا کہ اُن کے سالے میاں یحییٰ نے خواب دیکھا، کوئی شخص کہتا ہے کہ "تمہارے پیر و مرشد کے روبرو جنگ کے معاملات روزانہ پیش ہوا کرتے ہیں اور آپ جو حکم دیدیتے ہیں بس وہی ہوتا ہے"۔ کہنے والے نے اسی خواب میں یہ بھی کہا کہ "اگر تم لوگ اس بات کا یقین نہ کروگے تو تمھیں نقصان پہنچ جائے گا"۔ یہ خواب حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا: "اللہ زندہ ہے اور ہم مردہ اللہ جانے اس میں کیا بھید ہے (کہ صالح اور نیک بخت لوگ ایسے مبشرات دیکھتے ہیں)۔

جنگ بلقان اما بجملہ یہ ہے کہ ۱۹۱۴ء کی "ملحمۂ عظمیٰ" سے پیشتر جب سرویا۔ بلغاریہ اور یونان وغیرہ بلقانی ریاستوں نے

Marfat.com

متعدد طریقہ سے ترکی پر حملہ کیا تو آپؒ نے فرمایا کہ "ایک رودن ہے اس میں سے نہایت تلخ گولیاں آرہی ہیں" اس کے بعد سقوط اور نہ (ایڈریانوپل) کی خبر اخبارات نے شائع کی اور ترکوں کے ہاتھ سے ایڈریانوپل کے نکل جانے کے واقعہ کا بعض عقیدتمند خدام کو نہایت رنج ہوا۔ آپؒ کے ایک خلیفہ صاحب سے ایک عقیدتمند نے دہلی میں اس امر کا انکشاف چاہا کہ ترکوں کا اقتدار ایڈریانوپل پر کیا اب دوبارہ نہ ہوگا؟ اور آپؒ کے خدام آپس میں ایک دوسرے سے اس حادثہ پر اظہار رنج و افسوس کرتے ہوئے جب اس شب بستروں پر سونے کے لئے جانے لگے تو ایک خلیفہ صاحب نے سب سے کہا کہ آج شب اگر کوئی صاحب خواب میں کچھ دیکھیں تو سب سے بیان کردیں۔ چنانچہ اس رات مولوی امان اللہ نے خواب دیکھا کہ حضرت قبلہؒ "فیلڈ مارشل" (ایک بڑے فوجی افسر) کی وردی میں ملبوس ہیں اور آپ قلعہ (ایڈریانوپل) کی فصیل پر تشریف رکھتے ہیں اس خواب سے یہ بات اسی وقت سمجھ لی گئی کہ یہ قلعہ ترکوں کے قبضہ میں انشاء اللہ دوبارہ آئے گا اور اب ضرور ترکوں کی کوئی فتح ہونے والی ہے، اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد یہ خبر شائع ہوئی کہ ستلجہ کے مورچوں پر ترکوں نے بلغاریوں کو شکست فاش دی، پھر خبر آئی کہ انور پاشا نے آگے بڑھ کر ایڈریانوپل فتح کرلیا، اس طرح سے ترکوں کی بات رہ گئی۔

راہ ترقی اسلام دوران جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں بعض خادموں نے خیال کیا کہ اسلام اور اہل اسلام کی ترقی اور بہتری آیا اسی جنگ میں مضمر ہے یا علم الٰہی میں ملت اسلامیہ کے کشادِ کار اور فلاح و بہبود کی کوئی دوسری راہ ہے، یہ خیالات اور یہ خطرات قلوب میں گذرتے رہے مگر یہ جرأت کسے ہوسکتی تھی کہ مقدرات الٰہیہ اور اسرار غیبیہ کے انکشاف کی آپؒ سے درخواست کرتا ایک روز خود ہی بعض خادموں سے آپؒ نے ارشاد فرمایا: "(فریضۂ نماز کی پابندی راہ نجات ہے) ہوسکے تو آپ لوگ ایک "انجمن صلوٰۃ" قائم کردیں۔ (اور ایک ایسا ہمہ گیر نظام پیدا کردیں کہ شہروں و قصبوں کے علاوہ قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں میں پابندی نماز کی تحریک (مستقل طریقے سے) پھیل جائے مگر یہ کام خالصاً لوجہ اللہ کیا جائے چندہ اس کام کیلئے نہ کیا جائے۔ اور عامۃ المسلمین کیلئے تحریک ترغیب نماز (ایک دائمی طریقہ سے نہ کہ ایک عارضی جوش اور ولولے کے طور پر) جاری کی جائے اور نماز کی برکتوں اور فضیلتوں سے عامۃ المسلمین کی آگاہی کا بندوبست کیا جائے، جو مسلمان کہ پابند نماز ہوگا وہ روزہ کے لئے (بھی) خود ہی رغبت کرسکتا ہے اور اسی پابندی نماز کی بدولت دیگر فرائض (اور واجبات کے لئے اسکا میلان طبع ہو جائیگا

تنظیم ملت کی واحد راہ "آدمی نماز کی وجہ سے بہت برائیوں سے بچ سکتا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (نماز فواحش و منکرات سے روکنے والی ہے) اور اسی نماز باجماعت کی پابندی سے مسلمانوں میں تنظیم اور اتحاد و اتفاق بھی پیدا ہوگا!"

طریق کار اس انجمن کے قواعد و ضوابط اور طریق کار کا ایک خاکہ بھی زبانِ مبارک سے فرمایا گیا تھا، اور ابتدائی طریق کار یہ تجویز فرمایا کہ "پہلے اپنے گھر سے پھر اپنے قریہ سے اس کام کو شروع کیا جائے لوگوں میں ایمان استقامت

پیدا) ہو جائے (یعنی شوق نماز وقتی اور ہنگامی جوش کی طرح نہ ہو۔ بلکہ پختہ اور دائمی ہو جائے۔ اور عادت نماز قلوب میں راسخ ہو جائے) تب دوسرے قریہ اور دوسرے مقام اور دوسرے شہر میں یہ تحریک پھیلائی جائے اور مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں میں کوئی (ایک) بھی بے نمازی نہ رہنے پائے اور جب ایسا ہو جائے گا تو ایک اتفاق مسلمانوں میں (رحمت الٰہی سے) آجائے گا۔ میں تو اب اس کام کا نہیں رہا، ہو سکے تو تم لوگ اس کام میں کوشش کرنا۔

یہ ہے اہل اسلام کی ترقی و بہبود اور کشادکار کی اصلی راہ!

اس سلسلہ میں بعض خدام نے کام شروع کیا تھا لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپؒ نے دنیا سے پردہ فرمایا اور آپؒ کے پردہ کرنے کے بعد "فتنۂ ارتداد" ہندوستان میں پھیلا، اس وقت یہ تحریک "تبلیغ و اشاعت اسلام" اور "تنظیم و اشاعت اسلام" یا "انجمن اصلاح المومنین" یا "انجمن تاکید الصلوٰۃ" وغیرہ مختلف ناموں سے نہایت وسعت اور زور شور کے ساتھ ہر جگہ پھیلی بعض رؤسا نے بھی اس میں حصہ لیا۔ اور اس تحریک کی بدولت مسلمانوں میں ایک اتفاق بھی پیدا ہوا اور "بکھری ہوئی کڑیوں کے آپس میں ایک دوسرے سے مل کر ایک قوی اور مضبوط زنجیر کے سلسلۂ دراز" کا پیدا ہونا ایک دفعہ تو مشاہدہ میں آیا اور اس طرح وہ منشائے مبارک پورا ہوا کہ یہ تحریک ہر جگہ نہایت وسعت کے ساتھ پھیلے۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد پھر ہم لوگوں پر غفلت طاری ہو گئی تحریک نماز با جماعت کہاں بغض نماز سے وہ سستی اور غفلت اور کاہلی ہے کہ الاماں اور مسلمان اپنی ترقی اور بہتری کے راستہ کو چھوڑ کر پھر پستی میں جا گرے لیکن ہمارے حضرتؒ کے اس ارشاد کی ضرورت اور اہمیت اور نفع بخشی اپنی جگہ پر بدستور ہے' مسلمانوں کے لئے راہ نجات یہی ہے کہ مسلمان مسلمان ہو جائیں۔ اب لوگوں کو تحریک احیائے دین داری اور پابندی نماز کے منافع و فوائد کا انکار تو نہیں ہے مگر منافع و فوائد نماز کے روحانی پہلو پر کما حقہ نظر ہم عامۃ المسلمین کی نہیں ہے، اور وہ مسلمان کہ دنیا کی کسی بلندی اور برتری کے مقام پر ہیں اپنے لئے خدمتگزاری ملت کی راہ قرآن میں تلاش نہیں کرتے اور اپنا راستہ صحابۂ کرامؓ اور اہلبیتؑ عظام اور سلف صالحین کے اعمال میں نہیں ڈھونڈھتے۔ بلکہ یورپ کے حکماء عقلاء کے اقوال و اعمال میں اپنی راہ ترقی کی جستجو کرتے ہیں یہ ہے دور حاضرہ کا حال ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ رحمۃ الٰہیہ سے کیا بعید ہے کہ پردۂ غفلت اٹھ جائے اور کاروان گم کردہ کو نشان منزل نظر آجائے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

بڑے بڑے مکانات | ماسٹر رحمت علی سے فرمایا۔ "ہم نے خواب میں دیکھا کہ یہاں دو مکان بنے ہیں، ان میں (ہم) آدمی تو نہیں دیکھتے۔ مگر یہ معلوم ہوا کہ ان کو کسی ہندوستانی رئیس نے بنوایا ہے تاکہ ایام عرس میں لوگ (ان مکانات میں) قیام کیا کریں۔ جیسے کہ اجمیر شریف (اور بغداد شریف) میں تاجروں اور سیٹھ لوگوں نے زائرین کے لئے مکانات بنوا دیئے ہیں۔ معلوم نہیں یہ ہماری حیات میں ہو گا یا ہمارے بعد۔ اللہ کو معلوم ہے۔

[نئ]ی شان کا ظہور فرمایا: "ہم ایک نئے ڈھب اور نئے طرز و قماش کے آدمی ہیں (کسی زمانہ میں) لوگ یہاں ست[ا] دُور دُور سے آئیں گے کہ چلو دیکھ آئیں۔ معلوم نہیں اس میں کیا خدا کی مصلحت ہے۔ کہ ہم ہندوستان اور بنگال میں مشہور ہیں۔ ہم بنگال کے رہنے والے ہندوستان سے ہمارا کیا کام؟ کجا عبدالقدیر۔ علاء الدین۔ احمد شاہ [ن]بی رضا خاں مرحوم اور کجا ہم۔

چالیس ہندوستانی مغیض میاں کہتے تھے کہ اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ اُن کے یہاں چالیس ہندوستانیوں کی دعوت ہے اور مستفیض میاں (اُن کے بھائی) ان چالیس ہندوستانیوں کی خاطر مدارات کر رہے ہیں، اور وہ چالیسوں ہمارے حضرتؒ کے آستانے کے خلفا ہیں۔ واللہ اعلم یہ کب ہوگا اور یہ چالیس لوگ کس ملک کے ہوں گے؟

[ز]رد لباس میں "ایک درشخص نے خواب میں دیکھا تھا کہ سینکڑوں آدمی زرد لباس میں نماز پڑھ رہے ہیں، اور ہم کو دیکھا کہ ہم اُس جماعت کے امام ہیں، وہ سب خلفا ہیں جن میں ہندوستانیوں کی تعداد زیادہ ہے' اللہ ہی جانتا ہے کہ اس میں کیا بھید ہے' لوگ بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ ہندوستانیوں کی کثرت ہے اور ہندوستان کے بہت لوگ اس دربار کے خلفا ہونگے۔"

نعمت ہندوستان سے ملی فرمایا: "مجھے یہ نعمت ہندوستان سے ملی ہے' شاید اسی لئے ہندوستان کے لوگ مجھ سے زیادہ محبت رکھتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں۔"

اہل ہند کی روح کا تعلق "ہندوستانیوں کی روح عام طور پر مجھ سے تعلق رکھتی ہے' یہ لوگ اپنے پیر کو نہایت استقلال اور مضبوطی کے ساتھ پکڑتے ہیں' اُمید ہے کہ یہ طریقہ ہندوستان سے روشن ہوگا۔ اگر یہ میری حیات میں نہ ہوا تو یہ میرے بعد میں ہوگا۔" اس وقت آپؒ کے ایک ہندوستانی مرید نے بعد قدمبوسی عرض کیا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے لوگ زیارت و حاضری کا اشتیاق رکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے بہت لوگ سلسلہ عالیہ میں داخل ہوں گے' فرمایا: "بعض لوگ خواب میں دیکھتے ہیں کہ ہمارے حضرتؒ کے اس دربار میں ہندوستان کے لوگ زیادہ ہیں!"

اجتماع عظیم "ہم نے لوگوں سے کہا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ یہاں عرس کے موقع پر کثرت سے لوگوں کا اجتماع ہوا کرے گا........ مگر یہ کب اور کس زمانہ میں ہوگا یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے!"

کیوں خیمے نصب کرتے ہیں فرمایا: "بتاؤ عرس کے موقع پر یہاں (میدان میں) لوگ خیمے کیوں نصب کرتے ہیں؟"

بہت ملک آباد ہونگے ارشاد ہوا: "ہندوستان سے ہمارے پاس ایک خط آیا تھا جس میں یہ مضمون تھا کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ طریقت میں ہمارے والد قدس سرہٗ کا بہت بڑا درجہ اور بہت بلند پایہ ہے اُن کی وجہ سے بہت ویران ملک آباد ہو جائیں گے۔" ایک موقع پر ارشاد ہوا: "ہماری طبیعت چاہتی ہے ریاست رامپور

Marfat.com

کے کچھ لوگ مرید ہوتے اندازہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے لوگوں کے قلب میں کچھ گرمی اور اہل طریقت کے ساتھ کچھ محبت پیدا ہو گئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ دکن اور کابل اور کچھ لوگ استنبول وغیرہ کے مُرید ہونگے خواجہ عبدالقدیر بنارسی نے ہم سے اپنا یہ خواب بیان کیا تھا کہ مجھ سے دادا حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ترکستان کے لوگ بھی اس سلسلۂ عالیہ میں داخل ہوں گے، دیکھیں یہ خدمت ہم سے کیونکر ادا ہوتی ہے؟ ہم تو بالکل خانہ نشین ہو گئے ہیں معلوم نہیں کس ذریعہ سے یہ خدمت ادا ہو گی، ہم تو یہاں لوگوں میں پھنس پھنسا کر بالکل بیکار ہو گئے حق سبحانہ تعالٰی نے ہمیں علم دیا مگر اب مراقبہ و مکاشفہ کچھ ہوتا ہوتا نہیں ہے تم لوگوں سے اگر ہو سکے تو ابھی وقت ہے (تندرستی و جوانی باقی ہے، جس طرح ہم نے کیا تم بھی اسی طرح ریاضت کر لینا)

یہاں مسجد بنے گی

صاحب میاں نے فرمایا کہ "حضرتؒ قبلہ کالی پور تشریف لے گئے، ایک بار آپؒ نے صحرا و دامن کوہ کی طرف جانے کا قصد فرمایا۔ میں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا جاتے جاتے آپؒ ایک پیپل کے درخت کے نیچے کچھ ٹھہرے اتنے میں میں بھی پہنچ گیا۔ مجھے دیکھکر آپؒ نے فرمایا "یہ درخت کہتا ہے کہ میں کاٹا جاؤں گا اور یہاں مسجد بنیگی اس کے بعد آپ آگے تشریف لے گئے، اس ارشاد کی اہمیت کی طرف میرا ذہن منتقل نہ ہوا اور وہ نسیاً منسیا کے درجہ میں رہا۔ بہت سال گذرنے پر سُنا کہ فلاں مقام میں پیپل کا جو درخت تھا وہ کاٹ دیا گیا اور وہاں مسجد بن گئی۔ اس واقعہ کے برسوں پہلے حضرت قبلہؒ کا فرمانا یاد آیا کہ درخت کاٹا جائیگا اور مسجد بنے گی"

کب ترقی ہوگی

ایک مرید کے متعلق آپؒ نے فرمایا "کہ ان کی ترقی ان کے والد کے انتقال کے بعد ہو گی باپ کے سامنے بیٹے کی ترقی نہ ہو گی، اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ جب ان کے والد کا انتقال ہو گیا تب آپؒ کی دعا سے ان کی ترقی ظاہر ہوئی"

حضرت یاسمین

ارشاد ہوا کہ "ہمارے حضرتؒ کے سلسلہ میں ایک عورت بہت بزرگ ہوں گی۔ اسکی خبر ہے دیکھیں ہماری زندگی میں آتی ہیں یا ہمارے بعد اُن کا ظہور ہوتا ہے وہ بہت بڑی بزرگ (ہستی) ہونگی اور نہایت مستجاب الدعوات، عالم غیب میں ان کا نام یاسمینؔ ہوگا جو جنّت کے ایک پھول کا نام ہے وہ ایسی مستجاب الدعوات ہوں گی کہ (ایک شخص کا نام لیکر فرمایا جو اس وقت معتوب اور مغضوب تھے کہ) بی بی یاسمین اگر ان کے حق میں بہ درگاہ خداوندی دعا کریں گی تو اُن کا قصور معاف ہو جائیگا۔ اور اُن کی بہت تعریف فرمائی (اور فرمایا) دیکھیں ہماری زندگی میں آتی ہیں یا ہمارے بعد" آپؒ کی زندگی میں ان بی بی صاحبہ کا ظہور نہیں ہوا۔

موت کی اطلاع اور دستگیری

از انجملہ یہ ہے کہ ایک شب بعد نماز عشاء آپؒ نے فرمایا "ڈپٹی فیض اللہ خان لاجواب ہو گئے"۔ (یہ آپؒ کے مُرید تھے اور اس بارگاہ سے سرفرازِ خلافت بھی) اس وقت آپؒ کچھ دیر

خانقاہ کے برآمدہ میں بے قرارانہ ٹہلتے اور یہ فرماتے رہے، یا اللہ رحم کر۔ یا اللہ رحم کر! لوگ آپؓ کے اس فرمانے کا کہ ڈپٹی فیض اللہ خاں لاجواب ہو گئے اُس وقت کچھ مطلب نہ سمجھے نہ آپؓ کی اس بیقراری کا اور دُعا فرمانے کا مفہوم ظاہر ہوا۔ رات گذر گئی اور صبح ہو گئی تو جونتی گاؤں (جو یہاں سے نو میل کے فاصلہ پر ہے) سے کچھ لوگ آئے اور کہا کہ کل رات عشاء کے وقت ڈپٹی فیض اللہ خاں کا جونتی اپنے مکان میں انتقال ہو گیا۔ اب لوگوں پر آپؓ کے فرمانے کا مطلب کھلا کہ ڈپٹی فیض اللہ خاں لاجواب ہو گئے۔

مولوی بشیر اللہ کے انتقال کی غیبی خبر

ازانجملہ یہ ہے کہ حافظ مقبول احمد نے بیان کیا کہ " ماہ مبارک رمضان کے ایام تھے اور ہم لوگ حضرت قبلہؓ کے ساتھ تراویح پڑھ رہے تھے کہ دفعتاً ایک آواز پیدا ہوئی جیسے توپ چھوٹی، سلام پھیرنے کے بعد آپؓ نے لوگوں سے پوچھا " یہ کیسی آواز تھی؟ " میں نے عرض کیا کہ اس نواح کے پہاڑوں سے جو آواز اکثر پیدا ہوا کرتی ہے، شاید یہ بھی وہی آواز ہو گی۔ فرمایا " وہ آواز مخصوص سمت سے آتی ہے، مگر یہ آواز شش جہت سے تھی اور بلا سمت تھی " یہ فرما کر آپؓ بیقراری کے ساتھ ٹہلنے لگے اور بار بار یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری تھے " یا اللہ تو رحم کر، یا اللہ تو رحم کر یہ کیسی آواز تھی؟ " نماز فجر کے بعد حجرہ شریف کے اندر خلوت میں تشریف لے جانے کا معمول تھا۔ مگر اس روز نماز فجر کے بعد بھی بے چینی اور بیقراری کے ساتھ برآمدہ میں ٹہلتے رہے (آپؓ کا دستور شریف تھا کہ جب کبھی اضطراب درجوش ہوتا تو ایک وقار شاہانہ کے ساتھ چپ چاپ ٹہلنا شروع کر دیتے تھے اور اس حال میں لوگوں سے بہت کم کلام فرماتے تھے) دوپہر سے پہلے چند آدمی مولوی بشیر اللہ صاحب کے مکان سے آئے (جو یہاں سے دس میل دُور تھا) اور کہا کہ کل شب نماز تراویح کے بعد مولوی بشیر اللہ صاحب کا انتقال ہوا (یہ بزرگ آپؓ کے مُرید اور خلیفہ تھے) اس خبر کو سن کر آپؓ نے فرمایا " مولوی بشیر اللہ بزرگ آدمی تھے کسی نے پہچانا نہیں! " اب ہم لوگوں نے سمجھا کہ وہ توپ چھوٹنے کی سی آواز عالم غیب سے اُن کے انتقال کا اعلان تھا۔ اور آپؓ کا بیقرار ہونا اور دعا فرمانا یہ آخری وقت میں اُن کے حال پر آپؓ کا اظہار شفقت وکرم تھا۔

کب اور کہاں؟ ازانجملہ یہ کہ آپؓ کے ایک بزرگ مُرید فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت قبلہؓ نے کچھ انداز بیقراری کے ساتھ چند بار یہ فرمایا کب اور کہاں؟ " پھر ارشاد ہوا۔ " مولوی محب اللہ ہمارے ایک شاگرد اور مُرید بکسر میں ہیڈ مولوی ہیں۔ ہم سے محبت رکھتے ہیں (اور بھی صفت و تعریف فرمائی) ہمارے ایک اور شاگرد مولوی مبین الحق ہیں جو کانپور میں رہتے ہیں۔ " اس وقت چہرۂ مبارک پر افسردگی اور

Marfat.com

رنج والم کے آثار ظاہر ہوئے اور بیقراری کے ساتھ فرمایا۔ "کون اور کہاں؟" تھوڑی دیر کے بعد آپؒ لوگوں سے بات چیت میں مشغول ہو گئے اور پھر وہ الفاظ زبان پاک پر جاری نہ ہوئے کہ کون اور کہاں؟ یہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا۔ آپؒ کے اس اضطراب وبیقراری اور آپؒ کے ان الفاظ پر لوگوں نے غور کیا لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا، سب ہم بخود رہے، اندازے صرف اتنا سمجھے کہ عالم غیب سے کوئی خبر آئی ہے جس کا تعلق مولوی محب اللہ اور مولوی مبین الحق ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہے اور ان ہی میں سے کسی ایک کی طرف سے آپؒ کو کوئی تشویش ہے، چند روز کے بعد آپؒ نے اپنے ان بزرگ مرید کو جن کے سامنے یہ واقعہ ہوا تھا، اور جو یو۔پی کے رہنے والے تھے حکم فرمایا کہ اگر ہو سکے تو بکسر جانا۔" انھوں نے حکم کی تعمیل کی، بکسر میں مولوی محب اللہ صاحب کے لڑکے سے اتفاقیہ طور پر ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ اتنے دن ہوئے مولوی محب اللہ صاحب نے دُنیا سے انتقال کیا۔ اب سمجھے کہ حضرتؒ قبلہ کی افسردگی اور بیقراری اور بکسر اور کانپور کے دو اصحاب کا تذکرہ اور بار بار یہ فرمانا کہ کون اور کہاں ان سب باتوں کا تعلق اسی حادثہ سے تھا۔

مُرِیدین کی غیبی اِمداد

مریدوں کی حفاظت

آپؒ کے مریدین کی غیبی طریقہ سے امداد واعانت ہونے کے واقعات بیشمار ہیں اور مریدین میں سے کون ہے جس پر کوئی ایسا واقعہ نہ گذرا ہو۔ ازانجملہ یہ ہے کہ صالح احمد ڈپٹی مجسٹریٹ کی ایک ہندو مجسٹریٹ سے جو "یوگ وِدّیا میں" سوامی ودیکانند کا بہت بڑا چیلا تھا ملاقات تھی' یہ سوامی ودیکانند وہی ہیں جنہوں نے "ہندو یوگ فلاسفی" کی امریکہ جاکر اشاعت کی تھی، اور سوامی ودیکانند کا چیلا یہ مجسٹریٹ یوگ میں عملی شخص تھا محض باتوں کا آدمی نہ تھا، ایک دن میاں صالح احمد کے مکان پر آیا اور کہا صالح احمد "آج تمھیں اپنے گرو کے طریقہ کے مطابق میں توجہ دوں، انھوں نے اس بات کو ٹالا مگر وہ نہ مانا اور بہت اصرار کیا آخر انھوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ بھی ایک مذاق ہے کہدیا اچھا اور ان کی منظوری کے بعد وہ اپنے طریقہ کے مطابق ان پر توجہ ڈالنے میں مشغول ہوا جب سے ان کے بدن میں سنسنی پیدا ہونے لگی اور یہ ڈرے کہ کہیں بیہوش نہ ہو جائیں اور کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے، بس انھوں نے حضرتؒ قبلہ کا خیال اور تصور کیا اور استمداد چاہی کہ "یا حضرتؒ! یہ ہندو یوگی نہیں مانتا اس وقت اسے اسلام کی قوت وحقانیت کا کوئی کرشمہ دکھا دیجئے" ان کا یہ خیال کرنا تھا کہ جسم کی سنسنی اور دل کا خوف جاتا رہا، اور یوگی اپنی توجہ کو چھوڑ کر یکایک بھاگا اور

Marfat.com

باہر چلا گیا۔ جس سے یہ بہت متعجب اور متحیر ہوئے، تھوڑی دیر کے بعد یوگی نے آکر ان سے کہا ضرور آپ کسی مہاتما کے چیلے ہیں۔ آپ نے یہ بات پہلے سے ہم پر کیوں ظاہر نہیں کی، آپ کے گرو مہاراج بیشک بہت بڑے مہاتما اور نہایت زبردست اور بہت بڑے کامل ہیں۔" انھوں نے کہا: "میرا مرید ہونا یہ میرے مذہب کا اور میرے بخ کا معاملہ تھا۔ کیا ضرور تھا کہ میں آپ پر اس کا اظہار کرتا، مگر یہ تو بتائیے کہ یا تو آپ مجھ پر توجہ کا اثر ڈال رہے تھے یا یکایک باہر چلے گئے اس کا کیا سبب تھا؟" اس نے جواب دیا کہ "جب میں اپنی توجہ ڈال رہا تھا تو دفعتاً آپ کی پیشانی سے ایسا نور چمکا کہ مجھے اس کے دیکھنے کی تاب نہ رہی اور میں باہر چلا گیا۔ (تاکہ اپنے ہوش و حواس ٹھکانے کروں) ضرور آپ کے گرو مہاراج کی شکتی (طاقت)، کا کرشمہ تھا۔ بیشک وہ بڑے مہاتما (کامل ولی) ہیں۔" پھر اس نے ہمارے حضرت کا پتہ پوچھا۔ انھوں نے بتایا، اس نے کہا میں ان کے درشن (دیدار) کو جاتا ہوں۔ یہ کہکر وہ اسی کمرہ میں مراقب ہو گیا اور مراقبہ سے اُٹھ کر اُس نے کہا کہ "گرو مہاراج اس وقت مکان کے دالان میں بیٹھے ہیں اور سامنے پیچوان (حقہ) ہے!" اور پھر اُس نے خانقاہ شریف کا نقشہ اور حضرت قبلہ کا حلیہ، صورت شکل قد و قامت سب کچھ بیان کیا، اور کہا کہ میں دکن کی راہ سے اس ہاؤس (مکان) میں داخل ہوا۔ اور سب جگہ تو میں پہنچا مگر اُتر کی جانب راستہ پر جو مکان ہے وہاں اندر بھی اور باہر بھی عجیب و غریب اور تیز روشنی کا چمتکار ہے کہ مجھ میں اس نور کے دیکھنے کی طاقت نہیں ہے اس لئے میں اندر نہ جا سکا یہ کیا مکان ہے؟" ڈپٹی صاحب نے اُسے بتایا کہ یہ کوئی مکان نہیں ہے یہ ہمارے حضرت دادا پیر صاحب قدس سرہ کی درگاہ ہے، اور اس جگہ آپؒ کا مزار ہے۔ پھر اُس نے کہا کہ آپ کے پیر و مرشد صاحب نے ہاتھ سے کسی عربی عبارت کو لکھکر مجھ سے کہا ہے کہ اسے پڑھا کرو۔ آپ جو عربی کی چیزیں جانتے ہیں اور پڑھتے ہیں مجھے لکھکر دکھائیں دیکھکر میں اُس چیز کو پہچان لوں گا جو مجھے بتائی گئی ہے، انھوں نے بعض دعائیں لکھ لکھکر دکھائیں مگر وہ یہی کہتا رہا کہ وہ عبارت یہ نہیں ہے آخر اُنھوں نے کلمۂ طیبہ "لا الہ الا اللہ" لکھکر دکھایا وہ دیکھکر پکار اُٹھا یہی عبارت ہے جس کی بابت ہم سے کہا ہے کہ تم اسے پڑھا کرو۔ بس اُسی وقت سے کلمۂ طیبہ کا ورد اُس نے شروع کر دیا۔ اور کہا اس وظیفہ کا پڑھنا مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے، اور کہا کہ میں ظاہری طریقہ سے بھی اُن سے جا کر ملاقات کروں گا۔ بہت بڑے بزرگ ہیں۔ مگر اُس نے حاضر خدمت ہونے کا موقع نہ پایا۔ اور آپؒ نے دنیا سے پردہ فرمایا۔ آپؒ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا: "اگر صالح احمد مرید ہوتے تو یوگی ان پر غالب آجاتا۔"

Marfat.com

مجذوب ہونے سے بچا لیا | از انجملہ یہ ہے کہ نواب حیدر علی خاں صاحب رئیس کرونیہ (یمن سنگھ) نے بیان کیا کہ حضرت قبلہؒ سے بیعت کرنے کا شرف جب مجھے حاصل ہوا تو اس کے تھوڑے دنوں بعد کا واقعہ ہے کہ میں اکثر میاں بہادر شاہ مجذوب کی خدمت میں گیا۔ وہ اپنی مستی اور اپنے جذب و جوش کے حال میں تھے میری طرف تیز نظر ڈالی۔ اور مجھے خوب گھورا، اور ایک نعرہ فرمایا۔ اس وقت سے مجھ پر یہ کیفیت طاری ہوئی کہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد نعرہ لگانے اور مجذوبانہ طور پر دوڑ لگانے اور بھاگنے کو میرا بھی جی چاہنے لگا، نعرہ مارنے کا ارادہ اور دل جس وقت قوت ارادیہ سے قوت فعلیہ کے قریب آتی۔ یعنی قریب ہوتا کہ نعرہ میرے حلق سے نکلے کہ رحمت خداوندی سے ایسا معلوم ہوتا جیسے کسی نے حلق اور سینہ پر ہاتھ پھیرا اور اس جوش و کیفیت کو بہ قوت و بہ جبر دبا دیا اور مجھے سنبھال لیا۔ (ورنہ میں بھی مجذوبوں کی طرح نعرے لگانے اور دوڑ بھاگ کرنے لگتا)۔ ایک عرصہ تک میری یہی حالت رہی مجھے ایک ڈر اور خوف معلوم ہونے لگا۔ آخر یہ بندۂ درگاہ اپنے حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن کچھ عرض نہیں کیا۔ آپؒ نے مجھے دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے فرمایا "مجذوبوں کا جھوٹا پس خوردہ مت کھانا، اگر کھا لیا تو برباد ہو جاؤ گے۔" میں اس ارشاد کا مفہوم سمجھا۔ اور خاموش رہا۔ اپنی حالت کی بابت کچھ عرض نہ کیا جب ہنگام رخصت قدمبوس ہوا تو آپؒ نے مجھے سینۂ مبارک سے لگا لیا اور آپؒ کے تصرف اور شفقت و کرم سے میری وہ حالت (آثار جنون) جاتی رہی۔

قلب جاری ہو گیا | از انجملہ یہ ہے کہ انہیں نواب حیدر علی خاں کا بیان ہے کہ: "جب میں مرید ہوا تو مجھے حضرت قبلہؒ نے تلقین و تعلیم نہیں فرمائی جیسا کہ آپؒ کا دستور و معمول تھا۔ بعض پیر بھائیوں نے میری سفارش بھی کی لیکن آپؒ خاموش رہے اور تعلیم و تلقین نہیں فرمائی، میں رخصت ہو کر اپنے مکان چلا آیا۔ ایک عرصہ کے بعد یکایک میری یہ حالت رونما ہوئی کہ سینہ کی بائیں طرف یعنی مقام قلب پر ایک جلن اور سوزش اور بیقراری پیدا ہوئی، اور دل کی حرکت بھی کبھی کبھی بڑھ جاتی، اختلاج قلب کا احتمال پیدا ہوا، اور اس حالت کو تکلیف اور بیماری سمجھ کر معالجہ شروع کیا۔ مگر کوئی افاقہ محسوس نہ ہوا، ایک بزرگ مولانا شاہ غلام سبحان تھے، اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اُنھوں نے دریافت کیا کہ تم نے کسی بزرگ کی صحبت پائی ہے؟ میں نے اقرار کیا اور اپنے حضرت قبلہؒ کا نام مبارک بتایا کہ تھوڑا عرصہ ہوا آپؒ سے مرید ہوا ہوں، اُنھوں نے کہا "یہ کوئی بیماری نہیں ہے یہ وہی صحبت بزرگ کی، تاثیر ہے!" (دوسرے ایک مجذوب (جو بہت بزرگ تھے) اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اُنھوں نے بھی وہی کہا جو مولانا شاہ غلام سبحان صاحب نے کہا تھا۔ لیکن میری اِس سے بھی تسکین نہیں ہوئی، پھر میں حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کل حال عرض کیا اور معالجہ کرنا اور ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہونا بھی گوش گذار کیا۔ آپؒ مسکرائے اور فرمایا دنیا کے کل طبیبوں (اور اُن کی تمام دواؤں کو) گھونٹ کر پی جاؤ گے

Marfat.com

جب بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تمھاری یہ حالت آہستہ آہستہ خود ہی کم ہو جائے گی" اب میں نے جانا اور یقین کیا کہ میری یہ حالت آپؒ کے فیضان و تصرفات سے ہے۔ کوئی بیماری نہیں ہے۔ اور مجھے آپؒ کے فرمانے سے پورا اطمینان ہوگیا، اور آپؒ کی برکت سے میری طبیعت رفتہ رفتہ بالکل درست ہوگئی اور وہ حال باقی نہیں رہا۔

سمندر کا پانی سمندر میں بعض خادموں سے ایک دوسرے موقع پر ارشاد ہوا" سمندر کا پانی سمندر ہی میں سماتا ہے!" یعنی جب سمندر میں جوش و طوفان آتا ہے تو سمندر کا پانی سمندر کے سوا اور کہیں نہیں سماتا۔ اپنے میں ہی سماتا ہے، رفتہ رفتہ خود اُسی میں یہ صلاحیت پیدا ہوتی ہے کہ اپنے طوفان اپنے ہی اندر ہضم کرلیتا ہے اسی طرح قلب (سالک) کے جوش کا حال ہے کہ خود قلب میں ہی اپنے اس "طوفان" کو سنبھالنے اور پی جانے کی صلاحیت رفتہ رفتہ آجاتی ہے اور جوش کی بجائے سکون پیدا ہوجاتا ہے۔"

مُریدین کی دینی و دُنیاوی تعلیم اور نفع رسانی اور اُن کے بہبود و ترقی کے لئے آپؒ نے وقتاً فوقتاً جو ارشادات فرمائے وہ علٰحدہ بیان کئے گئے ہیں۔ اس مقام پر چند ایسے خاص واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن کا تعلق مریدوں کی غیبی امداد سے ہے۔

تہدید بے رغبتی نماز پر از انجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مُرید آپؒ کی غلامی میں داخل ہونے کے بعد آغاز شباب سے ہی نہایت پابند صوم و صلوٰۃ اور بہت ذاکر و شاغل تھے، ایک بار اُن پر ایسا حال طاری ہوا کہ لوگوں سے ملنا اور بولنا کم کردیا، اور اسی حالت میں چند وقت کی نماز بھی اُن سے چھوٹ گئی، اس حالت سے تو کچھ عرصہ بعد افاقت ہوگئی لیکن نماز کی طرف سے بے پروائی بدستور رہی، آپؒ نے باطنی طریقہ سے مشاہدہ اور خواب دونوں میں اُن کی سخت گرفت فرمائی اور ان پر بہت غصہ اور ناراض ہوئے اور نہایت تنبیہ و تہدید کے ساتھ ارشاد ہوا "نماز کا چھوڑ دینا کیا معنی؟ نماز پڑھو اور جو نمازیں کہ چھوٹ گئی ہیں اُن کی قضا ادا کرو!" وہ اس تنبیہ پر ہوشیار اور خبردار ہوئے اور اس مقام سے آپؒ نے اُنھیں پار کردیا جس مقام پر بعض شہسوارانِ طریقت نے سخت ٹھوکر کھائی ہے اور اُن سے نماز ترک ہوگئی ہے۔

سعی قُرب بُعد کا انکشاف حضرت شاہ نبی رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن نواح ریاست رامپور (یو۔پی) جن کا مزار آج صدر لکھنؤ میں زیارت گاہ خلائق ہے، جب آپؒ سے مُرید و تلقین ہو کر اپنے وطن پہنچے، اور ان کا مرید ہونا رشتہ داروں کو معلوم ہوا تو اُن کے ایک رشتہ دار نے (جو پیری مریدی بھی کرتے تھے اور خاں صاحب کو اپنا قایم مقام بنانا چاہتے تھے) کہا تم مُرید ہوگئے اچھا کیا، مگر آپ کے حضرت پیر و مرشد کا مقام بہت دُور ہے، نہ تو تم جلد جلد وہاں جاسکتے ہو نہ اُن کا یہاں بار بار تشریف لانا ہو سکتا ہے، آدمی اگر مُرید ہو تو ایسے بزرگ کا کہ جن سے ملاقات دشوار نہ ہو اور جب ضرورت ہو آسانی سے اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا دُکھ درد بیان کرسکے نبی رضا خاں صاحب کو اُن کا یہ

Marfat.com

کہنا گراں گذرا کہ اُنھوں نے کیا کہا۔ اور کیوں کہا؟ شیخ کی صفت تو یہ ہے کہ ان کا ایک قدم مشرق میں ہوتا ہے، تو دوسرا مغرب میں۔ اس طرح معنیٔ قرب و بُعد کی طرف ان کا ذہن منتقل ہوا۔ اور بہت خطرات قلب میں آنے لگے اور خیالات کی ایک بڑی کشمکش میں مبتلا ہوئے، اس حالت میں اُنھوں نے خلوت کا عزم بالجزم کر لیا اور گھر کے لوگوں سے کہا۔ میں حجرہ میں جاتا ہوں جب تک کہ میں خود باہر نہ آجاؤں کوئی مجھ سے تعرض نہ کرے'۔ اور کھانے پینے کے واسطے ہرگز مجھے باہر نہ بلائے۔ اپنے جی میں کہا کہ اب تو حجرہ سے مجھے اُسی وقت نکلنا ہے کہ جب میرے خطرات زائل اور طمانینت مجھے حاصل ہو جائے گی، ورنہ دنیا میں مرکر رہ جاؤں گا۔ اور اس ارادہ کے ساتھ وہ حجرہ میں داخل ہوئے۔ اور حجرہ کا در بند کرکے ذکر و فکر، مراقبہ و مشاہدہ میں مشغول ہو گئے، وہ فرماتے تھے کہ ایک بار حالت مشغولی میں مجھ پر ایک کیفیت غنودگی طاری ہوئی، اور دفعتاً ایک دھماکا سُنائی دیا، گویا توپ چھوٹی۔ اس آواز کے ساتھ ایسا معلوم ہوا کہ میرے حجرہ میں آفتاب اُتر آیا، سورج نکل آیا۔ تمام کمرہ منوّر اور روشن ہو گیا، اور جرم آفتاب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت قبلہؒ بنفس نفیس جلوہ آرا ہیں اور بآواز بلند فرما رہے ہیں۔ "خان صاحب! آپنے قرب بُعد دیکھ لیا!" اس مشاہدہ کے بعد میری قلبی لذت و سرور اور میری مسرت بے پایاں کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے اور اسے میں کیوں کر بیان کر سکتا ہوں! اب حضرت قبلہؒ کی یہ شان مجھ پر منکشف ہو گئی تو وہ وسوسہ جو میرے رشتہ دار درویش کی گفتگو نے پیدا کر دیا تھا اُسے میرے دل سے دُور ہونا ہی تھا، غرض اس مشاہدہ و یقین کے بعد میں شاداں و فرحاں حُجرہ سے باہر نکل آیا کہ میرے حضرتؒ میرے ساتھ ہیں مجھ سے دُور نہیں ہیں) خاں صاحب کا یہ وہ عینی مشاہدہ ہے جس کا اپنے خاص یاران طریقت پر کئی بار اُنھوں نے اظہار فرمایا۔"

ایک مُرید کی زندہ مخالفین میں حفاظت ازانجملہ یہ ہے کہ حضرت قبلہؒ کے ایماء سے آپؒ کے ایک خلیفہ صاحب نے ڈھاکہ کا سفر کیا بعض منکرین طریقت مولوی صاحبان سے ان کا جھگڑا ہو گیا۔ بات بڑھ گئی اور مخالفین برسر پرخاش ہو گئے عصر و مغرب کا درمیانی وقت تھا کہ نواح ڈھاکہ کے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی طرف چلے۔ چند آدمی ان کے ساتھ تھے اور مخالفین جستجو میں تھے کہ موقع ملے تو ان پر حملہ کریں۔ اور ان کی اس نقل و حرکت کی مخالفین کو پہلے سے اطلاع تھی آخر ایک جماعت کثیر کے ساتھ مخالفین نے اس پارٹی کو آکر گھیر لیا صرف تھوڑا فاصلہ رہا۔ یہ حالت دیکھکر شاہ صاحب نے ہمارے حضرت قبلہؒ کا تصور کیا، اور فریاد کی کہ آپؒ کے حکم سے آیا ہوں۔ اگر یہی منظور ہے کہ مخالفین مجھے بے عزت کر دیں تو لیجیے یہ سر حاضر ہے۔ بس یہ تصور کرنا تھا کہ نصرت غیبی آگئی اور باوجودیکہ مطلع بالکل صاف تھا اور بارش کا نام و نشان نہ تھا بجلی کوندنے اور تڑپنے لگی، دل کانپنے لگے۔ یہ معلوم ہوتا کہ بجلی اب گری اب گری آس پاس کے بہت لوگ غیر جانبدارانہ محض تماشا دیکھنے جمع ہو گئے تھے، ان لوگوں نے اور موافق و مخالف سبھوں نے دیکھا کہ جب یہ مخالفین شاہ صاحب اور اُن کے ساتھیوں پر حملہ کے ارادہ سے قدم آگے بڑھاتے بجلی ان کے سروں پر کوندنے

Marfat.com

لگتی تھی، کہ ذرا قدم آگے بڑھایا تو میں جلا کر کوئلہ کر ڈالوں گی۔ وہ پیچھے ہٹتے تو بجلی غائب ہوجاتی آگے بڑھتے تو بجلی کی گرج اور کڑک اور چمک انھیں پھر پیچھے ہٹا دیتی، آخر اس صاعقۂ آسمانی نے ان کے قلوب پر خوف و دہشت کا ایسا غالب اثر ڈالا کہ وہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے ایک قدم آگے نہ بڑھا سکے۔ اور شاہ صاحب اور ان کے ساتھی اپنی راہ آگے بڑھے اور بڑھتے چلے گئے، آخر اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ مخالفین ان کا بال بیکا نہ کر سکے دربارِ عالی کی اس کرامت کو دیکھ کر صدہا بندگانِ خدا جن میں بعض مخالفین طریقت بھی تھے سلسلہ عالیہ جہانگیریہ میں داخل ہوئے اور ہمارے حضرتؒ کی بدولت صدہا لوگوں نے مشاہدہ کر لیا کہ نصرت و تائیدِ آسمانی مومنین پر کس طرح نازل ہوا کرتی ہے اور خداوند تبارک و تعالےٰ جس نے بدر و حنین میں اپنی غیبی طاقتوں کے جلوے دکھائے اُمتِ محمدیہ کے لئے ہمارے زمانہ میں بھی اُس کی غیبی نصرت و حمایت ہو سکتی ہے۔

سانپ راستے سے ہٹ گیا ازانجملہ یہ ہے کہ مولوی مبین الحق صاحب نے بیان کیا کہ "ایک بار میں اپنے وطن کالی پور سے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کی نیت سے روانہ ہوا۔ میں پہاڑ کے ایک تنگ اور دشوار گذار درے سے گذر رہا تھا کہ مجھے راستے کے بیچوں بیچ ایک بڑا سانپ بیٹھا ہوا نظر آیا، اس مقام پر راستہ اتنا تنگ ہو گیا تھا کہ بس ایک ہی آدمی گذر سکتا تھا، سانپ کو دیکھ کر میں ٹھٹکا۔ میں اُس کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا۔ اب میں حیران تھا کہ کیا کروں، اور کچھ سمجھ میں نہ آیا تو سانپ ہی کو مخاطب کیا اور کہا میں اپنے حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ اگر مجھے ڈسنا ہے تو ڈس لے۔ اتنا کہنے پر میں نے دیکھا کہ سانپ منہ موڑ کر چلا اور میری راہ گذر خالی کر کے تین ہاتھ کے فاصلہ پر جا بیٹھا۔ اور حضرتؒ قبلہ کے ساتھ میری ارادت و عقیدت کی برکت نے اس کے حملے اور اذیت سے مجھے محفوظ رکھا۔

شیر نے راستہ دیدیا ازانجملہ ایسا ہی واقعہ مبارک علی ساکن مراد آباد کا ہے وہ کالی پور سے دربار شریف کی حاضری کیلئے چلے یہ راستہ دشوار گذار ہے ادھر اُدھر پہاڑ۔ بیچ میں راستہ جو بعض جگہ اتنا چھوٹا کہ دو آدمی برابر نہیں چل سکتے۔ ایک ہی آدمی گذر سکتا ہے، جا بجا آبشار، اور اس پہاڑ میں اکثر مقامات پر جانوروں اور درندوں کا مسکن۔ کالی پور سے دربار شریف آنے میں تین میل راستہ کا یہ ٹکڑا طے کرنا ہوتا ہے، اس پہاڑ کے بعض درے ایسے ہیں کہ اُن سے گذرنے کی تنہا آدمی کو ہمت نہیں ہوتی۔ بمقتضائے احتیاط لوگ ایسے تنگ راستہ کے سرے پر پہنچ کر ٹھہر جاتے اور دوسرے مسافر کا انتظار کرتے ہیں اور دو چار آدمی آجاتے ہیں تو ملکر آگے بڑھتے ہیں، مبارک علی ایسے مقام پر پہنچ کر بجائے اس کے ٹھہر کر دوسرے آنے والوں کا انتظار کرتے تن تنہا آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا۔ سامنے راستہ پر شیر بیٹھا ہے نہایت خوف طاری ہوا۔ موت سامنے نظر آنے لگی قدم من من بھر کا ہو گیا۔ ٹھہر گئے چونکہ بہت خوش اعتقاد اور صادق الاعتقاد تھے اور ہمارے حضرتؒ کے مخلصین میں سے یہ بھی ایک شخص تھے، انھوں نے اس نہائی خوف اور دہشت کے عالم میں

Marfat.com

حضرت قبلہؒ کو یاد کیا۔ اور شیر کو خطاب کر کے بولے اے شیر! میں اپنے حضرت پیر و مرشد کے پاس جا رہا ہوں میرا راستہ چھوڑ دے۔ آپؒ کی برکت سے اللہ جل شانہ کے فضل و کرم کا یہ کرشمہ دیکھا کہ شیر ان کے راستہ سے ہٹ کر جھاڑیوں میں چلا گیا۔ اور انھوں نے سلامتی کے ساتھ راستہ طے کیا۔ اور خدمت مبارک میں حاضر ہو کر یہ ماجرا عرض کیا۔ آپؒ نے فرمایا "محبت اور اعتقاد رکھنے والے کو شیر اور سانپ نقصان نہ پہنچائے گا۔ انشاء اللہ!"

بے کھٹکے چلے جاؤ ازانجملہ یہ ہے کہ میاں جی بارک اللہ حنؒ کا مکان اسی کالی پور میں تھا۔ ایک بار وہ خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ یکایک رات کے آٹھ بجے حجرہ شریف سے باہر تشریف لا کر آپؒ نے مجھے حکم دیا کہ تم ابھی اور اسی وقت اپنے مکان چلے جاؤ۔ میں حیران تھا کہ راستہ ایسا سخت اور پُرخطر ہے، وہ بھی یہاں سے کالی پور تک گیارہ میل کا اور رات کا وقت ہے، پہاڑ میں جابجا شیروں اور درندہ جانوروں کا مسکن ہے، اس مقام سے گذرنے کی دن کے وقت بھی تنہا آدمی بھی ہمت نہیں کرتے ہیں چہ جائیکہ اندھیری رات میں! اور اس راہ کا یہ سب حال آپؒ جانتے ہیں مگر اس کے باوجود مجھے تن تنہا روانگی کا حکم ہو رہا ہے یہ کیا معاملہ ہے؟ اور اس میں کیا بھید ہے، آپؒ نے مجھے متامل اور خاموش دیکھ کر خود ہی فرمایا۔ "کچھ خوف نہ کرو اور چلے جاؤ۔" اور ایک چھڑی دست مبارک سے مس کر کے مجھے دی کہ "یہ چھڑی لو اور بے کھٹکے چلے جاؤ۔" آپؒ کے اس ارشاد کے بعد راستہ کا خوف و خطرہ اور تنہائی کا ہراس اندیشہ میرے دل سے دُور ہو گیا اور میں بہ تعمیل فرمان اُسی وقت چل کھڑا ہوا، تمام راستہ بھر ایسا معلوم ہوتا رہا کہ تنہا نہیں ہوں چار چھ آدمی اور بھی ہیں جو میرے آگے پیچھے اور دائیں بائیں چل رہے ہیں، رات کے گیارہ بجے تھے جو میں اپنے گھر پہنچا۔ گھر والوں نے مجھے دیکھ کر کہا خوب ہوا کہ تم آ گئے، تمھاری بھانجی کا آخری وقت ہے اور وہ بار بار تم کو پوچھ رہی ہے کہ میرے ماموں کہاں ہیں اور کب آئیں گے؟ میں فوراً بیچاری کے پاس گیا اور دیکھا کہ سکرات الموت میں مبتلا ہے، میں نے اُس کے حلق میں چمچے سے پانی ڈالا۔ اُس نے مجھے اور میں نے اُسے دیکھا اور اُسی وقت اُس کی روح نے جسم سے مفارقت کی اور بیچاری دُنیا سے رخصت ہوئی، اور اب مجھ پر کھُلا کہ یکایک اندھیری رات میں مجھے فوری روانگی کا جو حکم ہوا اُس کا راز یہ تھا، وہ چھڑی جو حضرت قبلہؒ کے دست مبارک سے مجھے رخصت کے وقت عطا ہوئی تھی اب تک میرے پاس موجود ہے، جب کسی خطرے کے مقام میں جانا ہوتا ہے تو اُسے ساتھ رکھتا ہوں۔ خدا کے فضل سے کوئی خوف و خطر مجھے پیش نہیں آتا۔"

جائداد بچا دی گئی ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مُرید و خلیفہ جن کی عمر اس وقت تقریباً بیس برس کی تھی اُن سے ارشاد ہوا کہ ابھی تمھارا زمانہ اور وقت پڑھنے کا ہے اگر ہو سکے تو تحصیل علم دین کر لو یہ تمھارے حق میں بہت اچھا ہوگا۔ مثل مشہور ہے جاہل فقیر شیطان کا ٹٹو۔ فقیر کے لئے ظاہری علم کا ہونا بہت اچھا ہے۔" اُنھوں نے بہ تعمیل فرمان طالب علمی شروع کر دی۔ اگرچہ اُن کے خاندانی اور خانگی، اور ذاتی حالات و معاملات اس وقت غریب الدیار ہونے اور طالب علمانہ زندگی اختیار کرنے کی مساعدت نہیں کرتے تھے۔ کچھ دن کے بعد ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اس خبر کو سن کر وہ مکان گئے

Marfat.com

ان کے چھوٹے چھوٹے بھائیوں، بہنوں، نیز متعلقین کے اخراجات کثیر تھے اور کوئی ایسا کافی انتظام ظاہری نہ تھا جس سے اب گھر کے اخراجات پورے ہوتے۔ اگلوں کی فضول خرچی اور بدنظمی بہت بڑی جائداد اور زمینداری کو ٹھکانے لگا چکی تھی، کچھ زمینداری باقی رہ گئی تھی جس سے بس گذر اوقات ہو سکتی تھی، مگر والد کے بعد حساب کتاب دیکھا گیا تو ظاہر ہوا کہ جائداد پر اتنا بار قرض ہے جو مالیت جائداد کے قریب قریب پہنچ چکا ہے۔ کوئی بڑا اب گھر بھر میں موجود نہ تھا جو اب اس گھر کو چلاتا۔ قرضخواہوں کے تقاضے شروع ہو چکے تھے، اور ہر طرف سے تردّدات اور پریشانیوں کا سامنا تھا، اُنھوں نے خیال کیا کہ مہاجن قرضخواہوں سے اگر مفاہمت ہو جائے اور ادائے قرض کے بعد دس پندرہ روپے ماہوار آمدنی کی جائداد بھی بچ جائے تو گھر کے نان و نمک کا تو سہارا باقی رہے۔ اس چیز کو مغتنم سمجھ کر اُنھوں نے کوشش مفاہمت کی۔ مگر سود خور مہاجنوں سے کوئی صورت مفاہمت اور باہمی تصفیہ کی پیدا نہ ہوئی۔ حالات بہت پیچ در پیچ تھے بعض ورثا کی نابالغی بھی رکاوٹ تھی۔ اُدھر مہاجن کی بھی نیت خراب تھی کہ سوکھے تالاب کی مچھلی ہے آسانی سے قبضہ میں آسکتی ہے، پھنسا ہوا شکار کیوں ہاتھ سے چھوڑا جائے، مفاہمت کی کوشش میں نو مہینے گذر گئے اور کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اور پڑھنا بھی چھوٹا۔ بہت سرگرداں رہے۔ کوئی صورت پیدا نہ ہوئی اور مجبور و ناچار ہو گئے۔ اور اب خیال آیا کہ حضرتؒ پیر و مرشد کے فرمان کی تعمیل میں قصور ہو رہا ہے نہ تعلیم جاری رکھ سکا نہ گھر کا انتظام درست ہوا اگر پڑھنے کے لئے باہر جاتا ہوں تو بھائی بہن چھوٹے ہیں، شہر میں رہ کر پڑھنا ہو نہیں سکتا۔ کہ تعلیم چاہتی ہے فراغت و یکسوئی اور وہ یہاں مفقود ہے، ان خیالات کی کشمکش میں چند روز اور گذرے اس کے بعد توکل بخدا اُنھوں نے عزم بالجزم کر لیا کہ جائداد رہے یا جائے گھر والوں کو تکلیف ہو یا آرام مجھے پڑھنے کے لئے ضرور باہر جانا اور حضرتؒ کے فرمان کی تعمیل بجا لانی چاہیئے۔ والدہ سے عرض کیا۔ "مہاجنوں سے مفاہمت و مصالحت کی بہت کوشش کر دیکھی مگر کامیابی نہ ہوئی اور ہمارے تعلیمی زمانہ کا ایک سال اسی پریشانی میں چلا گیا۔ اب ہم پڑھنے کے لئے ضرور جائیں گے مہاجن سے معاملہ طے ہونے کی کوئی امید نہیں۔" اُن بیچاری بیوہ بیکس نے کہا۔ "بیٹا ہمیں کس پر چھوڑتے ہو۔ تمھارے بھائی چھوٹے ہیں اور کوئی سرپرست اور مربی باقی نہیں ہے، آمدنی کم ہے، خرچ پورا ہے اور اس پر قرض داری ہے!" اُنھوں نے جی کو مضبوط کر کے والدہ سے عرض کیا۔ "ہم نے سب کچھ خدا کے سپرد کیا" اور یہ کہکر وہ مکان سے نکل کھڑے ہوئے اور جونپور میں پڑھنے لگے اور حضرتؒ قبلہ کی خدمت میں دعا اور حالات کا عریضہ پیش کر دیا کہ ادائے قرض کی کوئی صورت نہیں نکلی۔ گھر کے لوگوں کو حوالہ بخدا کیا۔ در تحصیل علم کی غرض سے اب جونپور آ گیا ہوں اور تعلیم میں مشغول ہوں۔ جب یہ عریضہ خدمت قدس میں پیش ہوا تو اس وقت صاحب میاں حاضر تھے۔ اُنھوں نے تحریر فرمایا: "آپ کا عریضہ پیش ہوا۔ حضرت قبلہؒ آپ کے دوبارہ بغرض تعلیم جونپور آنے کی خبر سنکر بہت خوش ہوئے اور دعا فرمائی۔" المختصر یہ تو تعلیم میں رہے ادھر ایک مہاجن قرضخواہ نے

Marfat.com

چند روز کے بعد نالش دائر کر دی اور قطعی ڈگری حاصل کر لی۔ آخر ایک مدت کے بعد وہ دن آ گیا کہ جائداد نیلام پر چڑھے اور مہاجن نیلام میں اپنے نام چھڑا کر جائداد کا مالک بنجائے۔ بس ان کے چھوٹے بھائی حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اپنی تکلیف و بیکسی کے حالات اور نالش و قرضخواہ کے واقعات عرض کریں اور دعا کے طالب ہوں، وہ حاضر تو ہو گئے مگر حضوری کا رعب و دبدبہ ایسا غالب ہوا کہ ایک حرف زبان سے نہ نکلا۔ کئی روز کے بعد رخصت کئے گئے۔ رخصت کے وقت یہ ارشاد ہوا۔ "گھر کے سب ہی لوگ تو فقیر نہیں ہوتے تمھارے بڑے بھائی فقیری کریں۔ تم جاؤ اور تجارت کرو۔ ہم دعا کرتے ہیں!"

جب مہاجن نے ڈگری جاری کرائی اور جائداد نیلام پر چڑھی تو حضرتؒ کی دعا کی برکت سے یہ بات ظہور میں آئی کہ نیلام کے وقت پر خریدار زیادہ آ گئے اور گیارہ سو روپے کی جائداد بائیس سو روپے میں نیلام ہوئی اور مہاجن کا قرضہ ادا کرنے کے بعد تقریباً ایکہزار زر توفیر بچ رہا۔ اس روپے سے دوسرے مہاجن کا قرضہ ادا کیا گیا۔ اور تمام قرضے بیباق ہونے کے بعد تقریباً پچیس روپے ماہوار آمدنی کی زمینداری بچ رہی۔ یہ بڑا قصہ ہے جسے مختصراً بیان کیا گیا۔ بڑے بڑے دانا اور ہوشمند اس معاملہ میں سرگرداں رہے کہ ایک پائی کی جائداد بچ جائے اور اس خاندان کے بزرگوں کی کچھ تو نشانی رہجائے لیکن ایسی کوئی صورت نکال نہ سکے۔ یہ محض آپ کی برکت دعا کا ظہور تھا کہ ہر شخص کے اندازہ اور امید اور توقع کے خلاف خاصی معقول جائداد و زمینداری بچ گئی اور چونکہ انھوں نے حضرت قبلہؒ کے تعمیل فرمان میں گھر کے لوگوں کو "حوالہ بخدا کیا اور "ہمت مردانہ" سے کام لیا تھا لہذا سب کام درست ہو گئے۔ رحمت سے گھر کا گذارہ بھی اس طرح ہوتا رہا کہ وہم و گمان سے بالاتر تھا۔ اور تعلیم بھی پوری ہو گئی اور جائداد بھی بچ رہی (حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں) ؎

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا ست فانی است و گفتِ او گفتِ خدا ست

تعمیل ارشاد کے دنیاوی منافع و برکات

از الجملہ یہ ہے کہ آپؒ نے اپنے ایک مرید و خلیفہ صاحب سے فرمایا کہ "آپ نے (ہمارے کہنے سے) علم دین تو حاصل کر لیا لیکن دین کا علم ہدایت مخلوق کے لیے ہے نہ کہ معاش کے لئے اب آپ معاش کی خاطر اگر ہو سکے تو فن طب دہلی یا لکھنؤ جا کر پڑھ لیں۔" وہ اس فرمان کی تعمیل بھی بجا لائے۔ اور جب علمی و عملی طور سے فن طب کی تحصیل کر چکے تو ارشاد ہوا کہ اپنے وطن میں مطب کریں، انھوں نے مطب شروع کیا۔ مگر مطب کے ساتھ ایک دواخانہ بھی دوسرے کے روپے سے شرکت (مضاربت) میں قایم کیا۔ یہ سمجھ کر کہ دواخانہ اور مطب فی زمانہ لازم ملزوم ہیں اور مطب کا حکم ہوا ہے تو دواخانہ بھی اسی کے ساتھ کھول لیں جس میں مریضوں کی سہولت بھی ہے اور اپنا نفع بھی۔ لیکن ان کے لئے دواخانہ کھولنے کو پسند نہیں فرمایا۔ یہ ارشاد ہوا کہ ان کا مذاق دوسرا ہے یہ کام دواخانہ کا ان کے مذاق کے مطابق نہیں ہے اس کے علاوہ دوسرے کے روپے پیسے سے ہے اگر اس تجارت میں نقصان ہو گیا تو بڑی

کی بات ہے۔ (ع ہر کسے را بہر کارے ساختند) اس کے بعد وہ حاضر خدمت ہوئے تو ارشاد فرمایا "دواخانہ کو بیچ ڈالو۔ اور جن کا روپیہ دواخانہ میں لگایا ہے اُن کا روپیہ واپس کر دو۔ اپنی شادی کر لو (جس کا اندازہ خرچ روپیہ فرمایا گیا) اپنے دونوں بھائیوں کی بھی شادی اپنے روپے سے کرو!" یہ سب ارشادات واجب التعمیل تھے مگر حکیم صاحب کے پاس نہ تو روپیہ تھا نہ مطب اُس وقت تک کامیاب تھا کہ اُسی کی آمدنی سے یہ سب کام پورے کرتے۔ خیال کیا کہ یہ سب کام کس طرح پورے ہوں گے؟ ارشاد ہوا "تم مکان جاتے ہوئے دہلی چلے جانا"۔ مکان پہنچکر اُنھوں نے یہ دواخانہ جو پانسو (۵۰۰) روپے میں کھلا تھا پچاس (۵۰) روپے میں فروخت کر دیا اس کے بعد دہلی چلے گئے مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم ان کے نہایت شفیق اُستاد تھے، ان کو نگاہ امتیاز و انتخاب سے دیکھتے اور بہت محبت فرماتے تھے، اُنھوں نے حکیم صاحب کو ایک رئیس کے علاج کے لئے باہر بھیجدیا (بغیر اس کے یہ کوئی خواہش ظاہر کرتے) وہاں سے حکیم صاحب کو کافی روپیہ ملا پھر ایک دوسرے رئیس کے علاج کیلئے بھیجا نتیجہ یہ ہوا کہ دواخانہ کی وجہ سے جو پانسو (۵۰۰) کا قرض ہو گیا تھا اُس کے لئے اور اپنی شادی اور دونوں بھائیوں کی شادی کے لئے بھی کافی روپیہ ان کے ہاتھ میں آگیا۔ اپنی شادی کے بعد حکیم صاحب نے خیال کیا کہ پھر دہلی چلے چلیں مثل سابق اس راہ سے اب بھی بہت روپیہ مل جائے گا۔ چونکہ مسیح الملک قبلہ مرحوم اُن پر انتہا مہربان تھے اس لئے اُنھوں نے اس بار بھی ان کو مالی نفع پہنچانے کی کوشش کی کئی رئیسوں کے معالجہ کیلئے انھیں مقرر کرنا چاہا۔ مگر کامیاب نہ ہوئے۔ اس مرتبہ یہ پانچ چھ مہینے دہلی میں رہے۔ اور بہت سے امراء اور رؤسا اور والیان ملک اس عرصہ میں مسیح الملک مرحوم کے زیر علاج رہے اور دلی شفقت کے ساتھ مسیح الملک مرحوم نے ان کے لئے کوششیں بھی کیں تاکہ ان کو مالی نفع پہنچے، مگر بجز اس کے کہ ان کے اخراجات روزمرہ پورے ہوتے رہے اور مسیح الملک مرحوم کے ساتھ رہنے سے اپنے فن کے متعلق ان کی معلومات و تجربات میں اضافہ ہوا۔ انکو اثنائے اس طویل قیام دہلی میں کوئی مالی منفعت حاصل نہ ہوئی۔ آخر دربار عالی سے ایک گرامی نامہ اس مضمون کا اُن کے نام صادر ہوا کہ "حکیم صاحب پر کیوں ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔ دہلی سے باہر فلاں فلاں مقام میں سے کسی جگہ جا کر اپنا مطب جاری کریں!" اس مکتوب شریف نے ان کو متنبہ کیا۔ اور سمجھے کہ اب دہلی آنا غلطی تھی دہلی کا پہلا سفر چونکہ تحت ارشاد مبارک تھا اور یہ تعمیل فرمان تھا غیب سے سامان ہوا۔ اور کثیر نفع حاصل ہوا۔ اس بار سفر اپنی مرضی سے کیا اور مسیح الملک مرحوم پر ٹیک لگائی کہ ان کی سفارش اور اُن کے تعلقات سے نفع حاصل ہوگا اس وجہ سے اس بار کامیاب نہ ہوئے، پہلے سفر میں غیر معمولی کامیابی کا ہونا یہ حضرت قبلہؒ کی برکت دعا سے تھا نہ کہ محض مسیح الملک مرحوم کی کوشش و سعی سے بس اُنھوں نے تعمیل فرمان کی اپنا مطب جاری کیا خدا نے کامیاب کر دیا۔ وقار و منزلت اور جائداد وغیرہ سب کچھ رحمت خداوندی سے حاصل ہوا۔ اور بفضلہ آج ۱۳۵۲ھ

Marfat.com

میں وہ ایک با وقار اور کامیاب طبیب ہیں۔

ایک جہاز تباہی سے بچا ازانجملہ یہ ہے کہ ۱۲ ذوالقعدہ کے عرس شریف میں ایک شخص نے برسرِ مجمع عام عرض کیا: "میں جہاز پر سفر کر رہا تھا کہ ایک روز یکایک جہاز میں ایک ہلچل برپا ہو گئی۔ اور افراتفری پھیلنے لگی۔ جہاز کے سارنگ نے آکر مجھ سے کہا اُٹھو کہ اس وقت جہاز خطرہ میں ہے (اگر جہاز کو خطرہ پیش آئے تو ملازمین جہاز مسافروں کو خبردار کر دیتے ہیں کہ بُرا وقت اگر آ جائے تو اپنی جان بچانے کی تیاری اور کوشش کر سکیں) چونکہ مجھے اشخاص مذہبی کی صورت اور وضع میں دیکھا شاید اسی لئے سارنگ نے خصوصیت کے ساتھ پہلے مجھ سے جہاز کے خطرہ میں ہونے کا اظہار کیا۔ حالت دیکھ کر میں بھی گھبرا گیا اور کچھ نہ سوجھا، سارنگ سے اتنا کہا کہ مجھے ایک علیحدہ کمرہ بتا دیجئے اُس نے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ اس میں جا سکتے ہیں۔ میں اس کمرہ کے دروازہ کو بند کر کے ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو گیا کہ جہاز کو اگر ڈوبنا ہے تو یادِ الٰہی کے ساتھ میرا خاتمہ ہو، اور میں نے حضرت پیر و مرشد کا تصور کیا۔ دورانِ مشغولی میں مجھ پر ایک بیخودی اور غنودگی طاری ہوئی۔ اس حالت میں دربار شریف کے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ مت گھبراؤ امداد کو حضرت قبلہؒ تشریف لا رہے ہیں۔" پھر افاقت ہوئی اور حالت بیخودی سے میں ہوش میں آ گیا اور جی کو اطمینان ہو گیا کہ مدد اللہ کی طرف سے آ گئی۔ انشاء اللہ جہاز خطرہ سے پار ہو جائے گا۔ اور میں نے سارنگ سے جا کر کہہ دیا کہ اطمینان رہے بفضلِ الٰہی سے جہاز سلامت رہیگا۔ یہ کہہ کر میں پھر اُسی کمرہ میں چلا آیا۔ تھوڑی دیر گذری تھی کہ سارنگ نہایت شاداں و فرحاں میرے پاس آیا اور کہا "مولانا صاحب مبارک ہو اب جہاز خطرہ سے باہر ہے کسی طرح کا اندیشہ نہیں رہا اور ہم سب محفوظ ہیں!!" چونکہ میرے کہنے کے موافق ظہور ہوا اور جہاز اور اہلِ جہاز سب کی سلامتی رہی اس لئے سارنگ کو مجھ سے ایک گونہ اعتقاد ہو گیا۔ اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے پہلے سے کیونکر جان لیا تھا کہ جہاز محفوظ رہیگا۔ میں نے واقعہ جو غنودگی میں مجھ پر گذرا تھا بیان کیا اُس نے دوسروں سے جا کر کہا پس ملازمین جہاز اور دوسرے لوگوں نے حضرت قبلہؒ کا محبت و عقیدت کے ساتھ چرچا کیا کہ فلاں مقام میں ایسے بزرگ کا ظہور ہوا ہے جو غریبوں اور بیکسوں اور مصیبت زدوں کو بفضلہ تعالےٰ تباہی و بربادی سے بچاتے ہیں اور اُن کے ایک مرید اسی جہاز پر سفر کر رہے ہیں جنھوں نے خطرہ کے وقت سلامتی جہاز کی بشارت دی تھی اور وہ لوگ مجھ سے بیحد محبت کرنے لگے!"

ڈاکوؤں کے حملہ سے خلاصی ازانجملہ یہ ہے کہ ایک شخص مسمی علی میاں ساکن سُہونا کانیا کا بیان ہے کہ "میں دہان کاٹنے کی محنت و مزدوری کرنے کی غرض سے اکیاب (برہما) میں گیا ہوا تھا۔ اور ایک روز بستی کی طرف دُھان (چاول) لئے ہوئے چلا آ رہا تھا کہ جنگل بیابان میں مجھے دو مغ (برہمی ڈاکو) مل گئے۔ ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اور دوسرے کے ہاتھ میں دَاہ (وہ دھاردار آلہ جس سے لکڑیاں وغیرہ کاٹتے ہیں) یہ ڈاکو میرے پیچھے لگے کہ جو کچھ میرے پاس ہے اُسے لُوٹ لیں

اور اگر میں مزاحمت یا مقابلہ کروں تو مجھے قتل کر ڈالیں' یہ بات مجھے اُن کی باہمی گفتگو سے معلوم ہوئی۔ میں اُن کی بولی سمجھتا تھا کیونکہ میرا ایک مدت سے اس طرف آنا جانا تھا۔ اس وقت میں بالکل اکیلا تھا، دور تک نہ آدم نہ آدم زاد۔ بس یہ دو قوی اور زبردست ڈاکو تھے اور ایک میں بیکس و تنہا تھا زندگی سے مایوس ہو کر میں نے اپنے حضرت رضؓ کو یاد کیا اور دل میں کہا کہ اللہ نے اس خطرے سے نجات بخشی تو میں پانوں کی دو ڈھولیاں حضرت رضؓ کی خدمت میں نذر پیش کرونگا۔ یہ نذر کر کے میں امیدوار امداد ہوا۔ اور اب یہ دیکھا کہ دونوں ڈاکو کچھ دیر تو میرے پیچھے پیچھے چلے' اس کے بعد یکایک دوڑ کر آئے اور میرے پاؤں پر گرے اور اپنے خراب ارادہ کی مجھ سے معافی مانگی اور کہا کہ ہمارا ارادہ تمھیں لوٹ لینے اور قتل کر دینے کا تھا۔ مگر اب ہم اس ارادہ سے دست بردار ہوئے تم ہمیں معاف کرنا شاید تم جادو جانتے ہو جس وقت ہم ارادہ کرتے کہ تمھارے اوپر حملہ کریں ہمیں آنکھوں سے دکھائی دینا موقوف ہو جاتا تھا اور جب اس ارادہ سے درگذر کرنے کا خیال کرتے ہماری آنکھوں میں روشنی آجاتی تھی، اس بات چیت کے بعد وہ اپنے راستہ پر ہو لئے اور میں نے اپنی بستی کی راہ لی، خدا نے ان ڈاکوؤں کے شر سے میرے جان و مال کو بچایا خیریت کے ساتھ جب میں اپنے وطن میں آ گیا تو پانوں کی دو ڈھولیاں اور کچھ چھالیا حضرت قبلہؓ کی خدمت میں نذر گذرانی، آپؓ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا "کیا تم ڈر گئے تھے؟ تمھیں جو دُکھ پہنچائے گا خراب ہو گا مت ڈرا کرو"۔

حفاظت مقام ہولناک میں ازانجملہ یہ ہے کہ امیر علی درویش شہر چاٹگام سے پیدل چلکر اجمیر شریف حاضر ہوئے اس سفر میں انھیں ایک بار ایسی سنسان اور غیر آباد مسجد میں شب باش ہونا پڑا جس مسجد کی نسبت مشہور تھا کہ یہاں رات کو کوئی رہ نہیں سکتا، مگر امیر علی ناواقف تھے اسی مسجد میں اس رات ٹھکانا نظر آیا اس لئے رک گئے۔ تھوڑی رات گذرنے پر ایسا معلوم ہوا گویا ایک زلزلہ آ گیا تمام در و دیوار لرزنے لگے' اور فرطِ خوف سے ان کا کلیجہ کپکپانے لگا اس حالت میں بے اختیارانہ انھوں نے حضرت قبلہؓ کو پکارا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ دادا حضرت قبلہؓ اور ہمارے حضرت قبلہؓ دونوں تشریف لائے۔ اور فرماتے ہیں "امیر علی مت ڈرو۔ ہم تمھارے ساتھ ہیں۔ اور ہم یہاں موجود ہیں"! یہ دیکھکر امیر علی کا خوف جاتا رہا۔ اور اس مسجد میں تمام رات خوب گہری نیند سوئے کہ بہت تھکے ماندے تھے اور خیریت سے صبح کی تو معلوم ہوا کہ اس مسجد میں تو رات کوئی گذار نہیں سکتا۔

سنگین فوجداری ملزم رہا ہوا ایک روز دوپہر کا واقعہ ہے کہ حسب معمول آپؓ حجرہ شریف میں قیلولہ فرما رہے تھے اور آرام خاص میں تھے کہ بودھ مذہب والوں کی ایک پارٹی خانقاہ شریف میں آئی، اس جماعت کے ایک شخص نے پوچھا کہ "بابا کہاں ہیں؟" لوگوں نے جواب دیا کہ آپؓ آرام خاص میں ہیں، تھوڑی دیر کے بعد حجرہ شریف سے باہر تشریف لائیں گے۔ یہ لوگ شہر (چاٹگام) جانے والے تھے۔ جہاں ایک برآوردہ بودھ کے اکلوتے لڑکے پر سنگین فوجداری مقدمہ تھا، اور اگلے دن حکم سُنانے کی تاریخ تھی' یہ لوگ زیادہ دیر اس وجہ سے ٹھہر نہ سکتے تھے کہ

سفر دریا کا تھا کشتیاں جوار بھاٹے (مد و جزر) کے حساب سے چلا کرتی ہیں اور کشتیوں کی روانگی کا وقت خاتمہ پر آن لگا تھا بہت مایوس اور دل گرفتہ ہو گئے۔ ان میں ایک بوڑھا شخص (غالباً پھنگی یعنی لودھا زم کا درویش) بھی تھا۔ اس نے کہا "بابا تو سب کی فریاد سنتے ہیں خواہ پاس سے کیجائے یا دُور سے! جس چوکی پر کہ بابا ہر روز بیٹھا کرتے ہیں آؤ اُس چوکی کے پاس چلیں اور اپنے بے گناہ لڑکے کے لئے فریاد کریں کہ بابا ہمارے بچہ کی جان بچا لو اور اس کے بعد یہاں سے روانہ ہو جائیں۔ اتنا ہی کافی ہے۔" ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت قبلہ کی نشستگاہ کے روبرو جا کر کھڑے ہو گئے اور ہاتھ جوڑ کر کہا "بابا! ہمارے بچے کو مصیبت سے بچا لو اور اُس کی جان بخشی کرا دو"۔ یہ کام کر چکے تو پھر یہ سب دریا کے گھاٹ کی طرف چل پڑے، گھاٹ پر پہنچے تو دیکھا کہ کشتیاں جا چکیں نہایت پریشان ہوئے کہ اب شہر کیونکر پہنچیں لیکن تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک بڑی کشتی خالی آ گئی یہ اس میں سوار ہوئے اور وقت پر شہر پہنچ گئے، عدالت نے اُسی دن حکم لکھا اور سُنا یا کہ ملزم بری کیا گیا ؎

ہے درِ شاہِ جہانگیر آج ابدل دہر میں ۔۔۔ بے ٹھکانوں کا ٹھکانا اس کو ہولیں کس طرح

جیل کے ایک ملزم کی رہائی | از انجملہ یہ ہے کہ کاکش بازار (بنگال) کے ایک وکیل کا محرر جعل کے مقدمہ میں ماخوذ ہوا مقدمہ چلا جس وکیل کا یہ شخص ملازم تھا اس مقدمہ میں وہ بھی مخالف ہو گیا تھا۔ خدمت مبارک میں آ کر اس نے بہت گریہ وزاری کی اور کہا میں بے قصور ہوں لیکن اس کا بے قصور محض ہونا آپؒ نے باور نہیں فرمایا۔ اور یہ ارشاد ہوا "انسان سے اگر قصور ہو جائے تو لازم ہے کہ صدق دل سے توبہ کرے خدا سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے وہ غفور و رحیم ہے نیز کیا جھوٹ بولے۔" وہ نہایت پشیمان اور بیقرار ہوا، اور رو رو کر کہا میں حضور کے سامنے بارگاہ الٰہی میں توبہ کرتا ہوں آیندہ ہرگز ایسی خطا نہ ہوگی۔ بہت غریب ہوں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اگر سزا ہو گئی تو برباد ہو جاؤں گا۔ آپؒ نے اس پر رحم فرمایا۔ اور اُس کے حق میں دُعا کی اور فرمایا کوئی ہوشیار وکیل کر لینا جو عدالت میں مقدمہ کی خاطر خواہ پیروی کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا اور آپؒ کے روبرو اپنی توبہ اور صدق نیت اور سب سے بڑھ کر آپؒ کی دعا کی برکت سے رہا ہو گیا

موت کے وقت امداد | از انجملہ یہ ہے کہ نواب حسین علی صاحب نے بیان کیا کہ "میں نے اپنے دوست حافظ محمود صاحب سے کہا کہ ہمارے حضرتؒ اس وقت بنارس میں تشریف رکھتے ہیں بہتر ہے کہ آپ بھی داخل سلسلۂ خیر اور مُرید ہو جائیں اور پھر ہمارا آپ کا دُنیا کے علاوہ آخرت میں بھی ساتھ ہو جائے، حافظ محمود نے کہا مرید ہونے میں یہی تو ہوگا کہ پیر صاحب دُعا، درود اور وظیفہ تعلیم کر دینگے کہ پڑھا کرو۔ یہ سب کچھ تو میں پہلے ہی جانتا ہوں (حافظ قرآن ہوں) اس کے علاوہ کتابوں میں سب کچھ موجود ہے' پھر مرید ہونا کیا، اور مُرید ہونے کا کیا فائدہ؟ نواب صاحب نے خیال کیا کہ ذوق خدا پرستی نہیں ہے' صرف دُنیاوی سمجھ رکھتے ہیں لہذا حجت بازی بیکار ہے خاموش ہو گئے، مگر نواب صاحب کو حافظ محمود سے ہمدردی تھی۔ بغرض استمداد و ترحم یہ واقعہ عرض کر دیا کہ میں نے یہ کہا تھا جس کا حافظ صاحب نے جواب دیا کہ مُرید

Marfat.com

ہونے کا کیا فائدہ ہے اس عرض کرنے سے مقصود یہ تھا کہ شاید کشش و تصرف کی بدولت حافظ صاحب کو ہدایت و فلاح نصیب ہو جائے۔ سن کر آپؒ نے فرمایا: "نواب صاحب حافظ محمود سے کہہ دینا کہ پیر کیا چیز ہے اور مرید ہونے کا کیا فائدہ ہے (اگر زندگی میں معلوم نہ ہو تو) یہ مرنے کے وقت معلوم ہو جائیگا۔" حافظ محمود کو باؤ گولہ کے درد کا ایک دورہ ہوا کرتا تھا جس دورہ سے گویا مر کر نجات حاصل ہوتی تھی، اب جو دورہ پڑا تو نواب صاحب نے مشورہ دیا کہ ہمارے حضرتؒ کی خدمت میں جایئے اور دعا کی التجا کیجئے انشاء اللہ اس مرض جانکاہ سے آپ کو نجات نصیب ہوگی مرتا کیا نہ کرتا حافظ محمود اس پر رضامند ہو گئے اور آپؒ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے، آپؒ کا دستور یہ تھا کہ اپنا قدم مبارک اکثر مریضوں کے پیٹ پر رکھ دیا کرتے تھے۔ حافظ محمود حاضر ہوئے تو آپؒ نے چند منٹ کے لئے اُن کے پیٹ پر بھی قدم رکھا اور دعا فرمائی حافظ محمود کا بیان تھا کہ جس وقت آپؒ نے اپنا پائے مبارک میرے پیٹ پر رکھا ایسا معلوم ہوا کہ میرا پیٹ تنور کی طرح ایک آتشکدہ ہو گیا درد اسی وقت جاتا رہا۔ اور پھر عمر بھر یہ مرض ان کو نہیں ہوا۔ چونکہ ایسے سخت آزار سے آپؒ کی دعا سے خدا نے نجات نصیب کی تھی خدمت اقدس میں آنے جانے لگے جس کا یہ فائدہ حاصل ہوا کہ دو چار روز بعد از خود آرزوئے بیعت ظاہر کی اور آپؒ کے مرید ہو گئے اس کے بعد اپنے دنیوی کاروبار میں لگ گئے۔ زیادہ صحبت میسر نہ آئی اور مرید ہونے کے کئی سال بعد تک زندہ رہے، آخر وقت موعود آن پہنچا، اور مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ نواب حسین علی صاحب کو بلایا۔ چونکہ نواب صاحب ان کے نہایت ہمدرد تھے معالجہ اور تیمارداری میں سعیٔ بلیغ کرتے رہے مگر افاقہ نہ ہوا۔ اتنے کمزور ہو گئے کہ بغیر دوسروں کے سہارے کے کروٹ نہ بدل سکتے تھے۔ جب آخری وقت آیا اور قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے جو دفعتہً ہوش میں آئے اور جو لوگ کہ آس پاس تھے اُن سے مخاطب ہوئے کہ ہٹ جاؤ جگہ چھوڑ دو حضرت رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ہمارے حضرت پیر و مرشدؒ تشریف لا رہے ہیں!" اور یکایک ایسی قوت آگئی اور ایسا جوش پیدا ہو گیا کہ بے سہارے خود ہی پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گئے اور دونوں ہاتھ پھیلا کر بولے "آیئے آیئے!" اور پھر لیٹ گئے اور حاضرین سے کہا میرے کلمے کے گواہ رہنا اور کلمہ طیبہ پڑھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ایک چشم زدن اور آن واحد میں روح پرواز کر گئی۔ اس موقع کے حاضرین کا بیان ہے کہ حافظ محمود صاحب نے دونوں ہاتھ پھیلا کر جس وقت یہ الفاظ کہے کہ "آیئے آیئے" اُس وقت تمام مکان یکایک خوشبو سے معطر ہو گیا اور ایسی خوشبوئے روح پرور گھر بھر میں پھیلی جسے ہر ایک نے محسوس کیا اور کہا کہ ایسی خوشبوئے جان نواز کب کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

حافظ محمود کی عاقبت محمود اور خاتمہ بخیر ہونے کا یہ واقعہ دیکھ لیا تو اس وقت نواب صاحب اور دوسرے لوگ حضرت قبلہؒ کے اس ارشاد کا مطلب سمجھے کہ "پیر کیا چیز ہے؟ یہ مرنے کے وقت معلوم ہو جائے گا۔" اور اب کھلا کہ

Marfat.com

حضرت پیر و مرشدؒ کی نظر توجہ اور برکت دعا سے مُرید کو وقت مرگ یوں زیارت حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور آپؐ کی زیارت وحضوری کی بدولت حسن خاتمہ باقرار کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ نصیب ہوتا ہے۔

مُریدوں کا حسن خاتمہ ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے مُرید خواجہ رحمت اللہ صاحب کا انتقال ہوا تو بستر مرگ پر اُن کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔ خواجہ صاحب نہایت کمزور و ناتوان ہو چکے تھے، اپنے آپ کروٹ کا بدلنا دشوار تھا یکایک ایسی قوت عود کر آئی کہ خود بخود اٹھ کر بیٹھ گئے اور جس طرح کہ کسی آنے والے کا خیر مقدم کرتے ہیں اس طرح کہا آیئے آیئے۔ لوگو! حضرتؒ تشریف لائے۔ لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ" لفظ اللہ دُنیا میں ان کا آخری لفظ تھا۔ یہ لفظ پاک زبان سے ادا کیا اور روح نے جسم سے مفارقت کی۔

موت کی بیہوشی، دستخط کرنے سے انکار ازانجملہ یہ ہے کہ مارہرہ میں پیارے میاں مرحوم کا عالمگیر انفلوائنزا کی بیماری میں انتقال ہوا تو اُن پر یہ ماجرا گذرا کہ مرنے کے وقت بالکل بیہوش تھے اور موت کے پسینے آرہے تھے یکایک بولے "چلا جا، چلا جا، میں ہرگز دستخط نہیں کرنے کا" اس کے بعد کلمۂ طیبہ پڑھا اور دُنیا سے رخصت ہوئے۔ یہ نوجوان عقیدتمند ان دربار شریف سے تھا۔

استمداد وقت موت عظیم الشان چیز ہے غرض آپؒ کے مریدوں کی موت کے ایسے بیشمار واقعات ہیں کہ آخر وقت میں اُن کی سلامتی ایمان کے لئے ہمارے حضرتؒ کے تصرفات باطنی اور آپؒ کی توجہ و برکت دعا سے تائید غیبی کا ظہور ہوا، اور رحمت ربانی اور تائید آسمانی نے موت کی سخت ترین گھاٹی سے بہ سلامتی دین وایمان پار لگا دیا۔ جو لوگ کہ آپؒ کی ذات مقدس در اس سلسلہ عالیہ سے شرف انتساب رکھتے ہیں اُن کے لئے یہ بہت بڑی اور نہایت عظیم الشان بشارت ہے اور یہ وہ بشارت وصداقت ہے کہ جسے حضرت غوث الثقلینؓ نے اپنے متوسلین سلسلہ کے لئے مختص فرمایا۔

بشارت حضرت غوث الثقلینؓ اور یہ ارشاد فرمایا (قولہ) وعزۃ ربی، وجلالی، ان یدی علی مُریدی، کالسماء علی الارض وان لم یکن مریدی جید فانا جید وعزۃ ربی وجلالہ لا برحت قدمای من بین یدی ربی حتی ینطلق بی وبکم الی الجنۃ،

اشعار حضرت غوث اعظمؓ (وقولہ رضی اللہ عنہ رزقنا اللہ تعالےٰ محبتہم واتباعہم)

مُریدی لک البشری تکون علی الوفا + اذا کنت فی ضیق فتنجوا بہمتی
مُریدی تمسک بی وکن بی واثقا + فاحمیک فی الدنیا ویوم القیامہ
انا لمریدی حافظ ما یخافہ + واحرسہ من کل شر و بلیتہ
وکن یا مُریدی حافظاً لعہودنا + اکن حاضر المیزان یوم القیامۃ

ترجمۂ اشعار (اے!) میرے مُرید اگر تو وفا پر قائم رہا تو تجھے بشارت ہے جب تو کسی تکلیف میں ہوگا تو میری ہمت

Marfat.com

نجات یاب ہوگا۔ اے میرے مُرید میرے ساتھ تمسک کر (چنگل مار) اور مضبوط ہو جا۔ پس میں دُنیا میں بھی تیری حمایت و سرپرستی کروں گا اور قیامت کے دن بھی (تیری حمایت و شفاعت کروں گا) میں خوف کی حالت میں مرید کا محافظ ہوں، میں کل بلاؤں اور فسادوں سے اُس کی نگہداشت کرتا ہوں، اے مرید تو میرے وعدوں کی (جو تو نے میرے ساتھ کئے ہیں) محافظت کر، قیامت کے دن میزان پر (جبکہ تیرے اعمال تولے جائیں گے، میں موجود رہوں گا (اور تیری مدد وحمایت خدا کے سامنے کرونگا)

سیدنا حضرت فخر العارفین رضؓ کے بعض مراتب باطنی کا مشاہدہ

خصوصیات وتاثیرات جسم مبارک

شب کے وقت جسم مبارک کا علٰحدہ علٰحدہ نظر آنا ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ غازیپور میں تھے، اُس زمانہ کا واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص جن کا مکان آپ کی قیامگاہ سے قریب ہی تھا، اکثر حاضر خدمت ہوا کرتے تھے' ایک دفعہ رات کے وقت ایسا خیال ہوا کہ صبح صادق ہوگئی۔ ارادہ کیا کہ اس نور ظہور کے وقت اُس چہرۂ صبح نورانی کا دیدار کریں۔ حقیقتاً یہ رات کا پچھلا پہر تھا اور صبح صادق اس وقت تک نمودار نہیں ہوئی تھی، چاندنی کھلی ہوئی تھی اور آپؒ کی فرودگاہ پر بھی سناٹے کا عالم تھا، اُنھوں نے حجرہ مبارک کے دروازہ کو دھکیلا تو کواڑ کھل گئے چاند کی روشنی حجرہ میں پہنچی تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپؒ کا جسم مبارک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے' جسم مبارک کا ہر حصہ الگ الگ ہے اور ہر عضو سے آواز آرہی ہے "اللہ! اللہ!" یہ معاملہ دیکھکر وہ ہیبت زدہ اُلٹے قدموں پیچھے ہٹے اور چپ چاپ اپنے مکان میں چلے آئے نہایت خوف طاری ہوگیا کہ نہ معلوم یہ کیا حادثہ گذرا ہے، کسی پراس وقت غیر میں میرا اس مقام میں آنا ظاہر ہوا تو کہیں اس کا مجھ سے مواخذہ نہ ہو جائے کہ تمھارا کیا کام تھا جو ایسے وقت میں تم گئے' اس لئے چُپ سادھ لی اور تذکرہ اس بات کا کسی سے نہیں کیا۔ خدا خدا کر کے صبح ہوئی تفحصِ حال کی غرض سے ڈرتے ڈرتے ادھر آئے تو آپؒ کو زندہ وسلامت دیکھا۔ شکر خداوندی بجالائے اور آپؒ کی خدمت میں آکر بیٹھ گئے، آپؒ نے ان کے کچھ عرض کرنے سے پیشتر خود ہی ان کو پاس بلایا اور چُپکے سے فرمایا "ہماری رازداری کرنا، راز فاش نہ کرنا تمھیں خیر و برکت نصیب ہوگی۔"

دوسرا مشاہدہ اسی طرح کا دوسرا واقعہ، اُس زمانہ کا ہے جبکہ آپؒ نے بعد سفر حج و زیارات ملازمت غازیپور سے استعفاء دیدیا تھا اور وطن تشریف لے آئے تھے' چونکہ آپؒ خلوت و ریاضت کو نہایت پسند فرماتے تھے آپ کی

Marfat.com

شب باشی کا حجرہ ہمیشہ علیحدہ رہا، ایک رات کا واقعہ ہے کہ آپؒ کی اہلیہ محترمہ کسی چیز کی تلاش کے لئے آپؒ کے کمرہ میں داخل ہوئیں، روشنی کی ڈبیہ ہاتھ میں تھی، کیا دیکھتی ہیں کہ جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہیں۔ سر الگ ہے دھڑ الگ ہے اور ہاتھ پاؤں الگ ہیں، اس منظر خوفناک سے ہوش جاتے رہے اُلٹے قدموں پیچھے ہٹیں اسی پریشان حالی میں کچھ ایسی آہٹ سی معلوم ہوئی کہ آپؒ کمرہ میں موجود ہیں اور بیدار ہیں۔ ہمت کرکے دوبارہ اندر گئیں تو دیکھا کہ آپؒ بفضلہ صحیح وسالم مع الخیر تشریف رکھتے ہیں، یہ حالات شریف وفات شریف سے سالہا سال پہلے کے ہیں حضرتؒ کے نہائی حالات مبارک کیا ہونگے یہ خدا ہی جانتا ہے فہم بشری کی کیا تاب و طاقت ہے جو عباد اللہ الصالحین کی مرتبہ شناس ہو، اور ذرۂ بیمقدار کی کیا ہستی ہے کہ حقیقتِ آفتاب کو سمجھے ؎

مقامِ خواجہ برتر از گمان است + بروں از حدِ تقریر و بیان است

پھول کا برتن ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ازانجملہ یہ ہے کہ ایک شخص پھول کے برتن میں پانی دم کرانے کو لایا۔ آپؒ کا دستور تھا کہ پیتل اور پھول کے برتن استعمال نہیں فرمایا کرتے تھے لہذا فرمایا: "میں پھول اور پیتل کے برتن میں پانی دم نہیں کرتا ہوں پانی کسی اور برتن میں لایا جائے۔" اس شخص نے اصرار کیا کہ اسی گلاس کے پانی پر دم کر دیجئے۔ آپؒ نے دوبارہ انکار فرمایا۔ مگر وہ نہ مانا۔ آخر آپؒ نے دم کر دیا۔ لیکن اُسیوقت گلاس ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

آپؒ کا جلوہ بیک وقت ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مُرید ساکن کالی پور بیان کرتے تھے کہ ایک روز اسنیں اور انکے ساتھیوں کو معمول کے موافق ایسے ٹھیک وقت پر رخصت کا فرمان ہوگیا تھا کہ وہ سب پہنچ اپنے گھروں پر سر شام پہنچ جاتے، یہ پہاڑی راستہ ہے نالوں، اور چشموں، اور نشیب فراز کے مقاموں سے گذرنا پڑتا ہے اور راستہ میں شیر اور درندوں کا خوف بھی رہا کرتا ہے اس وجہ سے مسافر یہاں کا سفر دن ہی دن میں کیا کرتے ہیں اور آپؒ کا دستور بھی یہی تھا کہ اس طرف کے لوگوں کو عموماً دوپہر کے کھانے کے یا ظہر کے بعد رخصت کر دیا کرتے تھے، اس دن بھی رخصت کا فرمان ایسے ہی وقت پر صادر ہوا، مگر اس کے بعد بھی لوگوں سے کلام فرماتے رہے یہانتک کہ عصر کا وقت ہوگیا سلسلۂ کلام بعد عصر بھی جاری ہوا، حتیٰ کہ وقت مغرب قریب آگیا۔ اس وقت فرمایا: "اچھا۔ اب آپ لوگ اسیوقت روانہ ہو جائیں دور جانا ہے۔" اس آخری اور قطعی فرمان کے بعد لوگ بادل ناخواستہ چلے، خانقاہ شریف کے باہر چند فرلانگ راہ طے کی ہوگی کہ آفتاب غروب ہوگیا، ٹھہر گئے اور نماز مغرب کے لئے جماعت کی اسکے بعد آگے روانہ ہوئے، رات اندھیری تھی اور راستہ کٹھن اور دشوار ایک دوسرے کا سہارا لئے ہوئے چلتے رہے ایک پہاڑی نالہ آیا جسے دشواری سے طے کیا اور مقام نشیب سے سطح مرتفع پر آئے جو ایک مختصر سا میدان ہے اور جب میدان میں عالیشان درخت بھی سرو قد کھڑے ہیں اب رات کا خاصہ حصہ گذر چکا تھا، یہ جماعت اس جگہ ذرا کی ذرا دم لینے ٹھہری تھی کہ یکبارگی گویا زمین و آسمان بدل گئے اور سارا جہان یہ نظر آیا کہ بس نور ہی نور ہے ع زمین کی آسماں

اور درختوں کے پتہ پتہ پر دیکھا کہ ہمارے حضرتؒ جلوہ فرما ہیں اور روشنی کا وہ عالم ہے کہ روشنی آفتاب و ماہتاب اس کے سامنے ہیچ ہے، یہ خواب نہ تھا بیداری تھی، اور یہ دیکھنا ایک دو کا نہ تھا سب کا تھا، اور یہ مشاہدہ چشم باطن کا نہ تھا چشم ظاہر کا تھا۔ اس "جلوۂ دیدار" میں سب کے سب دیر تک محو و سرشار رہے کہ شب ظلمانی میں قدر کی رات کو پایا تھا۔ اور اسی سرور و محویت میں تھے کہ یکایک نظارہ بدل گیا۔ اور اب جو دیکھتے ہیں تو وہی پہاڑ ہے اور وہی اندھیری رات! آگے روانہ ہوئے، آدھی رات باقی ہوگی کہ اپنے گھروں پر پہنچے اور نہایت شاداں و فرحاں کہ آج زندگی کی کیسی مبارک رات تھی، کاش! یہ قدر کی رات پھر نصیب ہو اور ظلمت شب سے خدا پھر صبح نورانی کا جلوہ دکھلائے ؎

شب قدرے چنیں عزیز و شریف + باتو تا روز خفتنم ہوس است

پیٹھ پر ہاتھ نہ رکھ سکے | ازانجملہ یہ ہے کہ میاں محمد حسین نے بیان کیا "گرمی کا موسم تھا اور کرتا جسم مبارک پر نہ تھا، میں سر پر تیل کی مالش کر رہا تھا، اس سے فارغ ہو کر چاہا کہ پشت پر بھی مالش کردوں، مگر جوں ہی میرا ہاتھ آپؒ کی پشت مبارک سے مس ہوا جیسے جلتے توے پر ہاتھ پڑ گیا۔ فوراً ہی آپؒ نے فرمایا "محمد حسین ٹھہر" چند سکنڈ گذر نے کے بعد فرمایا "اچھا اب ہماری پیٹھ مالش کر سکتے ہو!" اب جو ہاتھ رکھا تو وہ گرمی، وہ حرارت نہ تھی، معمول کے موافق معتدل حرارت تھی۔

تاثیر دست مبارک | ازانجملہ یہ ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے۔ "مرید ہونے سے پہلے حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضورؒ نے مجھ پر نہایت شفقت فرمائی، دوران گفتگو میں آپؒ نے داہنا کف دست میرے سینے اور مقام قلب کے بالمقابل اس طرح جیسے کہ آئینہ دکھاتے ہیں رکھا، کف دست مبارک کے میرے قلب کے مقابل ہوتے ہی میرا یہ حال ہوا کہ قلب میں گرمی اور حرارت اور طپش اس درجہ پیدا ہوئی گویا ایک آگ بھڑک اٹھی اور تمام سینہ میں جلن اور سوزش محسوس ہونے لگی۔ دریافت فرمایا تمہیں کیا معلوم ہوتا ہے؟ عرض کیا دل میں نہایت گرمی اور حرارت معلوم ہوتی ہے! فرمایا "ہم تمہارے لئے دعا کرتے ہیں" اور دست مبارک ہٹا لیا۔

آپ کو تہجد کے وقت دو جگہ دیکھا | ازانجملہ یہ ہے کہ ایک درویش محمد صدیق نے کہا کہ "ایک بار میں نے دادا حضرت قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر بارگاہ الٰہی میں آپؒ کی عزت و جاہ کا واسطہ دیا اور التجا کی کہ میرے ازدیاد اعتقاد و یقین کے لئے دین برحق کی کوئی شان خاص مجھ پر ظاہر و منکشف فرمائی جائے اس کے بعد رات کو میں آ کے حجرہ میں آ کر سو رہا، رات کے پچھلے حصہ میں یکایک میری آنکھ کھل گئی، ایک گرمی حرارت سی محسوس ہوئی، جی گھبرایا، اور میں بستر سے اٹھ کر حجرہ سے باہر نکل آیا، اور ہوا کھانے کے لئے چھوٹے تالاب پر آ کے کھڑا ہو گیا میری پیٹھ خانقاہ شریف کی طرف تھی اور منہ تالاب کی طرف تھا، چاندنی رات تھی دفعتہً پیچھے سے ایسی خوشبو آئی جیسے

Marfat.com

کسی عطر کا قرابہ کھل گیا اور بہت سا عطر میرے سر پر انڈیل دیا گیا۔ مُڑ کر دیکھا تو کیا نظر آیا، کہ حضرتؒ تشریف لا رہے ہیں، ایک ہاتھ میں کھڑاؤں ہے اور دوسرے ہاتھ میں لوٹا۔ خیال یہ ہوا کہ تہجد کا وقت ہے تالاب کے وضو فرما کر کھڑاؤں پہن لیں گے اور لوٹے کو پانی سے بھر کے (جیسے کہ اکثر آپؒ کیا کرتے تھے) آپؒ حجرۂ شریف میں تشریف لے جائیں گے اس وقت میں راستہ میں کھڑا ہوں لہٰذا ادباً مجھے ہٹ جانا چاہیے، پس میں راستہ چھوڑ کر ایک سمت کھڑا ہو گیا، مگر آپؒ آگے نہیں بڑھے وہیں ٹھہر گئے، اور فرمایا "میاں صدیق تم ہو۔ اچھا ہو ہم جانتے ہیں!" ادب سے میں نے نگاہ نیچی کی۔ اور لمحہ کے وقفہ سے نظر اُٹھا کر جو دیکھا تو آپؒ نہ تھے، متحیر ہوا۔ مگر سمجھا کہ شاید خانقاہ کے اندر تشریف لے گئے ہوں لیکن دروازہ کو جاکر دیکھا تو معمول کے موافق اُسے بند پایا پھر اپنے حجرہ میں گیا اور اندرونی راستہ سے حجرۂ مبارک پر پہنچا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حجرہ کا دروازہ بھی بند تھا، دروازہ پر کان لگائے اور سُنا تو معلوم ہوا کہ آپؒ حجرۂ شریف میں استراحت فرما ہیں، بات اب سمجھ میں آئی کہ یہ تو میری دُعا قبول فرمائی گئی ہے اور قدرت کاملہ الٰہیہ نے حضرت قبلہؒ کی ایک شان خاص" مجھ پر منکشف کی ہے کہ جس لمحہ آپؒ حجرہ میں تھے اُسی لمحہ باہر بھی تھے۔ ادھر حجرہ میں آرام فرما رہے ہیں اُدھر میدان میں مجھ سے ملاقات اور کلام فرما رہے ہیں، اور یہ دونوں حالتیں آنِ واحد میں! اب حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ التحیۃ والتسلیمات کی شان ارفع و اعلیٰ پر ایمان و یقین ازراہ عین الیقین مجھے نصیب ہوا کہ جب آپؐ کی اُمت کے اولیائے کاملین اور نادر الوجود محبوبین کی یہ شان ہے کہ خالق سے راز و نیاز بھی ہے اور مخلوق سے کلام و ملاقات بھی اور یہ سب کچھ وقتِ واحد میں تو خود حضور صلعم کی کیا شان ہوگی ؎

ادھر مخلوق میں شامل اُدھر اللہ سے واصل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

دیکھنے کی تاب نہیں ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مُرید خدمت مبارک میں نگاہ نیچی کیے حاضر تھے اور چہرۂ مبارک کی زیارت سے فرحت و سرور حاصل کر رہے تھے کہ چہرۂ مبارک یکبارگی ایسا نظر آیا گویا آفتاب عالمتاب پردۂ مشرق سے نکل آیا، چہرۂ انور پر نگاہ نہ ٹھہر سکی، ذرا دیر کے بعد پھر جو نظر اُٹھائی اور دیکھا تو پھر وہی نظارہ تھا جسے دیکھنے کی تاب نہ تھی نظر جھک گئی اس کے بعد پھر بھی دیکھا کہ آفتاب سامنے ہے ؎

تمہارے حسن کی تصویر کوئی کیا کھینچے
نظر ٹھہرتی نہیں عارضِ منور پہ،
تابِ نظارہ کسے جلوہ جو دیکھے اُن کا ؎
بجلیاں کوندتی ہیں جب لبِ بام آتے ہیں

نواب صاحب نے کیا دیکھا؟ اپنا ایک ایسا ہی مشاہدہ نواب حیدر علی خاں صاحب رئیس کرونڈیہ (سیمن سنگھ) نے بیان کیا کہ میں خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ چہرۂ مبارک مثل آفتاب روشن اور درخشاں، منور اور تاباں نظر آیا اور یہ کیفیت کہ نگاہ نہ ٹھہرتی تھی ؎

Marfat.com

تمھارے روئے منوّر کی کیا کھنچے تصویر
نہیں ہے دخل نظر کا جمال انور پر

نعرہ کا اثر | ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ ایک بار بعد مغرب اپنے حجرہ میں مراقب تھے کہ حالت مشغولی میں یکایک ایک نعرہ فرمایا جس کے اثر سے یہ محسوس ہوا کہ زمین میں زلزلہ آگیا۔ برآمدہ میں بانس کا کھمبا تھا اور بانس کی جعفری (ٹٹی) تھی، ان کے بندھن کھل گئے، اور ٹٹی کے بانس دو چار پڑے۔ اور جو لوگ کہ اس وقت حاضر تھے ان کے قلوب میں ایک زلزلہ اور طوفان کی کیفیت برپا ہوگئی، خدا ہی جانتا ہے کہ حضورؒ کا یہ نعرہ کس مقام سے تھا

قوت جبریلؑ از مطبخ نہ بود
بود از دیدار خلاق وجود

نماز تہجد کے لئے کئی برس تک بیدار فرمایا | ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مرید نے بیان فرمایا کہ مجھے حضرت قبلہؒ نے ترکیب نماز تہجد تعلیم فرمائی تو میں نے یہ عرض کی کہ بندہ پر نیند کا غلبہ رہا کرتا ہے، اگر تہجد کی نماز کے لئے جگا دیا جاؤں تو بہتر ہے۔ آپؒ نے مجھے نگاہ ترحم سے دیکھا اور خاموش ہوگئے۔ کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ اس کے بعد جب میں خدمت مبارک سے رخصت ہو کر اپنے مکان پہنچا تو پہلی رات میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضورؒ بنفس نفیس تشریف لائے اور یہ معلوم ہوا کہ آپؒ میرے سرہانے کھڑے ہیں اور جس طرح کوئی سونے والوں کو جگائے۔ اور بیدار کرے۔ اس طرح آپؒ مجھے بیدار اور ہوشیار فرما رہے ہیں، میں آپؒ کی آواز بھی سن رہا ہوں، اور آنکھوں سے شرف دیدار بھی حاصل کر رہا ہوں جس دیدار کی کیفیت احاطۂ تقریر و تحریر سے بالاتر ہے، بس میں نیند سے بیدار ہوا دیکھا تو وقت تہجد تھا، وضو کیا اور نماز ادا کی۔ اس رات سے یہ معمول ہوگیا کہ میں ہر شب وقت تہجد بیدار کیا جاتا اور مشرف بہ دیدار ہوتا، اور بستر کو چھوڑ کر نماز ادا کرتا (حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں) ؎

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست
دست او جز قبضۂ اللہ نیست

رحمت خداوندی کا یہ معاملہ میرے ساتھ عرصہ تک برابر جاری رہا۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ سفر کی وجہ سے مجھ میں نہایت تکان اور خستگی آگئی تھی، حسب معمول اس رات بھی میں جگایا گیا، مگر جسمانی خستگی کے اثر سے گہری نیند غالب ہوگئی اور سو رہا۔ دوبارہ پھر جگایا گیا مگر بستر نہ چھوڑا۔ لیٹا رہا کہ اب اٹھتا ہوں، اسی میں غفلت آئی اور سو گیا، تیسری بار پھر مجھے بیدار فرمایا گیا۔ مگر اٹھ نہ سکا اور سو گیا۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی، اس کے بعد پھر نہیں جگایا گیا اور یہ معاملہ موقوف ہوا۔ وہ اپنا خیال ظاہر کرتے تھے کہ جگانا اس لئے بند کیا گیا کہ میں نے نعمت کی قدر نہ کی۔ آپؒ نے تین بار جگایا پھر بھی بستر سے نہ اٹھا نعمت اسے نہیں ملتی ہے جو نعمت کی ناسپاسی و ناقدری کرے

Marfat.com

صرف چھونے سے ذوق کیف ہوا ازانجملہ یہ ہے کہ آپؒ کی خدمت میں مظفر پور کے محمد حسین صاحب نے عرض کیا کہ مجھے کبھی وجد اور کیف سماع میں پیدا نہیں ہوتا اور اس کی بہت آرزو ہے۔ آپؒ نے فرمایا "قریب آؤ اور ہمیں چھو لو!" انھوں نے آپؒ کا دستِ حق پرست اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ آپؒ نے فرمایا "جاؤ! اب ذوق سماع نصیب ہوگا"۔ وہ چلے گئے اور کامیاب مقصود ہوئے، اُس وقت سے اُن پر سماع میں وجد اور حال وارد ہونے لگا۔

حال سلب ہوگیا ازانجملہ یہ ہے کہ ایک شخص صاحب کیف وحال تھے، وہ ایک تقریب میں شریک ہوئے جہاں طوائف کا گانا تھا ہمارے حضرت ایسے گانے کو جائز نہیں رکھتے، مگر اس کے باوجود اُنھوں نے ایسا گانا سُنا، اس گانے میں اُن پر رقت اور بیخودی اور کیف و وجد کی حالت طاری ہوئی، محفل میں اوباش وضع کے نوجوان زیادہ تھے پس اپنے حال بے محل پر خود انھیں نفرت و شرمندگی ہوئی اور خیال کیا کہ اس حال سے آج نظر اہل مجلس میں میری سُبکی ہوئی، لیکن اُنھیں اس مجلس خلاف شریعت وطریقت ممنوع و ناجائز کی شرکت پر پشیمان ہونا اور اپنے نفس کو ملامت کرنا تھا، یہ کہ اپنے حال پر جو فی نفسہٖ شے محمود ہے متاسف اور شرمندہ ہوتے یعنی نہ اس ممنوع مجلس میں شرکت کرتے نہ ایسی نوبت آتی، کسی نے یہ واقعہ آپؒ کی خدمت میں عرض کردیا۔ آپؒ نے فرمایا "حال سے جو شخص نفرت کرے گا اُسے حال کیوں آئے گا؟" اس روز سے اُن کی حالت سلب ہوگئی، اور مجالس خلاف شرع کا کیا مذکور، اس دن کے بعد سے درویشوں کی باشرع اور پاک مجالس یادِ الٰہی میں بھی اُن پر کبھی حال وارد نہیں ہوا۔

طوائف کا گانا ناجائز ہے ہمارے حضرت قبلہؒ نے مسئلۂ سماع میں جو مبسوط کتاب عربی زبان میں تحریر فرمائی اور عنقریب شائع ہوگی اس میں جائز و مباح مکروہ اور حرام، تمام اقسامِ سماع کے متعلق آپؒ نے ایک قول فیصل ارشاد فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ایسا سماع بیشک ممنوع و ناجائز ہے،

انشراح باطن نصیب ہوا ازانجملہ یہ ہے کہ ایک مولوی صاحب ساکن مرادآباد (ضلع چاٹگام) نے بیان کیا کہ مرید ہونے کے بعد ذکر و اذکار اور وظیفہ وغیرہ میں بہت مشغول رہا مگر کچھ ذوق وشوق اور کچھ کشود کار معلوم نہ ہوتا۔ ایک دن آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حالت کو عرض کیا۔ آپؒ نے فرمایا "اچھا جاؤ! ہم نے دُعا کی" میرا اسی روز سے انشراح صدر شروع ہوا۔ اور میری مراد و آرزو کا، اور رحمت خداوندی کا فتح باب ہوگیا، اور حلاوت عبادت اور ذوق وشوق سب کچھ نصیب ہونے لگا۔

کشود کار ازانجملہ یہ ہے کہ ایک صاحب جو نیک خصلت وعبادت گذار تھے، اور ایک دوسرے بزرگ سے ارادت وعقیدت رکھتے تھے اور ان بزرگ سے خلافت یافتہ بھی تھے وہ راہ خدا میں ہمارے حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر طالب خدا ہوئے، آپؒ نے توجہ وتعلیم فرمائی۔ اور آپؒ کی برکت آپؒ کے تصرف سے وہ عالی مرتبہ ہوئے اپنا واقعہ اس طرح بیان کرتے تھے کہ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے بھی نماز روزہ، ذکر و اذکار اور وظیفہ ہمیشہ

Marfat.com

پڑھتا رہا۔ مگر کچھ کشود کار نہ ہوا۔ مگر آپؒ کی تعلیم و ارشاد کے بعد تو کچھ اور ہی بات پیدا ہو گئی جو میرے وہم و گمان سے بالاتر تھی (حلاوتِ عبادت اور مشاہدہ و مکاشفہ سب کچھ ہونے لگا)

اِلہامات سیّدنا حضرت فخر العارفینؒ

واضح ہو کہ ہمارے حضرت قبلہؒ کا دستور شریف کھلے طریقہ سے "کشف" "مشاہدہ" اور "الہام" کے الفاظ استعمال کرنے کا نہ تھا۔ بلکہ عادت مبارک ہمیشہ سے یہی تھی کہ غیبی امور و معاملات جو کشف' یا الہام سے آپؒ پر ظاہر ہوتے اُن کا اظہار آپؒ اکثر اس طرح فرمایا کرتے تھے۔ "ہمیں ایسا معلوم ہوا ہے۔" "ہم سے ایسا کہا۔" "ہمارے دل میں کہا۔" "ہمارے کان میں کہا۔" وغیرہ وغیرہ۔

حضرت محبوبِ الٰہیؒ کے چار خلفاء چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیر الاولیاء میں درباب خلافت' حضرت محبوبِ الٰہیؒ کا جو ارشاد ہے کہ آپؒ نے فرمایا "ہم نے بہت لوگوں کو خرقہ دیا ہے' ان میں سے چار کا خرقہ' تو خرقۂ خلافت ہے' باقی کا تبرک۔" اس کے متعلق کئی روز کلام فرماتے رہے' کہ اس ارشاد حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیا محبوبِ الٰہی کا مطلب و منشا کیا ہے' انداز کلام سے ظاہر ہوتا کہ حضرت محبوبِ الٰہیؒ کے اس ارشاد پر آپؒ غور فرما رہے ہیں اور جو مطلب و منشا کہ بعض حضرات گزشتہ نے سمجھا اور بیان کیا۔ آپؒ اس سے مطمئن نہیں ہیں' ایک روز بعد نماز عشا آپؒ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے "ہم وضو کر رہے تھے' کہ ہمیں کشف ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ صرف چار خرقے حضرت محبوبِ الٰہیؒ نے اشارتِ غیبی سے دیے تھے' انھیں آپ نے خرقہ خلافت فرمایا' باقی کو خرقہ تبرک' یعنی آپؒ نے اشارتِ غیبی سے جو خرقے دیے خرقۂ خلافت اُنھیں کو فرمایا اور یہ صرف چار خرقے تھے' باقی جو خرقے کہ آپؒ نے دیے اُن کو تبرک کے خرقے فرمایا) اتنا فرمانے کے بعد دفعۃً سکوت فرمایا۔ لفظ کشف' آج صراحۃً خلاف معمول زبانِ پاک پر جاری ہوا تھا۔ لہذا بار بار فرماتے رہے۔" آج ایسا لفظ کیوں ہماری زبان سے نکلا؟ ایسا کہنا ہماری عادت نہیں ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ایسا لفظ فلاں شخص کے سامنے کیوں نکل گیا اور کسی کے سامنے یا نہیں کہ ایسا لفظ ہماری زبان سے نکلا ہو۔

وحی اور الہام ارشاد ہوا جس طرح حضرات انبیاء علیہم السلام کو بیداری اور خواب دونوں حالتوں میں وحی آتی ہے اسی طرح حضرات اولیاء اللہ کو خواب و بیداری دونوں میں الہام ہوتا ہے۔ مگر جو الہام کہ خواب میں ہوتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُس کا بعض حصّہ کسی کو یاد نہیں رہتا۔"

الہامی تعلیم اولیاء اللہ کو بذریعۂ الہام' اکثر وظیفہ بھی تعلیم ہوتا ہے۔ یہ الہامی وظیفہ یا تو خاص آیت قرآنی ہوگا یا آیت قرآنی کے کسی جزو یا اُس کے مفہوم کے موافق ہوگا' خلاف قرآن ہرگز نہ ہوگا۔"

Marfat.com

الہامی تعلیم محدود ہوگی ارشاد فرمایا" الہام ہمیشہ مباحات ومستحبات کے کرنے یا نہ کرنے میں ہی ہوتا ہے، فرائض اور واجبات میں نہیں ہوتا، ورنہ شریعت میں فتور واقع ہوجائے (جو الہام کہ کتاب وسنت کے خلاف ہو، قابل عمل نہ ہوگا)

آپؒ کا الہامی وظیفہ فرمایا" ہمارے لئے الہامی وظیفہ یہ رہا واجعل لی لسانَ صدقٍ علیاً! قرآن مجید میں ہے وجعلنا لھم لسانَ صدقٍ علیاً۔

اللہ کی طرف سے اظہار احسان فرمایا عامۃً" انسان کی طبیعت میں درشت خوئی اور سنگدلی ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں مخاطب فرمایا ہے فَبِمَا رحمۃٍ من اللہ لِنتَ لھم یعنی اللہ کی رحمت سے تم نرم دل ہوئے! اگر انسان میں نرمی جبلۃً ہوتی تو حق سبحانہٗ تعالٰے آپؐ پر نرم دل ہونے کا احسان نہ جتاتا۔ قاعدہ ہے کہ جو بات عام ہو اُسکے ہونے کا احسان نہیں جتایا جاتا"

شیخ العارفین حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا" ۲۱ یا ۲۲۔ ذوالحجہ ۱۳۳۷ھ کی صبح ہمیں معلوم ہوا (یعنی ہمیں الہام ہوا) کہ ہمارے پیرومرشد حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کا **خدا دادی لقب شیخ العارفین** ہے" اور اور عالم غیب میں آپؒ لقب "شیخ العارفین" سے ملقب ہیں۔ اس سے ہمیں نہایت سرور ہوا" ؎

لقب ہے عالمِ قدسی میں شیخ العارفیں تیرا
برستا ہے ترے مرقد پہ پیہم لطف یزدانی

نہی تعظیم نبوی ۱۲۔ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ روز پنجشنبہ بعد نماز صبح ہمارے حضرتؒ نے فرمایا" ہمیں اس وقت معلوم ہوا کہ جتنی احادیث کہ نہی تعظیم (نبوی) میں آئی ہیں اُن میں نہی تواضع ہے، نہی تحریم نہیں ہے، حسب اشارہ وحی الٰہی واخفض جناحک لمن اتّبعک من المؤمنین (مومنین کے سامنے تواضعاً اپنے بازو جھکاؤ) اور آنحضرت صلعم بذاتہٖ منکسر المزاج اور بالطبع متواضع تھے، اس لئے اس قسم کی نواہی تواضعاً فرمائی ہیں (نہ کہ تحریماً فرمائی ہیں) جیسے کہ کوئی مہمان (اپنے میزبان سے) کہے "تکلف یا زیادہ تکلیف کی ضرورت نہیں، معمولی کھانا کافی ہوگا" (ظاہر ہے کہ مہمان کا ایسا کہنا تواضعاً ہوگا اور یہ کہنا مہمان کی طرف سے کوئی ممانعت نہ ہوگی کہ اگر میزبان کھانے میں بہ تعظیم مہمان تکلف سے کام لے تو میزبان کے نزدیک قصور وار ٹھہرے)

مہر فاطمیؓ فرمایا" ۲۷۔ رمضان المبارک کو نماز تراویح میں ہمیں معلوم ہوا کہ اب جو ہماری شادی ہوگی تو مہر مہر فاطمیؓ سے زیادہ نہ ہوگا، جسے نقد ادا کرنا ہوگا" ہم دل ہی دل میں سوچتے رہے کہ حدیث نفس (وسوسہ) تو نہیں ہے، پھر معلوم ہوا کہ حدیث نفس نہیں ہے (الہام خداوندی ہے) پیغمبروں سے نماز میں کہا گیا ہے۔ (یعنی وحی والہام نماز کی حالت میں ہوا ہے) اس پر ہم نے اپنی روح سے کہا: اس کے لئے کیا دلیل ہے؟ جواب ملا کہ فرشتے نے حضرت یحییٰؑ کے پیدا ہونے کی بشارت حضرت زکریاؑ کو دی تو وہ محراب نماز میں تھے جس کا بیان سورہ مریم میں آیا ہے"

Marfat.com

بعض مدعیان زمانہ کے باطنی حالات فرمایا: "شاہ احمد اللہ، حافظ فیض الرحمن اور میرزا غلام احمد قادیانی کے حالات دروں کا علم حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا جسے بندگان خدا کے فائدہ اور ہدایت کیلئے ہم نے رازِ فنا میں شائع کر دیا ہے!" ان لوگوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ جن آدمیوں اور جن درویشوں کا علم دینا چاہتا ہے (وہ علم ہمیں دیدیتا ہے (اس موقع پر بعض مولویوں اور بعض درویشوں کے نام آپؒ نے لئے یہ اپنے محل پر بیان کئے جائینگے)

حافظ فیض الرحمن کے موکل "آپؒ نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے گھوڑے جنگی ساز وسامان کی طرح آراستہ بجلی کی طرح تیزی سے دوڑتے ہوئے، دَو۔ دَو کر کے دراقدس کی طرف آئے اور فوراً چلے گئے۔ آپؒ نے خواب ہی میں سوچا یہ کیا ہے؟ اور کہاں سے آئے؟ مگر قلب مبارک پر کسی طرح کا خوف نہ تھا!" دوسرے دن صبح کو بعد نماز فجر رحمتِ الٰہی سے آپؒ کو معلوم ہوا (یعنی آپؒ کو الہام ہوا) کہ گھوڑے حافظ فیض الرحمن کے موکلین تھے! (اس واقعہ کا تفصیلی بیان عنوان "حافظ فیض الرحمن" میں آئے گا۔ انشاء اللہ)

القا

(دل میں بات کہنی)

حکایت حضرت شبلیؒ حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ حکایت آپؒ نے بیان فرمائی جس میں یہ تذکرہ ہے کہ "قطبِ وقت" نے اُن کے دل میں کسی بات کا القا کیا۔ اس پر ارشاد ہوا: "قطبِ وقت اور اولیاء اللہ کبھی (دوسرے کے قلب میں القا کرتے ہیں۔ اور کبھی کان میں آواز دیتے ہیں!

کان میں آواز آئی فرمایا: "آج دوپہر کو ہم حجرہ میں سو رہے تھے جو کان میں آواز آئی کہ اس عُرس کے موقع پر کون کون ہندوستانی ہندوستان سے آتے ہیں۔" دوسرے موقع پر ایک امرِ خاص کے متعلق فرمایا: "قلب میں کہا۔ فلاں شخص کو غلامی اور نجات ملی (دونوں ارشادات ظہور میں آئے یعنی جو فرمایا تھا بالکل وہی ظاہر ہوا) اس کے علاوہ اور امور الہامی بھی ہیں جن کا اپنے اپنے محل و موقع پر تذکرہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

خواب اور تعبیرِ خواب

آپؒ کے بعض خواب

خواب کے معنی فرمایا: "خواب کے معنی کبھی فوراً سمجھ میں آتے ہیں کبھی فوراً سمجھ میں نہیں آتے، برسوں کے بعد سمجھ میں آتے ہیں۔

تمنا بہ تکبیر خلب پر عمل کرو ہمارے حضرتؒ کا فرمان ہے کہ "خواب میں اگر کچھ دیکھا جائے تو اس کے بارے میں توقف

Marfat.com

کیا جائے جلدی نہ کی جائے۔" چنانچہ ایک واقعہ ہے کہ ایک صاحب نے سفر حج کا قصد کیا اور زادِ راہ بھی مہیا کر لیا۔ خواب میں اُنھوں نے دیکھا کہ حضرت قبلہؒ نے اُن سے یوں فرمایا کہ اپنے سفر حج کے خرچ میں سے اتنا روپیہ فلاں شخص کو دیدو اور اس سفر کو ملتوی کردو۔ ان صاحب نے چاہا کہ اس خواب کی تعبیر کو ظاہراً پورا کریں اور اُسیقدر روپیہ (جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا) آپؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ خواب میں جن کو روپیہ دیا تھا وہ شخص بھی خدمت میں اس وقت حاضر تھے۔ آپؒ نے روپیہ تو ان کو دلا دیا لیکن نصیحت کے طور پر ارشاد فرمایا۔ "اگر تم لوگوں کو خواب میں (مثلاً) سو روپے ہمیں یا اور کسی کو دینے کا حکم ہو یا مثل اس کے کوئی اور بشارت یا حکم یا خواب میں کوئی اور امر عظیم الشان دیکھو تو خواب میں ایک بار دیکھنا کافی نہیں ہے جب تک اس معنی کی بشارت یا حکم (کی) خواب میں تین بار تکرار نہ ہو تعمیل نہ کرو۔"

حضرت ابراہیمؑ کا خواب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو خواب میں قربانی کا حکم ہوا اول خواب میں آپ نے توقف اور تامل فرمایا جب دوسری بار اور تیسری دفعہ خواب میں آپکو وہی حکم ہوا اُسوقت آپ (بیٹے کی قربانی کیلئے) تیار ہوئے۔"

شیطان کا دھوکہ ارشاد فرمایا۔ "شیطان اکثر خواب میں اور ظاہر میں دھوکا دیا کرتا ہے، مگر اس کا خیال رہے کہ وہ چاہے کچھ کہے لیکن تم یہ ہی کہنا کہ ہمارے پیر و مرشد کی شکل میں آؤ تو ہم اعتبار کریں۔"

ایک مسلّم حقیقت شریعت اور طریقت کا مسلّمہ مسئلہ ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور پیر و مرشد شیخ کامل کی صورت میں شیطان متمثل نہیں ہوسکتا۔"

اقبال مندی کا خواب ارشاد فرمایا۔ "حضرت دادا پیر صاحب اور دیگر پیران عظام کو خواب میں دیکھنا مریدوں کے لئے سعادت دارین (اور اقبالمندی دین و دنیا) کا نشان ہے۔"

خلفاء سے ارشاد خلفاء سے ارشاد فرمایا۔ "اپنے خواب اور کشف اور (معائنہ) پر ہی عمل کرنا، مریدوں کے خواب اور کشف اور معائنہ پر عمل نہ کرنا۔ اپنی پسند اور اپنے معائنہ کے موافق عمل کرنا مریدوں پر کسی شے کے لئے بھروسہ نکرنا پیر مرید کا محتاج نہیں ہے جس طرح کہ نبی اُمتی کا محتاج نہیں ہے بس ہمیشہ اپنے کشف اور پیر و مرشد کے کشف پر عمل کرنا اور اُسی کے مطابق چلنا، نہ کہ مریدوں کے خواب اور کشف وغیرہ پر۔ ایک بار پیارے میاں نے اپنی خلافت کا خواب دیکھا بعض اور مریدوں نے بھی خلافت کا خواب دیکھا اور ہم سے بیان کیا ہم نے یہ ہی کہا بابا تم نے تو دیکھا ہم بھی تو دیکھیں۔

منشائے مبارک خلافت ایک عظیم الشان امر ہے مُرید کا خواب دیکھنا کہ اُسے خلافت عطا ہوئی پیر کیلئے دلیل و حجت نہیں ہوگا بلکہ پیر کو اپنے الہام و کشف وغیرہ کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔

خواب ہر شخص کے مطابق حدیث شریف میں آیا ہے رؤیا المؤمن جزءٌ من ستّۃ و اربعین جزءًا من النبوۃ یعنی کا

خواب ایک جزو ہے چھیالیسویں جزو نبوت کا۔ فرمایا " خواب ہر شخص سے بیان نہ کئے جائیں، نہ خود تعبیر کیجائے (ایسا کرنا) نقصان کی بات ہے، خواب کی تعبیر صرف وہی دیسکتا ہے جو ظاہر و باطن کا عالم ہو۔ سیدنا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کو تعبیر خواب کا علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں خصوصیت کے ساتھ فرمایا گیا ہے، اگرچہ کوئی بات تم لوگوں کو خواب یا مشاہدہ میں معلوم ہو جائے (یہ ہو سکتا ہے) مگر ابھی تم لوگ سمجھو گے نہیں۔ اتنا ہوش نہیں ہوا ہے، جب تک حواس قوی نہیں ہو جاتے (اور طریقت کا بلوغ نصیب نہیں ہوتا) اُس وقت تک (سالک) روح کی باتوں کا ادراک (ظاہری حواسوں کے ذریعہ سے) نہیں کر سکتا۔ اور جب تک کہ خواص بہیمیہ چلے نہ جائیں (صفات محمود پیدا نہ ہو جائیں) اُس وقت تک جان (یعنی روح) کی حقیقت کا اظہار نہ ہوگا اور جب تک جان کی حقیقت معلوم نہ ہوگی جان کی قدر نہ ہوگی"

ملاء اعلیٰ سے تعلقات | "عبادتِ ظاہری و باطنی میں نقصان آنے سے قلبی حسرت و ندامت پیدا ہو۔ اُس وقت سمجھنا چاہئے کہ اب روح کو تعلق ملاء اعلیٰ سے پیدا ہوا۔ اگر ایسا نہ ہو یعنی عبادت ظاہری و باطنی میں نقصان آنے سے روح میں ندامت اور صدمہ پیدا نہ ہو تو سمجھنا چاہئے کہ ابھی روح عالم سفلیات سے تعلق رکھتی ہے"

خواب بیداری ایک ہو جائے | ارشاد فرمایا " خواب مثل بیداری کے ہو اور جاگنا مثل سونے کے ہو" (ایسا ہونا چاہئے)

کشفِ مُعَمّا | مثنوی مولانا رومؒ کے اشعار فرمائے کہ ؎

گر نخواہی در تردد ہوشِ جاں　　کم فشار ایں پنبہ را در گوشِ جاں
تا کنی فہم "مُعَمّا" ہاش را　　تا کنی ادراک رمز فاش را

ان شعروں کے متعلق حافظ مقبول احمد صاحب و ماسٹر رحمت علی صاحب سے فرمایا " بتایئے مُعَمّا کے کیا معنی ہیں؟" پھر فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستاروں نے اور چاند اور سورج نے اُنھیں سجدہ کیا یہ ایک مُعَمّا تھا، یا نہیں؟ اسی کے متعلق قرآن مجید میں (اللہ جل شانہٗ نے) فرمایا ہے: "اذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا و الشمس و القمر رایتھم لی ساجدین" " اچھا! ہم بتاتے ہیں عالم غیب سے کلام غیبی خواب یا مشاہدہ میں دو طرح ظاہر ہوتے ہیں کبھی کشفِ صورت، کشف معنی کے ساتھ اور کبھی کشفِ صورت بلا کشف معنی کے۔ پہلی صورت (یعنی کشف صورت مع کشف معنی میں) صاف صاف عبارت معلوم ہو جاتی اور سمجھ میں آجاتی ہے کہ کیا کرنا (یا کیا سمجھنا) چاہئے۔ دوسری صورت (کشف صورت بلا کشف معنی) میں یہ ہوگا کہ خواب میں صورت کچھ اور ہو اور (ظاہر سے جو سمجھا جا سکتا ہے) تعبیر اُس کے خلاف ہو۔ چنانچہ مصر میں حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کو جب اُن کے گیارہ بھائیوں نے اور والد و والدہ نے سجدہ کیا اُس وقت کشف معنی ہو کر کشف صورت کا ادراک ہوا (کہ گیارہ ستاروں اور چاند اور سورج کے سجدہ کرنے کے معنی یہ تھے) قرآن مجید میں ہے ورفع ابویہ علی العرش

Marfat.com

وخرّوا لہ سجداً، وقال یا ابت ھذا تاویل رویای من قبل، قد جعلہا ربی حقاً اور حضرت یوسفؑ نے اپنے والدین کو تخت پر اونچا بٹھایا، اور سب (یعنی گیارہ بھائی اور والد و والدہ) اُن کے آگے تعظیماً سجدہ میں گر گئے اور (اپنا خواب یاد کر کے حضرت یوسفؑ نے) کہا کہ بابا جان! وہ جو میں نے پیشتر (اپنے لڑکپن میں) خواب میں دیکھا تھا (کہ گیارہ ستاروں اور چاند سورج نے مجھے سجدہ کیا) یہ اُس کی تعبیر ہے۔ آج میرے پروردگار نے اُس (خواب) کو سچ کر دکھایا۔ (اور وہ معمّا آج کھلا)

جناب صدیقہ کا خواب | ایسا ہی خواب حضرت عائشہؓ کا ہے کہ اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند اُن کے حجرہ میں (آسمان سے) اُترے اُنھوں نے اِس کی تعبیر یہ خیال کی کہ آنحضرتؐ سے مجھے تین فرزند نصیب ہونگے اُنھوں نے یہ خواب حضرت ابوبکرؓ سے بیان کیا۔ آپ امام المعبرین تھے آپ نے خواب کو سُنکر سکوت فرمایا کوئی تعبیر نہ فرمائی۔ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عالم سے رحلت فرمائی اور آپؐ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں مدفون ہوئے تو اب حضرتِ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا "اے عائشہؓ یہ ہے تیرے خواب کی تعبیر! آپؐ (وہ بدر منیر اور) سب سے (افضل وہ) چاند ہیں کہ (آج) تیرے حجرے میں مدفون ہوئے" پھر یکے بعد دیگرے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اِس حجرے میں مدفون ہوئے، اور حضرت عائشہؓ نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا ظہور میں آیا" (فرمایا) "تب دیکھے خواب میں کچھ معلوم ہوا اور تعبیر کچھ ظاہر ہوئی اُسی کو مُعمّا، اور کشف صورت (بلاکشف معنی) کہتے ہیں۔ جب تک خواب کے معنی نہیں کھلتے معمّا سمجھ میں نہیں آتا۔ اور یہ (کشف صورت بلاکشف معنی) ہمیشہ صورت ظاہر کے خلاف ہوا کرتا ہے!"

امام فن تعبیر | علّامہ ابن سیرینؒ، کو بھی امام المعبرین کہتے ہیں۔ آپ اِس فن (تعبیر خواب) کے ماہر تسلیم کئے گئے ہیں آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تھا کہ اُنھوں نے اپنے مُنہ کو ان کے مُنہ کے سامنے کھولکر فرمایا۔ "بتلاؤ! تمھیں ہمارے منھ کے اندر کہاں تک نظر آرہا ہے؟" اُنھوں نے کہا منھ کے اندر کا حصّہ دیکھ رہا ہوں' پھر دوسری مرتبہ مُنہ کھولا اور دریافت کیا 'بتاؤ! اب کہاں تک دیکھ رہے ہو؟' اُنھوں نے کہا کہ اب حلق تک دیکھ رہا ہوں تیسری بار پھر مُنھ کھولا اور دریافت کیا کہ اب کہاں تک دیکھ رہے ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ۔ اب پیٹ کے اندر تک دیکھ رہا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا اب تم تعبیر خواب کے ماہر ہو گئے۔ خواب کی نہایت صحیح تعبیر کہہ سکو گے! اس وقت علّامہ ابن سیرینؒ کی شہرت عام ہو گئی اور سب نے اُنھیں اِس فن کا امام مانا۔" (پھر حضرت قبلہؓ نے امام المعبرین حضرت علّامہ ابن سیرینؒ کی بعض تعبیراتِ خواب کو تمثیلاً بیان فرمایا۔)

وفات کا خواب | ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ چاند آسمان کو پھاڑ کر ثریّا میں گھس گیا حضرتؒ اُس وقت کھانا کھا رہے تھے اُسی وقت کھانے سے ہاتھ اُٹھایا اور اپنی بہن صاحبہ کو بلا کر اُن سے فرمایا "اب ہم سات روز میں اس جہان سے رحلت

کرجائیں گے۔ اور ایسا ہی ہوا سات روز کے بعد انتقال فرمایا)۔

سات حافظ قرآن علامہ ابن سیرین کی خدمت میں ایک شخص بہت ڈرا اور سہما ہوا آیا اور اپنا خواب سنایا کہ رات میں نے خواب میں یوں دیکھا کہ میں قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں، آپ نے پوچھا آیا تم بتلا سکتے ہو کہ کتنے قطرے گرے تھے؟ اُس نے جواب دیا سات قطرے! آپ نے فرمایا مبارک ہو خدا تمہیں سات لڑکے دیگا، اور وہ ساتوں حافظ قرآن ہوں گے۔" (اور ایسا ہی ظہور میں آیا)

زبیدہ کا خواب زبیدہ خاتون نے خواب میں دیکھا کہ انسان، حیوان چرند اور پرند اونٹ اور گھوڑے وغیرہ سب ہی آتے اور اُس سے صحبت کرتے ہیں، اپنی لونڈی کو علامہ ابن سیرین (غالباً حضرتؒ نے یہی نام فرمایا تھا یا اور کسی بزرگ کا نام لیا تھا) کے پاس بھیجا اور لونڈی سے کہا کہ یوں کہنا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے، آپ نے سنکر فرمایا کہ اے لونڈی! تیرا یہ منہ نہیں ہے کہ ایسا خواب دیکھے، ناچار اُسے زبیدہ خاتون کا نام بتانا پڑا اور آپ نے یہ تعبیر بیان فرمائی کہ زبیدہ خاتون سے رفاہ عام کا کوئی ایسا کام عمل میں آئے گا جس سے انسان اور حیوان چرند اور پرند سب استفادہ کرینگے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ حجاز مقدس میں نہر زبیدہ آجتک یادگار زبیدہ خاتون موجود ہے پس دیکھئے خواب میں کچھ ظاہر ہوا، اور تعبیر کچھ ظہور میں آئی۔

سیدی ومولائی ومرشدی حضرت فخر العارفینؓ کے خواب

قدم بقدم رسولؐ ہمارے حضرت قبلہؒ نے فرمایا: "ہم نے اپنی تعلیم کے آخری سال میں ایک خواب دیکھا تھا اسی سال ہم جمیع علوم سے فارغ ہوئے تھے، تم سے کہا تھا یا نہیں۔ خواب یہ ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں تشریف لیجارہے ہیں اور تنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے ہم آپؐ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں مجھے اس خواب کو دیکھکر نہایت سرور ہوا۔ مگر فکر ہوا کہ اس خواب کے کیا معنی ہیں، اب اٹھارہ برس کے بعد کچھ کچھ معنی سمجھ میں آرہے ہیں۔"

میدان دُنیائے ثانی فرمایا: "ایک بڑا میدان ہے (اتنا بڑا، گویا دُنیائے ثانی ہے) ہم اس میدان کے کنارے پر تنہا کھڑے ہیں۔ اور ہم نے دیکھا کہ اس میدان میں بہت سے قلعے ہیں جن میں آدمی بھی ہیں، مگر ہم ان آدمیوں کو نہیں دیکھتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا کہ حق سبحانہ تعالےٰ کو یہی پسند اور یہی منظور ہے کہ ہم ان قلعوں کو توڑ دیں اور مسمار کر دیں، ہم خواب ہی میں ڈرے اور خواب ہی میں یہ آیت پڑھنے لگے: "وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین!"

قلعے مسمار کئے جائیں گے یہ ارشاد متعدد بار فرمایا: "ہمیں نظر آتا ہے کہ ظاہر و باطن میں انس و جان سے ہمارے بیشمار دشمن اور مخالفین ہو گئے ہیں وہ پوری تیاری کے ساتھ ہم سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں اُنھوں نے قلعہ بندیاں کرلی ہیں مگر

Marfat.com

خدا ہمارا محافظ حقیقی ہے، پہلے زمانہ میں جب دیندار بے دینوں کے مقابلہ میں صف باندھ کر کھڑے ہوتا تو انھیں خوف معلوم ہوتا تو وہ یہ دُعا پڑھتے۔ ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین، (فرمایا) "جب ہم امرِ حق کہیں گے اور لکھیں گے، تو ہندوستان اور بنگال کے لوگ اپنی ناسمجھی کے سبب ہمارے دشمن ہو جائیں گے تم لوگ مضبوط رہنا۔ تم لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول رہنا۔"

بہت بڑا ہاتھی مع تین سو آدمیوں کے ساتھ | فرمایا: "ہم نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا ہاتھی چلا آرہا ہے اور اُس ہاتھی پر ایک آدمی سوار ہے ہاتھی کو دیکھ کر ہم ڈرے اور (برآمدے سے جہاں اُس وقت ہم کھڑے ہوئے تھے) پیچھے ہٹ کر ہم اندر کے کمرہ میں چلے گئے، وہ آدمی بہ حالت معانقہ ہمارے سینہ سے سر لگا کر اور ہم سے لپٹ کر اس قدر رویا کہ (اُس کے آنسوؤں سے) ہمارا سینہ تر ہو گیا۔ اور ہاتھی نے بسم اللہ کہہ کر اپنی سونڈ ہماری قدمبوسی کے لئے اندر (حجرہ میں) ڈالی۔" فرمایا: "یہ آدمی (جن کو بڑے ہاتھی پر سوار دیکھا) ہمارے بہت بڑے عاشق مُرید، اور ہمارے حضرتؒ کے آستانہ کے خلیفہ ہیں، اور یہ ہاتھی کوئی بہت بڑا امیر ہے جو ان کا مُرید ہو گا، اور جس کی امارت بہت بڑی بہت ہیبت اور بڑے دبدبے کی ہے کہ دیکھ کر ہم ڈر گئے، یہ (بہت بڑا آدمی) اپنے پیر و مرشد کی معیت میں تین سو آدمیوں کے ساتھ ہم سے ملنے آئے گا۔ باقی یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ کب ہو گا" (ہماری زندگی میں یا ہمارے بعد) فرمایا: "اس خواب کے دیکھنے کے بعد ہمیں بہت شرم آئی اور خوف معلوم ہوا کہ امیر آدمیوں کی خدمت و مدارات اُن کے رتبہ کے موافق ہم سے کیونکر بن پڑے گی؟" (حضرتؒ نے اپنے ان خلیفہ صاحب کا نام بھی اپنے ایک خادم پر ظاہر فرمایا تھا جو بفضلہ تعالےٰ حیات ہیں، پروردگار عالم اپنی قدرت کاملہ اور رحمت واسعہ سے انھیں عمر دراز نصیب فرمائے۔ اور یہ باتیں ظہور میں آئیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔)

ایک دوسرا خواب | فرمایا: "ایک خواب کالے میاں کی والدہ نے بھی دیکھا تھا کہ ہاتھی آیا ہے اور کالے میاں (آپ کے صاحبزادے) ساتھ ہیں۔ وہ دیکھ کر ڈر گئیں، اور کالے میاں نے ہاتھی سے اُتر کر کہا کہ یہ میری والدہ ہیں، یہ سُنکر وہ فوراً اُن کے قدموں کی طرف جُھکا، ہم نے خواب سُنکر کہا۔ "وہ ایک آدمی ہے (ہاتھی نہیں ہے) اس کے بعد حکم ہوا کہ "جی چاہے تو یہ خواب لکھ لینا مگر ہماری زندگی میں نہ کہنا۔"

اصحاب فرید پور خواب میں | فرمایا: "ہم نے خواب میں دیکھا کہ یہاں صحن میں ایک شخص ٹہل رہے ہیں، ہم نے پوچھا کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ اُنھوں نے کہا فرید پور سے آئے ہیں دادا حضرتؒ کا عرس کرنے کے لئے۔" ارشاد ہوا کہ "خواب دیکھنے کے بعد ہم نے لوگوں سے کہا کہ اب فرید پور (بنگال) کے لوگ آئیں گے اور مُرید ہوں گے۔ کچھ عرصہ بعد مولوی محمد ابراہیم صاحب آئے، ہم نے اُن کی صورت دیکھی تو پہچان لیا کہ یہ وہی شخص ہیں جن کو ہم نے خواب میں دیکھا تھا۔ پھر وہ مُرید ہوئے۔"

Marfat.com

علماء دنیوی پھیر پھار میں ہیں فرمایا: "ہم نے خواب میں علماء کی ایک جماعت کو دیکھا کہ اُتر کی جانب آئی ہے، ان لوگوں نے ہمیں دیکھ کر کہا کہ آپ کا چہرہ دیکھ کر ایک رغبت اور خواہش پیدا ہوتی ہے (اور یقین ہوتا ہے) کہ آپ کی صحبت سے ہمیں فائدہ پہنچے گا اور ہدایت نصیب ہوگی، مگر آپ کے (بعض خلفاء کے چہرے میں یہ بات نہیں ہے، اور ہم لوگ دنیوی پھیر پھار کی وجہ سے آپ کے پاس نہیں آتے اور اسی وجہ سے مُرید نہیں ہوتے۔"

الہام آج مغرب کی نماز میں ہمیں "معلوم ہوا" کہ اہل کتاب حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کو جانتے اور مانتے تھے (کہ آپؐ صادق، امین، اور نبی برحق ہیں) مگر دنیوی سبب سے آپؐ پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ اس سے ہمیں بہت سرور ہوا۔"

من کی بتیا ایک بار آپؒ نے میاں محمد حسین غازی پوری سے فرمایا: "آج ہم نے خواب دیکھا مگر ہمارے من کی بتیا نہیں ہوئی، خواب میں ہم نے دیکھا کہ آسمان سے ایک درخت اُترا اور زمین پر آکر جم گیا اور بہت بار آور ہوا، اور بہت پھل گُودی (پیپل یعنی درخت پیپل کے پھل) کی طرح ننھے ننھے اور گول گول اس درخت میں لگے، پھر وہ درخت آسمان کی طرح چلا گیا، اس درخت کے بہت سے پھل گر گئے، اور چند پھل درخت میں لگے ہوئے ساتھ گئے" (فرمایا) "درخت میں جتنے پھل تھے وہ میرے مُرید ہیں جو گر گئے وہ جنتی اور جو لگے رہے وہ کاملین سے ہونگے، میں چاہتا ہوں کہ میرے سب مُرید کامل ہوں، مگر میرے من کی بتیا پوری نہ ہوئی۔"

ہندوستان سے باہر کے لوگ فرمایا: "۲۴ ذوالحجہ کی دوپہر کو میں نے خواب میں دیکھا چند لوگ غزل پڑھتے اور وجد اور رقص کرتے ہیں اور یہ مصرعہ پڑھ رہے ہیں ع برتنت یک بجرو برحاصل مدام۔ وہ لوگ ہندوستان اور بنگال کے نہ تھے بلکہ افغانستان کی طرف کے معلوم ہوتے تھے، اُن کے دیکھنے سے ہمیں اسی طرح سرور ہوا (جس طرح کہ تم خلیفہ لوگوں کو دیکھنے سے ہوتا ہے، میں نے اُن کو اپنے سینہ سے لگا لیا۔ یہ اچھی طرح یاد نہیں ہے کہ یہ لوگ (مصرعہ میں) 'درتنت' کا لفظ پڑھتے تھے یا 'برتنت' کا۔ مگر میں نے غور کیا کہ 'برتنت' سے کیا مطلب ہے، شاید یہ معنی ہو کہ ع دردلت یک بجرو برحاصل مدام۔"

تمام خلفاء حضرؒ ہی کے مرید ہونگے ایک ارشاد ہے کہ "جن کو اس آستانہ سے خلافت نصیب ہے خواہ وہ کتنے ہی واسطوں سے آئیں (وہ سب) ہمارے مُرید اور فرزند ہونگے۔" آپؒ نے شاید اس خواب میں کسی ایسے ہی فرزند کو دیکھا ہے جو فرمایا کہ ان کے دیکھنے سے ہمیں ایسا ہی سرور ہوا جیسا تم (خلفاء) کو دیکھنے سے ہوتا ہے!"

دوسروں کے خواب

جو اُنھوں نے حضرت قبلہؒ کے متعلق دیکھے

بزرگوں نے خدمت اقدس میں بھیجا مولوی غلام مظہر صاحب عرف منے میاں کا خواب ہے کہ بنارس میں رنگیلے شاہ کی مسجد کے متصل

Marfat.com

جو چبوترہ ہے اُس چبوترہ پر اُنھوں نے اپنے آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا، اور چبوترہ سے ملی ہوئی جو گلی ہے اُس گلی کی طرف سے چند اکابر اولیاء اللہ (جنمیں سیدنا حضرت سید مخدوم جہانگیر اشرفؒ بھی تھے) آتے ہوئے نظر آئے، اور ننھے میاں سے فرمایا کہ تم اُس بالاخانہ پر (جہاں حضرت قبلہؓ تشریف رکھتے ہیں) کیوں نہیں جاتے۔ ننھے میاں نے اپنے پاؤں کی طرف دیکھکر کہا کہ میں کس طرح جاؤں، پاؤں میں تو بیڑیاں ہیں۔ اور اس وقت اپنے پاؤں میں بیڑیاں دیکھیں جن کے سبب بالاخانہ پر جانے سے معذور تھے، ان بزرگوں کے ہاتھوں میں مثل کرچ (تلوار) کے چمکتا ہوا ایک دھات کا آلہ تھا، اور ننھے میاں کے پاؤں کی بیڑیاں بھی اسی دھات کی اور ایسی ہی چمکتی ہوئی تھیں، ان اصحاب نے ان بیڑیوں پر ضرب لگانے اور ان کے کاٹ ڈالنے کے لئے ہاتھ اُوپر کو اُٹھائے کہ یکایک آنکھ کھل گئی اور ننھے میاں خواب سے بیدار ہوگئے۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ ننھے میاں مزار کچھوچھہ شریف خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپؒ نے تعلیم و تلقین فرمائی، خدا نے کامیاب کیا اور خلافت عطا ہوئی۔

خود پیر و مرشد نے بھیجا جناب شاہ قطب علیؒ صاحب اعظم گڈھی کے ایک مُرید حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ میرے پیر و مرشد نے فرمایا کہ جاؤ اور وہاں سے فیض حاصل کرو! اسلئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ آپؒ نے انکو تعلیم و تلقین فرمائی۔

حاکم روحانی مفتی افضال الحق صاحب دہلوی ڈپٹی کلکٹر جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں جب بنارس میں تھے تو رات کو اپنے ورد و وظیفہ سے فارغ ہوکر دُعا مانگا کرتے "یا اللہ! مجھے اس شہر کے (صاحب خدمت) حاکم روحانی کی زیارت نصیب کر!" ایک شب بعالم خواب انھوں نے دیکھا کہ تمام سڑکیں بالکل سُنسان اور خالی پڑی ہیں، ایک سڑک پر نظر ٹھہری تو ہمارے حضرتؒ کو دیکھا کہ تن تنہا خراماں خراماں تشریف لا رہے ہیں، کسی نے اسی خواب میں اُن سے کہا کہ "تم دیکھ لو۔ حاکم روحانی (صاحب خدمت) یہ ہی ہیں! صبح مفتی صاحب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے (زیارت سے قبل کئی بار حاضر خدمت ہو چکے تھے) خواب کا واقعہ بیان کیا اور سلسلۂ طریقت میں آپؒ سے طالب ہوکر آپؒ کی تلقین و توجہ سے فائز المرام ہوئے اور اس کے بعد بنارس اور غازیپور میں بار بار حاضر ہوتے رہے۔

قیامت کے ہنگامہ سے محفوظ مقام سید مظفر علی ساکن سلہٹ کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ تمام عالم میں ایک طوفان، نمونۂ قیامت برپا ہے اور ساری دُنیا مٹی کی کیچڑ کی طرح دلدل ہوگئی، لوگوں میں سے کوئی کمر تک کوئی زانو تک ——— اور کوئی سینہ تک اس دلدل میں دھنس رہا ہے اور یوں اعلان ہوا ہے کہ آج فقط مزار کچھوچھہ شریف ہی ایک مقام ہے جہاں طوفان نمونۂ قیامت کا کچھ اثر نہیں ہے۔ لوگ جوق جوق وہاں کے لئے چلے جا رہے ہیں، اور دربار شریف کے مُرید اس طرح حاضر ہو رہے ہیں کہ پیروں میں بھی مٹی اور کیچڑ کا کوئی اثر نہیں ہے مگر اور لوگ دلدل میں پھنس چکے ہیں۔ میں بھی دربار شریف میں حاضر ہوا، اور سُنا کہ حضرت قبلہؒ مزار شریف سے باہر تشریف لے آئے

Marfat.com

اور میرے پیر و مرشد جناب سید مظفر علی صاحب اور دوسرے اصحاب مجذوبانہ طریقہ سے اور کمال بیقراری کے ساتھ آپؒ کے استقبال کے لئے اُتر کی طرف متوجہ ہو کے دوڑ دھوپ کر رہے ہیں کبھی کبھی مٹی پر اُکڑوں بیٹھ جاتے ہیں اور ہندوستان کے سب خلفاءؒ لکڑی سے بنی ہوئی چوکیوں پر جو اُتر کی جانب بچھی ہوئی ہیں بیٹھے ہیں اور رُخ سب کا دکن کی جانب ہے اتنے میں آنکھ کھُل گئی۔

قربت روحانی دربارِ رسالت کے تم | فرمایا: "ڈپٹی فیض اللہ خاں مرحوم نے خواب میں دیکھا کہ یہ تخت (چوکی) جس پر ہماری نشست رہا کرتی ہے۔ اس تخت پر کبھی تو آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اور جب آپ تشریف لے گئے تو اُنھوں نے ہمیں دیکھا کہ اس جگہ پر ہم بیٹھے ہیں، ہم چلے گئے تو حضرت رسول مقبول صلعم کو تشریف فرما دیکھا۔ اُنھوں نے (ایک بار نہیں بلکہ) بارہا خواب میں دیکھا کہ یہ چوکی کبھی خالی نہیں رہتی، اس مقام پر یا تو حضرت سرور کائنات صلعم کو بیٹھے ہوئے دیکھا یا ہمیں، اللہ جانے اس میں کیا بھید ہے؟ اس خواب کو لکھکر سکندر شاہ اور منشی عبدالقدیر کو سُنا دینا عام طور پر لوگوں سے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

آفتاب پر گرہن | فرمایا: "ہمارے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب میں کچھ گرہن لگا ہوا ہے ہم نے سمجھ لیا کہ ہم پر کوئی مصیبت آئے گی مگر دُور ہو جائے گی گرہن آفتاب پر رہتا نہیں ہے۔"

تختِ معلق برہوا | ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک تخت ہوا پر معلق ہے، اور اُس پر ایک پنجرا رکھا ہے جس میں ایک نہایت خوبصورت طوطا ہے، لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضرت صاحبؒ کا یہ طوطا جنتی ہے اور وہ تخت ایسے مقام پر معلق ہے کہ اس جگہ تخت کے نیچے (زمین پر) گندگی ہے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے، ہم اس خواب کو دیکھکر بہت خوش ہوئے، دو رکعت نماز شکرانہ ہم نے ادا کی۔ اس کے سوا نماز شکرانہ ہم نے ادا نہیں کی تھی۔"

فخر العارفین | جب سیدنا حضرت دادا پیر صاحب قدس سرہٗ کے خداداد اور غیبی لقب "شیخ العارفین" کا اظہار فرمایا گیا تو ایک صاحب نے دریافت کیا کہ حضور کا خداداد لقب کیا ہے؟ اس وقت آپؒ نے کچھ نہ فرمایا، خاموش رہے، اس کے بعد مولوی سید احمد صاحب نے خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہؒ حسبِ معمول اپنے حجرہ میں تشریف فرما ہیں اور کچھ لوگ صاف ستھرے لباس میں آپؒ کے ارد گرد (حلقہ کئے ہوئے) بیٹھے ہیں۔ اِن میں اکثر وہ ہیں جن کو میں نہیں پہچانتا۔ حضرت قبلہؒ نہایت جوش کی حالت میں ہیں۔ چہرہ انور پر سُرخی اور آثار فرحت نمایاں ہیں، ارشاد فرمایا: "میں **فخر العارفین ہوں**" اور اس جملہ کی تکرار فرمائی کہ میں فخر العارفین ہوں! مولوی صاحب نے یہ خواب خدمت مبارک میں عرض کیا۔ فرمایا: "تم نے درست دیکھا کہ غیبی لقب ہمارا فخر العارفین ہے" ارشاد ہوا کہ خادموں میں سے فلاں اور فلاں کو خط لکھ دو۔ چنانچہ جن جن کے نام ارشاد فرمائے تھے اُن خادموں اور غلاموں کو اُنھوں نے مکتوب گرامی روانہ کئے اور اس خواب اور اس خواب کے متعلق جو ارشاد ہوا۔ اُس سے اطلاع دی۔

Marfat.com

زندہ پیر حاجی زید صاحب ساکن کملائے دو بار حج کئے تیسری دفعہ پھر حج و زیارت کا ارادہ کیا خواہش و آرزو یہ ہوئی کہ حجاز مقدس میں کسی بزرگ سے مرید بھی ہوجائیں، ایک روز خواب میں دیکھا کوئی بزرگ فرماتے ہیں "پیر سمجھ کر کرنا چاہئے (بے سوچے سمجھے ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے) اس خواب کے بعد انھیں خیال ہوا کہ اسلام آباد جہانگام ہمیشہ سے بزرگوں کا مقام چلا آتا ہے، وہاں چلکر زیارت مزارات بھی کریں اور تلاش شیخ بھی، جب شہر میں آئے تو بعض لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ تم کہاں جاؤ گے؟ اُنھوں نے کہا کہ "زندہ پیر کے پاس"! لوگوں نے کہا کہ شاید تم مزار کھیل جانا چاہتے ہو، اور یہاں کا پتہ بتا دیا۔ یہ شہر سے مزار کھیل شریف کے لئے چلے۔ مگر یہ نام (مزار کھیل) بھول گئے۔ ایک مرد اُمّی اور بہت سیدھے اور نہایت نیک ہستی تھے لوگوں سے پوچھ گچھ کرتے ہوئے کسی نہ کسی طرح آخر دربار شریف تک پہنچے۔ اب جو پہلی نظر حضرت قبلہؒ کو دیکھا بول اُٹھے کہ یہی وہ صورت تھی جو خواب میں ظاہر ہوئی تھی (اور فرمایا تھا کہ پیر سمجھ کر کرنا) حاجی صاحب مُرید ہو گئے۔ اُن کو تعلیم و تلقین فرمائی گئی اور کچھ روز کے بعد رخصت کر دیے گئے۔ مکان پہنچے تو ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی، یہ بہت بزرگ آدمی تھے اور انھیں "کشف صادق" ہوتا تھا۔ ان بزرگ نے حاجی صاحب سے کہا کہ جب تم پہنچ گئے تھے، تو مُڑ کیوں نہ گئے دوبارہ کچھ عرصہ کے بعد جب حاجی صاحب حاضر خدمت ہوئے تو خدا کی رحمت سے ان کو ہمارے حضرت قبلہؒ کی بارگاہ سے خلافت نصیب ہوئی۔

حضور رسالت مآب کی خدمت خاص از انجملہ یہ ہے کہ آپؒ کے ایک مُرید نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک پالکی اُتری جس میں ایک عالیشان بزرگ با ہزاراں ہزار عزّ و وقار و جاہ و جلال جلوہ افروز ہیں۔ اور ہمارے حضرت قبلہؒ کو دیکھا کہ اس پالکی کے پاس مؤدب نگاہ نیچی کئے ہوئے تشریف رکھتے ہیں اور ان بزرگ کے قدم مقدس کی خدمت مریدانہ میں بکمال ذوق و شوق مشغول ہیں۔ خواب ہی میں معلوم ہوا۔ جو سواری آسمان سے نازل ہوئی اس میں حضرت سرور کائنات، فخر موجودات علیہ التحیۃ والتسلیمات جلوہ افروز ہیں، آپؐ پالکی میں لیٹے ہوئے تھے، اس خواب کو سُنکر حضرت قبلہؒ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا یہ ہمارے حُجرے میں سے جو چیز تمھارا جی چاہے لے لو۔ اُنھوں نے عرض کیا کوئی عطیہ دستِ مبارک سے عطا ہو جائے۔ آپؒ نے حمائل شریف عطا فرمائی۔

ایک اور خواب آپؒ کے ایک اور مرید مولوی فضل الرحمن صاحب نے خواب میں دیکھا کہ "حضرت قبلہؒ کے حُجرہ شریف میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جلوہ فرما ہیں، آپؐ کے روبرو ایک مُہر رکھی ہوئی ہے جس مُہر پر بخطِ نورانی لکھا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، اور یہی مُہر آپؐ کی پشت مبارک پر بھی کندہ ہے حضور صلعم نے یہی مُہر اس بندہ کی پشت پر بھی لگا دی، مگر وہ زیادہ چمکی نہیں ہے، اتنے میں دیکھا کہ حضرت قبلہؒ تشریف لائے اور حضرت سرور کائنات کے حسبِ ایما ہمارے حضرتؒ نے مجھ پر مُہر لگا دی۔ یہ بھی پہلے کی طرح تھی اور یہ ارشاد فرمایا

Marfat.com

"اللہ اور اللہ کے رسول جسے پسند فرما لیتے ہیں۔ یہ مُہر میں اسی پر لگاتا ہوں کسی اور کی سفارش پر نہیں لگاتا!"

کتاب ہمارے اولیاء اللہ | فضل الرحمٰن صاحب کا ایک اور خواب ہے کہ ایک کتاب جو خانقاہ شریف میں رہتی ہے مجھے دکھائی گئی، اس کتاب کے وسط میں نہایت نمایاں طریقہ سے سیدنا حضرت دادا پیر صاحب قبلہؓ اور ہمارے حضرت قبلہ قدس اللہ اسرارہما کے اسمائے پاک ایک خوبصورت گول دائرہ کے اندر جو دائرہ کہ تحریر کلمۂ طیبہ سے پیدا ہوا ہے لکھے ہیں، اور پھر اسی کتاب میں چار سو پینسٹھ اولیاء اللہ کے نام لکھے ہوئے دیکھے۔ سب سے پہلے حضرت قبلہؒ کے ایک خاص مُرید اور خلیفہ صاحب کا نام ہے جن کے نام کے برابر لکھا ہے ابدال! (جن کو حضرت قبلہؒ یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہمارے اوّل خلیفہ ہیں)

دوسرے خواب اپنے محل پر ہیں | ہمارے حضرتؒ کی ذات گرامی کے متعلق اور جو خواب لوگوں نے دیکھے ہیں (اور اس خادم کے علم میں آئے ہیں) وہ اپنے اپنے محل اور موقع پر درج کئے گئے ہیں۔

سیرت فخر العارفینؒ حصۂ اوّل کا اختتام

از حضرت مؤلف | آج سیرت فخر العارفینؒ" حصہ اول کا اختتام ہوا۔ اس کا سلسلۂ ترتیب تیاری اگرچہ کئی سال سے جاری تھا، مگر علالت و عدیم الفرصتی نے پوری کتاب شریف کی تیاری سے قاصر رکھا۔ کام جب تقریباً نصف پر پہنچا تو برادران طریقت علی الخصوص جناب مولوی مستفیض الرحمٰن خاں صاحب ایم۔ اے ڈپٹی کلکٹر کا اشتیاق غالب اشاعت بلا تاخیر کا ہوا۔ اور فہمائش ہوئی کہ تاخیر مزید کا چارہ کار یہ کیا جائے کہ تمامی مضامین کتاب شریف کو دو حصص پر تقسیم کر دیا جائے اور حصۂ اولین کو بلا تاخیر شائع کر دیا جائے لہذا پہلا حصہ شائع کیا جاتا ہے باقی مضامین انشاء اللہ حصہ دوم میں شائع ہوں گے۔

۲۔ جو کچھ اس کتاب شریف میں ہے وہ یا تو حضرت قبلہ وکعبہ قدس سرہٗ کے ارشادات ہیں یا میرے ذاتی معلومات اور دوسرے شاہدین کے عینی مشاہدات۔

۳۔ جب آپؒ صدر حیات پر جلوہ افروز تھے تو بعض خدام کا یہ دستور رہا کہ مجلس مبارک میں زبان پاک سے جو کچھ سنتے بعد اختتام مجلس اپنی قیامگاہ خانقاہ شریف میں جا کے لکھ لیا کرتے تاکہ اس نعمت عظمیٰ سے ہمیشہ استفادہ کرتے رہیں۔ ان بھائیوں کو یہ ذوق خدا دادی عطا ہوا تھا۔ جب آپؒ کی سیرت پاک لکھنے کا مشورہ ہوا تو اپنی یادداشتوں کے علاوہ یہ تمام یادداشتیں اس خادم بارگاہ کے پیش نظر آئیں۔ کام نہایت اہم تھا لیکن الحمد للہ کہ رحمت خداوندی نے مدد اور یاوری و دستگیری فرمائی۔

Marfat.com

۴۔ اس کمترین نے تمام یادداشتوں کا بغور و فکر مطالعہ کیا اور جہاں تک کہ اپنا ذوق تھا اور اپنا فہم ناقص اسکے مطابق عنوانات کی تعین اور مضامین کی ترتیب و تقسیم کو عمل میں لایا اور تمام ارشادات اور واقعات کو نہایت احتیاط و دیانت کے ساتھ لکھنے کی کوشش کی بتشریحاً اگر کچھ الفاظ ضروری معلوم ہوئے تو ایسے الفاظ خطوط وحدانی (بریکٹ) میں اضافہ کیئے۔

۵۔ خطائے بشری سے غلطی یا فروگذاشت اگر کہیں ہوگئی ہو تو بارگاہ خداوندی میں التجا ہے کہ دامن رحمت میں ڈھانک لے۔ وہ غفور الرحیم ہی چارہ ساز بیکساں اور پناہ بے پناہاں ہے۔

۶۔ آخر میں دعا ہے کہ خداوند عالم اس کتاب شریف کو بخشائش کا وسیلہ اور بندگان خدا کیلئے صلاح و فلاح دارین کا ذریعہ فرمائے۔ فقط

سکندر شاہ

ارشاد ازناشر: سیدنا و مولانا و مرشدنا قبلہ و کعبہ حضرت فخر العارفین قدس سرہٗ العزیز کے خلیفۂ ممتاز برادر والا جاہ حق آگاہ حضرت حکیم مولانا سید سکندر شاہ صاحب نے علالت طویل اور فقدان فرصت اور کثرت و ہجوم اشغال کے باوجود اس کتاب شریف سیرت فخر العارفین یعنی اس اہم خدمت دین و طریقت کی مشغولی میں کمال محویت و ذوق و شوق و نہایت دقت نظر اور غایت فکر و تحقیق و تلاش کے ساتھ چھ برس کا زمانہ بسر فرمایا۔ للہ الحمد کہ رحمت ربانی اور تائید رحمانی نے اس مہم کو اس درجہ کامیاب فرمایا اور ہم محرومان دیدار کو یہ پیام جانبخش و دل نواز باعث تازگی دین و ایمان نصیب ہوا۔ اب التجا بحضور مجیب الدعا یہ ہے از راہ بخشش و عطا فہم و ہمت و توفیق نصیب فرمائے اور بحرمت سید المرسلین خاتم النبیین و بطفیل حضرات محبوبین و مقبولین بارگاہ رب العالمین حضرت مؤلف زاد مجدہٗ کو عمر دراز عطا فرمائے۔ نیز وہ فراغ خاطر و صحت جسمانی کہ اشاعت حصۂ دوم کے علاوہ اسلام کی جن خدمات مہتم بالشان کے واسطے آرزو ہیں اس ذات ہمایوں کے ساتھ وابستہ ہیں اللہ جل شانہٗ کی قدرت کاملہ اور رحمت واسعہ سے سرانجام پا جائیں آمین

بندہ درگاہ عبدالقدیر دہلوی

ربیع الاول ۱۳۵۲ھ

راہ رسم منزل: جانگام سے اسٹیشن دوہزاری تک ریل۔ اسکے آگے ایک گھنٹہ کی مسافت ہے لاریاں بھی چلتی ہیں ۱۲ ذی القعدہ اور ۱۰ ذی الحجہ کو سالانہ دو اجتماعات عظیم بتقریب عرس ہوتے ہیں۔

قطعہ تاریخ طبع کتاب شریف از شاعر مقبول دربار شریف جناب حافظ مقبول احمد صاحب کوکب

للہ الحمد یہ کتاب چھپی نسخۂ راحت قرار دل ہوگئیں طے منازل عرفان مل گیا جادۂ دیار دل
ہیں مضامین کہ آب رحمت ہے دل گیا سر بسر غبار دل کیا مئے خوشگوار ساقی ہے اب اتر جائے گا خمار دل
اس سے ہوگی صفائے کامل روح اس سے ہوگا کشود کار دل خوب ہے سال طبع اے کوکب سیرۃ العارفین بہار دل
اس سے ہوتی ہے دل کو جمعیت دفع ہوتا ہے انتشار دل ۱۳ ۵۴ھ

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

سیرتِ فخر العارفین

حصہ دوم

جس میں بدر الملۃ والدین سیدنا و مولانا و مرشدنا و ملجانا

فخر العارفین حضرت سیّد شاہ محمد عبد الحیؒ

اسلام آبادی کے

حالاتِ طیبات و ارشادات و تعلیمات و کرامات کا بیان ہے

مؤلفہ

حق آگاہ حضرت مولانا حکیم سیّد سکندر شاہ صاحب قبلہؒ

مرتبہ

حضرت مولانا شاہ عبد القدیر صاحب قبلہؒ

Marfat.com

فہرست حصّہ دوم

نمبر شمار	عُنوان	صفحہ
۱	دیباچہ	۴
۲	بُزرگان دین کا احترام	۵
۳	حضرت غوث اعظمؒ کا ارشاد	۷
۴	سیدنا حضرت فخر العارفینؒ	۸
۵	سالک کی فنا اور ولادت معنوی	۱۰
۶	دیباچہ حکیم اجمل خاں صاحب (مرحوم)	۱۱
۷	رازِ فنا	۱۳
۸	ولادت معنوی	۱۴
۹	پاک و ناپاک ولادت معنوی	۱۶
۱۰	مرزا غلام احمد قادیانی	۲۲
۱۱	حضرت فخر العارفین کے غیبی معلومات و مکشوفات	۲۷
۱۲	ولادت معنوی کا ثبوت	۲۹
۱۳	شیطان ہر طرح سے گمراہ کرتا ہے	۴۷
۱۴	توضیحات رازِ فنا	۵۴
۱۵	تشریح حالات مرزا غلام احمد قادیانی	۵۸
۱۶	قادیانی مذہب کا عُروج و زوال	۶۴
۱۷	حضرت فخر العارفینؒ کی پُراَسرار تقریر	۶۷
۱۸	ارشاد حضرت فخر العارفینؒ و کلام شاہ ولی اللہ صاحبؒ	۸۲
۱۹	ولادت معنوی و قوت موثرہ	۸۷
۲۰	فقیری کی انتہائی شان اسلام میں	۹۵

Marfat.com

قطعۂ تاریخ

(از جناب حافظ مقبول احمد صاحب کوکب بنارسی)

سیرت العارفینؒ جلد دوم — طبع گشتہ باحسن التکمیل
شاہراہِ سُلوکِ عرفاں را — ایں کتاب است رہ نُما و دلیل
گشت ردِّ تناسخ رُوحی — ہم بفرمانِ واجب التعمیل
بر فنا در ولادتِ ثانی — ہست ایں نسخہ بے مثال و مثیل
حضرتِ سیّد سکندر شاہ — گشت بس، مستحقِ اجر جزیل
ساخت توضیح منزلِ مقصود — بہرِ آرام عابدانِ سبیل
فقرِ ناپاک و پاک گشت عیاں — کرد اظہار ہر دو بالتفصیل
کششِ قوتِ مؤثر را — کرد تشریح بے نظیر و عدیل

گفت تاریخ طبع اُو کوکب
سیرت عارفین ربِّ جلیل

۱۳۶۶ ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

یہ سیرت حضرت فخرالعارفین قدس سرہ کا دوسرا حصہ ہے، اس میں آپ کے ملفوظات شریف مع رسالہ ولادتِ معنوی عرف رازفنا اور اُس کی تصریحات و توضیحات، اور پاک (اسلامی فقیری ا[ور] ناپاک (غیر اسلامی) فقیری کا بیان ہے۔

اور یہ مولائی و مرشدی، قطب زماں، غوثِ دوراں، فخرالعارفین، سید السادات
حضرت مولانا سید محمد عبدالحی قبلہ
قدس سرہ العزیز کے ارشادات سے ہے۔

رسالہ "رازفنا" آپ کی حیات مبارک میں ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں شائع ہو چکا ہے چوں کہ اس رسالہ کے مضامین اسلامی اور مکشوفات عالی تمام بندگانِ خدا علی الخصوص اہل اسلام طالبان مولی کی نجات اُخروی اور راہِ نجات رُوحانی کی رہبری کے لئے، ازبس فیض بخش و نفع رساں ہیں اس لئے سب بندگانِ خدا کی بھلائی اور عام خدمت و نفع رسانی کے مقصد صالحہ اور زینتِ خیر کے ساتھ "سیرت فخرالعارفین" کا یہ حصہ جداگانہ شائع کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد "سیرت فخرالعارفین" کا تیسرا حصہ شائع ہوگا (ہو چکا ہے)۔

اُمید ہے کہ اہل اسلام اس سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھائیں گے اور بہت قسموں کے غلط اور غیر اسلامی "راستوں" سے بچ کر صلاح و فلاحِ دارین سے بہرہ ور ہوں گے۔ وما ذالک علی اللہ بالعزیز۔

اور اہل اسلام کے علاوہ یہ کتاب دوسرے مذاہب اور دوسرے بندگان خدا کے لئے بھی شمع ہدایت ہے۔ اگر وہ تعصب اور حسد اور غلط فہمی سے بچ کر ٹھنڈے دل سے بہ نگاہ تحقیق دیکھیں اور سمجھیں تو اُنھیں بھی اس میں نجات کی سیدھی راہ نظر آئے گی۔ وعلینا الا البلاغ۔

(حکیم) سکندر شاہ

رجب ۱۳۶۶

Marfat.com

بزرگانِ دینؔ کا اَدبْ وُ احترام

ہم نے تمام جہانْ کے بُزرگوں کا اَدب کیا ہے

ارشاد فخر العَارفینؒ

مومنین کے ساتھ حُسنِ ظن اسلامی تعلیم ہر مومن کے ساتھ حُسن ظن (نیک گمان) رکھنے کی ہے قرآن مجید و فرقان حمید میں اللہ عزّ وجل تعلیماً ارشاد فرماتا ہے۔

والذین جاؤ من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین اٰمنوا ربنا انک رؤف رحیم (پ۲۸ ع ۴)

"اور جو سابقین، اوّلین کے بعد آئے۔ وہ دُعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو، نیز ہمارے بھائیوں کو بخش دے اور جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں ایسا کر کہ ان کی طرف سے ہمارے دلوں میں بُرائی و بدگمانی نہ آنے پائے"

اس آیت شریف کی شرح میں صاحب موضح القرآن فرماتے ہیں:

سب مسلمانوں کو چاہیے، کہ اگلوں کا حق مانیں اور اُن کے پیچھے چلیں اور اُن سے بیر (کینہ) نہ رکھیں

ارشادِ نبویؐ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"ایمان والوں کے ساتھ حُسن ظن (اچھا گمان) رکھو"

یہ بھی حدیث مقدسہ میں وارد ہوا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیًا فقد اذنتہ بالحرب الخ (رواۃ البخاری کذافی المشکوٰۃ)

جو میرے ولی سے دشمنی رکھے اس کو (خدا سے) جنگ کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ گویا دشمن ولی کے لیے خدا کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔

کلام الٰہی اور کلام نبویؐ پس کلام الٰہی اور کلام نبویؐ دونوں سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام میں ادب و تعظیم بزرگان دین کی کتنی اہمیت ہے؟ - اور یہ کس

Marfat.com

قدر ضروری چیز ہے ؟

حضرت مولانا رُومؒ

اسی لئے حضرات صوفیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ا معتقدین کو بزرگان دین کے ادب و تعظیم کی تعلیم واضح طور پر فر چناں چہ حضرت مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی شریف میں ارشاد فرمایا ؎

از خُدا خواہیم توفیقِ اَدب   بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

بے اَدب تنہا نہ خود را داشت بد   بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

حضرت سیّدنا و مُرشدنا کا ارشاد

مرشدنا و مولانا حضرت فخر العارفین رح نے چودھویں صد ہجری میں اسلامی ادب و تہذیب کا از سرِ نو احیاء فرما اور آپ کے نفوسِ قدسیہ سے گُلشن اسلام میں تازہ بہار آئی اور حضرات سلفِ صالحین رح کے بھولے ہوئے سبق یاد آ گئے۔

آپ نے اَدب بُزرگان دین کے سلسلہ میں مُریدین و معتقدین کو یہ جامع و مانع اُصول ا و تعلیم فرمایا۔

ہم نے تمام جہان کے بُزرگوں کا اَدب و احترام کیا ہے، تم لوگ بھی ایسا ہی کرنا !۔

اَدب بدرجہ کمال

خود ذات مبارک و مقدس میں بزرگوں کے اَدب و تعظیم کی رعایت بدر کمال تھی جس کا تذکرہ "سیرت فخر العارفین"، حصہ اول میں شائع ہو چکا اور یہ حقیقت سیرۃ شریف کے ناظرین پر اچھی طرح روشن ہو چکی ہے۔

عالم غیب سے علم ہوا

لیکن جب عالمِ غیب سے منجانب حق سبحانہٗ تعالیٰ آپ کو تین شخصو کے باطنی اور اندرونی حالات کا علم عطا فرمایا گیا ایسے تین اشخاص کا کہ جو نظرِ عوام میں ظاہراً بزرگ اور صاحب کشف و کرامت مگر حقیقتاً اور باطناً گم راہ اور گم راہ کر والے تھے اور اس علم کے اظہار اور اعلان پر آپؒ عالم غیب کی طرف سے مامور و محکوم فرمائے گ تو پھر آپؒ نے بہ تعمیل غیبی احکام، بغرض مفاد و ہدایتِ بندگانِ خُدا اس علم کا اظہار و اعلان ہونسگا طریقہ سے فرمایا اور ۱۹۱۷ء مطابق ۱۳۳۵ھ میں ایک رسالہ "سالک کی فنا اور ولادت معنوی بنگلہ زبان میں شائع فرمایا - پھر ایک سال کے بعد اسی رسالہ کا اُردو ترجمہ "رازِ فنا"، شائع ہوا

مامورین من اللہ

برادرانِ اسلام ! یہ بات شریعت سے ثابت ہے کہ مخلوق میں جب گراہ اور خرابیاں پھیل جاتی تھیں تو ہدایت خلق کے لئے حق سبحانہٗ تعالیٰ نے حضرات

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تھا اور انھیں گم راہ لوگوں کے حالات کا علم عطا فرماتا تھا۔

اور یہ امر طریقت سے ثابت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ بعض اولیاء اللہ کو حفاظت دین کی خاطر گم راہ لوگوں کے باطنی اور اندرونی حالات کا علم فرماتا ہے جیسا کہ غوث اعظم محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل ارشاد سے ظاہر ہے۔

حضرت غوث اعظمؓ کا ارشاد

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ نے ارشاد فرمایا:
اللہ عزوجل کبھی (اپنے کسی) خاص ولی کو اطلاع دیتا ہے (کسی) دوسرے (گم راہ اور گم راہ کرنے والے) کے عیبوں اور اس کے جھوٹے دعوے اور اس کی باطنی برائی پر، اور (افعال و اقوال میں اس کے شرک کرنے پر پھر یہ ولی اللہ اپنے پروردگار اور اس کے رسول اور اس کے دین کی وجہ سے اس کذاب مدعی (کی فریب خوردگی اور فریب دہندگی) پر غیرت کرتا ہے اور باطن میں اُس ولی کا غصہ اور حمیت دینی کا جذبہ سخت و شدید ہو جاتا ہے اور اب اس کا اثر ولی کے ظاہر میں پایا جاتا ہے اور پھر اس جھوٹے مدعی کے عیوب کا اور احوال صدیقین کے دعوے (کرنے) اور برگزیدگانِ حق کے ساتھ بے ادبی کرنے کا اور اس (کذاب) کے افعالِ خبیثہ اور بے حیائی کا تذکرہ اُس ولی (حق کی) زبان پر جاری ہو جاتا ہے (اس اعلان حق اور اظہار صداقت کی وجہ سے اس ولی اللہ پر غیبت کی نسبت نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے اللہ کا یہ ولی تو ایک مدعی کے جھوٹ اور افترا پر (حکم خدا سے) طعن کرنے والا ہے۔ تاکہ یہ جھوٹے دعوے کرنے والا (اپنی حقیقت باطنی سے) واقف و آگاہ ہو کر اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اہلِ اسلام (اس کی حقیقت سے واقف ہو جائیں) اور اس کے فتنہ و شر سے بچیں۔
اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے۔

(فتوح الغیب مقالہ ۳۰)

یہ وہی سلسلہ ہے سیدنا و مرشدنا مولانا حضرت فخر العارفینؒ نے اپنے زمانے کے تین گمراہوں کے جو حالات مفادِ عامہ کی خاطر ظاہر فرمائے وہ اسی قبیل سے ہیں۔ پس اُمید ہے کہ یہ چیز اہلِ اسلام کے لئے معیار و حق و باطل (کھرے کھوٹے کو پرکھنے کی کسوٹی) ثابت ہوگی۔

Marfat.com

اور برادرانِ اسلام! ہدایت اسلام کی روشنی میں صراطِ مستقیم پر قائم رہ کر دورِ آخر کے ہر ایک فتنہ و آفت سے اپنے دین و ایمان، دُنیا و آخرت کی پاسبانی و حفاظت کر سکیں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز وما علینا الا البلاغ۔

ارشادات سیدنا حضرت فخر العارفینؒ

اس ضروری تشریح و معرفت کے بعد برادرانِ اسلام کے غور و ہدایت کے لئے حضرت مولانا و مرشدی رُوحی فداہٗ کے ارشادات ذیل میں لکھے جاتے ہیں جو اس بارۂ خاص میں شائع ہو چکے ہیں۔

تین اشخاص کا حال بتایا گیا

فرمایا ۱۶ ربیع الآخری ۱۳۳۵ھ شب جمعہ آج رات کو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے عالم غیب سے اول حافظ فیض الرحمٰن پھر مرزا غلام احمد قادیانی، اس کے بعد شاہ احمد اللہ کے حالات کا ہمیں علم دیا۔ حافظ فیض الرحمٰن اور مرزا غلام احمد دونوں کے حالات ہمیں بالکل کھول کر دکھائے گئے اور بتایا گیا، کہ حافظ فیض الرحمٰن کے جو حالات ہیں بالکل انہیں کے مطابق مرزا غلام احمد کے حالات ہیں۔

ہم نے مستفیض الرحمٰن رایم، اے، ڈپٹی کلکٹر اور مولوی شہاب اللہ اور بہت سے عالم و فاضل مریدوں سے کہا کہ اِن (تینوں) کے حالات اس قدر (گہرے اور) پیچیدہ ہیں، کہ یہ باتیں جن کا حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا ہے اگر ہم دو تین مجلسوں میں بیان کریں تو بھی ختم نہیں ہو سکتیں اور نہ یہ باتیں آپ لوگوں کی سمجھ میں بآسانی آ سکتی ہیں۔

آج کل ہماری طبیعت خراب ہے اگر خدا کو منظور ہوا تو قصد یہ ہے کہ ان تینوں کے اندرونی حالات میں ہم ایک رسالہ لکھوا دیں گے۔ بنگلہ زبان کا لکھنا ہم نہیں جانتے۔ مستفیض الرحمٰن ہمارے سامنے اسے لکھ لیں۔ پھر اس رسالہ کا ترجمہ اُردو و انگریزی زبان میں شائع ہو (جو شائع ہو چکا ہے۔)

دو دجال

فرمایا "ہمارے زمانے میں دو دجال ہوئے ایک ہندوستان کے پچھم سرے پر اور دوسرا پورب سرے پر۔ ان دونوں کے حالات اس قدر پیچیدہ (اور عقول عامہ سے اتنے بالاتر) ہیں کہ علم ظاہر سے ان کا سمجھنا محال ہے۔ کوئی نہیں معلوم کر سکتا۔ مگر جسے اللہ بتاتے۔"

Marfat.com

اے خدا تیری رضا

پھر دُعا فرمائی "یا اللہ! اگر ان حالات کے ظاہر کرنے میں تیری رضا ہے تب تو ہم ظاہر کریں اور اگر اس میں ہماری خواہش نفسانی ہو تو کام انجام نہ پائے۔

خشیت الٰہی

میرٹھ کے رہنے والے میاں منظاہر الاسلام مرحوم سے ارشاد ہوا — آج کل ہم کسی سے بات چیت نہیں کرتے چپ چاپ بیٹھے سوچتے رہتے ہیں۔

حافظ فیض الرحمان، مرزا غلام احمد قادیانی اور شاہ احمد اللہ کے باطنی حالات یا جب سے حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا ہے۔ دل میں بہت ڈر ہے کئی روز سے سر میں چکر آنے لگا ہے اور بعض اوقات تو جسم لرزنے لگتا ہے۔ بہت خوف معلوم ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کے قہر نے بے شمار لوگوں کو قتل کیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام (کو یہ رُتبہ ملاکہ) فرشتوں نے (تعظیمی) سجدہ کیا۔ مگر آخر میں ان سے لغزش ہوگئی (کہ ممنوع درخت کا پھل کھالیا)

حق سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت لوگ مقبول ہو کر مردود ہو گئے۔ مگر سوائے حضرت آدم علیہ السلام کے اور کسی کا (ایسا) قصور معاف نہیں ہوا، ہم (ذاتِ پاک بے نیاز سے) بہت (ہی زیادہ) ڈرنے لگے ہیں۔ کیوں کہ بہت سے مقبول ہو کر (اپنے قصور کی پاداش میں) مردود ہو گئے!"

ایک ملاحظہ جلال و جبروت

پھر فرمایا "اگر شیر کسی آدمی کو دوسرے آدمی کے سامنے پھاڑ ڈالے، تو اس آدمی کا۔ اور شیر کے غضب ناک حملے کا جب دوسرے آدمی کو خیال آئے گا تو کیا اُسے ڈر نہیں معلوم ہوگا؟ وہ ضرور ڈرے گا!"

حافظ فیض الرحمٰن بہت بڑے درویش تھے مگر حق سُبحانہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے انہیں مار ڈالا جلا دیا، اور مٹی میں گاڑ دیا، یا اللہ رحم فرما، تو محافظِ حقیقی ہے۔

اے خدا! ہماری رُوح تیرے قبضہ میں ہے تو اسے اپنے ہی قبضہ میں رکھنا۔ ہمارے قبضہ میں نہ کرنا اور اے خدا! اگر تجھے اس کا علم ظاہر کرنا مقصود ہے جو علم کہ تو نے ہمیں دیا ہے تو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا اور نافرمانوں پر ہمیں فتح دینا! ؟ رَبَّنَا ثَبِّتْ اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ٥

Marfat.com

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

الحمد للہ والمنۃ۔ رسالہ

سالک کی فنا اور ولادت معنوی

مؤلفہ جناب مولوی ابوالحسن مستفیض الرحمٰن خاں صاحب

ایم، اے، ڈپٹی مجسٹریٹ چاٹگام کا

مترجمہ

رازِ فنا

بماہ شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حَامِدًا وَمُصَلِّیًا

تصوف وہ پاک اور برگزیدہ علم ہے جس کا تعلق رُوحِ انسانی سے ہے مگر اس دورِ ترقی میں [؟]بہ محسوسات کے پیچھے ایک عالم دوڑ رہا ہے اس مقدس اور اعلیٰ علم کی طرف سے اکثر اصحاب نے [؟]ھیں بند کر رکھی ہیں وہ ایک محسوس چیز سے جو مادہ کی زیر بار منت اور فنا کی محکوم ہے بہت [؟]ر وہ متاثر ہوتے ہیں لیکن وہ اس عالم سے محض ناآشنا رہتے ہیں جو مادیات سے مبرا ہے اور جس [؟]ی آغوش میں بقا و دوام ہے۔

اس نعمتِ عظمیٰ سے خداوند تعالیٰ نے اس دور میں جن مقدس بندوں کو سرفراز فرمایا ہے ان میں [؟]ے ایک ممتاز فرد جامع کمالات صوری و معنوی مخدوم الانام سیدنا مولانا عالی جناب حضرت شاہ عبدالحی [؟]احب قبلہ متع اللہ المسلمین بطول بقائہ ہیں۔

آپ چاٹگام شریف (مشرقی بنگال) میں عرصہ دراز سے علوم ظاہری و باطنی کا نشر و اعلا فرما رہے [؟]ہیں اور آپ کی ذات قدسی صفات سے ہزاروں بندگانِ خدا کو راہ ہدایت نصیب ہو رہی ہے۔

اس رسالہ میں جسے جناب مولوی ابوالحسن مستفیض الرحمٰن خاں صاحب ایم۔ اے، ڈپٹی مجسٹریٹ [؟]ٹگام نے بنگلہ زبان میں مرتب کیا اور جس کا مولوی شہاب اللہ صاحب نے اُردو زبان میں ترجمہ [؟]ا۔ حضرت قبلہ مدظلہم عالی نے طریقت کے بعض دقیق اور مشکل مسائل کو بہت وضاحت کے ساتھ [؟]یسے مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ انہیں ہر ایک خواندہ مسلمان سمجھ کر بعض قسم کی گمراہیوں سے [؟]جات حاصل کر سکتا ہے۔

اس رسالہ میں فنا اور اس کے درجات کو بیان فرما کر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان درجات میں [؟]ے کتنے درجے دوسرے مذہب کے سالک حاصل کر سکتے ہیں اور کتنے وہ درجات ہیں جو صرف [؟]ل اسلام کے سالکوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

اس کے بعد ولادت معنوی کا بیان نہایت ہی خوبی کے ساتھ فرمایا گیا ہے جس سے ایک [؟]چھی بصیرت اس رسالہ سے استفادہ کرنے والوں کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی سلسلہ میں بعض واقعا[؟] [؟]ے جن سے اچھے سبق پڑھنے والے حاصل کر سکتے ہیں۔ اصل مضمون کی بہت خوبی کے ساتھ تائید [؟]فرمائی گئی ہے۔

Marfat.com

اہلِ اسلام سے اُمید ہے کہ اس رسالہ کو دل چسپی کے ساتھ پڑھیں گے اور اس سے استفادہ حاصل کر کے گمراہی سے بچیں گے وتنار بنا عن الضلالۃ وارنا طریق الہدایت ○

محمد اجمل
(حاذق الملک دہلی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
لقد کان فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

اما بعد۔ یہ حقیر ناچیز خاک پائے پیرانِ عظام ملتمس ہے کہ جناب مولوی ابوالحسن مستفیض الرحمن خاں صاحب ایم۔اے ڈپٹی مجسٹریٹ چاٹگام کا مؤلفہ رسالہ **سالک کی فنا اور ولادت معنوی** جو بزبانِ بنگلہ تھا یہ اُس کا ترجمہ موسومہ رازِ فنا ہے

آستانۂ پاک اعلیٰ حضرت شیخ العالم غوثِ زماں قبلہ عاشقاں حضرت سیدنا، مولانا شاہ مخلص الرحمن الملقب شاہ جہاں گیر قدس سرہ العزیز (واقع موضع مرزا کھیل شریف نواح شہر اسلام آباد عرف چاٹگام) کے سجادہ نشین ہمارے اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ مرشدنا وسیدنا و مولانا شاہ **محمد عبدالحی** رُوحی فداہ مدظلہ العالی پر اللہ جل شانہ نے محض اپنی رحمت کاملہ سے مقام مجھنڈار ضلع چاٹگام کے مشہور درویش شاہ احمد اللہ صاحب اور اُن کے خلیفہ حافظ فیض الرحمن صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے جو حالات مفصلاً ظاہر و منکشف فرمائے وہ اس رسالہ میں لکھے گئے ہیں یہ باتیں اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے بندگانِ خدا کی ہدایت کے لئے ظاہر فرمائیں۔

چونکہ اس زمانہ میں کثیر التعداد بندگانِ خدا انواع واقسام کے جذبات سے متاثر ہو کر راہ مستقیم سے بھٹک کر گمراہی میں پڑے رہے ہیں۔ مشیت الٰہی مقتضی اس بات کی ہوئی کہ ہدایت کو گمراہی سے ممتاز کر دیا جائے۔ حضرت قبلہ روحی فداہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ایسے حالات اور واقعات کو ہم نے نہ کسی کتاب میں پڑھا نہ کسی سے سُنا اور جو باتیں کہ ہم نے بیان کی ہیں یہ **گویا ایک قطرہ دریا میں سے ہے**۔

یہ مضامین بہت ہی ادق اور دشوار ہیں عام فہم نہیں ہیں مگر جہاں تک ہو سکا آسان

Marfat.com

ور واضح عبارت میں بیان کی کوشش کی گئی ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین اس رسالہ کو نہایت غور
توص کے ساتھ پڑھیں گے، تاکہ شریعت وطریقت محمّدی صلعم جو کہ جملہ شریعتوں وطریقتوں کی ناسخ
ہے اس کی عظمت وجلالت کو سمجھیں اور راہِ طریقت وشریعت محمدی صلعم جو کہ جملہ شریعتوں اور طریقتوں
کی ناسخ ہے اس کی عظمت وجلالت کو سمجھیں اور راہ طریقت کے خطرات سے اپنے کو محفوظ رکھنے اور
شاہراہ اسلام پر قائم وثابت قدم رہنے کے لئے اس اسوہ حسنہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں جسے خداوند
ل وعلا شانہ نے اپنے بندوں کے لیے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا اور لغزشوں سے بچ کر فلاح
ارین کو پہنچیں ؏

با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

اے عزیزو! سوا رحمت الٰہی اور تائید مولیٰ کے وسیلہ نجات انسانی علم وفضل وغیرہ کچھ نہیں
ہو سکتا۔ اس کم بضاعت سے اگر غلطی اور فروگزاشت ہوئی ہے تو معزز ناظرین سے امید ہے
۔ اس کو نظر انداز فرمائیں گے اور نفسِ مطلب کی تفہیم کے درپے ہوں گے۔
خدا تعالیٰ اس عاجز کو اور جملہ اہل اسلام کو صراط مستقیم کی توفیق عطا فرمائے (آمین)
شہاب اللہ مترجم (ہیڈ مولوی، چاٹگام)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رازِ فنا

فَنَا مسلمانوں کے فقیر، عیسائیوں کے راہب، ہندوؤں کے جوگی اور بودھ مذہب والوں
کے بھکشو وغیرہ جتنے سالک ہوتے ہیں۔ ان کے دلوں میں ایک زمانہ دراز تک ریاضت کرنے
سے ایک قوۃ موثرہ اس طرح کی پیدا ہو جاتی جس سے بے شمار کشف وکرامات اور استدراج
کا ان سے ظہور ہوتا ہے اور وہ قوت ان کے مرنے کے بعد بھی قائم رہتی ہے۔ مگر سب کو فنا حاصل
نہیں ہوتی۔

فنا کے سات درجے ہیں۔ جمادی، نباتی، حیوانی، انسانی، ملکوتی، جبروتی، لاہوتی۔ پہلے
چار درجوں کی فنا کو فنائے ناسوتی کہتے ہیں۔ ہر ایک مسلک کے سالکوں کو فنائے

Marfat.com

ناسوتی حاصل ہوسکتی ہے۔ مگر مؤخر الذکر تین درجوں کی فنا یعنی ملکوتی، جبروتی، لاہوتی۔ پاک سالکوں کے سوا ناپاک سالکوں کو حاصل نہیں ہوسکتی۔ سالکوں میں جن کو فنا حاصل ہوتی ہے پہلے اُن کی قوت کسی جمادات میں داخل ہوکر عالمِ غیب میں وہ ایک جمادی صورت بن جاتی ہے اور اس حالت میں قدرے توقف کے بعد فنا ہوکر ایک نباتاتی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ اسی طرح پھر حیوانی شکل میں منتقل ہوتی ہے اور وہی طبیعت حاصل کرلیتی ہے۔ اس شکل میں حیوانات کی طرح سانس اور جان وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس سے انسانی شکل میں متشکل ہوکر انسانی حواس اور طبیعت حاصل کرلیتی ہے اور وہ عالمِ غیب میں انسان کہلاتی ہے۔

چونکہ آخری تین قسموں کی فنا کا بیان یہاں ضروری نہیں ہے اس لئے اس کی تشریح نہیں کی گئی۔

ولادت معنوی

کسی اہل تصرف درویش یا جوگی وغیرہ کی قوتِ موثرہ سے اگر کسی دوسرے شخص کے دل میں قوت پیدا ہوجائے تو اس کی ولادت معنوی یا ولادت ثانیہ کہتے ہیں۔ مردہ اور زندہ دونوں کی قوت سے ولادتِ معنوی کا یکساں ظہور ہوتا ہے۔ البتہ فرق اتنا ہے کہ اگر زندہ سے ولادت ہے تو جب تک والدِ معنوی زندہ رہے گا اُس وقت تک مولود میں اس کی تاثیر یا علامت پائی نہیں جائے گی۔ اگر مردہ سے ہے تو مولود اپنے والد معنوی سے پوری طاقت فوراً حاصل کرلیتا ہے اور ولادت معنوی کے ساتھ ساتھ اس کے تمام آثار اور علامات مولود میں ظاہر ہوتے ہیں۔ تناسخ اور ولادت میں فرق یہ ہے کہ تناسخ میں بقولِ حکما۔ ایک کی عین رُوح دوسرے میں داخل ہوتی ہے اور ولادتِ معنوی میں ایک کی قوتِ موثرہ سے دوسرے میں ایک قوت پیدا ہوجاتی ہے۔ عینِ رُوح نہیں جاتی اور وہ رُوح کی صفت ہے) اسی طریق سے ضلع چاٹگام مقام مجھنڈار کے شاہ احمد اللہ صاحب فنا حاصل کرتے ہوئے درجۂ حیوانی میں داخل ہونے اور ترقی کرکے ایک قوی ہیکل شیر ببر کی طبیعت اور صورت سے متشکل ہوگئے تھے مگر اسی درجہ میں رہ گئے ترقی نہ کرسکے اور یہیں اُن کا مقام ہوگیا اور عالمِ غیب میں ان کا نام بادشاہ ہوگیا۔ کثرت سے موکلین کی جمعیت ان کے تابع ہوکر حاضر رہنے لگی۔ شریعت کے احکام، نماز روزہ وغیرہ ان سے چھٹ گئے، کیونکہ حیوانات پر تکلیف شرعی نہیں ہے۔

Marfat.com

شاہ صاحب کی عینِ حیات میں اُن کی قوتِ موثرہ سے ان کے بھتیجے مولوی امین الحق کے
ں میں ولادتِ معنوی شیر کے بچے کی صورت میں ہوگئی تھی۔ مگر چوں کہ شاہ صاحب خود بقید
یات تھے، مولوی مذکور سے ولادت معنوی کی کسی تاثیر اور علامت کا ظہور نہ ہوسکا جیسے کہ
شاہ کی حیات میں شاہزادہ ولی عہد کے شاہی اختیارات کا ظہور اور نفاذ نہیں ہوسکتا۔ پھر
ملئے الٰہی سے شاہ صاحب کی حیات ہی میں مولوی امین الحق کا انتقال ہوگیا۔

شاہ صاحب کے زمانہ انتقال سے ایک مدت کے بعد پھر اُن کی اس قوتِ مؤثرہ سے
فظ فیض الرحمٰن صاحب کے دل میں ولادت معنوی ہوئی۔ وراثتاً ولادت کے ساتھ حافظ صاحب
، شاہ صاحب کے کل اختیارات شاہی حاصل کئے اور ان سے ولادت معنوی کی تاثیرات
ں ظاہر ہونے لگیں۔ مگر تھوڑے ہی عرصے میں حافظ صاحب کی وہ حاصل شدہ قوت بے ادبی اور
فرمانی کے باعث غضب الٰہی سے ہلاک کردی گئی۔ اگر وہ قوت باقی رہ کر نشو و نما پاتی تو اس کے
ریعے سے وہ بہت بندگانِ خدا کو گمراہ کر ڈالتے۔

اقسامِ اسمائے الٰہی

اسمائے الٰہی کی دو قسمیں ہیں جلالی جس کو قہاری بھی کہتے ہیں۔ جمالی جس کو رحمانی بھی کہتے
ہیں۔ ولادت معنوی کو بھی اسی لحاظ سے دو قسمیں ہیں پاک، ناپاک۔ اسمائے جمالی کی تاثیر سے پاک
اسمائے جلالی کی تاثیر سے ناپاک ولادتِ معنوی ہوتی ہے، پاک سالکوں سے پاک اور ناپاک سالکوں
سے ناپاک ولادت ہوتی ہے ــــ پاک سے پاک اور ناپاک سے پاک ولادت ہرگز نہیں ہوسکتی۔

ولادتِ معنوی ہر ایک شخص کو حاصل نہیں ہوسکتی، ایسے بہت کم لوگ ہیں جن کو یہ نصیب ہوتی
ہے اور یہ کسی کے اختیار سے حاصل نہیں ہوتی۔ نبی ہو یا ولی، غوث ہو یا قطب یا دجال یہ اپنے اختیار
سے کوئی نہیں ہوسکتا۔ یہ سب خدا کے حکم اور ارادے سے ہوتے ہیں۔

پاک ولادتِ معنوی

جو لوگ خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی کے ساتھ اس کے اوامر بجالاتے ہیں اور اس
کے غضب سے ڈر کر نواہی سے اجتناب کرتے ہیں اور محض رحمت کے بھروسے پر اس کی
عبادات میں سرگرم رہتے ہیں تو حق سبحانہ تعالیٰ کے اسم جمالی کا بحرِ ذخار جوش زن ہوکر ان پر

Marfat.com

ہمیشہ رحمت کا مینہ برساتا ہے اور وہ ہمیشہ ہدایت پر ثابت قدم رہتے ہیں اور خدا کے پاک مقبول بندوں میں گنے جاتے ہیں۔ ان ہی حضرات میں سے بعض کو خداوند تعالیٰ پاک ولادت معنوی نصیب کرتا ہے۔ پاک ولادت نصیب ہونے سے لوگ ولی، قطب، غوث ہو جاتے ہیں۔ اور جس طرح امتی اپنے نبی کی۔ مُرید اپنے پیر کی عاشق اپنے معشوق کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور ان لوگوں کے اعتقاد و محبت میں ہمیشہ زیادتی ہوتی جاتی ہے، اسی طرح مولود معنوی اپنے والد معنوی سے (یعنی جس سے ولادتِ معنوی پائی ہے) کی ظاہراً اور باطناً تعظیم و تکریم کرتے اور پہلے سے زیادہ اُن کے معتقد ہو جاتے ہیں اور نہایت عجز و انکسار سے اُن کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

ناپاک ولادتِ معنوی

جو شخص اپنی خود بینی کے باعث خداوند تعالیٰ کے غضب سے بے خوف اور اس کے اوامر و نواہی سے غافل ہو کر ایزد لم یزل کی شان عظیم اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو باعثِ ایجاد کون و مکان ہیں ان کی شان پاک اور انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی جناب میں بے ادبی اور نافرمانی اور گستاخی کرتا ہے تو خدائے تعالیٰ کے اسم جلالی کی آتشِ قہر مشتعل ہو جاتی ہے اور وُہ موردِ غضب الٰہی ہو کر گمراہ اور خستہ و خراب حال ہو جاتا ہے۔

ناپاک ولادتِ معنوی ایسے ہی لوگوں میں سے بعض کو حاصل ہوتی ہے جس سے دو دجال بن کر ہزارہا مخلوق خدا کو گمراہ اور راہ راست سے برگشتہ کر دیتے ہیں اور بایں حالت وہ اپنے کو ہدایت اور سیدھی راہ پر گمان کرتے ہیں، ایسے شخص کے دل میں خدا کا خوف نہیں رہتا اور اپنے والد معنوی (یعنی جس سے کہ اُسے ناپاک ولادت حاصل ہوئی ہے کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے ساتھ بے اَدبی اور غرور سے پیش آتا۔ اور اپنے کو اس سے بہتر اور افضل جانتا اور ظاہر کرتا ہے۔

جو شخص کسی موکّل فقیر یا عامل سے ولادتِ معنوی پاتا ہے تو ولادت کے ساتھ ہی ساتھ جتنے مؤکل ہیں وہ بھی اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور ظاہر و باطن میں اپنی آوازوں سے اس کو اکثر غیبی خبروں کی اطلاع دیتے رہتے ہیں۔ مگر وُہ ان غیبی آوازوں کے سمجھنے میں اکثر اوقات غلطی کر جاتا ہے۔ چوں کہ اُس نے موکلوں کو اپنی ریاضت سے حاصل نہیں کیا ہے اس لیے انہیں نہیں پہچانتا بلکہ انھیں فرشتہ سمجھ کر اپنے آپ کو بڑا مقدس اور معزز خیال کرتا ہے۔

Marfat.com

ولادت معنوی جس کو حاصل ہوتی ہے اس کے دل میں ایک بچہ کی صورت پیدا ہوتی ہے [ا]ور اگر انسانی صورت کی قوت سے ولادت ہے تو اس بچے کی صورت بھی انسان کی ہوتی ہے [ا]ور اگر حیوانی صورت کی قوت سے ولادت ہے تو اس بچے کی صورت حیوان کی نمودار ہوتی ہے [او]ر ابھی اتنا ہی ہوتا ہے۔ جتنا بڑا حیوان یا انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بتدریج بڑھتا چلا جاتا ہے [ا]ور بیس برس کے بعد وہ پورا جسم اور طاقتور ہو جاتا ہے۔ گویا حد بلوغ کو پہنچا۔ بیس سال سے کم میں [ک]سی طرح اپنی پوری طاقت اور جسامت کو نہیں پہنچ سکتا۔

علامات و تاثیرات ولادت معنوی

جس کے قلب میں ولادت معنوی ہوتی ہے اس کا چہرہ منور اور پاک منظر ہوتا ہے۔ اور [ا]س کا کلام شیریں اور پُر جوش اور دل کش ہوتا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے (بہت) لوگ اُسے [ا]عتقاد و اعتبار سے قبول کرتے ہیں۔ اس کی باتوں سے لوگوں میں ایک کشش اور تاثیر پیدا ہوتی ہے اور اس کے دل میں ایک پُرزور قوتِ جاذبہ اس طرح ہوتی ہے جس کے ذریعے سے وہ بندگانِ خدا کی رُوحوں پر قابض ہوتا ہے اور اُن کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اسی کو حکومت علی الارواح کہتے ہیں اور اس سے بے شمار کرامات و کشف و استدراج کا ظہور ہوتا ہے اور اس کی بزرگی لوگ خواب میں بھی دیکھتے ہیں۔

حافظ فیضُ الرحمٰن کی مختصر حالت

موضع سات باریہ (ضلع چاٹگام۔ تھانہ پٹیہ) کے رہنے والے حاجی حافظ فیض الرحمٰن صاحب ایک اوسط درجے کے عالم ہیں۔ وہ بات کے سچے اور احکامِ شرعیہ صوم وصلوٰۃ وغیرہ میں سے جس کو اچھا سمجھتے اس پر عمل کرتے اور لوگوں کو بھی اس کی ہدایت کرتے تھے۔ مگر طریقت کے پیروں فقیروں اور درویشوں کا (جنھیں وہ اپنے زعم میں خلافِ شرع سمجھتے تھے) سخت انکار کرتے تھے ایک عرصہ کے بعد یہ بات مشہور ہوگئی کہ حافظ صاحب شاہ احمد اللہ صاحب بھنڈاری کے مریدوں میں داخل ہو کر اعتقاد کے ساتھ شاہ صاحب کی بہت تعظیم کرتے ہیں یہاں تک کہ ہندوستان سے اونٹ اور دُنبہ منگا کر شاہ صاحب کے عرس میں نذر کرتے تھے۔ ان کے دل میں ہمیشہ غوث اعظم بھنڈار کا لفظ ورد رہا کرتا تھا۔ اگر کوئی شخص ان کے پاس کسی ورد، وظیفہ کے استفسار کو آتا تو

Marfat.com

کہتے کہ خدا کے ناموں کے ورد میں کیا فائدہ ہے۔ یہی لفظ غوث اعظم مجھنڈار کا وظیفہ) مفید ہے۔ رفتہ رفتہ تمام احکامِ شرعیہ اُس سے چھٹ گئے۔ لوگوں میں ان کی فقیری کی شہرت ہوئی، کشف و کرامات ظاہر ہونے لگے۔ بے شمار لوگ ان سے مرید ہوئے اور ظاہر ہوا کہ شاہ احمد اللہ صاحب کی طرح یہ بھی لوگوں کو خواب میں توجہ دے کر مرید کر لیتے ہیں۔ اور اُن کے پاس غیبی احکام اور خبریں پہنچتی ہیں جن کو وہ غیبی تار برقی کہتے تھے اور بغیر اس کے وہ کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ رمضان شریف کے مہینہ میں کہیں اُن کی دعوت تھی ظہر کے بعد دفعتاً اپنے مریدوں سے کہنے لگے حکم آیا ہے کہ روزہ توڑ دو۔ چنانچہ ان کے مریدوں نے روزہ توڑ دیا غیر لوگوں نے ان کا کہنا نہ مانا اور کہنے لگے ہم لوگ خلاف شرع کوئی کام نہیں کر سکتے۔ کچھ دنوں کے بعد اُنھوں نے یہ بات بھی ظاہر کی کہ ہم ۱۳۲۳ھ بنگلہ کے ماہِ ماگھ کی دسویں تاریخ کو ایک سو بیل ذبح کر کے شاہ احمد اللہ صاحب کا عرس کریں گے اور چوں کہ ہم ان کی گدی کے مستحق اور دعویدار ہیں، گدی پر بیٹھیں گے۔ چناں چہ کہنے کے مطابق تاریخ مُعینہ پر ایک سو چار بیل ذبح کر کے عرس کیا اور گدی پر بیٹھے اور کہنے لگے کہ مجھنڈار میں فقیری کچھ نہیں ہے سب کچھ میں لے آیا ہوں آج سے غوثِ اعظم سات بار یہ کہا کرو۔ غوث اعظم مجھنڈار کہنا چھوڑ دو۔ یعنی اپنے کو غوث اعظم کہنے کا حکم دیا۔ پہلے تو وہ مجھنڈار یعنی اپنے پیر کے مکان کی طرف سر کر کے سوتے تھے۔ غالبًا جب سے ان کو یہ معلوم ہوا کہ وہاں کچھ نہیں ہے۔ اس وقت سے اس طرف پاؤں پھیلا کر سونے اور بیٹھنے لگے۔

حافظ صاحب کس کے مرید ہیں یہ تحقیق سے نہیں کہا جا سکتا۔ بعض لوگ تو انھیں شاہ احمد اللہ صاحب کے خلیفہ شاہ وصی الرحمٰن صاحب کا مُرید خیال کرتے اور بعض ان کے دوسرے خلیفہ شاہ غلام الرحمان صاحب کا مرید تصور کرتے تھے۔ کیوں کہ شاہ صاحب کی حین حیات میں یہ ان کے مریدوں میں شامل نہ تھے بلکہ شاہ صاحب کی وفات کے چند سال بعد یہ ان کے سلسلہ کے فقیروں کے زمرے میں داخل ہوئے۔

مُرید کا خود دعویٰ کر کے گدی پر بیٹھنا کسی طریقے کے فقیر کا دستور نہیں ہے۔ پیغمبروں کے سوا کسی کے پاس غیبی حکم نہیں آتا (جو کسی آسمانی شرعی الٰہی حکم کا ناسخ ہو) شاہ احمد اللہ صاحب کو غوث اعظم کہنے سے منع کرنا اور اپنے کو غوث اعظم کہنے کے لئے حکم صادر کرنا اس کا کوئی سبب نہ تھا۔ ہمارے اعلیٰ حضرت پیر و مرشد قبلہ مدظلہ العالی ان باتوں کی حقیقت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اکثر متفکر رہا کرتے اور دل ہی دل میں فرماتے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔

Marfat.com

حافظ صاحب خدا اور رسول ؐ اور اولیائے کرام رحؒ کی شانِ پاک میں نہایت گستاخانہ الفاظ اور اُن کی عظمت و جلال کے مقابلہ میں ہتک آمیز جملے کہا کرتے تھے جن کو سوء ادب کے خیال سے بیان نہیں کیا جاتا اور اکثر لوگ اُن کا اعتبار و اعتقاد اسی وجہ سے نہیں کرتے تھے اور یہ ان کا ظاہری حال تھا۔

فیض الرحمٰن کا باطنی حال

اُن کا باطنی حال یہ ہے کہ ۱۱ شوال ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ جمعہ کا دن گزر کر شب شنبہ کو ہمارے اعلیٰ حضرت پیر و مرشد قبلہ مدظلہ العالی نے اپنے دولت خانہ میں خواب دیکھا کہ حافظ صاحب کے مکان کی جنوبی جانب کو ایک راستہ مشرق سے مغرب کی طرف گیا ہے، اس راستے کے کسی مقام پر حضرت قبلہ کھڑے ہیں۔ اور یہ مقام نہایت تاریک ہے اور غایت تاریکی کی وجہ سے کچھ آنکھوں سے دکھلائی نہیں دیتا ہے اس تاریکی میں آپ کو معلوم ہوا کہ یہاں ایک شیر ببر کا بچہ ہے۔ اور خوف ہوا کہ اگر اس کو تکلیف دیں گے تو اس کی ماں آپ پر حملہ کرے گی، یا کوئی ضرر پہنچائے گی، پھر دفعتہً آپ کے قلب اطہر سے حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اس خوف کو دفعہ فرمایا اور یہ معلوم ہوا کہ اس تاریکی میں آپ نے اس بچے کو مار کر جلا دیا ہے۔ پھر اس جلی ہوئی لاش کو لے کر آپ اس راستے سے مشرق کی طرف آ رہے ہیں تھوڑی دور چل کر اس تاریک مقام سے آپ روشنی میں تشریف لائے تو معائنہ فرمایا کہ ایک چھوٹا سا تختہ ہے۔ جس کا زیریں حصہ حضور کے دستِ مبارک میں ہے۔ بالائی حصے پر اس مردہ اور جلے ہوئے بچے کی لاش۔ اس کا پورا جسم اس تختے کے اوپر اور دم تختے سے الگ لٹک رہی ہے' اور اس طرح پر آپ اُسے لیے جا رہے ہیں اور اس کے چھوٹے چھوٹے پاؤں بھی نظر آتے تھے — رنگ سفید اور جسامت میں ایک نیولے کے برابر دکھائی دیتا تھا، اب تک یہ بچہ اس قدر چھوٹا معلوم ہوتا تھا کہ خود اپنی طاقت سے چلنے پھرنے کی اس میں قدرت نہ تھی۔

تھوڑی دور جا کر حضرت قبلہ مدظلہ العالی ایک نہایت مصفیٰ تالاب پر رونق افروز ہوئے جس کے غربی جانب تالاب میں اُترنے کا عامتہ الورود راستہ پایا۔ اُس راستے سے آپ تالاب میں اتر گئے۔ زمین میں بہت دلدل تھی اس میں تختہ سمیت آپ نے اس کو دبا دیا۔ بچہ دلدل میں رہ گیا تختہ پانی کی سطح پر ابھر آیا۔

تالاب سے نکل کر آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کثرت سے لوگ تالاب میں ہیں اور مچھلی ٹٹولنے کی طرح کچھ ٹٹول رہے ہیں مگر آپ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ کون لوگ ہیں کس طرح اور کہاں سے آئے

Marfat.com

ہیں جب آپ پانی میں تھے اُس وقت آپ نے ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آپ کے قلب اطہر میں گزرا کہ یہ لوگ ایسی کیچڑ میں دبائے ہوئے شیر کے بچے کو تلاش کر رہے ہیں اس وقت آپ کی آنکھ کھل گئی اور خیال ہُوا کہ آج کی شب حافظ فیض الرّحمٰن کی فقیری غضب الہٰی سے ہلاک ہوگئی۔ اُن کے پاس اب کچھ نہیں رہا۔ پھر آپ نے استراحت فرمائی، صُبح کو نمازِ فجر کے بعد آپ نے حاضرینِ دربار شریف سے بیان فرمایا کہ آج کی شب حافظ فیض الرحمٰن کی فقیری غضب الٰہی سے ہلاک ہوگئی۔

حضرت قبلہ مدظلہٗ العالی کو حافظ صاحب کا مکان اور وہ راستہ اور تالاب ظاہری آنکھوں سے معائنہ فرمانے کا بھی اتفاق نہیں ہوا تھا۔ حافظ صاحب کے پڑوس کے لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ مدظلہ العالی کا خواب بالکل صحیح اور بجا ہے۔ فقط اتنا تردد حضرت قبلہ کو ضرور باقی رہا کہ وہ کون لوگ تھے جنھوں نے تالاب میں کچھ ٹٹولا تھا اس واقعہ کے چند روز بعد حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے پھر خواب دیکھا کہ بہت سے گھوڑے جنگی سازو سامان سے آراستہ بجلی کی طرح تیزی سے دوڑتے ہوئے دروازے کر کے درِ اقدس کی طرف آئے اور فوراً چلے گئے۔ آپ نے خواب ہی میں سوچا یہ کیا ہے اور کہاں سے آئے مگر قلب مبارک پر کسی طرح کا خوف طاری نہ تھا۔ دوسرے دن صبح کو بعد نماز فجر رحمت الٰہی سے آپ کو معلوم ہوگیا کہ یہ گھوڑے حافظ صاحب کے موکلین تھے جو فرشتوں اور جنوں کی طرح مختلف شکلوں سے متشکل ہو سکتے ہیں۔ پہلے انسانی صورت میں ہو کر اس شیر کے بچے کی تلاش تالاب کے اندر کی۔ جب اس کو وہاں نہ پایا تو گھوڑے کی شکل بن کر جنگی سازو سامان سے آراستہ محض حضرت قبلہ مدظلہ العالی کو ڈرانے کی غرض سے آستانہ پر آئے مگر فضلِ الٰہی سے نہ پہلے موقع پر یعنی حافظ صاحب کی فقیری ہلاک ہونے کے وقت پاس آسکے، اور نہ درِ دولت پر آکر ذرا بھی ڈرا سکے۔

اس کے بعد آں حُضور رُوحی فداہ مدظلہ کو معلوم ہُوا کہ حافظ صاحب کی فقیری ولادتِ معنوی کی فقیری تھی اور یہ ولادت اُن کو شاہ احمد اللہ صاحب سے ہوئی تھی اور ولادت کے ساتھ ساتھ شاہ صاحب کے جملہ موکلین بھی ان کے تابع ہو گئے تھے اور ظاہر و باطن میں انھیں آوازیں سناتے تھے مگر حافظ صاحب اُنھیں اس لیے نہیں پہچان سکتے تھے کہ یہ موکلین ان کو بلا ریاضت حاصل ہو گئے تھے اور وہ غالباً ان موکلوں کو فرشتہ سمجھتے اور اسی خیال پر اپنے کو بڑا مقدس اور معزز جانتے تھے۔ سُنا گیا ہے کہ حافظ صاحب کہا کرتے تھے کہ میں جبرئیل ؑ کو ہمیشہ دیکھا کرتا ہوں۔

حضرت قبلہ مدظلہ العالی جب رحمتِ الٰہی سے حافظ صاحب کے باطنی حالات سے واقف ہوئے تو اس کے بعد آپ کو معلوم ہُوا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے درونی حالات بجنسہ حافظ صاحب

Marfat.com

کے اندرونی حالات کی طرح تھے۔

یعنی جس طرح حافظ صاحب کو موکلی فقیری یعنی عامل سے ولادت معنوی تھی اسی طرح مرزا صاحب کے دل کے اندر بھی عیسیٰ نامی ایک موکل فقیر یعنی عامل سے ولادت معنوی تھی۔

قبل ازیں حافظ صاحب کے پاس غیبی خبروں کے آنے کا حضرت قبلہ مدظلہ کو اعتبار نہ تھا ولادت معنویٰ کی حالت منکشف ہونے کے بعد آپ کو تصدیق ہوگئی کہ حافظ صاحب جو کچھ کہتے تھے وہ سب درست تھا۔ یعنی مجھنڈار میں کچھ نہ رہنا اور فقیری کا وہاں سے لے آنا اور خود غوثِ اعظم کا دعویٰ کرنا اور غیبی خبروں کے آنے کی اطلاع دینا یہ سب باتیں درست تھیں۔ البتہ یہ سب باتیں موکلوں سے تھیں

حافظ صاحب کی فقیری جو عاملی ولادت معنوی سے تھی اس کے ہلاک ہونے کی خبریں جب شائع ہوئیں تب حافظ صاحب نے اپنے موضع کے ایک شخص مسمی نظامت علی کو ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ کی خدمت میں بھیج کر یہ التجا کی کہ میں گلے میں کپڑا باندھ کر آپ کو سجدہ کرتا ہوں آپ مجھے چھوڑ دیں۔ آپ نے فرمایا میرا کچھ اختیار نہیں میں **خدا تعالے کا فقط ہتھیار ہوں**، اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور میں مُردہ۔ وہ غیر متشکل ہے اور میں متشکل۔ وہ بے چون وچگوں۔ اس چون وچگوں کے واسطے سے رحمت اور غضب ظاہر کرتا ہے۔ یعنی فقیری دینے یا لینے کا اختیار ظاہر و باطن میں مجھے کچھ نہیں ہے۔ یہ سب باتیں حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت میں ہیں۔

پھر حافظ صاحب نے دوسری دفعہ اپنے قریہ کے دوسرے شخص مسمی باشامیان کو بھیج کر یہ عرض کی کہ میں اب مجھنڈار میں بھی نہیں جا سکتا اور مرزاکھیل (یعنی ہمارے حضرت کے دربار میں بھی نہیں آسکتا۔ میرا کیا چارہ کار ہوگا۔ آپ نے جواب میں فرمایا:

مرزاکھیل آنے سے ان کا کچھ نفع نہ ہوگا۔

حافظ صاحب کی فقیری ہلاک ہونے کے چند روز بعد پھر حضرت قبلہ مدظلہ کو خواب میں معلوم ہوا کہ آپ کی داہنی ہتھیلی کی پشت مبارک میں حد درجے کی سوزش پیدا ہوگئی ہے جس سے آپ سخت بے چین ہو رہے ہیں۔ آپ نے استفسار فرمایا کیا حال ہے۔ غیب سے معلوم ہوا کہ حافظ فیض الرحمان کی وہی سوزش ہے جو سلب کر لی گئی ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ سوزش موقوف ہوگئی۔

چند روز کے بعد آپ کو معلوم ہوا کہ حافظ صاحب کے داہنے ہاتھ میں جو سوزش رہتی تھی اور برداشت نہ کرنے کی وجہ سے جس پر دم بہ دم پانی ڈالا کرتے تھے، اب وہ سوزش اور پانی کا ڈالنا موقوف ہوگیا ہے اور یہ سوزش اور حرارت ان کے طریقے کا ایک قسم کا جوش تھا۔

Marfat.com

حضرت قبلہ مدظلہ العالی پہلے سنا کرتے تھے کہ مجھنڈار کے سلسلہ کے خلفاء ہمیشہ ہاتھ کی پشت پر پانی ڈالا کرتے ہیں مگر اس کی حقیقت آپ کو معلوم نہ تھی۔ اس واقعہ کے بعد اس کا سبب بھی آپ کو معلوم ہوگیا۔ حق سبحانہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو گمراہی سے بچا کر راہ راست کی ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

راقم اضعف العباد نے حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ کی زبانِ مبارک سے جو کیفیت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی سُنی اور فہم ناقص سے جو سمجھا اس کو تحریر کرتا ہے:

عرصہ بارہ سال کا ہوتا ہے کہ ہمارے حضرت قبلہ وکعبہ رُوحی فداہٗ خانقاہ جہانگیری (اور دولت سرائے) سے جو موضع مرزاکھیل شریف ضلع چاٹگام علاقہ بنگالہ میں ہے۔ کہیں باہر تشریف نہیں لے گئے اور عرصہ ۱۵ سال کا ہوا کہ آپ پنجاب اور ممالک متحدہ وغیرہ تشریف نہیں لے گئے۔ آپ نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کبھی نہیں دیکھا نہ اُن کی سوانح آپ کے ملاحظہ سے گزری اور نہ اُن کے کسی مرید سے آپ کی ملاقات ہوئی، البتہ مرزا صاحب کی بعض باتیں آپ لوگوں سے مختصراً کبھی کبھی معلوم ہوتیں

آپ فرماتے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کے متعلق مجھے جن باتوں کا علم دیا ہے اس کا جو کچھ میری سمجھ میں آیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

مرزا صاحب ایک بڑے متشرع اور راست باز (بات کے سچے) اور دیانت دار آدمی تھے اکثر لوگ ان کو اپنے زمانے کا ایک بڑا عالم تصور کرتے اور نہایت تعظیم واعتقاد سے ان کے ساتھ پیش آتے تھے۔ وہ نصرانیت کی اشاعت کرنے والوں اور پادریوں کے ساتھ ہمیشہ مناظرہ کرتے تھے اور ان کے دل میں شب و روز سوتے جاگتے لفظ عیسیٰ ؑ کے رہنے کی وجہ سے عیسیٰ نامی ایک سالک مؤکل فقیر یعنی عامل سے رجس کی قوتِ مؤثرہ کی شکل انسانی صورت بن گئی، ولا۔ ‍ ‍ معنوی ہوگئی تھی ولادت کے ساتھ ساتھ ہی ظاہر و باطن میں انھیں مؤکلین آوازیں دینے اور غیبی خبریں سنانے لگے اور کہا کہ عیسیٰ مرگیا ہے اور اس کی رُوح تمھارے دل میں داخل اور پیدا ہوگئی ہے تم ہی عیسیٰ ہو۔ ان کے دل میں بقین پیدا ہوا کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ ؑ کی رُوح میرے اندر داخل ہوگئی ہے۔ اسی وجہ سے

Marfat.com

وہ عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔ مگر درحقیقت اُن کا یہ یقین محض زعمِ باطل پر مبنی تھا۔ کیونکہ جس عیسیٰ کی قوت اُن کے اندر آگئی تھی وہ فی الواقع عیسیٰ ابن مریمؑ کی نہ تھی بلکہ اس سالکِ موکلی فقیر یعنی یعنی عامل کی تھی جس کا ذکر پیشتر گزر چکا ہے۔

چونکہ ان موکلوں کو انھوں نے اپنی ریاضت سے حاصل نہیں کیا تھا، ان کو پہچان نہ سکے غالباً ان کو فرشتہ خیال کرتے اور ان کی آوازوں کو وحی اور الہام سمجھتے اور ان آوازوں پر یقین کامل رکھتے اور لوگوں کو اطلاع دیتے تھے کہ ان پر الہام اور وحی آتی ہے اور ان آوازوں پر ان کا اعتقاد اسقدر راسخ تھا کہ اگر آسمانی کتابوں میں ان آوازوں کے خلاف کوئی بات دیکھ لیتے تو اس کی تاویل کر دیتے یا منسوخ تصور کر لیتے پھر اس تاویل کو ظاہر بھی کر دیتے۔ غالباً ان آوازوں کو وہ ہندستان کی مروجہ عربی، فارسی، اردو، انگریزی وغیرہ زبانوں میں سنتے تھے وہ اپنی ابتدائی حالت میں کبھی کبھی ان آوازوں کو سمجھنے میں غلطی بھی کر جایا کرتے پھر صحیح معنی سمجھ لینے پر ان غلطیوں کی اصلاح کر کے ظاہر بھی کر دیا کرتے تھے۔

وحی اور الہام کے معنی سمجھنے میں حضراتِ انبیا علیہم السلام سے کبھی خطا واقع نہیں ہوتی ہے۔

ولادت کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب پر اس کی علامتیں اور آثار نمایاں ہونے لگے۔ یعنی ان سے کشف وکرامات کا ظہور ہونے لگا۔ ان کا چہرہ متحشم اور نورانی کلام، دل کش اور شیریں بیان پر جوش اور دل چسپ اور موثر ہونے لگا۔ جو کچھ ظاہر کرتے تھے لوگ اُسے عقیدت سے تسلیم کرتے اور ان کے کلام سے لوگوں کے دلوں میں ایک اُمنگ اور ولولہ پیدا ہوتا اور ان کی بزرگی لوگ خواب میں دیکھنے لگے اور پُر زور قوتِ جاذبہ ان کے اندر اس طرح پیدا ہوئی کہ اس کی وجہ سے بہت لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے اور لوگوں کی ارواح پر اُن کی حکومت اور اختیار و قبضہ ہو گیا پھر بھی بیشمار لوگ ان کے کلام اور دعویٰ کو دروغ اور ان کو غیر معتبر سمجھتے اور زبان و قلم سے ان کی تردید اور ابطال کرتے تھے جس قدر قوتِ موثرہ ترقی کرتی گئی اس کی علامات و آثار بھی بڑھتے گئے اور قادیانی مذہب کے لوگ بھی کثیر التعداد ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ جب ان کی ولادت معنوی درجہ کمال تک پہنچ گئی لوگ انھیں عیسیٰ مسیح تصدیق کرنے لگے اور لوگوں میں حضرت عیسیٰ کے انتقال کا اعتقاد پیدا ہو گیا۔ مرزا صاحب (نعوذ باللہ) اپنے کو عیسیٰ مسیح سے بدرجہا افضل سمجھتے اور نخوت کے باعث حضرت عیسےٰ علیٰ نبینا علیہ السلام کو حقارت و نفرت سے یاد کرتے تھے مرزا صاحب کے انتقال کے بعد قادیانی مذہب نے ترقی کی تھی ۱۳۳۵ھ کے اول چند مہینوں کے بعد ترقی ختم ہو کر تنزل شروع ہو گیا۔ اب حق سبحانہ تعالیٰ کو معلوم ہے یہ تنزل کہاں تک پہنچے گا۔

مذکرہ بالا عیسیٰ نامی موکلی فقیر یعنی عامل ہندوستان کی مروجہ زبانوں کو جاننے والا تھا۔ غالباً

Marfat.com

وہ ہندوستان کی مغربی سرحد افغانستان کے قریب کا رہنے والا تھا۔ خاص کر وہ کس ضلع کا رہنے والا آدمی تھا۔ یہ معلوم نہیں ہے۔

اس کے غیر مشہور ہونے کی وجہ سے مرزا صاحب نے اس کو نہ پہچانا اور حضرت عیسیٰ ابن مریم پر مشہور ہونے کی وجہ سے ان کا خیال دوڑ گیا۔

ہمارے پیر و مرشد حضرت قبلہ مدظلہ العالی اِرشاد فرماتے ہیں:

کہ طالبانِ خدا کو فن عملیات حاصل کرنے کی تمنا اور کوشش (موکلوں اور جنوں وغیرہ کی سخیر) کسی وقت مناسب نہیں ہے اس سے دلوں میں خدا اور رسول کی محبت واعتقاد قائم نہیں رہتا اور اللہ سے توکل، اور بھروسہ جاتا رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کو معرفتِ الٰہی نصیب نہ ہوگی

شاہ احمد اللہ صاحب

مقام مجھنڈار ضلع چاٹگام کے رہنے والے شاہ احمد اللہ صاحب ایک متوسط درجے کے عالم تھے۔ کلکتہ میں بعد تحصیل علم وہ ایک متشرع متقی اور پرہیزگار جناب صوفی شاہ محمد صالح صاحب داعی وسنعی قدس سرہٗ العزیز سے مُرید وتلقین ہوئے اور ان کو اس درجہ کا جوش وخروش پیدا ہوا کہ دماغ کو درست نہ رکھ سکے آخر دیوانے ہو گئے۔ جب یہ خبر اُن کے اقربا کو معلوم ہوئی تو ان کے بھائی انہیں لانے کے لیے کلکتہ گئے مگر جناب صوفی صاحب نے بایں خیال کہ مکان جانے سے اُن کی حالت کے اور بھی خراب ہونے کا احتمال ہے ان کو مکان لے جانے سے منع فرمایا۔ مگر ان کے بھائی نے صوفی صاحب کا کہنا نہ مانا اور مکان لے آئے۔ آخر بہت برسوں کے بعد شاہ صاحب کی فقیری اور بزرگی اور کشف وکرامات کا ظہور ہوا۔

تقریبًا بیس سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ ہمارے پیر و مرشد قبلہ وکعبہ مدظلہ العالی ایک دفعہ ان کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان پر جذب بہت غالب ہے اور سلوک بہت ہی کم، ہوش سے گفتگو کم کرتے تھے حضرت قبلہ مدظلہ نے فرمایا کہ طریقت میں شاہ صاحب نے بہت کثرت سے ریاضت کی لیکن ہم نے ان سے بہت زیادہ مرتاض لوگ دیکھے ہیں وہ ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ کے ساتھ بایں لحاظ کہ آپ ان کے اُستاد زادے ہیں حتی الامکان نہایت خاطر تواضع سے پیش آئے۔

پھر ایک مدت کے بعد یہ شہرت ہوگئی کہ شاہ صاح[illegible] گوں کو خواب میں توجہ دے کر مرید کرتے ہیں اور اکثر لوگ ان کے خلیفہ [illegible] ہیں اور مریدین و خلفا میں احکام شرع کی

Marfat.com

پابندی نہیں ہے ان کے مریدوں میں سے بعض تعلیم یافتہ اور عالموں کا یہ قول ہے کہ ان کے پیر مجذوب سالک فقیر ہیں، یعنی جذب غالب اور ہوش کم، شاہ صاحب کے ایک مرید منشی مولوی امان علی صاحب ساکن مقام چنبل ضلع چاٹگام سے پوچھا گیا کہ ان کے طریقے کے لوگ جو مجذوب نہیں اور عقل و ہوش بجال رکھتے ہیں نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ جواب دیا کہ ایک باطنی معاملہ ہے جس کی وجہ سے خاص لوگ نماز نہیں پڑھتے، اور عوام مریدین خواص کی دیکھا دیکھی نماز بلا وجہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

شاہ صاحب کی توجہ نہایت پُرزور اور سریع التاثیر تھی۔ اُن کے زمانے میں سننے میں نہیں آیا کہ حالۂ بنگال کے کسی اور درویش کی توجہ بھی ایسی تیز تھی اسی وجہ سے بنگال کے اضلاع میں ان کے اکثر مریدین اور خلفا جا بجا ہو گئے اور بہت لوگ ان کے پاس آنے جانے لگے۔

ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ العالی خیال فرماتے تھے کہ معمول قانون طریقت کے مطابق مجذوب فقیروں کے لئے کبھی مرید بنانے کا دستور نہیں ہے۔ پھر شاہ صاحب کس طرح اور کیوں ایسا کرنے لگے اور یہ تو ممکن نہیں ہے کہ ہر شخص کو کامل طور پر فقیری حاصل ہو بالآخر اکثر لوگ شریعت چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں گے۔

منقول ہے کہ شاہ صاحب کے خلافِ شریعت ہونے کی وجہ سے ایک مولوی صاحب نے ان کے خلاف ایک فتویٰ پڑھ کر انہیں سنایا۔ اس پر انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے لئے شریعت نہیں ہے یعنی ان کو اور ان کے مریدوں کو احکام شرع پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اسی حالت میں انہوں نے انتقال کیا۔

ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ اُن کے اور ان کے مریدوں کے منکر نہیں تھے اور یہ خیال فرماتے، انکا سے ہمیں کیا فائدہ، البتہ اپنے مریدوں کو شاہ صاحب کے مریدوں سے علیحدہ رہنے کی ہدایت فرماتے اس لئے کہ ان کے مریدین مجذوب اور آپ کے مریدین سالک ہیں۔

شاہ صاحب کے انتقال کے بارہ برس بعد یعنی ۱۶ ربیع الآخرہ ۱۳۳۵ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۱۷ء اور ۲۷ ماہ ماگھ ۱۳۲۳ بنگلہ روز جمعہ تک آں حضرت مدظلہ کو ان کے اور ان کے مریدین کے باطنی حالات معلوم نہ تھے۔ اس کے بعد سے یعنی شب شنبہ کو حافظ فیض الرحمن صاحب کے باطنی حالات ہونے کے بعد ہی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور شاہ احمد اللہ صاحب کے باطنی حالات پورے پورے رحمت الٰہی سے یکے بعد دیگرے آپ کو معلوم ہونے لگے اور تاریخ مذکور سے شاہ صاحب کے طریقہ کا تنزل شروع ہوا۔

حافظ صاحب اور مرزا صاحب کے باطنی حالات تو بیان شاہ صاحب کے باطنی حالات یہ ہیں:

Marfat.com

شاہ احمد اللہ صاحب کے باطنی حالات

شاہ احمد اللہ صاحب مکان آنے کے بعد مجذوب ہو گئے تھے۔ اپنے پیر کا خیال درست نہ ر سکے خواب میں شیطان نے ان کو ناری توجہ دی، اس توجہ کی تاثیر سے ان کو فنا حاصل ہو گئی تھی۔ رف رفتہ درجہ حیوانیت تک ترقی کی اور ان کی قوتِ موثرہ کا اس درجے میں دائمی مقام ہو گیا اور وہ کچھ معلوم نہ کر سکے کہ یہ توجہ کس نے دی اور کہاں سے آئی، غالباً اُن کا یہ خیال ہوگا کہ کسی برگزیدہ ولی نے غیب سے ان کو یہ توجہ عطا کی ہے۔

شیطان کی ناری توجہ کی تاثیر سے جناب صوفی شاہ محمد صالح صاحب کی نوری توجہ کی تاثیر ضائع ہو گئی۔ جب نوری توجہ کی تاثیر نہ رہی تو ناری کی توجہ کی تاثیر غالب آ گئی۔

ایک مدت کا قصہ ہے کہ شاہ صاحب کی زندگی میں ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ نے خواب میں د تھا کہ شاہ صاحب کی توجہ سے دُھواں نکل کر تیزی سے لوگوں کے دلوں میں اثر کرتا ہے، مگر اس وقت حضرت قبلہ مدظلہ العالی کو اس کی حقیقت معلوم نہ ہوئی۔ جب شاہ صاحب کے حالات معلوم ہونے تب آپ سمجھ گئے کہ وہ دُھواں ناری توجہ کی تاثیر سے تھا۔ نوری توجہ میں دُھواں نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم فرمایا کہ شاہ صاحب نے کسی کو مرید نہیں کیا تھا، بلکہ شیطان نے شاہ صاحب کی صورت میں لوگو کے دلوں میں ناری توجہ دے دے کر مرید کیا تھا اور لوگوں کو احکامِ شرع کی پابندی سے برگشتہ کر کے گمراہ اور برباد کر دیا تھا اور مشائخوں کے دستور کے مطابق شاہ صاحب نے کسی کو روبرو اور دست بدست مرید نہیں کیا تھا۔

شاہ صاحب حیوانی درجے تک فنا حاصل کر کے حیوانی عادت وصورت حاصل کر چکے تھے ا عالمِ غیب میں ان کا نام بادشاہ ہو گیا تھا۔ اس لیے اُن کے پاس موکلوں کی فوج کثرت سے جمع ہو گ تھی اور وہ اپنی باطنی آوازوں سے اُن کے مریدوں کو گمراہ اور خراب کرتے اور کر رہے ہیں۔

قبل ازیں یہ دو باتیں حضرت قبلہ مدظلہ نہیں جانتے تھے ایک تو توجہ کا دو قسم کا ہونا ناری اور نو دوسرے موکلوں کا لوگوں کو ظاہر اور باطن میں آوازیں سُنا کر راہِ راست سے گمراہ کرنا اور نہ آپ نے کس کتاب میں ملاحظہ فرمایا نہ کسی کی زبان سے سُنا۔

اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ شیطانِ لعین شریعت اور طریقت یعنی علمِ ظاہر و علمِ باطن دونوں را سے لوگوں کو گمراہ اور خراب کرتا ہے جس پر خدا کی رحمت ہو گی وہی شخص شیطان کے دھوکے سے بچ کر شریع

Marfat.com

اور طریقت کی صراطِ مستقیم پر راستی سے چل سکے گا۔ رحمت کے سوا کوئی شخص اپنے علم و ہنر و عقل و ہوش سے ھدایت کی شاہراہ پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

حضرت قبلہ مدظلہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شیطان نے حضرات انبیاء علیہم السلام اور بڑے بڑے اولیائے کرام کو بھی دھوکہ دیا ہے۔ مَیں ایک معمولی شخص ہوں، رحمتِ الٰہی کے سوا میرا کچھ چارہ کار نہیں ہے، خدا جس کو گمراہی سے بچائے گا وہی بچے گا جو اسی خیال سے اپنے دین و دُنیا کے جملہ اُمور خدا کو سپرد کر دے میں ایک مردہ کی طرح پڑا ہوں، جن باتوں کو میں نے دیکھا اور جانا اور سُنا اور سمجھا، اُن کو لوگوں کے فائدے کے واسطے ظاہر کر دیا۔

لہٰذا ہم سب کو لازم ہے کہ نہایت عاجزی کے ساتھ اس ارحم الراحمین کی بارگاہ میں التجا کریں کہ اپنی رحمت سے ہم سب کو صراطِ مستقیم پر رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے۔

آمین یارب العالمین

مرشدنا و سیدنا حضرت فخر العارفین کے غیبی معلومات و مکشوفات

یہ ارشادات بالکل مطابق شریعت و طریقت ہیں

عام اشاعت کی گئی یہ ہے "رسالہ راز فنا" جس کی طباعت اور عام اشاعت کا فرمان صادر ہوا حکم کے مطابق اس کی عام اشاعت بنگال، یوپی اور پنجاب وغیرہ کے مختلف صوبجات ہند میں کی گئی اور کتنے ہی اخباروں اور ماہوار رسالوں میں بطور ضمیمہ ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا۔

غیبی معلومات جیسا کہ پیش تر ظاہر کیا گیا کہ آپ کے یہ مبارک کلام آپ کے غیبی معلومات و مکشوفات سے ہیں۔ چناں چہ خود ارشاد فرمایا۔

"ایسے حالات اور واقعات" کو نہ تو ہم نے کسی کتاب میں پڑھا اور نہ کسی سے سنا، حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان تینوں شخصوں کے حالات کا علم دیا اور ان کے حالات ریشہ ریشہ کھول کر ہمیں دکھائے اور بتائے یہ سب تو بہت ہیں، مگر ہم نے جو لکھا دیا اور تم لوگوں سے کہہ دیا۔ وہ گویا دریا میں ایک قطرہ ہے۔

Marfat.com

مقصود ہدایتِ عامّہ ہے

فرمایا: ہم نے بنگال اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں موافق اور مخالف سب لوگوں میں مشہور کردیا اور "رازِ فنا" میں لکھ دیا کہ ان (تینوں) لوگوں کی یہ حالت ہے، اب خواہ لوگ یقین کریں یا نہ کریں۔

شریعت معیارِ حق باطل ہے

لاریب آپ کے اس مبارک کلام کا منشاء و مبداء حق سبحانہٗ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ اور ملہم صدق و صواب اور آپ کے باطنی معلومات و مکشوفات ہیں جن کی اصل شریعت و طریقت دونوں سے مطابقت رکھتی ہے۔ جس کا جی چاہے میزانِ حق و صداقت پر اس کلام پاک کا نقد و تبصرہ کرے۔ کسی صداقت و حقانیت کو پرکھنے اور تولنے کی ترازو کیا ہے؟ شریعت مقدسہ

الہام کی شریعت سے مُوافقت

لیکن الہام ہمیشہ مناجات و مستحبات کے کرنے یا نہ کرنے اور اظہار حالات و واقعات میں ہی ہوتا ہے۔ فرائض و واجبات شریعت کے خلاف نہیں ہوتا ورنہ شریعت سے امان اُٹھ جائے اور دین میں فتور واقع ہو جائے۔

پس جو کشف و الہام کہ شرع شریف کے مخالف ہوں نہ قابل تسلیم ہیں نہ قابل عمل اور وہی کشف و الہام قابل تسلیم ہیں جو موافق شرع شریف ہیں۔

یہ ہے وہ مسئلہ جو اہلِ سُنّت اور احناف کا مسلمہ ہے اور اربابِ طریقت شریعت دونوں کا متفق علیہ ہے۔

رازِ فنا پر غور کیجئے

"رازِ فنا" کے پڑھنے والوں پر یہ امر واضح ہے کہ تین شخصوں کے حالات اور واقعات جو ظاہر فرمائے گئے ان کے ضمن میں دو مہتم بالشان مسئلے ارشاد ہوئے ہیں۔ ان دونوں مسئلوں کی اصل ثابت ہو جانے سے تمام مضامین رازِ فنا کی حقانیت و صداقت بے نقاب ہو جاتی ہے۔

وہ مہتم بالشان مسئلے یہ ہیں:

دو عظیم الشان مسئلے

(۱) اول وِلادتِ معنوی۔ یعنی ولادتِ ثانیہ کا اثبات۔

(۲) دوم شیطان رجیم ولعین نے شریعت و طریقت، یعنی علم ظاہر اور علم باطن دونوں راستوں سے لوگوں کو گمراہ اور خراب کیا ہے، اور گمراہ و خراب کرتا ہے۔

پس اہل اسلام کے لئے حفاظتِ ایمان و دین اور سعادت و فلاح کونین اسی میں ہے کہ "ناپاک فقیری" کا کچھ امتیاز کریں اور ایسے فقیروں سے بچیں جن کی فقیری و درویشی اسلام کی

Marfat.com

ک فقیری نہیں ہے۔

حضرت مولانا روم ارشاد فرماتے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روے ہست	ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیئے۔
پس بہر دستے نباید داد دست	(کیونکہ) بہت سے ابلیس آدمی کی صورت ہیں۔

شریعت وطریقت کے موافق

حاصل کلام یہ ہے کہ "رازِ فنا" کے دونوں موقوف علیہ مسئلے بالکل موافق شریعت وطریقت ہیں اور دونوں متفقہ طور پر ثابت ہیں۔ چنانچہ حضرات اکابرین اولیاء اللہ نے ولادت معنوی کو اپنے کلام مقدسہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ کہیں طرز اشارات میں جو حضرات اکابرین دین کا اسرارِ غیبی کے اظہار میں عامۃً طرز بیان ہے) اور کہیں فہم مخاطبین کے لئے کچھ صراحت سے اور یہ اس لئے کہ "ولادت معنوی" کا معاملہ چوں کہ اسرارِ غیبی سے اور فہم عوام سے بالاتر ہے۔ لہٰذا صرف طالبانِ حق اور سالکان وصول الی اللہ کی ہدایت وعلم من وجہ کی غرض سے بعض بزرگوں نے تو مختصر اشارے فرمائے اور بعض بزرگوں نے اشارات کے ساتھ "ولادت معنوی" کیسے اور کیوں کر حاصل ہوتی ہے؟ اور اس کے اسباب وذرائع کیا ہیں؟۔ ان باتوں کو تمثیلاً تحریر فرمایا۔ مگر اس کی تصریح وتشریح نہیں فرمائی۔ کف اللسان رہے۔

وَلادت معنوی اور حضرات متقدمین کرام
ولادت معنوی کا ثبوت اگلے بزرگوں سے

(۱) سلطنت وبادشاہی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کرنے والے مخدوم حضرت سید میر اشرف جہاں گیر سمنانی (کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد (اودھ) نے کتاب "لطائف اشرفی" مطبوعہ نصرت المطابع دہلی لطیفہ ششم صفحہ ۱۳۶ میں) فرمایا ہے:۔

ارشاد حضرت میر اشرف سمنانی

"اگر مرید صادق وجود خود را در تحتِ تصرّف شیخ کامل کہ مرتبہ تکمیل رسیدہ باشد، و سیر وطیر وسلوک جذبہ بہم پیوستہ، منقاد ومسلم گرد از بیضۂ وجود مرغ حقیقت اِنّ اللہ خلق آدمَ علیٰ

اگر صادق مرید اپنی ہستی کو درجۂ تکمیل تک پہنچے ہوئے اور سیر وطیر وسلوک جذبہ طے کئے ہوئے شیخ کامل کے تحت وتصرف میں مطیع وفرماں بردار کر دے تو ایسا مرید "اِنّ اللہ خلق آدم علی صورتہ" کے مرغ حقیقت کے بیضہ وجود سے نکل کر ہوائے ہُویت میں اڑنے لگے گا

Marfat.com

صورت نہ بیرون آمد در ہوائے ہویت طیران کند و بمرتبہ توالد و تناسل رسد و اگر تحت تصرف سالک ابتر یا مجذوب ابتر آید۔ استعداد کمال انسانیت برو فاسد گردد و بمبلغ رجال و مقام کمال نہ رسد ہمچناں کہ در عالم صورت بمقتضائے حکمت بالغہ و سنت جاریۂ الٰہی است کہ وجود توالد و تناسل و بقائے انواع صورت نہ بندد، الا بعد ازدواج متوالدین، بہ رابطۂ شہوت و واسطۂ فعل و انفعال تاثر و تاثیر درمیان ایشاں،

ہمچنیں در عالم معنی حقیقت آدمی کہ آں عبودیت محض است در وجود می آید۔ الا بعد ازدواج مراد و مرید برابطۂ محبت و قبول تصرفات مراد را۔

این است ولادت ثانیہ کہ اشارات عظما و اہل مکاشفہ بر اں واقع است من لم یولد مرتین لم یلج ملکوت السموات والارض الخ۔ رباعی ؎

چوں دو بارہ است شرط زائیدن
از شکم مادر و ز صلب پدر
یک ہزاراں دریں جہاں غرور
یک شدن زیں ظلام تن سوے نور

اور توالد و تناسل (معنوی) کے مرتبہ پر پہنچے گا۔ اور اگر سالک ابتر و مجذوب کے تحت و تصرف میں آجائے گا۔ تو اس کی استعداد انسانیت کا کمال (حاصل کرنے) کی فاسد ہو جائے گی اور مبلغ (رجال) اور (مقام کمال) تک نہیں پہنچے گا۔ جس طرح عالم ظاہر میں مقتضائے حکمت بالغہ و سنت جاریہ الٰہی ہے کہ ماں باپ کے ازدواج اور فی مابین براہ شہوت ہم صحبت ہونے کے بعد توالد و تناسل کا وجود اور طرح طرح کی بقا کا ظہور ہوتا ہے۔ اسی طرح عالم معنی میں مراد اور مرید کے تعلق اور رابطہ محبت و قبول تصرفات کے بعد آدمی کی حقیقت معنوی یعنی خالص عبودیت وجود میں آتی ہے اور یہی ولادت ثانیہ ہے جس کی طرف بڑے بڑے اہل مکاشفہ کا اشارہ واقع ہوا ہے من لم یولد مرتین لم یلج ملکوت السموات والارض جو نہیں پیدا ہوا ہوگا دو مرتبہ آسمان و زمین کے ملکوت میں داخل نہیں ہوا ہوگا۔

چونکہ پیدا ہونے میں دو مرتبہ کی شرط ہے
ایک ماں کے شکم دوسرے باپ کی پیٹھ سے
(یعنی) ایک تو اس عالم غرور میں پیدا ہونا ہے، دوسرے
اس بدن (عنصری) کے اندھیرے سے نکل کر عالم نور کی طرف جانا۔

مثنوی گنج راز

(۲) مولانا شیخ عبدالرحمٰن فتح آبادی نے اپنی مثنوی "گنج راز"، مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ میں فرمایا:

آدمی را می بود دو بار زادن درجہاں اولا از صلب والد پس ز قلب "راز داں" از صلب شہادنہاے ظاہر حاصل است "از اب قلبی" مراتب ہائے باطن واصل است زیں "ظہور معنوی" گشتند اکثر مردمان اولیاء اللہ بلکہ انبیاء و مرسلان۔

آدمی کی پیدائش دو مرتبہ ہوتی ہے۔ اولاً باپ کی پیٹھ سے ثانیاً "راز داں" کے قلب سے اور صلبی باپ سے عالم ظاہر کی شہائیں حاصل ہوتی ہیں اور والد قلبی (پیر و مرشد) سے باطنی مراتب ملتے ہیں اور اسی باطنی ظہور سے اکثر لوگ اولیاء اللہ بلکہ انبیاء و مرسلین ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت مولانا تراب علی صاحب

(۳) کتاب "شرائط الوساطت مطبوعہ علوی پریس لکھنؤ صفحہ ۸ حضرت مولانا شاہ تراب علی کاکوروی قدس سرہ فرماتے ہیں

"در رسالۂ مبداء و معاد" است کہ حقوق پیر فوق سائر ارباب حقوق است بلکہ نسبت ندارد بحقوق دیگراں بعداز انعامات حق سبحانہٗ تعالیٰ و احسانات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از ولادت صوری ہرچند از والدین است و ولادتِ معنوی متعلق بہ پیر است ولادت صوری را حیات چند روزہ است و ولادت معنوی را حیات ابدی است"

رسالہ مبداء و معاد میں ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے انعامات اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے بعد پیر و مرشد کے حقوق سارے ارباب حقوق سے بڑھ کر ہیں بلکہ دوسرے کے حقوق، حقوق شیخ کے روبرو کوئی نسبت نہیں رکھتے ولادت صورت ہرچند ماں اور باپ سے ہے مگر ولادت معنوی کا تعلق پیر سے ہے۔ ولادت صورت ظاہری پیدائش کے لئے بس چند روزہ زندگی ہے اور ولادت معنوی کیلئے ہمیشہ کی زندگی ہے

از جناب مجدد صاحب

رسالہ مبداء و معاد

(۴) رسالہ مبداء و معاد جناب مجدد صاحب سرہندی کی مصنفات سے ہے وہ اس رسالہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کے صفحہ ۳۲ میں فرماتے ہیں۔

"شرافتِ علم باندازۂ شرف و رتبہ معلوم است معلوم ہرچند شریف تر، علم آں عالی تر، پس علم باطن کہ صوفیا بآں ممتاز اند اشرف باشد از علم ظاہر کہ نصیب علمائے ظواہر است، برقیاس شرافت علمِ ظاہر بر علم حجامت و حیاکت پس رعایت آداب پیر کہ علمِ باطن را از خداوند کنند، باضعافِ زیادہ باشد از رعایتِ آداب اُستاد کہ علمِ ظاہر از استفادہ نمایند و ہمچنیں رعایتِ آداب اُستاد علمِ ظاہر باضعاف زیادہ است از رعایت آداب اُستاد حجام و حائک و ہمیں تفاوت در اصنافِ علوم ظاہری جاری است، استاد علم کلام و فقہ اولیٰ و اقدم ست از اُستاد علم صرف و نحو و استاد نحو و صرف اولیٰ است از استاد علوم فلسفہ باں کہ علوم فلسفی داخلِ علوم معتبر نیست، اکثر آں مسائل لاطائل

شرافت علم، معلوم کی شرف و رتبہ کے انداز سے ہوتی ہے معلوم جتنا شریف ہوگا اس کا علم اسی قدر زیادہ عالی ہوگا، پس علم باطن کہ جس سے صوفیہ ممتاز ہیں علم ظاہر سے جو علمائے ظواہر کے حصہ میں ہے زیادہ اشرف ہوگا۔ اس قیاس پر علمِ ظاہر کی شرافت حجامت اور حیاکت کے علم سے زیادہ ہے پس آداب پیر کی رعایت جس سے کہ علمِ باطن حاصل کرتے ہیں علم ظاہر کے اُستاد جس سے کہ علم ظاہر کا فائدہ حاصل کرتے ہیں، دوگونہ زیادہ ہوگی اور اسی طرح علم ظاہر کے استاد کے آداب کی رعایت حجام اور حائک اُستاد سے دوگنی زیادہ ہے اسی طرح علوم ظاہر کے اقسام میں فرق ہے استاد علم کلام اور فقہ استاد صرف و نحو سے اولیٰ اور مقدم ہے اور استاد صرف و نحو علوم فلسفی کے استاد سے اولیٰ ہے اس لئے کہ علوم

Marfat.com

است وبے حاصل و اقل مسائل آں کہ از کتب اسلامیہ
اخذ نمودہ و تصرفاتِ رَواں کردہ از جہل مرکب خالی مستند
کہ عقل را در آں موطن مجال نیست طور نبوت و راطوار علوم
نظریت باید دانست کہ حقوق پیر فوق حقوق سائر
ارباب حقوق است بلکہ نسبت نہ دارد۔ و حقوق پیر
بحقوقِ دیگراں بعد از انعامات حق سبحانہ و احسانات
در سول او علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والتسلیمات بلکہ پیر حقیقی
رسول اللہ است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولادتِ صوری
ہر چند از والدین است امّا ولادت معنوی مخصوص
بہ پیر است۔ ولادتِ صوری را حیاتِ چند روزہ است
ولادتِ معنوی را حیاتِ ابدی است۔ نجاستِ معنویہ
مرید را پیر است کہ قلب و رُوح خود کناسی می نماید
وتطہیر۔ سکینہ او می فرماید در توجہات کہ نسبت
بہ بعضے مسترشدان واقع شود محسوس می گردد کہ در
تطہیر نجاسات باطنہ ایشاں تلوث بہ صاحب
توجہ نیز می دود و تا زمانے مکدر می دارد پیر
است کہ بتوسل اُو بخدا می رسند عزّ وجل
کہ فوقِ جمیع سعادات دینویہ و اُخرویہ
است۔ پیر است کہ بوسیلۂ او نفسِ امّارہ کہ
بالذات خبیث است مزکی و مطہر می گردد و از
مارگی باطمینان می رسد، از کفر جبلی با اسلام
حقیقی می آید۔ مصرع

گر بگویم شرح آں بے حد شود

پس سعادت خود را در قبول پیر باید دانست
و شقاوت خود را در ردّ او نعوذ باللہ سبحانہ

فلسفی علوم معتبر میں داخل نہیں ہیں۔ اس کے زیادہ تر
مسائل لاطائل وبے حاصل ہیں اور اہلِ فلسفہ نے تھوڑے
مسائل جو اسلامی کتابوں سے اخذ کئے ہیں اور اس میں تصرفات
کئے ہیں وہ جہل مرکب سے خالی نہیں اسلئے عقل کو اس محل میں دخل
کی مجال نہیں ہے۔ نبوت کا طور وطریقہ علوم نظری کے
طور طریقے سے بالاتر ہے جاننا چاہئے کہ پیر کے
حقوق سب حقوق والوں سے بڑھ کر ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کے
انعامات اور اس کے رسول علیہ السلام کے احسانات کے بعد پیر کے
حقوق کو اوروں کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں بلکہ سب سے
پیر حقیقی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ولادت صوری
ہر چند والدین سے ہے لیکن ولادت معنوی پیر کیساتھ مخصوص
ہے، ولادتِ صوری کی زندگی چند روزہ ہے ——
لیکن ولادت معنوی کی حیاتِ ابدی ہے مرید کی باطنی نجاستوں
کو پیر اپنے قلبِ رُوح (کی قوت) جھاڑو دیکر صاف کرتا ہے اور پاک
و پاکیزہ فرماتا ہے بعض مسترشدین (مریدوں) کی توجہات میں
جو نسبت واقع ہوئی ہے تو (پیر کو ایسا) محسوس ہوتا ہے کہ ان کی
(مریدوں کی) نجاست پاک کرنے میں کچھ آلودگی توجہ دینے والے
کی طرف دوڑتی ہے اور ایک زمانے تک مکدر رکھتی ہے پیر کی
جس کے وسیلہ سے خُدا عزّ وجل تک پہنچتے ہیں اور یہ دنیا و عقبیٰ
کی سب سعادتوں سے بڑھ کر ہے پیری ہے کہ جس کے وسیلہ
سے "نفس امّارہ جو بالذات خبیث ہے مزکی و مطہر ہو جاتا
ہے اور امارگی سے اطمینان کو پہنچتا ہے اور پیدائشی کفر
سے حقیقی اسلام میں آجاتا ہے۔
اگر میں اس کی شرح کروں تو نوبت ہوجائے گی مرید کی آفت
پیر کو آزار پہنچانے میں ہے۔ ہر لغزش کی اصلاح

Marfat.com

...ذالک۔

رضائے حق سبحانہٗ را در پسِ پردہ رضائے ...اندہ اند بہ تا مرید در مراضی پیر خود را گم نسازد ...ضیات سبحانہ نرسد آفت مُرید در آزار پیر است ...وقتے کہ بعد آں باشد سند ارک آں ممکن است ...آزارِ پیر بہ ہیچ چیز تدارک نمی تواں نمود۔ آزار ...یخ شقاوت است مرید را عیاذاً باللہ سبحانہ من ذالک ...لل در معتقدات اسلامیہ و فتورے در اتیان احکام ...رعیہ از نتائج و ثمرات آنست۔

از احوال و مواجید کے بہ باطن تعلق دارد ...لوید و از اثرے از احوال باوجود آزار پیر ...نماند۔ از استدراج باید شمرد و فیر از مرز نتیجہ خواہ ...د۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ!"

ممکن ہے لیکن پیر کو آزار پہنچانے کا تدارک کوئی چیز نہیں کرسکتی "آزارِ پیر" مُرید کے لیے شقاوت و بدبختی کی جڑ ہے پس اپنی سعادت پیر کے قبول کرنے اور شقاوت پیر کے رد کرنے میں جاننی چاہیے نعوذ باللہ وسبحانہ من ذالک حق سبحانہ تعالیٰ کی رضا کے پردے میں ہے جب تک مُرید اپنے کو پیر کی مرضیات میں گم نہ کرے گا حق سبحانہ تعالیٰ کی مرضیات کو نہیں پہنچے گا۔ معتقدات اسلامیہ میں کوئی خلل اور احکام شرعیہ کی بجا آوری میں کوئی فتور اسی (آزار پیر) کے نتیجے اور پھل ہیں اور جو احوال و وجدان کہ باطن سے تعلق رکھتے ہیں ان کو کیا کہیں۔ اگر آزار پیر کے باوجود کوئی اثر باطنی احوال کا باقی رہ جائے تو اس کو استدراج شمار کرنا چاہیے جو آخر میں خرابی کی طرف کھینچے گا اور نقصان کے سوا اور نتیجہ نہ دے گا۔ (والسلام)

حضرت مولانا رُومؒ اور ولادتِ ثانیہ

(۵) اور حضرت مولانا رُوم رحؒ نے مثنوی شریف مطبوعہ محمود المطابع کانپور دفتر ششم صفحہ۳ میں حدیث شریف "موتوا قبل ان تموتوا" کی شرح و تفسیر میں فرمایا ہے:

"سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ولادتِ ثانیہ بدرجہ کمال حاصل تھی!"

اور اسی کے حاشیہ پر استاد الاساتذہ جناب مولانا بحر العلوم رحؒ اور حاجی امداد اللہ صاحب رضؒ مہاجر مکی نے تائید و تصویب فرمائی ہے۔

اشعار مثنوی مولانا روم رحؒ

پس محمد صؐ قیامت بود نقد
زانکہ حل شد در فنائے حل و عقد
زادۂ ثانی است احمدؐ در جہاں
صد قیامت بود او اندر عیاں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کھلے ہوئے صد قیامت تھے
اس واسطے کہ آپ حل و عقد کے فنا کرنے میں حل ہو گئے
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دُنیا میں زادۂ ثانی ہیں
دُنیا میں ظاہر و برملا سو قیامت تھے،

Marfat.com

شرح مولانا بحر العلوم

" زادۂ ثانی " کے حاشیہ پر جناب مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں۔

"نزدِ صوفیہ مقرر است سالک را دو تولد است یک مرتبہ از مشیمہ مادر خود متولد می شود و تولد دیگر بیروں آمدن سالک از مشیمۂ طبیعت و احکام آن ، این آخیر را "ولادتِ ثانیہ نامند"

صوفیوں کے نزدیک مقرر ہے کہ سالک کی دو (بار) پیدائش ہے ایک مرتبہ ماں کے پیٹ کی جگہ سے پیدا ہوتا ہے اور دوسری پیدائش سالک کا طبیعت اور این و آں کے احکام سے باہر نکلنا ہے اور اس چیز کا نام ولادتِ ثانیہ ہے۔

شرح حاجی امداد اللہ صاحب رح

(۶) اسی کے تحت میں مرشدنا قبلۂ عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی فرماتے ہیں:

"یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قیامت نقد" زیرا کہ جمیع جہل و باطل در فنائے معنوی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انحلال یافتہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ ولادت ثانیہ کہ عبارت از "ولادت معنوی است" مرتبہ ثانیہ متولد شدہ بود و ازیں جہت صد قیامت عیاں بود"

پیغمبر صلعم سو قیامت نقد تھے اس لئے کہ جمیع جہل و باطل آپ کی فنائے معنوی میں حل (فنا) ہو گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولادت ثانیہ سے کہ ولادت معنوی سے عبارت ہے، وہ دوبارہ پیدا ہوئے تھے اس لئے آپ صد قیامت ظاہر و عیاں تھے۔

حضرت مولانا بہاؤ الدین ابراہیم

(۷) حضرت مولانا بہاؤالدین ابراہیم عطاء الانصاری القادری الچشتی رحمہ اللہ علیہ "رسالہ شطاریہ" میں فرماتے ہیں:

"فنا عبارت از ازالۂ بشری است۔ چنانچہ خبرست "لن یلج ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین (ہرگز آسمان و زمین کے ملکوت میں داخل نہیں ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں کیا گیا۔) ولادت اولیٰ معلوم و شہود است۔ ولادتِ ثانی فنائے اوصاف بشری است۔ یعنی از عدم در وجود می آید فہم۔

ترجمہ:

(از رسالۂ شطاریہ) فنا سے مراد ازالہ بشری ہے جیسے خبر ہے کہ ہرگز زمین و آسمان کے ملکوت میں اس نہ ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں کیا گیا۔ ولادتِ اولیٰ تو ظاہر ہے اور ولادت ثانی فنائے اوصاف بشری یعنی عدم سے وجود میں آنا ہے بس سمجھو۔

(حضرت ممدوح مصنف رسالہ شطاریہ سید نا و مولانا قطبِ عالم حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرانِ طریقت سے ہیں ۔۔۔۔۔۔

Marfat.com

ریقت میں حضرت مخدوم بانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے فوراً درجے اوپر آپ کا نام مقدس درج ہے۔
رسالۂ شطاریہ فرنگی محل لکھنؤ کے خاندانی کتب خانہ میں قلمی موجود ہے۔

ضرت مخدوم الملکؒ بہار شریف

(۸) مخدوم الملکؒ حضرت شرف الدین یحییٰ منیری (رضی اللہ عنہ) سلسلۂ فردوسیہ کے آفتاب ہیں اور ہندوستان کے بر و مشاہیر حضرات اولیاء اللہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے ہیں بہار شریف میں آسودہ ہیں۔
آپ نے 'ولادت معنوی' اور 'ولادت ثانیہ' کے معاملہ میں زیادہ کلام فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو "مکتوبات سہ صدی"، مکتوب ششم تحت عنوان اہلبیت شیخی صفحہ ۱۷)۔
آپ تحریر فرماتے ہیں:

(الف) "پنجم مخصوص بودن " بعلم من ...نی"، وعلم من لدنی بمعرفت ذات و صفات و ...تعالی حق سبحانہ، تعالیٰ تعلق دارد چناں چہ ...ضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ ...ست عرفت ربی بربی و تابہ ولایت دوم نرسد ...عیسیٰ پیغمبر علیہ السلام نشان دادہ است، کہ لن ...لج ملکوت السموات والارض، من لم یولد ...مرتین ایں درجہ نبود - و شرف علم لدنی مشرف ...نگردد - یعنی ہر کہ از مادر بزاید - ایں جہاں را بیند - و ہر کہ از خود بزاید یعنی از اوصاف بشریت بیروں آید - آں جہاں بیند ـــــ پس دنیا و عقبےٰ ہر دو حاضر بیند - من لم یولد مرتین " ایں باشد "۔

(ترجمہ) علم من لدنی سے مخصوص ہونا — اور علم لدنی حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات افعال سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پہچانا میں نے پروردگار کو پروردگار سے! اور جب تک ولادت دوم میں جس کا پتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیا ہے (کہ لن یلج ملکوت السموات الخ نہ پہنچے گا یہ مرتبہ حاصل نہ ہوگا اور "علم لدنی" کے شرف سے مشرف نہ ہوگا۔ یعنی جو شخص ماں سے پیدا ہوگا، اس دنیا کو دیکھے گا اور جو اپنے سے پیدا ہوگا۔ (یعنی اوصاف بشری سے باہر آئیگا پس وہ اس جہان کو دیکھے گا دنیا و آخرت دونوں کو حاضر دیکھے گا یہ ہے من لم یولد الخ کا مفہوم کہ ہرگز ملکوت السموات والارض میں داخل نہ ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں کیا گیا۔

پھر حضرت مخدوم الملک نے ہی اپنے مذکورہ بالا کلام کی تشریح اپنے دوسرے مکتوب میں فرمائی۔ (ملاحظہ ہو مکتوبات دوصدی مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور۔ تیرھواں مکتوب مندرجہ صفحہ ۳۶۹ جس کا عنوان ہے " در اثر صحبت و ولادت صوری و معنوی "۔
ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

"شیخ عمر ابدعا شرف منیری مخصوص است

اے برادر! دیر است کہ گفته اند ؎

صحبتِ نیکاں زجہاں دور گشت
خانۂ عسل خانه زنبور گشت

ہر چند روزگارِ ما بے دولتاں چنیں
است۔ امّاں چوں تحصیل اخلاق و اوصاف
ایں طائفه (اولیا۔ اللہ) کہ ولادت معنوی"
است امروز بے ایشاں متعذر گشته است
وآں کہ گویند کہ مرید فرزند پیر است ، ہمیں
از جہت اخلاق و اوصاف است نہ از جہت
صورت وآں بے صحبت وخدمت ایں
طائفه حاصل نشود وایں نسبت صفت،
کہ ولادت دوم است ، بدیشاں ثابت
نہ گردد۔ بقدر امکان طلب باید کرد کہ
"المرء علیٰ دین خلیله" ہم وقت است ہر کس
کہ آں دین دارد کہ دولت ویرا بود۔ اشارت
بر صحبت است اگر صحبت با نیکاں بودے اگرچہ
بد است نیک گردد اگر صحبت با بداں بود اگرچہ نیک
است بد گردد۔ الصحبۃ متاثر حق است (مثنوی)

بابداں کم نشیں کہ در بانی
خو پذیرفت نفس انسانی
صحبت نیک را بدست بده
کہ مہ ور ثوی کہ در صحبت مه
صحبت باغہا ز فصل بہار
باد را ہر زماں کند عطّار

شیخ عمرا شرف منیری سے دُعا میں مخصوص ہے
اے بھائی! عرصہ ہوا کہا گیا ہے۔

نیکوں کی صحبت جہان سے دور ہو گئی
شہد کا چھتہ بھڑوں کا گھر ہو گیا

ہر چند ہم بے دولتوں کا زمانہ ایسا ہے۔ لیکن
اس طائفہ (اولیاء اللہ) کے اخلاق و اوصاف
یعنی ولادت معنوی کا حاصل ہونا بغیر ان لوگوں
کے متعذر ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ مرید فرزند پیر ہے
اوصاف و اخلاق کے سبب سے ہے نہ کہ ظاہری صورت
کے سبب سے ہے اور اس طائفہ کی صحبت و خدمت کے
بغیر حاصل نہ ہوگا اور یہ نسبت صفت جو ولادت ثانی
دوسری ولادت ہے: بجز ان لوگوں کے ثابت نہ ہو گی
حتی الامکان طلب و کوشش کرنی چاہئے "المرء علیٰ دین
خلیلہ" (شخص اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے) مشکل وقت
جس کو یہ حاصل ہو، دولت اس کے لئے ہے (صحبت
موثرہ) اشارہ صحبت کی طرف ہے۔ صحبت اگر نیکوں
کے ساتھ ہے، تو اگر بُرا ہے نیک ہو جائے گا اور
اگر بُروں کے ساتھ صحبت ہے تو اگرچہ نیک
ہے بد ہو جائے گا۔

بُروں کے ساتھ بیٹھ کر عاجز ہو جائے گا
نفسِ انسانی خُو پذیر ہے۔ (پس)
نیک کی صحبت ہاتھ سے نہ دے کیوں کہ
نیک کی صحبت سے تو بہت نیک ہو جائے گا
فصلِ بہار سے باغوں کی صحبت
ہوا کو ہر وقت خوشبودار کر دیتی ہے

Marfat.com

روغن کنجدے کہ بودش عام
شُد ز گلہا عزیز نیکو نام
و خواجہ سعدی راست علیہ الرحمہ (قطعہ)
گِلے خوش بُوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مُشکی یا عبیری
کہ از بُوئے دل آویز مستم
بگفتہ من گِل ناچیز بُودم
ولیکن مدتے باگُل نشستم
جمالِ ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

ازیں جاہ است کہ می گویند کہ طالبِ ذوق را یک روز صحبت کامل آں کُند کہ چہل سال وپنجاہ سال مجاہدہ وریاضت نہ کند کہ گفت ؎

محبوب شدی ز صحبت خود
اے دوست بُرَو قلندرے شو

پس لامحالہ بے صحبت ایں طائفہ مرید وطالب را ہلاکت بود کہ "الشیطان مع الواحد" دیو با تنہا بود وہو من الاثنین۔ "ابعد" آوازہ کس دوتر بود۔ مشائخ ازیں قضیہ مریداں را صحبت فرمودہ اند و اثرِ صحبت ہیچ عاقلے پوشیدہ نیست کہ باز از صحبت آدمی عالم شود و طوطی بہ تعلیم آں ناطق گردد۔ و اسپ بہ ریاضت آدمی از حدِ بہیمی بتفاوت آدمی آید مستورے کہ متقی

تل کا تیل گلاب کی صحبت سے
اچھے نام کا تیل ہوجاتا ہے
(حضرت سعدی رح نے فرمایا)
ایک دن ایک اچھی خوشبودار مٹی حمام میں
مجھے ایک محبوب کے ہاتھ سے ہاتھ آئی،
میں نے اُس سے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عنبر،
کہ میں تیری دل آویز خوشبو سے مست ہوگیا
اُس نے کہا کہ میں ایک ناچیز مٹی ہوں
لیکن مدتوں گلاب کے ساتھ رہی،
جمال ہمنشیں نے مجھ میں اثر کیا
ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں جو ہوں،

اسی موقع پر بڑے لوگ کہتے ہیں کہ طالب کو کامل کی ایک دن کی صحبت وہ کر دیتی ہے جو چالیس برس کا مجاہدہ و ریاضت نہیں کرے گی

تو اپنی خودی کی وجہ سے محجوب ہوگیا
اے دوست! جاکر قلندری ہوجا

پس لامحالہ مرید وطالب اس طائفہ کی صحبت بغیر ہلاک ہوجائے گا۔ کیوں کہ شیطان اکیلے آدمی کا ساتھی ہوجاتا ہے۔

اور "شیطان دو سے دور رہتا ہے، دو آدمی کی آواز دور ہوجاتی ہے (حضرات مشائخ نے اسی قضیہ کی وجہ سے مریدوں کو صحبت کے لئے حکم دیا ہے، صحبت کا اثر کسی عاقل سے چھپا ہوا نہیں ہے، باز (شکاری پرندہ) آدمی کی صحبت سے جاننے والا ہوجاتا ہے، طوطی آدمی کی تعلیم سے بولنے لگتی ہے اور گھوڑا آدمی کی ریاضت و محنت

Marfat.com

نہ بود - باستور جفتے چند روز بر
بندند، راست راست رود و
جفتے گردد - ایں ہمہ تاثیر صحبت و صحبت
راست را اثرے عظیم است وقوتے تمام چناں
کہ گفت۔ (بیت)

اسپ توسن ز اسپ ساکن رگ
گشت ہم خو اگر نہ شد ہم تگ

تا گویند اگر مُردارے در تودۂ نمک اُفتد بمرور مدت نمک گردد، حکم اُو چوں حکم نمک شود، پس چہ گوئی طائفہ را کہ نظر اُو دوا بود، و سخن ایشاں شفائے مرضیٰ بود بخدا ناطق باشند و بخدائے ساکت و ہمہ صفات تخلقوا الاخلاق اللہ کردہ باشند۔ از دست شیطاں رستہ و جستہ و سرائر اسرار الٰہی مواضع اسرار الٰہی گشتہ۔ و بانیابت سلطان انبیاء علیہ السلام کہ علمائے اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل بر سجادہ دعوت خلق الی الحق نشستہ، صحبت ایشاں ترا چہ کند؟ اگر مُردہ باشی زندہ کند" دیو باشی فرشتہ کند۔ مس و آہن باشی زر کند - مردم زندہ باشی اکسیر جہانے کند - در اسفل السافلین رفتہ باشی در اعلیٰ علیین بر آرد از ینجاست کہ گفتہ۔ شعر

گرد توحید گرد با تفرید
چہ کنی صحبتے ز بے تقلید

در صحابہ نگر رضی اللہ عنہم ہریک دربت خانہ بیش

کے سبب، چوپائے کی حد سے نکل کر آدمی کی (رسی) عادت میں آجاتا ہے جو چوپایہ جفتی میں نہیں ہوتا اس کو جفتی (کرنیوالے) چوپایہ کے ساتھ باندھ کر رکھتے ہیں تو ٹھیک چلنے لگتا ہے اور جفتی ہوجاتا ہے۔ یہ سب صحبت کی وجہ سے ہے اور صحبت کی تاثیر اور قوت بہت ہوتی ہے ؎

توسن گھوڑا ساکن رگ گھوڑے کے ساتھ
اگرچہ نہیں دوڑنے لگتا مگر ہم خوگر ہوجاتا ہے

لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ ایک مُردار نمک کی کان میں عرصے تک رہنے سے نمک بن جاتا ہے۔ اس کا حکم نمک کے حکم میں ہوجاتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کا کیا کہنا، جس کی نظر دوا ہے۔ جن کا کلام شفا ہے (یہ حضرات) خدا کے حکم سے بولتے ہیں (ورنہ) خاموش رہتے ہیں اور (یہ حضرات) اخلاق الٰہی سے آراستہ ہوتے ہیں اور شیطان کے ہاتھ سے چھوٹ کر، بھاگ کر شہنشاہ انبیاء (ان پر درود) کی نیابت کے ساتھ (علماء) اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل دعوت خلق الی الحق کے سجادہ نشین ہوجاتے ہیں ان کی صحبت تجھے کیا کردے گی۔ اگر تو مردہ ہوگا تو زندہ کردے گی اگر شیطان ہوگا تو فرشتہ کردے گی۔ تانبہ اور لوہا ہوگا تو سونا بنادے گی اور اگر تو زندہ آدمی ہوگا تو ایک دنیا کے واسطے تجھے اکسیر کردے گی — اگر تو اسفل السافلین میں گر گیا تو اعلیٰ علیین پر پہنچا دیگی۔ اسی موقع پر کسی نے کہا ہے ؎ اے توحید کے گرد تنہا پھرنے والے! بے تقلید کے ساتھ (بے واسطہ

Marfat.com

ہاں بسجدہ افتادہ بودند و در بادیہ گمراہی
رو رفتہ ، ناگہاں آفتاب صحبت آں
سلطانِ انبیاء ، اولیاء علیہم السلام در جہاں برآید۔
ریکے در آسمان دین اسلام ستارہ گشت
ہدایت خلق تا قیامت در اقتدائے ایشاں
ربستہ شد و کوس دولت ایشاں در عالم
وند کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم،
سبحانہ اللہ ! از کجا تا بہ کجا رسیدند
رہے کیمیا گری صحبت تا بدانی کہ
ر دولت و نعمت در صحبت
یں طائفہ است ، این است
ہ گفت :

نظم

سایہ خورشید سواران طلب
رنج خود راحت یاران طلب

ورشید سواراں بحقیقت ایشانند کہ پائے برکون
مکان نہادہ اند و خورشید خود چہ باشد
نہ خدمتِ ایشاں بیند و جان و دل
جاہ و مال و زن و فرزند و نان
مان فدائے ایشاں کن مگر در سایۂ دولت
ایشاں جائے یابی ، اشارت بریں
کرد کہ گفت ؎

تا یکے بایزید بینی فرد
خدمتِ صد یزید باید کرد

بزرگے را پرسیدند کہ چند صحبت مع ابی بکر عثمان

اور بے وسیلہ از حضرات انبیاء، و اولیاء) کیا صحبت
کرتا ہے ؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی طرف دیکھو۔ ہر ایک
(شرف اسلام سے پیشتر) بُت خانے میں بُت کے سامنے سجدے
میں پڑا تھا اور اسی بت پرستی) کے جنگل میں بھٹکا ہوا
تھا کہ ناگہاں اس سلطانِ انبیاء کی صحبت کا آفتاب
چمکا تو ہر ایک دین اسلام کے آسمان کا ستارہ ہوگیا
اور خلق کی ہدایت قیامت تک ان کی پیروی میں (منحصر)
متعلق ہوگئی اور ان کے اقبال کا ڈنکا دنیا میں بجایا گیا فرمایا
حضرت شہنشاہِ انبیاء نے "میرے اصحاب ستاروں کی طرح
ہیں تم اُن کی پیروی کروگے تو ہدایت پاؤ گے"! سبحان اللہ
کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ صحبت کی کیمیا گری کا کیا کہنا؟
خبردار جان لو کہ سب دولت نعمت اس گروہ کی صحبت
میں ہے (جو قدم بقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؎

خورشید سواروں کا سایہ ڈھونڈ
اپنی تکلیف کا (مداوا) اور یاروں کی راحت ڈھونڈ

خورشید سواران حقیقت میں یہ لوگ ہیں۔
جنھوں نے دنیا پر لات ماردی، خورشید کی کیا
حقیقت ہے جو اُن کی طرف دیکھے ان پر جان و دل
جاہ و مال، زن و فرزند، گھر بار فدا کردے تو شاید ان
کے سایۂ دولت میں جگہ پائے ۔
کسی نے اسی کی طرف اشارہ
کیا ہے ؎

ایک فرد یزید کے پانے کے لئے
سو یزید کی خدمت کرنی چاہئے (یعنی سو بار نفس کشی)

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے کتنے برس

Marfat.com

المغربی رحمۃ اللہ علیہ ؟ چند سال با عثمان مغربی رحؒ
صحبت کردی "فنظر الیہ شرفا و ہو نظر
الفیضان بموخر العین" بہ نظر غضب بر سائل
نگریست، وگفت، من صحبت نہ کردہ ام بلکہ خدمت
کردہ ام علی التحقیق ہمچنیں است کہ آن خدمت
است نہ صحبت، ہر چند صحبت گویند پس
چوں طالب صادق در صحبت ایں طائفہ
در آید و مؤدب گردد بآداب ایشاں و تخلق باخلاق
ایشاں، اورا میسر گردد احوال شریف و معنی لطیف، بحکم صحبت
سرائت کردن گیرد، چوں چراغ نا افروختہ با صحبت
چراغے دیگرا فروختہ گردد۔ و مثل پیر و مرید
حقیقی وانیجا محقق گردد۔ دو سرے کہ در پیرے
و مریدے است از نیجا معلوم شود چنانکہ یابد از حسن تالیف
الٰہی بحکم صحبت کہ میان پیر و مرید است، مرید جزوے می گردد
اجزائے پیر۔ چنانچہ فرزند در ولادت صورت جزوے
است، اجزائے پدر پس ایں جا دو ولادت
حاصل می شود، یکے از راہ صورت فرزند
پدر خود است۔ و از راہ صفت فرزند
پیر خود است، و آں کہ از عیسےٰ علیہ السلام
نقل است کہ "لن یلج ملکوت
السموات والارض من لم یولد
مرتین"، ہر کہ دو بار نزاید در ملکوت آسمان و زمین
در نیاید چناں کہ در صورت در ملک در آید
در عالم ملک مشاہدہ را مشاہدہ کرد ہمچنیں در
زادن ولادت صفت در ملکوت آسمان و

حضرت عثمان مغربی کی صحبت کی۔ انھوں نے پو
والے (کی طرف) غصہ کی نظر سے دیکھ کر) کہا کہ میں
نے صحبت نہیں کی بلکہ خدمت کی ہے!" حقیقت
میں یہ صحبت نہیں خدمت ہے اگرچہ لوگ صحبت
کہیں۔ پس جب طالب اس گروہ کی صحبت میں داخل
ہوگیا۔ اور ان کے آداب سے (مہذب) مؤدب
اور ان کے اخلاق سے آراستہ ہوگیا تو اُسے احوال
شریف میسر ہوتے ہیں اور صحبت سے معنی
لطیف اثر کرنے لگتی ہے اور پیر اور حقیقی مرید
کی مثل یہاں متحقق ہو جاتی ہے جیسے ایک بے روشن
چراغ دوسرے روشن چراغ کے ملنے سے روشن ہو جا
ہے اور پیر و مرید کے درمیان میں جو بھید ہے جیسا چا
معلوم ہو جاتا ہے اور بحکم صحبت تالیف الٰہی کی خوبی
مرید ایک جزو اجزائے پیر سے ہو جاتا ہے" جیسے
"فرزند صورت" پیدائش میں باپ کے اجزاء سے ایک جز
ہو جاتا ہے، پس یہاں دو ولادت حاصل ہوتی ہے
ایک ظاہری صورت میں اپنے باپ سے کہ
فرزند ہے (اپنے باپ کا) اور از راہِ صفت
اپنے پیر کا فرزند ہے، اور وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
سے منقول ہے کہ ہرگز آسمان و زمین کی ملکوت
داخل نہ ہوگا جو دوبارہ پیدا نہیں ہوگا جو دو
پیدا نہیں ہوتا اب متحقق ہو جاتا ہے (یعنی ظاہر
عالم ملک کا مشاہدہ کرتا ہے، اسی طرح ولادت
صفت اور (ولادت معنوی) میں آسمان و زمین
کے ملکوت میں داخل ہوتا ہے اور ملکوت میں

Marfat.com

زمین در آید، و آنچہ در ملکوت از اسرار و خزائن الٰہی، جملہ اُورا مشاہدہ گردد۔ این را کشف گویند ملک ظاہر کون را گویند و ملکوت باطن کون را گویند وکذالک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین ہمین است و صرف یقین بکمال در ولادت صفت حاصل شود۔ این است کہ گفت لو کشف الغطاء لما ازددت یقیناً بر کمال دیگر چہ زیادت و بدین ولادت مستحق میراثِ انبیاء گردد۔ العلماء ورثۃ الانبیاء ایشانند بحقیقت نہ آں کہ امروز خیالے می برند۔ و ہنوز نزدیک این طائفہ جنین اند در شکم مادر بلکہ از صلب پدر ہنوز در شکم مادر نیامدہ اند۔ عزیزے بریں معنی گفتہ است (مثنوی)

ہر دیاں تیرہ ہوشانند
جاہ جویان دیں فروشانند
ہمہ در علم سامری دارند
از برون موسیٰ واز درون مارند
بباغ و دل و زمیں دارند
کے دل عقل و شرع دین دارند
از رہ شرع و شرط برگشتہ
تشنۂ خون یک دگر گشتہ

بزرگان گویند ہر کہ را میراثِ انبیاء نہ رسیدہ است او ہنوز زادہ شدہ است اگرچہ بر کمال دانش بود کہ عقلے کہ خشک بود از نور شرع

جو اسرار اور الٰہی خزانے ہیں ان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس کو کشف کہتے ہیں اور ملک ظاہر کون کو کہتے ہیں، اور ملکوتِ باطن کون کو کہتے ہیں اور کذالک نری الخ) یہ ہی ہے۔ اور صرف یقین کامل اور ولادت صفت میں حاصل ہوتا ہے۔ یہ ہے جو کسی نے کہا ہے لو کشف الغطاء لما ازددت یقیناً اور کمال پر کیا زیادتی؟ اور اس ولادت صفت میں میراث حضرات انبیاء کا مستحق ہو جاتا ہے العلماء ورثۃ الانبیاء حقیقت میں یہ حضرات ہیں نہ کہ وہ جو آج خیال پکاتے ہیں یہ لوگ اس گروہ کے نزدیک شکم مادر میں جنین ہیں، بلکہ باپ کی پیٹھ سے ماں کے پیٹ میں داخل نہیں ہوئے ہیں کسی عزیز نے اسی معنی میں کہا ہے ؎

تیرہ ہوش ماہر وہ لوگ ہیں
مرتبہ ڈھونڈنے والے دین فروش ہیں
یہ علماء سو سامری کے مانند ہیں
اپنے آپ کو نائب انبیاً ظاہر کرتے ہیں
مگر باطن میں نائب نہیں ہوتے ہیں ان لوگوں
کا خیال زمین اور باغ میں ہے عقل و
شرع دین کا انھیں کہاں خیال؟ شرط و شرع
عقل کے راستہ سے بھٹک کر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں

بزرگ لوگ کہتے ہیں جو میراث انبیاء تک نہیں پہنچا ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا ہے، اگرچہ عالم کامل ہو، کیوں کہ جو عقل نور شرع سے محروم رہتی ہے

Marfat.com

در ملکوت طواف نتواں کرد و در سر ائر
کائنات مُطلع نتواند شد بر نور شرع منور نہ گردد
مگر در ولادتِ صفت چناں کہ گفتیم و ایشاں
کہ ذکرِ ایشاں پیش رفت کہ مستحق میراث
نباشد راز ظاہر و صورت نگر زند مگر بعبارت
مزخرف عمر بسری بُردند (مثنوی)

راہ دیں صنعت و عبادت نیست
جُز خرابی درو عمارت نیست

اے برادرا! ایں ہمہ دولت و نعمت در
خدمت و صحبت ایں طائفہ بر بستہ است
امروز ہر کسے کہ در خانہ نشستہ است از
چاشت و اشراق می طلبد ہیہات ہیہات!
مگر در خواب بیند، ازیں رُباعی بشنو چہ
می گوئی (مثنوی)

اسرارِ خرابات بدستاں نبری
تا سجدہ بہ پیش بت پرستاں نبری
پاکیزہ نہ گردی زنو آلائش خود
تا بر سر خود سبوے مستاں نبری

ابوبکر طمستانی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ است
"اصحبوا مع اللہ فان لم تستطیعوا فاصحبوا
مع یصحب مع اللہ لیوصلکم بوکات
صحبتہ الا صحبۃ اللہ" صحبت کند با خدائے
عزوجل واگر آں استعداد ندارد بد صحبت با کسے کنید
کہ وے در صحبت خدا ایت تا برکت صحبت وے
شمارا در صحبت خدائے رساند- وایشاں این است ۵

وہ ملکوت میں طواف نہیں کر سکتی - کائنات
کے بھیدوں سے مُطلع اور نور شرع سے منور
نہیں ہوتی مگر ولادت صفت میں جیسا کہ میں نے کہا وہ
لوگ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہرگز (حضرات انبیاء کی میراث کے
مستحق نہیں ہوں گے وہ ظاہر اور صورت سے آگے نہیں
بڑھتے مگر مزخرف و خرافات عبارات میں عمر بسر کرتے ہیں ۵

دین کا راستہ صنعت و عبادت نہیں ہے
اس میں خرابی کے سوا کوئی عمارت نہیں ہے

اے بھائی! یہ سب دولت و نعمت اس گروہ کی
خدمت سے وابستہ ہے جو آج گھر میں بیٹھا ہوا چاشت
و اشراق سے طلب کرتا ہے ---
افسوس! شاید وہ خواب میں دیکھے
سُنو اس رُباعی کو -- کیا کہتے
ہیں - (مثنوی)

خرابات کے بھید کو تو مکر و حیلہ حاصل نہیں کر سکتا
جب تک بُت پرستوں کے سامنے سجدہ نہ کرے
تو اپنی آلائش سے پاکیزہ نہیں ہو سکتا
جب تک مستوں کا گھڑا سر پر نہ اُٹھائے

(حضرت) ابوبکر طمستانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا
اللہ کے ساتھ صحبت کرو- اگر یہ صحبت نہیں
ہے تو ایسے شخص کے ساتھ میل جول
رکھو جن کا خُدا کے ساتھ میل جول ہے
تا کہ اس کی صحبت کی برکت تم کو خدا کی
صحبت میں پہنچا دے، اور ان لوگوں کا نشان
یہ ہے ۵

Marfat.com

جان فروشانِ بارگاہ عدم
خرقہ پوشانِ خانقاہ قدم
خوردہ یک بادہ بر رُخ ساقی
ہر چہ باقی است کردہ در باقی
معتکف در سرائے راز ہمہ
بے نیاز از پئے نیاز ہمہ

اجماعِ اُمّت ایں طائفہ راکہ مُرید را پیر دو وقت است یک وقت شیر خوردن دیگر وقت از شیر جُدا شدن چناں چہ در فرزند صُورت اگر فرزندِ صورت دو وقت شیر خوردن از مادر جدا شود ہلاک گردد ہمچنیں فرزند صفت اگر وقتِ شیر خوردن از پیر جُدا شود وہلاک گردد، وقت شیر خوردن فرزند صُورت و جُدا شدن از شیر معلوم است، امّا وقت شیر خوردن فرزند صفت دانی چیست ؟ لازم گرفتن صحبت پیر است !! و پیر مدّتے آں را می داند پس نشاید مرید را کہ فرزند صفت است جُدا شود، مگر بہ فرمان پیر۔ وقت جُدا شدن وے از شیر آں ست کہ پیر بداند مستقل بارات خود شد و آں آں گاہ بُود کہ چشم دل وے کشادہ گردد۔ و تعریفات و تنبیہات خداوند فہم تواند کرد کہ ھذا من اللہ واگر پیش از وقت فطام جُدا شود در راہ معلول گردد و ہر نیا و ہوا باز اُفتد، و آں ہلاکت وے بُود۔ چنانکہ جُدا شدن فرزند صُورت در وقت شیر خوردن بلافرق بینہما، و ایں خود

وہ لوگ شاہ راہ عدم کے جان فروش ہیں
اور خانقاہ قدم کے خرقہ پوش ہیں
ساقی کے پاس شراب پی۔ اور باقی (ماسوائے اللہ) کو باقی (خدائے حی و قیوم) پر فدا کر دیا، یہ لوگ سرائے راز کے معتکف ہیں اور سب آرزوں سے بے پرواہ ہیں

اس گروہ کا اجماع ہے کہ مرید کے لیے پیر کی ضرورت دو وقتوں میں ہے ایک دُودھ پینے کے وقت، دوسرے دُودھ چھوٹنے کے وقت، جیسے کہ ظاہری فرزند ہیں) اگر فرزندِ صورت دُودھ پینے کے وقت میں ماں سے جُدا ہو جائے تو ہلاک ہو جائے گا اسی طرح فرزند دودھ پینے کے وقت پیر سے جُدا ہو جائے تو ہلاک ہو جائے گا۔ فرزند صورت کے دُودھ پینے اور دُودھ سے جدا ہونے کا وقت تو معلوم ہے، مگر فرزند صفت کے دودھ پینے کا وقت کون سا ہے؟ (اسے) تو جانتا ہے (کہ یہ) صحبت پیر کو لازم پکڑنا ہے اور پیر (دودھ پلانے کی) مدت کو جانتا ہے پس اس مرید کو جو فرزند صفت ہے ایسا نہ چاہیے کہ بے پیر جدا ہو جائے۔ اس کے دُودھ چھوٹنے کا وقت یہ ہے کہ پیر جان لے کہ وہ بذات خود مستقل ہو گیا اور یہ اس وقت ہو گا جس وقت اُس کے دل کی آنکھ کھل جائے! اور خدا کی تنبیہات و تعریفات کو سمجھ سکے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر دودھ چھوٹنے کا وقت ہونے سے پہلے جدا ہو جائیگا تو راستہ

Marfat.com

مشاہدہ است ، اماتا کدام نیک بخت را بدیں سعادتِ راہ دہند۔ وکدام بے دولت راہِ فرو گزارندہ چنانچہ گفت (رُباعی)

از تو بہ کہ نالم کہ دگر داور نیست
وزدست تو ہیچ دست بالا تر نیست
آں راکہ تو رہبری کنی گم نہ شود
آں راکہ تو گُم کنی کسے رہبر نیست

من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہٗ ۔

بہ زورے بازوے کسے نیست تا بخشندہ راکرا بخشد (قطعہ)

شب تاریک دوستان خدائے
می بتابد چو روز رخشندہ
ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اے برادر! چناں کہ صحبت ایں طائفہ عزیز و لطیف است ۔ آدابِ صحبت ایشاں نیز عزیز و دقیق است ۔ ورعایت آں ہمہ از واجبات صحبت است ، ذکر آں جُملہ در مکتوب نہ گنجد ۔ العلم یوخذ من افواہ الرجال (بیت)

بپرس ہر چند نہ دانی کہ ذلِ پرسیدن
دلیلِ راہ تو گردد بعزو دانائی

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پرسیدن کہ بدیں منزلتِ علوم چہ گونا رسیدی ؟ گفت ہر آنچہ ندانستم

میں بیمار ہو جائے گا اور دُنیا اور خواہشات میں گر پڑے گا اور یہی اس کی ہلاکت ہے جیسے کہ (فرزند صفت کا دُودھ پینے کے وقت جُدا ہونا باعث ہلاکت ہے) پس ان دونوں میں کوئی فرق نہیں اور یہ تو خود مشاہدہ ہے لیکن دیکھئے کہ کس نیک بخت کو اس سعادت کی طرف راستہ دیتے ہیں، اور کس بے دَولت (و بدبخت) کو چھوڑتے ہیں ، جیسا کہ کسی نے کہا ۔ تیری نالش کس سے کریں کہ دوسرا حاکم نہیں ہے ۔ اور تیرے ہاتھ سے کوئی ہاتھ اُونچا نہیں ہے ۔

جس کی تو رہبری کرتا ہے وہ گم نہیں ہوتا اور جس کو تو گم کرتا ہے اُس کا کوئی رہبر نہیں ہے (من یھدہ اللہ الخ) کسی کا بس نہیں کہ بخشنے والا کس کو بخشتا ہے، یہ سعادت بازو کے زور سے نہیں ہے جب تک خُدا بخشنے والا نہیں بخشے۔ اے بھائی! یہ گروہ عزیز و پاکیزہ گروہ ہے ان کی صحبت کے آداب بھی عزیز و دقیق ہیں۔ ان کی صحبت کی رعایت واجبات سے ہے۔ ان سب کا ذکر ایک مکتوب میں نہ سمائے گا۔ علم حاصل لیا جاتا ہے ادب آموز زبانوں سے امام غزالی سے کسی نے پوچھا کہ علوم کے اس مرتبہ پر آپ کیوں کر پہنچے انھوں نے فرمایا جو کچھ میں نہیں جانتا تھا اس کے پوچھنے سے شرم نہیں کرتا تھا جو کچھ تو نہیں جانتا ہے پوچھ لے ۔ کیوں کہ پوچھنے کی ذلت تجھے عزت و دانائی کی طرف رہنما

Marfat.com

از پرسیدنِ آں ننگ نداشتم - ہو گی -

ارشادِ مخدومُ الملکؒ کا خلاصہ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم الملک کے مندرجہ بالا مکتوب شریف کا مفہوم و خلاصہ جو خاص ولادت معنوی کے متعلق ہے درج کر دیا جائے۔ (ملاحظہ ہو) شعر:

صحبت نیکاں ز جہاں دور گشت　　　خانۂ عسل خانۂ زنبور گشت

ہر چند زمانہ ہم بے دولتوں کا ایسا ہی ہے لیکن اس طائفہ (اولیاء اللہ) کے اخلاق و اوصاف کی تحصیل جو کہ صاحبِ ولادت معنوی ہیں اور صاحب علم لدنی آج بغیر ان کے متعذر ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ مُرید، فرزند پیر ہے تو یہ کہنا "اخلاق و اوصاف کی وجہ سے ہے نہ کہ صُورت ظاہری کے اعتبار سے" اور یہ اخلاق و اوصاف بغیر صحبت و خدمت اس طائفہ عالیہ کے حاصل نہیں ہونگے' اور وُہ نسبت صفت کہ جو "ولادت ثانیہ" ہے بغیر ان کے نہ پائی جائے گی بس بقدر امکان (ان اخلاق و اوصاف و نسبت) کی طلب ضروری ہے۔

جب طالبان صادق اس طائفہ کی صحبت میں داخل ہو کر ان حضرات کرام کے آداب سے مؤدب اور ان بزرگوں کے اخلاق سے متخلق (مہذب آراستہ) ہو جاتا ہے تو اب اُسے احوال شریف اور معنی لطیف (عالمِ غیب سے) میسر ہوتے ہیں۔ صحبت کی تاثیر اس کے باطن میں سرایت کر جاتی ہے جیسے کہ بے روشن چراغ روشن چراغ کے مِل جانے سے "روشن" ہو جاتا ہے۔ یہی مثال مرید اور پیر کی ہے (کہ مرید بے روشن چراغ ہے اور پیر روشن چراغ) اور جو بھید کہ مریدی اور پیری کا ہے۔ اس (مثال) سے پُورا پُورا واضح اور روشن ہو جاتا ہے! اب حُسنِ تالیف الہٰی سے بحکم برکتِ صحبت کہ درمیان پیر و مرید کے ہے۔ مرید ایک جزو اجزائے پیر سے ہو جاتا ہے۔ (فرزند ولادت صورت اجزائے پدر سے ایک جزو ہوتا ہے (جیسے کہ فقہانے بھی باپ اور بیٹے کی جُزئیت کو عندالشرع ثابت کیا ہے۔) پس اس محل پر سالک کو دو ولادتیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک صورت ظاہر کی راہ سے کہ فرزند ہے اپنے باپ کا۔!

اور ولادت ثانیہ از راہ وصفتِ باطنی ہے کہ فرزند ہے۔ اپنے پیر کا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے یہ جو منقول ہے کہ لن یلج ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین) وہ کہ دُوبارہ پیدا نہیں ہوا ہے۔ ملکوت آسمان و زمین میں داخل نہ ہوگا (یہ اسی ولادتِ ثانیہ کی طرف اشارہ ہے)

یعنی جیسا کہ ولادت صُورت کے ظہور میں آنے پر انسان عالم ملک (دنیا) میں آتا ہے

Marfat.com

اور عالم دنیا کی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے، ایسا ہی ولادتِ صفت (ولایت ثانی) حاصل ہونے پر، سالک ملکوت آسمان وزمین میں داخل ہوگا۔ بغیر ولادت ثانیہ کے ملکوت آسمان وزمین میں داخل نہیں ہوسکے گا۔

اور جو کچھ ملکوت میں الٰہی اسرار اور خداوندی خزانے ہیں اب ولادتِ ثانیہ کے بعد ہی وہ ان تمام چیزوں کا مشاہدہ کرے گا۔ اسی کو کشف کہتے ہیں اور ملک جہان ظاہر کو کہتے ہیں۔ اور ملکوت عالم باطن کو جیسے کہ اللہ عزّوجل کے فرمان وکذالک نری ابراہیم ملکوت السمٰوات والارض میں ظاہر فرمایا گیا۔

یہ جو ہم نے بیان کیں یہ ہی باتیں اس آیتِ پاک سے ثابت ہیں۔

اور یقین کا حاصل ہونا (اور موقنین کا اطلاق ہونا۔) "ولادتِ صفت" بدرجہ کمال حاصل ہونے پر موقوف ومنحصر ہے۔ اسی ولادتِ صفت کے حاصل ہونے پر سالک حضرات انبیاء علیہ السلام کی میراث کا مستحق ہوتا ہے۔ العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء وارثِ انبیاء ہیں) حقیقت میں اس کے مصداق یعنی وراثتِ حضرتِ انبیاء کے مستحق یہ ہی صاحب ولادت معنوی ہیں نہ کہ دوسرے لوگ بزرگوں نے فرمایا۔ جسے نبیوں کی وراثت نہیں ملی ہے وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہے اگرچہ کمال دانش رکھتا ہو۔

اے بھائی! یہ سب دولت ونعمت اس طائفہ اولیاء اللہ کی صحبت وخدمت (اور ان کے فیوض وبرکات کے حصول میں کامیاب ہونے) پر ہی موقوف ہے۔ اس زمانے میں یہ حال ہے کہ ہر شخص چاشت اور اشراق کی نفل نمازیں) پڑھ کر گھر بیٹھے۔ یہ نعمت چاہتا ہے، افسوس افسوس!

حضرات اولیاء اللہ کا اجماع ہے کہ مرید کو پیر کی حاجت دو وقتوں میں بہت ضروری (ناگزیر) ہے ایک تو شیر خواری کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ میں ضرورت ہے اور دوسری فطام یعنی دودھ چھٹانے کے وقت میں۔ جیسے کہ فرزند صورت کو۔ اگر فرزند صورت دودھ پینے کے دنوں میں دودھ پلانے والی اس سے جدا ہو تو ہلاک ہوجائیگا ایسا ہی (معاملہ) فرزند صفت کا ہے کہ دودھ پینے کے زمانے میں اگر پیر سے جدا ہوجائے تو ہلاک ہوجائے گا۔ (یعنی یہ تو سب جانتے ہیں کہ فرزند صورت دودھ پینے کے وقت دایہ سے جدا ہوجائے تو کیا ہوجائے گا۔ لیکن جانتے ہو؟ کہ فرزند صفت "وقت شیر خواری" اگر پیر سے جدا ہوجائے تو کیا ہوجائے گا؟ لو اب سمجھو)

زمانہ شیر خواری پیر کی صحبت کو لازم اور ضروری سمجھ لینے کے وقت سے شروع ہے۔ پس وہ مرید کہ فرزند صفت ہے اسے یہی لائق وسزاوار ہے کہ جب تک پیر کا فرمان نہ

Marfat.com

...سے جُدا نہ ہو۔ مُرید کے دُودھ چھڑانے کے وقت کیا ہے، اُسے پیر ہی جانتا ہے کہ مرید مستقل بذات خود ...گیا ہے (یا نہیں) اور مرید کے لئے دمستقل بذات خود ہونے کا) وقت ہے جبکہ مرید کے دل کی آنکھ ...شن ہو جائے اور مرید میں تعریفات و تنبیہات خداوندی کی سوجھ بوجھ ہو جائے کہ (فلاں بات) اللہ ...طرف سے ہے (اور فلاں بات وسوسۂ نفسانی اور خطرۂ شیطانی ہے۔)

(پس) وقت فطام (دودھ چھوڑنے کے زمانے سے پہلے اگر مرید پیر سے) جُدا ہو جائے گا تو ...ستے میں بیمار اور دنیا میں گرفتار اور خواہش نفسانی میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور اس میں مرید کے ...ئے ہلاکت و بربادی ہے جیسے کہ فرزند صورت کا شیر خواری کے زمانے میں ماں سے جُدا ہو جانا۔ اس ...ر خواری کے لئے ہلاکت کا سبب ہے، بلا فرق یہی حال ہے (فرزند صورت اور فرزند معنوی) دونوں ...۔ اور یہ خود مشاہدہ ہے۔ ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

...ولف کتاب ہذا کی گزارش ان اکابرین حضرات اولیاء اللہ کے مندرجہ بالا ارشادات متفقہ طور پر ولادت معنوی اور ولادت ثانیہ کے دلیل و ثبوت ہیں ...راقم انہیں اہلِ حق کے اطمینان کے لیے کافی سمجھتا ہوں۔

...شیطان شریعت و طریقت دونوں راستوں سے گمراہ کرتا ہے

...اب تنقیح نمبر ۲ یعنی شیطان لعین نے شریعت و طریقت یعنی علم ظاہر و علم باطن دونوں ...راستوں سے لوگوں کو گم راہ اور خراب کیا ہے؟ اور گم راہ و خراب کرتا ہے۔

اس مہتم بالشان مسئلہ کے اثبات کا بیان کیا جاتا ہے

قرآن مجید سے اثبات قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

" اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ " سورۂ یوسف پ ۱۲

(ترجمہ) تحقیق کہ شیطان واسطے انسان کے دشمن ظاہر ہے جس نے پیدائش حضرت آدمؑ کے وقت سے عداوت کی ہے

" اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ

(ترجمہ) تحقیق بندے میرے (ایسے بھی ہیں کہ) نہیں ہے واسطے تیرے اُن پر غلبہ لیکن جس نے پیروی کی تیری

Marfat.com

وَاِنَّ جَہَنَّمَ لَمَوْعِدُھُمْ اَجْمَعِیْنَ (پ ۱۴ سورۃ الحجر) گمراہوں میں سے ہو اور تحقیق دوزخ جگہ ان سب کے وعدہ کی
ان سب آیاتِ مقدسہ سے یہ ثابت ہے کہ شیطان بے شک دشمنِ انسان ہے اور اس نے انسان کو راہ حق
سے قیامت تک بہکانے کا قصد اور عہد کر رکھا ہے۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "ان
عبادی لیس لک علیہم سلطان" (میرے خاص بندے تیرے قابو میں نہیں آئیں گے۔ ان پر تیرا کوئی دا
نہ چلے گا۔) اور جو تیری پیروی کریں گے ان سب کو جہنم میں ڈالوں گا۔

دشمنیِ شیطان

حضرت آدم علیہ السلام سے شیطان نے جو دشمنی کی اس کا تذکرہ قرآن مجید میں کئی جگہ فرمایا گیا ہے۔

اس دشمنِ قدیم شیطان رجیم سے حضرت انبیا علیہم السلام و حضرات اولیائے کرام ہمیشہ بچتے چلے آئے ہیں

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علی نبینا و علیہ السلام) منشائے خواب کو (ذبح فرزند کی اشارت غیبی کو) ظاہر میں پورا کرنے کو چلے تو شیطان نے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو بہکایا جس کا تذکرہ احادیثِ شریفہ میں وارد ہوا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے مقابلہ

اس ابلیس لعین کی فریب کاری اور دھوکہ بازی سے تمام بزرگانِ دین خائف اور بیدار و ہوشیار رہے ہیں۔ پیرا پیر دستگیر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس مردود شیطان کے دھوکہ دینے کا جو واقعہ پیش آیا، حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اُسے اخبار الاخیار' میں تحریر فرمایا ہے اور وہ یہ
(اخبار الاخیار مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی صفحہ ۱۲)

"نقل است از شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰؒ گفت کہ شنیدم از والدِ خود شیخ محی الدینؒ شیخ عبدالقادر جیلانی رح کہ در بعضے سیاحات بدشتے افتادم، کہ درآں جا آب نہ بود۔ آب نیافتم، تشنگی غلبہ کرد، حق سبحانہ تعالیٰ ابر برگماشت کہ برمن سایہ کرد و قطرات چند از وے چکید، کہ تسکین یافتم پس نورے ساطع شد کہ تمام اُفق را در گرفت ، و

(ترجمہ شیخ ابو نصر موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے انھوں نے اپنے والد شیخ محی الدین (غوث اعظم عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) سے سنا: بعض سیاحات (کے دوران) میں ایک جگہ میں جا پڑا جہاں پانی نہ تھا۔ میں نے پانی نہیں پیاس نے غلبہ کیا، حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک ابر مقرر کر دیا جس نے مجھ پر سایہ کیا اور چند قطرے اس سے ٹپکے جس سے میں نے تسکین پائی

Marfat.com

صورتے عجیب زاں بعد ظاہر شد و ندا داد کہ یا عبد القادر (رحمۃ اللہ علیہ) منم پروردگار تو حلال کردم بر تو ہر چہ حرام ساختم بر غیرے تو، بگیر او بچہ طلبی و ہر چہ بکن ہر چہ خواہی گفتم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم دور شو، اے ملعون! ایں سخن چہ سخن است؟ ناگاہ آں روشنائی بتاریکی مبدل گشت و آں صورت دور گشت، گفت عبد القادر رض در نجات یافتی تو از من، بواسطہ علم تو حکام پروردگار و فقہ تو باحوال منازلات خود و من مثل ایں واقعہ ہفتاد تن را از اہل طریق از راہ بردم از نہا بجائے خود نہ ایستاد۔ و ایں چہ علم و ہدایت است کہ حق تعالیٰ ترا عطا فرمود گفتم الفضل و المنۃ و الہدایت فی البدایات و النہایات۔

اس کے بعد ایک نور چمکا، جس نے تمام اُفق کو گھیر لیا۔ اور اس میں سے ایک عجیب صورت ظاہر ہوئی۔ اور آواز دی کہ اے عبد القادر (رحمۃ اللہ علیہ) میں تیرا پروردگار ہوں! جو چیز دوسروں کے لیے حرام کی تیرے لیے حلال کر دی، جو کچھ مانگتا ہے لے لے اور جو چاہے کر، میں نے اعوذ باللہ پڑھا کہ میں تیرے مکر و فریب سے (اللہ سے پناہ مانگتا ہوں) دور ہو جا اے ملعون! شیطان رجیم! یہ کیسی بات ہے (جو تو نے کہی) ناگاہ وہ روشنی اندھیرے سے بدل گئی اور وہ صورت دھواں ہو گئی، اور کہا اے عبد القادر تو نے اپنے علم کے ذریعہ اور پروردگار کے احکام کی وجہ سے نجات پائی اور اس طرح کے واقعات سے میں نے ستر اہل طریق آدمیوں کو (راہ خدا سے) بھٹکا دیا ان میں سے کوئی اپنی جگہ قائم نہیں رہا یہ کیسا علم اور کیسی ہدایت ہے جو حق تعالیٰ نے تجھے عطا کی ہے میں نے کہا یہ اس کا فضل و احسان ہے اور (راہِ خدا کی) ابتدا اور انتہا میں اسی سے ہدایت ہوتی ہے (اور بس)

جناب مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر و مرشد سیدی الشیخ عبد الوہاب القادری والشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے تحت ارشادات و حالات لکھے ہیں۔

"...فرمودند فاسقان و متبدعان را نیز قوتے، و تصرفات می دہند، کہ بداں جذب قلوب عوام الناس می توانند کرد، و آنہا را کہ در دین و شریعت قدم راسخ ندارند۔ از جا می برند، موافق ایں حکایتے از سرگشت احوال خود فرمودند۔ کہ وقتے در ایام مسافرت دو شہرے از دیار ملیبار (مالابار) افتادم قاضی شہر مردے بود، شافعی مذہب

فرمایا فاسقوں اور بدعتی لوگوں کو بھی تصرفات کی قوت دی جاتی ہے جس سے عوام الناس کے قلوب کو کھینچ سکتے ہیں اور جن کا قدم شریعت اور دین میں مضبوط نہیں ہوتا اُن کو دھکیل دیتے ہیں، اسی کے موافق ایک حکایت اپنی سرگزشت کے احوال میں سے فرمائی، کہ ایک وقت ایام مسافرت میں میرا گزر ملیبار (مالابار) کے دیار کے ایک شہر میں ہوا عبد العزیز نام شافعی مذہب، قاضی شہر تھا کہ جو

Marfat.com

عبدالعزیز نام کہ با درویشان و مسافران و
زندہ پوشان سرے داشت ، مارا چوں ایں
لباس دید پیش آمدہ ، صحبت تواں داشت
و گفت - مردے ہست ، و از اہلِ باطن ،
کہ اکثر مردمِ شہر معتقد اُو ہستند - ولیکن
چوں در ظاہر ارتکاب بعض نواہی الٰہی می کند
مارا باوے خواہشِ (ملاقات) نیست
روزِ دیگر کہ قاضی نشان دادہ بود - بدیشاں
آں مردم برفتم ، دیدیم کہ بر مکان مرتفع جائے
ساختہ است ، دو سہ کس دیگر نیز باوے
درآں جا ساکن اند جماعۂ از مرد و زن نشستہ
است ، ما چوں در آمدیم ، خوش حال شد
مرحبا می گفت بعد از ساختے پیالہ
درمیان آورد - شراب خوردن بنیاد کرد
مارا نیز اشارتے کرد کہ بخورید - ما گفتم ایں
حرام است ، خوردنی نیست ، ہر چند مبالغہ
کرد ، امتناعِ ما بیش تر کرد و گفت ، " نمی خوری ؟
بہ بیں ، کہ ترا چہ کنم ! " آخر از پیشِ اُو محزون
و مغموم برخاستم و بپیش یاراں خود آمدیم طعام حاضر
بود - خوردن خوش نیاید - ہمچناں بخواب
رفتیم - و باہیچ یکے از اصحاب ایں قصہ درمیان
نہا دردیم - در خواب می بینم ، بستانے ہست
لطیف پُر اشجار و فواکہ و عیون و آنہا زیادہ
بر آنچہ تصور تواں کرد ، و در راہِ وے خارہا
و محنتہا ، دشتہا کہ وصول بداں متعذر است

دُرویشوں ، مُسافروں ، خرقہ پوشوں سے میل و موافقت
رکھتا تھا ، مجھے اس لباس میں دیکھ کر میرے
پاس آکر ملنے لگا اور یہاں اہلِ باطن سے
ایک آدمی ہے ، شہر کے لوگ اس کے معتقد ہیں لیکن
چوں کہ یہ شخص ظاہر میں بعض نواہی الٰہیہ کا ارتکاب
کرتا ہے مجھے اس سے خواہشِ ملاقات نہیں دوسرے
دن قاضی کے بتائے ہوئے نشان پر میں وہاں گیا ،
دیکھا کہ اس شخص نے بہت اُونچی جگہ مکان بنا رکھا
ہے - اس کے ساتھ دو تین آدمی اور بھی وہاں
رہتے تھے (اس وقت دیکھا کہ) مردوں اور
عورتوں کی ایک جماعت وہاں بیٹھی ہے - جب
میں وہاں داخل ہوا تو (مجھے دیکھ کر) خوش
ہوا اور کہا مرحبا ! تھوڑی دیر کے بعد ایک پیالہ
لایا اور شراب پینے لگا اور مجھے بھی اشارہ شراب
پی لینے کا کیا - میں نے کہا یہ حرام ہے پینے کے
لائق نہیں ہے (اُس نے کتنا ہی مبالغہ (شراب
پلانے کا) کیا ، مگر کنارہ کش ہو گیا اور رُکا رہا -
(آخر) اُس نے کہا کہ کیا تو نہیں پینے کا اچھا دیکھ لینا
تجھے کیا کرتا ہوں ، میں محزون و مغموم وہاں سے اُٹھ
کر اپنے یاروں کے پاس چلا آیا - کھانا موجود تھا
مگر کھانا اچھا نہیں لگا - یوں ہی سو رہا اور اپنے
دوستوں میں کسی سے یہ قصہ نہیں کہا - خواب میں
کیا دیکھتا ہوں ، ایک نہایت پاکیزہ باغ
ہے - درختوں اور میووں سے بھرا ہوا اور تصور
سے زیادہ نہریں اور چشمے جاری ہیں) لیکن اس

Marfat.com

جہاں مرد پیالہ شراب در دست پیش ما می آید و می گفت کہ بخور من ترا دریں بستان می رسانم - درخواب نیز ارتکاب آں امتناع وا بائے دست می دہد کہ در بیداری دست دادہ بود ہم دریں میاں بیدار شدیم ولاحول گفتم باز خواب برد - ہمیں حالت در خواب دیدہ شد - برخاستیم - و التجا بہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آوردیم و استعانت باں حضرت نمودہ متوجہ شدیم - ایں بار در خواب می بینم کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ و سلم حاضر اند - و من نیز در خدمت ایستادہ و عصائے در دستِ آں حضرت است ، ناگاہ آں مرد مبتدع پیدا شدہ است ، آں حضرت عصا را بجانب وے انداختہ اند ، بصورت سگے گشتہ از پیشِ آں حضرت گریختہ است - آں گاہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمن فرمودند کہ وے گریخت ، دیگر دریں شہر نخواہد بود ازخواب بیدار شدیم وضو تازہ برآوردیم - دوگانہ شکر بگزاردیم و بجانب منزل آں مرد رواں شدیم ، دیدیم کہ ہیچ آفریدہ درآں جا نیست او پیش از آمدن گریختہ بود - مردم گفت کہ چند ساعت شد کہ خانہ را ویراں کرد و رخت اقامت ازیں جا بربستہ رفت و السلام" (اخبار الاخیار ۲۶۸ و ۲۶۹ مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی)

باغ کے راستے میں کانٹے ہیں تکلیفیں اور سختیاں ہیں جن کی وجہ سے وہاں پہنچنا سخت دشوار ہے ناگاہ کیا دیکھتا ہوں) کہ وہی آدمی شراب کا پیالہ لئے ہوئے میرے سامنے آیا اور کہا، پی لو۔ میں تمہیں اس باغ میں پہنچا دوں گا! میں نے خواب میں بھی انکار کر دیا اور پرہیز رکھا اتنے میں جاگا اور لاحول پڑھی ، پھر مجھے نیند آگئی اور وہی خواب میں نے (پھر) دیکھا (اور اٹھ بیٹھا) اور سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں التجا کی اور آنحضرتؐ کی استعانت کی طرف متوجہ ہوا۔ اس مرتبہ خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلعم تشریف لے آئے اور میں خدمت میں کھڑا ہوں آنحضرتؐ کے دستِ مبارک میں عصا ہے اور وہ عصا آپ نے اس (فقیر) کی طرف پھینکا، وہ مرد ایک کتے کی صورت بنکر آپ کے سامنے سے بھاگا۔ اس وقت آں حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ (دیکھو!) وہ بھاگ گیا، اب (کبھی) اس شہر میں نہیں رہے گا۔ میں جاگ گیا اور پھر تازہ وضو کیا اور دو نفل شکرانہ ادا کئے کہ اللہ نے اُمت مرحومہ کو اس فتنہ سے نجات بخشی) پھر اُس آدمی کے گھر کی طرف روانہ ہوا یہ دیکھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے - میرے وہاں پہنچنے سے پہلے وہ (ناپاک فقیر) وہاں سے بھاگ گیا تھا - اور لوگوں نے کہا کہ تھوڑی دیر ہوئی ، وہ گھر کو ویران کر کے اور اپنا سامان باندھ کر یہاں سے چلا گیا (سب پڑھنے والوں پر) سلامتی ہو!

Marfat.com

حضرت محبوب الٰہی کے مُرید مولانا وجیہہ الدّین کے ساتھ معرکہ

کتاب "سیر الاولیا" میں عالم متبحر اُستادِ زماں مقتدائے علمائے دوراں حضرت مولانا وجیہہ الدین پائلی رحمۃ اللہ کا واقعہ یوں لکھا ہے، (یہ بزرگ سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ کے خاص مریدوں میں سے ہیں۔)

".... وقتے مولانا وجیہہ الدین رح بخدمت سلطان المشائخ آمدند۔ چوں درمیان باغات کرہ رسید "دید" پیرے درصورت زُہاد و دَر زیئے عباد و سجادہ بردوش و تسبیح درگردن پیش آمد، سلام گفت و آغاز کرد کہ من مردے ام، از دور راست رسیدہ، مرا در ہر علمے مشکلے ماندہ است می خواہم از تو حل شود، مولانا وجیہہ الدین، گفت، فرمود کہ نیکو باشد آں مرد بہ تقریر دانشمندان سوالات آغاز کرد، مولانا وجیہہ الدین جواب می گفت و در تحیر می شد کہ ایں مرد از شہر نیست، چندیں علوم از کجا حاصل کردہ است۔ چوں از بحث فارغ شد، مولانا وجیہہ الدین را پرسید کہ شما کجا می روید۔ مولانا فرمود بخدمت سلطان المشائخ نظام الحق والدین آں مرد گفت کہ سلطان نظام الدین رح چنداں علمے ندارد۔ من اُورا بسیار دیدہ ام۔ شما باچندیں علوم پیش اُو کجا می روید؟ مولانا گفت، خیر مولانا ازیںہا چہ می فرمائید۔ سلطان المشائخ بحر است و درو نہ مبارک او

ایک وقت حضرت مولانا وجیہہ الدین رح (پائلی) حضرت سلطان المشائخ (رضی اللہ عنہ) کی خدمت مبارک میں آرہے تھے جب کرہ کے باغوں کے بیچ میں پہنچے تو ایک بڈھا، زاہدوں اور عبادت گزاروں کی شکل وصورت کندھے پر سجادہ ہاتھ میں تسبیح سامنے آیا، سلام کیا اور کہنے لگا کہ میں دور دراز سے یہاں پہنچا ہوں ہر علم میں مجھے ایک مشکل پیش آگئی ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ سے وہ مشکل حل ہوجائے۔ مولانا وجیہہ الدین نے فرمایا بہتر ہے (اوپوچھے) اُس مرد نے عالمانہ تقریر سے سوالات شروع کئے مولانا نے جواب دیئے اور حیرت میں تھے کہ یہ آدمی شہر کا تو نہیں ہے۔ پھر اُس نے اتنے علوم کہاں سے حاصل کئے۔ جب بحث سے دونوں فارغ ہوگئے تو (اس گنوار نے) مولانا سے پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں؟۔ مولانا نے جواب دیا کہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الحق رح والدین کی خدمت میں اُس نے کہا کہ سلطان نظام الدین اتنا علم نہیں رکھتے میں نے ان کو بہت دیکھا ہے آپ اتنے بڑے عالم ہوتے ہوئے انکے پاس کہاں جاتے ہیں حضرت مولانا وجیہہ الدین نے فرمایا کہ خیر ہے مولانا آپ یہ کیا فرماتے ہیں حضرت سلطان المشائخ تو علم کا سمندر ہیں، اور اُن کا قلب علوم

Marfat.com

از علوم من لدنی آراستہ است، آں مرد گفت کہ کرات باشیخ نظام الدین ملاقات کردہ ام۔ او چنداں علم ندارد۔ برو کجا می روی؟ مولانا وجیہہ الدین گفت کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ (گفت) از زنہار مگو۔ ہمیں کہ کلمہ لاحول ولا قوۃ۔ مولانا وجیہہ الدین بہ زبان راند۔ آں مرد نزدیک شدہ، سخن می گفت دور شدہ! مولانا وجیہہ الدین دوم بار کلمۂ لاحول گفت، ایں مرد دور تر شدہ۔

"من لدنی" سے آراستہ ہے۔ اس نے پھر (یہی) کہا کہ میں نے شیخ نظام الدین سے بارہا ملاقات کی ہے وہ اتنا علم نہیں رکھتے، آپ کہاں جاتے ہیں واپس چلے جائیے۔ مولانا وجیہہ الدین نے پڑھا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اُس نے کہا مولانا ایسا نہ کہو۔ جوں ہی مولانا نے زبان سے کلمہ لاحول نکالا وہ آدمی جو قریب سے باتیں کرتا چلا آرہا تھا (یکبارگی) دُور ہوگیا۔ مولانا نے دُوبارہ کلمہ لاحول کہا تو وہ آدمی بہت دور چلا گیا۔

چوں خدمت مولانا بخدمت سلطان المشائخ رسیدہ، پیش از آں کہ، ایں ماجرا عرض می دارد - بہ نورِ باطن فرمود کہ آں مرد را نیکو شناختی ـ و الا راہ زدہ بود۔

جب مولانا حضرت سلطان المشائخ (محبوب الٰہی) کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو پیشتر اسکے کہ مولانا یہ ماجرا عرض کریں آپ نے نورِ باطن سے دیکھ کر اور معلوم فرما کر خود ہی ارشاد فرمایا کہ "مولانا آپ نے اس آدمی کو خوب پہچانا، ورنہ وہ تو آپ کو گم راہ کردیتا۔

دُشمن قدیم کا بھکانا ثابت ہے

برادرانِ اسلام! حضرات انبیا علیہم السلام و اولیائے کرام کو شیطان مردود کا دھوکا دینا قرآن مجید، حدیث شریف اور سیر کی مستند کتابوں سے اچھی طرح ثابت ہے۔ یہ چند واقعات تمثیلاً لکھے گئے ہیں۔

ان حوالجات کی روشنی میں ہمارے حضرت پیرومرشد (روحی فداہٗ) کے ارشاد (مسئلہ تنقیح نمبر۲) کی صداقت وحقانیت صاف طریقے سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ شیطان نے حضرات انبیاء اولیا کو دھوکا دیا ہے، جس کے دُھوکے اور فریب سے، حضراتِ مقبولین بارگاہ کو محفوظ رکھنے والا خود حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے۔ جس کا روز ازل سے فرمان ہوچکا ہے۔ انّ عبادی لیس لک علیہم سلطان، یہ ہی وعدۂ حق ہے، جو اللہ کے مقبول بندوں کے لئے بچاؤ کی پناہ گاہ اور حصن حصین ہے۔

کن لوگوں پر فریبِ شیطان کارگر ہوتا ہے

اور شیطان رجیم کے فریب اور دُھوکے میں برباد ہونے والے حقیقت میں وہی لوگ ہیں جو شریعت مطاہرہ کی حد سے باہر نکلے۔ اور حفاظت اور بچاؤ کی اس الٰہی پناہ گاہ سے

Marfat.com

خود ہی محروم ہو گئے۔

ان ہی لوگوں کے حق میں اللہ جلّ شانہٗ نے فرمایا "اِنَّ جَھَنَّمَ لَمَوْعِدُھُمْ اَجْمَعِیْنَ" (میں ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔) یہی فریب خوردہ شیطان چند گم راہ لوگ ہیں جن کا ذکر محض ہدایت مخلوق اور مفادِ عامّہ کی غرض سے "رازِ فنا" میں فرمایا گیا ہے۔

اب اسی "رازِ فنا کے بعض مضامین کی تشریح اور وضاحت درج کتاب کی جاتی ہے جسے حضرت فخر العارفین رُوحی فداہٗ نے ہم خادموں کے سامنے زبانِ حق ترجمان سے ارشاد فرمایا

رَازِ فَنا کی کچھ توضیحات و تشریحات

آدمی سے پہلے دُنیا کی آبادی

سیدنا و مرشدنا حضرت فخر العارفین رح نے ارشاد فرمایا "آج ہم ایک قصّہ سناتے ہیں۔ دُنیا میں انسان سے پہلے جن آباد تھے۔ کچھ عرصہ بعد ان میں وہ بُرائیاں پیدا ہو گئیں ۔ جو اب انسانوں میں ہیں ایک دوسرے سے جھگڑے فساد اور بہت سی بری باتیں کرنے لگے تو ان پر خُدا کا قہر نازل ہوا اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ جنوں کو جنگلوں اور پہاڑوں اور پانیوں میں بھگا کر خود دنیا میں آباد ہو جائیں اور ہماری عبادت کریں حکمِ الٰہی کے موافق فرشتے جنوں کو نکال کر اور خود دنیا میں رہ کر خدا کی عبادت کرنے لگے۔ قومِ جن کا ایک لڑکا تھا وہ فرشتوں سے مانوس ہو گیا، جو راستہ فرشتے ایک مہینہ میں طے کرتے تھے ابلیس ایک روز میں طے کر جاتا تھا، اس کی رُوح میں انتہا سے زیادہ پرواز تھی۔ اُس نے چالیس ہزار برس زمین پر اور چالیس ہزار فرشتوں کے ساتھ عبادتِ الٰہی کی اور چالیس ہزار برس معلم الملکوت (فرشتوں کا اُستاد) رہا۔ پھر اپنے اپندار (تکبر و غرور) نافرمانی کی پاداش میں مردود ہو گیا۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی میں فرماتے ہیں: ؎

صد ہزاراں سال ابلیس لعیں — بود ابدال و امیر المومنیں

(ترجمہ) ابلیس لعین ایک لاکھ برس — اَبدال و امیر المومنین رہا

ابلیس اتنی ترقی کیسے کر سکا

فرمایا "ہم نے کل مولوی شہاب اللہ کے بڑے بھائی سے کہا شیطان فرشتوں سے عمر میں بھی کم اور عبادت میں کم، پھر کیسے

Marfat.com

سبب ہے کہ شیطانی طاقت ملکوتی (یعنی فرشتوں کی) طاقت پر غالب آگئی۔ اُس نے خدا تک پہنچنے کا کون سا راستہ اختیار کیا۔ جس راستے سے وہ فرشتوں پر سبقت لے گیا اور اس قدر مقبول ہوا کہ فرشتوں کا معلم بن گیا (یعنی) اس نے کون سا ایسا ذریعہ اختیار کیا کہ جس سے وہ اس قدر جلد خدا تک پہنچ گیا۔

تین راستے ہیں

"وُہ اُس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ تم ہم سے محبت رکھتے ہو، اس لئے ہم تمھیں بتاتے ہیں، خدا تک پہنچنے کے تین راستے ہیں۔ ایک کو جمالی کہتے ہیں۔ دوسرے کو جلالی اور تیسرے درمیانی راستے کو بین الجلال والجمال (خوف و اُمید کی راہ درمیانی) کہتے ہیں راہ جلال میں خوف و بیم (اور دہشت) کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس راستے سے کوئی نہیں جا سکتا۔ کیوں کہ خوفِ محض کی وجہ سے نااُمیدی پیدا ہو جاتی ہے راہِ جمال میں صرف امید بے خوف کا نام نہیں ہے اور بیچ کے راستے ہیں خوف و رجا (ڈر اور اُمید) دونوں ہیں۔

تمام مقبولین وبارگاہِ الٰہی کی راہ

"تمام حضرات انبیاء و اولیاء نے یہی درمیانی راستہ اختیار کیا ہے (جس میں اُمید بھی ہے اور دہشت بھی، اس کی رفتار آہستہ ہے۔ مگر سب سے سیدھا راستہ یہی (بیچ کا) راستہ ہے۔ جمالی راستے میں رجا ہی رجا (اُمید ہی اُمید) ہے اور رفتار بہت تیز ہے۔ شیطان اسی راستے سے گیا تھا۔ فرشتوں نے گھماؤ کے راستے ترقی کی تھی اور شیطان نے قریب کے راستے سے۔

لیکن جو اس راستے سے چلا، (اور جس سے کہ شیطان چلا تھا) وُہ آخر میں گرا۔

حافظ فیضُ الرّحمان نے شیطانی راستہ اختیار کیا تھا!

جو بھی راہ شیطانی چلا وُہ گرا

فرمایا: "حافظ فیض الرحمن (درگاہِ الٰہی کے مردود) نے بھی یہی راستہ اختیار کیا تھا، اس راستے سے رفتار اتنی تیز ہے کہ مہینوں کا راستہ گھنٹوں میں اور برسوں کا راستہ مہینوں میں طے ہو جاتا ہے۔ مگر جو بھی اس راستے سے گیا وہ ضرور گرا (بالآخر بارگاہِ الٰہی سے مردود ہوا۔)

Marfat.com

شیطان کا سجدہ تعظیمی سے انکار

"شیطان نے اسی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو (تعظیمی) سجدہ کرنے سے انکار کیا کہ اُس کے دل میں ادب اور خوف خدا نہ تھا) اور کہا کہ میں ناری (آگ کا) ہوں اور آدم خاکی ہیں۔ میرا مقام ان سے بہت بلند ہے۔ گویا اُس نے (بارگاہ خداوندی کی بے ادبی کی) خدا کو نا انصاف بنایا، اور معاذ اللہ خدا کو ظالم ٹھہرایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اِنّی جاعل فی الارضِ خلیفہ (تحقیق میں زمین پر اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں) تو ابلیسِ لعین نے خلیفۃ اللہ) حضرت آدم ؑ کی توہین کی اور ان پر تھوکا۔ اُمید ہی امید کی وجہ سے ابلیس کو اس کا گمان بھی نہ تھا کہ وہ خدا کی بارگاہ میں مردود ہو جائے گا، وہ اپنے آپ کو تنہا مقبول بارگاہ سمجھتا تھا۔ اور (غرور و پندار کی وجہ سے) نہیں سمجھتا تھا کہ خدا کی بارگاہ میں کوئی مقبول اس سے بھی بڑھ کر فیض الرحمن نے بھی یہی راستہ اختیار کیا تھا فیض الرحمن بھی خدا اور رسول کو گالیاں دیا کرتا تھا اُس نے نہیں سمجھا کہ جو دے سکتا ہے وہ پھرے بھی سکتا ہے۔ یہ اس کی بڑی حماقت تھی وہ (گویا) شہزادہ تھا اور شاہ احمد اللہ بادشاہ تھے۔ شاہ احمد اللہ کے بعد ان کے خاندان میں حافظ فیض الرحمن سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوا، اس کی فیقری بہت زبردست تھی مگر خدا کے قہر نے اُسے نیست و نابود کر دیا، ورنہ انسان کی کیا مجال تھی کہ اس پر ہاتھ ڈالتا" اسے ولادت معنوی" تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی ولادت معنوی حاصل تھی۔ "ولادت معنوی" کے بعد کشف ہوتا ہے۔ حافظ فیض الرحمن کی حالت ہر شخص نہیں سمجھے گا؟

معمولی حیثیت کا آدمی اور اتنا کروفر

"حافظ فیض الرحمان اس قدر معمولی حیثیت کا آدمی تھا کہ اگر کوئی مہمان آجائے تو دو گائیں بھی ذبح نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اُس نے گدی نشین ہونے کے وقت کہا کہ اگر میں سو گائیں ذبح نہ کر سکا تو میں اپنا گلا کٹوا دوں گا۔ اُس نے ایک سو چار گائیں ذبح کرائیں۔ اُس نے سچ کہا تھا اس میں اتنی طاقت تھی جو کہا تھا اُسے پورا کر دکھایا، وہ پانسو گائیں ذبح کرا سکتا تھا۔ ہم نے سُنا ہے کہ بعد میں اس نے کہا تھا کہ آئندہ میں پانچسو گائیں ذبح کراؤں گا۔ ہم نے یہ سُن کر کہا کہ وہ پانچ سو گائیں تو اِس وقت ذبح کر سکتا ہے اس میں بہت بڑی قوت تھی۔"

ایک سو چار گائیں

اُس نے ایک وقت میں ایک سو چار گائیں ذبح کیں تو اگر ایک گائے کا ایک مَن گوشت رکھا جائے تو ایک سو چار مَن گوشت ہوا۔ اگر ہر گائے میں دو مَن گوشت فرض کیا جائے تو دو سو آٹھ مَن گوشت ہُوا (اتنے گوشت کے لئے) چاول کتنے خرچ ہوئے ہونگے اور مصالحہ وغیرہ دوسرا خرچ اس کے علاوہ ہے۔"

Marfat.com

مخاطب سے فرمایا: "آپ نے کہیں دیکھا یا سنا ہے کہ کسی (ایسی حیثیت کے آدمی) نے اس قدر گوشت کھلایا ہو؟"

حافظ فیض الرحمن بہت غریب آدمی تھے، مگر ان کو اس قدر ہمت کیوں ہوئی۔ اس میں ایک راز ہے۔

تصرف کی قوت

فرمایا: "اسے بہت قوت تھی، بہت تصرف تھا۔ وہ صاحب مقام رہا اس کی فقیری بہت زبردست تھی۔ صرف جوش و خروش کی فقیری نہ تھی کیوں کہ اسے ولادت معنوی تھی، وہ شہزادہ (یعنی شاہ احمد اللہ کا ولی عہد) تھا۔ مگر خدا کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ غضب الٰہی نے اسے نیست و نابود کر دیا۔ ایسا واقعہ اور کبھی نہیں ہوا کہ اس مقام کا درویش اور اس قوت کا آدمی یوں ہلاک ہوا ہو۔"

ایک ادب

"شاہ احمد اللہ کا مزار فیض الرحمان کے مکان کے اتر کی طرف ہے۔ ہم نے سنا کہ گدی نشین ہونے کے بعد فیض الرحمان اتر کی طرف پاؤں کر کے سوتا ہے اور کہتا ہے کہ اب شاہ احمد اللہ کے پاس کچھ نہیں رہا۔ ان کا ذکر مت کرو۔ (یہ بے ادبی ناپاک ولادت معنوی کی ایک علامت و تاثیر تھی) ہم نے سن کر کہا اس نے سچ کہا شاہ احمد اللہ کے پاس جو کچھ بھی تھا (ناپاک) ولادتِ معنوی ہونے کے بعد، اس نے سب لے لیا۔

"شاہ جارج پنجم اگر یہ کہیں کہ ملکہ (وکٹوریہ اور ایڈورڈ ہفتم) کے پاس کچھ نہیں رہا۔ اب میں بادشاہ ہوں اور اب میری ہی سلطنت ہے، تو ان کا یہ کہنا (ٹھیک ہے یا نہیں؟)"

ولادت معنوی حاصل ہونے کے بعد ایسا ہی فیض الرحمان نے کہا (اس نے واقعی شاہ احمد اللہ کا سب کچھ لے لیا تھا۔

اسی طرح ناپاک "ولادت معنوی" کے خاصہ اور تاثیر کی وجہ سے (جیسا کہ "راز فنا" میں بیان کیا گیا ہے۔) مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کی جناب میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کی ہیں، جیسے کہ کہا۔ ع

عیسیٰ کجا است تا بہ نہد بہ منبرم

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

فرمایا: "ولادتِ معنوی (کسی مرید کو دینی) پیر کے اختیار میں نہیں ہے، خدا جس کو چاہتا ہے اس کو دیتا ہے جیسے کہ جارج پنجم کا ملکہ کا پوتہ ہونا نہ تو ملکہ کے اختیار میں تھا نہ ملکہ کے لڑکے کے اختیار

Marfat.com

میں تھا۔ اسی طرح شاہ احمد اللہ کے بھی اختیار میں نہ تھا۔

یہ باتیں کب معلوم ہوئیں فرمایا: "یہ باتیں ہمیں اسی سال ۱۳۴۵ھ میں معلوم ہوئیں۔ ہم نے نہ تو کسی کتاب میں دیکھا نہ کسی سے سنا کہ ولادتِ معنوی پاک اور ناپاک (دونوں طرح کی) ہوتی ہے!"

مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات کی تشریح

رشد و ہدایت میں سب سے بڑھ کر مظاہرالاسلام رساکن میرٹھ) سے ارشاد فرمایا: "دنیا میں جتنی مخلوق ہے اس مخلوق میں اول درجہ ہدایت پر کون ہے؟" خود ہی فرمایا "سب سے اول درجہ ہدایت پر حضرات انبیا علیہم السلام ہیں۔ کیونکہ انھیں غیب سے ہدایت ہوتی ہے۔ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ (حضرات انبیاء کے بعد) ہدایت کے دوسرے درجہ پر حضرات اولیاء اللہ ہیں۔ تیسرے درجے پر عوام "المومنین ہیں) پھر فرمایا "اس کا کیا سبب ہے کہ مرزا غلام احمد کو حضرت عیسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ السلام) کی وفات کا اور اپنے مسیح موعود ہونے کا یقین ہوا، اُن کے قلب میں کیا بات آئی جس کی وجہ سے اُنھیں ایسا یقین ہوگیا۔؟ کیا کسی نے اس کا سبب لکھا ہے؟

(مخاطب نے عرض کیا کہ نہیں)

آوازِ غیبی دو طرح کی خود ہی ارشاد ہوا "یقین غیبی آوازے پیدا ہوتا ہے۔ آوازِ غیبی دو قسم کی ہوتی ہے۔ پاک، ناپاک۔ پاک آوازِ غیبی خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ جسے نبی و رسول سنتے ہیں اور اسی آوازِ غیبی کے سننے پر اُنھیں اپنے نبی و رسول ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ اگر تمام دنیا اُن کی مخالفت ہو اُن پر دُنیا میں ایک شخص بھی ایمان نہ لائے تو بھی ان کا یقین یہی ہوگا کہ میں نبی اور رسول ہوں، کیوں کہ غیبی آواز نے یہی بتایا ہے۔ اگر ان کے سامنے آسمانی کتاب بھی رکھ دی جائے تو وہ یہی کہیں گے کہ حکم منسوخ ہے (مجھے جو حکم خدا سے ملا اب اس پر عمل کرنا ہوگا۔

نبی ہونے کا یقین اگر ہمارے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ الصلوٰۃ والتسلیم کو کوئی بھی نبی نہ مانتا تو بھی آپ کو اپنی نبوت کا یقین اسی آوازِ غیبی (وحی کی وجہ سے ہوتا۔)

(... اکے۔ آوازِ غیبی)

Marfat.com

ناپاک آوازِ غیبی

" دوسری ناپاک آوازِ غیبی، ناپاک جنوں اور خبیثوں کی ہوتی ہے (یہ ہے ناپاک غیبی آواز) اسی ناپاک آوازِ غیبی نے مرزا غلام احمد کو گمراہ کیا۔

" جس طرح پاک آوازِ غیبی کی وجہ سے اوّل درجہ ہدایت پر حضرات انبیاء ہیں اسی طرح جن اور موکل کی ناپاک غیبی آواز کی وجہ سے اول درجے کے گمراہ یہ لوگ ہوتے ہیں۔" (جیسے کہ یہ ضمن اشخاص جن کا مذکور رازِ فنا میں ہوا ہے۔

" مرزا غلام احمد کا یہ حال تھا کہ وہ غیبی آوازیں سنتے تھے، اور انہیں یقین تھا کہ عیسیٰ موعود میں ہوں اور یہ یقین موکلین کی غیبی آواز پر ہوا۔ اُن کو غیبی آواز سنائی دیتی تھی، بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ زبان سے ایک بات کہتے ہیں مگر دل میں اپنے آپ کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ مگر مرزا غلام احمد ایسے نہ تھے کہ ان کے دل میں کچھ ہوا اور زبان پر کچھ ہو۔ اس کا سبب وہی آوازِ غیبی تھی۔ جسے وہ سنتے تھے تمام دنیا ان کو نہ مانتی۔ جب مرزا غلام احمد اپنے آپ کو مسیح موعود ہی سمجھتے "

(جیسے کہ رازِ فنا میں تحت عنوان " مرزا غلام احمد قادیانی لکھا گیا ہے کہ)

زعمِ باطل

(معنوی) ولادت کے ساتھ ساتھ ظاہر و باطن میں انہیں موکلین آوازیں دیتے اور غیبی خبریں سنانے لگے، اور کہا کہ عیسیٰ مرگیا ہے اس کی رُوح تمہارے دل میں داخل ہو پیدا ہوگئی ہے۔ تم ہی عیسیٰ ہو، اُن کے دل میں یہ یقین پیدا ہوا کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ کی رُوح میرے اندر داخل ہوگئی ہے، اسی وجہ سے عیسیٰ (مسیح موعود) ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔ مگر درحقیقت ان کا یہ یقین محض زعمِ باطل پر مبنی تھا، کیوں کہ جس عیسیٰ کی قوت اُن کے اندر آگئی تھی وہ فی الواقع (خدا کے برگزیدہ پیغمبر حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام کی نہ تھی بلکہ اس سالک موکلی نفیر یعنی عامل کی تھی " جس کا نام عیسیٰ تھا)

قبر عیسیٰ کشمیر میں

(از مؤلف کتاب) واضح ہو کہ مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو جانے کے مدعی تھے اور کہا کرتے تھے کہ مجھے ان کی قبر بھی معلوم ہے جو کشمیر میں ہے اور اس مدفون قبر کا نام عیسیٰ ہے)

تمیز مشکل ہے

فرمایا: " پاک اور ناپاک غیبی آواز کی تمیز (بلحاظِ مقدورِ بشری) ناممکن ہے۔ جب تک خدا نہ بتائے جس طرح فرشتوں کو خدا نے طاقت دی ہے کہ جس شکل میں چاہیں اپنے آپ کو بدل سکتے ہیں، اسی طرح جنوں کو، شیطان کو اور اُس کی ذرّیات کو) یہ قوت بخشی ہے کہ جس صورت میں چاہے اپنے آپ کو بدل سکتا ہے اور آواز دے سکتا ہے۔

Marfat.com

(فرشتے مختلف صورتیں اختیار کرسکتے ہیں) چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خدمت میں حضرت جبریل (علیہ السلام) مختلف صورتوں میں آئے ہیں۔ کبھی دحیہ کلبی رض صحابی کی
صورت میں کبھی کسی بدوی سائل کے رُوپ میں وغیرہ۔

"اس بات کی تمیز کہ یہ فرشتہ ہے (دیو ہے۔) یا جن ہے یا پری؟ بہت مشکل ہے۔ خدا
ہی پہچان دے تو ہوسکتی ہے۔"

ایک نام کے دو شخصوں کی آواز

فرمایا۔"اچھا ایک بات بتایئے۔ دو شخص ہیں۔ دونوں کا
نام زید ہے۔ ایک زید عالم اور بزرگ مشہور ہے اور
دوسرا زید چور اور غیر معروف ہے آپ رات کے وقت اندھیرے کمرے میں بیٹھے ہیں، کہ اس زید نے
جو چور ہے کمرے کے باہر سے آواز دی اور اپنا نام بتایا کہ میں زید ہوں، نام سنتے ہی آپ کو خیال
ہوا کہ یہ وہی زید ہیں جو عالم اور بزرگ ہیں، اور آپ کو اس کا یقین کامل ہوگیا تو اُسے محاورہ اُردو
میں کیا کہیں گے (کن لفظوں میں اس کی تعبیر کریں گے؟")

علماء کے محاورہ میں ایسے موقع پر "جہل مرکب" مستعمل ہے۔ میاں رحمت علی نے "مغالطہ"
اس کے معنی بتائے۔ لیکن مغالطہ کے معنی دھوکا دینے کے ہیں اور وہ زید دھوکا نہیں دیتا ہے بلکہ
اُس نے آواز دی اور پھر اپنا نام سچ بتایا اور آپ کو یقین ہوگیا کہ یہ وہی مشہور و معروف بزرگ
زید ہے۔

مرزا صاحب کا ماجرا یہی تھا

فرمایا"مرزا غلام احمد قادیانی کا یہی حال تھا۔ کہ موکلین
آوازیں دینے اور غیبی خبریں اُنھیں سنانے لگے اور کہا کہ عیسیٰ
مرگیا ہے۔ اُس کی رُوح تمہارے دل میں داخل اور پیدا ہوگئی ہے۔ تم ہی عیسیٰ ہو"

(یہ آوازیں سُن کر) اُن کے دل میں یقین پیدا ہوا کہ حقیقتاً حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی رُوح
میرے اندر داخل ہوگئی ہے اور موکلوں کو نہیں پہچانا، ان کو فرشتہ اور ان کی آواز کو وحی یقین کیا۔
عیسیٰ موعود ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔

"مگر ان کا یہ یقین زعم باطل پر مبنی تھا۔

سچ اور جھوٹ کیا ہے؟

مخاطب سے فرمایا"بتاؤ! سچ اور جھوٹ کے کیا معنی ہیں؟" فرمایا
"اگر کوئی شخص کہے کہ شمس الاسلام آیا، مگر دل میں وہ جانتا ہے
شمس الاسلام نہیں آیا تو تم اُسے جھوٹا کہوگے۔ کیوں کہ اس کے دل میں کچھ ہے اور زبان پر کچھ ہے

Marfat.com

"لیکن ایک شخص کہے کہ "شمس الاسلام آیا۔ اور اُسے شمس الاسلام کے آنے کا یقین ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ شمس الاسلام نہیں آیا تو ایسے آدمی کو تم سچا کہو گے یا جھوٹا؟ اُس کا دل اور اُس کی زبان تو ایک ہے۔ لیکن واقعہ خلاف ہے۔ یعنی اُسے یقین ہے اور اس کو کسی نہ کسی طرح علم ہے کہ شمس الاسلام آیا ہے۔ مگر نفسِ واقعہ یہ ہے کہ شمس الاسلام نہیں آیا ہے تو ایسا شخص جھوٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ کیوں کہ وہ اپنے علم کے مطابق سچ کہہ رہا ہے۔ اگرچہ نفسِ واقعہ اس کے خلاف ہے۔

مظاہر الاسلام نے عرض کیا۔ "ایسی صورت میں اس سے مواخذہ کیسے ہوگا۔؟"

مواخذہ اِس لیے ہوگا

فرمایا "کفر کو کافر، اور عیسائیت کو عیسائی سچّا جانتے ہیں اور انھیں اپنے مذہب کی سچائی کا یقین ہے مگر (اس کے باوجود) وہ گم راہ ہیں اور خدا کا اُن پر عذاب ہوگا کہ دینِ حق کا پیغام کیوں نہ قبول کیا؟ اور خدا کے آخری اور کامل و اکمل قانون کی کیوں پیروی نہ کی)۔ یہی حال مرزا غلام احمد قادیانی اور حافظ فیض الرحمٰن کا ہے کہ وہ خود جو آوازیں سنتے تھے (ان کو کتاب و سنت پر کیوں نہیں پیش کرتے تھے) اور ان آوازوں کو قرآن مجید اور حدیث شریف سے بڑھ کر سچّا (کیوں) سمجھتے تھے اور مرزا غلام احمد کو تو یہ دعویٰ رہا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہے۔ پس یہ لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پناہ سے (دانستہ) باہر نکلے نتیجہ یہ ہوا کہ شیطان مردود کے شکار ہو گئے۔ ایسے شخص سے مواخذہ کیوں نہ ہو؟"

یقین کے آثار

فرمایا "یقین کے بعد کیا ہوتا ہے؟ یقین کے بعد جوش پیدا ہوتا ہے؟ تقریر پُرجوش ہو جاتی ہے اور چہرے پر رونق اور نور آجاتا ہے۔ جس طرح کہ کسی مکان میں آگ خواہ مالک کے ہاتھ سے لگے، خواہ کسی چور کے ہاتھ سے لگ جائے مگر وہ ہر صورت میں جلائے گی کیوں کہ آگ کا کام جلانا اور روشن کر دینا ہے۔ اسی طرح یقین، خواہ پاک ہو خواہ ناپاک دونوں حالتوں میں جوش پیدا ہوگا اور چہرے پر نور آئے گا۔

نور کے اقسام

"نور کی دو قسمیں ہیں۔ رحمانی اور شیطانی۔ چہرے پر نور دونوں قسم کے یقین کی وجہ سے آسکتا ہے۔

فرمایا "رحمانی اور شیطانی نور کی پہچان (ہر شخص کے لئے) بہت مشکل ہے۔ ظاہری علم و فضل سے اس کی تمیز نہیں ہو سکتی، ورنہ مرزا غلام احمد جیسے عالم و فاضل گم راہ نہ ہوتے جس کو خدا علم عطا فرماتے وہی تمیز کر سکتا ہے!"

نہ دیکھا نہ سُنا

فرمایا "یاد رکھنا کہ ان تین شخصوں کے حالات میں یہ بات جو ہم تم سے کہہ

Marfat.com

کہہ رہے ہیں کہ آواز غیبی پاک اور ناپاک دونوں ہوتی ہیں۔ ہمیں ہیش تر کچھ معلوم نہ تھی بہت کتابیں تصوف اور حدیث و فقہ و تفسیر کی ہیں مگر یہ باتیں ہم نے کسی (کتاب میں نہیں پڑھیں اور نہ ہم نے کسی سے سنیں اور نہ ان باتوں کا تعلق علم ظاہر سے ہے۔ اسمال حق سبحانہ تعالیٰ نے عالم غیب خواب اور مکاشفے میں ہمیں علم دیا ہے

بے کتاب و بے مؤند و استا بینی اندر دل علوم انبیاء

ان تینوں حالات معلوم ہونے کے بعد بہت سی غلط باتیں صحیح ہوگئیں اور بہت سی صحیح باتیں (جن کا علاقہ حقائق الٰہیہ اور حقائق کتاب و سنت سے نہ تھا) غلط ہوگئیں۔

زمانہ حال کے دو دجال

فرمایا "حافظ فیض الرحمٰن پر خدا کا عذاب یہاں (دنیا ہی میں نازل ہوا (اور قہر الٰہی نے) اُسے نیست و نابود کر دیا اور مرزا غلام احمد پر وہاں) دوسرے عالم میں) عذاب ہوگا اور وہ خدا کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ مرزا غلام احمد کہتے تھے کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے، اور حافظ فیض الرحمٰن نے اپنے آپ کو یہ مشہور کیا کہ میں (غیبی) محکمہ تار برقی اور محکمہ احکام غیبی ہوں یہ ہمارے زمانے میں یہ دونوں دجال ہوئے ہیں۔ ایک ہندوستان کے پچھم سرے پر، اور دوسرا ہندوستان کے پُورب سرے پر! ان کے اندرونی حالات اس قدر پیچیدہ (اور اتنے گہرے) ہیں کہ علم ظاہر سے ان کا سمجھنا محال ہے۔ لیکن جسکو خدا بتلائے!

ہلاکت کے خواب

۱۶ ربیع الآخریٰ ۱۳۲۵ھ شب جمعہ کو جس رات حافظ فیض الرحمان اور مرزا غلام احمد قادیانی اور شاہ احمد اللہ کی قوت موثرہ اور فقیری غضب الٰہی سے ہمارے حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہ کے دست حق پرست سے ہلاک ہوئی۔

اُس شب میں حافظ فیض الرحمان کے گاؤں (سات باریا) کے رہنے والے دو شخصوں نے خواب میں دیکھا۔

(الف) ہمارے حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے ہاتھوں حافظ فیض الرحمان کی فقیری کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک و برباد کر دیا۔

(ب) غالباً اُسی رات کو منشی عبدالقدیر نے دہلی میں دیکھا کہ مرزا غلام احمد کی لاش کفن میں لپٹی ہوئی ہمارے حضرت قبلہ فخر العارفین قدس سرہ کے سامنے رکھی ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ اس نے ہمارے حضرت قبلہ کا مقابلہ کیا تھا اور بے ادبی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔

جب یہ خواب خدمتِ مبارک میں عرض کیا گیا تو آپ نے خواب سن کر فرمایا:-

Marfat.com

"منشی عبد القدیر کا خواب سچا ہے، لکھ لیا جائے"۔

رویائے صادقہ

مؤلف کتاب خواب کی تعبیر تو عرض نہیں کرتا مگر ظاہراً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں گمراہوں کی قوت موثرہ اور ولادتِ معنوی کی ہلاکت کا جو معاملہ عالم غیب میں گزرا اس کی اطلاع بذریعہ "رویائے صادقہ" اللہ تعالےٰ کی جانب سے ظاہر فرمائی گئی!۔

قادیانی جماعت کا حال

رازِ فنا کی اشاعت کے بعد میرٹھ کے مظاہر الاسلام خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، اُن سے دریافت فرمایا کہ مرزا غلام احمد کی جماعت کا اب کیا حال ہے؟ اور ہندوستان میں اب لوگوں کے ان کے متعلق کیا خیالات ہیں؟ انہوں نے عرض کیا قادیانی جماعت دو فرقوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ ایک فرقہ احمدی لاہوری کہلاتا ہے۔ دوسرا احمدی قادیانی (پہلا فرقہ مرزا غلام احمد صاحب کو نبی و رسول نہیں مانتا۔ صرف مجدد مانتا ہے اور دوسرا فرقہ نبی نہ رسول مانتا ہے۔ ہندوستان میں اب اس جماعت کا اگلا سا حال و اعتبار نہیں رہا۔ پول کھل گیا ہے اور عام طور پر لوگ واقف و آگاہ ہو چکے ہیں کہ قادیانی تحریک کا منشا و مقصد تو بارگاہِ رسالت سے کھلم کھلا بغاوت ہے۔ (مرزا صاحب کے جانشین اور بیٹے کا تو مندرجہ ذیل اعلان ہے۔)

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب قادیانی) کا نام بھی نہ سُنا ہو۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" (نعوذ باللہ) آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

استخارہ حق معین میں نہیں ہے

مظاہر الاسلام نے دورانِ تذکرہ یہ بھی عرض کیا کہ ایک قادیانی نے کہا کہ میں نے تو استخارہ دیکھ کر قادیانی مذہب اختیار کیا ہے؟ اس لئے میں نے ٹھیک کام کیا ہے۔

فرمایا: "حق کی دو قسمیں ہیں حقِ معین اور حق دائر۔ حقِ معین وہ جو خود حق ہے جیسے کہ اسلام اور اس کا متد مقابل بھی باطل جیسا کہ کفر و شرک اور حق دائر وہ ہے جو خود حق ہے اور اس کا مد مقابل بھی حق ہے، جیسے حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی (حضرت ائمہ مجتہدین کے یہ چاروں مذاہب حق دائر ہیں۔ استخارہ حق معین میں جائز نہیں۔ حق دائر میں جائز ہے۔

لہٰذا قادیانی کا یہ کہنا حقِ معین میں استخارہ دیکھ کر قادیانی مذہب اختیار کیا۔ یہ سراسر باطل بلکہ کفر ہے کہ حقیقت میں تو قادیانی مذہب اسلام کا متد مقابل اور باطل ہے اُسے اختیار

Marfat.com

کرنے کے لئے استخارہ کا کیا عمل اور کیا جواز؟

قادیانی مذہب کا عروج و زوال

از مؤلف اور ہمارے حضرت پیرو مرشد۔حضرت فخر العارفین رح کے الہامی ارشادات اور غیبی پیش گوئی کی تصدیق ملاحظہ ہو۔

قادیانیت کا عروج مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے انتقال کے بعد، قادیانی مذہب کو اور بھی ترقی ہوئی تھی۔خود قادیانیوں کا دعویٰ تھا کہ اب اُن کی تعداد پانچ لاکھ ہے "۔ (خود مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی زندگی میں دعویٰ کیا تھا کہ قریباً چار لاکھ انسان اُن سے بیعت کر چکے ہیں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۰۔مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی)

"اور قادیانی جماعت کی انجمنیں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں قائم ہوگئی تھیں پرجوش تقریریں ہوتی تھیں اور قادیانیت کی اشاعت کی جاتی تھی۔مسلمانوں سے مناظرہ و مباحثہ اور مجادلہ کرتے تھے۔کثرت سے پمفلٹ اور اخباروں میں اعلان شائع کئے جاتے تھے۔ قادیانی وفد ہندوستان بھر میں دورے کرتے تھے اور قادیانیت کی اشاعت کرتے تھے۔اور علماء اسلام، گوشہ گوشہ میں قادیانیت کی تردید زبان و قلم سے کرتے تھے (جزاہم اللہ) اس کے باوجود قادیانیت کا عروج بڑھتا ہی جاتا تھا۔

انگلستان اور برلن جرمنی تک قادیانی مشن قائم ہو گئے تھے۔قرآنِ مجید کے انگریزی ترجمے شائع کئے جاتے تھے۔جو ترجمے کہ قادیانی معتقدات سامنے رکھ کر کئے جاتے تھے۔اور اس طریقے سے قادیانیت کی اشاعت کی جاتی تھی۔ان سب باتوں کا مجموعی اثر و نتیجہ یہ نکلا کہ قادیانی مذہب کا عروج ہوتا چلا گیا۔

"قادیانی تحریک پر ایک وقت تو ایسا گزرا تھا کہ ایک ایک دن میں پانچ پانسو اور ہزار ہزار مسلمانوں نے قادیانی مذہب قبول کیا۔

قادیان کے اخبار "الفضل" نے لکھا تھا کہ:

Marfat.com

۱۹۰۹ء میں چار لاکھ کی جماعت مرزا غلام احمد کو مسیح موعود مانتی تھی۔"

(الفضل مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۴ء جلد ۱۱ نمبر ۶)

خلیفۂ قادیان مرزا محمود احمد صاحب نے سب جج گورداس پور کے اجلاس میں بیان دیتے ہوئے کہا:

"میں جماعتِ قادیانی کی تعداد اندازاً بتا سکتا ہوں، چار پانچ لاکھ کی جماعت ہے۔" (اخبار الفضل قادیان ۲۶ جون ۱۹۲۲ء)

قادیانیت کا تنزل یہ قادنیت کے عُروج کا حال تھا، اب تنزل ملاحظہ ہو۔ کہ "۱۶ ربیع الآخر ۱۳۳۵ھ مُطابق ۹ ستمبر ۱۹۱۷ء کی شب کو ان کی قوت موثرہ خدا کے غضب سے ھلاک کردی گئی۔ اُسی دن سے ان کے مذہب کا تنزل شروع ہوا۔

قادیانی خواہ لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہوں یا مرکز (قادیان) سے دونوں کا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ چکا ہے۔ پھر تمام مذکورہ باتیں مفقود ہیں۔ اب تو یہ لوگ لکیر کے فقیر ہیں۔ اب کچھ آثار نظر آ رہے ہیں تو یہ وہی ہیں جو برطانوی حکومت کی طرف سے اس جماعت کی " وفاداری" کے صلہ کے طور پر وقتاً فوقتاً اعلیٰ و ادنیٰ ملازمتوں اور سرکاری قدردانیوں کی صورت میں بخشش ہوتے تھے۔

واضح ہو کہ قادیانی اس پندار اور اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ہماری تعداد چار پانچ لاکھ سے بڑھ کر اور زیادہ ہو گئی ہو گی۔ لہٰذا قادیانی جماعت نے ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں اسلامی جماعت سے اپنا جُداگانہ اندراج کرایا تاکہ عوام پر اپنی ترقی کا اثر ڈالا جائے۔

صرف پچھتر ہزار نکلے مگر خدا کے فضل سے قادیانیوں کو اپنے ارادے اور منصوبے میں شکست کا منہ دیکھنا پڑا ۱۹۳۱ء کو مردم شماری کی رپورٹ میں قادیانیوں کی کل تعداد ۷۵ ہزار نکلی۔

کتاب "قادیانی" مذہب مصنفہ جناب پروفیسر محمد الیاس برنی صاحب صفحہ ۳۰۴ بحوالہ اخبار الفضل قادیان ۲۱ جون ۱۹۳۴ء)

پھر ہمت نہ ہوئی ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں قادیانیت کے زوال کا نقشہ مستند طریقے سے سامنے آگیا تو ۱۹۴۱ء کی مردم شماری میں اپنا جُداگانہ اندراج کرانے کی ہمت نہ ہوئی اور عام مسلمانوں کے ضمن میں قادیانیوں نے اپنا اندراج کا غذات مردم شماری

Marfat.com

سرکاری میں کرایا تاکہ پردہ ڈھکا رہے۔

اور بھی زوال ہوگا

پس "رازِ فنا" میں ہمارے حضرت قبلہ فخر العارفین نے جو ارشاد فرمایا تھا حق ثابت ہوا، حرف بحرف پُورا ہوا اور تمام وکمال پورا ہو کر رہے گا کہ قادیانی مذہب کا آئندہ اور بھی زوال ہوگا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

آپ کا ارشاد ہے کہ:

مرزا صاحب کے انتقال کے بعد قادیانی مذہب نے ترقی کی تھی (کیوں کہ ان کی قوت موثرہ باقی تھی) ۱۳۳۵ھ کے اول چند مہینوں کے بعد سے ترقی ختم ہو کر تنزل شروع ہو گیا (کیونکہ غضب الٰہی سے وہ قوت موثرہ ہلاک ہو گئی جو قلوب کو کشش کرتی تھی، اب حق سبحانہٗ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تنزل کہاں تک پہنچے گا۔"

درخت جڑ سے کاٹ ڈالا گیا ہے

قادیانی مذہب کے متعلق آپ کا دوسرا ارشاد یہ ہوا کہ پیپل کا درخت اگر جڑ سے کاٹ دیا جائے تو اس کے خشک ہونے میں دیر لگتی ہے۔ اسی طرح سمجھو کہ مرزا صاحب کی قوتِ موثرہ جس سے ان کے مذہب ان کی زندگی میں اور ان کے بعد ترقی ہوئی تھی خدا کے غضب سے ہلاک کر دی گئی۔ جڑ کٹ گئی اور (یہ درخت) رفتہ رفتہ خشک ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہمارے حضرت فخر العارفین رحامی دینِ متین، ناصر الاسلام والمسلمین نے جو فرمایا اُس کی صداقت اور سچائی دوپہر کے چمکتے ہوئے آفتاب کی طرح ظاہر اور روشن ہو گئی کہ قادیانی مذہب کی ترقی ختم ہوئی اور تنزل اس درجے کو پہنچا کہ چھہتر ہزار کی تعداد ہی کائنات اس جماعت کی رہ گئی آئندہ حق سبحانہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے اُمید ہے کہ اور زیادہ تنزل ہو گا ۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

سنا جاتا ہے کہ اب مرکز قادیان کی یہ کوشش ہے کہ قادیان کو آگرہ کا دوسرا دیال باغ بنا دیا جائے۔ جہاں صنعتی اور تجارتی کاروبار ہے۔ پس قادیان میں بھی صنعتی کارخانے کھولے جائیں اور تجارت بڑھائی جائے اور یہ اس لئے کہ مستقبل تاریک ہے، مادی ترقی سے ہی اپنی ہستی کی بقا وابستہ سمجھتے ہیں۔

یہی حال دوسرے دونوں شخصوں کا ہوا

یہی حال شاہ احمد اللہ کے طریقے کا ہوا کہ ان کا عروج ختم ہو کر تنزل شروع ہوا۔ صرف کچھ لکیر

Marfat.com

فقیر رہ گئے ہیں۔ وہ بھی رفتہ رفتہ ختم ہو رہے ہیں۔
اور حافظ فیض الرحمٰن کا تو عروج ۱۳۴۵ھ میں ختم ہو گیا تھا، اس کے بعد جتنے دن زندہ رہے گم نام اور خراب و خستہ حال رہے۔ اب ان کے طریقے کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہا۔ وما علینا الا البلاغ۔
اب اس کے بعد "راز فنا" کے بعض دوسرے مضامین متعلقہ ولادت معنوی اور قوتِ موثرہ وغیرہ کی وضاحت کی جاتی ہے۔

مولائی و مرشدی حضرت فخر العارفینؒ کی ایک پُراسرار تقریر

سترہ ماہ ذی القعدہ ۱۳۴۸ھ کی تاریخ ہے، چاشت کا وقت ہے مجلس خاص ہے جس میں علوم اسلامیہ کے عالم و فاضل بھی حاضر خدمت اقدس ہیں اور نئے مغربی تعلیم یافتہ بھی اور بہت سے طالبانِ خدا، لکھے پڑھے اصحاب بھی ہیں، مرشدنا و مولانا حضرت فخر العارفین رح نے مسئلہ ولادتِ معنوی، اور قوتِ موثرہ اور اس کی وضاحت اور اس کی تفصیل میں اور اس کے حقائق و اسرار میں آغازِ کلام فرمایا اور ایسی پر اسرار تقریر ارشاد فرمائی جس سے طریقت کے بعض پوشیدہ اور اہم مسائل بے نقاب ہو گئے اور اسلام کی حقانیت و صداقت عالم تاب آفتاب کی طرح ظاہر ہو گئی اور تمام دیگر اہلِ مذاہب کی غلط فہمی، فریب خوردگی اور پاک و ناپاک فقیری کی تفریق واضح ہو گئی۔ سبحان اللہ کیا مبارک وقت تھا۔

تیرہ صدی میں پہلی بار

اس مجلس شریف کے آخر میں آپ نے فرمایا تھا۔
"تیرہ سو سال کے اندر کسی بزرگ نے ولادت معنوی کی توضیع اور تفصیل بیان نہیں فرمائی۔ البتہ ولادت معنوی کے متعلق اشارے کئے آج خدا جانے کیا سبب ہے کہ ہم نے تم لوگوں سے اتنی باتیں کہہ دیں" اور پھر آپ نے ہم خادموں کے حق میں دعا فرمائی۔
اس مبارک ارشاد کے بعض حصے یہ خادم (مولف کتاب) اپنی یادداشت اور اپنے فہم کے مطابق قلمبند کرتا ہے بعونہ اللہ تعالیٰ سبحانہ۔

Marfat.com

تقریر مبارک و پُر اسراریہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت قبلہ فخر العارفین قدس سرہ نے حاضرین سے ارشاد فرمایا:

بچہ شیر کی ہلاکت

"رازِ فنا" میں حافظ فیض الرحمان کی فقیری، ہلاک ہونے کا ذکر ہے کہ ایک جاندار چیز شیر کے بچے کی صورت میں تھی اُسے مار کر اور جلا کر تالاب میں گاڑ دیا۔ بتاؤ وہ کیا چیز تھی؟

سب حاضرین دربار چُپ رہے۔

جواب سوال میں خود ہی فرمایا: "وہ چیز حافظ فیض الرحمٰن کی قوتِ موثرہ تھی، جو ذات سے علیحدہ صفات ہے۔ اگر یہ قوت باقی رہ جاتی تو اس قوت سے ان کے طریقے کا مروج ہوتا اور اس کے ذریعے سے وہ مسلمانوں کو گمراہ کرتے"۔

یہ چار حقائق بیان فرماتے

مذکورۂ بالا ارشاد میں چار باتیں آپنے فرمائیں۔

۱۔ حافظ فیض الرحمٰن کی فقیری (عالمِ غیب میں) شیر کے بچے کی صورت میں تھی۔

۲۔ وُہ ان کی قوتِ موثرہ تھی۔

۳۔ قوتِ مؤثرہ ذات سے علیحدہ صفات ہے۔

۴۔ قوتِ موثرہ پر ہلاک اور قتل وارد ہو سکتا ہے۔

ان چار حقائق کی تصریح

اب جو ارشاد پاک بیان کیا جاتا ہے۔ ان چار امور کا ثبوت اور ان کی تصریح و تشریح ہے۔

قوتِ موثرہ، ناپاک ولادتِ معنوی کی تمثیل

فرمایا کہ شیخ سدّو اور علاؤالدین، جن کا چراغ شہرت رکھتا ہے۔ ہندوستان میں عام طور سے مشہور ہے کہ یہ ناپاک اور خبیث ہیں جو لوگوں کو ستاتے ہیں اور تکلیف پہنچاتے ہیں۔ بتاؤ یہ کیا بات ہے؟ کیوں کہ جب انسان کا انتقال ہو جاتا ہے اور اس کے جسم سے رُوح نکل جاتی ہے تو اب وہ

Marfat.com

مردہ (لاشۂ بے جان) ہے پھر اس انسان کے مردہ ہو جانے اور دُنیا سے گزر جانے کے بعد یہ کیا چیز ہے جو اس عالم میں ظاہر ہوتی اور تصرف کرتی ہے جس طرح کہ شیخ سدّو وغیرہ سے ان کے مرنے کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔؟

جواب، ارشاد فرمایا "یہ اُن کی قوت موثرہ، ناپاک ولادت معنوی ہے کہ جو ذات سے علیحدہ صفات ہے!"

ثبوت دلائل شرعیہ سے فرمایا "قرآن مجید اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس آدمی کا انتقال غیر ایمان (کفر) پر ہوتا ہے اس کی رُوح سجین جاتی ہے اور جس آدمی کا ایمان کے ساتھ انتقال ہوتا ہے تو اس کی رُوح علیین میں جاتی ہے اور جسم قبر میں رہتا ہے اور دونوں کی رُوح قیامت تک وہیں (سجین یا علیین میں) محفوظ و محصور رہتی ہے۔

قرآن میں فرمایا قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا۔

اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ۝ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا سِجِّیْنٌ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ (پارہ عم سورہ) (ترجمہ) تحقیق اعمالنامہ بدکاران کا البتہ بیچ سجین کے ہے اور کیا جانے تو کیا ہے سجین؟ دفتر ہیں لکھا ہے

تفسیر حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ محدث دہلوی نے "فتح العزیز" میں اس آیت کی تفسیر میں جو فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے (مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۹۴-۹۵)

"سجین صیغہ مبالغہ سجن سے ہے، معنی زندانِ تنگ و تاریک، یہ مقام سجین زمین کے ساتویں طبقہ کے نیچے ہے (یہ) دوزخیوں کے مرنے کے بعد اُن کی ارواح کا قید خانہ ہے اور (یہ) بدکاروں کی رُوح کے رہنے کی جگہ ہے۔ قیامت تک ان پر طرح طرح کا عذاب اس قید خانہ میں ہوگا۔

نیکوں کی جگہ اس صورت کی دوسری آیت پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:۔

اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا عِلِّیُّوْنَ ۝ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ (ترجمہ) تحقیق عمل نامہ نیکوں کا البتہ بیچ علیین کے ہے اور کیا جانے تو کیا ہے علییون؟ دفتر ہے لکھا ہوا

اس کی تفسیر میں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

"مقام علیین ساتوں آسمان کے اوپر ہے۔ موت کے بعد نیکوں کی ارواح وہاں جاتی

Marfat.com

ہیں۔ اور (یہ مقام علیین) مقربان یعنی انبیاء، اولیاء کی ارواح کا مستقر (رہنے کی جگہ) ہے۔''

اس تفسیر سے ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد نیکوں کی رُوح علیین میں اور بدوں کی رُوح سجین میں رہتی ہے تو پھر شیخ سدو وغیرہ سے جو تصرفات اس دنیا میں ہوتے ہیں وہ دراصل ان کی رُوح کے تصرفات نہیں ہوتے ہیں کیوں کہ ان کی رُوح اپنے اپنے مقام میں محصور و محفوظ ہے، بلکہ یہ تو ان کی قوت موثرہ ناپاک کے تصرفات ہیں۔

قوت موثرہ پاک ولادت معنوی کی دوسری تمثیل

قوتِ مُوثرہ ناپاک ولادت معنوی کا بیان فرمانے کے بعد حضرت قبلہ (روحی فداہ) نے پھر حاضرین کو مخاطب کیا اور فرمایا:۔

''بتاؤ حضرات انبیا علیہم السلام کے دنیا سے گزر جانے کے بعد ان کے مذہب کا عروج و ترقی، اور ان سے ہدایت مخلوق کس طرح ہوتی ہے کیوں کہ دنیا سے تو یہ حضرات رحلت فرما چکے۔ اور جیسا کہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ان حضرات کی ارواحِ مقدسہ کا مستقر قیام علیین ہے۔ پھر وہ کون سی قوت ہے کہ جس سے ان حضرات کے پردہ فرمانے کے بعد ان کے مذہب کو عروج ہوتا ہے۔ چناں چہ ہمارے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور اکثر انبیاء علیہم السلام کے مذہب کا عروج ان کے بعد ہوا ہے!''

حاضرین متحیر اور خاموش رہے۔ جواب میں فرمایا:۔

''یہ عروج اور ترقی اور ہدایت مخلوق ان حضرات کی قوت موثرہ پاک ولادت معنوی کے تصرف سے ہوتی ہے، جب تک حق سبحانہ تعالیٰ کو منظور ہے۔)

چند اُمور موقوف علیہ

آپ کے مندرجۂ بالا پُراسرار کلام کو سمجھنے کے لئے چند امور موقوف علیہ کو بطور مقدمہ پہلے جان لینا مفید اور ضروری ہے۔ یہ کہ:۔

۱۔ قوتِ موثرہ نتیجہ ہے اعمال کا (وماکسبت ایدیکم) خواہ وہ عمل جلالی اسمائے حسنیٰ کی تاثیر کا ہو، خواہ اسمائے حسنیٰ جمالی کی تاثیر کا۔

۲۔ عالمِ مثال مستقر ہے، قوت موثرہ کا۔

۳۔ اقسام فنا۔

۴۔ عالم مثال سے قوتِ موثرہ کا تعلق اور اس کی ترقیات۔

Marfat.com

۵۔ ولادتِ معنوی دو طرح کی ہے پاک اور ناپاک۔

۶۔ قوتِ موثرہ رُوح کی صفت ہے۔

۷۔ قوتِ موثرہ پر ہلاک اور سلب کا وارد ہونا۔

اُمورِ مندرجۂ بالا کی توضیح

۱۔ قوتِ موثرہ نتیجہ ہے اعمال کا خواہ عمل اسمائے حسنیٰ جمالی کی تاثیر کا ہو خواہ جلالی اسمائے حسنیٰ کی تاثیر" (وماکسبت ایدیکم)

ارشاد فرمایا: "سالکوں میں جو مرتاض لوگ ہوتے ہیں اور ذکر و شغل اور ریاضت میں مشغول رہتے ہیں۔ کثرت ریاضت کی وجہ سے پہلے اُن کے فضائے قلب میں گرم ہوا (حرارت پیدا ہوتی ہے اور ایک زمانۂ دراز تک ریاضت و مجاہدہ و تصفیہ و تجلیہ کرنے سے یہ قوت ان کے دلوں میں اس طرح کی پیدا ہو جاتی ہے جس سے بے شمار کشف و کرامات یا استدراج کا ان سے ظہور ہوتا ہے "اس کو اصطلاح میں قوتِ موثرہ کہتے ہیں۔

دوسرا طریقہ قوت موثرہ کو وراثتاً حاصل کرنے کا یہ ہے کہ کسی درویش سے با عامل موکل بتبرک قوت موثرہ سے کسی سالک کے دل میں قوت پیدا ہو جائے۔"

"اس کو ولادت معنوی کہتے ہیں۔"

ولادت معنوی کے ساتھ ساتھ بغیر ریاضت کے وراثتاً اُسے قوت موثرہ حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ بادشاہ کے مرنے کے بعد ولی عہد کو سلطنت وراثتاً پہنچتی ہے۔

مگر فنا ہر ایک سالک کو حاصل نہیں ہوتی ہے جس سالک کی یہ قوت موثرہ ترقی کرتے کرتے فنا کے درجے تک پہنچی پس فنا انہی کو حاصل ہوتی۔

اقسام فنا فنا کے سات درجے ہیں۔

"جمادی۔ نباتی۔ حیوانی۔ انسانی (یہ چار فنائیں ناسوتی کہلاتی ہیں) باقی تین فنائیں۔ ملکوتی جبروتی۔ لاہوتی کہلاتی ہیں

سات فناؤں کا ثبوت ان سات درجوں کی فنا کے ثبوت میں آپؒ نے مثنوی مولانا رومؒ کے یہ ارشاد فرمائے (از دفتر سوم مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ نامی پریس کان پور صفحہ ۲۲۴ تحت عنوان گفتن عاشق عاذلان و تہدید کنندگان را) ے

Marfat.com

از جمادی مردم نامی شدم
وز نما مردم زحیوانی سرزدم
مردم از حیوانی و آدم شدم
پس چہ ترسم کے زمردم کم شدم
حملۂ دیگر بمیرم از بشر
تا برآرم از ملائک بال و پر
از ملک ہم بایدم جستن زجو
کُل شیئٍ ہالکٌ اِلّا وجہہٗ
بارِ دیگر از ملک قرباں شوم
آں چہ اندر وہم ناید آں شوم
پس عدم گردم عدم چوں ارغنون
گویدم کانا الیہ راجعون

(حاصل مطلب) جمادات سے فنا ہوکر نباتات
اور نباتات سے فنا ہوکر حیوانات آ
حیوانات سے فنا ہوکر انسانیت میں فن
ہوا۔ پس ایسی فنا سے کیوں ڈروں ا
انسانیت میں فنا ہوکر ملکوتی فنا ہوگی
ملائک کے پر پرواز نصیب ہوں گے
پھر فنائے ملکوتی سے فنا ہوکر آگے بڑھے
(جبروت میں فنا ہوئے کہ) خدا کی ذات
کے سوا سب کو فنا ہے اور یہ وہ مقام ہے ک
فرشتے قربان ہوں اور جو قیاس و وہم میں
آئے وہ ہو جاؤں پھر عدم ہو جاؤں (لاہوت میں فنا
ہو جاؤں" بیشک ہماری بازگشت خدا ہی کی طرف ہے

(مثنوی مولانا روم رح کے دوسرے دفتروں میں بھی ان سات درجوں کی فنا کا ذکر ہے۔)

عالم مثال، جو مستقر ہے قوت مؤثرہ کا

(۳) واضح ہو کہ انسان اس دنیا میں آباد ہے جو مادی ہے" وہ جسے عالم اجسام اور عالم ناسوت کہتے ہیں اور اس عالم اجسام سے بالا عالم مثال ہے اور یہ عالم مثال غیر مادی ہے اور داخل ہے۔ عالم ملکوت میں اور درمیان میں ہے عالم ارواح اور عالم اجسام کے اور یہ مستقر اور قرارگاہ ہے، اعمال کے مناسب حال صورتوں کا۔

مثال عالم مثال

اور عالم ارواح مقدار اور مادہ دونوں سے منزہ اور مقدس ہے اور عالم اجسام مادی ہے اور عالم مثال مادہ نہیں رکھتا لیکن مقدار رکھتا ہے، اس مقدار کی مثال یوں سمجھیں کہ جس طرح آئینہ میں شبیہہ مقابل نظر آتی ہے اور اس کے رنگ و روپ اور خد و خال آئینہ میں نمایاں ہوتے ہیں۔ اور یہ شبیہہ جو آئینہ میں منعکس ہے۔ مادہ آئینے کے اندر مادے سے خالی ہے البتہ مقدار کے ساتھ نمایاں ہے۔ یہی حال عالم مثال کا ہے کہ اس میں اشیاء کی شبیہہ بلا مادہ صرف مقدار کے ساتھ وجود میں آتی اور نمایاں ہوتی ہے۔

اور عالم مثال کا وجود شریعت و طریقت کی رو سے جمیع حضرات صوفیہ کرام اور اکثر محدثین عظام نے

Marfat.com

ثابت ہے۔

قائلین اور وجود عالم مثال کے جو حضرات اکابرین اسلام قائل ہیں ان میں قابل ذکر حضرت علامہ قرطبی رح، حضرت علامہ سیوطی رح حضرت مولانا شاہ تراب علی صاحب حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حضرت علامہ طیبیؒ حضرت علامہ حجر عسقلانی، حضرت مولانا مرتضیٰ صاحب اور حضرت مولانا امام غزالی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

منکرین اور جن حضرات نے عالم مثال کے وجود سے انکار کیا ہے وہ انکار اصول فلسفہ کی بنا ہے اور وہ مذہب فلاسفہ کے مسائل کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔

جوہر اعراض سبب اس اختلاف کا یہ ہے کہ حدیثوں میں وارد ہے۔ قیامت کے دن خدا کے سامنے نماز روزہ اور حج اور اسلام کی دوسری نیکیاں وغیرہ جسم اور صورت میں متشکل ہو کر آئیں گی اور اپنے صاحب (فاعل) کے لیے شفاعت کریں گے۔ فلاسفہ اور حکما وغیرہ کہتے ہیں کہ اعمال جوہر و اعراض کی قسم سے ہے۔ اور جوہر اعراض معانی کا جسم میں منقلب ہونا عقلاً محال ہے۔ جیسا کہ علم فلسفہ میں بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ ایسی حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں۔ جن حدیثوں میں اعمال کا منقلب بجسم اور متشکل ہونا وارد ہوا ہے اور ان حدیثوں کو اس معنی پر برقرار نہیں رکھتے۔

جب اس گروہ کے نزدیک اعمال کا جسم و صورت میں متشکل ہونا عقلاً محال ہے، تو پھر ان کو وجود عالم مثال تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں رہی کیوں کہ عالم مثال تو اعمال کی وصفی صورتوں کا مستقر اور قرارگاہ ہے۔

حدیثوں کا اصلی مفہوم لیکن حضرات صوفیہ کرام اور حضرات علمائے محققین محدثین جو وجود عالم مثال کے قائل ہیں۔ ان حدیثوں کو اسی لفظ و معنی پر قرار رکھتے ہیں تاویل نہیں کرتے اور یہ ان کے آداب سے ہے۔

کیونکہ محدثین کا مسلک علی العموم یہ ہے کہ تمام نصوص (کہ کلام الٰہی و نبوی سے ہیں) اپنے ظاہر معنی پر محمول کئے جائیں گے، اور ظاہر معنی سے بغیر قوی قرینہ کے، عدول نہیں کیا جائے گا۔

حضرت علامہ قرطبی رح اسی مذہب پر ہیں، انھوں نے کتاب "تذکرۃ الموت" میں اور علامہ سیوطی رح نے اپنے رسالہ کتاب "المعنی الدقیقۃ فی ادراک الحقیقۃ" میں تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"جواہر و اعراض کا منقلب بجسم ہونا اگرچہ (فلاسفہ کے نزدیک) محال عقلی ہو مگر خداوند تعالیٰ کے نزدیک (محال نہیں) تمام امور معقولہ جن کا ہم تصور کرتے ہیں۔ یعنی معانی اور جوہر و اعراض وغیرہ

Marfat.com

اگر وہ بصورتِ اجسام اس عالم میں متشخص ہوں تو اس کی قدرت کے آگے کیا بڑی بات ہے؟ اور اس کا مانع کون ہے، البتہ ہم اس عالم کی حقیقت کو نہ ادراک کر سکتے ہیں اور نہ محسوس کر سکتے ہیں۔ (اور یہ) اپنے حجاب کی وجہ سے) اور یہ امر مسلم ہے کہ عقل انسانی تمام عوالم الٰہیہ کے سمجھنے سے قاصر ہے لہٰذا حدیث کے الفاظ کی اُس کے معنی کے مطابق تسلیم و تصدیق کرنی ایک ادنیٰ درجے کا ایمان ہے اور فرماتے ہیں " اولیاء اللہ نے ایسا ہی مشاہدہ کیا ہے اور ہمیں اطلاع دی ہے کہ معنی اور اعمال جسم کی صورت میں تشکل ہوتے ہیں جیسے کہ حدیث میں وارد ہے۔

اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ رح کے فیوض و برکات سے ہمیں نفع پہنچائے اور ہمارا حشر ان کے زمرۂ مریدین میں کرے (آمین)

(حضرت علامہ قرطبی اور علامہ سیوطی کا مضمون ختم ہوا)

بیانِ عالمِ مثال

اور حضرت علامہ شاہ تراب علی صاحبؒ کاکوری کتاب " مطالبِ رشیدی میں فرماتے ہیں (مطالب رشیدی صفحہ ۲۷۳)

بداں کہ عالمِ مثال عالمے است مابین عالمِ اجسام و عالمِ ارواح فوق از اول در رقت ولطافت و تحت از ثانی و عالم ارواح مقدس است از نمو و تمد، (یعنی نہ مادہ دارد نہ مقدار) عالمِ اجسام ہمہ مادہ دارد و ہم مقدار و عالم مثال مادہ نہ دارد و اما مقدار می دارد و بیش تر حکماء و جمہور متکلمین عالم مثال را انکار کردند و نشناختہ اند و حکماء اشراق و جمہور صوفیہ کرام بداں قائل اند و عقل صحیح بداں حاکم است چوں قادرِ مطلق عالمے آفرید کہ از مادہ و مقدار منزّا است و عالمے دیگر کہ بہرہ ور موصوف، وسعت قدرت چناں می خواہد کہ عالمے مابین ہر دو می باشد کہ مادہ نہ دارد و مقدار دارد اما آنچہ دارد و مادہ ندارد و متصور نیست کہ نمو بے تقدر نباشد۔ و نزد محققان بیشتر احکام آخرت کہ شرع مطہر بداں ناطق است، بہ ہماں عالم تعلق دارد۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مُحدّث دہلوی اور اثباتِ عالمِ مثال

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب " حجۃ اللہ البالغہ " کے (مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰ پر) ایک پورا باب ثبوتِ عالم مثال میں تحریر فرمایا ہے۔ جس کی اصل عبارت مع ترجمہ اردو درج ذیل ہے:-

اعلم انہ دلت احادیث " جاننا چاہئے کہ بہت سی حدیثوں سے

Marfat.com

کثیرۃ علی ان فی الوجود عالما غیرا عنصوری یتمثل فیہ المعانی باجسام مناسبۃ لہا فی الصفۃ ویتحقق ھنالک الاشیاء قبل وجودھا فی الارض نحو من التحقیق فاذا وجدت کانت ھی ھی بمعنی من معانی ھو ھو وان کثیرا من الاشیا مما لاجسم لہا عند العامۃ تنتقل وتنزل ولا یراھا جمیع الناس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما خلق اللہ الرحیم قامت فقالت ھذا مقام العائذ بک من القطیعۃ وقال ان البقرۃ و آل عمران تاتیان یوم القیمۃ کانھما غمامتان او غیایتان او فرقان من طیر صواف تحاجان عن اھلہما وقال تجی الاعمال یوم القیامت فتجیٔ الصلاۃ ثم تجیٔ الصدقۃ ثم تجی الصیام الحدیث وقال ان المعروف والمنکر لخلیقتان تنصبان للناس یوم القیامۃ فاما المعروف فیبشر اھلہ وما المنکر فیقول الیکم الیکم

ثابت ہوتا ہے کہ عالم موجودات میں ایک ایسا عالم بھی ہے جو غیر عنصری ہے اور جس میں معانی ان اجسام کی صورت میں متشکل ہوتے ہیں جو اوصاف کے لحاظ سے اُن کے مناسب ہیں۔ پہلے اس عالم میں اشیاء کا ایک گونہ وجود ہو لیتا ہے۔ تب دنیا میں ان کا وجود ہوتا ہے۔ اور یہ دنیاوی وجود ایک اعتبار سے بالکل اس عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے اکثر وہ اشیاء جو عوام کے نزدیک جسم نہیں رکھتیں۔ اس عالم میں منتقل ہوتی ہیں اور اترتی ہیں، اور عام لوگ اُن کو نہیں دیکھتے۔ آں حضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ جب خدا نے رحم پیدا کیا تو وہ کھڑا ہو کر بولا کہ یہ اس شخص کا مقام ہے جو قطع رحم سے پناہ مانگ کر تیرے پاس پناہ ڈھونڈھتا ہے اور آں حضرت نے فرمایا کہ سورۂ بقرا ور آل عمران قیامت میں بادل یا سائبان یا صف بستہ پرندوں کی طرح آئیں گی اور ان لوگوں کی طرف سے وکالت کریں گی۔ جنھوں نے اُن کی تلاوت کی ہے۔

اور آں حضرت نے فرمایا کہ قیامت میں اعمال حاضر ہوں گے تو پہلے نماز آئے گی۔ پھر خیرات، پھر روزہ الخ

Marfat.com

ولا يستطيعون له' الا لزوما
وقال انّ الله تعالىٰ يبعث
الايام يوم القيامة كهيئتها وبعث
الجمعة زهراء منيرة وقال
يؤتى بالدنيا يوم القيامة فى
صورة عجوز شمطاء زرقاء
انيابها مشوه خلقها وقال
هل ترون ما أرى انى لأرى مواقع
الفتن خلال بيوتكم كمواقع القطر
وقال فى حديث الاسراء فاذا اربعة
انهار نهران باطنان ونهران ظاهران
فقلت ما هذا يا جبريل قال
اما الباطنان ففى الجنة و امّا
الظاهران فالنيل والفرات
وقال فى حديث صلاة الكسوف
صُورت لى الجنة والنار و فى
لفظ بينى وبين جدار القبلة
وفيه انه بسط يده ليتناول
عنقودا من الجنة وانه تكعكع
من النار ونفح من حرها
ورأى فيها سارق الحجيج
والامرأة التى ربطت الهرة
حتى ماتت ورأى فى الجنة
امرأة مومسة سقت الكلب
ومعلوم ان تلك المسافة لا

اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ نیکی اور بدی دو مخلوق ہیں جو قیامت میں
لوگوں کے سامنے کھڑی کی جائیں گی
تو نیکی ! نیکی والوں کو بشارت دے گی اور برائی
برائی والوں کو کہے گی۔ ہٹو ہٹو! لیکن وہ لوگ
اس سے چمٹے ہی رہیں گے اور آں حضرت نے
فرمایا کہ جتنے دن ہیں قیامت میں وہ معمولی
صورت میں حاضر ہوں گے۔ لیکن جمعہ کا دن
چمکتا دمکتا آئے گا۔

اور آں حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت
میں دُنیا ایک بڑھیا کی صُورت میں لائی جائیگی
جس کے بال کھچڑی (کچھ سیاہ اور سفید)
دانت نیلے اور صورت بدنما ہوگی۔

اور آں حضرت (رُوحی فداہ) نے اصحاب
سے فرمایا جو میں دیکھتا ہوں کیا تم بھی
دیکھتے ہو؟ - میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے
تمھارے گھروں پر اس طرح برس رہے
ہیں جس طرح بادل کے قطرے۔

اور آں حضرتؐ نے معراج کی حدیث
میں فرمایا کہ (مجھے) اچانک چار نہریں نظر
آئیں دو نہریں اندر تھیں اور دو باہر
میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ بولے اندر
کی نہریں تو جنت کی ہیں اور باہر کی نیل و
فرات ہیں۔ آں حضرت نے کسوف کی نماز کے متعلق
فرمایا کہ بہشت اور دوزخ میرے سامنے

Marfat.com

ثم للجنة والنار باجسادهما
معلومة عند العامة وقال
حفت الجنة بالمكاره وحفت
النار بالشهوات ثم امر
جبريل ان ينظر اليهما و
قال ينزل البلاء فيما لجبه
الدعاء وقال خلق الله العقل
فقال له اقبل فاقبل وقال له
ادبر فادبر وقال هذان
كتابان من رب العالمين الحديث
وقال يوتى بالموت كانه كبش
يذبح بين الجنة والنار و
قال تعالى فارسلنا اليها روحنا
فتمثل لها بشرا سويا واستفاض
في الحديث ان جبريل كان يظهر
للنبي صلى الله عليه وسلم
بيترائى له فيكلمه ولا يراه
ساشر الناس وان القبر يفسح
سبعين ذراعا في سبعين او
يضم حتى تختلف اضلاع المقبور
وان الملائكة تنزل على المقبور
فتسائله وان عمله يتمثل له
وان الملائكة تنزل الى المحتضر
بايديهم الحرير او المسح
وان الملائكة تضرب المقبور

مجسّم کرکے لائی گئیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میرے اور قبلہ کی دیواروں کے بیچ میں بہشت اور دوزخ مجسّم ہو کر آئیں۔ میں نے ہاتھ پھیلائے کہ بہشت میں سے انگور کا ایک خوشہ توڑ لوں۔ لیکن دوزخ کی گرمی کی لپٹ سے رُک گیا۔

اور حدیث میں ہے کہ آں حضرتؐ نے حاجیوں کے چور کو اور ایک عورت کو دوزخ میں دیکھا جس نے ایک بلی کو مار ڈالا تھا اور ایک فاحشہ عورت کو جنت میں جس نے کتے کو پانی پلایا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ بہشت اور دوزخ کی وسعت جو عام لوگوں کے خیال میں ہے وہ اس قدر (یعنی کعبہ کی چار دیواری کی) مسافت میں نہیں سما سکتی۔

اور حدیث میں ہے کہ بہشت کو مکروہات نے اور دوزخ کو شہوات نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے، پھر جبریلؑ کو خدا نے حکم دیا کہ دونوں کو دیکھیں۔

اور حدیث میں ہے کہ بلا اترتی ہے تو دُعا اس کا مقابلہ کرتی ہے اور حدیث میں ہے کہ خدا نے عقل کو پیدا کیا کہ آگے آ۔ تو وہ آگے آئی۔ پھر کہا پیچھے ہٹ جا، تو وہ ہٹ گئی۔

اور حدیث میں ہے کہ دونوں کتابیں پروردگار عالم کی طرف سے ہیں الخ۔

Marfat.com

بمطرقته من حديد فيصيح
صيحة يسمعها ما بين المشرق
والمغرب وقال النبي صلے الله
عليه وسلم ليسلط على
الكافر في قبره تسعة وتسعون
تنينا تنهشه وتلدغه۔ حتى
تقوم الساعة وقال اذا دخل
الميت القبر مثلت له الشمس
عند غروبها فيجلس يمسح عينيه
ويقول دعوني اصلي واستفاض
في الحديث ان الله تعالىٰ يتجلى
بصور كثيرة لاهل الموقف و
ان النبي صلے الله عليه وسلم
يدخل على ربه وهو على
كرسيه وان الله تعالےٰ
يكلم ابن آدم شفاها الى غير
ذلك مما لا يحصى كثرة والناظر
في هذه الاحاديث بين
احدى ثلاث اما ان يقر
ظاهرها فيضطر الى اثبات
عالم ذكرنا شانه وهذه
هي التي يقتضيها قاعدة اهل
الحديث نبه على ذلك السيوطي
رحمه الله وبها اقول واليها
اذهب او يقول ان هذه الوقائع

اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے
دن) موت ایک مینڈھے کی شکل میں لائی
اور بہشت اور دوزخ کے درمیان ذبح کر دی
(اور قرآن میں) خدا نے فرمایا کہ ہم نے رُوح
مریم کے پاس بھیجی تو وُہ ان کے سامنے ٹھیک
آدمی کی شکل بن کر آئی ۔

اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ
جبریل آں حضرت کے سامنے آتے اور آپ
سے باتیں کرتے تھے - اور کوئی ان کو نہیں
دیکھتا تھا ۔

اور حدیث میں ہے کہ قبر ہفتاد
در ہفتاد گز چوڑی ہو جاتی ہے ۔ یا اس
قدر سمٹ آتی ہے کہ مردہ کی پسلیاں
ہو جاتی ہیں ۔

اور حدیث میں ہے کہ فرشتے قبر
میں آتے ہیں اور مُردے سے سوال کرتے ہیں
اور مُردے کا عمل مجسّم ہو کر سامنے
آتا ہے اور نزع کی حالت میں فرشتے
حریر یا گزی کا کپڑا لے کر آتے
ہیں - اور فرشتے مُردے کو (جو دُنیا
سے بے ایمان گیا ہے ۔) لوہے کے گرز
سے مارتے ہیں ۔ مُردہ شور کرتا ہے
اور اس کے شور کی آواز تو مشرق
سے مغرب تک کی چیزیں سنتی ہیں ۔

اور حدیث میں ہے کہ قبر میں

Marfat.com

فتُتوی لحس الرائی و تتمثل لـه
فی بصـره وان لـم تکن خارج
حسـه وقال بنظیر ذلك عبد الله
بن مسعود رض فی قولـه تعالیٰ یوم
تاتی السماء بدخان مبین
انهم اصابهم جلب فکان
احدهم ینظر الی السماء فیری
کهیئة الدخان من الجوع ویذکر
عن ابن الماجشون ان کل حدایث
جاء فی التنقل والرؤیه فی المحشر
فمعناه انه یغیر ابصار خلقه
فیرونه نازلا متجلیا ویناجی
خلقه ویخاطبهم وهو غیر
متغیر عن عظمته ولا منتقل
لیعلموا ان الله علی کل شئ
قدیر- او یجعلها تمثیلا لنفهم
معان اخری ولست اری
المقتصر علی الثالثة من اهل
الحق وقد صور امام الغزالی فی
عذاب القبر تلك المقامات
الثلاث حیث قال امثاله هذه
الاخبار لها ظواهر صحیحة و
اسرار خفیة ولکنها عند ارباب
البصائر واضحة فمن لم ینکشف
له حقائقها فلا ینبغی ان ینکر

کافر پر ننانوے اژدہے مسلط ہوتے ہیں جو اُس کو کاٹتے ہیں ۔ تاقیامت اور حدیث میں ہے کہ جب قبر میں مُردہ آتا ہے تو اُسے نظر آتا ہے کہ آفتاب غروب ہو رہا ہے اور وہ اُٹھ بیٹھتا ہے اور کہتا ہے ٹھہرو میں نماز پڑھ لوں ۔

اور حدیث میں اکثر جگہ آیا ہے کہ قیامت میں خُدا بہت سی مختلف صُورتوں میں لوگوں کے سامنے جلوہ گر ہوگا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم) خُدا کے پاس اس حالت میں جائیں گے کہ خُدا اپنی کرسی پر بیٹھا ہوگا۔ اور یہ کہ خدا لوگوں سے بالشافہ بات چیت کرے گا ۔

اس قسم کی بہت سی حدیثیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا، ان حدیثوں کو جو شخص دیکھے گا تین باتوں میں سے، اُسے ایک بات ماننی پڑیگی یا تو تمام حدیثوں کے ظاہری معنی مراد لے، اور اس صورت میں اس کو ایک ایسے (عالم المثال) کا قائل ہونا پڑے گا جس کی کیفیت ہم اوپر بیان کر چکے، اور یہ وہ صورت ہے جو اہل حدیث کے قاعدے کے مطابق ہے۔ چناں چہ علامہ سیوطی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور خود میری بھی یہی رائے اور یہ ہی مذہب ہے یا پھر وہ اس بات کا قائل ہو کہ دیکھنے والے کو حاسہ میں یہی مشکل نظر آتی ہوگی۔

Marfat.com

ظواهرها بل اقل درجات الایمان التسلیم و التصدیق (فان قلت، فنحن نشاهد الکافر فی قبرہ مدۃ ونراقبه ولا نشاهد شیئا من ذلك فما وجه التصدیق علی خلاف المشاهدۃ (فاعلم)

ان لك ثلاث مقامات فی التصدیق بامثال هذا احدها وهو الاظهر والاصح والاسلم ان تصدق بانها موجودۃ وهی تلدغ المیت ولکنك لا تشاهد ذلك فان هذہ العین لا تصلح لمشاهدۃ الامور الملکوت وکل ما یتعلق بالاخرۃ فهو من عالم الملکوت اما تری الصحابة رضی الله عنهم کیف کانوا یومنون بانه بنزول جبریل علیه السلام وما کانو یشاهدونه یومنون بانه علیه السلام یشاهدہ فان کنت لا تؤمن بهذا فتصحیح اصل الایمان بالملائکة الوحی اهم علیك وان کنت امنت به وجوزت یشاهد النبی صلی الله علیه وسلم مالا تشاهد الامة فیکف لا تجوز هذا فی المیت وکما ان الملك لا یشبه الادمیین والحیوانات فالحیات والعقارب التی تلدغ فی القبر

اور اُس کی نظروں میں وہ اسی طرح جلوہ گر ہوں گے گو اس کے حاسہ کے باہر ان کا وجود نہ ہو۔ چناں چہ قرآن مجید میں جو آیا ہے کہ "آسمان اس دن صاف دُھواں بن کر نظر آئیگا، اس کے معنی عبداللہ ابن مسعود رض نے اسی کے قریب قریب لئے ہیں۔ یعنی یہ کہ لوگوں پر قحط پڑا تھا، تو جب کوئی آسمان کی طرف دیکھتا تھا تو اس کو بھوک کی وجہ سے آسمان دُھواں سا معلوم ہوتا تھا۔ ابن ماجثون (مشہور محدث) سے مروی ہے کہ جن حدیثوں میں خدا کے اُترنے اور مرئی ہونے کا ذکر ہے۔ ان کے معنی یہ ہیں کہ خدا مخلوق کی نظر میں۔ ایسا تغیر پیدا کر دے گا، کہ وہ خدا کو ایسی حالت میں دیکھیں گے، کہ وہ اُتر رہا ہے اور تجلی کر رہا ہے اور اپنے بندوں سے گفتگو اور خطاب کر رہا ہے۔ حالاں کہ خدا کی جو شان ہے نہ اُس میں تغیر ہوگا نہ خدا منتقل ہوگا اور یہ اس لئے ہوگا، کہ لوگ جان لیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ سب باتیں بطور تمثیل بیان کی گئی ہیں جن سے دوسرے مطالب کا ذہن نشین کرنا مقصود ہے۔ لیکن جو شخص صرف اس احتمال پر بس کرتا ہے میں اس کو اہل حق میں شمار نہیں کرتا۔"

Marfat.com

لليت من جنس حيات ما لمنا بل هى
جنس آخر وتدرك بجلسة آخرى
المقام الثانى ان تتذكر امر
النائم وانه قديرى فى نومه
حيه تلدغه وهو يتألم بذلك
حتى تراه ربما يصيح ويعرق
جبينه وقد ينزعج من مكانه
كل ذلك يدركه من نفسه
ويتاذى به كما يتاذى
اليقظان وهو يشاهده وانت
ترى ظاهره ساكنا ولا ترى
حواليه حية ولا عقربا والحية
موجودة فى حقه والعذاب حاصل
ولكنه فى حقك غير مشاهد
اذا كان العذاب فى الم اللدغ فلا
فرق بين حية تتخيل او تشاهد
المقام الثالث انك تعلم ان الحية
بنفسها لا تولم بل الذى يلقاك
منها هو السم ثم السم ليس هو
الالم بل عذابك فى الاثر
الذى يحصل فيك من السم فلو
حصل مثل ذلك الاثر من غير
سم لكان العذاب قد توفر
كان ولا يمكن تعريف ذلك
النوع من العذاب الا بان
يضاف الى السبب الذى يفضى
اليه فى العادة فانه لو خلق
فى الانسان لذة الوقاع
مثلا من غير مباشرة صورة الوقاع
لم يمكن تعريفها الا بالاضافة
اليه لسكون الاضافة للتعريف
بالسبب وتكون ثمرة السبب
حاصلة وان لم تحصل صورة السبب
والسبب يراد لثمرته لا لذاته وهذه الصفات
المهلكات تنقلب مهلكات موذيات و
مولمات فى النفس عند الموت فيكون
آلامها كآلام لدغ الحيات من
غير وجودها انتهى۔

یہ ہے عالم مثال پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تقریر کا اقتباس ،

چار باتیں ثابت ہوئیں

اُن کی تقریر سے اس عبارتِ آغاز سے لے کر کہ ”جاننا چاہئے .... ان الفاظ تک کہ ”عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے“ چار باتیں ثابت ہوئیں۔

نمبر ا۔ عالم موجودات میں ایک ایسا بھی عالم ہے جو غیر عنصری ہے۔ ”عالم مثال“ اس عالم کا نام ہے۔

Marfat.com

نمبر ۲ ۔ اس غیر عنصری عالم مثال میں معانی یعنی اعمال اُن اجسام کی صورت میں متشکل ہوتے ہیں جو بلحاظ اوصاف ان اعمال کے مناسب حال ہیں ۔

نمبر ۳ ۔ پہلے اس عالم مثال میں اُن اشیاء کا ایک گونہ وجود ہولیتا ہے، تب ثانیاً دنیا میں اُن کا وجود ہوتا ہے ۔

نمبر ۴ ۔ اور یہ دنیاوی وجود ایک اعتبار سے بالکل اس عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے

یہ ہے چار نمبروں میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ کی تقریر کا خلاصہ ۔

تطبیق اب سیدنا فخر العارفین قدس سرہٗ کے ارشادات مندرجہ "رازفنا" کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ثابت کردہ چار باتوں کی تطبیق ملاحظہ ہو ۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں

۱ ۔ عالم موجودات میں ایک غیر عنصری عالم مثال ہے ۔

۲ ۔ شاہ صاحب نے عالم مثال میں اعمال کی وضعی صورت کا وجود میں متشکل ہونا فرمایا ۔

۳ ۔ جناب شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اولاً اس عالم مثال میں اشیاء کا ایک گونہ وجود ہولیتا ہے ۔ تب (ثانیاً) دنیا میں ان کا وجود ہوتا ہے

۴ ۔ جناب شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ

حضرت فخر العارفین فرماتے ہیں

۱ ۔ آپ نے اسی عالم کو "عالم غیب" سے تعبیر فرمایا ۔ عالم ظاہر کے متقابل ہونے کی رعایت سے ۔

۲ ۔ حضرت فخر العارفینؒ نے رازفنا میں اعمال کی وضعی صورت کو اس تصریح کے ساتھ بیان فرمایا کہ عالم مثال (عالم غیب) میں جمادی صورت میں یا نباتاتی یا حیوانی یا انسانی شکل میں متشکل ہوتی ہے

(۳ ۔ حضرت قبلہ فخر العارفینؒ "رازفنا" میں فرماتے ہیں کہ: "سالکوں میں جن کو فنا حاصل ہوتی ہے پہلے ان کی قوت کسی جمادات میں داخل ہو کر عالم مثال (عالم غیب) میں وہ ایک جمادی صورت بن جاتی ہے" اور دوسرے مقام پر فرمایا (تب ثانیاً) سالک کے دل میں وہی عالم مثال والی صورت پیدا ہوتی ہے ۔

۴ ۔ حضرت قبلہ فخر العارفینؒ رازفنا میں فرماتے

Marfat.com

یہ دنیاوی وجود ایک اعتبار سے بالکل اس عالم مثال کے وجود کے مطابق ہوتا ہے ہیں کہ ولادت معنوی کے بعد سالک کے دل میں (عالم مثال والی صورت پیدا اور نمودار ہوتی ہے۔ (پس مشبّہ اور مشبّہ بہ کی مثال صورت میں مطابقت ہوئی۔)

حق واضح ہوگیا اس تطبیق کلام سے مقصود یہ ہے کہ عالم مثال (عالم غیب) کے متعلق حضرت قبلہ فخر العارفین رح کے ارشاد کا تمام وکمال صحیح اور برحق اور محقق حضرات اکابرین اسلام نے مطابقت ہر شخص کے رُوبرُو آئینہ ہوجائے۔ اسی معنی کی دلیل میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے یہ الفاظ بڑی اہمیت رکھتے ہیں جو آپ ابھی پڑھ چکے ہیں کہ

"یہ وہ صورت ہے جو کہ اہلِ حدیث کے قاعدے کے مطابق ہے چنانچہ علامہ سیوطی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور خود میری بھی یہی رائے ہے، اور میرا بھی یہی مذہب ہے۔"

وَلَادَتِ مَعنَوِی کی قوّتِ مُوثّرہ اب ولادت معنوی کی قوتِ موثرہ کے متعلق مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ یہ مسئلہ چوں کہ اسرار الٰہی سے ہے۔ حضرات بزرگان دین نے اس کی وضاحت میں لب کشائی نہیں فرمائی۔ صرف مجملاً و اشارۃً ذکر فرما دیا جسے بس خواص ہی جان سکیں نہ کہ عوام۔

اس مسئلہ میں حضرت فخر العارفین کی شان ایک امتیازی شان ہے۔ چوں کہ آپ اس کے اظہار کے لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ومحکوم فرمائے گئے تھے۔ اس لئے آپ نے بحکم خداوندی اس مسئلہ کو کافی وشافی تصریح سے تشریح وتوضیح کے ساتھ ظاہر فرمایا تاکہ وہ عام فہم ہوجائے اور اہلِ اسلام گم راہی سے بچیں۔

پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت فخر العارفین نے جو فرمایا شریعت وطریقت کے عین مطابق ہے اور یہی مذہب ہے حکیم الامت حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رح کا اور یہی منشا ومقصود ہے حضرات صوفیہ ومحدثین عظام کا (رحمہم اللہ علیہم اجمعین)

مختصر یہ کہ عالم مثال مستقر اور قرارگاہ ہے۔ اعمال کی مناسب حال (وصفی صورتوں کا) اور اعمال کی تاثیر سے عالم مثال میں جو قوت اور صورت سالک کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی کو اصطلاحاً قوت موثرہ کہتے ہیں! کما لایخفیٰ!

Marfat.com

قوتِ موثرہ کی ترقیات اور عالمِ مثال سے اُس کا تعلق

مؤلف عرض کرتا ہے کہ سالک کا ذکر و شغل و ریاضت میں مُجاہدہ کرنا نیز اس کا ہر فعل اور ہر کام، یہ اس کے اعمال ہیں اور قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ "کراماً کاتبین" (دو فرشتے) نیک و بد تمام اعمال انسانی کو روزانہ ہر انسان کے نامہ اعمال میں لکھتے ہیں۔

بس جس طرح اس احکم الحاکمین عادل کریم منصف حقیقی نے اپنے بے پایاں مملکت کے اندر اعمال کے روزنامچہ میں بذریعہ ملائکہ درج ہوتے رہنے کا انتظام فرمایا، تاکہ سب کے عمل ضبط تحریر میں آتے رہیں اور پھر قیامت میں پیش ہوں اسی طرح عمل کی تصویر پیدا ہونے کا عالم مثال میں ایک نظام مقرر فرمایا، اس لیے ان اعمال کی صورتیں عالمِ مثال میں اُن اجسام کی صورتوں میں متشکل اور منقلب ہوتی ہیں جو اوصاف کے لحاظ سے اُن اعمال کے مناسب حال ہیں"

اور مثل نامے قیامت میں ظاہر ہوں گے۔ تمثیلاً یوں سمجھیے کہ:۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ سورۂ بقرا اور سورۂ آل عمران قیامت کے دن بادل، سائبان یا صف بستہ پرندوں کی طرح آئیں گی اور اپنے تلاوت کرنے والے کی وکالت کریں گی۔

پس یہ تلاوت کرنے والے کے عمل کی مثالی شکل ہے جو" عامل کے عمل تلاوت قرآن کے اوصاف کے مناسب حال، صورت حیوانی (پرند) کی شکل میں قیامت کے دن نمودار ہوگی۔ دیگر اعمال کے اَوصاف مناسب حال کیا کیا صورتیں ہیں جو وجود میں آتی ہیں اس کو عالم الغیب حق سبحانہٗ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔

لیکن جتنا کہ احادیث شریف میں وَارد ہوا ہے یا حضرات اہل اللہ کے ارشادِ مبارک سے معلوم ہوا ہے، سمجھنے کے لیے اور ہدایت کے لیئے کافی ہے۔

ظالم چیونٹی کی صُورت میں

مثلاً حدیث شریف میں ہے:۔ یحشر الظالم علی صورۃ الذر (ترجمہ) ظالم کا حشر چیونٹی کی صورت میں ہوگا۔

ارشادِ عالی

اور حضرت فخر العارفین نے راز فنا میں سالک کے عمل سے قوت موثرہ کی ترقیات فنائے ناسوتی میں اوّل جمادات سے ترقی کرکے نباتات میں اور نباتات سے حیوانات اور انسانات میں، متشکل ہونے کو فرمایا ہے اور وہ قوتِ موثرہ سالک کی حیات اور ترقی

Marfat.com

کے بعد بھی قائم اور باقی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس صورت میں جان پیدا ہوتی ہے اور انسانی حواس اور طبیعت حاصل کرلیتی ہے اور نشوونما ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی پُوری جسامت اور طاقت کو پہنچ جاتی ہے اور عالم غیب میں انسان کہلاتی ہے۔

اور حضرت مولانا رُوم رضی اللہ عنہ نے مثنوی شریف میں، انھیں امور اور صورت عالم مثال کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے:۔

اشعارِ مثنوی

آں تو ئی کہ بے بدن داری بدن	(ترجمہ) میرے لیے اس بدن عنصری کے سوا دوسرا
پس مترس از جسم وجاں بیروں شدن	جسم مثالی ہے۔پس مت ڈر انتقال کرنے سے
ہر خیالے کو کُند در دل وطن	جو خیال تیرے دل میں گھر بنائے گا اور رہے گا
روز محشر صُورتے خواھد بدن	قیامت کے دن وہ ایک جسم و صورت میں نمایاں ہوگا
سیرتے کہ در وجودت غالب ست	تیرے وجود دل کے اندر جو صورت و خصلت غالب
ہم براں تصویر حضرت واجب ست	ہوگی اسی صورت میں تیرا حشر واجب ہے

اور حضرت مولانا قدسی (رحمۃ اللہ علیہ) بھی اسی معنی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:۔

روزِ قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ من نیز حاضر می شوم تصویرِ جاناں در بغل

حضرت قدسی (رحمۃ اللہ علیہ) کا اشارہ اسی "صورت مثالی" کی طرف ہے جو عالم مثال کے اندر وجُود میں آنے کے بعد سالک کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور عالم مثال کے مُطابق ہُو بہُو ہوتی ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی رح نے فرمایا ہے:

ایک تشریح البتّہ یہ بات غور کے قابل ہے کہ جب عوالم مختلف ہیں۔یعنی عالم ناسوت وملکوت وجبروت ولاہوت، اوران کے ذکر وشغل بھی مختلف اور جُداگانہ ہیں۔ جس کی تصریحات حضرات اولیاء اللہ کی مصنفات میں موجود ہیں تو پھر ان اعمال کی وصفی مناسب حال صورتیں بھی مختلف ہوں گی۔ مثلاً اگر عمل، عالم اجسام وناسوت کے مرتبہ کا ہے تو یہ اُس کی صورتیں اسی عالم اجساد وناسوت کی شبیہہ کے موافق ہوں گی، اور اگر عمل عالم ملکوت کا ہے تو اُس کی صورتیں اسی عالم کے موافق ہوں گی

حضرت اہل اللہ کی تصریحات اور استقراء کے تتبع اور تلاش سے عالم ناسوت کی صورتوں کا انحصار، جمادی یا نباتی یا حیوانی یا انسانی ان چاروں صُورتوں میں اور شکلوں میں معلوم ہوا ۔

Marfat.com

اور یہ بھی "رازِ فنا" میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ حافظ فیض الرحمٰن کی قوت موثرہ صورت حیوانی شیر کے بچے کی صورت میں تھی۔

ولادتِ معنوی کا بیان (۵) ولادت معنوی کی دو قسمیں ہیں۔ اسمائے جمالی کی تاثیر سے پاک اور اسمائے جلالی کی تاثیر سے ناپاک ولادتِ معنوی ہوتی ہے، پاک سالکوں کے پاک اور ناپاک سالکوں سے ناپاک ولادت ہوتی ہے، پاک سے ناپاک اور ناپاک سے پاک ولادت ہرگز نہیں ہوسکتی اسی طرح قوت موثرہ کی بھی دو قسمیں، پاک ولادت معنوی کی تاثیر سے جو قوتِ موثرہ حاصل ہوتی ہے وہ پاک ہے اس سے ہمیشہ افعالِ محمودہ اور اعمال صالحہ نیک اور اچھے کام ہوں گے" اور ناپاک ولادتِ معنوی کی تاثیر سے جو قوتِ موثرہ حاصل ہوگی، اس سے ہمیشہ افعال غیر محمودہ، اور اعمال غیر صالحہ (بد اور برے کام ہوں گے"

(جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا حافظ فیض الرحمان کو ناپاک ولادت معنوی، حیوانی شیر کے بچے کی صورت میں حاصل تھی۔ جس کو حضرت فخر العارفین رح نے اللہ تعالےٰ کے حکم وارادہ سے (اور اسی کی دی ہوئی قوت سے) مار کر جلا دیا اور تالاب میں گاڑ دیا، یعنی وہ قوت قتل کر دی گئی، اب مسلمانوں کو گمراہ نہیں کرسکتی۔

قوتِ موثرہ صفت ہے (۶) اب یہ امر کہ قوتِ موثرہ ذات سے علیحدہ صفات ہے جیسا کہ حضرت قبلہ فخر العارفین نے فرمایا اس کی دلیل یہ ہے۔

صفات جمع صفت کی ہے (اور تعریف صفت کی یہ ہے) صفت وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے، جو اس کے متبوع کی ذات میں حاصل ہو۔ مثلاً "زیدٌ عالمٌ" ترکیب میں زید، موصوف اور عالم اس کی صفت ہوئی اور علم کی اسناد زید کی طرف کی گئی ہے اور وہ غیر ہے، ذات زید سے۔

اسی طرح "قوتِ موثر" غیر ہے، فیض الرحمٰن کی ذات سے، کیوں کہ وہ وصفی صورت مثالی ہے پس فیض الرحمان موصوف اور متبوع ہوا اور اس کی قوت موثرہ صفت اور تابع ہوئی۔ اس لیے ذات سے علیحدہ صفات ہے)

قوتِ موثرہ پر سلب و ہلاکت کا وارد ہونا (۷) اب قوت موثرہ پر سلب یا ہلاکت وارد ہونے کا معاملہ یہ ہے، کہ رازِ فنا میں حضرت قبلہ فخر العارفین نے حافظ فیض الرحمان کی فقیری یعنی قوتِ موثرہ کے ہلاک ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

واضح ہو کہ قوتِ موثرہ پر سلب اور ہلاکت دونوں واقع ہو سکتے ہیں جیسا کہ سنا ہوگا کہ فلاں نے فلاں کا حال سلب کرلیا، سلب بمعنی حبس اور قید کے ہیں جس کی خلاصی اور رہائی، مدت پوری ہونے

Marfat.com

پر ہوسکتی ہے جس طرح کسی قیدی کی میعادِ سزا پوری ہو جانے پر بندی خانے سے رہائی حاصل ہوتی ہے اسی طرح سلب حال بھی واپس ہوسکتا ہے۔ ہلاک بمعنی قتل ہے۔ اس کی واپسی نہیں ہوسکتی۔ یہ مانند موت ہے۔ یعنی اگر کسی کو پھانسی پر موت آجائے تو پھر وہ زندہ نہیں ہوسکتا

سلب و ہلاک کے واقعات

تصوّف اور سیر کی کتابوں میں سلب حال اور ہلاک وقتل کے واقعات بہت لکھے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا شیخ عبدالحق رح محدث دہلوی نے کتاب "زبدۃ الآثار" مطبوعہ بکس لنگ کمپنی صفحہ ۸۶) میں لکھا ہے کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رض نے دو شخصوں کی نسبت فرمایا کہ "ہم نے خدا کی بارگاہ میں ان کی گردن مار دی۔

"گردن مار دینے" کے یہ معنی ہیں کہ ان لوگوں کی قوت موثرہ کو خدا کے حکم سے حضرت غوث اعظم رض نے، عالم مثال میں ہلاک اور قتل کر دیا۔ اس قوت موثرہ سے اب کوئی تصرّف صادر نہیں ہوسکتا!۔

حضرت فخرالعارفین نے بھی خدا کے حکم سے یہی خدمت اسلام انجام دی

اسی طرح حافظ فیض الرحمان اور مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ کی قوت موثرہ بحکم خدا غضب الٰہی سے ہمارے حضرت مرشدُ مولا فخرالعارفین رض کے دست حق پرست سے قتل و ہلاک کر دی گئی ہے۔ اب اس قوت سے کسی تصرف کا ظہور نہیں ہوسکتا ہے بلکہ تنزل ہی تنزل ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

رازفنا کے بعض مضامین کی کچھ اور وضاحت

وَلادتِ معنوی اور قوّتِ مؤثرہ!

مذکورۂ بالا مضامین سے "ولادت معنوی" اور "قوت موثرہ" کے دلائل از رُوئے شریعت و طریقت ثابت ہوئے اور اس کی توضیحات و تشریحات سے قارئین کرام مستفیض ہوئے، اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ تناسخ اور بروز و لادتِ معنوی کا فرق و امتیاز کیا ہے۔؟

Marfat.com

دوسرے مذاہب والوں کی غلط فہمی

ارشاد فرمایا: "دوسرے مذاہب والوں نے تناسخ لکھا ہے، مگر غلط لکھا ہے، جو معنی وہ بیان کرتے ہیں تناسخ نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ تو رُوح کا تصرف ہے، جسے بروز کہتے ہیں، بروز زندہ بھی کرسکتا ہے اور مردہ بھی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے "فتاویٰ عزیزیہ" بروز کے مسئلے کو لکھا ہے۔"

بروز کے لغوی معنی ہیں باہر نکلنا، ظاہر ہونا اور اصطلاح صوفیہ کرام میں، ایک رُوح کے دوسرے کی رُوح میں تصرف کرنے کو بروز کہتے ہیں۔

فتاویٰ عزیزی میں لکھا ہے

اب فتاویٰ عزیزیہ کی اصل عبارت لکھی جاتی ہے۔ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مضمون اور فتویٰ کسی خط اور فتویٰ کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ (ملاحظہ ہو ترجمہ فتاویٰ عزیزی موسومہ سرورِ عزیزی۔ مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ، جلد اوّل صفحہ ۲۸۳)

بُروز

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اپنے مخاطب کو لکھتے ہیں "مسئلہ بُروز تناسخ میں جو کسی کتاب سے نقل کیا تھا درست ہے اور جو فرق بروز تناسخ میں لکھا تھا وہ بھی صحیح ہے فرق ہے بلکہ صوفیا کے نزدیک تصرفِ رُوح کا یعنی بُروزِ رُوح کا رُوح میں زندہ یا مردہ کے اصل میں خواص سے حقیقۃ الحقائق تعالیٰ تقدس کے ہے اور چوں کہ نسبت اللہ تعالیٰ مخلوقات کے ساتھ نسبت ظاہر کی ساتھ مظاہر اور قیومیت کے ہے۔ اس واسطے مخلوقات میں بھی اس کا تصرف ثابت ہے۔

البتہ اس طرح کا تصرف مخلوقات سے جو ملائکہ اور جن سے ہیں۔ اُن کی عادت میں داخل ہے اور عام طور پر یہ تصرف سب ملائکہ اور جن میں ہے اور بعضے دیگر مخلوقات کہ ارواح بنی آدم کے ہیں۔ اُن سے اگر صدور اس طرح کے تصرفات کا ہووے تو اُن کے بارے میں خرق عادات سمجھا جاتا ہے اور قصص الانبیاء میں ایسے تصرفات کا صدور بہت منقول ہے اور خود شیخ اکبر ابن عربی نے اس بارے میں اس قدر روایت کی ہے جو اس مسئلہ کی تحقیق کے لیے کافی ہے اور وہ ارواح جن کے ساتھ ارواحِ بنی آدم کی مشارکت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ امر شیخ سدّو وغیرہ میں ثابت ہے تو اس مشارکت کی وجہ سے اس شخص میں کچھ نقصان یا قدح لازم نہیں آتا، جس شخص میں کہ یہ مشارکت پائی جاتی ہے اس واسطے کہ مشارکت و تشکیل اشکال مختلفہ میں درمیان ملائکہ و شیاطین کے ثابت ہے اور اولیاء اللہ سے بھی بہت منقول ہے، چنانچہ قصہ چہل غزل سید علی ہمدانی قدس سرہ

وغیرہ کا اسی قبیل سے اور اس سے اولیاء اللہ اور ملائکہ میں ہرگز قدح ونقصان لازم نہیں آتا۔ نو اگر شیاطین کو بہ سبب اقتضائے سرشت اُن کے اس قدر مشابہت ملائکہ اور اولیاء کے ساتھ حاصل ہو جائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے اس واسطے کہ ہر جنس میں نیکوں اور بدوں میں باہم اکثر امور میں مشارکت رہتی ہے اور مثل مشہور ہے۔ مصرعہ: آنچہ آدم می کند، بوزینہ ہم۔

اور نیک و بد کے اس تصرف میں فرق ہے۔ اس واسطے کہ شیاطین شیخ سدو وغیرہ کے مانند، یہ تصرف اس غرض سے کرتے ہیں کہ بنی آدم کو تکلیف دیں اور اپنے معبود ہونے کا بنی آدم کو گمان کرادیں تاکہ بنی آدم اُن کی عبادت کریں، اور اُن کی نذر مانیں اور ان کے نام پر جانور ذبح کریں۔ اور ارواح مقدسہ پر تصرف اس واسطے کرتے ہیں کہ دوسرے کی رُوح میں اور کیفیت محمودہ حاصل ہو وے اور نیکوں اور بدوں کے تصرف میں جو فرق ہے اس کا دار و مدار نیت پر ہے یعنی نیکوں کی نیت صالح ہوتی ہے اور بدوں کی نیت فاسد ہوتی ہے اور یہ عمل دونوں کا بظاہر ایک ہی طور پر ہوتا ہے طریقہ کفار و مجاہدین دونوں کا استعمال آلاتِ جنگ میں اور تلوار چلانے میں اور نیزہ مارنے میں اور قواعد سپہ گری میں یکساں ہوتا ہے اور فرق کفار و مجاہدین میں باعتبار نیت کے ہے۔ مجاہدین کی نیت صالح ہوتی ہے اور کفار کی نیت فاسد ہوتی ہے۔

اور مشابہت ارواح مقدسہ کے اس عمل کی شیخ سدو وغیرہ شیاطین کے اس عمل کے ساتھ صوفیا کے نزدیک چنداں مستبعد نہیں اور یہ تائید میں شیخ ابنِ فارض مصری رحمۃ اللہ علیہ کے واقع ہے۔

اور مولانا رُوم قدس سرہٗ نے وہی معنی فارسی میں فرمائے ہیں۔ (مثنوی)

چُوں پری غالب شود بر آدمی　　گم شود از مرد وصفِ مردمی

چوں پری را ایں دم و قانون بوُد　　کردگار آں پری خود چوں بود

اور سر (بھید) یہ ہے کہ جو نسبت قیومیت رُوح کو اپنے بدن کے ساتھ ہوتی ہے۔ رُوح وُہ نسبت دُوسرے کی رُوح میں پہنچا سکتی ہے بشرطیکہ اس دوسری رُوح کو اس روح کے ساتھ رابطہ (اور) مناسبت ہو اور دوسری رُوح گویا اس روح کی روح ہو جاتی ہے اور جس قدر زیادہ مناسبت اس رُوح کو دوسری رُوح کے ساتھ ہوتی ہے اسی قدر اس تصرف کا زیادہ ظہور اس دوسری رُوح میں ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ حقیقۃ الحقائق میں رُوح جمیع ارواح کی رُوح ہے۔ یہ معنی نہایت کامل اور نہایت متحقق ہوتا ہے اور اس جناب سے ہر رُوح پر اس تصرف کا فیضان ہو سکتا ہے۔ البتہ قبول کرنے والے کی استعداد شرط ہے اور یہ امر تصوّف کے قواعد کے مطابق ہی ہو سکتا ہے لیکن علمائے ظاہر اس تصرف کو تلبیسات و شیاطین و جن پر حمل کرتے ہیں۔ اس واسطے کہ اس طرح کے تصرف۔

Marfat.com

کا اثر جس شخص پر ہوتا ہے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب اس سے پوچھا جاتا ہے تو وہ اپنا نام کسی بزرگ کا نام تبلاتا ہے، تاکہ لوگ اس کو بُرا نہ جانیں، اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی بات پر اعتقاد کریں اور مسائلِ تصوف اور مضامین مخصوص کو جان لینا جن اور شیاطین کے لئے آسان کام ہے البتہ بعضے شیاطین اس طرح کے تصرف سے صریحاً بہکانے کا قصد کرتے ہیں تو خواص اس فریب میں نہیں آتے اور بعضے شیاطین اس تصرف کے ذریعے سے پہلے ارشاد و تعلیم کرتے ہیں اور اس طریقے سے لوگوں کو اپنی تعلیم وارشاد کا خوگر بناتے ہیں، تاکہ لوگ ان کی طرف مائل ہوں اور اس فریب میں عوام کے مانند خواص بھی آجاتے ہیں، اور اسی غرض سے وہ شیاطین اپنا نام بزرگانِ دین میں سے کسی بزرگ کا نام تبلاتے ہیں۔

چناں چہ یہ خبر متواتر ہے کہ زمانہ جاہلیت میں (یعنی ظہور قدسی حضرت سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے زمانے میں شیاطین بعضے اشخاص پر مثلاً سنق اور سطیح اور اس وقت کے دیگر کاہنوں پر اسی طور سے آتے تھے اور یہ چیز قابلِ انکار نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اس دعوے کی دلیل علمائے ظاہر کے نزدیک یہ ہے کہ اگر ثابت ہوتے کہ صدور اس طرح کے تصرفات کا ارواح طیبہ انبیاء، اولیاء سے اور ملائکہ سے اور حق تعالیٰ سے بھی ہوتا ہے۔ حالاں کہ یقیناً قطعی طور پر ثابت ہے اس طرح کا تصرف صدور شیاطین اور ارواحِ خبیثہ سے ہوتا ہے تو بعضے امور شرعیہ میں اشتباہ قوی لازم آئے گا اس واسطے کہ چند دجال کذابین کی خبر شرع سے ثابت تو ممکن ہے کہ وہ دجال کذابین اس طرح کا فریب کریں کہ بروز رُوح مقدسہ کا اپنے میں غلط دعویٰ کریں یعنی اپنا نام مثلاً انبیاء میں سے کسی نبی کا نام بتادیں اور اُن کے افعال واقوال صادر کریں تو اس میں انکار کی جگہ نہ ہوگی اور دجال کذابین اہلِ حق کو ساکت کریں گے بلکہ دجال اکبر کہ بروز حق تعالیٰ اپنے میں غلط دعویٰ کرے گا تو اس کو بھی ساکت کرنا اور الزام دینا ممکن نہ ہوگا۔

اور بعضے اولیاء کرام کا جو قصہ منقول ہے جیسے نفحات (حضرت مولانا جامی رح) میں (حضرت اوحد الدین کرمانی رح کے ذکر میں ہے اور ایسا ہی فتوحات شیخ اکبر میں مذکور ہے تو واقعہ اولیاء کا ان کے زمانہ حیات میں ہوا کہ ان اولیائے کرام نے کسی دوسرے زندہ شخص کی رُوح میں اپنا تصرف کیا اور اس کی روح کو معطل کر دیا اور بجائے اس کے اس شخص کی زبان سے خود کلام کیا یہ امر مقام اشتباہ نہیں، اس واسطے اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں فریب کرے اور زندہ لوگوں میں سے کسی کی رُوح کے بُروز کا اپنے میں غلط دعویٰ کرے یعنی فریب سے اپنا نام اس زندہ شخص کا نام بتائے

Marfat.com

تا کہ لوگوں کو مغالطہ دیوے کہ اس شخص زندہ کی روح کا حلول اس شخص کے بدن میں ہوا ہے، اور اُس شخص کے قول و فعل کے مانند یہ شخص فریب دہندہ قول و فعل صادر کرے تو ممکن ہے کہ یہ شبہہ اس طرح دفعہ کر لیا جائے کہ اس شخص زندہ سے دریافت کیا جائے کہ آیا فی الواقع اس دوسرے شخص کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط ہے تو اس امر کی تحقیق ہو جائے گی اور شبہہ رفع ہو جائے گا۔ بخلاف ان ارواح کے جو عالم برزخ میں ہیں اور بخلاف ملائکہ اور حضرت حق تعالیٰ کے، کہ اگر کوئی شخص فریب دیوے اور برزخ کی ارواح میں سے کسی کی رُوح کا بُروز اپنے میں گماں کرا سکے، تو ایسی صورت میں اشتباہ رفع کرنا ممکن نہ ہوگا ——— اس واسطے کہ ممکن نہیں ہے کہ ان ارواح میں جو برزخ میں ہیں اور ملائکہ سے اور حضرت حق تعالیٰ سے حقیقت حال دریافت کی جاتے، کہ اشتباہ رفع ہو جائے۔

اور صوفیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے کہ ارواح اولیاء کا بروز ہر حال میں کسی دوسرے میں ہو سکتا ہے خواہ وہ اولیا زندہ ہوں، یا اموات سے ہوں تو صوفیہ (علمائے ظاہر کی) اس دلیل کے جواب میں کہتے ہیں کہ جو اشتباہ و تلبیس کہ سریع الزوال ہو (جلد دور ہو جاتا ہو) اس سے کچھ حرج لازم نہیں آتا، اور یہ تلبیس و اشتباہ ایسا ہی ہے کہ دلائل کتاب و سُنت و احکام شرعیہ میں کچھ بھی غور کرنے سے زائل ہو جائے (پس) اس شخص کے افعال و اقوال میں غور کرنا چاہئے، اگر وہ قواعد شرعیہ کے موافق ہوں تو جاننا چاہئے کہ بروز روح پاک کا اس میں ہوا ہے اور اگر اس کے اقوال و افعال قواعدِ شرعیہ کے خلاف ہوں تو سمجھنا چاہئے کہ بُروز رُوح خبیث کا اس میں ہوا ہے۔ الخ

ضرورت کے بقدر

اس مسئلے کی تحقیق اور اثبات کے لیے فتاویٰ عزیزیہ کی ضمنی عبارت ضروری تھی۔ اس کتاب کے مولّف نے نقل کردی اور طوالت کے خیال سے اختصار پر حصر کیا۔ شائقین تصوف کی کتابوں میں اس کی تصریحات ملاحظہ کر سکتے ہیں اور نفحات و فتوحات وغیرہ جن کتابوں کا نام حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ تکثیر معلومات کے لئے ان کو دیکھ سکتے ہیں۔

بُروز تناسخ کا فرق

بُروز میں نہ صرف ایک رُوح کا دوسرے کی رُوح میں ہونا ہے اور اس کی مختلف صورتیں ہیں، جیسے بروز تمنازمہ وغیرہ، مگر وہ نادار اور قلیل الوقوع ہے۔

بُروز جس طرح نیک انسان ہو سکتا ہے اسی طرح بد انسان اور جن اور پری اور خبیث شیطانی رُوحوں سے بھی ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

بُروز زندہ بھی کر سکتا ہے اور مُردہ بھی اور اس رُوح زندہ متصرف غالب کا تعلق اپنے جسم وقالب سے باقی رہتا ہے اور مغلوب اور منفعل ہونے والی رُوح کی رُوح ہوجاتی ہے اور اس میں تصرف کرتی ہے اور اس رُوحِ مغلوب انسانی سے استدراج یا خرقِ عادات و کمالات کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

یہ بُروز بیش تر تو تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے اور زیادہ چند گھنٹوں کے لئے اور آؤ وار (دوروں) کے ساتھ بھی ہوتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ وہ متصرف غالب روح شخص مغلوب منفعل میں دوام اور ہمیشگی کے ساتھ حیات طبعی اور حس و حرکت بخشش کرتی ہو جیسے کہ تناسخ میں بیان کیا جاتا ہے۔ بلکہ وہ شخص مغلوب و منفعل تو بروز سے پہلے بھی زندہ اور حساس اور متحرک تھا (بروز کے بعد بھی ہے)

ہندو مذہب میں جو تناسخ بیان کیا جاتا ہے، بروز میں اور تناسخ میں فرق یہ ہے کہ تناسخ عبارت ہے، منتقل و متعلق ہونا۔ ایک رُوح اپنے بدنِ عنصری سے مفارقت کرکے دوسرے قالب عنصری میں!، یعنی ایک چولے سے دوسرے چولے میں جنم لینا۔ خواہ وہ چولہ اعلیٰ درجے کا ہو یا ادنیٰ درجے کا اور یہ تعلق اسی بدنِ عنصری میں عمر طبعی تک ایجاد، اور ثبوت حیات اور حس و حرکت پیدا کرنے کی غرض سے ہوگا۔

اور تناسخ میں استدراج یا خرقِ عادات یا اظہار کمالات مقصود نہیں ہوتا، اور اس رُوح کو قالب سے تعلق نہیں رہتا، اور نہ وہ کسی زندہ اور مُردہ کی رُوح سے مغلوب و منفعل ہوتی ہے۔ نہ دوسری کا اس میں تصرف ہوتا ہے جیسے کہ بروز میں ہوتا ہے۔

اس خلاصہ سے ناظرین پر بُروز اور تناسخ کا فرق صاف طریقہ سے ظاہر ہوگیا۔ اب اس معاملہ کی مزید وضاحت کے لئے بطور تمثیل ایک حکایت لکھی جاتی ہے۔

آواگون کا تماشہ چند سال ہوئے کہ دہلی کے بعض غیر مسلم اخباروں میں تناسخ اور آواگون کے ثبوت کا بہت بلند بانگ تذکرہ ہوتا رہا۔ کہ دہلی میں ایک چند سالہ لڑکی ہے جو اپنے پچھلے جنم کی باتیں ٹھیک ٹھیک بتاتی ہے کہ اس کا پچھلا جنم کہاں اور کس گھر میں ہوا تھا اس کے رشتہ دار کہاں اور کون تھے؟۔ جُوق جُوق لوگ اُسے دیکھنے اور اُس کی باتیں سننے کے لئے آتے جاتے رہے۔ چند روز کے بعد یہ چرچا ختم ہوگیا۔ اس کی نسبت پھر کچھ سننے میں نہیں آیا۔

حقیقت یہ تناسخ نہ تھا دراصل بُروز تھا کسی جن یا خبیث رُوح یا شیطان نے اس لڑکی کو

Marfat.com

مغلوب کرکے یہ باتیں اُس کی زبان سے کہلائیں، تاکہ مخلوق متعجب اور متحیر ہوکر "آواگون" کے غلط اعتقاد پر یقین کرے۔

حقیقتاً یہ بُروز تھا، اگر اخبار والے اور دوسرے معتقدین عقیدۂ تناسخ اسلام کی روشنی میں اس واقعہ کی تحقیقات کرتے سمجھتے اور دیکھتے تو اس مغالطہ میں نہ پڑتے۔

خود ہندو عقیدے کے مُطابق ایک مردے کی رُوح، کا، دوسرے قالب میں جنم لینا یہ آواگون یا پُنرجنم ہے نہ کہ خرقِ عادات ظاہر کرنے اور پچھلے جنم کی باتیں بتانا!

تناسخ اور وَلادتِ معنوی کا فرق

تناسخ اور بُروز کا فرق بیان کرنے کے بعد (جو بیان کے تحت ارشادِ مُبارک میں درج کیا گیا) اب تناسخ اور ولادتِ معنوی یعنی وَلادتِ ثانیہ) کا فرق ذیل میں لکھا جارہا ہے۔

ارشاد فرمایا: "تناسخ اور ولادت معنوی (ولادتِ ثانیہ) میں فرق یہ ہے کہ تناسخ میں بقول حکماً ایک کی عین روح دوسرے کے قالب میں داخل ہوتی ہے اور وَلادتِ معنوی میں ایک کی "قوتِ موثرہ" سے دوسرے میں ایک قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ عین رُوح نہیں جاتی اور وہ رُوح کی ایک صفت ہے، یہ ہے "وَلادت معنوی" اور "تناسخ" کا فرق و امتیاز! اوپر جو مضمون تحریر ہوا ہے دونوں کا فرق امتیاز اس سے صَاف ظاہر ہے۔

تناسخ کا مفہوم سمجھنے میں مُغالطہ

جو لوگ کہ تناسخ (ایک رُوح کے دوسرے جسم میں جنم لینے اور چولہ بدلنے کے قائل ہیں) ان کا مغالطہ و غلط فہمی، تناسخ کی اصلیت کے نہ سمجھنے میں ہوئی اور اس غلط فہمی کا سبب "ولادت ثانیہ" کی اصلیت کو جاننا ہے۔ "ولادتِ ثانیہ" کی اصلی صورت کو نہ سمجھا۔ ایک دوسرا خاکہ اور ڈھانچہ غلط طریقے پر اپنی طرف سے بنالیا

قوتِ موثرہ کا اثر دوسرے پر

ارشاد فرمایا "تناسخ کی حقیقت ولادتِ ثانیہ ہے۔ جیسے ہم نے رسالہ "رازِ فنا" میں لکھا ہے کہ کسی اہلِ تصرف درویش یا جوگی وغیرہ کی "قوت موثرہ" سے اگر کسی دوسرے شخص کے دل میں قوت پیدا ہو جائے تو اس کو ولادت معنوی یا ولادت ثانیہ کہتے ہیں۔ اھ

چکر میں پڑ گئے

قائلینِ تناسخ نے اس کی حقیقت کو نہ پایا۔ اس قوت موثرہ کو عین رُوح سمجھ کر رُوح کے دوسرے قالب میں داخل ہونے کا یقین کیا۔ حقیقت کے سمجھنے میں مغالطہ ہوا اور آواگون کے چکر میں پڑ گئے۔ راہِ حق سے دور ہو گئے۔ اگر تناسخ کو ولادت ثانیہ کا مترادف

Marfat.com

(یعنی دونوں کو ایک ہی بات) سمجھتے، جو واقعہ کے مطابق اور اسلامی اصول کے موافق ہے ۔ تناسخ کی حقیقت واحدہ تھی جس کے ملنے میں کوئی مضائقہ بھی نہ تھا مگر۔

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زوند

انکشاف حقیقت مشاہدہ ہوا ارشاد فرمایا: "حق بات یہ ہے کہ جنھوں نے مشاہدہ کے ذریعہ سے دیکھا، صحیح بات وہ جانتے ہیں۔ دوسروں کو اس بات کا علم نہیں، مگر جنھوں نے مشاہدہ کیا (اور دیکھا) انھوں نے لکھا نہیں اور جنھوں نے لکھا انھوں نے دیکھا نہیں (بس قیاس آرائی کی اور سنی سنائی باتوں پر اعتقاد اور بھروسہ کیا۔ لہٰذا) غلط لکھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ علم دیا، اور ہمیں دکھایا گیا" یہ باتیں تین گمراہ لوگوں کے سلسلہ بیان میں آپ نے ارشاد فرمائیں۔ اس لئے کہ آپؒ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اس کے لیے مامور فرمائے گئے تاکہ مخلوق حق و باطل میں تمیز کرے اور اسلام کی ہدایت پر چلے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

آنجہانی بزرگان ہنود سے باتیں فرمایا: "ایک روز عالم ارواح میں) ہم وہاں گئے جہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے زمانے کے ہندو فقیر تھے، ان لوگوں نے کہا، کہ ولادتِ معنوی اور تناسخ کو آپ نے جو دیکھا اور سمجھا ہی ہے۔ خدا کے احکام اور قانون بدلا کرتے ہیں۔

(انھوں نے کہا) اس زمانے کے ہندو فقیر جس تناسخ کے قائل ہیں وہ غلطی پر ہیں (زمانہ حال کے) ہندوؤں کا یہ تناسخ انھیں نہیں ماننا چاہیئے۔"

(اس کے بعد) آپؒ نے فرمایا: "ہم نے کہا کہ رسول مقبول صلعم سے پہلے زمانے کے ہندو فقیروں کی فقیری میں کچھ کو کلام نہیں، ہر نبی کے وقت کے احکام بہت صحیح اور ان احکام پر چلنے والوں کی فقیری بہت ٹھیک ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت رسول کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو شریعت اور جو طریقت، منصب نبوت کے ساتھ عطا فرمائی (وہ آخری اور جامع ہے) اب اس سے حرام و حلال اور پاک و ناپاک کی تمیز ہوئی۔ بکری حلال ہوئی اور خنزیر حرام، اب اسی شریعت و طریقت پر چلنے سے (پاک) فقیری حاصل ہوگی اور سابق کے سب دین اور ان کی فقیری منسوخ ہوگئی، در اصل خدا ہونے کا اور نجات کا تنہا راستہ اب صرف اسلام ہے!"

التماس مؤلف

عیسائیوں کی غلط فہمی جس طرح تناسخ کے سمجھنے میں یعنی ولادتِ معنوی اور ولادتِ ثانیہ کی حقیقت نہ پہچاننے میں صاحبان مذہب ہندو سے غلطی ہوگئی۔ اسی طرح ولادت

Marfat.com

معنوی کو نہ سمجھنے سے عیسائی اور یہودی صاحبان نے دھوکہ کھایا یعنی مذہب والوں کے مغالطے کا سبب تو یہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عیسائیوں کا مقولہ ہے کہ حضرت مسیح علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کو باپ کہا ہے (جیسا کہ موجودہ انجیل میں ہے) تو عیسائی صاحبان نے اس کے ظاہری معنی لیے۔ چوں کہ آپ قدرت خداوندی سے بے باپ کے محض اپنی والدہ حضرت بی بی مریم علیہ السلام کے شکم مقدس سے پیدا ہوئے تھے مثل حضرت آدم کے جن کی پیدائش بے باپ اور بے ماں کے محض قدرتِ الٰہی سے ہوئی اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَ اللہِ کَمَثَلِ آدَم (قرآن مجید) اور چوں کہ انجیل میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا خدا کو اپنا باپ کہہ کر پکارنا دیکھا، اس سے عیسائیوں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ آپ واقعی خدا کے بیٹے ہیں۔

اگر بالفرض حضرت مسیح کا خدا کو باپ کہہ کر پکارنا مان بھی لیا جائے کہ آپ نے واقعی ایسا فرمایا ہے تو یہ ولادتِ معنوی کے اعتبار سے ہی صحیح ہو سکتا ہے۔

حضراتِ انبیاء کی ولادت معنوی اس لیے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ہدایت وہی اور ولادت معنوی منصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کے ساتھ کسی نبی ؑ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ کے سوا کوئی دوسرا ہادی نہیں ہو سکتا۔ بایں معنی نبی، صاحب مولود، اور اللہ سبحانہ تعالیٰ ہادی برحق اور والد معنوی ٹھہرا، اور یہ ولادت عالم منزہ و مقدسہ کی ولادت ہوئی، نہ یہ کہ اس عالم مادی کی طرح ظاہری ولادت، جیسے کہ عرفاً انسان کو باپ اور ماں دونوں سے فرزند ذوجنبین ہونے کی ولادت ہوتی ہے۔

رمز و اسرار نہ سمجھے پس حضرت عیسٰی علیہ السلام کا خدا کو باپ کہنا جو ولادتِ معنوی کے مفہوم پر منطبق ہے، عیسائیوں نے اس ولادتِ دنیاوی پر محمول کیا اور کفر و شرک میں مبتلا ہوئے اور صراط مستقیم سے بھٹک گئے۔ تعالیٰ اللہ عما یصفون۔

نبی اور امتی کا فرق حضراتِ انبیاء علیہم السلام کی ولادت معنوی اور امتی کی ولادت معنوی میں یہ فرق ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ولادت معنوی تو بغیر کسی واسطہ مبدائے فیاض (ذات حق) سے ہے اور امتی کی حضرات انبیاء علیہ السلام اور اُن کی اُمت کے اولیا کرام کے ذریعے اور واسطہ سے ہوتی ہے۔

یہود کی غلط فہمی آغاز اسلام کے زمانے میں یہود کا جب یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں تو یہ بھی اُن کا زعم فاسد تھا۔ اگر حقیقتِ ولادت معنوی سے آگاہ ہوتے تو وہ بھی دھوکہ اور مغالطہ میں نہ پڑتے۔

Marfat.com

التماسِ مؤلف

مؤلف ہر مذہب کے لوگوں اور تمام بندگانِ خدا کا بھلا چاہتا ہے، اُسے کسی مذہب اور کسی فرقہ سے مخاصمتِ ذاتی نہیں، پس ہر مذہب کے اصحاب سے التماس ہے کہ اس کتاب کے مضمون کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ تعصب کی نظر سے مُطالعہ نہ کریں، بلکہ حق شناسی اور حق بینی کے نقطۂ نظر سے دیکھیں۔ دُعا ہے کہ حق تعالیٰ سب کو اسلام کے فیضان و برکات سے بہرہ ور فرمائے آمین

التماس حضرات اہلِ اسلام سے

اور خصوصیت کے ساتھ حضرات اہلِ اسلام سے درخواست ہے کہ بے شرع کسی دُرویش اور غیر اسلام کسی فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوں، خواہ اُس سے کیسے ہی کمالات کا اظہار ہوتا ہو۔

اسلام کی پاک فقیری کے سوا، غیر اسلام اور غیر شریعتِ اسلام ہر ایک فقیری بے سود اور منسوخ ہے۔ جس سے نہ کمال نصیب ہو سکتا ہے، نہ نجات۔

کُلیّہ فقہیہ

فقہ اسلامی کا یہ کُلیہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو حرام و حلال دونوں سے مرکّب ہوتی ہے اس کا مجموعہ بھی حرام ہے۔ پس پاک درویشی کو ناپاک دُرویشی سے نہ ملانا چاہئے

نصائح حضرت فخر العارفین رح

اس محل پر مولائی و مرشدی حضرت فخر العارفین قدس سرہٗ نے مریدین کے لئے اور عامۃ المسلمین کے لئے جو نصیحتیں فرمائی ہیں ــ اور ساتھ ہی دُوسرے ناپاک درویشوں کے حالات کا جو علم عالمِ غیب سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو عطا فرمایا۔ ان کا بیان اب درجِ کتاب کیا جاتا ہے۔

خُدا اہلِ اسلام کو ناپاک فقیری سے بچائے
اب فقیری کی انتہائی شان اسلام ہی میں ہے!

غیر اسلام فقراء

ارشاد فرمایا: "فقیری جوگیوں میں بھی ہے۔ ان میں زبردست فقیری ہوتی ہے، مگر ناپاک، ہندو مذہب میں ایک تو وید شاستر ہے، اور دوسرا (یوگ وید) شاستر اُن کی شریعت ہے اور جو (یوگ) اُن کی طریقت شاستر کے ماہر کو پنڈت کہتے ہیں اور جوگ (یوگ) کے ماہر کو جوگی (یوگی)، اور سوامی کہتے ہیں۔

عیسائی مذہب میں بھی فقیری ہے، عیسائی شریعت (بائبل) کے ماہر کو قسیس اور بے

Marfat.com

شادی بیاہ تنہا رہ کر زندگی بسر کرنے والے) فقیر کو راہب کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں دونوں کا تذکرہ ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا الخ

ان میں قسیس (علماء) اور رہبان (درویش) ہیں۔

بدھ مذہب کے فقیر کو (اس ملک میں) بھنگی کہتے ہیں۔

پس کون سا مذہب ہے، جس میں فقیری نہیں ہے، مگر بعثت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) سب ناپاک (منسوخ) ہے ہمیں اس فقیری کی ضرورت ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں۔

جس طرح اسلام کے بعد تمام مذاہب منسوخ ہو گئے اسی طرح ان دینوں اور مذہبوں کی فقیری بھی منسوخ ہو گئی۔

اسلام کی شریعت و طریقت دونوں کامل و اکمل ہیں

اسلام کامل و مکمل مذہب ہے۔ اسلام کی فقیری بھی کامل و مکمل (اکمل) ہے۔ ہمیں اور کسی مذہب کی فقیری کی ضرورت نہیں۔ ہم وہ فقیری چاہتے ہیں جو ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، اللہ جل شانہٗ سکھائی

اسی سلسلہ میں یہ بھی فرمایا: کہ کبیر داس، فقیر ہوتے ہیں، بہت زبردست (رہے اور دوسرے (زبردست) فقیر بھی ہوئے ہیں۔ مگر اُن کی فقیری کیا تھی؟ ہمارے لئے ناپاک۔

حضرت خواجہ بزرگؒ اور معرکۂ اجمیر

غریب نواز نائب رسول اللہ فی الہند، خواجہ بزرگ حضرت خواجہ معین الدینؒ (رضی اللہ عنہ) سے جے پال جوگی کا جو باطنی معرکہ ہوا اور جو لڑائی ہوئی تم نے سنی ہوگی۔ جے پال جوگی نے (مدت العمر کی محنت و ریاضت سے ایسی جسمانی لطافت حاصل کر لی تھی کہ ہوا پر اُڑتا تھا، اور بعض تصرفات بھی اس نے دکھائے۔ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کھڑاؤں کو حکم دیا کہ جا، اور جے پال کو ہوا سے اُتار لا! چناں چہ آپ کے پائے مبارک کی) وہ کھڑاؤں اُڑی اور اس کے سر کو مارتی ہوئی اُسے زمین پر اُتار لائی مقابلہ میں ایسی بڑی شکست کھانے کے بعد آخر جے پال نے حضور خواجہ غریب نوازؒ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

دیگر واقعات

حضرت اولیاء اللہ سے ایسے واقعات اور بھی ظاہر ہوئے کہ ناپاک فقیروں اور جوگیوں نے بزرگان اسلام سے باطنی لڑائی کی اور شکست کھانے کے بعد

Marfat.com

اسلام قبول کر لیا۔

ناپاک فقیر ناسوت سے آگے ترقی نہیں کر سکتے

فرمایا: "ہم پیشتر نہیں جانتے تھے کہ فقیری پاک اور ناپاک دو طرح کی ہوتی ہے۔ مگر اس سال حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا، کہ بہت سی فقیریاں پاک اور بہت سی فقیریاں ناپاک ہیں۔ ان ناپاک لوگوں کی فقیری بھی بہت زبردست ہوتی ہے۔ مگر عالم ناسوت (یعنی) اسی عالم تک رہتی ہے، عالم ملکوت، اور جبروت اور لاہوت میں اُن کا کوئی دخل نہیں ہے

دُوسرے مذاہب کی فقیری

بشر یحاً فرمایا: "بکری کا گوشت گوشت ہے یا نہیں اور سور کا گوشت بھی گوشت ہے یا نہیں؟ دونوں گوشت ہوتے ہیں۔ پھر مسلمان سُور کا گوشت کیوں نہیں کھاتے؟ اس لئے نہیں کھاتے کہ سُور (خنزیر) کا گوشت ہمارے لئے) حرام اور ناپاک ہے۔ یہ تو نہیں کہتے کہ سُور کا گوشت گوشت نہیں ہے اس لئے اسے نہیں کھاتے اور بکری کا گوشت کھاتے ہیں۔

"اسی طرح ناپاک اور پاک فقیری کا معاملہ ہے) ہم جوگیوں اور دوسرے مذاہب والوں کی فقیری کے منکر نہیں ہیں۔ اُن میں بھی بڑی زبردست فقیری ہے۔ مگر ہمارے لئے ناپاک ہے! جس طرح کہ مسلمانوں کے لیے سور کا گوشت ناپاک ہے اسی طرح وہ فقیری بھی ناپاک ہے۔"

"کیا ہماری اسلامی پاک فقیری نامکمل (ادھوری) ہے کہ ہم جوگیوں وغیرہ سے فقیری سیکھیں؟

اسلام میں سب کچھ ہے

ہندوستان کے بعض درویشی طریقوں میں ہندو جوگیوں کے افکار و اشغال مخلوط ہو گئے ہیں کوئی شغل آفتابی کرتا ٹکٹکی باندھ کر سورج کو دیکھتا ہے۔) اور کوئی شغل ماہتابی وغیرہ کرتا ہے۔ ہم ان سب باتوں سے علیحدہ ہیں۔ اسلام سے باہر کوئی شغل نہیں کرتے۔؟"

" (مخاطب سے فرمایا) "تم نے کتاب آئینہ جہانگیری میں اشغال انبیاء علیہم السلام دیکھے ہوں گے ہم یہ شغل کرتے ہیں (ہماری راہ مشکوٰۃ حضرت انبیاء سے استفادہ کی راہ ہے۔"

" اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت و طریقت نامکمل ہوتب ہم دوسروں سے لیں اور جبکہ اسلامی طریقت جامع ہے تمام پاک طریقوں کی تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ غیر اسلام کی طرف دیکھیں اور بارگاہ شہنشاہ اعظم حضرت نبی اکرم کے سوا غیروں کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔)

مکرر فرمایا: "بے شمار قسم کی فقیری پاک اور ناپاک ہے۔ ہندوستان کی موجودہ) فقیری بہت

Marfat.com

مخلوط ہوگئی ہے اور پاک میں ناپاک کی آمیزش ہوگئی ہے۔ یہ سب واہیات ہے (کوئی غیر اسلامی فقیری اب اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والی رُوئے زمین پر باقی نہیں ہے) اب تم سمجھے کہ ناپاک فقیری بھی ہوتی ہے۔

برزخ غلط ہوگیا

فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا کہ فلاں شاہ کے سلسلہ کا ایک افسر (گروہ) ہندو ہے، لیکن اُن کا شجرہ بہت صحیح ہے، البتہ برزخ غلط ہے۔ ماجرا یہ پیش آیا کہ) یا تو خود اُنہوں نے یا اُن کے پیرانِ سلسلہ میں سے کسی نے بیعت تو اپنے پیر سے کی اور تعلیم کسی ہندو جوگی ہندو فقیر سے حاصل کی) چوں کہ جوگی صاحب استدراج اور قوی التصرف تھا۔ اس لئے جوگی کا برزخ اُن کے پیر کے برزخ پر غالب آگیا اور بجائے برزخ شیخ کے اُس جوگی کا برزخ قائم ہوگیا تمثیلاً فرمایا) جیسے کوئل نے کوّے کا انڈا کھا کر اپنا رکھ دیا۔

چھوت چھات

فرمایا اُس جوگی کے ماتحت گروہ میں (چیلے) ہندو بھی ہیں اور مسلمان چیلوں میں بھی اُسی کا غیر اسلامی چلن ہے چنانچہ) ان شاہ صاحب کے سلسلہ کے لوگ برتن الگ الگ رکھتے ہیں، جیسے کہ ہندوؤں میں چھوت ہے اور ایک دوسرے کا بچا ہوا کھانا نہیں کھاتے، ایک برتن میں نہیں کھاتے ایسا ہی اُن کا چلن ہے) یہ اثرات اسی جوگی کے ہیں۔

ولید پوری دُرویش

بنارس کے رہنے والے ایک صاحب نے عرض کیا کہ فلاں شاہ صاحب نے جو اعظم گڑھ کے ہیں) بھی کتاب میں طریقہ جوگیہ لکھا ہے کہ اسے صوفیہ کی اصطلاح میں یہ کہتے ہیں اور جوگی اُسے یہ کہتے ہیں اور یہ کہ ان کو طریقہ جوگیہ کی تعلیم پیروں سے پہنچی ہے"

یہ سُن کر آپ رنجیدہ ہوئے اور دیر تک لاحول ولاقوۃ الّا باللہ اور استغفر اللہ پڑھتے رہے ارشاد فرمایا "جوگیوں کی شریعت ہمارے لیے ناپاک اُن کی طریقت بھی ہمارے لئے ناپاک ہے۔ جس کا ظاہر ناپاک ہوسکتا ہے وہ طریقت (راہِ وصول الی اللہ) کے ساتوں درجے طے نہیں کرسکتا۔ وہ صرف عالمِ ناسوت کے چاروں درجوں (یعنی جمادی، نباتی، حیوانی، انسانی) کو ہی طے کرسکتا اور آگے کے تین درجے ملکوت، جبروت اور لاہوت وہی طے کرسکے گا جس کا ظاہر و باطن پاک ہے۔

(پھر فرمایا) "ہمارے مذہب (اسلام میں) کیا کمی ہے جو ہم غیر مذاہب کے سامنے ہاتھ پھیلائیں؟"

فقیری کی انتہائی شان اسلام میں ہے

فقیری کی انتہائی شان اسلام میں نصیب ہے۔ وہ کسی مذہب میں نہیں، فقیری ہر مذہب میں ہے مگر

Marfat.com

اسلام کے پاک سالکوں کے علاوہ کسی مذہب کا سالک عالمِ ناسوت سے آگے کے مراتب ہرگز طے نہیں کر سکتا۔ جس طرح نبیوں میں ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برگزیدہ ہیں اسی طرح مذہب اسلام سب مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے۔

غیر اسلام نامقبول ہے

"جب طالب اپنے شیخ کے سوا کسی جوگی کے آگے تعلیم کی غرض سے سر جھکائے گا تو گویا وہ اپنے شیخ سے محبت واعتقاد نہیں رکھتا (و محبت شیخ کو اپنے لئے کافی وشافی نہیں سمجھتا) ایسے لوگوں کے دل میں بارگاہِ نبوی (حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم) کی محبت نہیں ہو سکتی۔ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ع (کہ شیخ اول و اعظم تو آپ ہی ہیں)

ع:- پیرِ اول مصطفےٰ و پیرِ ثانی مرشد است

(اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے)

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین ۝ اگر کوئی چاہے کہ سوا حکم برداری اسلام کے دوسرا دین تو اس کو ہرگز قبول نہ کیا جائیگا اور آخرت میں ٹوٹا پانیوالوں میں سے ہوگا (دین حق تو، خدا کے نزدیک یہی اسلام ہے۔)

ان الدین عند اللہ الاسلام

خاص نسبت مصطفوی

فرمایا ہمارے حضرت پیر و مرشد والد ماجد قبلہ قدس سرہ کی شان میں شاعر نے جو شعر لکھا ہے ہمیں پسند ہے ؎

قطب عالم، غوثِ اعظم پیرِ کامل باخدا مصطفےٰ سے خاص نسبت ہے ہمارے پیر کی

فرمایا جس شخص نے حضرت رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں اس نے کیا فقیری کی افسوس کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو پہچانا نہیں اور جوگیوں سے ہاتھ ملانے لگے (جوگیوں کے ہاتھ میں ہاتھ دینے لگے۔)

ہم کو پہلے معلوم نہ تھا کہ ہندوستان میں لوگ جوگیوں سے بھی ہاتھ ملاتے ہیں۔ میاں! توحید تو ہر مذہب میں ہے (توحید) توحید سب ہی پکارتے ہیں، مگر اصل تو نبوت ہے، صرف موحد ہونے سے نجات نہیں جب تک حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان نہ لاتے! ان کو نہ پہچانا تو وہ کیا فقیری ہے؟

مشاہدہ علم نے ہوا

فرمایا ہمیں مشاہدہ میں معلوم ہوا تھا کہ یو۔پی کے فلاں شاہ صاحب کا افسر گرد ایک ہندو (یوگی) ہے۔ لیکن آج یہ بھی معلوم ہوا کہ ضلع اعظم گڑھ کے فلاں درویش نے بھی جوگیوں سے تعلیم حاصل کی ہے، میاں! وہ تو عالم تھے۔ اور جب عالم ہی ایسا کرنے لگے تو اوروں کا کیا ذکر؟"

Marfat.com

خدا جسے چاہے صراطِ مستقیم (اسلام کی سیدھی راہ) پر چلائے۔ظاہری علم و فضل سے کیا ہوتا ہے (جب تک فضلِ خداوندی شامل حال نہ ہو)

سپوت ہونے کا پندار

مخاطب نے عرض کیا، یہ لوگ ایسا کہتے ہیں کہ سپوت وہ ہے، کہ جو باہر سے بھی لے آئے اور ترقی کرے۔ فرمایا "ہاں! آدھ سیر دودھ آدھ سیر موت، دونوں کو ملا کر سیر بھر پُورا کر لیا۔ استغفراللہ، توبہ، توبہ!

پھر آپ نے یہ شعر فرمایا: ؎

دل آرامے کہ داری دل درو بند دگر چشم از ہما عالم فرو بند

جوگیوں کے اشغال

(از مؤلف) ایک "کتاب جنت العرائس"، کے دیباچے میں لکھتے ہیں (یہ کتاب شاہ محمد مجتبیٰ صاحب قادری کاملی نے مطبع حکیم گورکھپور میں ۱۹۲۲ء میں چھپوائی۔

ہمارے بزرگانِ طریقت سلسلہ علیہ کاملیہ کے تعلیم و اذکار و اشغال کے ساتھ کوئی طالب اس کا شائق ہوا تو اُسے اشغال یوگیہ کا تکملہ بھی کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی خیال سے حضرت مولانا مولوی کامل نعمانی صاحب قدس سرہ العزیز نے اس طریقے کی کتاب تصنیف فرمائی، مگر اب تک اس کے شائع کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ الحمد للہ کی یہ سعادت میرے حصے میں پڑی، خواب میں ہدایت ہوئی اور ظاہر میں حضرت مولائی و مرشدی صوفی محمد جان صاحب قبلہ رہ سجادہ نشین چراغ ربانی دام فیوضہ سے اجازت پائی، کتاب لاجواب کو جنت العرائس موسوم کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں مولوی محمد کامل شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ صوفی محمد جان کو بعد اتمام سیر و سلوک مقامات صوفیہ کرام کی خواہش ہوئی کہ ریاضت اور مجاہدات طریقہ جوگیہ اور نتائج اس کے دریافت کریں اور ایک مدت سے اس تمنا میں موسومی الیہ نے محنت و مشقت کر کے اسباب و سامان اس کے بہم پہنچائے اور خاکسار سے اپنی آرزو صاف صریح کر کے مکرر التجا کی کہ اس باب میں ہماری تعلیم کی جائے اور کوئی مختصر کتاب واسطے یادداشت اعمال اس طریقہ (جوگیہ) کے مرتب ہو، تاکہ ہر ایک قسم کے سالک سے مستفید ہوں، باجابت سوال مشارٌ الیہ کے ہم نے بقدر وسعت اوقات، فرصت ذات اپنی ہمت کو واسطے ترتیب ایک رسالہ کے پورا کرنے مرادات موسومی الیہ کے مصروف کیا اور ارادہ کر لیا کہ حسب اشتیاق موسومی الیہ کے چند اوراق قلب مشتاق سے رقم ہوں، بعد اس کے تعلیم اس کی بھی جو ہم کو پیرانِ کبار سے پہنچی ہے موسومی الیہ کو کر دی جائے"

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ان مولوی صاحب مذکور کا طریقہ "جوگیہ" کی تعلیم اپنے

Marfat.com

مشائخ سے پہنچی، جن مشائخ میں ظاہر ہے کہ کوئی جوگی صاحب بھی ہیں، جن سے کہ اشغال جوگیہ حاصل ہوئے

اَودھ کے ایک شاہ صاحب

فرمایا "جب ہمارا قیام بغرض تحصیل علم لکھنؤ میں تھا تو ہم نے لوگوں سے اُن اَودھ کے شاہ صاحب کی فقیری کا تذکرہ سُنا تھا، چوں کہ وُہ نماز کے پابند نہ تھے۔ ہمیں اُن کی فقیری میں شبہ تھا۔ جب تک ہم نے ظاہر میں اُن کو نہ دیکھا تھا ہمارا خیال یہی رہا مگر لکھنؤ میں ایک بار اُن کو سرِراہ جاتے ہوئے دیکھا تو اُن کی صُورت کو باوقار اور چہرے کو منوّر پایا تو ہم نے خیال کیا کہ بہت بڑے بزرگ ہیں، اور دل میں پہلے خیال سے توبہ کی اور اُن کے نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے کی (تاویل) تعبیر ہم نے اس طرح کی کہ نامعلوم کس مقام پر ہیں جو روزہ نہیں رکھتے، اور نماز نہیں پڑھتے۔ لیکن جب (اس کے ایک زمانہ دراز کے بعد) حق سبحانہ تعالیٰ نے عالمِ غیب سے ہمیں تین شخصوں (شاہ احمد اللہ، حافظ فیض الرحمان اور مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات کا، اور ولادت معنوی کا علم دیا تو اس اصول سے ہم سمجھ گئے کہ (اسلامی فقیری کے اعتبار سے) یہ صاحب کچھ نہ تھے۔ اس کے بعد ان شاہ صاحب کے اندرونی حالات کا علم بھی حق سبحانہ تعالیٰ نے دیا اور ان کے حال کو شاہ احمد اللہ کے حال کے مثل فرمایا تو اب ہمیں یقین ہوا کہ یہ شاہ صاحب کچھ نہ تھے۔ اُنھیں شیطان نے بہکا دیا تھا۔ اور ان کے چہرے پر وُہ نور شیطان تھا۔

تاثیر توجہ شیطانی

"شیطان نے جس طرح شاہ احمد اللہ کو توجہ دے کر ان کی فقیری کو (عالم) حیوانات میں بند کر دیا اور شیطان کی توجہ کی تاثیر سے موکلین کی جمعیت ان کے تابع ہو کر حاضر رہنے لگی تھی اور شریعت کے احکام نماز روزہ اُن سے چھوٹ گئے تھے۔
اسی طرح شیطان نے ان کو بھی بہکا دیا تھا، اُن سے بھی شریعت کے احکام نماز روزہ چھوٹ گئے تھے۔ جمادات، نباتات اور حیوانات (عالم ناسوت کے ان) مقامات میں پھنس کر رہ گئے تھے (جوگیوں، فقیروں کی مانند) یہ بھی ایک قسم کی درویشی ہے مگر بے کمال!"، (اور اسلامی فقیری میں جو انتہائی کمال حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدم بقدم چلنے میں بارگاہِ الٰہی سے عطا ہوتا ہے اس سے بالکل محروم)

عالمِ انسانات میں تو تکلیف شرعی یعنی نماز روزہ ہے۔ عالمِ حیوانات میں تکلیف شرعی نہیں ہے۔

Marfat.com

بھڑوں کا چھتہ

فرمایا: "تم نے بھڑوں کا چھتہ تو دیکھا ہے؟ اگر کوئی بھڑوں کا چھتہ میں پتھر مارے تو پہلے ایک گونج کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر سب بھڑیں اٹھتی ہیں۔ اسی طرح جب ہم ان لوگوں کے حالات لکھیں گے تو ہندوستان میں ایک کھلبلی پڑ جائے گی، کیوں کہ ان لوگوں کا حال ظاہری علم و عقل سے کوئی نہیں جان سکتا اور نہ اب تک کسی کو معلوم تھا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے عالم غیب سے ہمیں علم دیا۔"

بہت مخالف اور دشمن

جب ہم یہ باتیں لکھیں گے (اور شائع ہوں گی) تو اس وقت ہندوستان اور بنگال میں بہت سے وہ فقیر جو نماز، روزے کے پابند نہیں ہیں ہمارے مخالف اور بہت سے ہمارے دشمن ہو جائیں گے۔

مفادِ عامہ کیلئے عام نصیحت

"کیونکہ ہم عام طور پر مسلمانوں کو نصیحت کریں گے" اور بتائیں گے، کہ مسلمانوں کا پیر کیسا ہونا چاہیے؟"

اسلامی شیخ

آپ نے بطور نصیحت تمام اہل اسلام کے لئے یہ ارشاد فرمایا:۔

"پیر برحق" حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہوتا ہے اور آپ کا نائب تارک الصلوٰۃ نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص تارک الصلوٰۃ (بے نماز) ہو وہ مسلمانوں کا پیر نہیں ہو سکتا اسی (نیابت رسول کی) وجہ سے مسلمانوں کا پیر، کوئی کام بھی خلاف شرع نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ نائب رسول ہے اور جزو کل میں سنت نبوی ؐ کی پیروی اور شریعت کی پابندی شرط نیابتِ رسول ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسلامی فقیری درکار ہے

فرمایا (اودھ کے شاہ صاحب) نماز کے پابند نہ تھے۔ غفلت اور سستی سے نماز و روزہ قضا ہو یا چھوٹ جائے (اور دل میں اس پر صدمہ اور ندامت و شرمساری ہو) تو یہ اور بات ہے) لیکن ترکِ صوم و صلوٰۃ کو مسلک بنا لینا یہ اور بات ہے" (یہ صاف گمراہی ہے)

تمام اسلامی فرقے اور نماز

اسلام کا ہر فرقہ نماز کے فرض ہونے کا قائل ہے۔ اور نماز کی فرضیت میں تمام اہل اسلام کو اتفاق ہے۔ پس جس کی فرضیت میں اسلام کے تمام فرقے متفق ہوں، جو درویش اس کو چھوڑ دے وہ شیخ الاسلام (مسلمانوں کا پیر) نہیں ہو سکتا۔"

ہم کو تو وہ فقیری چاہیئے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے پاس سے لائے ہیں۔"

Marfat.com

حضرت سرورِ کائنات سے بڑھ کر نہ کوئی ہوا نہ ہوگا

بے نماز اور خلافِ شرع درویشی کے معاملہ میں بعض لوگوں کا یہ خیال واصل الی اللہ اور ولی اللہ ہونے کے بعد پھر روزہ و نماز کی ضرورت نہیں بالکل غلط ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر خدا رسیدہ برگزیدہ اور مقبول و محبوب خدا کوئی نہیں ہوا اور جب آپ سے نماز و روزہ ساقط نہیں ہوا تو پھر کسی اور شخص پر سے نماز و روزہ کیسے ساقط ہو سکتا ہے۔

حضرت سرورِ کائنات صلعم کی عبادت

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایک دفعہ آں حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا کہ جب خداوند تبارک وتعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر   تاکہ خدا تمھارے اگلے پچھلے گناہ معاف کرے۔

تو اللہ کی عبادت میں اتنی تکلیف اور مشقت آپ کیوں فرماتے ہیں کہ طویل قیام نماز کی وجہ سے پائے مبارک متورم ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

افلا اکون عبداً شکوراً   کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

آپ کا ایک اہم بالشان خواب

اکثر دیکھا گیا کہ حضرت قبلہ فخر العارفین رح جب ناپاک، بے نماز درویشوں کا تذکرہ فرماتے تو اس کے بعد اپنا یہ خواب بھی حاضرین سے ارشاد فرماتے۔

فرمایا "ہم نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا میدان ہے (اتنا بڑا گویا کہ دنیا ئے ثانی ہے)، ہم اس میدان کے کنارے پر تن تنہا کھڑے ہیں اور ہم نے دیکھا کہ اس میدان میں بہت سے قلعے ہیں۔ جن قلعوں میں آدمی بھی ہیں مگر ہم ان آدمیوں کو نہیں دیکھتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا کہ حق سبحانہ تعالےٰ کو یہی پسند اور یہی منظور ہے کہ ہم ان قلعوں کو توڑ دیں اور مسمار کر دیں۔ ہم خواب میں ڈرے اور خواب ہی میں دُعا پڑھنے لگے۔

وثبت اقدامنا۔ وانصرنا   اور دشمنوں کے مقابلے میں ہمارے قدم جمائے رکھ

علی القوم الکافرین۔   اور کافروں کے گروہ پر ہم کو فتح دے۔

ہمیں نظر آتا ہے کہ ظاہر و باطن میں انس و جن سے ہمارے بے شمار دشمن ہیں۔ وہ پوری تیاری کے ساتھ ہم سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے قلعہ بندیاں کرلی ہیں۔ مگر خدا ہمارا محافظ حقیقی ہے۔

Marfat.com

"پچھلے زمانے میں جب دیندار۔ بے دینوں کے مقابلے پر صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے تھے اور انھیں دشمنوں کی کثرت نفوس و سامان جنگ دیکھ کر) خوف معلوم ہوتا، تو وہ یہ دُعا پڑھتے:۔

ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین (آمین)

اے ہمارے پروردگار! ہمارے قصور معاف فرما اور ہمارے کاموں میں ہم سے زیادتیاں ہوگئی ہیں، ان سے درگزر فرما اور دشمنوں کے مقابلہ میں) ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے گروہ پر ہم کو فتح دے۔

فرمایا "جب ہم امرِ حق کہیں گے، اور لکھیں گے تو ہندوستان اور بنگال کے لوگ اپنی نافہمی کے باعث ہمارے دُشمن ہو جائیں گے۔ تم لوگ اپنے کام میں مشغول رہنا!" اور ہم غلاموں کے حق میں آپ نے استقامت کی دُعا فرمائی۔

اسی سلسلہ میں مخاطب سے فرمایا

بے نمازی ولی نہیں ہوسکتا

"تم ہم سے محبت رکھتے ہو، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہم پیش تر ہر درویش کی عزت کیا کرتے تھے اور مریدوں سے کہہ دیا تھا کہ درویشوں کی تعظیم کیا کریں، مگر جب سے حق سبحانہ تعالیٰ نے ان (خلافِ شریعت وطریقت) لوگوں کا ہمیں علم دیا، تو اس وقت سے) ہم ایسے درویشوں کو، جو پابند شریعت نہیں ہیں، کچھ نہیں سمجھتے۔ ہم نے بنارس کے) حافظ مقبول احمد صاحب سے کہہ دیا ہے کہ (بے نماز) فقیروں سے نہ ملنا، وہ لوگ تارک الصلوٰۃ (بے نماز) جس کا ظاہر ناپاک اس کا باطن پاک کیسے ہوسکتا ہے؟ ان کی فقیری ناپاک تھی (یاد رکھو)

نماز ادا کئے بغیر کوئی ولی نہیں ہوسکتا

تذکرہ غوثیہ والے درویش

ایک بار میرٹھ کے مظاہر الاسلام مرحوم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اُنھوں نے کسی شخص کا سلام عرض کیا، آپ نے دریافت فرمایا کہ "یہ کون شخص ہیں؟" اُنھوں نے عرض کیا کہ یہ فلاں دُرویش کے مرید ہیں اور ان کے مقتدیٰ غوث علی شاہ صاحب ہیں جن کے حالات و تعلیمات کی کتاب "تذکرہ غوثیہ" ہے۔

جس کتاب میں لکھا ہے کہ: "غوث علی شاہ صاحبؒ نے انیسؔ بزرگوں سے بیعت کی، ان میں گیارہ مسلمان اور آٹھ ہندو تھے۔

یہ سن کر آپؒ لاحول ولاقوۃ الاباللہ اور استغفراللہ دیر تک پڑھتے رہے اور فرمایا "جوگیوں کی شریعت ہمارے لئے ناپاک، اُن کی طریقت بھی ہمارے لئے ناپاک (ہیں) جس کا ظاہر ناپاک اس

Marfat.com

کا باطن کیسے پاک ہو سکتا ہے۔"

کیا اندھیر ہے؟

اور فرمایا: "ہندوستان میں کیا اندھیر ہے کہ مسلمان ہو کر اور مولوی ہو کر ہندو فقیروں اور جوگیوں سے فقیری سیکھنے گئے، کیا ان لوگوں کے لئے وہ شریعت و طریقت کافی نہ تھی جو تمام شریعتوں کی جامع اور تمام طریقتوں سے افضل ہے اور کامل ترین جس کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے پاس سے لائے کیا ان لوگوں نے طریقت کا منبع اور مخرج حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا جوگیوں کو سمجھا ہے — نعوذ باللہ (پناہ بخدا)

"یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں نے یہ غلط روی کیوں اختیار کی۔"

اگر اس مسئلہ کو صاف کرنے اور اس کی خرابی کی اصلاح کرنے کی غرض سے کھلم کھلا میدان تحریر میں لایا جائے تو مخالفین و منکرین کی کج فہمیوں سے احتمال ہے کہ ان کا نفسِ طریقت، اور حقیقت درویشی پر اعتراض (و انکار) کرنے کا کافی موقع مل جائیگا اس لئے ہم تم لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدا اپنی رحمت سے تم لوگوں کو ان خطرات سے محفوظ رکھے اور ہدایت کرتے ہیں کہ جن درویشوں میں فرائض و واجبات کی پابندی اور حرام و حلال کا لحاظ نہ ہو ان سے ہرگز ربط و ضبط، میل جول نہ رکھنا (اور ہماری اس وصیت سے) اپنے تمام پیر بھائیوں کو آگاہ کر دینا

از مؤلف

کتاب تذکرہ غوثیہ مطبوعہ جے اینڈ سنز پریس دہلی (۱۳۳۷ھ) سے کچھ حوالے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جن سے خود پڑھنے والے اندازہ کر سکیں گے اور خود فرق و امتیاز ہدایت و گمراہی کر سکیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) "غوث علی شاہ صاحب نے اُنیس بزرگوں سے بیعت کی، ان میں گیارہ مسلمان اور آٹھ ہندو تھے۔" (صفحہ ۲۲)

(۲) ایک ہندو سنیاسی فقیر سے توجہ لی اور ان کی توجہ سے ہمارا دل (غوث علی شاہ صاحب کا) گلاب کے پھول کی طرح کھل گیا۔ (اور اسی سنیاسی فقیر کی بہت تعریف کی صفحہ ۸۴)

(۳) مریدوں کو غوث علی شاہ صاحب ہمیشہ ہدایت فرماتے کہ مرد کامل۔ مسلمان یا ہندو جو سالک ملے اُس سے بے تکلف ملو اور جو کچھ از راہِ توجہ یا القایا اور کسی طرح سے فیض و فائدہ پہنچائے اور تعلیم و تلقین کرے نہ چھوڑو (قبول کرلو صفحہ ۱۸۵)

(۴) اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی اور تمسخر و استہزاء اور حضرات انبیاء علیہم السلام

Marfat.com

اور اولیائے کرام کی جناب میں بے اَدبی توہین اور تنقیص لکھی ہے (صفحہ ۱۱۶)

(۵) حضرات انبیاء علیہم السّلام اور اولیائے کرام کی جناب میں بے ادبی، متعدد مقام پر لکھی ہے۔ (صفحہ ۷۰-۷۱)

(۶) "سجدۂ بُت عین سجدۂ خدا ہے (صفحہ ۱۳۱)

(۷) "شیطان کی حمایت" (صفحہ ۲۲۹)

(۸) "ابلیس لعین کی تعریف" (صفحہ ۲۳۲)

(۹) "حضرت آدم علیہ السّلام نے جھوٹ اور ابلیس نے سچ کہا" (عیاذ باللہ صفحہ ۲۴۴)

(۱۰) "عقیدۂ قرآنی کی مخالفت جس سے نصِ قطعی کا انکار لازم آتا ہے" (صفحہ ۱۶۲)

(۱۱) "شیطان کو سب حضرات مقبولین سے بڑھا دیا" (صفحہ ۲۴۵)

(۱۲) "نماز پڑھنا خیالی بُت کو پوجنا ہے اور بُت پرستی جمادی بُت کو پوجنا" (صفحہ ۱۴۴)

(۱۳) فقیری اور درویشی، وُہ شئے ہے کہ نہ حرام سے جائے نہ زنا سے بگڑے نہ شراب سے خراب ہو نہ چوری سے زائل ہو کوئی اس کو مٹا نہیں سکتا" (صفحہ ۲۹۸)

اس قسم کے کفریات "تذکرۂ غوثیہ" میں بھرمار ہے۔ جس کو پڑھ کر بہت لوگ گمراہ ہو گئے ——— اور یہ شریعت وطریقت کی ناواقفیت ہے۔

ہمارے حضرت مرشد ومولیٰ حضرت فخر العارفین رہ قبلہ نے بغرض ہدایت بندگان خدا ان لوگوں کے حالات ارشاد فرمائے۔ تاکہ لوگ حق و باطل میں امتیاز کریں اور ان ہدایات اسلامی پر چل کر صراطِ مستقیم اور آخرت کی بھلائی حاصل کر سکیں۔

اصلیت یہ ہے اصلیت یہ ہے کہ وُہ غیر مذاہب کے فقیروں اور جوگیوں سے جو مرید ہوئے اور تعلیم و توجہ لی۔ تو ان ناپاک درویشوں کا اثر ان میں آگیا جس کی وجہ سے اسلام کے ساتھ تمسخر، استہزا، بے ادبی اور گستاخی کرنے میں بے باک ہو گئے۔ اور ابلیس لعین کے مداح ہوئے۔

ایسا کیوں ہوا؟ ان بے شرع درویشوں کی اصلیت یہ ہے کہ وہ غیر مذہب کے جوگیوں اور فقیروں سے مُرید ہوئے اور توجہ لی اور تعلیم حاصل کی، تو پھر ان ناپاک درویشوں کا اثر ان میں کیوں نہ آتا؟ یہی اثر آیا ہے — جس کی وجہ سے اسلام کے ساتھ بے ادبی گستاخی، تمسخر واستہزا اور ابلیس لعین کی مدح وستائش کی جرأت و بے باکی پیدا ہوئی۔ عیاذاً باللہ۔

خدا کا ڈر جسے نہ ہو اس سے ڈرو اور بچو برادران اسلام!

Marfat.com

الحمدللہ! ہم حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمتِ مرحوم ہیں، آپ ہمارے مرشد اعظم اور ہادی اکبر اور پیر اوّل شیخ برحق ہیں اور کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلعم اور حضرات آلؑ و اصحابؓ عظام اور اسلاف کرام اور مسلمہ اکابرانِ اسلام کی پاک تعلیمات اور مقدس ہدایات وارشادات ہی ہمارے ایمان ومعتقدات کا سرمایہ اور وسیلۂ نجات ہیں اور دشمنِ قدیم اور شیطان رجیم کی عداوت و دشمنی اور گمراہی سے محفوظ رہنے کی ہر ایک مومن و مسلم کے واسطے پناہ گاہ یہی ہے اور ہم سب کے لیے حفاظت وسلامتی کا طریقہ یہی ہے کہ ہم ارشاداتِ ربانی اور حقیقی تعلیمات اسلامی سے بال برابر بھی اِدھر اُدھر نہ ہوں، اور وُہ تصوف وطریقت جس کا ماخذ سرچشمہ کتاب الٰہی اور سُنت رسالت پناہی نہ ہو، جس کا ظاہر و باطن معتقدات واعمال سلف صالحین اور مسلمہ بزرگان دین متقدمین کے اعمال ومعتقدات وارشادات سے نہ ہو اسے قطعاً غیر اسلام سمجھیں۔ فقد ضل ضلالاً بعیدا اور بے شرع درویشوں کی صحبت سے ہمیشہ اپنے آپ کو بچائیں۔ خواہ بے شرع درویش کیسے ہی تصرفات وکرامات دکھائے، ہَوا پر اُڑے، یا پانی پر تیرے، وہ طریق واصول الی اللہ، اور راہ عرفانِ حق میں ہمارا رہبر نہیں ہوسکتا۔

جسے اللہ اور اللہ کے رسول کا ڈر نہ ہو بارگاہ الٰہی اور جناب رسالت پناہی میں بے ادب وگستاخ ہو اس سے ہمیشہ ڈرنا اور الگ رہنا چاہیے۔ ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواھد رسید

و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخسرین۔

فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے۔ اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی طلب وتلاش میں ہو تو خُدا کے ہاں اس کا وہ دین مقبول نہیں اور وہ آخرت میں زیاں کار ہوگا۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

آج ہم تمھارے دین کو تمھارے لئے کامل کرچکے اور ہم نے تم پر اپنی نعمت کو پُورا کر دیا۔ اور ہم نے تمھارے (راضی) دین اسلام کو پسند کیا۔ (پ ۶ ع ۴)

وما علینا الا البلاغ

حصّہ دوم تمام شد

Marfat.com

حیاتِ مبارک حضرت مؤلف سیرتِ فخرُ العارفینؒ

از ناشر

خضرِ راہِ عرفاں، مشعلِ انوارِ یزداں، خلیل اللہ شاہ، محبوب فخر العارفین، طبیب روحانی و جسمانی حق آگاہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حکیم سید سکندر شاہ قدس سرہٗ۔

آپ اپنے زمانے کے جامع شریعت وطریقت، کامل و اکمل بزرگ تھے آپ کے مورث اعلیٰ سادات کہا اور شرفائے کشمیر سے تھے۔ بسلسلہ تجارت بنارس آئے اور وہیں مقیم ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید سلام شاہؒ ہے۔ بنارس کی سربرآوردہ شخصیت تھے۔ سلسلہ معاش تجارت وکاروبار تھا۔ آپؒ کے والد ماجد بہت عابد وزاہد اور متوکل بزرگ تھے۔

آپؒ کی ولادت

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ مئی ۱۸۸۱ء مطابق ۱۲۹۸ھ میں بنارس میں ہوئی ابھی آپ کی عمر صرف ۶ ماہ کی تھی کہ آپ کے والد ماجد کا وصال ہوگیا۔ جناب احسن شاہ صاحب اور عم محترم جناب میر حبیب اللہ صاحب کی زیر سرپرستی ابتدائی تعلیم شروع ہوئی۔ آپ نے اپنے ذوق وشوق سے ابتدائی تعلیم کی تکمیل کی۔ آپ فطرتاً بہت ذکی، فہیم اور قوی الحفظ تھے۔ خداداد صلاحیت وقابلیت پہلے سے ہی موجود تھی۔

ارادت کی ابتدا

حضرت فخر العارفینؒ قدس سرہٗ جب بنارس میں تشریف لائے اور آپ کے اوصاف و محامد، کرامات اور فتوحات کا مشاہدہ کیا تو آپ کے قلب میں محبت اور اعتقاد پیدا ہوا اور رُوح میں کشش پیدا ہوئی۔

بیعت

۱۸۹۷ء میں سولہ سال کی عمر میں بنارس میں حضرت فخر العارفین سید شاہ محمد عبد الحیؒ قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ ۱۸۹۹ء میں ۱۸ سال کی عمر میں دربار شریف (چاٹگام) اپنے پیرو مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ کم وبیش پانچ ماہ دربار شریف میں حاضر رہے اور اسی پہلی حاضری میں خلافت کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمائے گئے۔

نصیحت حضرت فخر العارفینؒ

اسی پہلی حاضری میں نصیحت فرمائی گئی ابھی تمہاری عمر کم ہے — علم دین حاصل کرو اور یہی تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ اپنے پیرو مرشد سیدنا فخر العارفین

Marfat.com

قدس سرہٗ کی نصیحت اور ارشاد کے مطابق آپ حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب رامپوری کی خدمت میں مدرسہ
حنفیہ، صوفیہ جون پور میں تشریف لے گئے اور دینی تعلیم میں مصروف و مشغول ہوئے، تعلیم کے سلسلہ میں
تین سال تک جونپور میں قیام فرمایا۔ سلسلۂ تعلیم جاری تھا کہ آپ کے اُستادِ محترم حضرت مولانا ہدایت اللہ کا
وصال ہوگیا۔ ان کے وصال کے بعد بقیہ درسی کتب حضرت مولانا یحییٰ صاحب کان پوری سے ختم کیں اور
دورۂ حدیث شریف بھی حضرت مولانا یحییٰ صاحب کانپوری ہی سے پورا کیا۔

دنیاوی تعلق کیلئے رہنمائی

دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ حضرت پیرومرشد کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ فرمایا آپ نے ہمارے کہنے سے علم دین تو حاصل کرلیا لیکن دین کا علم ہدایتِ مخلوق کے لئے ہے نہ کہ معاش کے لئے۔ اب آپ معاش کی خاطر فن طب دہلی یا لکھنؤ جاکر پڑھیں، آپ حسب فرمان حضرت فخر العارفین رطبی تعلیم کے حصول کے لئے دہلی تشریف لائے اور اپنے اُستادِ محترم مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب کی رہنمائی میں علم طب حاصل کیا اور انہی کے مطب میں عملی فن سیکھا۔

فنِ طب کی تکمیل کے بعد جب آپ حضرت اقدس (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ارشادِ گرامی ہوا کہ اپنے وطن میں مطب کریں۔ حسب الحکم مطب شروع کیا۔ اس کے بعد جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا دواخانہ بیچ ڈالو اور جس کا روپیہ دواخانہ میں لگا ہے اس کو واپس کردو۔ ارشاد ہوا کہ مکان جاتے ہوئے دہلی جانا۔ مکان پہنچ کر انھوں نے یہ دواخانہ جو پانچ سو روپے سے کھولا تھا پچاس روپے میں فروخت کر دیا۔ اس کے بعد دہلی تشریف لے گئے۔ یہاں مسیح الملک نے ایک رئیس کے علاج کے لئے آپ کو بھیجدیا۔ اس کے بعد ایک دوسرے والیان ریاست کے علاج کے لئے آپ کو بھیجا گیا۔ اس طرح کافی روپیہ آپ کو ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دواخانے کی وجہ سے جو پانچ سو روپے پر قرض ہوگئے تھے وہ ادا ہوگئے۔ اس کے بعد بلا اجازت حضور اقدس دہلی چلے آئے اور یہ خیال کیا کہ پہلے کی طرح اس دفعہ بھی کافی روپیہ مل جائے گا۔ دہلی کے اس طویل قیام میں آپ کو کوئی مالی منفعت نہیں پہنچی۔ دربارِ عالی سے گرامی نامہ ان کے نام صادر ہوا کہ مسیح الملک پر ٹیک نہ لگاؤ۔ دہلی سے باہر فلاں فلاں شہروں میں سے کسی جگہ جاکر اپنا مطب جاری کریں۔ اس مکتوب شریف نے ان کو متنبہ کیا کہ اس دفعہ آنا ان کا غلط تھا۔ پہلے سفر میں غیر معمولی کامیابی ہونا حضرت قبلہ رح کی دُعا کی برکت سے تھا۔

اس کے بعد آپ نے کان پور میں اپنا مطب جاری کیا۔ خُدا نے کامیاب کردیا اور عزت و منزلت اور جائداد وغیرہ سب رحمتِ خداوندی سے حاصل ہوا اور بفضلہ بہت نامور اور بڑے باوقار طبیب بن گئے۔

Marfat.com

پیرومرشد سے محبت ایک روز سیدنا حضرت فخر العارفین قدس سرہ نے حاضرین دربار شریف سے ارشاد فرمایا کہ اب تو خدا کے فضل سے ہر طرح کی فراغت ہے۔ اوائل میں یہاں نہایت عسرت رہی اور ایسا زمانہ گزرا ہے کہ کیلے کی جڑیں اور سن کے پھول اُبال اُبال کر کھائے جاتے تھے۔ سکندر شاہ اور نبی رضا خاں اسی زمانے کے لوگ ہیں ان بیچاروں نے اس زمانے میں نہایت عسرت کے ساتھ گزارہ کیا ہے۔

آپؒ کے متعلق سیدنا حضرت فخر العارفینؒ کے ارشادات

آپ کی خلافت ارشاد فرمایا کہ سکندر شاہ اپنے عشق اور اعتقاد کے زور سے سرکاری صندوق اُڑا لے گئے ہم نے بہت چاہا کہ ان کو خلافت نہ دیں مگر ہم کیا کریں ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے۔ کیا وہ ہمارے رشتے دار تھے۔ یا منشی عبدالقدیر دہلوی اور نبی رضا خاں رام پوری ہمارے رشتے دار تھے ہمارا کچھ اختیار نہیں۔

عشق کی راہ ارشاد فرمایا کہ نبی رضا خاں صاحب ریاضت کے راستے سے اور سکندر شاہ عشق کی راہ سے آئے ہیں

ارشاد فرمایا سکندر میں جو بات ہے وہ کسی خلیفہ میں نہیں وہ میری گدی پر بیٹھا ہے۔

ارشاد فرمایا قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ نے اگر مجھ سے پوچھا کہ میرے لئے کیا نذر لائے ہو تو میں سکندر کو پیش کر دوں گا۔

سکندر کو اگر چاک کر کے دیکھا جائے تو اس کے ہر رگ و ریشے میں مجھے دیکھو گے۔

خلیل اللہ شاہ سیدنا حضرت فخر العارفین قدس سرہ نے آپ کو خلیل اللہ شاہ کے لقب سے بھی نوازا ہے اور شیخ الاسلام کے خطاب سے بھی یاد فرمایا ہے

صاحب مقام حضرت سیدنا نے ارشاد فرمایا، صاحب حال بہت ہیں، صاحب مقام کم ہیں۔ سکندر شاہ صاحبِ مقام ہیں اور ان میں عاجزی و انکساری از حد ہے۔

آپ کی منزلت ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے اہل و عیال سے کہہ دیا ہے کہ خوشی و غم ہر حالت میں سکندر کو یاد کیا کریں۔ میرے صاحبزادے خوشی اور غمی میں میرے متعلق کچھ دریافت چاہیں تو سکندر سے دریافت کر لیا کریں، ان میں کچھ سمجھنے کی صلاحیت ہے۔

ارشاد فرمایا کہ نبی رضا خاں ریاضت کے راستے سے، سکندر شاہ عشق کی راہ سے اور منشی عبد القدیر عجز و انکساری کے راستے آئے۔

ارشاد فرمایا کہ میں نے سکندر شاہ اور منشی عبدالقدیر کو پوری تعلیم دی ہے۔

ہندوستانیوں سے خطاب ہندوستانیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ سکندر کی تعظیم کرنا ان میں

Marfat.com

کبریٰ موت الکبریٰ کا مضمون آیا ہے۔ ہدایہ والے کہتے ہیں کبریٰ موت الکبریٰ یعنی مجھ سے قبل کے بڑے قضا کے انتقال نے مجھے بڑا فقیہہ بنا دیا ہے۔ شاہ بدیع العالم کے خراب ہونے اور نبی رضا خاں صاحب کے انتقال نے اس وقت سکندر کو بڑا ابنا دیا ہے۔ وہ میرے خلیفہ اعظم ہیں۔

کان پور میں تشریف آوری | دہلی کے قیام کے بعد آپ نے پہلے بنارس میں سلسلہ مطب شروع کیا، اس کے بعد حضرت پیر و مرشد کے فرمان کے بموجب کان پور تشریف لے آئے اور اسی شہر کو اپنا وطن بنالیا۔ یہیں از سر نو مطب کا سلسلہ قائم کیا۔ قلیل عرصہ میں آپ کی بے انتہا شہرت ہوگئی۔ بے شمار مایوسین اور لاعلاج مریض آپ کی مسیحائی سے فیض یاب اور تندرست ہوئے۔ اس سرچشمۂ فیض سے نہ صرف غریب و امیر بلکہ بڑے بڑے والیان ریاست نے بھی استفادہ کیا۔

آپ نے بندگان خدا کی فلاح اور رشد و ہدایت کے لئے سیرت فخر العارفین تالیف فرمائی۔ حضرت غوث الاعظم کی تصنیف فتوح الغیب شریف اور حضرت شیخ العارفین کی تصنیف خلاصہ شرح الصدور (تنقید تقویت الایمان) کا اُردو ترجمہ کیا۔

انگریزی زبان میں رازِ فنا کا تشریحی ترجمہ لائٹ آف دی ورلڈ کے نام سے شائع فرمایا، تاکہ نہ صرف امریکہ و اہل یورپ بلکہ پوری دنیا کے متلاشیان حق بھی مندرجہ ہدایات سے رہنمائی حاصل کر کے اپنے گوہر مقصود کو حاصل کریں، راہ حق کی منزل تک پہنچنے کے لئے بھٹکتے نہ پھریں۔

آپ ہمہ تن محبت تھے۔ آپ کے فیضان صحبت سے دلوں میں درد پیدا ہوتا اور سینوں میں محبت کی آگ بھڑک اٹھتی۔ بے شمار طالبانِ مولا آپ کی زیارت و محبت سے نشانِ مقصد پر پہنچے آخر کامیاب ہو گئے۔

یکم شوال ۱۳۷۸ھ جمعہ کے دن (بروز عید الفطر) مطابق دس اپریل ۱۹۵۹ء فجر کے وقت، ۷۰ سال کی عمر میں چند روزہ مختصر سی علالت کے بعد آپ نے وصال فرمایا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ؎

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مزارِ مبارک | آپ کا مزار مبارک تکیہ باطیان شہر کان پور میں زیارت گاہ خلائق اور مرجع خاص و عام ہے رات دن بے شمار لوگ زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ اپنی مُراد کی جھولیوں کو فیوض و برکات سے بھرتے ہیں۔

Marfat.com

قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللہُ ذٰلِکَ فَضلُ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ وَاللہُ ذُو الفَضلِ العَظِیمِ

سیرتِ فخر العارفین

حصہ سوم

جس میں محی الملۃ والدین سیدنا و مولانا و مرشدنا و ملجانا

فخر العارفین حضرت سید شاہ محمد عبد الحی رضؓ

اسلام آبادی کے

حالاتِ طیبات و ارشادات و تعلیمات و کرامات کا بیان ہے

مؤلفہ

حق آگاہ حضرت مولانا حکیم سید سکندر شاہ صاحب قبلہ رحؒ

مرتبہ

حضرت مولانا شاہ عبد القدیر صاحب قبلہ رحؒ

Marfat.com

Marfat.com

مختصر سوانح فخر العارفین رح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قطب زماں فخر العارفین حضرت مولانا سید شاہ عبد الحی قدس سرہ
کا مولد و مسکن چاٹگام بنگال ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۶۷ھ میں ہوئی۔ آپ نے درسی کتابیں زیادہ تر لکھنؤ میں حضرت مولانا عبد الحی صاحب مرحوم فرنگی محلی سے پڑھیں۔ آپ طریقہ قادری، چشتی، ابو العلائی ہیں مسئلہ سماع میں بزبان عربی تحقیق الاضابیر آپ کی تصنیف ہے۔ آپ بہت بڑے صاحب ریاضت و مجاہدہ، اور کامل متبع سنت تھے تعظیم مشائخ، احترام سادات تواضع و فروتنی، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، معاملات کی صفائی، حق ہمسایہ، تمام زندگی میں کبھی کسی پر غصہ نہ ہونا، قصوروں کو معاف کر دینا ظاہر و باطن، قول و فعل، خلوت و جلوت کا یکساں ہونا، طرز نصیحت حکیمانہ، تمام بندگان خدا پر شفقت و کرم، سب کے ساتھ حسن اخلاق، یہ تمام باتیں آپ کے امتیازات و خصوصیات سے ہیں۔

مریدوں کو نصیحت مریدوں سے آپ نے ارشاد فرمایا! ہمارے پاس ہندو اور مسلمان، دیسی اور بدیسی، رنگون، ارکان اور امریکہ جانے والے مسافر غرض کہ قریب و بعید سب جگہ کے لوگ آتے ہیں اور دعا چاہتے ہیں ہم ہر ایک کے لئے تہ دل سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تمہیں تمہارے مقصد میں کامیاب کرے۔ ہم سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتے ہیں۔ خیال رکھنا کہ معاملہ سب بندگان خدا کے ساتھ یکساں رہے۔ (سیرت فخر العارفین حصہ اول صفحہ ۱۹۳)

کرامت لاکھوں بندگان خدا نے آپ کے فیوض و برکات سے ظاہراً و باطناً فائدہ حاصل کیا، آپ بہت بڑے صاحب کرامات اور مظہر خرق عادات اور مصدر تصرفات الٰہیہ تھے مثلاً آپ کی ایک مہتم بالشان کرامت یہ ہے کہ آپ نے فرمایا

Marfat.com

"۷ ستمبر ۱۹۱۷ء سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے طریقے کا عروج ختم ہو کر تنزل شروع ہوا" اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور حافظ فیض الرحمٰن کے لئے ارشاد فرمایا!
"اُن کی قوتِ مؤثرہ ناپاک آج خدا کے غضب سے ہلاک کر دی گئی اور ایسا ہی وقوع میں آیا۔"

وفات آپؒ نے ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ دوشنبہ کے دن ۶۳ سال کی عمر میں وفات فرمائی، مزارِ اقدس موضع مرزا کھیل شریف نواح چاٹگام میں مرجعِ خاص وعام اور زیارت گاہِ خلائق ہے۔

آپؒ کے حالات میں کتاب سیرت فخرالعارفین دو حصّوں میں قبل شائع ہو چکی ہے اب بقیّہ ارشاداتِ عالیہ اس تیسرے حصّہ میں درج کئے جاتے ہیں۔

اب یہ تیسرا حصّہ خدا کے فضل سے شائع ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل حضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہماری خطاؤں اور غلطیوں کو معاف فرمائے

آمین

بندۂ درگاہ (حکیم) سکندر شاہ عفی عنہ

Marfat.com

ایمان و اعتقاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ارشاداتِ عالیہ

• اعتقاد راسخ کسے کہتے ہیں؟ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا " انسان میں دو باتیں ضروری ہیں" ایمان اور اعتقاد۔

ایمان خدا اور رسول کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اعتقاد مرید کا شیخ کے ساتھ ایمان ایک ایسی چیز ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔ بحث و مباحثہ میں اپنی کم علمی کے سبب اگر کوئی ہار جائے تو یہی کہے گا کہ ہار گئے تو ہار گئے۔ مگر ہمارا ایمان خدا اور رسول پر مضبوط ہے۔ مگر اعتقاد کبھی ٹوٹ بھی جاتا ہے۔ اس لحاظ سے اعتقاد دو قسم کا ہے اعتقاد راسخ (کامل) اور اعتقاد غیر راسخ (غیر کامل)

اعتقاد خدا کی محبت کا وہ بیج ہے جسے شیخ مرید کے (مزرعہ) دل میں بوتا ہے اور جس طرح کہ بیج بویا جاتا ہے تو بتدریج پودا نکل کر درخت بن جاتا ہے اور پھر پھولنے پھلنے لگتا ہے اسی طرح اعتقاد خدا کی محبت کا بیج ہے۔ شیخ کا کام بو دینا ہے اور مرید کا فرض ہے کہ اس کی پرورش اور نگہبانی اعمالِ حسنہ سے کرے۔ البتہ محبت اور اعتقاد ترقی پذیر ہیں۔ جیسا کہ حضرت سلطان المشائخ محبوبِ الٰہی کے ارشاد سے بھی ظاہر ہے۔

حضرت محبوبِ الٰہی کا اعتقادِ شیخ

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا " حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہٗ العزیز فرماتے تھے۔ کہ ایک شخص نے پیوند کیا۔ اور بیعت و ارادت لایا تھا۔ لیکن جب میرے پاس سے گیا تو چند روز تک تو اس کا مزاج برقرار رہا۔ مگر بعد میں تغیر ہو گیا۔ ایک اور

Marfat.com

شخص تھا کہ مجھ سے بہت دور چلا گیا۔ اور وہاں بہت دنوں تک رہا۔ اگرچہ اس پر اس حالت میں ایک عرصہ دراز گذر گیا۔ لیکن اُس کی کیفیت وہ ہی رہی۔ ذرا تغیر و تبدل مزاج میں واقع نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس شخص نے جب سے مجھ سے پیوند کیا ہے۔ اُس زمانہ سے اِس وقت تک اس کا مزاج ایک حال پر قائم ہے اور کسی طرح کا تغیر واقع نہیں ہوا۔ سلطان المشائخ بیان کرتے کرتے جب اس کلمہ پر پہونچے۔ تو آپ کے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ اور اس کے بعد آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اور اثنائے گریہ میں زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ یہ بندہ آج تک شیخ کے قدیم محبت پر برقرار ہے۔ بلکہ اس وقت سے زیادہ اُن کی محبت میرے دل میں موجود ہے۔"

معنی ارشاد محبوبی

فرمایا اس گفتگو سے تم کیا سمجھے۔ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ میرے حضرت شیخ کے وصال کو اگرچہ ایک زمانہ گذر گیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ اُن کی محبت۔ اور اُن کا عشق میرے دل میں اب پہلے سے زیادہ ہے۔ یہ فرما کر حضرت محبوب الٰہی آبدیدہ ہو گئے۔ اچھا یوں سمجھو۔ اعتقاد و محبت کی اولاً ابتدا تھوڑی ہوا کرتی ہے۔ جب اعتقاد و محبت ترقی کرتے کرتے اپنی حد اور کمال پر پہنچ جاتے ہیں۔ تب اعتقاد محبت کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ اعتقاد ایمان میں جا ملتا اور ایمان میں فنا ہو جاتا ہے۔ اعتقاد کے ایمان میں فنا ہو جانے سے پیشتر اگر مرید شیخ سے برگشتہ ہو جائے تو اس حالت میں اُس کا صرف اعتقاد جاتا ہے ایمان نہیں جاتا۔ ایمان (جو خدا رسول پر ہے) وہ رہ جاتا ہے

اعتقاد ایمان ایک

ارشاد ہوا " قریب آجاؤ۔ ایک بات بتائیں کہ اعتقاد و ایمان کس طرح مل کر ایک ہو جاتے ہیں) پھر اپنی انگشت شہادت سے دو خط فوق و تحت اس طرح تحریر فرمائے۔

ایمان

اعتقاد

اوپر کا خط (لکیر) ایمان' اور نیچے کا خط اعتقاد شیخ ہے۔ اعتقاد ترقی کرتے کرتے ایمان میں فنا ہو جاتا ہے اور پھر ایمان و اعتقاد (دونوں) ایک ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت مُرید کا اعتقاد ٹوٹ نہیں سکتا۔ کیونکہ اب اگر اعتقاد جاتا ہے تو اس کے ساتھ ایمان بھی جاتا ہے۔ اس حالت کے پیدا ہونے سے پیشتر اگر مرید (عقیدت شیخ سے)

Marfat.com

برگشتہ ہوجائے تو اس وقت انتہا ہی ہوگا کہ اعتقاد چلا جائے گا مگر ایمان رہ جائے گا۔ مثلاً مصری اور پانی اگر یہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہوں۔ تو اس حالت میں خواہ صرف پانی استعمال کیا جائے یا فقط مصری استعمال کی جائے۔ اور جس کو چاہیں پھینک دیں۔ جسے چاہیں رہنے دیں۔ چونکہ دونوں الگ الگ ہیں۔ اور ایک کا تعلق دوسرے سے نہیں ہے۔ لہذا جسے پھینکیں گے صرف وہی ایک چیز ضائع ہوگی۔ دوسری رہ جائے گی۔ لیکن اگر مصری اور پانی کو ملا دیا جائے (دونوں ایک ہوجائیں) تو اب ایک کا دوسرے سے جدا کرنا محال ہے۔ اگر رہیں گے تو ساتھ دونوں اور جائیں گے تو دونوں۔ یعنی اگر پانی پھینکتے ہیں تو اسی کے ساتھ مصری بھی جاتی ہے مصری کو پھینکتے ہیں تو اسی کے ساتھ پانی بھی جاتا ہے۔ یہی حالت مرید کی ہوجاتی ہے۔ جب مرید اس درجہ پر پہونچ جاتا ہے تب بات اس کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ اس وقت پیر و مرشد سے ذرا بھی اعراض ہوا تو اللہ اور اللہ کے رسول سے اعراض ہوجائے گا۔ اور ایمان خراب ہوجائے گا۔

ایمان واعتقاد مگر یہ (ایمان و اعتقاد کا ایک ہوجانا) ایک مدت دراز کے بعد نصیب ہوتا ہے۔ حاضرین مجلس ہیں سے اس وقت مولوی سید احمد صاحب نے ایک جوش اور گریہ کی حالت میں زمین خدمت چوم کر یہ دو شعر پڑھے۔ دو مرتبہ سماعت فرمائی گئی۔ (حضرت شاہ ترابؒ) ؎

پنجہ پیر نقش اللہ ہست ٭ کے ازیں رمز ہر کس آگاہ ہست
از ید اللہ فوق ایدیہم ٭ شد یقینم کہ مرشد اللہ است

پھر ارشاد فرمایا کہ "یہ ایمان و اعتقاد کا ایک ہوجانا ایک مدت دراز کے بعد نصیب ہوتا ہے۔ اگر چھ مہینے کے بچہ کو اس کے ماں باپ خوب کھلائیں اور پلائیں۔ اور چاہیں کہ زیادہ کھلانے پلانے سے وہ چار برس کے بچہ کی طرح توانا و تندرست ہوجائے۔ تو کیا یہ ممکن ہے۔ ہرگز نہیں (بچہ تو) اپنے وقت پر ہی توانا ہوگا۔

دعا۔ فرمایا کہ ہمیشہ خواستگار رہنا۔ یا پروردگار عالم! محبت و اعتقاد نصیب کر!

"اعتقاد و محبت جب کامل ہوجاتے ہیں اس وقت سالک کا یہ حال ہوتا ہے کہ اپنے شیخ کے پیچھے کھنچا ہوا چلا جاتا ہے جس طرح کہ ایک بکری کے گلے میں رسی باندھ دی جائے تو

Marfat.com

بکری اُس رسّی کے پیچھے کھنچی ہوئی چلی جاتی ہے اسی طرح اعتقاد کی رسّی سالک کو کھینچے ہوئے لے جاتی ہے۔ تم ابھی بچے ہو۔ ان باتوں کو نہ سمجھو گے لیکن اگر یاد رکھا تو وقت پر سمجھ جاؤ گے

بیعت

فرمایا۔ نفس بیعت کے متعلق علمائے ظواہر میں اختلاف ہے بعض تو مباح اور بعض مستحب اور بعض بیعت کے مسنون ہونے کے قائل ہیں۔ لیکن حضرات صوفیائے کرام بالاتفاق اس کے وجوب کے قائل ہیں جس طرح کہ حضرات انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا فرض ہے۔ اور روزہ و نماز وغیرہ فرض ہے اسی طرح مرید ہونا واجب ہے۔ اور یہ واجب بمعنی فرض ہے۔ بات یہ ہے کہ بیعت کی ضرورت کا جس نے جتنا ادراک و احساس کیا۔ اسی قدر وہ اُس کی اہمیت کا اور اعلیٰ مرتبے کا قائل ہوا فرمایا تیس برس سے ہم لوگوں کو مُرید و تلقین کرتے ہیں مگر اب ہمیں معلوم ہوا کہ مُریدی کا حق سُبحانہٗ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا پایہ اور کیا مرتبہ ہے۔ یہ جزو و کل کا حکم رکھتا ہے پیشتر ہمارا خیال تھا کہ اسلام ایک اصل ہے۔ اور احکام اسلام اُس کے اجزا ہیں۔ مُرید ہونا بھی ایک اسلامی جزو ہے۔ لیکن اب ہمیں معلوم ہوا۔ کہ یہ جزو ایسا جلیل القدر ہے کہ کُل کے حکم اور کُل کے مرتبے میں ہے۔ اسی وجہ سے حضرات صوفیاء کرام اُس کے وجوب کے قائل ہیں۔ دلائل ہر ایک کے کتب فن میں تحریر ہیں

ہر شخص کو مُرید کرلینے کی وجہ ارشاد ہوا۔ ایک مولوی صاحب نے ہم سے کہا۔ کہ آپ تو امتحان اور جانچ ظاہرا کیے بغیر ہر شخص کو مُرید کر لیتے ہیں۔ ہم نے کہا " آپ نے کسی مکتب میں پڑھا ہے جس مکتب سے آپ پڑھ کر نکلے ہیں۔ خیال تو کیجیے کہ اس مکتب سے کتنے لڑکے پڑھ کر اور کامیاب ہو کر نکلے۔ کتنے جاہل کے جاہل ہی رہے۔ کتنے وہاں سے نکل کر اور بھی خراب ہو گئے

Marfat.com

اور چور اور بدمعاش بن گئے۔

مُریدی کلمۃ الحق ہے ہم جو ہر ایک کو مُرید کر لیتے ہیں۔ تو یوں سمجھیئے کہ اللہ کے بندوں کو مکتب میں بٹھا لیتے ہیں اب جس کے جو نصیب میں ہے ویسا ہو جائے گا۔ کوئی ولی اور کامل و اکمل ہو جائے گا۔ کوئی معمولی مسلمان ہی رہے گا۔ کوئی پھر جائے گا۔ اور کوئی بدوضع ہو جائیگا مریدی تو کلمۃ الحق ہے۔ اگر کوئی کافر قبول اسلام کے لئے آئے (تو کیا اسلام میں اُس سے دریغ رکھا جائے گا اور کلمۃ الحق اُسے نہ بتایا جائے گا ضرور بتایا جائے گا)

یہ سُنت نبوی کا اتّباع ہے حضرت سرور کائنات فخر موجودات علیہ التحیۃ والتسلیمات کے پاس قبول اسلام کے لئے جو کوئی بھی آیا۔ آپ نے اُسے کلمۃ الحق تلقین کیا (داخلِ اسلام فرمایا) ان اسلام قبول کرنے والوں میں جو جس کے نصیب میں تھا ہوا ان ہی میں حضرات خلفاء راشدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابی بھی ہوئے کہ جن کے ایک نعرۂ تکبیر سے قلعہ کی دیواریں گر پڑتی تھیں۔ اور جن کا قرآن سننے کو آسمان سے فرشتے اُتر آتے تھے۔ اور انہیں اسلام قبول کرنے والوں میں ایسے بھی تھے۔ کہ منافق نکلے اور ایسے بھی تھے کہ آپ کے سامنے اور آپ کے بعد مُرتد ہو گئے جس نے بھی اسلام قبول کرنا چاہا آپ نے کسی سے بھی انکار نہ فرمایا۔

مُریدی واپس نہیں لی جاتی ارشاد ہوا "حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کے ساتھ بھی اسلام سے دریغ نہیں فرمایا اور نہ اسلام کسی سے واپس لیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ کہ ایک بدوی آپ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں اسلام واپس کرتا ہوں آپ اسے واپس لے لیں آپ نے فرمایا ہم اسلام دے سکتے ہیں لے نہیں سکتے، اگر تو اسلام کو واپس کرنا چاہتا ہے واپس کر جا ہم واپس نہیں لیں گے۔ بس اگر کوئی مرید مریدی سے انکار کرے۔ اور کہے کہ مریدی واپس لے لیجیے۔ ہم کہیں گے کہ ہم دے سکتے ہیں۔ لے نہیں سکتے۔ اگر کوئی مُرید رہنا نہیں چاہتا نہ رہے۔ خدا اس سے سمجھ لے گا۔ ہم مُریدی واپس نہ لیں گے۔"

اُمّی مُریدین ارشاد فرمایا "میرے مریدوں میں بے پڑھے لوگ زیادہ ہیں بعض

وقت یہ وسوسہ لاحق ہوتا ہے کہ ان لوگوں سے دنیا میں کوئی اچھا اور اہم کام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ مگر ساتھ ہی جنگ بدر کا واقعہ یاد آجاتا ہے کہ (اس جہاد کے ہنگامہ میں) دو کم عمر لڑکے آئے اور صحابہ سے پوچھا کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ابوجہل کہاں ہے شناخت اور پہچان کرا دیجئے اور پھر (اسلام کے ان دو جانبازوں نے) آن واحد میں اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کو قتل کر ڈالا۔ (جس کے بعد میدان صاف تھا) پس قدرت کاملہ کے سامنے سرنگوں ہونا پڑتا ہے۔ اور معلوم نہیں ہے کہ مصلحت خداوندی کیا ہے۔ ممکن ہے کہ (ان اُمیوں سے کوئی اچھا فعل صادر ہو جائے جس سے قدرت کاملہ الٰہیہ کا ظہور رہو)

اُمیدوار نا اُمیدوار نہ ہوں گے فرمایا "جب لوگ غایت اُمید کے ساتھ مجھ پر اعتقاد لاتے۔ اور میرے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہیں۔ تو میں کس طرح انہیں نا اُمید کروں۔ اور خدائے تعالیٰ سے ان کے لئے (میں کیوں) دعا نہ کروں۔ (یہ فرماتے ہوئے آپ رونے لگے اور جتنے اصحاب حاضر تھے سب رونے لگے)

سب کو قبول فرمایا فرمایا میرے مُریدوں کے سوا اکثر پردیسی اور دُور دراز کے لوگ میری نسبت اچھے اعتقاد رکھتے ہیں اور اپنی نسبت مشہور کرتے ہیں۔ کہ وہ میرے مُرید اور معتقد ہیں۔ میں ان سب کو قبول کرتا ہوں۔ یہ لوگ میرے مُریدوں کے زمرہ میں داخل ہیں۔

حضرت محبوب الٰہی کا ارشاد فرمایا "سیر الاولیا میں ہے۔ کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا۔ کہ حضور بغیر جانچ اور پڑتال کے ہر ایک کو مُرید کر لیتے ہیں۔ آپؒ نے اس مسئلے میں بہت تشفی بخش جوابات عطا فرمائے۔ خلاصہ یہ کہ میں بلا تفتیش و تحقیق کے ہر ایک کے ہاتھ میں دستِ بیعت دے دیتا ہوں۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ کہ میرے حضرات پیران عظام کا یہی دستور تھا۔ میں ان کی اتباع میں ایسا کرتا ہوں۔

بیعتِ عثمانی ارشاد فرمایا کہ بتلاؤ اگر کوئی شخص دوسری جگہ ہو۔ اور وہ مُرید ہونا چاہتا ہے تو کیونکر مرید ہوگا۔ فرمایا کہ اگر وہ کسی مقام پر مجبور و مقید

Marfat.com

ہے جیسے دائم الحبس کہ کسی طرح نہیں آسکتا۔ وہ البتہ بیعت عثمانی رضؓ کے قاعدے سے مرید ہوسکتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص حیدر آباد میں ہو اور وہ مرید ہونا چاہے بغیر حاضری کے نہیں ہوسکتا۔ بیعت عثمانی یوں ہے۔ کہ پیر اپنے بائیں ہاتھ کو اس مرید کا ہاتھ کہے اور اپنے داہنے ہاتھ سے اس کے بائیں ہاتھ کو پکڑے اور کہے کہ ہم فلاں کو مرید کرتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

بیعت بواسطہ ملبوس شیخ ارشاد فرمایا ایک شخص کو حسن عقیدت ایک بزرگ کے ساتھ ہے مگر وہاں پہنچ نہیں سکتا۔ ان بزرگ صاحب کے مرید جو کہ صاحب خلافت اور اجازت نہیں ہیں وہ وہاں پر موجود ہیں وہ مرید صاحب اس خوش اعتقاد نئے شخص کو سلسلہ میں اس طرح داخل کرسکتے ہیں یہ کہ پیر و مرشد کی ٹوپی یا اور کوئی تبرک کا ذریعہ بنائیں۔ اس طرح کہ ایک سرا اس ملبوس شیخ کا وہ نیا مرید تھامے اور دوسرا سرا ملبوس کا وہ مرید قدیم پکڑے اور یہ کہے کہ ہم اپنے پیر و مرشد کے سلسلہ عالیہ میں تم کو داخل کرتے ہیں اور وہ نیا شخص قبول کرے۔ پس وہ داخل سلسلہ ہو جائے گا

بابِ عشق و محبّت

ارشاد فرمایا۔ ذوق محبت اور سوز عشق ہر شخص میں نہیں ہوتا۔ ریاضت اور عبادت سے آدمی متقی اور پرہیز گار ہو گا۔ مگر بغیر محبت عرفانِ خدا نصیب نہیں ہو سکتا۔ فرمایا ہمارا راستہ عشق و محبت کا ہے (پابندی شرع کے ساتھ) اس راہ عرفان میں وہی چل سکے گا جس کو عشق و محبت ہو۔ اس باب میں ہمیشہ آپؒ نے مختلف مجلسوں میں بہت ارشادات فرمائے۔ جس کا ذکر سیرت فخر العارفین حصہ اول صفحہ ۱۸۶ زیر عنوان اتباع شیخ اور کئی مقامات پہ درج ہے۔ اس جگہ بعض ارشادات لکھے جاتے ہیں

ذوق محبت ارشاد فرمایا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو

Marfat.com

اَللہ تعالیٰ سے باتیں کرنے میں بتاؤ کتنا اور کیا ذوق و شوق ہوگا جبکہ مجنوں کو لیلیٰ سے باتیں کرنے میں یہ شوق ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اے لوگو تم لیلیٰ کی باتوں اور صورت دیکھنے کو منع کرتے ہو۔ مگر اس کے ذوق میں ہم کو رونے اور اشعار پڑھنے سے تو نہ روکو۔

عشقِ مجنوں ارشاد فرمایا۔ کہ ایاز اور محمود، شیریں اور فرہاد اور لیلیٰ مجنوں یہ سب عشق کے باب میں مشہور اور معروف اور ضرب المثل ہیں۔ اور ہر خاص و عام یہ بھی جانتے اور سمجھتے ہیں کہ ایاز اور محمود کے عشق سے بڑھ کر شیریں اور فرہاد کا عشق تھا۔ اور شیریں اور فرہاد کے عشق سے بڑھ کر لیلیٰ اور مجنوں کا عشق تھا۔ اس کی کیا وجہ ہے غور کرو۔ اور جواب دو۔ حاضرین مجلس خاموش رہے تو آپؒ ارشاد فرمایا۔ عشق یا معشوق کے وصف اور صفت سے تعلق رکھے گا۔ یا عشق معشوق کے حسن صورت سے متعلق ہوگا۔ یا عشق ان دونوں سے مبرا و منزہ ہوگا نہ وصف کو دخل ہوگا نہ حسن کو۔ فرمایا محمود اور ایاز کا عشق صفت سے تعلق رکھتا تھا۔ اور شیریں فرہاد کا عشق حسن صورت ظاہر پر تھا۔ اور لیلیٰ کا عشق صفت اور صورت ان دونوں سے ماوریٰ اور بالاتر تھا۔ نہ وصف کو دخل تھا نہ صورت کو بلکہ نفس ذات سے تھا۔ پس یہ وجہ ہے کہ لیلیٰ اور مجنوں کے عشق کو سب لوگ کامل ترجانتے ہیں۔

قیس کا نام مجنوں کب سے ہوا ارشاد فرمایا کہ قیس حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے وقت میں تھا۔ ایک جگہ حضرت سیدنا امام علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ خلافت کس کا حق تھا۔ حضرت سید الشہدا سیدنا امام حسین علیہ السلام کا یا اس (یزید) ناپاک کا قیس نے جواب دیا کہ خلافت حق تھا لیلیٰ کا۔ تب آپؑ نے فرمایا کہ تو مجنوں ہے۔ اس وقت سے قیس کا نام مجنوں مشہور ہوا۔ جناب ایاز کے متعلق فرمایا کہ اُن کا عشق مجاز سے حقیقت کی طرف گیا ہے۔

عشقِ امیر خسروؒ ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت امیر خسرو اور حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا کیا عشق تھا۔ حاضرین

Marfat.com

خاموش رہے۔ فرمایا کہ ایسے محبانِ الٰہی ہیں کہ عشق لیلیٰ و مجنوں کی طرح اُن کا بھی عشق ہے۔ اس سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہے لیکن ایسی شہرت اُن کے لئے معیوب ہے پس وہ اولیاء اللہ کے نام سے مشہور ہیں

حضرات اولیاء اللہ کا عشق (سب ولی اللہ کے پیشوا جن سے سلسلہ طریقت جاری ہوا۔ وہ تین حضرات ہیں۔ ان کے عشق و محبت کے تذکرے)

محبت نے صدیق بنایا فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے قلب مبارک میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایسی عالمگیر طور سے چھا گئی تھی۔ کہ اُن کے قلب مبارک میں آپ کی محبت کے سوا اور کسی چیز کی گنجائش باقی نہ تھی۔ پس آپ صدیق اکبر ہوئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان و مال قربان کیا۔ غار حرا میں سانپ نے ڈسا (کاٹا) مگر آپ نے انگوٹھا سوراخ سے نہ ہٹایا۔ تاکہ موذی جانور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ دے۔ اپنی جان قربان کی۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجاہدین کے لئے سامان مہیا کرو۔ اور اپنے اپنے مال سے تم لوگ صدقہ دو۔ سب حضرات صحابہ بقدر حوصلہ اپنے کم و بیش مال لائے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اپنا کل مال لائے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ کتنا مال لائے اور اپنے گھر والوں کے لئے کتنا چھوڑا۔ سب نے عرض کیا۔ حضرت عمرؓ سے دریافت فرمایا عرض کیا کہ نصف مال لایا اور نصف گھر والوں کے لئے چھوڑا۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے دریافت فرمایا کہ کتنا مال لائے اور کتنا گھر والوں کے لئے چھوڑا۔ عرض کیا کہ کل مال لایا اور گھر والوں کے لئے اللہ اور اللہ کے رسول کو چھوڑا۔ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جتنا ابوبکر رضؓ کے مال نے نفع دیا اتنا مجھے کسی کے مال نے نفع نہیں دیا۔ یہ ارشاد سُن کر حضرت صدیق اکبر رضؓ رو پڑے۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ صلعم میں اور میرا سارا مال حضور ہی کے لئے ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے فنافی الشیخ ہونے کی تصریح فرمایا۔ کتاب تیسیر الاصول الی جامع الاصول میں

Marfat.com

حضرت عروہ ابن الزبیر سے حدیث مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں چند سوالات غزوہ حدیبیہ میں وقت صلح قریش عرض کیے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابات عطا فرمائے۔ اس سوال وجواب سے حضرت ابوبکر صدیقؓ آگاہ نہ تھے حضرت عمر بن الخطابؓ نے وہی سوالات حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کیے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وہی جوابات دیے جو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیے تھے۔ اس پوری حدیث کو بیان فرمایا۔ پھر ان جوابوں کے متحد ہونے کا سبب اور بھید حضرت قبلہ نے یہ فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کے فنا فی الشیخ ہونے کی تصریح دلالت النص کے طور پر آخر تک اس حدیث سے واضح اور ثابت ہوتی ہے جو کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے جوابوں کا لفظاً معناً حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابوں کے ساتھ متحد مطابق ہونا مذکور ہے۔ یہ دلیل اس امر کی ہے۔ کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا قلب قلبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا متحد تھا کہ ایسے علوم اور احوال بعینہٖ قلبِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کے قلب میں فیضان ہوتے تھے اور ایسا اتصال عادتاً فنافی الشیخ کے خواص سے ہے۔ اور خاصہ کا وجود ذی خاصہ کے وجود کی یقینی دلیل ہے۔ جب یہ اتصال حدیث سے ثابت ہے تو اس سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کمال عشق و محبت اور کامل فنافی الشیخ ہونے کا ثبوت پایا جاتا ہے جس کی حقیقت مرید اور شیخ کی انتہائی نسبت ہے۔ جو نہایت محبت اور اتباع شیخ سے پیدا ہوتی ہے۔

محبت نے مستجاب الدعوات بنایا

حضرت اویس قرنیؓ کے متعلق حدیث شریف میں وارد ہے کہ جنگ اُحد میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دندانِ مبارک شہید ہوا۔ حضرت اویس قرنیؓ نے جب اس خبر جانکاہ کو سنا توجہ بہ عشق اور اتباع حضرت رسول اللہ علیہ وسلم میں اپنے تمام دندانِ مُبارک کو آپ نے شہید کر دیا ایسے جان نثار عاشق شیدائی تھے حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے جمال باکمال کی زیارت حضرت اویس قرنیؓ کو ظاہر میں نہیں ہوئی تھی آپ کا عشق غائبانہ تھا

دعاء امت

حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم

Marfat.com

نے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت مولا مشکلکشا علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی کہ اویس قرنی رض سے ہماری امت مرحومہ کے لیئے دعا بخشش کرانا۔ چنانچہ یہ حضرات صحابہ رض حضرت اویس قرنی رض کے پاس تشریف لے گئے اور دعا رشفاعت اس امت مرحومہ کیلیئے فرمائی۔ حضرت عمر فاروق رض نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اویس ایسے مقبول بارگاہ خدا ہیں کہ ان کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کے بکریوں کی کھال کے بال کی برابر یعنی بے شمار لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

ارشاد فرمایا۔ کہ حضرت اویس قرنی رض کے مستجاب الدعوات ہونے کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہٗ نے عطا فرمایا تھا۔ جبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ رض سے وصیت فرمائی۔ اس وقت تک حضرت عمر فاروق رض اور دیگر حضرات صحابہ کو ان کے مستجاب الدعوات ہونے کا علم نہ تھا۔

فرمایا نبی کے سامنے ہر اُمتی کا اور شیخ کے سامنے سب مریدوں کا درجہ اور اعتقاد برابر نہیں ہوتا۔

اسرار عشق ادب

حضرت اویس قرنی رض کے دربار رسالت حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں تمام عمر نہ حاضر ہونے کا راز و بھید ہمارے مولائی ومرشدی حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ نے جو بیان فرمایا وہ یہ ہے۔ ارشاد فرمایا۔ راسخ الاعتقاد وجان نثار مُرید کے دل میں جب عشق و اعتقاد شیخ جاگزیں ہو جاتا ہے تو عام طریقہ ہے کہ اس وقت (قلب مُریدمیں) ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور ترقی ذوق و شوق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ مُرید کو شیخ کی ظاہری حضوری کا خیال اشتیاق زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ بعض مُرید ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اُن پر ترقی ذوق وشوق کے ساتھ خوف (ادب) طاری اور ساری ہو جاتا ہے۔ اور یہ خوف شیخ کے ظاہری حضوری کے لئے انہیں مانع ہوتا ہے۔ خوف کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خوف ادب' دوسرا خوف ضرر۔ اس راستے کے بعض مُریدوں کو خوف ادب دامنگیر رہا کرتا ہے یعنی جب یہ مُرید شیخ میں جلال وجبروت وہیبت الٰہیہ کا ظہور پاتا اور مشاہدہ کرتا ہے تو اب وہ شیخ کی ظاہری

Marfat.com

حضوری کی جرأت و ہمت نہیں کرسکتا۔ خائف وترساں رہ جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت غوث الثقلین فرماتے ہیں۔ لَاینظر المحبوب هیبۃً والی غیرہٖ غیرۃً۔ پس یہ مرید شیخ کی طرف ہیبت سے اور غیر کی طرف غیرت سے دیکھ نہیں سکتا۔ عام قاعدے کے موافق اس عام راستہ یعنی ترقی ذوق شوق کے زینہ سے بکثرت مریدین شیخ کی ظاہری حضوری میں پہونچ جاتے ہیں لیکن خوف ادب کی راہ کے مرید بہت ہی شاذونادر ہیں جن کا خوف ادب صرف ظاہری حضوری شیخ کے لئے ہی مانع نہیں ہوتا۔ بلکہ شیخ کے زیادہ ذکر و مذکور سے بھی خائف وترساں کرکے ان کی زبانوں پر مہر سکوت لگا دیتا ہے۔ اور یہ لوگ زبانِ حال سے یوں کہنے لگتے ہیں۔ شعر

مرا طاقتِ دیدنِ اُو کجا است ؎ کہ بیخود شوم ہر کہ نامیش برو

اور اس وقت دوسرے بزرگوں کے پردے میں اپنے شیخ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ گویا اپنی بھڑکی ہوئی آتش محبت کو دوسرے بزرگوں کے تذکرے سے ٹھنڈا کرتے ہیں۔ مولانا رُوم فرماتے ہیں۔ شعر

خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں ؎ گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

خوف وادب کی راہ کے لوگوں کو عامۃ الناس سمجھ نہیں سکتے۔ نہ اُن کی حالت کو تمیز کرسکتے ہیں۔ اس گروہ کے سرتاج وسردار غالباً حضرت اویس قرنیؓ ہیں۔ حضرت اویس قرنی رضؓ کے قلب مبارک پر ایسا عالمگیر خوف اور ہیبت طاری تھی۔ کہ آپ شیخ اول وبرحق (حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) کی ظاہری حضوری کا شرف حاصل نہ کرسکے۔ طریقت کے یہ دونوں راستے برحق وافضل ہیں۔ مگر اس خوف ادب کی راہ سے بہت ہی شاذونادر لوگ گئے ہیں۔ ہم نے یہ باتیں کتب درداہ میں نہیں دیکھی ہیں۔ ہمیں ایسا ہی علم اللہ تعالیٰ۔ دیا ہے۔

طاقت دیدار کہاں (بعض اہل علم حضرت اویس قرنیؓ کی تمام عمر دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عدم حاضری کی وجہ خدمت حضرت والدہ ماجدہ ضعیفہ بیان فرماتے ہیں مگر وہ غیر مستحسن ہے کیونکہ عند الشرع والدین کا درجہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پیرو مرشد اور اُستاد کے درجے کے بعد ہے۔ ایسے جلیل القدر مستجاب الدعوات بزرگ عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے حضرت رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دندان مبارک شہید ہونے کی خبر سن کر اپنے بتیس ۳۲ دندان مبارک کو شہید کر دیا۔ بھلا وہ کمتر درجے کے حق خدمت کو ادا کرنے کے سبب سے معذور اور مجبور ہو جائیں اور اعلیٰ اور اشرف اور افضل درجہ کی شرافت اور سعادت یعنی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال کی زیارت و دیدار کو ترک کریں۔ جو اُن کے بھی محبوب ترین مطلوب تھے۔ ایسا گمان اور خیال کرنا اُن کی شان پاک میں لائق نہیں۔ بلکہ اصل وجہ معذوری اور مجبوری اور اس کا سِر اور بھید حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ نے جو بیان فرمایا وہ مطابق شان پاک حضرت اویس قرنیؓ ہے۔ اس کا تعلق عشق سے ہے نہ کہ خدمتِ والدہ ماجدہ سے)

محبت کے اکرام حضرت مولیٰ علی علیہ السلام

(آپؑ ایسے عاشق وشیدائی تھے۔ کہ ایک جان کیا سو جان سے قربان تھے۔ ہجرت کی شب والی حدیث شاہد ہے۔ فتح خیبر والی حدیث آپ کی شان میں ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو محبوب رکھتے ہیں اور ایک حدیث میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ اے علیؑ تمہارا گوشت اور خون ہمارا گوشت اور خون ہے۔ ان روایتوں سے حضرت مولیٰ مشکلکشا علی علیہ السلام کا روحی و قلبی اتحاد و اتصال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ بدرجہ کمال ثابت ہوتا ہے۔ یہ اکرام کامل عشق و محبت اور فنائیت کا ثمرہ ہے)

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری
(خسروؒ)

ارشاد فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت بڑے اور نہایت مشہور راوی ہیں۔ بکثرت احادیث ان سے مروی ہیں مگر مشیت خداوندی کا ظہور اس طرح ہوا کہ خلافت کا معزز عہدہ حضرت ابو ہریرہ کی بجائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ملا۔ پھر دنیا کا سب سے بڑا روحانی سلسلہ معرفتِ الٰہی کا فیض آپ کی ذاتِ اقدس سے آج تک جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا (سلسلہ قادریہ۔ سہروردیہ چشتیہ شریف) حضرت مولیٰ علیہ السلام کے باب میں اور ارشادات بھی تھے۔ افسوس ہے کہ وہ تلاش پر

Marfat.com

حضرات کے تذکرے حضرات بزرگانِ دین کی محبت کے تذکرے اکثر آپ کی مجلس قدس میں ہوئے منجملہ اُن کے یہ ہے۔

محبّت خدا کی شان ارشاد فرمایا کہ سیر الاولیا صفحہ ۳۴۷ پر حضرت محبوبِ الٰہی سلطان نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مُرید را محبت حق تعالیٰ جل علیٰ بر اندازہ محبت پیر خود حاصل می شود۔ ترجمہ:- مرید کو اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کی محبت اپنے پیر کی محبت کے اندازہ پر حاصل ہوتی ہے۔ حضرت محبُوب الٰہی رحؒ نے محبت خدا کی میزان محبت پیر کو فرمایا یہ عظیم الشان ارشاد مبارک مطابق حدیث شریف عمر بن الخطاب رضؓ ہے۔ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایمان کامل کی میزان) کہ جب اپنے جان و مال کی محبّت سے تم کو ہماری محبت زیادہ ہو، تب مومن کامل ہوگے۔

کمالِ محبّت حضرت فخر العارفین قبلہ نے ارشاد فرمایا۔ اس کو یاد رکھنا کہ پیر و مُرشد کی محبت کے کمال سے اُوپر کے حضرات پیرانِ طریقت کی محبت کا کمال ہے۔ ایک ذات پیر میں جامع ہے۔ کل پیرانِ طریقت کا اسما، بزرگانِ دین متفرق ہیں مگر معنی ایک ہے۔ الفاظ مراوف ہیں صحبت اور محبتِ شیخ بہت بڑی چیز ہے۔ مگر اس کے لئے کہ جو اس نعمت عظمیٰ اور محبت کبریٰ کی قدر کرے۔

خُدا پیروں کی محبّت دے فرمایا۔ ایک مُرید نے اپنے حضرت پیر مُرشد صاحب سے عرض کیا۔ کہ حضرت دُعا کریں کہ میرا خاتمہ بخیر ہو۔ اِن بزرگ صاحب نے یہ دعا کی کہ خدا تم کو پیروں کی محبت دے مُرید صاحب اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ پھر دوسری اور تیسری بار عرض کیا کہ حضرت دعا کیجئے کہ میرا خاتمہ بخیر ہو۔ بزرگ صاحب نے ہر مرتبہ یہی دُعا فرمائی کہ خدا تم کو پیروں کی محبّت دے۔ اس مسئلہ کی وضاحت یہ ہے کہ جبکہ محبت خدا کی میزان محبت پیر قرار پائی تو جتنی محبت پیر سے اور پیران طریقت سے زیادہ ہوگی اسی قدر محبت خدا سے زیادہ ہوگی۔ اور جس کو محبت زیادہ ہوگی اس کا خاتمہ بخیر ایمان پر ہوگا۔ پیروں کی محبت الحُبّ لِلّٰہ میں داخل ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ اللہ پاک کا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ پارہ پانچواں سورہ النساء رکوع ۸ ترجمہ:- اے ایمان والو فرمانبرداری کرو اللہ اور اُس کے

Marfat.com

رسول کی۔ اور فرمایا اللہ پاک نے وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا
پارہ ۲۲۔ سورۃ احزاب رکوع نواں۔ ترجمہ: جس نے فرماں برداری کی
اللہ اور اس کے رسول کی پس تحقیق وہ مراد کو پہنچا جو بہت بڑی مراد ہے۔

عشق حضرت مخدوم گلبرگہ شریف

ارشاد فرمایا کہ ہم گلبرگہ شریف کیوں گئے تھے۔ اس لیے گئے
تھے کہ مخدوم سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ کو اپنے پیر و مرشد سے جو عشق تھا۔ اس
عشق پر ہمیں ان سے عشق ہوا۔ اور ہم نے ان کی زیارت کے لئے سفر کیا۔ ان
کا واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت مخدوم شاہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ پالکی میں تشریف
لیے جا رہے تھے۔ اور حضرت مخدوم شاہ سید محمد گیسو دراز نے بکمال محبت و عقیدت
اپنے حضرت پیر و مرشد کی پالکی کو اپنے دوش اقدس پہ اٹھایا تھا۔ چونکہ آپ کے
گیسو دراز تھے اتفاقاً پالکی کے بم میں گیسو آپ کے الجھے اور پھنس کر رہ گئے۔
مگر آپ نے اپنی تکلیف کی پرواہ نہیں کی۔ اور الجھے ہوئے گیسوؤں کو پالکی کے
بم سے نہ نکالا۔ گردن ٹیڑھی گیسو بم میں الجھے ہوئے اسی حالت سے پالکی کو
لیے ہوئے دور تک چلے گئے۔ اور اس خیال سے کہیں نہ رکے کہ مبادا حضرت
کے طبع نازک پر گراں گذرے۔ اور مبادا حضرت کے آرام میں خلل پڑے لیہا
آپ نے ایسی سخت تکلیف کو برداشت کیا۔ اور اپنے حضرت پیر و مرشد کی
بے آرامی اور تکلیف کو ذرا گوارا نہ کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کیسے عاشق
مرید تھے۔ حضرت مخدوم کو جب اپنے مرید کے اس حسن عقیدت اور رعایت
ادب کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے۔ اور ان کے حق میں دعا کی۔ شعر

ہر کو مرید حضرت گیسو دراز شد، واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

آپ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مخدوم گیسو دراز
رحمۃ اللہ علیہ کو مرتبہ قطبیت پہ پہنچایا۔ آپ کی درگاہ کے صدر دروازے
پر یہ شعر کندہ ہے۔ شعر

نیست کعبہ و رکن جز درگہ گیسو دراز، بادشاہ دین و دنیا خواجہ بندہ نواز

Marfat.com

شانِ عشق

ہمارے مولائی و مرشدی حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ العزیز کا رابطہ عشق و محبت اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ العارفین قطب عالم مولانا مخلص الرحمٰن قدس سرہ العزیز سے کیا تھا۔ اس کو تو وہ علام الغیوب جانتا ہے۔ البتہ اس ارشاد بالا سے آپ کے کمال جذبہ عشق و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور قابلِ غور یہ امر ہے کہ نسبتِ عشقیہ کا تعلق معشوق و محبوب کے ساتھ پایا جانا شیوۂ عاشق شیدائی اور مطابق دستور عاشقی ہے مگر عاشق صادق کے عشق پہ عاشق ہونا یہ بات نادر الوجود ہے۔ سُننے میں نہیں آئی۔ تعشق کی یہ اکمل اور ارفع نسبت شان خصوصی حضرت فخر العارفین قبلہؒ ہے جس کا ادراک ہم ناقصین کے فہم و عقل سے بالا ہے۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو عالم عشق و محبت کی شاہی عطا فرمائی۔ آپ کے جام محبت کے فیضان سے ہزاروں لاکھوں سیراب ہوئے۔ آپ دہانِ فیض گوہر بار سے جو ارشاد فرماتے اس میں اکثر سوز و گداز اور عشق و محبت کا درس (سبق) حاضرین کو ملتا۔ اور اُن کے دِل آتشِ عشق کے لمحات سے روشن اور سوختہ ہوتے۔ شعر

دُودۂ آہِ سینۂ سوزانِ من ؛ سوخت ایں افسردگانِ خام را

آپ کے محفل سماع میں جو کلام پڑھا جاتا وہ بیشتر عاشقانہ مضمون کا ہوتا آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم کو ان بزرگوں کے کلام سے زیادہ رغبت ہے جن کے کلام میں اپنے شیخ سے عشق و محبت کا اظہار ہے۔ مثلاً حضرت خسروؒ۔ اور حضرت جامیؒ اور شاہ تراپؒ وغیرہم

محبتؐ کی سرشت

ارشاد فرمایا کہ ہمارے مولائی و مرشدی حضرت والد ماجد صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز فرماتے تھے۔ کہ سب کی خلقت و پیدائش اربعہ عناصر (چار چیزوں) آب و آتش خاک و باد سے ہے اور ہماری پیدائش پانچ چیز سے ہے۔ ایک عنصر محبت حضرت غوث الثقلینؓ یعنی ہماری سرشت میں داخل ہے۔ شعر

بدہ دستِ یقیں اے دل بدست شاہ جیلانی ؛ کہ دست او بُود اندر حقیقت دست یزدانی

Marfat.com

ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اس محبت کے صدقہ میں اپنی رحمتِ کاملہ سے ہمارے مولائیؒ و مرشدی و والد ماجد صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز کے آستانہ پاک کے مریدوں میں بھی کچھ کچھ محبّت دی ہے۔ ایک سے ایک اچھے ہیں۔ جن کا علم اللہ تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے مگر میں ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے کہ حضرات مشائخ ایک مُرید کے حال سے دوسرے مُرید کو آگاہ و خبردار نہیں کرتے۔ اِلّا ماشاء اللہ خاص ضرورت اور مصلحت کی وجہ سے فرماتے ہیں۔

حضرت مولائیؒ و مرشدی قبلہ روحی فداہ ان اشعاروں کو اکثر پڑھتے۔

اشعار

قلم را آں زباں نبود کہ سرِّ عشق گوید باز
ورائے حدِ تقریر ست شرحِ آرزو مندی
دل اندر زلفِ لیلیٰ بند و کارِ عشق مجنوں کُن
کہ عاشق را زیاں دارد مقالاتِ خردمندی
دعائے صبح و شامِ تو کلیدِ گنجِ مقصود ست
بایں راہ و روش میرو کہ با دلدار پیوندی

رموزِ طریقت و شریعت

ارشاد فرمایا کہ مولوی شہاب اللہ کا خیال تھا کہ ولایت اور درویشی آسان چیز ہے۔ ہم نے ان سے کہا ولایت کے لئے دو باتیں شرط ہیں۔ اول شقّ صدر (یعنی شرحِ صدر) دوسرے معراج۔ نبی بغیر شقّ صدر نہیں ہوتا۔ ولی بھی بغیر شقِّ صدر نہیں ہوسکتا ہے۔ نبوت اور ولایت کے لئے معراج اور شقِّ صدر ضروری ہیں۔ البتہ ہر ایک (ولی اور نبی) کے معراج اور شقّ صدر کی نوعیت میں فرق ہے کسی کو

Marfat.com

عالم بیداری میں اور کسی کو عالم رؤیا میں! جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو شقِ صدر تین بار ہوا۔ کیفیت اس کی وہی جانتا ہے جس پر شقِ صدر ہوا۔ دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ علیٰ ہذا معراج کسی کو عرش پر کسی کو کوہِ طور پر۔ کسی کو بطنِ ماہی میں نبی کو ظاہر میں۔ ولی کو ظاہر میں یا باطن میں۔ شعر

موسیٰ سرِ طور آمد عیسیٰ بفلک ماند
احمد بحق نازد ہر کارے دہر مرے

ولایت ظلِ نبوت ہے اس لئے رفتارِ اولیاء رفتارِ انبیاء کے قدم بقدم ہے شرائط دونوں کی ایک ہیں۔ البتہ مرتبہ میں فرق ہے۔ جیسے کہ فرض نماز اور نفل نماز کہ ان کے مرتبے اور درجے میں فرق ہے۔ مگر ان کے شرائط ایک ہیں۔ البتہ حضرات انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ اور حضراتِ اولیاء اللہ محفوظ۔ کتابوں میں بڑی بحث ہے۔ مگر میرے نزدیک حضرات انبیاء اور اولیاء میں فرق یہ ہے کہ نبی معصوم اور مسلوب المادہ اور ولی محفوظ غیر مسلوب المادہ ہے۔ اولیاء کثرتِ ریاضت (اور رحمت خداوندی) سے درجۂ محفوظ میں پہنچتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے بچاتا ہے اور ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ دونوں کا فرق عبارتِ ذیل سے ظاہر ہے۔ ۱ انبیاء علیہم السلام معصوم اور خطا سے بری ہیں ۲ سوتے جاگتے ہر حالت میں بیدار اور ہوشیار ہیں اور غفلت سے مبرا ۳ خواب سے ان کا وضو نہیں جاتا ۴ وحی کے سمجھنے میں ان سے غلطی نہیں ہوتی ۵ ان کے لئے (معاذ اللہ) عزل نہیں ہے مگر اولیاء اللہ ۱ محفوظ ہیں ۲ الہام کے سمجھنے میں صاحبِ ولایت سے غلطی ممکن ہے ۳ اولیاء اللہ کے لئے عزل کا امکان ہے اور اس لئے ہر وقت خائف اور ترساں رہتے ہیں اگر کوئی قصور ہو گیا اور معاف نہ ہوا تو بس معزول! اَللّٰھُمَّ اَحْفَظْنَا اَللّٰھُمَّ احفظنا

امورِ مشترک درمیان نبی اور ولی کے شقِ صدر اور معراج ہیں۔ اور یہ معراج اور شقِ صدر کا ہونا ضروری ہے۔ اور وحی اور الہام خواب اور بیداری میں یکساں ہوتے ہیں۔ اور قیدِ عمر ۴۰ سال سرفرازیِ نبوت اور ولایت کے لئے برابر ہے

Marfat.com

انسانی عقل ۴۰ سال سے پہلے پوری نہیں ہوگی۔ یہ ہی سبب ہے کہ نبی کو نبوت چالیس سال میں ملی۔ الاماشاء اللہ۔ اس سے پہلے نبوت کے بھاری بوجھ کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ ایسا ہی حال ولایت کا ہے جس زمانہ میں نبوت کا دروازہ کھلا تھا اور اُس کو خاص خاص حضرات نے پایا۔ اسی طرح ولایت بھی خاص کے لئے ہے۔ البتہ نبی کے لئے اظہار نبوت اور دعوت و تبلیغ اسلام ضروری ہے، مگر ولی کے لئے اظہار ولایت ضروری نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عورت ولیہ ہوسکتی ہے مگر نبی نہیں ہوسکتی۔ بعض لوگوں نے حضرتِ مریم اور حضرت آسیہ کو نبی کہا ہے، مگر اس اصول کی رُو سے یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔

کب درویش ہوگا فرمایا۔ سالک درویش اس وقت ہوتا ہے کہ جب عالمِ غیب سے اس کا تعلق ہوجائے اور عالمِ غیب سے تعلق ایک عرصے بعد ہوتا ہے۔ بغیر عالمِ غیب سے تعلق ہوئے درویشی اور ولایت کا درجہ نصیب نہیں ہوتا۔ ہاں کشف و کرامات زہد و تقویٰ ہوسکتا ہے (مگر ولی نہیں ہوسکتا)

طریقت کا بلوغ طریقت میں آدمی بیعت سے بیس۲۰ سال بعد بالغ ہوتا ہے۔ اس سے پہلے نہیں ہوتا۔ اگر پانچ برس کے بچے کو خوب کھلائیں پلائیں اور چاہیں کہ وہ ابھی جوان ہوجائے تو کیا ہوگا؟ نہیں ہوگا بلکہ جوان اپنے وقت پر ہوگا اس سے پہلے نہیں ہوسکتا۔ جس طرح کہ شریعت میں بلوغ نِساء کی مدّت نو سال ہے کہ اس سے پہلے بالغ نہیں ہوسکتی بلکہ کوئی لڑکی جگہ دس۱۰۔ گیارہ اور کوئی بارہ سال کی عمر میں بالغ ہوتی ہیں۔ ایسا ہی بلوغ طریقت کا معاملہ ہے۔ طریقت میں بلوغت کی عمر کم از کم بیس سال ہے اور زیادہ کی حد چوبیس۲۴ پچیس۲۵ اور کسی کے لئے تیس۳۰ اور چالیس۴۰ سال کی ہوتی ہے جیسے جس پر عنایت ہوجائے۔ مگر بیس برس سے پہلے فقیری اور درویشی کی بات ہرگز سمجھ نہیں سکتا۔ یہ ہوسکتا ہے کہ بلوغ طریقت سے پہلے شیخ ہوجائے۔ پیر ہوجائے مگر سمجھ بوجھ نہیں سکتا۔ خرق عادات اور کشف ہونا اور شے ہے

Marfat.com

عارف اور ولی ہونا اور شے ہے۔ اگر بیعت کے بیس سال بعد تک سالک ایک خیال پر قائم رہے۔ اور عنایتِ ایزدی شریکِ حال ہو تب کہیں سمجھ سکے گا۔"

فنا بیس برس سے پہلے نہیں

فنا بیس برس سے پہلے نہیں ہوگی پہلے رُوح میں اثر ہوگا جسم میں نہ ہوگا۔

فنا میں تغیر روحانی عالمِ باطن کے اندر ہوتا ہے "قطرہ قطرہ دریا۔ ذرہ ذرہ کوہ"

ولایت چالیس سال سے پہلے نہیں

ہمیں عرصے کے بعد معلوم ہوا کہ چالیس برس تک تو پتہ ہی نہیں چلتا۔ ہم پر تو یہی گذری۔ اوروں کا حال ہم کیا جانیں۔ لیکن ہمارے خیال میں تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ چالیس سال کی عمر سے پہلے ولی نہیں ہوسکتا۔ ہمارے حضرت (والد ماجد صاحب قبلہ) قدس سرہٗ کے وصال کے بیس برس بعد ہمارا سفر کا جانا بند ہوا۔ اب یہ چند برس بیس سال سے زیادہ ہوتے ہیں۔ تم لوگوں کو کیا معلوم اس سے پہلے ہمارا ایمان عجب کشمکش میں تھا۔ اللہ نے اپنا رحم فرمایا

بلوغ طریقت کی تکمیل یعنی مقامِ فنا عالمِ برزخ میں حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں؟

فرمایا کہ ایک شخص مُرید ہوا۔ مگر مرید ہونے کے بعد بیس سال تک زندہ نہ رہ سکا۔ اس مدت کے اندر ہی مر گیا۔ تو کیا اس سالک کو عالمِ برزخ میں یہ مرتبہ فنا نصیب ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جواب ارشاد فرمایا کہ یہ بات اہلِ طریقت کے لئے کتاب میں بھی موجود ہے۔ اور ہمارا تجربہ بھی ہے کہ اس عالمِ دنیا میں اگر سالک نے ابتدائی زینہ ترقی کا حاصل کر لیا تو اس عالمِ ارواح اور برزخ میں اُس کی ترقی درجات برابر ہوتی رہیں گی۔ یہ عالم بھی اللہ کا ہے اور وہ عالم بھی اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اگر خدا چاہے تو یہ مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے اور ترقی جاری رہ سکتی ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرامؒ کے ترقی درجات حیات ظاہر اور وفات کے بعد ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ اور ملائکہ درود بھیجتے ہیں نبی پر۔ اے ایمان والو تم بھی درود اور سلام بھیجو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) یعنی طلب رحمت کی دعا کرو۔ ہم اُن پر رحمت نازل کرتے اور اُن کے مرتبوں کو زیادہ کرتے رہیں گے۔ یہ آیۃ پاک حجت اور دلیل ہے کہ اس عالم سے انتقال کے بعد بھی ترقی اس عالم میں جاری رہتی ہے۔ ورنہ طلب رحمت کا امر اور حکم فرمانا بے سود اور بے معنی ہو جائے گا۔ آخر میں فرمایا:۔ ہم تم لوگوں کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ کچھ سمجھ بوجھ جاؤ۔

صاحب حال اور صاحب مقام

مولوی شہاب اللہ صاحب نے آپؒ سے ولایت کے عظیم الشان شرائط کو سُنا تو حیرت اور تعجب ہوا۔ اس کے بعد ایک دوسرا مسئلہ طمانیتِ قلب کے لئے دریافت کیا۔

مسئلہ:۔ ہمارے برادرانِ طریقت کو جو جوش و خروش اور وجد حال کی کیفیت محفلِ سماع میں ہوا کرتی ہے۔ یہ بڑے مقام کی بات ہے۔ یا کیا؟

جواب ارشاد فرمایا:۔ یہ لوگ صاحب جوش و خروش ہیں۔ جوش و خروش دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک جسمانی اور دوسرا روحانی۔ جسمی جوش و خروش جن کو ہوتا ہے وہ صاحبِ حال کہلاتے ہیں۔ اور روحی جوش و خروش جن کو ہوتا ہے وہ صاحبِ مقام کہلاتے ہیں۔ صاحبِ مقام کے لئے مشاہدہ و مکاشفہ اختیاری ہے۔ وہ اپنے اختیاری مکاشفہ اور مشاہدہ سے تمام روئے عالم اور روئے زمین کے حالات معلوم کر سکتے ہیں۔ مگر بلا ضرورت اور بلا حکم خداوندی ایسا نہیں کرتے ہیں۔ اور اُن کا کشف مشکل سے غلط ہوتا ہے۔ مگر صاحب حال کے لئے مکاشفہ اور مشاہدہ اختیاری نہیں ہے۔ اس لئے بعض اوقات راہِ عرفان میں اِن سے غلطیاں صادر ہوتی ہیں۔ اور کشف صاحب حال

Marfat.com

کا ہمیشہ درست و صحیح نہیں ہوتا۔ ولی کے لئے شیخ ہونا ضروری نہیں۔ اور شیخ کے لئے ولی ہونا ضروری ہے۔ جس طرح کہ مولوی کے لئے مدرس ہونا ضروری نہیں، اور مدرس کے لئے مولوی ہونا ضروری ہے۔

فرمایا (مخاطب سے) ابھی تم لوگوں کا جوش و خروش جسمی ہے۔ روحی جوش و خروش ابھی تک نہیں ہوا ہے۔ فرمایا شیخ کی دو قسمیں ہیں:۔

ایک شیخ کامل اور دوسرا شیخ ناقص۔ شیخ کامل وہ ہیں جنہوں نے سیر الی اللہ سیر فی اللہ۔ سیر من اللہ کے تینوں درجوں کو طے کرلیا۔ اور شیخ ناقص ان کے سوا وہ جن سے رشد و ہدایت کی ضرورت مخلوق خدا کی پوری ہو جائے اور طالب خدا کا کام چل جائے:۔ (جواب ختم)

قلب درست ہے تو سب درست ہے

فرمایا" بتلاؤ کہ انسانی اجزائے جسم میں وہ کون عضو ہے جس کے فاسد ہونے سے سب اعضاء خراب ہو جاتے ہیں اور جس کے صالح ہونے سے سب اعضاء صالح اور درست ہو جاتے ہیں:۔ جواب میں خود ہی فرمایا" وہ قلب ہے"۔ اِذَا صَلُحَ القَلْبُ صَلُحَ الْجَسَد قلب کے صالح ہونے پر جسم صالح ہوتا ہے۔

لعل بے بہا کی پیدائش

فرمایا۔ سب سے قیمتی شئے لعل ہے۔ بتلاؤ لعل اور دیگر غیر قیمتی اشیاء کی پیدائش میں کیا فرق ہے۔ پھر خود ہی جواباً ارشاد فرمایا، غیر قیمتی اشیاء اپنی سطح ظاہر سے نمو پاکر اپنے عمق (مغز گہرائی) تک بتدریج تکمیل کو پہنچتی ہیں۔ لیکن لعل کی پیدائش اس کے برعکس ہے۔ لعل اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ پتھر کے اندر پہلے اس کے جگر میں ایک نقطہ پیدا ہوتا ہے اور پھر اس کے جگر اور عمق سے نقطے کا نشو و نما ہوتا ہے۔ اور یہی نقطہ بڑھتے بڑھتے اپنی سطح ظاہر تک ترقی کرتا اور اس طرح تدریجی طور سے تکمیل اور بلوغ کو پہنچتا ہے۔ اور لعل بے بہا ہو جاتا ہے۔ شعر

قرنہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب
لعل باشد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

Marfat.com

اسی طرح سینۂ مردم میں لعلِ بے بہا پیدا ہوتا ہے کہ اوّل قلب سالک میں روحانیت کا ایک نقطہ (نور) پیدا ہوتا ہے۔ اور جوں جوں یہ نقطہ روحانیت ترقی کرتا ہے بتدریج ظلمانیت جسمانی دُور ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ سالک کا کل جسم روح کے حکم میں ہو جاتا ہے۔

اس شخص کو اب اتنی قدرت ہوتی ہے کہ دو شخص اگر شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہوں تو وہ ان کے درمیان سے نکل جائے گا۔ اور یہ دونوں یونہی کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے۔ ان میں فرق نہیں آئے گا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک بار حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے تشریف لائے تو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پٹکے پر جو آپ کی کمر مبارک میں تھا ہاتھ ڈالا اور اُسے کمر مبارک سے کھینچ لیا اور حلقہ ویسا ہی رہا۔ اس واقعہ سے یہ ثابت ہوا کہ آپ کا جسم مُبارک روح کا حکم رکھتا تھا۔ اس لئے منقول ہے کہ اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا۔ رُوح ہماری جسم ہے اور جسم ہمارا روح ہے (حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے آپ کے اولیاء اُمت کو یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے) جیسا کہ حضرت قطب الاقطاب مولانا سیّدنا عبدالرّزاق بانسہ شریف ضلع بارہ بنکی کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ کی کمر مبارک سے پٹکا نکل گیا اور حلقہ قائم رہا۔

راہ ورسم منزل فرمایا: پہلے آدمی اپنے جوش وخروش کے ساتھ بہت زمانے تک اس راستے پر چلتا ہے۔ جب کچھ ثابت قدمی پیدا ہو جاتی ہے تو اب مشکل کا سامنا ہوتا ہے۔ دشمن اور مخالف اس آدمی کے درپئے آزار ہو جاتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ اس کو راستے سے لوٹا دیں۔ اگر اللہ کی رحمت شامل ہو۔ اور ابتلاء میں نہ ڈالا جائے تو جاں بری ہے ورنہ مشکل ہے۔ دو دشمن ہیں (جو گمراہ کر دینا چاہتے ہیں) ایک خیالات نفسانی اس لیئے کہ یہ ذکر اور مراقبہ میں مانع ہوتے ہیں۔ اور آخر میں بہت ہجوم کرتے ہیں اور فوج در فوج مقابلہ کرتے ہیں۔ دوسرا دشمن شیطان ہے۔ پہلے ایک

Marfat.com

نظر آتا ہے پھر بہت سے آجاتے ہیں اور فوج کشی اور چڑھائی کر دیتے ہیں

شیطان سے مقابلہ

ابلیس (جب راندۂ درگاہ ہوا تو اس نے درگاہ الوہیت میں عرض کیا کہ میری حضرت آدم علیہ السلام سے مخالفت ہے اور ان کی اولاد بھی ہوگی (اور میں اکیلا ہوں) حکم ہوا جتنی اولاد ان کے ہوگی اتنی ہی تیرے بھی ہوگی۔ پس شیطان اور اس کی ذریات سالک (راہِ خدا کا) مقابلہ کرتے ہیں (کہ وہ راستے سے بھٹک جائے) ابلیس کا مقابلہ حضرت غوث پاکؓ سے بھی ہوا تھا شیاطین ایک ایک کر کے سب آپ کے روبرو آئے آپ لاحول پڑھتے تو وہ بھاگ جاتے جب سب مایوس ہو گئے تو آپ نے دیکھا کہ شیطان بیٹھا ہوا اپنا سر پیٹ رہا ہے۔ آپ نے پوچھا اے ابلیس تو کیا کر رہا ہے اس نے جواب دیا "ہم لوگ آپ سے مایوس ہوئے اب ہمارا آپ پر قابو نہیں چلتا" آپ نے فرمایا۔ "دور ہو مردود، ہم تجھ سے اب بھی ڈرتے ہیں۔" فرمایا ہمارے پاس بھی آئے آخر میں فوج کشی کی اور مقابلہ کیا۔ ہم کھڑے ہو گئے اور کہا یا اللہ ہم عاجز ہیں ہمیں تیری رحمت (مدد اور نصرت) درکار ہے۔ فرمایا آدمی جب اس مقام کو پار کر جاتا ہے تب مقام "اشراق" میں پہنچتا ہے۔

مقام اشراق

اس مقام پر پہنچ کر کسی منصب پر فائز ہوتا ہے حضرت غوث پاکؓ نے اس مقام اشراق کو تین سال میں پس پشت کیا (طے کیا) اس مقام میں تعلقاتِ قلب کشف وغیرہ کے ہیں۔

سلوک کے درجے

فرمایا۔ سلوک کے تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ رضائے مولیٰ دوسرا درجہ الہام۔ تیسرا درجہ افعال۔ رضائے مولیٰ کیا ہے۔ سالک کا ہر فعل اللہ کی مرضی اور رضا کے لئے ہو۔ مگر اس بات میں کہ یہ فعل رضائے مولیٰ کے لئے ہے کہ نہیں اس کی تمیز کیسے ہو۔ مثلاً کھانا اظہار امارت کے لئے بھی کھلایا جاتا ہے۔ اور کھانا ثوابِ آخرت کے خیال سے بھی کھلاتے ہیں۔ اور محض رضائے مولیٰ کے لئے بھی۔

Marfat.com

رضائے مولیٰ یہ ہے کہ دینے کو دل نہیں چاہتا مگر خوف خدا سے خالصاً لوجہ اللہ دے۔ سالک مقام رضا سے جب ترقی کرتا ہے تو الہام کا درجہ ہے یعنی اب سالک کے کام بذریعہ الہام ہوتے ہیں کہ اس فعل کو کرو یا نہ کرو۔ مگر الہام مباحات (مباح چیزوں) میں ہوتا ہے۔ فرائض اور واجبات میں نہیں ہوتا۔ اگر الہام فرائض اور واجبات میں ہوتا تو شریعت میں فتور واقع ہوتا (اور دین کا نظام درہم برہم ہوجاتا) پس سالک جب اس مقام سے نکلتا یعنی مقام الہام سے ترقی کرتا ہے تو اب اُسے یہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ اُس کے سب افعال اللہ سے ہوتے ہیں۔ اور خود وہ کچھ نہیں رہتا۔

فنافی العالم

انبیا علیہم السلام کے افعال فنافی العالم ہوتے ہیں۔ یعنی تمام افعالِ عالم اُن کے افعال سے ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ میں بھی سب نہیں بعض ایسے ہیں (کہ اللہ جل شانہٗ اپنی قدرتِ کاملہ سے اُن کو یہ مرتبہ عنایت فرماتا ہے) کہ ان کے افعال فنافی العالم ہوتے ہیں لیکن یہ بات ماورائے عقول الناس ہے۔ (آدمی کی سمجھ سے بالا)

توحید شریعت و طریقت

فرمایا:- "توحید شریعت اور توحید طریقت کی تعریف بیان کرو۔" فرمایا" کہ توحیدِ شریعت یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کو ایک "معبود، خالق جاننا اور اپنے کو ایک بندہ عاجز اور مخلوق سمجھنا اور عبادت کے وقت سب کی طرف سے نظر کا اٹھ جانا۔ اور توحیدِ طریقت یہ ہے کہ اس ایک ذات کے سوا کسی کی ہستی نہیں ہے

توحید شریعت و طریقت کے مقامات

ارشاد فرمایا "حضرت والد صاحب قبلہ" فرمایا کرتے تھے کہ شریعت "اُتر کر" کرنی چاہیئے۔ جب میں نے سُنا تو ایک زمانے تک غور کرتا رہا۔ کہ اس ارشاد کا کیا مطلب ہے؟ آخر عرصہ دراز کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ (یہ اشارہ توحید شریعت و طریقت کے تعین مقامات کے لئے ہے) توحید شریعت کا تعلق مقام ناسوت سے ہے۔ اور توحید طریقت کا تعلق مقامِ

Marfat.com

لاہوت سے ہے (مطلب یہ کہ) عبادات مفروضہ کا وقت آئے تو مقام لاہوت سے (مقام ناسوت میں) اُتر آنا چاہیے۔ اور لاہوت کے عروج سے ناسوت میں نزول کر کے نماز اور بندگی حق ادا کرنی چاہیے۔

فقراء کی ہر دل عزیزی

لوگ اکثر فقراء کی طرف زیادہ رجوع کرتے ہیں علماء کی طرف (اسقدر) نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ذکر قلبی کی وجہ سے تواضع اور فروتنی آتی ہے۔ اور وہ ذکر قلبی فقراء کا طریقہ ہے۔ اور صرف عباداتِ ظاہری سے ان کو یہ بات حاصل نہیں ہوتی اور کبر و نخوت عباداتِ باطنی کے سوا طبیعتِ انسان سے دُور نہیں ہوتی۔ پس فقراء میں کبر و نخوت کا نہ ہونا اور تواضع اور فروتنی کا ہونا اُن کی مقبولیتِ عامہ کا سبب ہے۔ ہر چیز کا ایک خاصہ ہوتا ہے علم ظاہری کا خاصہ علو و برتری ہے۔ اس خاصے کی بناء پر صاحب علم اپنے ہمعصر پر فوقیت چاہتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اس خاصے سے منزہ اور مبرا کر دے۔ اور علم باطنی کا خاصہ۔ تواضع۔ خاکساری فروتنی اور نرم دلی ہے

حضرت ابوبکرؓ کی تلاش

حضرت ابوبکرؓ نے ایک مرتبہ تجارت کے ارادے سے سفر شام کا عزم کیا، تو ہر شخص نے اپنے اپنے شوق کی چیزوں کی اُن سے فرمائش کی حضرت ابوبکرؓ نے اپنے جی میں کہا کہ ہر ایک نے مجھ سے فرمائش کی مگر میں اپنے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر اُن سے تو پوچھوں کہ آپ کی بھی کوئی فرمائش ہے (کہ اس سفر سے میں آپ کی اُس فرمائش کو پورا کروں) حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو اس وقت تک پیغمبری نہیں ملی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ نے آکر آنحضرت سے پوچھا کہ کیا آپ بھی کوئی فرمائش دیں گے؟ آپ نے سوچا کہ اس وقت لوگوں کی یہ حالت ہے کہ خدا پرستی سے غافل ہیں۔ اور مرد خدا پرست کی آپ کو تلاش تھی (کہ کوئی تو ہم خیال نظر آئے) اس لئے حضرت صدیق سے فرمایا کہ ہو سکے تو اس سفر میں کسی خدا پرست کی تلاش

Marfat.com

کرنا اور آکر مجھے بتانا۔ چنانچہ صدیق اکبرؓ شام کی طرف گئے اور تجارت سے فارغ ہو کر ایک راہب (عیسائی درویش) کے پاس گئے اور کہا کہ میرے ایک دوست کی فرمائش ہے اس لئے مجھے کسی خدا پرست کی تلاش ہے۔ راہب نے جواب دیا ہاں ایک شخص ہے جسے آج ہی شب میں پیغمبری ملی ہے۔ لوگ اس سے ہدایت پائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے پوچھا "وہ شخص کہاں ہے" کہا "عرب میں" فرمایا وہ تو ہمارا ملک ہے۔ یہ بتائیے کہ وہ کس قوم میں ہے" کہا "قوم قریش میں سے ہیں" پھر پوچھا "قریش میں تو کئی قبیلے اور کئی شاخیں ہیں مشخص اور متعین طریقہ سے بتلائیے کہ وہ قریش کی کس شاخ میں پیدا ہوئے ہیں۔ کہا "بنی ہاشم میں"۔ فرمایا "وہ تو میرا ہی قبیلہ ہے۔ یہ بتائیے کہ ان کا نام کیا ہے؟" راہب نے جواب دیا "ان کا نام محمدؐ بن عبداللہ ہے"۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس خوشخبری کو سن کر لوٹے اور لوگ ان کے استقبال کو آئے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دیکھا کہ استقبال کرنے والوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ تھے دریافت کیا کہ "محمدؐ کہاں ہیں؟" ایک شخص نے بتایا کہ انھوں نے اپنے آباء واجداد کا مذہب بدل دیا۔ حضرت ابوبکر نے اپنے جی میں کہا یہ تو وہی لقمہ ہے جو راہب نے کہا تھا (اور ان کا کہنا صحیح نکلا) پس حضرت ابوبکر صدیقؓ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان پر تبلیغ اسلام کی اور فرمایا کہ اسلام قبول کریں۔ صدیق اکبرؓ آپ پر ایمان لے آئے۔ فرمایا انسان اپنے حسب شوق چیزوں کا طالب ہوتا ہے۔ آنحضرت کو سوز محبت الٰہی تھا اس لئے آپ نے حضرت صدیق اکبر سے یہ فرمائش کی) خدا کی محبت کا سوز ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتا۔ عرب میں بہت لوگ تھے۔ مگر آپ کے سوا غار میں جا کر کسی نے عبادت نہیں کی (آپ کے سوا کسی میں ذوق خدا پرستی نہ تھا) آپ نبی ہونے سے پہلے غار حرا میں تھے کہ ایک روز سب سے پہلے حضرت جبرئیل اسی غار میں آپ پر ظاہر ہوئے۔ آپ ڈر گئے بھلی صورت نظر آنے پر بھی پہلی بار تو انسان ڈر ہی جاتا ہے۔ مثلاً اگر دیو یا پری نظر آئے تو انسان ڈر ہی جاتا ہے مگر عامل لوگ یہ صورتیں ہمیشہ دیکھا

Marfat.com

کرتے ہیں وہ اِن صورتوں سے ڈرا نہیں کرتے (حضرات انبیا مشاہدہ ملائکہ سے اوّل اوّل تو ڈر جاتے ہیں پھر ڈر ان کا امن و طمانیت سے بدل جاتا ہے)

راہب کی تصدیق

فرمایا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کو اپنے حال اور مقام کا علم و ادراک نہیں ہوتا۔ مگر معاملہ اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ غارِ حرا میں حضرت رسول مقبولؐ کے ساتھ معاملہ ہوا تھا۔ (آپ اس غار میں مشغولِ یادِ الٰہی تھے) کہ دفعتاً ایک شخص ظاہر ہوئے اور (آپ سے معانقہ کیا اور معانقہ کرنے میں آپ کو بھینچا اور دبوچا۔ آپ گھبرا گئے اور ڈر گئے۔ گھر آکر یہ واقعہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے جو آپ پر گذرا تھا بیان فرمایا۔ وہ آپ کو راہب (مسیحی فقیر) کے پاس لے گئیں جو آسمانی کتابوں (توریت و انجیل) پر ایمان لا چکے تھے اور "کتب سماوی" کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کر رہے تھے (ابنِ عیسائی ورقہ بن نوفل) نے فرمایا کہ آپ ڈریں نہیں آپ پر غار میں جو ظاہر ہوئے "ناموسِ اکبر" ہیں یعنی جبریل علیہ السّلام جو انبیا علیہ السلام پر ظاہر ہوتے ہیں جبکہ اللہ جل شانہٗ ان کو منصبِ نبوت پر فائز کرتا ہے۔ پھر انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق فرمائی۔ اور بعض امور کی پیشین گوئی کی (آگے جاکر جو باتیں ظہور میں آنے والی تھیں بعض وہ باتیں بتلائیں)

کلام کا اعتبار

فرمایا قول کا اعتبار قائل کی عظمت و بزرگی کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ قرآن شریف خدا کا کلام ہے اس لئے اس کی قدر اور اعتبار سب سے بڑھ کر ہے۔ اگر حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے کسی چیز کو جائز لکھا ہو۔ اور صاحب ہدایہ نے اسے ناجائز لکھا ہو، تو ہم صاحب ہدایہ کی بات نہ مانیں گے۔ حضرت محبوبِ الٰہی کی بات مانیں گے کہ اُن کے قول کی عظمت زیادہ ہے۔ ہم اپنے مشائخ کے خلاف کسی کی بات نہیں مان سکتے (کہ شریعت و طریقت کے جامع اور رازدارِ دین ہیں)

سیّد الانبیاء

رئیس اور سید کے معنی سردار کے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سید الانبیاء کہتے ہیں۔ رئیس الانبیاء نہیں کہتے

Marfat.com

بتاؤ ان دونوں میں کیا فرق ہے جو کہ آپ کو سیّد کہتے ہیں رئیس نہیں کہتے فرمایا سید الانبیاء اس لئے کہتے ہیں کہ جس وقت تمام سرداروں کی سرداری کام نہ آئے اُس وقت سیّد کی سرداری قائم رہے اور باقی رہے۔ قیامت کے روز سب انبیاء نفسی نفسی پکاریں گے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمتی اُمتی فرمائیں گے اور سب سے اول شفاعت فرمائیں گے۔ پس یہ وہ دن ہوگا جبکہ سرداروں کی سرداری کام نہ آئے گی۔ آپ کی سیادت کام آئے گی۔ اس لئے آپکو سیّد الانبیاء کہتے ہیں۔

معنی عزیز فرمایا۔ عزیز اس بزرگ کو کہتے ہیں جو اپنے زمانہ میں اپنا ثانی نہیں رکھے اور عزیز ہونے کے لئے بہت زمانہ درکار ہے بشعر

چوں یوسف کسے در صلاح وتمیز
بسے سال باید کہ گردد عزیز

اسمِ اعظم فرمایا بتاؤ! اسمائے الہٰی میں اسم ذات (اللہ) کے سوا وہ کونسا اسم ہے کہ جس کے تحت میں باقی تمام اسماء اور تمام صفاتِ الٰہیہ ہیں اور اس اسم الٰہی پر باقی تمام صفتوں کی ہستی موقوف ہے۔ اگر وہ صفت نہ ہو تو پھر تمام صفتیں بیکار رہیں۔ فرمایا یہ صفت اللہ جل شانہٗ کے اسمِ حیؔ میں ہے اگر یہ صفت نہ ہوتی تو اور تمام صفتوں کا ہونا ناممکن ہو جاتا پس یہ صفت تمام صفاتِ کاملہ الٰہیہ کی اصل اور موقوف علیہ ہے۔

محلِ تجلیِ الٰہی فرمایا "خدائے تعالیٰ کی تجلیؔ ایک قلبِ انسان پر ہے اور ایک کلام اللہ پر۔ قلب کثیف ہے (تجلیؔ کا ادراک نہیں کرتا) ریاضت کے بعد (جبکہ دل کی کثافت دور ہو جائے) انسان کو تجلیِ الٰہی کا ادراک ہوتا ہے۔ جب (اپنے قلب کی تجلیؔ کا) ادراک پیدا ہو جاتا ہے تو اس کے بعد (سالک) تجلیِ کلام اللہ کا ادراک کرتا ہے کیونکہ کلامِ الٰہی قلب وروح سب سے لطیف تر ہے۔ آئینہ اگر دھوپ میں رکھا جائے تو اس کا عکس اگر کثیف چیز پر پڑے گا تو منعکس ہوگا۔ اور اگر آئینہ کا عکس ہوا پر

Marfat.com

پڑے گا منعکس نہیں ہوگا اس واسطے کہ ہوا لطیف ہے۔ یہ بات تم ابھی اچھی طرح نہیں سمجھے۔ یوں سمجھو کہ عالمِ ملکوت لطیف ہے۔ لطافت کی وجہ سے ملکوت پر نظر نہیں پڑتی۔ اور تم مشاہدہ ملکوت نہیں کرتے ہو۔ اسی طرح چونکہ ہوا لطیف ہے لہٰذا اس پر انسان کی نگاہ نہیں جمتی جب آدمی کے حواسِ خمسہ درست ہو جاتے ہیں تب ملکوت کا مشاہدہ کرتا ہے۔" فرمایا" ادراک و فہم کا زمانہ داخلِ سلسلہ ہونے کے بیس۲۰ برس بعد سے شروع ہوتا ہے۔

کشف وکرامات ظاہر ہونے کی وجہ

ارشاد فرمایا۔ اُمتِ مرحومہ کے حضرات اولیاء اللہ سے کشف و کرامات کا زیادہ ظہور ہوا ہے۔ اس قدر ظہور کشف و کرامات حضرات صحابہؓ سے نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ حضراتِ اولیاء اللہ کو جو کشف و کرامات دیتا ہے تو ان کے یقین کامل اور اذعان کے لئے صحابہ کرام کو حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حضوری نصیب تھی۔ ہر طرح کا یقین اور اذعان دولتِ حضوری اور آپ کے معجزات سے اُن کو حاصل تھا۔ حضرات اولیاء اللہ کو جو آپ کی اُمت میں ہوتے ہیں ظاہری حضوری نہ تھی۔ پس اُن سے اُن کی زیادتی یقین اور اذعان کے لئے کشف و کرامات کا ظہور زیادہ ہوا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام معجزات اور اولیاء اللہ کرامت سے ہمیشہ خائف اور ترساں رہے ہیں۔ ان کے برخلاف ساحر و جادوگر اپنے سحر و جادو سے نہیں ڈرتے ہیں حضرت غوث الثقلین ؒ نے اس مضمون کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اسے خوب خیال میں رکھنا اور کشف و کرامات سے ہمیشہ خائف و ترساں رہنا کہ یہ اختیاری بات نہیں اور کبھی اس کی طرف التفات نہ کرنا۔

برزخ

مظاہر الاسلام میرٹھی نے عرض کیا کہ فلاں شاہ صاحب کے یہاں برزخ کی تعلیم نہیں ہے۔ فرمایا میرے خیال میں بلا برزخ کے کام نہ چلے گا۔ توحید کے میدان میں بلا نشانہ گھوڑا دوڑانے سے کچھ نہ ہوگا۔ اس مسئلہ میں ارشاد ہوا کہ اسے یاد رکھنا کہ ہم سے اور کسی شیخ و مشائخ سے باتیں تو نہیں

Marfat.com

ہوئیں۔ البتہ مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی سے ایک روز ہم نے پوچھا (جو کہ حضرتؒ کے ہم مکتب بھائی تھے) کہ یہ تو بتایئے کہ مریدی کیا چیز ہے انہوں نے فرمایا کہ میں تو کچھ بھی نہیں سمجھا۔ ہم نے کہا کہ سمجھا بوجھا تو بھائی ہم نے بھی کچھ نہیں۔ مگر برزخ شیخ کے خلاف اگر کوئی ہزار ہا دلیلیں پیش کرے تب بھی ہم نہ مانیں گے۔ اور شبہ ناگفتہ بہ سے رفع ہوا۔ اور جواز برزخ شیخ کے بارے میں تو مثنوی شریف میں بھی مضامین درج ہیں۔ لیکن یہ باتیں کچھ کتابی نہیں ہیں ہمارا تجربہ ہے۔ بس اللہ کی رحمت پر موقوف ہے۔

شہود وجود

ایک روز بعض خادمان دربار شریف سے فرمایا کہ جوش کے زمانہ میں جب شروع شروع میں ہمیں مشاہدہ ہونے لگا تو ڈر معلوم ہوتا تھا اور ان کو ان کو (لوگوں کو) دیکھ کر آنکھیں بند کر لیا کرتے تھے یہ (آنکھیں بند کر لینا کچھ مراقبہ نہ تھا بلکہ ڈر سے اور دہشت سے خود بخود) آنکھیں بند ہو جاتی تھیں۔ اسے شہود وجود کہتے ہیں۔ سمجھے اور اب تو (یہ کیفیت ہے کہ) قدم اٹھاتے ہیں تو دہشت طاری ہوتی ہے۔ نہیں معلوم کہ ڈر کیوں لگتا ہے۔ بات یہ ہے کہ غیرت اور ہیبت لوگوں کو اکثر اندھا کر دیا کرتی ہے کہ وہ مطلوب کی طرف تو ہیبت سے نظر نہیں کر سکتے اور غیر مطلوب کو غیرت سے نہیں دیکھ سکتے۔ اب ہمارا نہ معلوم کیا حال ہے۔

سجدہ حضرت یعقوب علیہ السّلام

جناب مولانا سید احمد صاحب ساکن موضع ساتبا ریہ نواح اسلام آباد نے بیان فرمایا کہ حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے خادم سے دریافت فرمایا کہ سجدہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق تفسیر کبیر والے نے کیا لکھا ہے؟ غلام نے عرض کیا کہ بہت طول وطویل تقریر پیچیدہ کے بعد لکھتے ہیں (اَلْحِکْمَۃُ لَا یَعْرِفُہَا اِلَّا ھُوَ) باپ کا بیٹے کو سجدہ کرنا کسی حکمت کی وجہ سے ہے جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ حضرت قبلہ روحی فداہ علی قدمیہ نے فرمایا۔ آؤ ہم تمہیں وہ حکمت بتائیں جو تفسیر کبیر والے کو نہیں سوجھی۔ ہمارے خدا نے ہم کو بتلایا

Marfat.com

نبی دو قسم کے ہیں۔ نبی مطلق یعنی نبی مستقل اور نبی غیر مطلق یعنی نبی غیر مستقل جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین میں حضرت ہارون علیہ السّلام اور حضرت یوشع علیہ السّلام تھے۔ اور جیسے حضرت لوط علیہ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین میں تھے۔

نبی مطلق وہ ہیں جو مستقل نبی ہوں (ماتحت نہ ہوں) حضرت یعقوب علیہ السّلام اور حضرت یوسف علیہ السّلام دونوں مستقل نبی تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام بنی اسرائیل پر اور حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں قوم قبط پر۔

اور یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ خلیفۂ زماں واجب التعظیم اور رتبۂ خلافت رتبۂ ابوت پر مقدم ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام علاوہ پیغمبر ہونے کے بادشاہ خلیفۃ اللہ علی الارض تھے (زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ) حضرت یعقوب علیہ السلام جب مصر میں داخل ہوتے تو سلطنت کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السّلام کی تعظیم اُن پر واجب ہوگئی۔ کیونکہ اس زمانہ میں بادشاہ کی تعظیم رعیت سجدۂ تحیۃ سے بجالاتی تھی۔ اسی وجہ سے دستور کے موافق حضرت یعقوب علیہ السّلام، حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم سجدۂ تحیۃ سے بجالائے۔ جناب مولانا سیّد احمد صاحب نے فرمایا کہ اس دن سے غلام کو یقین ہوگیا کہ ہمارے حضرت قبلہ روحی فداہ قدس سرہٗ کا تبحرِ علمی تفسیر کبیر والے سے بدرجہا زیادہ ہے۔

اسرار رتبہ پاک

فرمایا عامۃً انسان کی طبیعت میں درشت خوئی اور سنگدلی ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یوں مخاطب فرمایا ہے۔ س۔ ۰ آل عمران رکوع ۷، پارہ چار آیۃ پاک فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ (الی آخرہٖ) یعنی اللہ کی رحمت سے آپ نرم دل ہوئے۔ اگر انسان میں نرمی جبلّۃً (فطرتاً) ہوتی تو حق سبحانہٗ تعالیٰ آپ پر نرم دل ہونے کا احسان نہ جتاتا۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو بات عام ہو۔ اس کے ہونے کا احسان جتایا نہیں جاتا۔ اور اس آیۃ کے تحت میں فرمایا۔ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ط

Marfat.com

ترجمہ:۔ اگر ہوتے تم سخت زبان اور سخت دل (یعنی بے رحم) البتہ بھاگ جاتے وہ تمہارے پاس سے ان آیتوں سے بیشمار باتیں ہمارے علم و ادراک میں آگئیں۔ فرمایا اکثر فقہار ما وراء النہر کے رہنے والے ہیں۔ جہاں کہ لوگ درشت مزاج ہوتے ہیں نرم دل نہیں ہوتے۔ انھوں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو اچھی طرح نہیں سمجھا۔ اسی وجہ سے حدیث شریف اور قرآن پاک سے استنباط اور استخراج مسائل شرعیہ میں اُن سے بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں۔ البتہ وہ فقہار اور علمار جن کے دل نرم ہیں اور ان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے لگاؤ اور مناسبتِ روحانی ہے۔ وہ آپ کی حدیث شریف کے معنی اور اسرار کو اچھی طرح سمجھے اور سمجھ سکتے ہیں۔ شعر

گفت پیغمبر کہ ہست از اُمتم
کو بُود ہم گوھر و ہم ہمتم!

قبولیت دُعار

فرمایا کہ ہم نے سُنا ہے کہ ہمارے حضرت (مولائی) والدصاحب قبلہ نے تمنا اور دعار فرمائی تھی۔ کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ ہمارے لڑکے کو پیغمبری علم نصیب فرمائے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ آپ کی دُعا کی برکت سے ہم کو پیغمبری علم عطا فرمایا تحدیثِ نعمت کے طور پر آپ نے فرمایا کہ ہم اپنے وقت میں تن تنہا ہیں۔ خیالات میں، معاملات میں۔ رنگ میں ڈھنگ میں، رفتار میں گفتار میں سب سے علیحدہ ہیں۔ نہ کوئی ہمارے جیسا ہے اور نہ ہم کسی جیسے ہیں۔ اس دُنیا میں نادر الوجود ہیں۔ شعر مثنوی مولانا روم

نے دعار شیخ نے چوں ہر دعا است ؛ فانی است و گفتِ او گفتِ خدا است

ترجمہ حدیث شریف

فرمایا اس حدیث کو ہم عرصہ دراز تک پڑھتے رہے من جملۃ عقوبات اللہ تعالیٰ لعبدہٖ الطلب مالم یقسم لہٗ اُس چیز کی طلب کرنا جو قسمت میں نہیں ہے۔ بندہ کے لئے عقوبات الٰہیہ میں سے ایک عذاب ہے۔ اس موقع پر آپؒ نے مالم یقسم کی تکرار فرمائی۔

Marfat.com

دعویٰ نہ کرنا فرمایا فقیری کرنا مگر خدائی اور پیغمبری کا دعویٰ نہ کرنا۔ خدائی کا دعویٰ کرنا یہ ہے کہ آدمی یہ چاہے کہ ہر کام اُس کی خواہش کے موافق ہو جائے۔ یہ شان خدا کی ہے۔ ہر کام خدا کی مشیت کی موافق ہوگا۔ بندہ کی خواہش اور مرضی کے مطابق نہ ہوگا۔ اور پیغمبری کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ چاہے کہ سب لوگ عقیدت و ارادت لے آئیں۔ اور ہمیں مقتدا اور پیشوا سمجھیں۔ درویشی کے اصناف تواضع اور فروتنی اور عاجزی اور بیکسی ہیں۔ اس بات کا کبھی اور ہرگز خیال نہ لانا کہ یہ ہُوا اور وہ نہ ہُوا (سالک کو) اطمینان بہت زمانے کے بعد نصیب ہوا کرتا ہے۔

اشعار پسندیدہ حضرت مولائی و مرشدی

فخر العارفین قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز روحی فداہ

واضح ہو کہ ایک دیوان بزبان بنگلہ موسومہ (پربھو پرکچھ) جناب برادر محترم عبد الجلیل صاحب المتخلص بہ جلیل نے طبع کیا۔ اس دیوان میں حضرت مولائی و مرشدی فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ کے پسندیدہ اور مرغوب طبع غزلیں ہیں۔ وہ کلام سر بسر آپؒ کے تخیلات شریفہ اور جذبات عشقیہ کا مرقع ہے۔ اور سالکین طریقت کے لئے مشعل ہدایت ہے۔ آپؒ نے تمام جلیل کی تحسین فرمائی ہے۔ اس بندہ نے کوشش کی کہ دیوان جلیل کا اردو ترجمہ کیا جائے مگر افسوس کہ کامیاب نہ ہوا۔ مگر آپؒ کے پسند خاطر اور مرغوب طبع شریف کچھ کلام حضرات بزرگان دین کے دستیاب ہوئے جن کو آپؒ اکثر بذوق پڑھتے۔ یا بغرض استفادہ اور ہدایت مریدین فرماتے یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

آپؒ کو حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانیؒ کے کلام پاک سے زیادہ رغبت اور ذوق تھا۔ ان دو اشعار کو اکثر پڑھتے سنا گیا۔

حضرت غوث الاعظمؒ

Marfat.com

تَفَرَّدْ وَامْشِ فَانْفَرَدْتُ بِعَزْمِيْ ۞ فَصِرْتُ غَرِيْبًا فِي الْبَرِيَّةِ اَوْحَدَا
تَسَرْمَدَ وَقْتِيْ فِيْكَ فَهُوَ مُسَرْمَدٌ ۞ وَاَفْنَيْتَنِيْ عَنِّيْ فَعُدْتُ مُجَدَّدَا

حل لغات

تفرد۔ تنہا ایک غربت۔ مسافرت۔ صِرتُ ہوا میں۔ غریب مسافر۔ بریّہ۔ جنگل احد۔ اکیلا۔ تسرمد۔ ہمیشہ مدام۔ فیک تجھ میں۔ سرمد۔ ہمیشگی والا۔ عُدتُ۔ اعادہ عود سے واپس ہونا۔ مجدد ا تجدید معنی نیا۔

ترجمہ:۔ منفرد ہوا میں اپنے امر مقصد میں پس یگانہ اور تنہا ہوا میں۔ اپنی مسافرت میں اور اکیلا دشت عرفان میں سفر کرتا پھرا۔ اور ہمیشہ میرا وقت تیرے ہی خیال میں گذرا پس وہ مبارک وقت، دوام جاوید والا ہوا۔ اور فنا کیا تو نے مجھے لوازمات بشری سے پس ہوا میں از سر نو جدید صورت اور نئی فطرت اور طینت اور رنگت والا۔ ان اشعار پاک میں نصیحت سالکین راہ طریقت ہے اور اظہار تشکر ہے منعم حقیقی کا۔

خلاصہ کلام اے میرے مرید اے سالک راہ عرفان عشق تو اس میدان محبت میں تن تنہا مضبوط عزم و ارادہ کے ساتھ باہمت حوصلہ ریاضت اور مجاہدہ اور سفر کی شقتوں کو برداشت کرتا ہوا چل۔ اور ہمہ وقت اس یار کے خیال میں مستغرق ہو جا۔ تاکہ فنا اور وصال کی نعمتوں سے سرفراز کیا جائے۔ اے خدا ہمیشہ میرا وقت تیرے خیال میں گذرا۔ پس وہ مبارک وقت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ابدی ہوا۔ اور فنا کیا تو نے مجھے بشریت سے۔ پس ہو گیا میں نئی صورت نئی فطرت و طینت اور رنگت والا۔

غالباً ان اشعار میں اشارہ ولادت معنوی (ولادت ثانیہ) کی طرف فرمایا گیا ہے جو کہ خلاصہ ہے سیر الی اللہ۔ سیر فی اللہ۔ سیر من اللہ کا۔

مشہور قول ہے۔ کلام الملوک ملوک الکلام۔ بادشاہوں کا کلام۔ کلام کا بادشاہ ہوتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم شہنشاہ دین ہیں۔ آپ کا کلام بھی اس شان کا جامع اور اسرار حقیقت سے لبریز ہے۔

Marfat.com

ان اشعار کی شرح میں ایک غزل جناب محترم مولوی فیاض الرحمن صاحب اسلام آبادی نے لکھی جو پسندیدہ اور مقبول بارگاہ حضرت مولائی و مرشدی فخر العارفین قبلہ ہوئی۔

غزل

نرالا مشغلہ میرا نرالی میری حالت ہے ؛ اکیلا سر بصحرا ہوں میں محو اور دشت غربت ہے
پھرا اطراف عالم میں نہ پایا ہم خیال اپنا ؛ مرا مشرب جداگانہ نرالا دین و ملت ہے
خیال یار میں بس محو بیگانہ ہوں عالم سے ؛ ہیولیٰ عشق کا ہوں آب و گل سے پاک فطرت ہے
گذرتے ہیں مرے اوقات فکر یار میں ہر دم ؛ مری طاعت یہی ہے اور یہی میری عبادت ہے
شکار ناز الفت ہوں شراب عشق پیتا ہوں ؛ بے عشق و محبت اور یہی جنس بضاعت ہے
ہوں قطرہ بحر وحدت کا نمونہ سر قدرت کا ؛ ہوں مظہر ذات وحدت کا عجب میری حقیقت ہے
خیال و وہم انسانی سے بالا ہے مرا رتبہ ؛ ہوں مالا تعلمون میں جو قرآں کی شہادت ہے
بنا ہے دل مرا گنجینہ اسرار سبحانی ؛ سمائے جس میں کل عالم نرالی اسکی وسعت ہے
فنا جب ہو چکی میری تری ذات مقدس میں ؛ نئی رنگت نئی صورت نئی اب میری طینت ہے
سراسر میں ہوں بیچارہ نہیں کچھ اختیار اپنا ؛ میں ہوں آلہ تو ہے مختار کل سب تیری قدرت ہے

غلامی در کی رونق کو ہے شاہی سے کہیں بہتر
رہے سر تیرے قدموں پر یہی فخر و سعادت ہے

قصیدہ حضرت سیدنا غوث الاعظمؓ

مُرِیْدِیْ لَکَ الْبُشْرٰی تَکُوْنُ عَلَی الْوَفَا ؛ اِذَا کُنْتَ فِیْ ضِیْقٍ فَتَنْجُوْ بِھِمَّتِیْ

وفا پر قائم رہنے والے مرید کیلئے بشارت ہے۔ جب تکلیف میں ہو میری ہمت سے نجات ڈھونڈ

مُرِیْدِیْ تَمَسَّکْ بِیْ وَکُنْ بِیْ وَاثِقًا ؛ فَاَحْمِیْکَ فِی الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیَامَۃِ

اے میرے مرید میرے ساتھ چنگل مار اور مضبوط ہو جا بس میں دین و دنیا میں تیری حمایت کروں گا۔

اَنَا لِمُرِیْدِیْ حَافِظٌ مَا یَخَافُہٗ ؛ وَاَحْرُسُہٗ مِنْ کُلِّ شَرٍّ وَّبَلِیَّۃٍ

میں خوف کی حالت میں مرید کا محافظ ہوں میں ہر بلا اور فسادوں سے اس کی حفاظت کرتا ہوں

Marfat.com

وَکُنْ یَا مُرِیْدِیْ حَافِظًا لِعُھُوْدِنَا ؛ اَکُنْ حَاضِرًا لْمِیْزَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

اے میرے مُرید تو اپنے وعدوں کی محافظت کر. قیامت کے دن میں میزان پر موجود رہوں گا

ایضاً

اِذَا نَظَرَتْ عَیْنِیْ وُجُوْہَ حَبَائِبُ ؛ فَتِلْکَ صَلٰوتِیْ فِیْ لَیَالِی الرَّغَائِبُ

جب میری آنکھ چہرۂ محبوب کو دیکھتی ہے۔ شبِ معراج میں میری نماز یہی ہے

وُجُوْہٌ اِذَا مَا اَسْفَرَتْ عَنْ جَمَالِھَا ؛ اَضَائَتْ بِھَا الْاَکْوَانُ مِنْ کُلِّ جَانِبٗ

جب جمال محبوب سے روشن ہوجاتا ہے چہرۂ دل۔ اُس سے ہر چہار جانب تمام عالم روشن ہوجاتا ہے

وَمَنْ لَمْ یُوْفِ الْحُبَّ مَا یَسْتَحِقُّہٗ ؛ فَذَالِکَ الَّذِیْ لَمْ یَاتِ قَطُّ بِوَاجِبْ

جس نے محبت کا حق پورا ادا نہ کیا اُس نے اپنے فرائض کو ہرگز پورا نہیں کیا

ایضاً

شِفَائُکَ عِنْدِیْ غَیْرَ اَنِّیْ اُحِبُّ ؛ اَنْ اَرَاکَ فِیْ فَرْشِ الْمَحَبَّۃِ مُسْقِمًا

میرے نزدیک تیری شفا اس کے سوا نہیں ہے کہ تجھے فرشِ محبت پر بیمار دیکھوں

اَلَا مِثْلَ لَیْلٰی یَقْتُلُ الْمَرْءُ نَفْسَہٗ ؛ وَیَحْلُوْ لَہٗ مُرُّ الْمَنَایَا وَ یَعْذِبُ

آگاہ ہو لیلیٰ ایسے معشوق کیلئے آدمی اپنے کو قتل و ہلاک کرتا ہے اور موت کی تلخی اسکے لئے شیریں اور مزیدار ہوجاتی ہے

از کتاب مَاثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ مِنْ اَیَّامِ السَّنَۃِ مولفہ مولانا حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ

ایضاً

لَقَدْ لَسَعَتْ حَیَّۃُ الْھَوٰی کَبِدِیْ ؛ فَلَیْسَ لَھَا طَبِیْبٌ وَلَا رَاقِیْ

تحقیق ڈس لیا میرے جگر کو محبت کے زہریلے سانپ نے؛ بس اس کا کوئی علاج اور منتر نہیں ہے طبیب کے پاس

اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ ھُوَ لِیْ طَبِیْبٌ ؛ فَعِنْدَہٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ

مگر میرا حبیب ہی میرے لئے طبیب ہے، بس میرے حبیب کے پاس اس کا منتر و علاج ہے

مَحَبَّتُکَ رَاحَتِیْ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ ؛ وَذِکْرُکَ مُوْنِسِیْ فِیْ کُلِّ حَالِیْ

تیری محبت میری راحت ہے ہر زمانہ میں۔ اور ذکر تیرا مونس ہے ہر حال میں

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ ؛ فَقُلْتُ لِخَمْرِیْ نَحْوِیْ تَعَالْ

محبت نے مجھے وصال کے پیالے پلاتے پھر میں نے شراب محبت سے کہا۔ آ میری طرف

مُرِیدِی لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّی ؛ عَطَانِی رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِ

اے میرے مرید مت ڈر خدا میرا پروردگار ہے۔ مجھے بلندی عطا فرمائی ہے میں نے پایا مقصد۔

اِذَا تَہَامَدَتِ النُّفُوْسُ فِی الْہَوٰی ؛ فَالْخَلْقُ یَقْضِبُہٗ فِی حَدِیْدٍ بَارِدٍ

جب تک بعض نفوس محبت الٰہی کے زینہ پر چڑھتے ہیں تو مخلوق انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہونچاتی ہے

جس طرح کرہار کی نہائی پر پیا پے ضرب لگاتے ہیں اور لوہے کو کوٹا جاتا ہے۔

مناجات حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ

ھَجَرْتُ الْخَلْقَ طُرًّا فِی ھَوَاکَ ؛ وَاَیْتَمْتُ الْعِیَالَ لِکَیْ اَرَاکَ

تیری محبت میں میں نے کل مخلوق سے جدائی اختیار کی اور تیرے دیکھنے کیلئے بال بچوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دیا

وَاِنْ بِکَ یَا مُھَیْمِنُ قَدْ عَصَاکَ ؛ فَلَمْ یَسْجُدْ لِمَعْبُوْدٍ سِوَاکَ

اے خدا اگر بندہ نے تیری نافرمانی کی مگر تیرے سوا کسی کو سجدہ نہیں کیا

اِلٰھِیْ عَبْدُکَ الْعَاصِیْ اَتَاکَ ؛ مُقِرًّا بِالذُّنُوْبِ فَقَدْ دَعَاکَ

اے خدا تیرا گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں اقرار گناہ کرتا اور تجھے پکارتا ہوا آیا ہے

وَاِنْ تَغْفِرْ فَاَنْتَ لِذَاکَ اَھْلٌ ؛ وَاِنْ تَطْرُدْ فَمَنْ یَرْحَمْ سِوَاکَ

اگر تو معاف فرمائے تو اہل اس کا ہے۔ اور اگر دھکا دے تو تیرے سوا کون رحم کرے گا۔

لاجد

اِلٰھِیْ اَنْتَ ذُوْ رَحْمٍ تَرَحَّمْ ؛ عَلٰی مَنْ یَسْتَحِقُّ الْھَلَاکَ

اے اللہ تو رحیم ہے رحم فرما مستحق ہلاکت پر رحم فرما

فَاِنِّیْ مُذْنِبٌ عَاصٍ اَسِیْرٌ ؛ وَعَبْدٌ عَاجِزٌ مِنْ مُبْتَلَاکَ

میں گنہگار نافرمان اسیر نفس ہوں مگر تیری محبت میں یہ بندہ عاجز مبتلا ہے

مقولہ المجذوب

خَیَالُکَ فِیْ عَیْنِیْ وَذِکْرُکَ فِیْ فَمِیْ ؛ وَمَثْوَاکَ فِیْ قَلْبِیْ فَاَیْنَ تَغِیْبُ

تیری صورت میری نظر میں تیرا ذکر میری زبان پر۔ تیرا گھر میرے دل میں بس تو کہاں چھپے گا۔

Marfat.com

مَقولۂ المصلح

جَمالُکَ فِی عَیۡنِیۡ وَذِکۡرُکَ فِی فَمِیۡ ، وَحُبُّکَ فِی قَلۡبِیۡ فَاَیۡنَ تَغِیۡبُ

تیرا جمال میری آنکھوں میں اور تیرا ذکر میری زبان پر۔ اور تیری محبت میرے دل میں تو کہاں چھپے گا

مثنوی مولانا رومؒ

مقامِ خواجہ برتر از گمان است ، برون از حد تقریر و بیان است
گر بگویم تا قیامت نعتِ اُو ، نعتِ اُو را غایت و مقطع مجو
مدحِ او حیف است با زندانیاں ، گویم اندر مجمعِ رُوحانیاں
شمس تبریزی کہ نورِ مطلق است ، آفتاب آمد ز انوارِ خوش است
در بشر روپوش گشت است آفتاب ، فہم کن وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِالصَّوَاب
ہمچو اسمٰعیل پیشِ جاں بہ ، شاد و خنداں پیشِ تیغش جاں بدہ
تا بماند جانِ تو خنداں ابد ، ہمچو جانِ پاک احمدؐ با اَحد
عاشقم بر رنج خوش و زَدَرْدِ خوش ، بہرِ خوشنودی شاہِ فردِ خوش
چوں خلیل آمد خیالِ یارِ من ، صورتش بُت معنیٔ او بُت شکن
شکرِ معطی را کہ چوں او در رسید ، دَر خیالش جاں خیالِ خود پدید
عاشقم بر لطف و بر قہرش بجِد ، اے عجب من عاشقم ایں ہر دو ضد
گفت پیغمبر کہ ہست از اُمتم ، کو بُوَد ہم گوہرِ و ہم ہمتم
دوزخی بودم پُر از شور و شقی ، کرد دستِ فضلِ او یم کوثری
میلِ معشوقاں نہاں است و ستیر ، میلِ عاشق باد و صد طبل و نفیر

اشعار مختلف فارسی

منکہ رہ بردم بگنج حسن بے پایانِ دوست ، صد گدائے ہمچو خود را بعد ازیں قاروں کنم
گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید ، ہیچ راہے نیست کو را نیست پایاں غم مخور
چوں صبا افتان و خیزاں میروم تا کوئے دوست ، خدمتِ رِندا استمداد ہمت می کنم

Marfat.com

ماشاءاللہ کہ حساب بلند حشم باک نیست — فال فردا می زنم امروز عشرت می کنم
حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو — کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معما را
نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند — جوانانِ سعادتمند پندِ پیر دانا را
ملک دل کردی خراب از تیغ ناز — و اندریں ویرانہ سلطانی ہنوز
خانہ خالی کن دلا تا منزلِ جاناں شود — کیں ہوسناکان دل و جاں جائے دیگری کنند
اے صاحب کرامت شکرانۂ سلامت — روزے تفقدی کن درویش بے نوا را
بیا جاناں منور کن ز روئیت مجلسِ ما را — کہ در پیشت غزل خوانیم در پایت سر اندازیم
ناز مینا مہر تو سوزے میاں جانِ نہاد — شوقہائے آتشیں در سینہ بریاں نہاد
زہد و تقویٰ را گزیدم دین و کیش — زانکہ می دیدم اجل را پیش پیش
زہد و تقویٰ درفگندم زیر پائے آن صنم — مذہب عشق است و رندی ما شریم جوش و خروش
زاہدِ ظاہر پرست از حال ما آگاہ نیست — در حق ما ہرچہ گوید جائے ہیچ اکراہ نیست
در طریقت پیش سالک ہرچہ آید خیر اوست — در صراط المستقیم اے دل کسے گمراہ نیست
آزمودم عقل دور اندیش را — بعد ازاں دیوانہ سازم خویش را
بیاباں نوردانِ بے قافلہ — تہی دست مردان پُر حوصلہ
خاک درگاہست دلم را می فریفت — خاک بر سروے کہ خاکت می شگیفت
سخن کز دل بروں آید بدلہا دردروں آید — سخنہائے زبانی جملہ برباد ہوا گردد
من کیستم تا ہر زباں پیشِ نظر بینم ترا — یک رہگذر کن سوئے من تا در گذر بینم ترا
حال جامی را چہ پرسی تیر خوردہ بر جگر — گہے افتاں گہے خیزاں از نگاہِ چشم تو
از بزم وصفا و شادکامی — یک جام حوالہ کن بجامی
دردیست دریں سینہ کہ گفتن نتوانم — ویں طرفہ کہ آں نیز نہفتن نتوانم
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد — وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد
ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں — رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

Marfat.com

عقل گرداند که دل در بند زلفش چوں خوش است ۔۔۔ عاقلاں دیوانه گردند از پئے زنجیر ما
تحصیل عشق و رندی آساں نمود اوّل ۔۔۔ جانم بسوخت آخر در کسب ایں فضائل
جہانِ فانی و باقی فدائے شاہد و ساقی ۔۔۔ که سلطانیِ عالم را طفیلِ عشق می بینم
دیده سعدی و دل ہمراه تست ۔۔۔ تا نه پنداری که تنہا میروی
خوباں بسے به نظر بیایند و بگذرند ۔۔۔ آں شوخ دیگراں نبد که در سینه جا کنند
ہست بسیار اہلِ حال از صوفیاں ۔۔۔ نادر است اہلِ مقام اندر میاں
نیست آساں پنجه بر زلف پری رویاں زدن ۔۔۔ خونِ دل می باید از دیده بداماں ریختن
الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا ۔۔۔ که عشق آساں نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا
مرا در منزل جاناں چه امن عیش چوں ہر دم ۔۔۔ جرس فریاد می دارد که بر بندید محملہا
سحر با باد می گفتم حدیثِ آرزومندی ۔۔۔ خطاب آمد که واثق شو بالطاف خداوندی
قلم را آں زباں نبود که شرح عشق گوید باز ۔۔۔ ورائے حدِ تقریر است شرح آرزومندی
دل اندر زلف لیلیٰ بند و کار عشق مجنوں کن ۔۔۔ که عاشق را زیاں دارد مقالاتِ خردمندی
دعائے صبح و شامِ تو کلیدِ گنج مقصود است ۔۔۔ بایں راه و روش میرو که با دلدار پیوندی
به تیغم گر زند دستش نه گیرم ۔۔۔ وگر تیرم زند منت پذیرم
بفریادم رس اے پیر خرابات ۔۔۔ بیک جرعه جوانم کن که پیرم
به گیسوئے تو خوردم دوش سوگند ۔۔۔ که از پائے تو من سر بر نگیرم
مرا عہدیست با جاناں که تا جاں در بدن دارم ۔۔۔ ہوا دارانِ کویش را چو جانِ خویشتن دارم
الا اے طوطیِ گویائے اسرار ۔۔۔ مبادا خالیت شکر ز منقار
سرت سبز و دلت خوش باد جاوید ۔۔۔ که خوش نقشے نمودی از خطِ یار
سخن سربسته گفتی با حریفاں ۔۔۔ خدا را زیں معما پرده بردار
مزن بر دل ز نوکِ غمزه تیرم ۔۔۔ که پیشِ چشم بیمارت بمیرم
نصابِ حسن در حدِ کمال است ۔۔۔ زکاتم ده که مسکین و فقیرم
قدح پر کن که من از دولتِ عشق ۔۔۔ جواں بختِ جہانم گرچه پیرم
چناں پر شد فضائے سینه از دوست ۔۔۔ که فکرِ خویش گم شد از ضمیرم

Marfat.com

گداں عوغا کہ کس کس را نہ پرسد | من از پیرِ مغاں منت پذیرم
فراواں گنجِ غم در سینہ دارم | اگرچہ مدعی بیند فقیرم

ساقیا برخیز و در دہ جام را | خاک بر سر کن غمِ ایام را
گرچہ بدنامی است نزدِ عاقلاں | مانمی خواہیم ننگ و نام را
محرمِ رازِ دلِ شیدائے خویش | کس نمی بینم ز خاص و عام را
بادل آرامے مرا خاطر خوش است | کز دلم یکبار برد آرام را

مہر رخت سرشت من خاک درت بہشت من | عشق تو سرنوشتِ من راحتِ من رضائے تو
دلق گدائے عشق را گنج بود در آستیں | زود بسلطنت رسد ہر کہ بود گدائے تو
ملکہ ملول گشتہ از نفسِ فرشتگاں | قال و مقال عالمے میکشم از برائے تو

دیدہ لبریزم سراپا انتظارِ کیستم | ذوق دیدارے کہ دارم بیقرارِ کیستم
بہر زاہل بیا لبیک گویاں ہا یقین کوکب | اگر کعبہ ندیداستی بخاک ہند بین اینجا
دل را بدام زلفِ تو بستن قصورِ من | مشکیں کمند طرہ کشادن گناہ کیست

حیدریم قلندرم مستم | بندۂ مرتضیٰ علی ہستم
پیشوائے تمام رندانم | کہ سگِ کوئے شیرِ یزدانم

شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ
دین ہست حسینؑ دیں پناہ ہست حسینؑ
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

با مدعی مگوئید اسرارِ عشق و مستی | تا بیخبر بمیرد در رنجِ خود پرستی
غوث الاعظم بمن بے سر و ساماں مددے | قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے
چونکہ ترا اے ظہیر زیرِ زمیں خفتن است | ماتمِ خود خود بکن خوش دل و خنداں مباش
بے حجابانہ در آ از درِ کاشانۂ ما | کہ کسی نیست بجز دردِ تو در خانۂ ما
ہمہ گویند کہ خونخوارش حلقے بجاں آمد | من ایں گویم کہ بہر جان من خونخوارہ تر بادا
آئینہ مغرور حسنِ خویشتن ہرگز نہ شد | بلکہ می بیند جمالے در جمالِ خویشتن

Marfat.com

قطرۂ زاں بادہ کوہ طور را صد پارہ ساخت　　عاشقِ مسکیں کجا ماند بجالِ خویشتن
پائے دل در کوئے عشقت تا بزانو در گل است　　ہمتے دارید با من زانکہ کار مشکل است
بیا بابِ اجابت درگہِ شاہِ جہانگیر است　　کلیدِ باغِ جنت روضۂ شاہِ جہانگیر است
اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آزری　　ہر چند وصفت می کنم لیکن ازاں بالاتری
آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام　　بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری
صورت گرِ نقاشِ چیں رو صورتِ یارم ببیں　　یا صورتے کش بر چنیں یا ترک کن صورتگری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی　　تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری
خسرو غریب است و گدا افتادہ در کوئے شما　　باشد کہ از بہرِ خدا سوئے غریباں بنگری

بخوبی ہمچو مہ تابندہ باشی　　بملکِ دلبری پایندہ باشی
جہاں سوزی اگر در غمزہ آئی　　شکر ریزی اگر در خندہ باشی
من درویش را کشتی بغمزہ　　کرم کردی الٰہی زندہ باشی
ز قیدِ دو جہاں آزاد باشم　　اگر تو ہمنشین بندہ باشی
جفا کم کن کہ فردا روزِ محشر　　بروئے عاشقاں شرمندہ باشی
بہ تندی و بشوخی ہمچو خسرو　　ہزاراں خانماں برکندہ باشی
اے دل بگیر دامنِ سلطانِ اولیاء　　یعنی حسین ابنِ علی جانِ اولیاء
من پاکباز عشقم ذوقِ فنا چشیدہ　　آہوئے دشت ہویم از ماسوا رمیدہ
بدہ دستِ یقیں اے دل بدستِ شاہ جیلانی　　کہ دستِ او بود اندر حقیقت دستِ یزدانی
نیاز اندر قیامت بے سر و ساماں نخواہی شد　　کہ از حبِ تولائے علی داری تو سامانے

اشعار اردو

فاعلِ مختار ہے اللہ جو چاہے کرے　　بندہ بیچارہ سراپا عاجز و مجبور ہے
تراب اس نوجوانی میں مجھے پیروں کی نعمت دی　　بنایا پیر مجھ کو میں تو اپنے پیر کے قرباں
حاجیو گر راہِ بیت اللہ بھولا ہے تراب　　اپنے مرشد کا تو اس کو آستانہ یاد ہے
جب تلک تجھ سے نشانِ یار کوسوں دور ہے　　جس جگہ پر تو نہ ہوگا وہ وہیں بھرپور ہے
ہمارے سر پہ اس عالم میں دونوں میں　　ہے سایہ خداوندا ہمارے پیر و مرشد کا

Marfat.com

باغِ جہاں میں اک گلِ رعنا تمہیں تو ہو　　عالم ہے جس پہ والہ و شیدا تمہیں تو ہو

قطبِ عالم غوثِ اعظم پیر کامل باخدا　　مصطفٰے سے خاص نسبت ہے ہمارے پیر کی

رحم کر مولیٰ تو ذاتِ کبریا کے واسطے　　دے رہا ہوں تجھ کو اتنے اصفیا کے واسطے

حرمتِ راز و نیاز اولیاء کے واسطے

اپنے مولا کے قدم کے سائے کے نیچے جیوں　　اور مرنا ہو تو ان کے آستانہ پر مروں

زندگی و موت ہو ان کی رضا کے واسطے

پھرے زمانہ میں چار جانب نگار یکتا تمہیں کو دیکھا
حسین دیکھے جمیل دیکھے ولیک تم سا تمہیں کو دیکھا
کسی میں ہے کوئی خوش نمائی کسی میں ہے کوئی دلربائی
مگر باندازِ کبریائی صنم سراپا تمہیں کو دیکھا
فلک پہ ہیں مہر و ماہ روشن زمیں پہ ہیں شاہدانِ پُر فن
مگر بناز و ادائے شیریں عزیز دلہا تمہیں کو دیکھا

جب ہی جا کے مکتبِ عشق میں سبقِ مقامِ فنا لیا
جو لکھا پڑھا تھا نیاز نے اُسے صاف دل سے بھلا دیا

بوالہوس پاؤں نہ رکھیو کبھی اس راہ کے بیچ
کوچۂ عشق ہے یہ رہگذرِ عام نہیں
بوالہوس عشق کو تو خانۂ خالہ مت بوجھ
اس کا آغاز تو آساں ہے پر انجام نہیں

Marfat.com

حسب و نسب

اور

حضرت مولانا عبدالقیّوم صاحب قبلہؒ

حضرت مولانا عبدالقیوم صاحبؒ ہمارے مولائی و مرشدی حضرت فخرالعارفینؒ کے حقیقی بڑے بھائی تھے۔ آپ نہایت زبردست عالم اور مدرسہ عالیہ ہوگلی کلکتہ کے ہیڈ مولوی اور بورڈنگ کے ناظم تھے۔ تمام عمر درس و تدریس میں گذاری لیکن آپ کا میلان طبع طریقت کی جانب نہ تھا۔ ایک بار آپ کے والد ماجد حضرت شیخ العارفینؒ نے باریک کپڑے کی دھوتی انہیں پہنے دیکھ کر اس لباس ناپسند پر خفگی اور ناخوشی ظاہر فرمائی۔ اور گھر میں جا کر یہ ارشاد فرمایا۔ اُن سے کہہ دینا کہ ہمارے حضرت پیرو مرشد کی خدمت میں پھاگل پور شریف حاضر ہوں اور وہاں کی خاک آستانہ چاٹ کر اور آدمیت سیکھ کر آئیں۔ چونکہ انہوں نے اس فرمان کی تعمیل نہیں کی اس لئے امر طریقت میں پھر آپ نے اُن سے کچھ نہ فرمایا۔ جناب مولوی صاحب موصوف نے دو کامل و اکمل بزرگوں یعنی اپنے والد ماجد حضرت شیخ العارفین کا زمانہ اور اُن کے شیخ و مرشد قطب عالم سیدنا حضرت سیّد شاہ امداد علی قدس سرہٗ کا زمانہ پایا۔ لیکن پھر بھی غفلت کی وجہ سے مُرید نہ ہوئے۔ اور اس سعادتِ عظمیٰ سے بہرہ ور نہ ہوسکے۔ کسی اور بزرگ اور درویش کی طرف بھی اُن کی طبیعت مائل نہ ہوئی۔ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو جاذبہ رحمتِ الٰہی کا ظہور ہوا۔ اور انہوں نے دیکھا کہ ارادتِ بیعت کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ بس ہمارے حضرت

Marfat.com

قبلہ وکعبہ سیّدنا فخر العارفینؒ کو بلا کر باصرار خواہش کی کہ مجھے مرید وتلقین کر دیجئے گمر آپؒ نے اس لحاظ سے کہ آپ بڑے بھائی ہیں ادباً تامل فرمایا۔ آخر بعد اصرار کے سبب آپؒ نے اپنے والد قدس سرہٗ کی طرف سے مُرید فرمالیا۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ حضرت والد ماجد کو آپ اپنا مرشد تصور کیجئے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپ کو والد ماجد قدس سرہٗ کے احاطہ مزار پاک میں جگہ دی جائے گی چنانچہ بعد انتقال آپ نے پائیں مزار شریف میں جگہ پائی۔ اس موقعہ پر حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ نے سب لوگوں کے رُوبرو اعلان فرمایا۔

اعلان عظیم الشّان

اس احاطہ کے اندر صرف وہ لوگ دفن ہوں گے جو اس آستانہ پاک کے مُرید ہیں۔ جو شخص کہ اس آستانہ پاک کا مُرید نہ ہو خواہ وہ بادشاہ وقت ہی ہو۔ اُسے یہاں دفن کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کسی غیر مُرید کو یہاں دفن کیا گیا تو اُسے یہاں دفن ہونے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور جس طرح کہ گنہگار کی نعش حرمین شریفین سے علیحدہ کر دی جاتی ہے اسی طرح خدا کے حکم وقدرت کاملہ سے اسکی نعش بھی یہاں سے علیحدہ کی جائے گی۔

خاندانی از آدم تا ایندم شرف برقرار ہے

پیارے میاں اور مظاہر الاسلام میرٹھی سے ارشاد فرمایا

ہمارے چچازاد بڑے بھائی مولوی خلیل الرحمٰن صاحب ایک روز کشتی میں ہمارے ساتھ شہر چاٹگام جارہے تھے۔ ہمارے خاندانی اور نسبی حالات جو بزرگوں سے سُنے تھے اور تحقیق وثوق کے ساتھ معلوم تھے ہم سے بیان کرتے رہے کہ ہم لوگ سیّدزادے ہیں اور بڑے میاں اور چھوٹے میاں کی اولاد سے ہیں۔ یہ تذکرہ حصّہ اول سیرت فخر العارفین کے صفحہ (۴ میں ہے) ہم سُنتے رہے۔ ہمیں ان تمام باتوں کے دریافت کرنے کا شوق نہیں رہا۔ اور ہم یہ سب باتیں نہیں جانتے۔ لیکن ہمارا خون جوش مارتا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہماری نسل میں خلط ملط نہیں ہوا ہے۔ آجکل تو بہت خلط ملط ہو گیا۔ سیّد مغل بن گئے اور شیخ سید کہلانے لگے۔ اور زمانہ کا یہ انقلاب ہے کہ شہزادے غلام زادے اور غلام زادے شہزادے بن گئے۔ عرب میں بھی بہت

Marfat.com

خلط ملط ہو گیا۔ عرب میں فی زمانہ صرف دو خاندان زیادہ قابل اعتبار ہیں۔ ایک شریف کا خاندان دوسرا (شیبی کا) عثمانی خاندان۔

جس خاندان میں اس وقت تک خانۂ کعبہ کی کلید برادری برقرار ہے یہاں شاہ شجاع کے خاندان کے بہت لوگ ہیں جو برہما اور ارکان میں مزدوری کرتے ہیں۔ اب انہیں شہزادے کون کہے گا لیکن اصل میں وہ شہزادے ہیں کہ نہیں۔ پیارے میاں نے عرض کیا بے شک وہ شہزادے ہیں۔

فرمایا۔ اسی طرح دنیا میں سب قوموں میں خلط ملط ہو گیا۔ ادنیٰ اعلیٰ ہو گئے اور اعلیٰ ادنیٰ ہو گئے۔

تبسم کے ساتھ فرمایا۔ ہم تو کچھ جانتے وانتے نہیں۔ پیارے صاحب کچھ آپ ہی بتائیں کہ آپ کون ہیں شیخ ہیں تو کون سے شیخ ہیں۔ اور کس نسل سے ہیں۔ پیارے میاں خاموش رہے۔

اور آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ ایک روز بعد مغرب ہم مراقبہ میں تھے۔ ہمیں معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک ہمارے نسب پر حرمت کا داغ نہیں ہے۔ ہمیں یہ تو معلوم نہیں ہے کہ ہمارے اسلاف کون کون مذہب و ملت اور کس کس قوم کے لوگ رہے لیکن یہ معلوم ہوا کہ ہمارے اجداد اور ہماری جتنی مائیں تھیں وہ جس شریعت یا جس مذہب کے پابند رہے ہوں مگر سب اپنی ملت و قوم اور اپنے مذہب و طریقہ کے مطابق نکاح کرتے چلے آتے ہیں۔ اور ہم نکاح کے ذریعہ ہر پشت سے پار ہوتے ہیں۔ حرمت کا داغ ہمارے نسب پر نہیں آیا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہمارے سلسلۂ نسب خاندانی میں سے کسی کی اولاد پر بھی حرمت کا داغ نہیں ہے۔ صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم جتنی پشتوں سے پار ہوتے ہیں اس سلسلہ پر حرمت کا داغ نہیں ہے۔

مراقبہ میں یہ ماجرا ہم پر ظاہر ہوا تو اس کے بے شمار دلائل بھی ہمارے ورود آئے لیکن ہم ان کا ذکر نہ کریں گے۔

کیا ایسی بات کسی کے خیال میں بھی آسکتی ہے۔ ہم سکندر شاہ سے اس کا

Marfat.com

تذکرہ کرسکتے ہو۔ اس روز سے نہ معلوم کیوں یہ خیال زور سے بار بار قلب میں گزرتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام سے لیکر اس وقت تک ہمارے نسب پر کسی جگہ بھی حُرمت کا داغ نہیں ہے۔ حدیث میں حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے حسب و نسب کے بارے میں اسی قسم کا ارشاد فرمایا ہے۔

ہمارے بڑے بھائی مولوی عبدالقیوم صاحب مرحوم کے ساتھ اُن کے مرض الموت میں رحمت خداوندی کا جو معاملہ ہوا۔ اگر ہمارے نسب میں یہ بات نہ ہوتی تو اُن کے ساتھ یہ معاملہ نہ ہوتا ان کی نسبت ہمیں خواب میں معلوم ہوا۔ چونکہ وہ مُرید نہیں ہیں۔ اس لئے مزار شریف کے احاطہ کے اندر دفن نہیں کئے جائیں گے بلکہ دوسری جگہ دفن ہوں گے۔

خواب میں ہم نے یہ بھی دیکھا کہ اُن کے جسم میں سراسر ایک شگاف ہوگیا ہے۔ انتقال کا وقت ہوگا تو اُن کا جسم پھٹ جائے گا۔ اس خواب کا ہم نے کسی سے ذکر نہیں کیا۔ وہ ہرچند بڑے عالم و فاضل تھے۔ لیکن مرید نہ تھے یہی وجہ تھی کہ احاطہ مزار شریف میں دفن کی اجازت اُن کے لئے نہیں تھی۔ اس وقت ہمیں معلوم ہوا کہ مریدی کا حق سبحانہٗ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا پایہ اور کیا مرتبہ ہے۔ اگرچہ ہم تیس برس سے یہ کام کر رہے ہیں مگر اب ہمیں معلوم ہوا کہ یہ جزو کل کا حکم رکھتا ہے۔ پیشتر ہمارا خیال تھا کہ اسلام ایک اصل ہے اور احکام اسلام اس کے اجزاء ہیں۔ مرید ہونا بھی ایک اسلامی جزو ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا کہ یہ جزو ایسا جلیل القدر ہے کہ کل کے حکم اور کل کے مرتبہ میں ہے۔

مولوی شہاب اللہ خاں سے ہم نے صرف اتنا کہا کہ تیس برس کے بعد اب ہمیں معلوم ہوا کہ مُریدی کا حق سبحانہٗ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا پایہ ہے۔

فرمایا بھائی صاحب کے متعلق جب یہ ڈر اور خوف کا معاملہ معلوم ہوا تو ہمیں بڑی بے چینی ہوگئی کہ وہ ہمارے بڑے بھائی تھے۔ ہماری تعلیم پر انہوں نے روپیہ صرف کیا۔ ہمارے اُوپر اُن کے حقوق ہیں۔ ہم نے کہا یا اللہ تیری ذات بے نیاز ہے یعنی آپ نے اُن کے حق میں دُعا فرمائی۔

Marfat.com

ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد ہم نے خواب دیکھا کہ ایک لاش دو منزلہ مکان کے صحن میں رکھی ہے۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے ہمارے ہاتھ کو تھام لیا۔ پھر فرمایا ہمارے بھتیجے آئے اور اپنا خواب بیان کیا کہ ایک دو منزلہ مکان کے صحن میں کرسی یا چادر پر ایک لاش رکھی ہے۔ ہم نے سُنا اور خیال کیا کہ یہ تو مزار شریف کے احاطہ کا اشارہ ہے کہ یہاں دفن کئے جائیں۔ پھر داروغہ اعظم اللہ آئے اور کہا کہ میرے بڑے بھائی نے خواب دیکھا ہے کہ مولوی عبدالقیوم صاحب حضور کے قدموں پر گرے ہوئے پڑے ہیں۔ ہم نے اُن سے کہا کہ اس کا کیا مطلب ہے ابھی تم اُسے نہ سمجھو گے۔ ایک دن صبح کو ہمارے بھتیجے آئے اور کہا کہ والد مولوی عبدالقیوم صاحب آپ کو بُلاتے ہیں۔ اُس وقت ہم حجرہ میں تھے اور اس وقت تک ہم نے چاشت کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ ہم نے کہا ذرا ٹھیرو۔ کہ ضرورت سے فارغ ہو جائیں اور اُس کے بعد وضو کر لیں۔ ہمارا منشا یہ تھا کہ نماز پڑھ کر جائیں مگر وہ ہمیں بُلانے کے لئے دوبارہ آئے کہ والد صاحب اسی وقت بُلاتے ہیں ہم نے وضو کیا اور اسی وقت چلے گئے۔ بھائی صاحب نے ہمیں دیکھا اور نہایت حسرت و مایوسی کے ساتھ کہا کہ ہمارا یہ کام مُرید ہونا رہ گیا ہمیں مُرید کر لیجئے کہ اب ہمارا یہ مرض الموت ہی ہے۔ ہم نے ان کے چہرہ کو دیکھا۔ اُس وقت اس سے بڑی مایوسی ظاہر ہوتی رہی۔ ہم نے اُن کی استدعا کو سُن کر کہا کہ ہم ایسا کر بھی سکتے ہیں یا نہیں۔ اس مسئلہ میں حضرات مشائخ کا اختلاف ہے۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ایسا کام کریں جس پر قیامت کے روز ہم سے کہا جائے کہ تم نے یہ کام حضرات مشائخ کے طریقہ کے خلاف کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم اختلاف کو نہ مانیں گے۔ آپ کو ہمیں مُرید کرنا ہوگا۔ اس پر ہم نے کہا ہم نماز چاشت پڑھ آئیں۔ انھوں نے کہا اچھا۔

مظاہر الاسلام سے ارشاد ہوا۔ تم نے سیر الاولیا میں اُس دن یہ پڑھا تھا کہ بیٹا باپ کو مُرید کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ میں مشائخ کا اختلاف ہے حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے سامنے یہ تذکرہ تو ہوا

Marfat.com

لیکن آپ نے اس کا کیا فیصلہ فرمایا۔ یہ سیر الاولیا میں منقول نہیں ہے۔ اور ہمارے خیال میں یہی بات تھی کہ جو رشتہ میں بڑا ہو شیخ اُسے مُرید کرسکتا ہے یا نہیں۔

ہم نماز چاشت پڑھنے کھڑے ہوتے تو تمام باتیں ہمارے سامنے آگئیں پھر نماز پڑھ کر ہم گئے اور کہا کہ ہم آپ کو مُرید کرلیں گے۔ انھوں نے دونوں ہاتھوں سے ہمارا ہاتھ پکڑا۔ خواب میں ہم نے خطبہ یا دُعا کو پڑھا تھا یا نہیں۔ یہ ہمیں یاد نہیں۔ یہ کہنا اچھی طرح یاد ہے کہ ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم نے حضرت والدماجد قدس سرہٗ کی طرف سے نیابتًا آپ کو سلسلۂ قادریہ شریف میں داخل کیا۔ آپ نے قبول کیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے قبول کیا۔ اور اس طرح وہ ہمارے مُرید ہوتے۔ ہم نے اُن سے کہا کہ تصوّر آپ حضرت والدماجد قدس سرہٗ کا کریں۔ اس کے بعد ہم مکان میں گئے اور اپنی بہن صاحبہ سے خواب کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اب سب معاف۔ اُن کے جسم میں اب شگاف نہیں پڑے گا۔ اور تین روز کے بعد بھائی نے بھی کہہ دیا کہ اب آپ کا کام ٹھیک ہوجائے گا۔ پھر جب اُن کا انتقال ہوگیا تو ان کو مزار شریف کے پائیں میں دفن کیا گیا اور سب لوگوں کے رُوبرو اعلان کردیا کہ جو مرید نہ ہوگا اور بادشاہِ وقت بھی ہوگا تو اُسے اس احاطہ کے اندر دفن نہ کیا جائے گا۔ اگر اس کے خلاف کیا جائیگا تو مدفون کو یہاں دفن ہونے کا فائدہ نہ ہوگا۔

بھائی صاحب کے انتقال کے بعد مقبول نے خواب میں اُنہیں اچھی حالت میں دیکھا اور انہوں نے مقبول سے کہا کہ مقبول اب ہم تو اچھے ہوگئے۔

ارشاد فرمایا۔ اگر ہمارے نسب میں یہ بات نہ ہوتی تو ہمارے بھائی صاحب کا اس طور پر حسن خاتمہ نہ ہوتا۔ اُن کے پیرزادہ اور نسبی شرافت ہونے کی وجہ سے اُن پر رحمت ہوئی۔ اور خود اُن کے دل میں مُرید ہونے کی خواہش ہوئی اور جو باتیں کہ اُن کے لئے ہونی تھیں موقوف رہیں اور قدرت و رحمتِ الٰہی نے نقشہ بدل دیا۔

طریقت کا ایک مسئلہ تم سن کو شیخ باپ کو یا بڑے بھائی کو یا بہن کو یا جو عمر میں بڑے ہوں اُن کو مرید کرسکتا ہے۔ مگر

Marfat.com

بہتر یہ ہے کہ اگر ایسا شیخ موجود ہو کہ جس سے کام چل جائے تو اُسی سے مُرید کرا دیا جائے۔ اگر ایسا شیخ ظاہر میں نہ ہو، تو خود مُرید کرلے۔ اُس وقت یہ معاملہ نبی اور اُمتی کا سا ہوگا۔ اور عند اللہ اس پر مواخذہ نہ ہوگا۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السّلام کے والد سے مواخذہ اُن پر ایمان نہ لانے کا ہوگا۔ پس شیخ کا یہ فعل اپنے سے بڑی عمر کے رشتہ دار کو مُرید کرنے کا انشاء اللہ تعالیٰ نادرست نہ ہوگا۔

آپؓ کی شادیٔ مُبارک

اور

اَولادِ امجاد

سیّدنا و مولانا حضرت فخر العارفینؒ کی عمر شریف ۲۲ سال کی ہوئی تو آپؒ کے والد ماجد پیر و مرشد حضرت شیخ العارفینؒ نے آپ کی شادی کا ارادہ فرمایا۔ اُس زمانہ میں آپ تحصیل علم دین کی خاطر تشریف فرمائے لکھنؤ تھے۔ مکان سات سال سے تشریف نہیں لے گئے تھے۔ آپؒ کا عزم بالجزم یہی تھا کہ تحصیل علم سے فراغت کے بعد وطن جائیں جس کا اظہار گھر کے لوگوں پر ہو چکا تھا۔ اور ابھی آپؓ کے فارغ التحصیل ہونے میں مُدت چند سالہ باقی تھی کہ آپؓ کے والد ماجد نے آپ کی نسبت شادی طے فرمائی۔ اور جب بات پکی ہوگئی تو پھر اپنے بڑے صاحبزادے مولانا عبد القیوم صاحب کو لکھنؤ بھیجا تاکہ آپؒ کو اپنے ہمراہ وطن لے آئیں۔ اور آپؒ بڑے بھائی صاحب کے ساتھ والد ماجد کے تعمیلِ ارشاد

Marfat.com

کے لیے وطن تشریف لے آئے۔ آپؒ کی شادی موضع کالی پور ضلع چاٹگام کے شرفا میں جناب چودھری اکرام الحق صاحب کی صاحبزادی صاحبہ سے قرار پاچکی تھی۔ اور آپؒ کے والد ماجد قدس سرہٗ نے شادی کے سب انتظامات کر رکھے تھے تاریخ بھی مقرر کردی تھی۔ پس آپؒ کے مکان پہونچتے ہی بارات کی روانگی ہوئی حضرت شیخ العارفینؒ نے آپ کا نکاح پڑھایا ۱۲۴۵ھ مگھی میں اور بارات بخیر وخوبی رخصت ہوئی۔

شادی کے بعد چند مہینے تک آپؒ کا قیام گھر میں رہا۔ چونکہ آپؒ کی درسی کتابیں ابھی باقی تھیں۔ لہٰذا آپ پھر لکھنؤ تشریف لے آئے اور تحصیل علم میں مشغول ہوگئے جس کا بیان سیرت شریف حصہ اول صفحہ (۲۲) میں درج ہے۔

آپؒ کی اس پہلی شادی سے جناب احمد میاں صاحب متولد ہوئے اور اس محل اولیٰ سے آپؒ کی صرف یہی ایک اولاد ہوئی۔

پہلی شادی اور زمانہ جوانی

ارشاد فرمایا۔ جوانی کے زمانہ میں تحصیل علم کے بعد گھر بار کا اور اہل دعیال کا تعلق کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا جن باتوں سے کہ انکسار طبع ونفس کشی ہو طبیعت اُن باتوں کی طرف رجوع تھی۔ اس وجہ سے گھر کا تعلق بالکل جاتا رہا تھا۔ لیکن نہ وہ بات ہمارے اختیار کی تھی نہ یہ بات (کہ آگے بیان ہوگی) اختیاری ہے۔ گھر سے آپ کی اس بے تعلقی کو گاؤں اور محلہ کے لوگوں نے بھی محسوس کیا۔

فرمایا۔ محلہ کی عورتیں آتیں اور ہمیں سمجھاتیں کہ آپ گھر میں کیوں نہیں جاتے کیا آپ بیمار ہیں یا کوئی وجہ ناراضی ہے کہ اس وجہ سے آپ گھر میں آرام نہیں فرماتے ہیں ہماری حالت اس زمانہ میں یہ تھی کہ نہ کھانا اچھا معلوم ہوتا تھا نہ سوتا۔ یہاں رونا وہاں رونا۔ مٹی پر لیٹنا اور خواہشات نفسانی کو دبانا۔ ہمیں اس زمانہ میں بے تعلقی بہت پسند تھی۔ اور ہم یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔

هَجَرْتُ الْخَلْقَ طُرًّا فِي هَوَاكَ ❊ وَاَيْتَمْتُ الْعِيَالَ لِكَيْ اَرَاكَ

ترجمہ:۔ تیری محبت میں اور تیرے دیدار کی آرزو میں سب سے جدائی اختیار کی۔ لڑکے

Marfat.com

کو یتیم اور بی بی کو بیوہ کیا۔
تمثیلاً ایک واقعہ فرمایا۔ احمد میاں کی والدہ بیمار ہوئیں۔ ہم دس میل کے فاصلہ پر مقیم تھے لیکن ہم مکان پر نہ آسکے۔ ہم اس وقت آئے جب نماز جنازہ پڑھائی۔ اب تو اگر کسی کے انگلی بھی دکھتی ہے تو ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ پیشتر کسی کی بیماری اور کسی کے جینے مرنے سے تکلیف کیا خیال بھی نہ ہوتا تھا۔ وہ بھی درست تھا اور یہ بھی ٹھیک ہے۔ (مؤلف) سے وہ ابتدار کے لئے تھا' یہ انتہا کے لئے

ذوق تنہائی فرمایا جب احمد میاں کی والدہ کا انتقال ہوا تب ہم نے دوسری شادی سات سال تک نہیں کی۔ حالانکہ وہ ہماری جوانی کے ایام تھے۔ بس جنگل اور پہاڑ کی سوجھتی تھی۔ ہم تھے اور ذوقِ تنہائی تھا۔ ہمیں یہاں تک خیال آتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی طرح مجرد رہنا اور شادی نہ کرنی اور بے گھر بے در رہنا شاید خدارسی کا ذریعہ ہو۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے جو قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ؕ
ترجمہ:۔ سردار ہے اور بند رہنے عورتوں سے اور نبی ہے صالحوں سے۔ سورۃ آل عمران رکوع
اس آیت پر خیال دوڑتا تھا لیکن (علم غیبی سے) اشارہ ہوتا کہ بعثتِ اسلام کے بعد اب حضرت رسولِ خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہی وصول الی اللہ کا راستہ ہے۔ اور سب راستے بند ہو چکے۔ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا منقطع ہو جا منقطع ہونے کی طرح۔ سورۃ المزمل پارہ (۲۹) فرمایا اس سے اب دل کو کچھ اطمینان حاصل ہوا

آپ کی دوسری شادی فرمایا۔ والدہ احمد میاں کے انتقال کے بعد سات سال تک طبیعت کا میلان و رجحان کثرت ریاضت اور شدت مجاہدہ اور تجرد اور تنہائی کی طرف ہی رہا۔ لیکن مشیت خداوندی یہ تھی کہ آپ تنہا نہ رہیں۔ اور اس کا ظہور اس طرح ہوا کہ عالم غیب سے شادی کے لئے بشارت آیا ہوا اس بارے میں فرمایا۔ فلاں شخص نے خواب میں دیکھا کہ مزار شریف کے اندر خادم علی اور مولانا عبدالقیوم صاحب ہیں۔ اور حضرت والد ماجد صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ چھوٹے میاں کی شادی کی فکر کرنا چاہئے۔ اس خواب کو سننے کے بعد گھر میں چرچا ہوا۔ ہمارے

Marfat.com

بڑے بھائی مولانا عبدالقیوم صاحب اور خادم علی وغیرہ نے ہماری دوسری شادی کے لیے فکر اور کوشش شروع کی۔ اور بڑے بھائی کا کہنا ماننا ہی پڑتا ہے ہم بھی رضامند ہو گئے اور موضع ملک سوانگ میں پیام بھیجا گیا۔ اس خواستگاری پر وہاں لوگوں نے کہا ان کو تو شادی کی خواہش باقی نہیں ہے۔ نکاح کر کے جان بوجھ کر کسی لڑکی کی کیوں مٹی خراب کرتے ہو۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ مکان پر رہتے کب ہیں اکثر سفر میں ہی رہتے ہیں۔ اور حقیقتاً اس زمانہ میں آپؒ کا یہی حال تھا کہ زیارات بزرگانِ دین کے لئے اضطراب و بیقراری کے ساتھ آپؒ بہت سفر فرماتے۔

آخر ان لوگوں نے بھائی صاحب اور خادم علی وغیرہ سے وعدہ کرایا کہ آپ لوگ ان کو مکان پر رکھیں تب شادی کریں گے لیکن ہمارا سفر جب بھی جاری رہا آپؒ کی یہ دوسری شادی رحمتِ خداوندی سے موضع ملک سوانگ میں جناب منشی رمضان علی صاحب کی صاحبزادی صاحبہ سے ۱۲۵۹ھ میں ہوئی۔ آپؒ کی یہ حرم ثانی چند سال تک بقیدِ حیات رہیں۔ اور پھر بقضائے الٰہی ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اور جناب قدسیہ خاتون صاحبہ صرف ایک دختری اولاد چھوڑی۔

جوانی میں اور جوانی کے بعد آپؒ کے جوانی اور ابتدائے انحطاطِ جوانی کے ایام یعنی (۴۲) سال کا زمانہ تو بلا شادی یا ایک شادی کے ساتھ گذرا۔ لیکن یہ زمانہ گذر گیا تو پھر تعداد ازدواج میں موافق شرع شریف اضافہ ہوا

شادی کیلئے غیبی اشارے بالطبع آپؒ تعدد ازدواج سے احتراز فرماتا چاہتے تھے لیکن مشیتِ الٰہی کا ہمیشہ غیبی طریقہ سے لوگوں پر اظہار ہوا۔ اکثر نیک اور پرہیزگار اور خدا پرست لوگ آپ کی شادی کے بار بار خواب دیکھتے تھے۔ اور گھر کے لوگ اور باہر کے آدمی یہاں تک کہ خود سسرال والے شادی کے خواب دیکھتے اور عالمِ غیب سے آپؒ حکم کئے جاتے اور ڈراتے جاتے کہ شادی کرنی ہوگی۔ اور پھر آپ کی شادی ہوئی۔

Marfat.com

تیسری شادی

آپ کی تیسری شادی مولوی عبدالجلیل چودھری صاحب کی صاحبزادی صاحبہ کے ساتھ موضع کالی پور میں ہوئی۔ اس موقعہ پر ضلع میمن سنگھ کے رہنے والے ایک صاحب نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص سر سے لے کر پاؤں تک ایک زرد چادر اوڑھے ہوئے پہاڑ پر بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں اتنے میں ایک بزرگ جن کے ہاتھ میں عصا اور پاؤں میں کھڑاؤں ہے تشریف لائے۔ جب یہ بزرگ تشریف لائے تو وہ بزرگ زرد چادر والے غائب ہو گئے ان خواب دیکھنے والے صاحب نے پوچھا کہ یہ بزرگ جو غائب ہو گئے کون تھے ان بزرگ نے ہمارے حضرت قبلہ کا نام لیا کہ غائب ہونے والے بزرگ وہ تھے۔ اور پھر یہ فرمایا کہ ہم لوگ ان کی اور شادیاں کرانی چاہتے ہیں اور یہ روتے ہیں۔

آپ کی شادی کے متعلق خواب خدمت میں عرض کئے جاتے تو آپ فرماتے کہ یا اللہ یہ اگر تیری طرف سے ہے تو ہم راضی ہیں۔ اور اگر ہمارے نفس کی طرف سے ہے تو ہمیں باز رکھ۔

تائیدِ غیبی سے اس تیسری شادی کا ظہور ہوا اور یہ تیسرا عقد مبارک بخیر وخوبی ہوا

اس شادی کے برکات

اس شادی کے بابرکت اور مسعود ہونے کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس شادی کے بعد ہمارے حضرت پیر و مرشد والد صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے آستانہ کے مریدوں کو خلافت زیادہ نصیب ہوئی اور عرس شریف میں زیادہ ہجوم ہونے لگا۔ اشاعت طریقت کو بہت ترقی ہوئی اور ہر طرح کی کشائش ہوئی۔ اس سے پہلے محفلِ سماع میں ہم لوگوں کو اتفاقی توجہ (معانقہ) کے طور پر دیا کرتے تھے۔ اس توجہ کے لئے اٹھنے کی ضرورت ہوتی ہے مگر اب ہمیں اپنی جگہ سے اُٹھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جس کے لئے جو خیال کرتے ہیں وہ بیٹھے ہی بیٹھے پورا ہو جاتا ہے۔ آپؒ نے تشکر و تحدیثِ نعمت کے لئے اس بات کو ایسے لہجہ میں فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ یہ بات نہایت مہتم بالشان فتوح غیبی سے ہے

ایک خواب

آپ کی ایک اور شادی کے موقع پر جبکہ کسی کو اس کا وہم وگمان بھی نہ تھا مبارک علی درویش نے خواب دیکھا کہ حضرت قبلہ کی

Marfat.com

شادی طیع العالم صاحب کے مکان کی طرف ہو رہی ہے۔ اس خواب کے متعلق حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں نے کہا ہے کہ اس طرف شادی ہوگی۔ دیکھا چاہیئے کہاں ہوتی ہے۔

حضرت قبلہ کے روبرو لوگ اپنے خواب بیان کرتے تو سُن کر آپ خاموش ہو جاتے تھے۔ اور پھر اپنے علم و مشاہدہ کے مطابق ہی ہمیشہ عمل فرماتے تھے۔ اور خود اپنی نسبت بہت کم یہ ارشاد فرماتے کہ میں نے ایسا دیکھا ہے یا مجھے ایسا علم ہوا ہے۔ دوسروں کا دیکھنا اگر درست ہوتا تو صرف اس کا حوالہ دے دیا کرتے تھے کہ فلاں نے ایسا دیکھا ہے یا فلاں نے ایسا کہا۔ اخفائے اسرار الٰہیہ کے متعلق آپ کی عادت شریف کا تفصیلی بیان اوّل حصہ میں ہو چکا ہے۔

فرمایا۔ مبارک علی کا خواب سچ ہوا۔ اللہ کو یہی منظور تھا۔ اور یہ شادی بشیر اللہ صاحب چودھری کے یہاں ہو گئی۔

ایک شادی کا غیبی اہتمام

آپؒ کی ایک اور شادی کا واقعہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔ صاحب میاں اور احمد اللہ شاہ نے خواب میں دیکھا کہ ہم پورب اُتر کونے کی سمت شادی کرنے کو جا رہے ہیں۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوا۔ ہم نے اُن لوگوں سے کہا کہ اس طرف تو بہت اونچی ذات کے لوگ ہیں۔ ذکر مت کرنا۔ لیکن شدہ شدہ ذکر چلا۔

خود ہونے والے محل نے دیکھا

فرمایا۔ ایک لڑکی نے خواب دیکھا کہ خود بیٹی والے اُسے لیکر آتے اور یہاں پہنچا گئے۔ ہم نے خواب سن کر کچھ نہیں کہا۔ آج فضل الرحمٰن کے خط سے معلوم ہوا کہ اِن لوگوں کا ارادہ ہے کہ یہاں خود لے آئیں اور نکاح یہیں ہو جائے۔ اس زمانہ میں آپ کا خانقاہ سے باہر تشریف لے جانا موقوف ہو چکا تھا۔ دُلہن کے والد چودھری وصی میاں سے جب شادی کا تذکرہ ہوا تو وہ تردّد میں رہے کہ اب کیا کریں۔ بس انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ لڑکی اُن سے کہتی ہے کہ آپ متردّد نہ ہوں۔ ہمیں وہاں جانا ہے کہ حکم خدا یہی ہے۔ اور وہ ہمارے شوہر ہوں گے۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد اُن کا تردّد

Marfat.com

جاتا رہا۔

سات شادیاں ہوئیں ارشاد ہوا۔ ہمارے متعلق عجیب و غریب بات مشہور ہے۔ اللہ عالم الغیب ہے۔ کیا بات ہے مگر جہاں تک ہم نے غور کیا روایات صحیح معلوم ہوتی ہیں۔

ہمارے خسر نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہماری تین شادیاں اور ہوں گی۔ اور انھوں نے اپنا خواب ہم سے بیان کیا۔

روش حضرات انبیاء ایک درویش نے امیر علی سے کہا کہ تمہارے حضرت کی شادی اور ہو گی۔ ایک عورت اس گاؤں کی رہنے والی دیوانی سی گھر میں آتی ہے جس کو شاید یہی الفاظ فرمائے تھے کہ ہم (خالہ) کہتے ہیں ہم نے اس سے کہا کہ شادیاں ہم نے بہت کی ہیں یہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا کہ مثل پیغمبروں کے آپؒ کی شادی ہو گی۔

فرمایا۔ سب لوگ گھر میں یہی کہتے ہیں کہ آپ کی سات شادیاں ہوں گی۔ ہم کہتے ہیں کہ اے اللہ اگر تیری طرف سے ہے تو ہم راضی ہیں اور اگر ہمارے نفس کی طرف سے ہے تو ہمیں باز رکھنا۔

شان علی نے خواب دیکھا ہے کہ اپنے پیر و مرشد سے کہدو کہ اگر شادی نہ کریں گے تو خراب ہوں گے۔ فرمایا۔ یہ ڈر بھی لگایا گیا ہے۔

ہم نے کہا کہ یا اللہ اگر تیری طرف سے ہے تو ہم راضی ہیں اور اگر ہماری خواہش و نفس کی طرف سے ہے تو معاف کر اور ہمیں اس سے بچا۔

زیادہ شادیاں جوانی کی عمر گذر جانیکے بعد ہوئیں آپ کی زیادہ شادیاں پچاس سال یا قریب پچاس سال کی عمر میں ہوئیں۔ اور زمانہ واحد میں موافق شرع شریف چار ازدواج کا اجتماع آپؒ کے اس سن و سال میں ہوا۔

شادیوں کے متعلق نیک اور پرہیزگار اہلِ دین نے خواب دیکھے اور بشارتیں پائیں۔ ان کے علاوہ ان امور کا انکشاف غیب سے خود آپؒ پر ہوا جس کا کچھ اظہار

Marfat.com

ذیل کے مضمون سے ہوتا ہے۔ یہ مضمون اگرچہ حصّہ اول صفحہ (۳۲۴) پر بیان ہو چکا ہے لیکن یہاں قدرے اضافہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ یہ اضافہ بھی ارشاد سے ہے۔

مہر فاطمیؓ فرمایا۔ ۲۷ رمضان المبارک کو نماز تراویح میں ہمیں معلوم ہوا۔ اب جو ہماری دو اور شادیاں ہوں گی تو مہر۔ مہر فاطمیؓ سے زیادہ نہ ہوگا حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ علیہا السّلام کی شادی (چار سو مشقال) مہر پر کی تھی۔ اب ہمیں بھی یہی مہر رکھنا ہوگا۔ اور اُسے نقد ادا کرنا ہوگا۔ ہم دل ہی دل میں سوچتے رہے کہ یہ حدیث نفس (وسوسہ) تو نہیں پھر معلوم ہوا کہ حدیث نفس نہیں ہے (الہام خداوندی) ہے۔

پیغمبروں سے نماز میں کہا گیا ہے۔ یعنی نماز کی حالت میں وحی اور الہام کا ہونا حضرات انبیاء کے ساتھ خدا کا معاملہ ہے۔ یہ حالت حدیث نفس (وسوسہ) کو مانع ہے اس پر ہم نے اپنی روح سے کہا کہ اس کے لئے کیا دلیل ہے۔ جواب ملا کہ فرشتہ نے ولادت حضرت یحییٰ کی بشارت حضرت زکریا علیہم السلام کو اس وقت دی جب کہ وہ محراب میں نماز میں تھے۔ (سورۃ مریم میں یہ بیان آیا ہے)

خواب غیر اختیاری ہے فرمایا۔ خواب کسی کے اختیار کی بات نہیں ہے اگر کسی بات کو متعدد آدمی خواب میں دیکھیں تو اس سے یہ پایا جائے گا کہ اس امر کو حق سبحانہٗ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت حاصل ہے متعدد عورتوں اور متعدد مردوں نے خواب میں دیکھا ہے کہ عنایت علی پیشکار کی لڑکی سے ہماری شادی ہوگی۔ لوگوں میں اس کا چرچا ہوا اور ہم سے تذکرہ کیا گیا۔ ہم نے کہا کہ عشرہ محرم کے بعد ہم جواب دیں گے۔ اور ہم خاموش رہے۔ ہمیں پیشتر معلوم ہوا تھا کہ ہماری شادی ہمارے دو مریدوں کی لڑکیوں سے ہوگی جو ہمارے ساتھ حسن عقیدت رکھتے ہیں۔ ہمارے موجودہ خسر جناب وصی میاں صاحب کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہمارے ساتھ کس قدر حسن عقیدت رکھتے ہیں۔ وہ ہمارے مرید ہیں اور اس رشتہ روحانی سے ہمیں باباجان کہتے ہیں۔ انھوں نے خواب دیکھا کہ ہماری شادی اور ہوگی۔ میاں عنایت علی کی عقیدت سے بھی تم واقف ہو۔ ہماری دعا بھی

Marfat.com

ہے کہ اگر عالم غیب میں ہمارے لئے یہ بات رکھی گئی ہو اور ہمارے لئے دارین کی بھلائی ہو۔ تب یہ شادی ہو جائے ورنہ نہ ہو۔

ڈر اور خوف غالب ہوا فرمایا عنایت علی کے یہاں جو شادی ہوئی (اور یہ آپؒ کا آخری نکاح تھا) وہ خوبصورتی یا عزت یا دنیاوی طمع سے نہیں ہوئی بلکہ خدا کے خوف سے۔ ہم نے کہدیا جسے یاد رکھنا کہ اس قدر ہیبت اور خوف طاری ہوا کہ اگر ہم شادی نہ کریں گے تو دین و دنیا خراب ہو جائے گی۔

مہر سابق و حال فرمایا۔ پیشتر ہمارا دستور یہ تھا کہ ہم چار سو روپے سے زیادہ مہر نہیں رکھتے تھے۔ ہمارے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو ریال مہر رکھا ہے۔ ہم بھی چار سو کا عدد نہیں چھوڑتے تھے دو سو روپے نقد ادا کرتے اور دو سو روپے کا زیور دیا کرتے۔ مگر اب غیب سے کہا گیا کہ اس مہر فاطمی کے طریقہ سے شادی کرنی ہوگی۔ ہم نے لوگوں سے کہا کہ اب شادی خواہ بادشاہِ وقت کی لڑکی سے ہو لیکن مہر (مہر فاطمی ہوگا) جسے ہم نقد ادا کریں گے۔ ہم نے تحقیق کیا تو حضرت بی بی فاطمہ زہراؓ کا مہر چار سو مثقال پایا گیا۔ جس کے انگریزی سکہ کلدار (ڈیڑھ سو روپے ہوتے ہیں)

اب ہمیں اپنی دختر صدیقہ خاتون کا بھی یہی مہر مقرر کرنا ہوگا۔

ہم نے کہا کہ ہم تو مردہ بدست زندہ ہیں جس طرح ہمیں چلایا جائے۔ اسی طرح ہم چلیں گے۔

دوسری شادی کون کرتے ہیں فرمایا۔ اچھا بتاؤ کہ دنیا کا کیا رواج ہے لوگ جب دوسری شادی کرتے ہیں تو اس لئے کرتے ہیں کہ اولاد نہیں ہوئی یا زوجہ اوّل سے کچھ شکایت ہوتی ہے یا بی بی سے گھر کا انتظام خاطر خواہ نہیں ہوتا۔ یا کوئی اور وجہ دکھاتے ہیں کہ ہم اس مجبوری سے دوسرا نکاح کرتے ہیں۔ وہ کون لوگ ہیں کہ بغیر وجہ کے اور بغیر نقص بیان کئے ہوئے دوسری شادی کرتے ہیں۔ خود ہی فرمایا۔ یہ لوگ بادشاہ اور نواب ہوتے ہیں جو ایسا کرتے ہیں

Marfat.com

لیکن ہم تو بادشاہ اور نواب نہیں ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ رواج زمانہ کے خلاف کرتے ہیں
ہم نے کہا کہ گھر میں کوئی عیب نہیں ہے اور نہ کوئی شکایت مگر ہم شادی کریں گے۔

طریق حضرات انبیاء فرمایا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام نے بہت شادیاں کی ہیں مگر زوجۂ اوّل کی شکایت نہیں کی۔ اور حضرات انبیاء کا متعدد شادیاں کرنا کسی اور ہی وجہ سے تھا۔

جوانی میں نہ کہ بڑھاپے میں ارشاد ہوا کیوں صاحب زمانہ کا تو یہ قاعدہ ہے۔ کہ جوانی میں ہر ایک شخص بمقتضائے سن وسال عیش و آرام۔ راحت و آرام بی بی وغیرہ کا خواہشمند ہوتا ہے اور جب جوانی کا دور گذر جاتا ہے۔ بڑھاپا آجاتا ہے اور ضعیفی میں ضعفِ جسمانی سے تمام اعضا کمزور ہونے شروع ہو جاتے ہیں تو پھر ہر ایک بات اور اس قسم کے ذوق و شوق میں بھی کمزوری آجاتی ہے لیکن ان باتوں سے عالم جوانی میں ہمارا دل کیوں پھیکا اور سرد تھا۔ جبکہ جسم وغیرہ سب کا اچھا نمو تھا۔ اور اب کہ بڑھاپا آگیا ہے تو ان باتوں کی طرف توجہ اور خیال کیوں ہے کیا تم لوگ کچھ سمجھے
اور ایک اعتراض ہے کہ اُمراء جو چند شادیاں کرتے ہیں تو چالیس برس کی عمر تک۔ جوانی میں نہ کہ بڑھاپے میں۔ کہ یہی زمانہ ہے عیش و عشرت کا۔ سکندر نامہ کا شعر ہے۔

جوانی بُود خوبیٔ آدمی ؎ چو خوبی رَوَد کے بُود خرمی

آدمی کی خوبی جوانی سے ہے۔ جب خوبی جوانی کی چلی گئی پھر خرمی وخوشی کہاں
لیکن ہماری شادیاں زیادہ پچاس برس کی عمر میں اور اسکے بعد ہوئیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

قدم بقدم رسولؐ فرمایا۔ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی پچاس سال عمر تھی اس وقت تک حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ آپ کی صرف یہی ایک بی بی تھیں۔ پچاس سال کے بعد آپ کی یکے بعد دیگرے نو شادیاں ہوئیں۔

حضرت غوث اعظم کی شادیاں حضرت غوث الثقلینؒ کی کتنی شادیاں ہوئیں اس وقت یہ تو یاد نہیں مگر آپ کی عمر پچاس برس کی ہوگئی تھی تب آپ کی متعدد شادیاں ہوئی تھیں۔ اور ایک وقت میں چار بیبیاں آپ کی رہیں اور لونڈیاں ان کے علاوہ۔

Marfat.com

حضرات اولیائے کاملین کا آخری دورِ حیات

ایک دوسرا نکتہ ارشاد ہوا اولیاء اللہ آخر عمر میں غذا بھی عمدہ کھاتے ہیں۔ حضرت غوث پاکؒ آخر عمر میں مرغ پلاؤ غذا فرماتے تھے اور ہمارے حضرت والد صاحب قبلہ قدس سرہٗ آخری عمر میں بکری کا قورمہ تناول فرماتے تھے۔ ایک خصی آپ کے واسطے ذبح ہوا کرتا تھا۔ اور اس کا بھنا ہوا گوشت چار پانچ روز تک آپ کے واسطے رہے اس کا انتظام رکھا جاتا تھا۔ ہمیں جیسا مل جاتا ہے کھا لیتے ہیں۔ شاید آگے ہمیں بھی انتظام کرنا پڑے۔

حضرت قبلہؒ کی ازواج مطہراتؓ

حضرت قبلہ روحی فداہٗ کی سات شادیاں یکے بعد دیگرے ہوئیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) مخدومہ جنابہ بہادرہ خاتون صاحبہ (۲) مخدومہ جنابہ چمن نسا بی بی صاحبہ (۳) مخدومہ جنابہ زکیہ خاتون صاحبہ (۴) مخدومہ جنابہ سلیمہ خاتون صاحبہ (۵) مخدومہ جنابہ نسیمہ خاتون صاحبہ (۶) مخدومہ جنابہ حلیمہ خاتون صاحبہ (۷) مخدومہ جنابہ تاج النساء بیگم صاحبہ حرم اول و ثانی کا آپکے سامنے انتقال ہوا۔ اور دو بیبیوں کو آپؒ نے طلاق دی اور تین حرم محترم آپؒ کی زوجیت میں آخری وقت تک رہیں۔

تذکرہ اولاد امجاد

آپ کی پچیس۲۵ فرزندی و دختری اولادیں ہوئیں۔ جن میں سے تیرہ۱۳ کا صغر سنی میں انتقال ہوا۔ جناب مولانا احمد میاں صاحب نے عنفوان شباب میں بعمر تیئیس۲۳ سال انتقال فرمایا۔ اور بارہ اولادیں زندہ رہیں۔ جن میں پانچ صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں۔

اسمائے گرامی صاحبزادگان سلمہم

بڑے صاحبزادے مخدومی جناب محفوظ الرحمٰن صاحب اور جناب مولانا محبوب الرحمٰن صاحب اور جناب مطلوب الرحمٰن صاحب اور جناب محمود الرحمٰن صاحب عرف بدھو میاں اور جناب حضرت مخدومی جناب مولانا مخصوص الرحمٰن صاحب عرف حضرت طٰہٰ میاں صاحب قبلہ مدظلہٗ دامت برکاتہم سجادہ نشین ہیں۔

اسمائے گرامی صاحبزادیاں سلمہن

مخدومہ جنابہ صدیقہ خاتون صاحبہ اور جنابہ قدسیہ خاتون صاحبہ اور جنابہ مجیرہ ۔۔۔

Marfat.com

اور جنابہ میمونہ خاتون صاحبہ اور جنابہ خدیجہ خاتون صاحبہ۔ جنابہ شاکرہ خاتون صاحبہ اور جنابہ جبیبہ خاتون صاحبہ۔

اسمائے گرامی اولاد امجاد باعتبار بطن شریف

محل اُولیٰ سے احمد میاں صاحب محل ثانی سے قدسیہ خاتون صاحبہ محل ثالث سے محفوظ الرحمٰن صاحب مولوی محبوب الرحمٰن صاحب و مطلوب الرحمٰن صاحب اور دو دختر صدیقہ خاتون صاحبہ اور مجیرہ خاتون صاحبہ محل رابع سے جناب محمود الرحمٰن صاحب عُرف بدھو میاں صاحب اور دو دختر میمونہ خاتون صاحبہ اور خدیجہ خاتون صاحبہ محل خامس سے جناب مولانا مخصوص الرحمٰن عرف ٹھا میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین مدظلہ العالی۔ محل سادس سے شاکرہ خاتون صاحبہ محل سابع سے جبیبہ خاتون صاحبہ۔

بیبیوں سے محبت

ارشاد فرمایا۔ یاد رکھنا ہمیں عورتوں سے محبت ہے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے عورتوں کی محبت دی گئی۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ ایک خوشبو دوسرے بی بی تیسرے آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں۔

انکشاف معنی حدیث نبوی

فرمایا۔ عبارت حدیث سے ترتیب نہیں سمجھی جاتی بلکہ مرغوب ہونا ان تین چیزوں کا سمجھا جاتا ہے لیکن الفاظ حدیث کی ترتیب کہ پہلے خوشبو پھر بی بی، پھر نماز معنی رکھتی ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آنحضرت کی اُمت میں جو اصحاب کہ قدم بقدم ہیں اُن میں سے کسی کو اوّل خوشبو مرغوب ہوتی ہے پھر بی بی، پھر نماز۔ ہم کچھ عرصہ سے نماز عبادت و ریاضت ثواب کے خیال سے نہیں پڑھتے ہیں۔ بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں جیسے کہ عاشق معشوق کی نسبت، اور عاشق و معشوق میں تعلق ہے۔ یہی نسبت و تعلق اب ہم میں اور نماز میں ہے۔ اب الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ ان تین مرغوبات نبوی میں سے دو اللہ کے فضل سے دیکھتا ہوں یعنی یہ دو چیزیں بفضلہ تعالیٰ بدرجہ کمال آپ کو حاصل ہوئیں

حضرت غوث اعظمؓ کا ارشاد

حضرت غوث الثقلین میر محی الدین سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فتدخل فی

Marfat.com

ثُمَّ مِنَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوبُهُمُ الَّذِيْنَ انْكَسَرَتْ اِرَادَتُهُمُ الْبَشَرِيَّةُ وَاُزِيلَتْ شَهَوَاتُهُمُ الطَّبْعِيَّةُ فَاسْتُوْنِفَتْ لَهُمْ اِرَادَةٌ رَبَّانِيَّةٌ وَشَهَوَاتٌ وَظِيْفِيَّةٌ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ فَاُضِيْفَ ذٰلِكَ اِلَيْهِ بَعْدَ اَنْ خَرَجَ مِنْهُ وَزَالَ عَنْهُ تَحْقِيْقًا لِمَا اَشَرْنَا اِلَيْهِ وَلَقَدَّمَ الخ

(مقالہ چھٹا فتوح الغیب)

ترجمہ:- پھر تو ان شکستہ دلوں کے زمرہ میں شامل کیا جاتے گا جنکے خواہشات نفسانی اور ارادہ بشری ٹوٹ گئے تھے اور پھر از سر نو ان میں ارادہ ربانی اور روزمرہ کی خواہشیں پیدا کی گئیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ تمہاری دنیا سے تین چیزیں مجھے محبوب کی گئی ہیں۔ خوشبو عورت اور آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں۔ ان اشیاء کی نسبت آپ کی طرف خواہشات کے نکلنے اور دور ہونے کے بعد کی گئی جیسا کہ بیشتر ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

رمز:- فرمایا۔ ابھی تم لوگ اس رمز کو نہ سمجھو گے۔ باقی ہم نے اتنا کہہ دیا ہے کہ ہمیں عورتوں اپنی بیبیوں سے محبت ہے۔ ہندوستان اور بنگالہ کے کسی درویش کے طور پر ہم نہیں ہیں

حادثہ انتقال آپکے صاحبزادہ مولانا احمد میاں صاحب

مولانا احمد میاں صاحب کلکتہ میں دینیات کی کتابیں پڑھ رہے تھے کہ یکایک بیمار ہوتے اور دو تین دن کی بیماری میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ کلکتہ میں ہی دفن ہوئے۔ پتہ آپ کے مزار کا یہ ہے۔ قبرستان ناخدا مانک تلہ۔ مزار پر آپ کی یہ تاریخ کندہ ہے۔

تاریخ وفات حسرت آیات حضرت مولوی احمد میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرزند دلبند حضرت قبلہ فخر العارفین قدس سرہٗ نبیرہ حضرت مولائی شاہ جہانگیر شیخ العارفین شاہ مخلص الرحمٰن قبلہ قدس سرہٗ۔

(از حافظ مقبول احمد کوکب بنارسی خادم آستانہ)

نور نور العین شاہ مخلص الرحمٰن قطب　　　وا دریغا در حجاب خاک مرقد آمدہ

Marfat.com

ازنواحِ چاٹگام آمد پئے تحصیلِ علم کز سرِ تیرِ قضا در موقعِ زد آمدہ
در سوادِ شہر کلکتہ برنگ نیستی آں معین مرآتِ تصویرابِ وجد آمدہ
اکمل التکمیل از فیضانِ نورِ سرمدی فارغ التحصیل در شرعِ محمد آمدہ
بود سالِ عنفوانِ عمر در بست و سوم کانطفائے ایں چراغِ بزمِ سود آمدہ
ماہ شعباں بودہ و بست و نہم تاریخ بود کیں چنیں حکمِ قضا سخت و موکد آمدہ
شد زمین و آسماں در دیدۂ عالم سیاہ کاں مہِ خوبی بہ برجِ خاکِ مرقد آمدہ
شد سیاہ پوش آسمان و خاک برسر شد زمیں کیں چنیں روزِ سیاہِ رنجِ بے حد آمدہ

سالِ تاریخِ وصالش گفت کوکب برملا
در جوارِ رحمتِ حق جانِ احمد آمدہ

سنہ ۱۳۲۷ھ

اس حادثہ کی اطلاع تار پر آئی۔ حضرت قبلہؒ کو نہایت رنج وغم ہوا۔ اسوقت اولادِ مذکور سے آپ کے یہی ایک تنہا فرزند تھے۔ اور مرحوم کی شادی کو صرف ایک سال کا عرصہ ہوا تھا۔ یہ حزن وغم اور رنج والم کا ایک جانکاہ منظر تھا۔ آپ کی بیقراری کا یہ عالم تھا کہ حویلی شریف کے دو دروازے تھے۔ ایک صدری اور دوسرا دروازہ خاص خانقاہ آپ کے حجرہ شریف سے حویلی میں جانے کا۔ اِن دو دروازوں میں سے بحالتِ اضطراب ایک دروازے سے اندر حویلی میں تشریف لے جاتے اور دوسرے دروازے سے اسی وقت خانقاہ میں تشریف لے آتے۔ فرماتے کیا ہوا کیا ہوگا اللہ اللہ اللہ کبھی بیٹھتے کبھی کھڑے ہوتے کبھی ٹہلتے۔ کبھی اندر سے باہر اور کبھی باہر سے اندر تشریف لیجاتے اقربا و مریدین آپ کے اضطراب و بیقراری کو دیکھ کر رو دیتے اور خونِ جگر کھاتے۔ مگر یہ رنج وغم اور حزن والم کا عالم صرف تین دن رہا۔ چوتھے دن کی صبح سے رشتہ بدل گیا۔ ایسا معلوم ہوا کہ گویا اس گھر میں کوئی حادثۂ غم ہوا ہی نہ تھا۔ پھر نہ آپ کی حرکات وسکنات میں کوئی فرق تھا نہ بشرہ پر آثارِ حزن وملال باقی تھے۔ تمام معاملات بدستور اور ہر بات پر حرکت وسکون میں متانت واستقلال کی وہی شان اور ہر شخص کے ساتھ روزمرہ کے موافق بات چیت۔ دفعتًا ایسا صبر وتحمل بظاہر عاداتِ عامۂ بشریہ سے بالاتر

Marfat.com

نظر آیا۔

صبر ہر غمزدہ کو عطا ہوتا ہی ہے۔ مگر رفتہ رفتہ۔ لیکن پھر بھی اتنا اثر عرصہ دراز تک باقی رہتا ہے۔ کہ جب یاد آئی اور کسی نے ذکر چھیڑا دل بے اختیار ہوگیا لیکن اس حادثۂ عظیم۔ مرگ فرزند جوان کا الم دربارِ عالی میں تین روز کے بعد ایسے صبر وسکون سے بدل گیا کہ کسی تذکرے پر نہ آثارِ غم پیدا ہوتے نہ اور کسی طرح معلوم ہوتا کہ اس داغ جگر کا رضینا بالقضاء کے سوا کوئی اور بھی اثر باقی ہے۔ اس ذاتِ مقدس کا یہ اندازِ خاص اپنے اندر ایک اعجاز رکھتا ہے۔

ایک فرزند صغیر سن کی وفات

فرمایا۔ ہمارے بعض بچے چھوٹی عمر میں چلے گئے ہمارے ایک لڑکے کا انتقال نمازِ مغرب سے کچھ پہلے ہوا۔ ہم نے اسی وقت انتظام کیا اور دفن کر دیا۔ اس روز کچھ لوگ باہر کے آئے ہوئے تھے جن کو بعد مغرب ہمیں تلقین کرنا اور رخصت کر دینا تھا۔ ہم نے نمازِ مغرب کے بعد انہیں تعلیم و تلقین کیا اور ان کا کام کر دیا اور اسی وقت رخصت کیا۔ اپنے کسی کام میں حادثہ مرگ فرزند سے کوئی فرق نہ آنے دیا۔؟ نے کہا کہ جو ہونا تھا ہو چکا۔ ہم اپنے منصبی کام کیوں ملتوی رکھیں۔

حضرت غوث اعظمؒ کا ایک واقعہ حیات

ہمارے حضرتؒ کے معاملات اور حالات حضرات سلف صالحین کے مانند ہیں۔ حضرت غوث الثقلینؒ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک روز آپ منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ خبر دی گئی آپ کے چھوٹے صاحبزادے نے انتقال کیا۔ آپ نے حکم دیا کہ غسل دے کر اور کفنا کر جنازہ یہاں لے آؤ۔ اور اتنا فرما کر سلسلہ کلام آپ نے شروع فرمایا۔ اور بدستور وعظ فرماتے رہے۔ گویا یہ حادثہ پیش ہی نہیں آیا۔ بعد غسل و تکفین جنازہ جب مجلس پاک میں لایا گیا تو آپ نے منبر سے اتر کر جنازے کی نماز پڑھائی اور لوگوں سے فرمایا لے جاؤ اور دفن کر دو ان کی محبت ہمارے دل سے پہلے ہی نکل چکی ہے۔ اس کے بعد منبر پر پھر تشریف لے گئے۔ اور اسی طرح کلام فرماتے رہے جیسے کہ ہمیشہ کلام فرماتے تھے۔

Marfat.com

ایک درویش کا بیان

جناب مولانا احمد میاں صاحب کو ایک درویش صاحب کشف نے دیکھا تھا۔ ان درویش نے مؤلف کتاب ہذا سے فرمایا کہ میں نے احمد میاں صاحب کا قلب روشن اور منور پایا۔ وہ خدا کے فضل و کرم سے صاحب نسبت تھے۔

فرمایا۔ ایک روز ڈاک پر خط آیا جس میں ایک شخص نے اپنا خواب لکھا تھا کہ ایک عالیشان مکان ہے۔ وہاں بہت لوگ جمع ہیں اور ایک بزرگ بھی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو کہا حضرت عبداللہ مغربی ہیں مغرب کے ولی اللہ میں نے کہا مشرق کے ولی اللہ کون ہیں۔ تو ایک لنج شخص کو دکھایا۔ اور وہ احمد میاں تھے۔

اس خواب کو بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ احمد میاں کے چیچک نکل آنے کی وجہ سے اس بار کچھ ایسا ہو گیا تھا۔

ارشاد فرمایا کہ مجھے اُن کی طرف سے ایک دغدغہ رہتا تھا۔ مگر خیال تھا کہ اُن کو طریقت میں ہونا چاہیے۔ تبشکراً فرمایا۔ طریقت میں اُن کا رتبہ خدا نے اس خواب سے ظاہر کر دیا۔

جناب محفوظ الرحمٰن صاحب

مولانا احمد میاں صاحب کے انتقال کا مریدین و معتقدین کو بہت صدمہ ہوا کہ ابناءِ اولادِ ذکور سے ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ کا کوئی فرزند نہیں ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی محفوظ الرحمٰن صاحب پیدا ہوئے۔

فرمایا۔ مولوی ابراہیم یا مولوی عبدالرحیم ان دونوں میں سے کسی کا نام تھا مؤلف کو شک ہے۔ ایک روز اپنی خلوت میں افسوس کرتے تھے کہ ہمارے حضرت کی اولاد سے کوئی فرزند زندہ نہیں رہتا۔ اب جو صاحبزادے پیدا ہوتے ہیں ان کا نام کیا ہوگا۔ غیب سے انہیں آواز آئی (محفوظ) یہ واقعہ انہوں نے یہاں آکر ہم سے بیان کیا۔ ہم نے محفوظ الرحمٰن نام رکھا۔ (اس وقت آپ کی عمر (۴۲) سال کی ہے۔ خدا آپ کا سایہ ہمیشہ قائم رکھے)

Marfat.com

اولاد کی شادیاں ہمارے حضرتؒ کے اولاد اناث سے بڑی صاحبزادی جناب قدسیہ خاتون صاحبہ اور ان سے چھوٹی جناب صدیقہ خاتون صاحبہ تھیں جن کی شادیاں آپ کے سامنے ہوئیں۔ اور صاحبزادیوں کی شادی آپ کے بعد ہوئیں۔

فرمایا عبدالقدیر۔ تمہاری بہن قدسیہ خاتون کی شادی کی بابت گھر میں کچھ تذکرہ ہوا۔ تمہاری والدہ صاحبہ وغیرہ کے خیالات معلوم ہوئے کہ وہ لوگ ایک کروفر سے شادی کرنے کا خیال رکھتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ شادی نواب صاحب کے یہاں ہو خواہ کسی کے یہاں ہو ہم چارسو سے زیادہ کا مہر اور دوسو سے زیادہ (چڑھاوے کے زیورات) نہ لیں گے۔

جناب قدسیہ خاتون صاحبہ کی شادی جناب ڈپٹی فیض اللہ صاحب رئیس چنوتی ڈپٹی کلکٹر کے چھوٹے صاحبزادے جناب حفاظت الرحمٰن صاحب وکیل سے ہوئی۔ اور دوسری صاحبزادی صدیقہ خاتون صاحبہ کی شادی جناب ڈپٹی صاحب ممدوح کے منجھلے صاحبزادے جناب مولوی مستفیض الرحمٰن صاحب ایم اے ڈپٹی کلکٹر سے ہوئی۔ یہ خاندان اس نواح میں بہت معزز اور باوقار ہے۔ اس خاندان سے صرف یہی نئے رشتے قائم نہیں ہوتے تھے بلکہ پیشتر آپؒ کی بھتیجی صاحبہ کی شادی معظم ومحترم جناب ڈپٹی فیض اللہ صاحب کے بھتیجے جناب مولوی شہاب اللہ کے ساتھ ہو چکی تھی۔ یہ سب اصحاب ہمارے حضرتؒ کے مرید جاں نثار تھے۔ ارشاد فرمایا حضرت عمرؓ نے حضرت ام کلثومؓ سے شادی کی تو فرمایا کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ خاندان نبوت سے ہر طرح کا پیوند ہو جائے۔

فرمایا مستفیض میاں نے شادی سے قبل خواب دیکھا تھا کہ اُن کا گھر ہمارے گھر سے قریب ہو گیا ہے۔ اب اس کا مطلب ظاہر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ ہمارے یہاں سے اُن کا ہر طرح رشتہ وعلاقہ ہو جائے۔

پابندی شریعت کا لحاظ فرمایا۔ ان اطراف میں ایک معزز خاندان ہے جن میں کئی ایک لڑکے ڈپٹی کلکٹر ہیں اور کئی ایک بی اے اور ایم اے ہیں۔ لیکن شریعت کے اور نماز روزہ کے پابند نہیں ہیں۔ ہماری دختر کی خواستگاری اس طرف سے ہوئی تھی۔ ہم

Marfat.com

نے کہا کہ ہم نہ کریں گے. شریعت کا پابند ہونا اسے ہم مقدم رکھتے ہیں۔ دنیاوی عزت وقابلیت اس کے بعد ہے۔

فرمایا. تم ہمارے خسر صاحب کا اور ہمارے دامادوں کا برتاوا ہمارے ساتھ دیکھ رہے ہو۔ یہ سب کیسے بے تکلف اور متواضع ہیں ہم تعظیم طلب لوگوں سے گھبراتے ہیں

رشتہ داروں کی نیک بختی

اَللّٰہ تعالیٰ کا ہم پر نہایت فضل ہے کہ ہمیں ایسے رشتہ دار ملے جن کے لئے ہمیں کچھ تردد نہیں کرنا پڑتا۔ تم ہماری حالت دیکھ رہے ہو بھلا ہم سے کیا تکلف اور تردد بن پڑتا۔ مولوی شہاب اللّٰہ ہمارے بھتیجے داماد یہاں آتے ہیں تو مثل لڑکوں کے رہتے ہیں اور ہمیں اپنا باپ سمجھتے ہیں۔ ہم بھی ان سب کو ایسا ہی خیال کرتے ہیں کہ ہمارے لڑکے ہیں۔ ہم قیامت تک سجدۂ شکر میں رہیں جب بھی اَللّٰہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے کہ ہمیں داماد اور سالے اور خسر اور سب رشتہ دار ایسے دئے جو ہم سے ذرا تعظیم نہیں چاہتے۔ اگر ہم ایسا کرنا چاہیں تو وہ پریشان ہو جائیں۔ خسر ہیں تو وہ ہمیں (بابا) کہتے ہیں۔ داماد ہیں تو وہ ہمیں (باباجان) کہتے ہیں۔ ڈپٹی مستفیض الرحمن کے والد (ہمارے سمدھی) آتے ہیں تو مقبول (خادم دربار شریف) سے بے تکلف کہہ دیتے ہیں کہ ہم کھانا کھائیں گے۔ اگر کھانا کھا کر آتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم کھانا نہ کھائیں گے۔ اور یہ اس لئے کہ اُن کے پیر ومرشد کو ذرا تردد نہ ہو۔

ارشاد فرمایا۔ ہم نے حق سبحانہٗ تعالیٰ سے آرزو کی تھی کہ وہ ہمیں مُردہ کے طور پر رکھنا۔ ایسا ہی ہو رہا ہے کہ ہمیں کسی دنیوی معاملہ کا تردد نہیں کرنا پڑتا۔ یہ ایک نعمت ہے۔ اس کے علاوہ اور ہزاروں نعمتیں ہیں جو ہمیں عطا کی گئی ہیں۔

انسان حق سُبحانہٗ تعالیٰ سے جیسی آرزو رکھتا ہے وہ اپنے بندہ کے ساتھ اس کے موافق ہی سلوک کرتا ہے۔

صاحبزادیوں کو نصیحت

فرمایا حضرت سرور کائنات صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خاتون جنت ؓ سے فرمایا۔ ہم نے دیندار نیک بخت کے ساتھ عقد کر دیا ہے۔ یہی ہم نے صدیقہ خاتون سے کہا کہ

Marfat.com

ہم نے دین داری اور نیک بختی دیکھ کر تمہارا عقد کر دیا ہے اور دونوں لڑکیوں سے ہم نے کہہ دیا کہ اپنے شوہر کی اطاعت کرنا اس سے ہم خوش ہوں گے۔ شوہر کے گھر سے ناخوش اور ناراض ہو کر مت آنا۔ ہمارے گھر سے شوہر کے گھر ناخوش اور ناراض ہو کر جا سکتی ہو۔

دونوں دامادوں سے ہم کہا کرتے ہیں کہ ہم ان لڑکیوں کے طرفدار نہ ہوں گے ہم تمہارے طرفدار ہوں گے۔

داماد کو نصیحت فرمایا۔ مستفیض میاں جیسا ہمیں پہچانتے ہیں دوسرا انہیں پہچانتا اور انہیں جتنا ہم پہچانتے ہیں دوسرا انہیں پہچانتا۔ مخاطب سے فرمایا۔ ان سے کہدینا کہ ابھی دو تین سال تک ہماری لڑکی کو زیور اور روپیہ وغیرہ نہ دیں کہ ابھی نادان ہے۔ نقصان نہ ہو جائے اور کوئی چرا کرلے جائے۔ اور ان کا یہاں رہنا بھی ہم پسند نہیں کرتے ہیں۔ وہ انہیں اپنے ساتھ رکھیں اور انکی تعلیم و تربیت کریں۔ پابندی شریعت کا پورا لحاظ رہے۔ شرعی پردے کا ہم بہت لحاظ کرتے ہیں۔ اور لڑکیوں کو شروع سے ہی شرم و حیا کی تعلیم دیتے ہیں۔

ہم ڈپٹی میاں کے لئے دعا کرتے ہیں کہ انہیں صالح اولاد خدا دے۔

بھتیجے کو نصیحت اپنے حقیقی برادرزادہ جناب نور الکبیر صاحب سے ارشاد ہوا اب بی۔ اے کے بعد تم کو ایم۔ اے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے دعا کی اللہ اس میں ترقی دے۔ تم انتظام سے چلو۔ نوکری بھی کرو اور اللہ کی عبادت بھی کرو۔ بجائے اس کے کہ نیا امتحان دو۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ اللہ کی عبادت کرو۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے لڑکے اچھی طرح ہمیشہ پابند شرع رہیں۔

Marfat.com

مخدومی حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ

تذکرہ حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ مدظلہ وحضرات خلفاء دامت برکاتہم

ہمارے مولائی ومرشدی حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ العزیز کے سجادہ نشین آپ کے فرزند حضرت مخدومی ومعظمی مولانا سید مخصوص الرحمٰن عرف حضرت طٰہٰ میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم ہیں۔

حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ نے وقتِ وصال پس ماندہ اولاد نرینہ سے پانچ صاحبزادگان یادگار چھوڑے۔ مگر سب صاحبزادے صغیر سن تھے۔ تقریباً بڑے صاحبزادے کی عمر بارہ۱۲ سال کی تھی۔ اسمائے گرامی یہ ہیں۔

جناب محفوظ الرحمٰن صاحب۔ جناب مولانا محبوب الرحمٰن صاحب جناب محمود الرحمٰن صاحب جناب مولانا مخصوص الرحمٰن صاحب قبلہ دامت برکاتہم عرف طٰہٰ میاں صاحب۔ جناب مطلوب الرحمٰن صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ۔

پیشین گوئی سجادہ نشینی کے لئے آپؒ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لڑکوں میں سے جانشینی کے لئے جس کو پسند اور منظور فرمائے گا اُس لڑکے کی عمر بیس۲۰ سال کی جب ہوگی تو اس میں ہماری اور ہمارے پیر ومرشد والد ماجد صاحب کی خوبو۔ طور طریقہ۔ چال چلن۔ طرز وروش پیدا ہوگی۔ لوگ اُن کو دیکھ کر خود کہیں گے کہ یہ اپنے والد اور دادا صاحب کے نقشِ قدم پر ہیں بس وہی ہمارے سجادہ نشین ہوں گے۔ اور اُن کی باطنی اور رُوحانی تعلیم منجانب اللہ غیب سے ہوگی۔ اس ارشاد مبارک سے اکثر لوگ اور آپ کے حرمِ محترم کے سب حضرات اور اعزّہ اور خلفاء اور مریدین اور معتقدین آگاہ تھے۔

تاخیر گدی نشینی آپؒ کے وصال شریف کے بعد صاحبزادگان سلمہم کی تعلیم علم ظاہری

Marfat.com

پر توجہ کی گئی۔ اور تمام اعزہ اور خلفاء حضرات کے مشورے سے بالاتفاق یہ طے پایا کہ جانشینی کے لئے تاخیر اور توقف اس وقت تک کرنا ضروری اور واجب ہے کہ جبتک کہ سب صاحبزادگان کی عمر شریف بیس سال کی نہ ہو جائے۔ تاکہ آپ کی پیشین گوئی کا اظہار اور مشیتِ خداوندی کا انتخاب صریحی اور بدیہی طور پر اوصافِ مذکورہ سے متصف ایک فرزندِ ارجمند میں پایا جائے۔ اس انتظار میں بیس سال تک گدی شریف خالی رہی۔

خدائی انتخاب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جب سب صاحبزادگان کی عمر شریف بیس سال کی ہوگئی تو آسمانی اور خدائی فیصلے کا ظہور ہوا سب خاندانی حضرات اور خلفاء اور مریدین صاحبان کی نظرِ امتیاز و انتخاب حضرت مولانا مخصوص الرحمٰن صاحب عرف حضرت طٰہٰ میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم پر پڑی۔ کیوں کہ اس پیشین گوئی اور وصیت کے اوصاف کے آپ مصداق پائے گئے۔ اور غیب سے بشارتیں بھی ہوئیں کہ وقت گدی نشینی کا آیا ہے۔ اب اس کا اعلان و اظہار کر دیا جائے۔

گدی نشینی بموقع عرس مبارک ۱۷ ماہ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ کو بالاتفاق رائے سب حضرات مخدوم زادگان اور اعزہ اور خلفاء اور سب حاضرین دربارِ عالی نے حضرت طٰہٰ میاں صاحب قبلہ کو گدی نشین اور صاحب سجادہ تسلیم کیا۔ اور گدی شریف پر آپ جلوہ افروز ہوئے۔ اور اس کا اعلان حاضرین و غائبین ملکی اور غیر ملکی لوگوں پر کیا گیا۔ الحمد للہ

تعلیمِ غائبانہ کی تصریح حضرت صاحب سجادہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم کے تعلیمِ غائبانہ کی تشریح سیرت شریف حصہ اوّل صفحہ ۶۱ پر درج ہے۔ وہ حسبِ ذیل ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت شیخ العارفینؓ فرمایا کہ ایک شخص نے ہم سے کہا کہ یا تو حضرت بایزید بسطامیؒ کو سنا تھا کہ انھوں نے حضرت ابوالحسن خرقانی کی تعلیم (ظاہری طریقہ کے بجائے) روحانی کی تھی یا اب آپ کا واقعہ دیکھا کہ ظاہری طور پر تو آپ کی بس اتنی تعلیم کہ ایک بار عصر کی نماز پڑھوا دی۔ اور باطنی طریقہ سے یہ کیا کہ آج آفتاب کی طرح ظاہر ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی رُوحانی تعلیم

فرمایا حضرت بایزید بسطامیؒ جب خرقان میں تشریف لے گئے تو اہلِ خرقان سے آپ نے کہا کہ اس دیس میں ہم سے ایک سو برس کے بعد ایک شخص ابوالحسن پیدا ہوں گے۔ ہم نے اُنہیں آج ہی (عالمِ ارواح میں) مُرید کر لیا ہے۔ اس طرح حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی تعلیم روحانی کر گئے۔ جب وہ پیدا ہوئے تو اسی رُوحانی تعلیم کے مطابق چلے اور کمال کے درجے پر پہنچے۔ ظاہر میں کچھ نہیں بتایا مگر باطن میں سب کچھ بتا دیا۔ یہ بات یادگارِ زمانہ سے ہے۔ ہم نے حضرت شاہ ابوالحسنؒ کا قصہ کتابوں میں پڑھا تھا۔ لیکن خود ہمارے ساتھ یہ ہی معاملہ پیش آیا۔ اور ایسا ہی ماجرا خود ہمارے اُوپر گذرا۔ ہمارے والد قدس سرہٗ کی یہ کتنی بڑی بزرگی ہے کہ ظاہر میں ہمیں کوئی تعلیم نہیں فرمائی (اور باطن میں سب کچھ بتا دیا اور) ہمیں لاکھوں کا پیر بنا دیا۔

طریقہ اویسی کی تعلیم ہر شیخ کا منصب نہیں

آپ نے فرمایا۔ مُرید ہر حال میں کیا جا سکتا ہے بزرگوں نے طفلِ شیر خوار کو ہنڈولے میں اور عالمِ ارواح میں مرید کیا ہے۔ بعد وفات کے بھی مُرید کیا جا سکتا ہے۔ مگر ان حالتوں میں پیر کا بہت بڑا کامل ہونا ضروری ہے۔ معمولی شیخ ایسا نہیں کر سکتے۔

آپ کا ایک کام

ایک روز فرمایا۔ تعلیمِ رُوحانی ہمیں جس طرح ہمارے حضرتؒ نے دی ہے (اپنے بعد) اسی طریقہ کی تعلیم ہم بھی ایک شخص کو دیں گے۔ مضمون صفحہ ۱۶۱ ختم

بس ان ارشاداتِ عالی سے خصوصیت حضرت ظلہ میاں صاحب قبلہ کی پائی جاتی ہے۔ کہ تعلیم غائبانہ اور رُوحانی بطرزِ سنتِ شیخ ہم بھی اپنے سجادہ نشین کی کریں گے۔ چنانچہ یہ ہی معاملہ عالمِ ظاہر میں ہو رہا ہے۔

شعر

Marfat.com

بے کتاب و بے موید و اُستا
بینی اندر دل علومِ انبیا

حضرت سجادہ نشین صاحب قبلہ مدظلہٗ ہمارے، ممدوح عالم دین اور ذہین وفہیم و ذکی الطبع و صائبُ الرائے عالی حوصلہ و متین، و بُرد بار حلیم و خلیق و عابد و زاہد اور متقی و خوش منتظم ہر دلعزیز بزرگ ہیں۔ آپ کی شان اعلیٰ اور ارفع ہے۔ ہم ناقصان کی سمجھ سے آپ کے معاملات بالاتر ہیں۔ کیونکہ ہم بندۂ درگاہ خادم اور مرید ہیں۔ اور آپ حضرت مولائی و مرشدی فخر العارفین قبلہ قدس سرّہٗ کے مُراد اور محبُوب ہیں۔ مصرعہ

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

تاریخ سجادہ نشینی محترم برادر عزیز جان دُر ویشاں

جنابِ مخدوم زادہ مولوی مخصوص الرحمٰن عرف طٰہٰ میاں مدظلہٗ

(از حافظ مقبول احمد صاحب کوکب بنارسی)

تعالی اللہ ہمہ عالم تجلی گاہِ عرفاں شد — چراغِ نورِ رحماں جلوہ پاشِ بزمِ امکاں شد
نمودار نوزدہ ۱۹ سال انتظار جلوہ فرمائی — بحمد اللہ در دیں ضوفشاں مہرِ درخشاں شد
بشارت بالصراحت گشت اصحابِ مُقرّب را — پئے سجادگی از غیبِ ہم حکم اعلاں شد
چو شد روزِ دوشنبہ نوزدہ ۱۹ از ماہ ذی الحجہ — شہ مسند نشین طٰہٰ میاں مخصوص رحمٰن شد
منوّر شد ز والا قاف تا قاف اے خوشا رحمت — شعاعِ مہرِ دیں ظلمت زدائے کفر و طغیاں شد
مُسلّم گشت در تحتِ تصرف کائناتِ دل — بہ تفویضش قضائے چار دانگ عالمِ جاں شد
بہ جن و انس و وحش و طیر احکامش رواں باشد — بفرمانِ خدا زیرِ نگیں ملکِ سلیماں شد
پئے مسند نشینِ شاہ فخر العارفینؒ ہر سُو — گروہ قدسیاں بر چرخ سرگرمِ چراغاں شد
جمالِ پاکِ او بنگر کلامِ پاکِ اُو بشنو — کہ رویش نقش قرآن لبش تفسیر قرآں شد
خداوندا بایں سجادہ آں فضل و کرم فرما — کہ بر اسلاف پیشیں بارشِ احسان فیضاں شد

Marfat.com

اطاعت استقامت استطاعت عافیت صحت بریں مبذول کن زیں ساں کہ رحمت بر بزرگاں شد
زباقف سالِ سجادہ نشینی یا فہم کو کب
بجائے قطبِ عالم جانشینِ قطبِ دوراں شد

۱۳۵۸ھ

تذکرہ حضرات خلفاء ہندوستانی دامت برکاتہم

جن کو حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ کے دستِ حق پرست سے خلافت عطا ہوئی

ازانجملہ ۱

سپہر برج سعادت ونہر سار معرفت وضیار شمع ہدایت افضل المجاہدین و اکرم المرتاضین ابدالِ دوران وبخم الاخوان یعنی حضرت شاہ محمد نبی رضا خاں صاحب قدس سرہٗ ابن مولانا شاہ محمد حسن رضا خاں صاحب ہیں۔

آپ کا مولد ومسکن ریاست رام پور قصبہ بھنسوڑی ہے آپ کی ولادت ۲۵ ربیع الاوّل ۱۲۸۶ھ بروز دوشنبہ ہوئی۔ آپ بالطبع متواضع اور منکسر المزاج اور عابد زاہد متقی پرہیزگار اور کم گفتن اور کم خوردن اور کم خفتن آپ کا شعار تھا اور شدتِ مجاہدہ وریاضت میں اپنے زمانہ میں بے مثال اور درمیان مشائخ وقت بے نظیر تھے۔ بمصداق وَاللہ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ کے دستِ قدرت نے آپ کو حسن وجمال بھی عطا فرمایا تھا۔ شعر

ماکہ در شکل یار حیرانیم
وصفِ اوصافِ او کجا دانیم

جناب نواب مصطفےٰ علی خاں صاحب والی رام پور نے جب اس مقام کو آباد کیا تو آپ کے مورث اعلیٰ نے جو افغانستان کے شرفا سے تھے اپنے قدوم میمنت لزوم سے قصبہ بھنسوڑی کو رونق بخشی۔

Marfat.com

آپ کا زمانہ تعلیم جب ختم ہوا۔ اور آپ سن شعور کو پہنچے تو ذاتی جوہر فن سپاہ گری اور پہلوانی سے آپ کو دلچسپی ہوئی۔ اس فن میں امتیاز خاص حاصل کیا۔ اور فوج میں ملازم ہوئے اور ترقی کی۔ پھر ملازمت کو ترک فرمایا۔

جناب نواب سرسلیم اللہ خانصاحب رئیس ڈھاکہ اور جناب محترم نواب حیدر علی خاں صاحب رئیس کروٹیہ ضلع میمن سنگھ آپ کے قدردان ہوئے۔ چند روز یہاں آپ نے ملازمت فرمائی۔ اسی ایام ملازمت میں آپ کو بیعت کا شرف حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ سے حاصل ہوا۔ اور تعلیم طریقت سے آپ سرفراز ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر جناب محترم خانصاحب اپنے مولائی و مرشدی حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ العزیز کی خدمت اقدس میں چاٹگام شریف حاضر ہوئے۔ اس حاضری میں تاریخ ۵ / جمادی الثانی بموقع عرس مبارک حضرت قطب الاقطاب مخدوم الملک رودولی حضرت پیر و مرشد کے دست حق پرست سے آپ کو نعمت خلافت عطا ہوئی۔ آپ اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہونے کے بعد بھی چند ایام خدمت اقدس میں حاضر رہے۔ پھر رخصت فرمائے گئے۔ اب آپ نے ارادہ وطن مالوف جانے کا کیا۔ اور ملازمت سے استعفا دیا۔

حالات وطن جب آپ کے خاندانی لوگوں کو سرفرازی خلافت کا علم ہوا تو ملنے آئے۔ آپ کے خاندانی ایک بزرگ نے کہا کہ آپ بہت دور دراز مرید ہوئے۔ قریب ہونے سے پیر و مرشد کی ملاقات آسان تھی۔ حرج مرض میں طلب دعا و مراد برآری کے معروضات میں سہولت ہوتی۔ چاٹگام دور ہے۔ پیر صاحب کا تشریف لانا اور آپ کا جانا دونوں مشکل۔

آپ یہ باتیں سن کر خاموش رہے مگر آپ کے طبع شریف پر گراں گذرا۔ اسی تشویش کی حالت میں حجرہ کے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا۔ اور ارادہ کیا کہ جبتک اطمینان قلبی نہ حاصل ہو گا۔ کمرے سے باہر نہ آؤں گا۔ اور حضرت پیر و مرشد کی روحانیت شریف کی طرف رجوع کیا۔ اور امداد چاہی اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک آواز گولہ چھوٹنے کے مثل آپ نے سنی۔ اس آواز کے ساتھ تمام حجرہ منور اور روشن ہوا۔ اور یہ محسوس کیا کہ کمرے کی چھت شق ہوئی اور قرص آفتاب حجرہ میں طلوع ہوا۔ اور اس انوار قدس میں حضرت پیر و مرشد تشریف فرما اور جلوہ افروز ہیں حضرت

Marfat.com

مولائی ومرشدی نے فرمایا کہ خانصاحب قرب وبعد دیکھ لیا۔ اس مشاہدہ اور زیارت کے بعد سکون اور اطمینان قلبی عطا ہوا۔ شعر

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست ⁂ دستِ او جز قبضۂ اللہ نیست

حضرت قبلہ روحی فداہ نے فرمایا۔ ہم نے نبی رضا خاں سے کہا کہ آپ نے شاہنامہ پڑھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ ہم نے کہا کہ یہ راستہ رستم اور اسفندیار کے ہفت خواں سے بھی زیادہ سخت ہے۔ مصرعہ

اندریں رہ باید ای دل ہمتِ مشکل پسند

(برادر محترم جناب خانصاحب نے پھر تو ریاضت ومجاہدہ خوب کیا۔ شجاعت جو آپ کا ذاتی جوہر تھا اس عالی ہمتی سے بدعاریہ گان نفس کشی اور خدا طلبی کی راہ میں چلے اور کامیاب ہوئے)

چلہ اور ریاضت قیامِ وطن کے زمانہ میں ریاضتِ مجاہدہ بکثرت فرمایا۔ ایک روایت یہ ہے کہ ایک وضو سے چالیس روز کا چلہ پورا کیا۔ نہ کھایا نہ پیا۔ صرف مصری کا ایک کوزہ رکھ لیا۔ اسی کو سحر کے وقت کچھ لیتے روزہ اسی مصری کو چکھ کر افطار فرماتے۔ سلف صالحین کی طرح آپ نے سخت مجاہدہ کیا۔ پندرہ بیس روز کچھ نہ کھانا یہ آپ کے لئے معمولی بات تھی۔

چلہ چہل کاف حضرت مولائی مرشدی قبلہ قدس سرہٗ العزیز نے اس خادم سے فرمایا۔ کہ قادریہ شریف میں چلہ چہل کاف کا چالیس روز میں سوا لاکھ بار ختم اور پورا کیا جاتا ہے۔ مگر خانصاحب نے اس چلہ کو سوا لاکھ بار نو روز میں پڑھا اور ختم کر دیا (تحسین فرمائی) اور فرمایا کہ خانصاحب مرتاض آدمی تھے اس مجاہدہ کے زمانہ میں آپ کا لباس کملی کی ایک کفنی تھی تین سال اسی میں بسر کیا۔

تیسری حاضری تین سال کے بعد پھر آپ حضرت مولائی ومرشدی قبلہ قدس سرہٗ کی خدمتِ اقدس میں دربار شریف چاٹگام حاضر ہوئے حضرت پیر ومرشد قبلہ نے فرمایا کہ خانصاحب ہم نے سنا کہ آپ پندرہ بیس روز تک کچھ نہیں کھاتے اور ایسی ایسی سخت ریاضتیں کرتے ہیں۔ جو آپ کرتے ہیں اگر ہم کریں تو گنہگار ہو جائیں۔ مگر خیر آپ جانتے نہیں ......

Marfat.com

(حسنات الابرار سیئات المقربین) **ترجمہ**:- ابرار کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں اور ارشاد نصیحتاً فرمایا کہ ہمارے مریدوں کو فقیری ہمارے طرز و روش پر چلنے سے ملے گی۔ جو ہم کرتے ہیں وہ کرو تو فقیری ملے گی۔ زمین و آسمان میں سر پٹخیں گے کچھ نہ ہوگا۔ فقیری ریاضت اور فاقہ سے نہیں ملتی۔ اگر فاقہ سے ملتی تو جتنے غریب لوگ ہیں جنھیں کھانا میسر نہیں ہوتا وہ سب فقیر ہو جاتے۔ اگر جاگنے سے فقیری ہوتی تو جتنے پہرہ دینے والے ہیں سب فقیر ہو جاتے۔ اگر کپڑا نہ پہننے سے فقیری ملتی تو سب ننگے فقیر ہو جاتے۔ ہم جانتے ہیں کہ فقیری کیسے کرنا چاہیئے جو ہم کرتے ہیں وہ کرو تب فقیری ملے گی۔ نصیحتاً فرمایا

نہ اتنا زیادہ کھاؤ کہ غفلت اور کاہلی پیدا ہو۔ نہ اتنا کم کھاؤ کہ ضعف و ناتوانی پیدا ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ نہ اتنا پھٹا پرانا میلا کپڑا پہنو کہ لوگ تم کو دیکھ کر نفرت اور حقارت کریں۔ اگر کوئی تمہاری حقارت کرے گا تو خدا کے یہاں گنہگار ہو جائے گا۔

نہ اتنا عمدہ کپڑا پہنو کہ ہر وقت اس کی زیبائش اور آرائش میں لگے رہو۔ ان نصائح کے بعد خادم مقبول علی کو حکم ہوا کہ خانصاحب کے لئے ایک جوڑا کپڑا لائیں تعمیل ارشاد کی گئی۔ حضرت پیرو مرشد کے دست حق پرست سے خلعت تبرک کا جوڑا آپ کو عطا ہوا۔ سر پر رکھا۔ بوسہ دیا۔ اور سامنے شیخ برحق کے اسی وقت پہنا۔ مشرف ہوئے اور کملی کی کفنی اتاری۔ اُس روز سے جناب بھائی محترم شاہ نبی رضا خانصاحب دونوں وقت کھانا نوش فرماتے اور کپڑا پہننے لگے۔

حضرت قبلہ فخر العارفین کا خواب

ارشاد فرمایا کہ ہم نے خواب میں ایلمرتہ نبی رضا خانصاحب کو والدہ صدیقہ خاتون (آپ کے حرم محترم) کے پاس چھوٹے بچے اور لڑکے کی صورت میں سوتے دیکھا تو ہم نے کہا کہ ان کی شادی ہو جائے گی وہ بیچارے اچھے لوگ ہیں۔ ہم سے حسن عقیدت رکھتے ہیں اللہ ان کو ترقی نصیب کرے۔

Marfat.com

ایک اور خواب فرمایا اہلیہ فنن شاہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک ہندوستانی لمبے قد گورے رنگ کا ہم کو گود میں لئے ہوئے ہندوستان چلا جارہا ہے واللہ عالم کیا بات ہے۔ ہندوستان کے (مریدوں میں) تو لمبے قد اور گورے رنگ کے نبی رضا خاں ہیں۔

ڈپٹی میاں کا خواب فرمایا کہ ڈپٹی مستفیض الرحمٰن نے خواب میں دیکھا کہ یہ خانقاہ اور یہ دائرہ گھر بایں طرز ونقشہ وسط ہندوستان میں واقعہ ہے۔ اور وہاں کے لوگ ہاٹ' بازار اور شادی بیاہ کا سامان اور ضروری چیزیں خرید کرنے لکھنؤ آتے جاتے ہیں۔ ہم نے ان سے کہا کہ خواب تمہارا سچا ہے۔ اگرچہ تمہاری سمجھ میں اس وقت نہ آئے۔ اللہ کو جب منظور ہوگا سمجھ لوگے۔ آپ نے بعض خادموں سے اس خواب کا کچھ انکشاف فرمایا۔ ارشاد فرمایا کہ ردولی شریف سے لکھنؤ اتنا قریب ہے کہ ردولی شریف کے رہنے والے ضرورت کی چیزیں اور بیاہ شادی کا سامان خرید کرنے لکھنؤ آتے ہیں اور یہ مقام وسط ہندوستان میں ہے اور مستفیض میاں نے ہمارے دائرہ گھر یعنی خانقاہ کو بھی وسط ہندوستان میں دیکھا (جہاں حضرت قطب الاقطاب مخدوم الملک ردولیؒ کا آستانہ شریف ہے) اس میں باطنی نسبت حضرت قطب الاقطاب مخدوم الملک ردولیؒ سے ہے۔

خانصاحب آپ لکھنؤ جائیں فرمایا ڈپٹی میاں کے خواب دیکھنے کے بعد جب نبی رضا خاں ہمارے پاس آئے تو ہم نے ان سے کہا کہ خانصاحب آپ لکھنؤ جائیں۔ وہاں کے لوگوں کی روح میں حرارت پیدا ہوئی ہے۔ ہمارے حضرت کے سلسلہ میں وہاں بہت لوگ مرید ہوں گے۔ جناب برادر محترم شاہ نبی رضا خاں صاحب بحکم پیرومرشد قبلہ قدس سرہٗ العزیز لکھنؤ تشریف لے گئے۔ بہت لوگ داخل سلسلہ عالیہ ہوئے۔ آپ نے عمر کے آخر وقت تک وہیں قیام فرمایا اور وہیں وصال آپ کا ہوا۔ آپ سے سلسلہ عالیہ جہانگیریہ کی بہت اشاعت ہوئی۔ اللّٰھم زدفزد

غیب سے خبر انتقال ارشاد فرمایا ہماری بڑی اہلیہ نے خواب دیکھا کہ پچھم کی طرف قیامت قائم ہوگئی ہے۔ اور آسمان زمین پر ٹوٹ پڑا ہے

Marfat.com

(دربارِ عالی سے لکھنؤ پچھم جانب ہے)

اور یہیں دیکھا کہ چوغہ پہنے ہوئے کہتے ہیں کہ باقی ماندہ جو لوگ ہیں ان کو جا کر دیکھ لیں، ہم وہاں گئے اور ٹہلنے لگے۔ ایک لڑکا بیٹھا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا اس نے جب ہم کو دیکھا تو قرآن شریف جزدان میں لپیٹ کر اُٹھا اور ہماری قدم بوسی کی فرمایا ان کا خواب سن کر ہمیں اندیشہ پیدا ہوا۔ اور کہا کہ پچھم کی طرف تو ہمارے تین خلفاء ہیں۔ نبی رضا خاں اور فلاں فلاں۔ چند دن گذرے تھے کہ نبی رضا خاں کے انتقال کی خبر آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

برادر محترم جناب خانصاحب کے انتقال کی خبر آنے کے بعد حضرت قبلہ روحی فداہٗ نے ارشاد فرمایا کہ خاں صاحب کامیاب ہوئے۔ (سبحان اللہ)

کرامت شفاء بیمار مولف کی ہمشیرہ نو ماہ سے بیمار تھیں۔ علاج سے نفع نہ ہوا۔ زندگی سے مایوس تھی۔ جناب برادر محترم خاں صاحب بنارس اتفاقاً تشریف لائے۔ حالاتِ مرض عرض کر کے صحت کے لئے دعا چاہی گئی۔ پانی دم فرمایا۔ اور حکم دیا کہ دوا چھوڑ دیں اور جو چاہیں کھائیں۔ پرہیز کسی چیز کا نہ کریں۔ مریضہ نے ایسا ہی کیا۔ آپ کی دعا سے دس روز میں غسل صحت ہوا

وجد وحال آیا آپ پر کیفیت محفل سماع میں رقص کی ہوئی آپ کے جبہ کا دامن ایک شخص کے سر پر گرا۔ سر پر دامنِ جبہ پڑنے سے اُن کو حال آیا بیہوش ہو گئے عقیدت لائے۔ صبح مُرید ہوئے۔

برکت طعام بعض دعوتوں میں آپ کے ہمراہ زیادہ لوگ شریک ہوتے۔ کھانا تھوڑا اتھا آدمی زیادہ تھے۔ آپ کی دُعا سے برکت طعام میں ہوئی۔ سب آسودہ اور شکم سیر ہو گئے اور کھانا بچ گیا۔ ایسے واقعات کرامت مشہور متعدد جگہ سے سُنے گئے ہیں۔

حافظ مقبول احمد صاحب بنارسی جناب حافظ مقبول احمد صاحب نے مؤلف سے بیان کیا کہ ردولی شریف جس کمرے میں

Marfat.com

ہم لوگوں کا بموقعہ عرس شریف قیام تھا۔ باہر سے میں کمرے میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ شیر بیٹھا ہے۔ خوف سے جلد کمرے سے باہر آیا۔ جناب محترم شاہ نبی رضا خاں صاحب نے آواز دے کر بلایا کہ حافظ صاحب آئے۔ پھر کمرے میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ جناب محترم نبی رضا خاں صاحب تنہا تشریف فرما ہیں اور کوئی نہیں۔

تاریخ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ مسلم قبرستان صدر بازار لکھنؤ میں آپ کا مزار پاک زیارت گاہِ خلائق ہے۔

(تاریخ وصال شریف از جناب حافظ مقبول احمد صاحب کوکب بنارسی)

بست و چہارم روز یکشنبہ بوقت دہ نواخت ۔ در ربیع الاوّل از وصل خدا آمد پیام

کوکب الحق گفت ہاتف مصرعہ سال وصال ۔ سالک راہ حقیقت قطب دین الامقام

۱۳۲۹ھ

ازانجملہ

عالم علوم دینی صاحب اسرار یقینی برادر معظم جناب مولانا غلام مظہر صاحب عرف ننھے میاں

مولد و مسکن آپ کا مولد و مسکن بنارس محلہ پرانی عدالت ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸۰ھ میں غالباً ہوئی۔ حضرت مولانا ظہور الحسن صاحب آپ کے والد ماجد ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ جناب مولانا نظام الدین صاحب صدیقی سلطان شہاب الدین کے مشیر خاص تھے۔ سلطان کے ساتھ بسلسلۂ فتوحات ہندوستان آئے اور قصبہ جائس (اودھ) میں آباد ہوئے۔ اوائل سلطنت مغلیہ میں ان کے بزرگوں کو شاہی خطاب امیر معلیٰ عطا ہوا۔ اس وقت سے آپ کا خاندان قصبہ مذکور اور اس کے گرد و نواح میں خاندان امیر معلیٰ کے نام سے مشہور ہوا۔ عہد انگلشیہ کے آغاز یعنی زمانہ گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز میں جناب

Marfat.com

مولانا واصل علی آپ کے بزرگوار مرشد آباد میں قاضی القضات مقرر ہوئے۔ اور شرع محمدی موسوم بہ ذخیرہ گورنر وارن ہسٹنگز انھیں کی تصنیف ہے۔ عہد ایسٹ انڈیا کمپنی میں آپ کے بزرگوار جناب مولانا عبد القادر صاحب عہدہ سفارت پر ممتاز رہے۔ اور آپ کا ہیڈ کوارٹر بنارس تھا۔ اس وجہ سے بنارس میں سکونت اختیار فرمائی گئی۔ آپ نسباً شیخ صدیقی ہیں۔ آپ کا شجرہ سلاطین سلف کی تصدیق اور مہر شاہی سے مزین اور مستند چلا آتا ہے اور مصنف کتاب تاریخ جائس نے بھی درج کیا ہے۔

نسب نامہ مولوی غلام مظہر ابن مولوی ظہور الحسن ابن محمد احمد اللہ ابن محمد فصیح اللہ ابن محمد عزت اللہ ابن رحمت اللہ ابن غلام مجتبیٰ ابن غلام مرتضیٰ ابن عبد العزیز ابن عطا ابن برخوردار ابن ملونہ ابن شیخ جمال ابن معین الدین ابن شمس الدین ابن حسام الدین ابن قادر معروف بخواجگی ابن بہاء الدین ابن احمد ابن محمد ابن جہان شاہ ابن نجم الدین ابن شہاب الدین ابن نظام الدین ابن محسن ابن ارسلان ابن مودود ابن علی ابن حامد ابن ہارون ابن قریش ابن حمزہ ابن اسمٰعیل ابن عابد ابن طاہر ابن موسیٰ ابن غالب ابن معین الدین ابن خواجہ فرح ابن عبد اللہ ابن قاسم ابن محمد ابن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ کی تعلیم آپ کے والد ماجد مولانا ظہور الحسن صاحبؒ عالم باعمل بزرگ اور رئیس اور زمیندار تھے۔ دنیا پر دین کو مقدم جانتے۔ بایں وجہ اپنے تینوں صاحبزادوں مولوی عزت اللہ صاحب اور مولوی غلام مظہر صاحب اور مولانا عبد الغفور صاحب عرف منّے میاں کو اولاً تعلیم دینیات درس نظامی دلائی۔ بڑے صاحبزادے آپ کے سامنے فارغ التحصیل ہوئے۔ اور دو صاحبزادے تعلیم پارہے تھے کہ مولانا ظہور الحسن صاحب نے سفر بیت اللہ شریف کیا اور وہیں انتقال فرمایا۔ پھر نھنے میاں اور منّے میاں کی تعلیم آپ کے بڑے بھائی مولوی عزت اللہ صاحب کی نگرانی میں ہونے لگی۔ دونوں صاحب عربی کے فارغ التحصیل عالم ہوئے۔ اور انگریزی تعلیم میں جناب نھنے میاں صاحب نے بی اے

Marfat.com

ایل ایل بی وکالت کا امتحان پاس کیا۔ اور وکیل ہوئے۔ اور جناب منجھلے میاں صاحب تحصیلداری پر ممتاز ہوئے۔

جناب مولوی غلام مظہر صاحب کی عقیدت و ارادت

ہمارے حضور پیر و مرشد حضرت فخر العارفین قدس سرہٗ گلبرگہ شریف کے دوران سفر میں جب جلوہ فرما بنارس ہوئے جس کا تذکرہ حصہ اول سیرت شریف صفحہ ۷ میں درج ہے۔ تو آپ کا قیام پرانی عدالت کے دو منزلہ مکان میں ہوا۔ ننھے میاں صاحب کا مکان سامنے تھا۔ ننھے میاں نے ایک خواب دیکھا جس کے بعد حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ اور یہ شعر پڑھ پڑھ کر بے اختیار گریہ زاری کرتے رہے۔ مؤلف اس موقعہ پر حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ شعر

نصاب حسن در حدِ کمال است ؎ زکاتم دہ کہ مسکین و فقیرم

حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ نے بہت رحم و کرم فرمایا۔ بہت دلداری کی اور دست مبارک ننھے میاں کے سر پر پھیرا۔ اور ارشاد فرمایا۔ ننھے میاں ہوش سنبھالیں ہوش سنبھالیں۔ ہم آپ سے محبت رکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل و رحم فرمائے۔ پھر ننھے میاں کو سکون اور قرار ہوا۔ ننھے میاں کو اس حاضری میں تعلیم طریقت کچھ نہیں فرمائی گئی کیونکہ پڑھتے تھے۔ اور طالب علم کو تحصیل کے زمانہ میں تعلیم طریقت نہ دینے کا دستور شریف آپؒ کا نہ تھا۔

تعلیم کا اختتام

جب ننھے میاں صاحب کی تعلیم ختم ہوئی تو آپنے وکالت شروع کی۔ اور اُس کے ساتھ موروثی زمینداری جو تقریبًا تین ہزار ماہوار کی تھی۔ اس کا انتظام آپ کے ذمّہ ہوا۔ کیونکہ آپ کے بڑے بھائی صاحب کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور آپ خاندان کے سرپرست قرار دئے گئے۔ آپنے بہت خوب انتظام زمینداری کیا اور ترقی دی جائداد خریدی۔ اسٹیٹ میں کچھ اضافہ ہوا حساب کتاب اور لین دین میں آپ بہت کھرے۔ سُتھرے بالکل پاک صاف ثابت ہوئے۔ دنیاداری میں وابستہ رہنے کے باوجود آپ کی طبیعت کا میلان ہمیشہ دین داری اور

Marfat.com

ریاضت اور مجاہدہ کی طرف تھا (مولف) سے فرمایا کہ پیشۂ وکالت کا انتخاب میرے لئے غلط ہوا۔ ہمارے مذاق کے خلاف تھا۔ ہم کو تعلیمی لائن (مدرسی) میں جانا چاہیے تھا۔ آپ نے کچھ دنوں باکراہ وکالت کی مگر حق کی تلاش اور طلب میں بے قرار رہتے تھے۔ خدا کی رحمت نے آپ کے جذبات کی رہنمائی فرمائی اور دامنِ مقصود کو دولتِ سرمدی سے مالا مال کر دیا۔ شعر

این سعادت بزور بازو نیست ٭ تانہ بخشد خدائے بخشندہ

پہلی حاضری چاٹگام شریف ننھے میاں صاحب حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ کے خدمت اقدس میں چاٹگام شریف حاضر ہوئے زیارت اور دولت پابوسی سے مشرف ہوئے۔ شفقت و کرم کی نظر فرمائی گئی قیام کا حکم ہوا۔

سرفرازی نصیب ہوئی یہ زمانہ حضرت سیدنا دادا پیر صاحب قدس سرہٗ العزیز کے عرس مبارک ۱۲ ذیقعدہ شریف کا تھا۔ رحمتِ حق ننھے میاں کے شاملِ حال تھی۔ اس تقریب میں حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہٗ نے آپ کو دولت سرمدی یعنی نعمتِ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

فرمایا کیا خواب دیکھا تھا عرس شریف کے موقعہ پر ہزاروں آدمی حاضر تھے۔ ننھے میاں سے ارشاد ہوا کہ ہم بنارس میں بالاخانہ پر جب مقیم تھے تو آپ نے کیا خواب دیکھا تھا۔ بیان کیجیے۔ تعمیل ارشاد کے لئے ننھے میاں نے کھڑے ہو کر یہ خواب بیان کیا۔

خواب جس بالاخانہ پر حضرت قبلہ رونق افروز تھے اس کے نیچے والے چبوترے پر ننھے میاں نے اپنے آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ نیز دیکھا کہ اسی گلی میں چھ سات بزرگ نہایت خوبصورت۔ نورانی چہرہ مقدس لباس تشریف لے جا رہے ہیں۔ ہاتھ میں بزرگوں کے چھڑی کے طور پر ایک چیز ہے چمکدار اور صاف شفاف تیز دھار جیسے کہ کرچ ہوتی ہے ہمارے چبوترے کے پاس جب سب بزرگ لوگ پہنچے تو مجھ سے اشارہ سے فرمایا کہ میں یہاں کیوں بیٹھا ہوں' اوپر یعنی بالاخانہ پر جہاں حضرت قبلہ تشریف فرما ہیں کیوں نہیں جاتا میں نے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کرکے دکھایا کہ کیسے جاؤں میرے پیر میں تو

Marfat.com

بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ پیر کی بیڑیوں کی طرف خواب میں جو نظر کی تو دیکھا کہ بہت صاف شفاف چمکدار بیڑیاں ہیں۔ بیڑی اور کرچ دونوں چمک دمک میں یکساں اور ایک جنس ایک دھات کی معلوم ہوتی ہیں۔ ان بزرگوں نے اپنے دست مبارک کی چھڑی کو اٹھایا۔ اُنھوں نے خواب میں ایسا محسُوس کیا کہ اس آلہ کی ضرب سے ان بیڑیوں کو کاٹ دینے کا ارادہ ان بزرگوں نے فرمایا ہے تاکہ بالاخانہ پر جانا مجھے آسان ہو جائے۔ اتنے میں آنکھ کھُل گئی۔ خواب بیان کر کے ننھے میاں بیٹھے۔

اٹھارہ۱۸ سال کے بعد حضرت قبلہ وکعبہ نے ارشاد فرمایا۔ ننھے میاں اٹھارہ۱۸ سال کے بعد اب آپ کی بیڑی کٹی ہے تو آپ ہمارے یہاں آئے ہیں۔

اسرارِ خواب خادم مخاطب سے حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہٗ نے فرمایا کہ خواب میں ننھے میاں نے جن بزرگوں کو دیکھا ان میں حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی بھی تھے۔ حضرت مخدوم صاحب بہت بڑے بزرگ ہیں۔ خواب میں ننھے میاں کی بیڑی کاٹنے میں اُن کا ہاتھ بھی تھا۔ ننھے میاں کم عمری میں حضرت مخدوم صاحبؒ کے سلسلہ شریف میں داخل ہوئے تھے۔ اب اس طرف سے اِس طرف پار کر دیئے گئے۔ اس کا سبب خدا جانتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا ہمارے حضرت پیر و مرشد و والد صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز کا لقب جہانگیر شاہ ہے۔ اور حضرت مخدوم صاحبؒ کا لقب بھی جہانگیر شاہ ہے۔ دونوں بزرگوں کے لقب میں اتحاد ہے۔ یہ خصوصیت خاص ہے۔

دُوسرا رمز مولود قلبی مخاطب سے فرمایا کہ تم نے مولوی غلام مظہر کو جانا نہیں۔ خدا نے ہم کو انھیں بدلے میں دیا۔ ہمارے فلاں خلیفہ جو کہ اولاد قلبی سے تھے وہ گذر گئے۔ اُردو۔ انگریزی۔ فارسی۔ عربی وغیرہ میں قابل تھے۔ ہم کو رنج ہوا۔ اُن سے افضل اور قابل تر علم انگریزی اور لائق تر عالم عربی اور فارسی میں نعم البدل یہ فرزند قلبی اللہ نے عطا فرمایا (اُدھر سے یہ ادھر اس لئے پار کئے گئے)

مولوی صاحب کے متعلق ارشاد فرمایا جیسے ہم ڈرپوک ہیں ویسے ہی ننھے میاں بھی ہیں۔ کوئی کام ہم بغیر کچھے بوجھے نہیں کرتے۔ ویسے ہی

Marfat.com

غلام مظہر بھی ہیں، اس کا ہم کو پتہ چلا ہے۔ فرمایا ننھے میاں کو حق سبحانہٗ تعالیٰ جلد ترقی دے گا وہ خوف جذبہ کے راستے سے پار ہو گئے۔ ان سے کہدینا کہ اس راستہ میں بہت واقعات اور قصے پیش آتے ہیں۔ اپنا خواب اور قصہ کسی سے نہ کہیں۔ جو بات سمجھ میں آجائے آجائے۔ نہیں تو لکھ رکھا کریں آیندہ سمجھ میں آجائے گی۔

خادم دربار کا قول

ارشاد فرمایا کہ ایک روز ہم نے معقول علی (خادم دربار) سے پوچھا کہ تم کو مولوی غلام مظہر کیسے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ اس نے کہا کہ مردے کو چلتے پھرتے کسی نے نہیں دیکھا ہو تو مولوی غلام مظہر کو دیکھ لے (مؤلف) یہ تعریف بالکل مناسب حال تھی۔ آپ کا نفس فی الحقیقت مرچکا تھا۔ تواضع عاجزی انکساری۔ خاکساری۔ بے نفسی۔ ایثار ادب بزرگان شفقت خوردان۔ حیا۔ تقویٰ کم سخنی مرنجان مرنج وغیرہ ان تمام محاسن کے جامع تھے۔ یہ وہ اوصاف ہیں جو بہت ریاضت اور چلہ کشی اور نفس کشی سے حاصل ہوتے ہیں۔ مگر مبدء فیاض نے آپ کو خلقتاً ان اوصاف سے متصف فرما دیا تھا۔ اپنے سے بڑے اور بزرگوں کا نام ادب اور القاب سے پکارنا۔ لینا۔ تعلیم مذہب اور آداب مجلس اور تہذیب ہے۔ مگر مولوی صاحب کو اس راہ میں اتنا قدم بھتا کہ اپنے چھوٹوں کا نام بھی قبلہ اور جناب۔ اور بھائی اور میاں کے بغیر نہیں لیتے تھے۔ آپ کے دو خاص ملازم تھے بقریدی اور سلیم۔ ملازمین کو نام لیکر کبھی نہیں پکارا۔ ایک کو بقریدی میاں اور دوسرے کو سلیم بھیا فرمایا کرتے تھے۔

آپ کا ادب

جناب مولوی صاحب نے آخر وقت میں جو وصیتیں فرمائیں منجملہ ان کے یہ ہے۔ فرمایا ہم کو ہماری اہلیہ کی قبر کے نزدیک دفن کرنا۔ مگر ہماری قبر ان کی قبر سے نیچے رکھنا۔ اونچی نہ بنانا۔ کیونکہ خدا کے راستہ میں وہ ہماری محسنہ اور مربیہ ہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ اہلیہ صاحبہ آپ کی ایک بار سخت بیمار صاحب فراش ہوئیں۔ علالت نے طول کھینچا۔ اور جناب مولوی صاحب حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہٗ کی خدمت اقدس میں حاضری دینا چاہتے تھے۔ مگر ان کی بیماری کی وجہ سے ارادہ ملتوی کرتے رہتے۔ کیونکہ دوا علاج اور تیمارداری کی خدمات خود انجام دیتے۔ باوجودیکہ گھر میں عزیز و قریب اور سب لوگ متعدد خادمہ موجود تھیں۔ یہ آپ کا حسن اخلاق اور ایثار تھا۔ اسی امید

Marfat.com

میں کہ یہ صحت یاب ہوں تو میں چاٹگام شریف حضرت قبلہ کی خدمتِ اقدس میں حاضری دوں۔ دو سال کی مدت گذر گئی۔ جب اُن نیک بی بی صاحبہ کو اس امر کا علم ہوا، تو جناب مولوی صاحب سے عرض کیا کہ آپ کو اتنے عرصے سے حاضری کی آرزو ہے۔ اور ہماری بیماری کی وجہ سے نہ جا سکے۔ لہٰذا اب میں مناسب سمجھتی ہوں اور بخوشی مشورہ اور اجازت دیتی ہوں کہ آپ حاضر ہو کر ہمارے لئے بھی دعا چاہیں۔ اور آرزو بھی پوری کریں۔ اُن بی بی صاحبہ کے بار بار فرمانے سے مولوی صاحب حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ کی جناب میں چاٹگام شریف حاضر ہوئے۔ اور آپ کے فیوضات اور برکات سے سعادتِ ابدی اور نعمتِ سرمدی سے سرفراز اور ممتاز ہوئے۔ بس اس معنی میں اہلیہ صاحبہ کو خدا کے راستہ میں اپنا محسنہ مُربیّہ فرمایا۔ اور یہ کہا کہ اگر وہ ہم کو نہ بھیجتیں تو ہم کیسے اس سعادت کو پاتے۔ لہٰذا وہ قابلِ تعظیم ہیں۔

نعمتِ سرمدی وہ دولت سعادت اور نعمت سرمدی کیا تھی۔ آپ کی اس نظم سے کچھ اس کا پتہ چلتا ہے جو چاٹگام شریف کی حاضری کے بعد لکھی ہے

نظم

بھٹکا پھرا جہاں میں نہ مامن مِلا مجھے — مدت کے بعد پیر کا دامن ملا مجھے
اُس ذاتِ حق پاک کے قربان جایئے — جس کے کرم سے دیدۂ روشن ملا مجھے
آنکھوں سے گم نہاں تھا کیں کا کہاں خیال — نورِ قدم کے دید کا روزن ملا مجھے
درگاہِ مُنعمی کے غلاموں میں جا ملے — انفضالِ لوالعلیٰ سے نشیمن ملا مجھے
فیضانِ لطف شاہ جہانگیر کیا کہوں — صدقے میں اُن کے جادۂ ایمن ملا مجھے
آنکھوں سے مَل کے چوم درِ شیخ العارفینؒ — جس در پہ حق سے نور کا خرمن ملا مجھے
مدت سے تھا غلام اسیرِ ہوائے نفس — تو یہ ملی تو رتبۂ احسن ملا مجھے

جناب مولوی صاحب نے ایک بار مولف کتاب سے فرمایا کہ یہ ذکر و شغل اور اوراد اور وظائف دربارِ عالی کی حاضری سے پہلے بھی کرتا رہتا تھا۔ مگر اُن کا کوئی اثر اور فائدہ نہ محسوس ہوتا۔ حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ کی اجازت و تعلیم کے بعد یہی ذکر وغیرہ فائدہ بخش اور مؤثر اور باعث کشود کار ہوئے جو اپنے وہم و گمان میں نہ تھا۔

Marfat.com

خدا نے وہ نصیب فرمایا۔ سُبحانَ اللہ

نعمتِ خلافت کے بعد جناب مولوی صاحب چند روز حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہُ کی خدمتِ اقدس میں حاضر رہے۔ اور فیوضات اور برکات اور توجہ اور تلقین سے مستفیض ہوتے اور بروقت رخصتی آپ کو جو نصیحتیں فرمائی گئیں منجملہ اُن کے دو مہتم بالشان بمنزلہ کرامت ہیں۔ جن کا تذکرہ جناب مولوی صاحب نے اپنے برادرانِ طریقت سے فرمایا۔

گھر کا جنجال دربارِ عالی میں حاضر رہتے ہوئے خدا پرستی کے ذوق و شوق کا دل میں ایسا جذبہ پیدا ہوا۔ اور یہ خیال قایم ہوا کہ اب دُنیا داری اور گھر بار کا جنجال ترک کرنا چاہیے اور گوشہ نشینی اختیار کریں۔ حضرت قبلہ و کعبہ رُوحی فداہ ہمارے اس خطرے پر آگاہ ہوئے۔ فرمایا دنیا داری کے پردے میں دین داری بہت عُمدہ اور اچھی چیز ہے۔ اور دینداری کے پردے میں دُنیا داری بہت بدا اور بُری ہے۔ یعنی دنیا داری اور زن و فرزند کا تعلق رکھتے ہوئے خُدا پرستی کریں۔ ترک دنیا اور گوشہ نشینی کی اجازت نہیں ملی۔

حضرت مخدوم صاحب دوسرا خطرہ یہ پیدا ہوا کہ حضرت مخدوم کچھوچھوی کے دربار شریف کی مقبولیت کا اظہار و انکشاف اس گنہگار کے حال پر ہو، تو زہے نصیب۔

ہمارے اس خطرے پر بھی حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہُ مطلع ہوئے۔ فرمایا کہ آپ کچھوچھہ شریف کبھی حاضر ہوئے ہیں۔ عرض کیا جی حضور۔ فرمایا اچھا اب آپ ہمارے یہاں آئے ہیں۔ یہاں سے جانے کے بعد آپ کچھوچھہ شریف حاضری دیں۔ چنانچہ دربارِ عالی سے رخصت فرماتے جانے کے بعد مولوی صاحب بنارس تشریف لائے۔ اس کے بعد کچھوچھہ شریف حاضر ہوئے۔

آپ کی معاشرت میں تبدیلی جناب مولوی صاحب نے بنارس پہنچکر اپنے تعلقات دنیاوی کے وسیع دائرے کو مختصر مدتنگ کرنا شروع کیا۔ اوّل وکالت ترک کی۔ اور اس خیال سے کہ وکالت آیندہ کرنا بھی نہیں ہے۔

Marfat.com

اپنے ڈپلوما (سند وکالت) کا سالانہ ٹیکس دینا بھی بند کر دیا۔ تاکہ دفتر وکالت سے نام خارج ہو جائے۔ اور میونسپلٹی کمشنری کے خیال اور بعض انجمنوں کی صدارت اور ممبری سے دست کش ہو ئے۔ صرف خانہ داری اور زمینداری کا انتظام اپنے ذمہ رکھا۔ آپکی معاشرت زیادہ سادہ اور بے تکلف ہو گئی۔ پہلے بھی انگریزی تعلیم کا اثر آپ کی معاشرت پر نہ تھا۔ کبھی انگریزی لباس اور تہذیب کو نہیں برتا۔ اب روزمرہ کا لباس، لنگی کرتہ، پنجگوشہ ٹوپی۔ جمعہ کے دن عمامہ، اچکن وغیرہ زیب تن فرماتے۔ اور جمعہ کے دن کبھی وعظ فرماتے۔ عرصہ تک آپ نے کسی کو مرید نہ کیا۔ ایک مولوی صاحب کو خواب دیکھ کر آپ سے عقیدت ہوئی۔ اس وقت سے سلسلہ عالیہ کی اشاعت آپنے شروع کی بنارس۔ غازی پور۔ بلیا۔ کسرا وغیرہ کے لوگ آپ سے مرید ہوئے۔ عرصہ تک شب جمعہ کو بیداری کا معمول رہا۔ کبھی محفل سماع ہوتی۔ آپ ادب بزرگان میں یکتا اور بے مثل تھے اور ریاضت اور مجاہدہ میں چست و درست۔ ایک بار عرس مبارک حضرت قطب الاقطاب مخدوم الملک رودولی میں حاضر ہوئے۔ آپ کا رشتۂ قرابت بھی حضرت صاحب سجادہ صاحب قبلہ قطب الاقطاب مخدوم الملک رودولی سے ہوتا ہے۔ رودولی شریف سے پاپیادہ درگاہ حضرت مخدوم بانسوی کی زیارت کو بانسہ شریف تشریف لے گئے۔ اور پھر پاپیادہ واپس رودولی شریف ہوئے۔ مجموعی سفر غالباً ۲۰ میل کا فرمایا۔ یہ سفر ذوق و شوق اور عشق و ادب میں تھا۔ نہ کفایت شعاری کی وجہ سے آپ سخی اور غربا نواز تھے۔

حاضری کچھوچھہ شریف مولوی صاحب نے (مؤلف) سے فرمایا کہ دربار عالی سے واپسی کے چند دنوں بعد کچھوچھہ شریف حاضر ہوا حضرت مخدوم صاحب کی ذرہ نوازی اور فیضان اور برکات کا کیف و حال بیان میں نہیں آسکتا۔ اس سے قبل بھی بندہ نے حاضری دی تھی۔ مگر اس بار جس توجہ اور مقبولیت کا ظہور و انکشاف ہوا۔ اس سے قبل کی حاضری میں یہ باتیں نہ تھیں۔ حضرت قبلہ کعبہ شیخ العارفین روحی فداہ کے صدقہ و طفیل میں نظر توجہ و کرم فرمائی گئی۔ جو خطرہ دل میں تھا وہ رفع ہوا۔ اور پورا پورا حسن اعتقاد اور کامل یقین اتحاد لقب جہانگیر شاد کا عطا ہوا۔ (از مؤلف)

حضرت مخدوم کچھوچھوی کے دربار میں باطنی طور پر خاص رحم و کرم اور مقبولیت کا انکشاف جناب مولوی صاحب کے بیان سے ثابت ہوتا ہے۔ مگر عالم ظاہر میں دوسرا واقعہ جو بعد میں پیش آیا وہ یہ ہے کہ جناب مولوی غلام مظہر صاحب کی دختر نیک اختر مسماۃ امتہ العارفین بی بی سلمہا کی شادی مبارک جناب اعز المحترم محمد رفیق اشرف کے ساتھ ہوئی۔ جو کہ پوتے ہیں حضرت مخدومی معظمی شاہ بدر الدین اشرف صاحب کے جو سجادہ نشین حضرت مخدوم کچھوچھوی کے تھے۔ یہ رشتہ قرابت ہر دو بزرگ خاندان کے اولاد امجاد میں قائم ہوا جو باطناً و ظاہراً مقبولیت کی دلیل ہے۔ پس ہر دونوں بزرگ خاندان کے چشم و چراغ حضرات کو اس رشتہ کی مراعات و قدر خاطر خواہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ رشتہ مخصوص و نازک و لطیف تر اور بہتر بزرگان و مردان غیب ہے بیشل دوسرے اہل قرابت کے مکدر نہ ہونا چاہیئے۔ خداوند تعالیٰ روز افزوں میل و محبت اور خیر و برکت عطا فرمائے۔ مصرعہ

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

کرامت مولف کا شیر خوار بچہ الطاف الرحمٰن عرف سید میاں بیمار ہوا۔ بہت روتا ماں کا دودھ نہ پیتا۔ علاج ہوا مگر تکلیف دور نہ ہوئی۔ نہ کوئی دوا فائدہ بخش ہوئی۔ جناب مولوی صاحب کو زحمت تشریف آوری دی گئی۔ بچے کو دعائے صحت اور دم کرنے کی غرض سے پیش کیا گیا۔ آپ نے دعا فرمائی اور بچے کے منہ میں اپنی زبان مبارک چوسنے کو دے دی۔ خدا کی رحمت سے رونا بند ہوا۔ صحت و شفا حاصل ہوئی۔ شعر

اُن کا دم کرنا آب آب حیات ہ کتی زباں منہ میں چشمہ حیواں

آپ کی علالت اور وصال ۱۹۳۶ء میں جناب مولوی صاحب کی اہلیہ صاحبہ کا وصال ہوا۔ اس کے بعد آپ کی صحت گرنے لگی اندرون حویلی شریف اپنی بھتیجی دختر مولوی عزت اللہ صاحب مرحوم سے بطور وصیت زیادہ باتیں ارشاد فرماتے۔ باوجودیکہ آپ کے بھائی صاحب اور دوسرے خاص اعزہ موجود تھے۔ ایک روز اپنی رحلت کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ میرے اور چھوٹے میاں (یعنی مولوی عبد الغفور صاحب) کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔ اور حقیقتاً یہی

Marfat.com

ہوا کہ ڈیڑھ سال کے اندر ان کا بھی انتقال ہوا۔ یہ بھتیجی صاحبہ عرصہ تک بقید حیات رہیں اور انھیں کے ہاتھوں آپ کی اولاد امجاد کی شادی بیاہ وغیرہ کا سرانجام ہوا۔ آخر شادی غلام جعفر صاحب سلمہٗ کی ہوئی۔ اس کے بعد انھوں نے انتقال فرمایا۔ بھتیجی صاحبہ سے بخصوصیت وصیت فرمانے کا راز اہلِ خاندان پر بعد میں بہ ظاہر ہوا چند عرصہ علیل رہنے کے بعد ۱۹۲۷ء مطابق ۱۳۴۶ھ بعمر ۵۵ سال ۸ رجادی الاخری بروز یکشنبہ آٹھ بجے صبح آپ کا وصال ہوا۔ آخر وقت تک ہوش و حواس درست تھے۔ آپ نے تیمم فرمایا۔ اور لیٹے ہوئے نماز نفل ادا کی۔ اسی وقفہ میں وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کا مزار پاک بنارس متصل سرائے اورنگ آباد مولوی کے باغ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

(تاریخ از جناب حافظ مقبول احمد صاحب کوکب بنارسی)

ہشتم ماہِ ششم یکشنبہ آہ ۔ رخت بست از عالم کون و فساد

گفت کوکب مصرعہ سالِ وصال ۔ درجوارِ رحمتِ حق رو نہاد

۱۳۴۶ھ

از انجملہ

نجم سپہر ہدایت و مقبولِ بارگاہِ رسالت جناب برادر محترم حافظ مولوی منشی عبدالقدیر صاحب دہلوی مدظلہٗ العالی ہیں۔

آپ کا مولد مسکن خاص دہلی ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ شوال المکرم ۱۲۹۹ھ یوم دوشنبہ کو ہوئی۔ آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ نے خواب دیکھا کہ ایک بڑا روشن ستارہ آسمان سے اُتر کر آپ کے سرہانے آیا۔ اس بشارت کے بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے والد ماجد جناب مولانا شیخ عبدالقادر صاحب ہیں۔ جن کا اکابرین علماء دہلی میں شمار تھا۔ تمام عمر درس حدیث شریف کا مشغلہ

Marfat.com

رہا۔ آپ صاحب اجازت وخلافت اور متوکل درویش اور غدر ۱۸۵۷ء کے مجاہدین سے تھے۔ آپ کے خاندان میں علم وفضل اُوپر سے چلا آتا ہے۔ آپ کا ننہالی رشتہ حضرت شیخ شیوخ العالم بابا فرید گنج شکر رحمت اللہ سے ملتا ہے۔

تعلیم ممدوح کی تعلیم آپ کے والد ماجد کی حیات میں شروع ہوئی۔ اور آپ حافظ قرآن شریف ہوئے۔ سلسلہ تعلیم جاری تھا کہ والد صاحب نے وصال فرمایا۔ اور کوئی مُربّی سرپرست خاندان نہ باقی رہا۔ آپ نے اپنے ذوق وشوق سے کچھ تعلیم حاصل کی۔ اور خاصی لیاقت اور استعداد پیدا ہوئی۔ چونکہ آپ فطرتاً بہت ذکی اور فہیم اور قوی الحفظ تھے۔ اور خداداد قابلیت موجود تھی۔ ذوق وشوق دینیات اور علوم وفنون کی کتابوں کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔ سینکڑوں کتابیں بلکہ کتب خانے پڑھ لئے۔ اور چند دنوں میں کافی ترقی اور معلومات حاصل کی۔ اور اپنے ہم چشموں میں ممتاز ہوئے۔ آپ نے خوشنویسی اور انشاء پردازی میں کافی دست گاہ حاصل کی۔ قلم برداشتہ مضامین لکھتے۔ آپ صنعتِ انشاء پردازی پر ناز فرمائیں تو بجا ہے۔ کیونکہ مولائی ومرشدی حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہ العزیز آپ کو جب خطاب فرماتے تو لفظ منشی کے ساتھ یعنی منشی عبدالقدیر۔ آپ کی قوتِ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جس کتاب کا مطالعہ کرتے اُس کے مضامین مستحضر ہو جاتے بعض عالم فاضل اور انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں کا یہ مقولہ ہے کہ جیسی معلومات علمی وتاریخی وسیاسی مولانا صاحب میں پائیں اور کسی میں نہ پائیں۔ آپ کو کتب بینی کا شوق نہیں عشق تھا۔ بغیر کتاب پڑھے نیند نہ آتی سفر حج میں یہ عاصی آپ کا رفیق سفر تھا۔ جتنی کتابیں آپ کے پاس تھیں ختم کر ڈالیں پھر جہاز کے مسافروں کے پاس جتنی کتابیں تھیں اُن سب کو آپ نے پڑھا۔

دُنیاوی تعلق دیانت اور امانت میں آپ بے مثل تھے۔ جناب استاد المحترم مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب دہلوی کے "ہندوستانی دواخانہ" میں آپ منیجر تھے۔ مدت ملازمت پوری فرما کر مستعفی ہوئے۔

عقیدت وارادت کی ابتداء حکیم شمس الاسلام صاحب میرٹھی اور دیگر خادمانِ دربار جہانگیری سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں۔ حضرت

Marfat.com

فخر العارفین قبلہ روحی فداہٗ قدس سرہٗ العزیز کے اوصاف و محامد اور کرامات و فتوحات کا ذکر خیر سن کر آپ کے قلب میں محبت اور اعتقاد پیدا ہوا۔

دہلی میں خلیفہ حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ پندرہ سولہ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ ہم دہلی گئے۔ مسجد خرن یہاں میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ نبی رضا خاں مرحوم (حضرت مولائی و مرشدی قبلہ روحی فداہٗ کے خلیفہ تھے) وہ ہمارے ساتھ تھے۔ انھوں نے بیساختہ بہت خلوص کے ساتھ تمنّا ظاہر کی کہ دہلی ہندوستان کا مرکز ہے۔ میری تمنّا ہے کہ یہاں ہمارے پیر و مرشد مدظلہٗ العالی کا کوئی خلیفہ رہے۔ خدا نے ان کی تمنا و دعا قبول کی۔ ان کے انتقال کے بعد منشی عبد القدیر کو خلافت ملی۔ ہم نے منشی عبد القدیر سے کہا تھا کہ دہلی جاتے ہوئے لکھنؤ ٹھہرنا اور نبی رضا خاں مرحوم کی قبر پر جانا اور فاتحہ پڑھنا۔ انھیں تمنا تھی کہ دہلی جو ہندوستان کا مرکز ہے ہمارے پیر و مرشد مدظلہٗ العالی کا خلیفہ وہاں رہنا چاہیئے۔ اُن کی یہ دعا اور تمنّا اُن کے انتقال کے بعد خدا نے پوری کی۔

جناب منشی عبد القدیر صاحب جب چاٹگام شریف حاضر خدمتِ اقدس ہوئے حضرت پیر و مرشد فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ نے شفقت اور رحم و کرم فرمایا۔ تین ماہ تک آپ حاضر خدمت اقدس رہے۔ اسی پہلی حاضری میں خلافت کی نعمت سے سرفراز فرمائے گئے۔ پھر واپسی وطن کی رخصت اور اجازت ملی اور حکم ہوا کہ بھاگلپور شریف اور پٹنہ اور لکھنؤ زیارت کرتے ہوئے دہلی جانا۔

حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا۔ منشی عبد القدیر یہاں بہت دنوں رہے۔ ہم نے ان میں ایک نئی بات دیکھی کہ وہ ہمارے سامنے کبھی سیدھے قد سے نہیں چلتے تھے۔ وہ جان کر ایسا نہیں کرتے تھے۔ ہم نے اُن کا جوش و خروش اور رقص تو دیکھا نہیں مگر ہاں یہ بات ضرور دیکھی۔

اُن کے چلے جانے کے بعد ہم نے لوگوں سے کہا کہ اور کوئی بات تو ہم نے منشی عبد القدیر کی نہیں دیکھی۔ مگر یہ دیکھا کہ وہ سیدھے قامت سے ہمارے سامنے کبھی نہیں چلے وہ خود ایسا نہیں کرتے تھے بلکہ اُن کے قلب میں ایک چیز ہے جو اُنھیں سیدھے قد

Marfat.com

نہ چلنے پر مجبور کرتی ہے۔ ہم نے ایک بات سنی تھی حق سبحانہٗ تعالیٰ نے وہ منشی عبدالقدیر کے ذریعہ سے دکھادی۔ تب ہم سے یہاں کے رہنے والوں نے کہا کہ ان اُنھیں آپ کے سامنے سیدھے قدم چلتے نہیں دیکھا۔ ہم نے کہا یہ بات وہ جان کر نہیں کرتے تھے، بلکہ غیب سے یہ بات ہے۔ شاید اسی بات پر حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اُنھیں خلافت عطا فرمائی ہو۔ بہت سے بنگالی اور ہندوستانی آئے۔ مگر ہم نے یہ بات اور کسی میں نہیں دیکھی۔ اللہ عالم الغیب ہے اس میں کیا بات ہے منشی عبدالقدیر ہم سے محبت کرتے ہیں ہم بھی اُن سے محبت رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ دونوں کے حق میں بہت اچھا ہوگا۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ اللہ اُنھیں فلاح دارین عطا فرمائیں۔ وہ بھی ہمارے واسطے دعا کریں۔ ہمارے تمام مُریدوں سے محبت رکھتے ہیں۔ سکندر شاہ منشی عبدالقدیر سب ہندوستانی مُرید ہم سے محبت رکھتے ہیں۔ کیا تم سمجھتے ہو ہم اُن سے محبت نہیں کرتے۔ ہم بھی اُن سے محبّت کرتے ہیں بلکہ ہماری محبت اُن کی محبت سے زیادہ ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اُن کی محبّت ظاہر ہے اور ہماری باطن۔ جب مچھلی کے حلق میں کانٹا پھنس جاتا ہے تو وہ تمام تالاب میں پھڑکتی اور اُچھلتی پھرتی ہے۔ مگر کانٹے سے اُسے نجات نہیں مل سکتی۔ اسی طرح مُرید جب پیر کے کانٹے میں پھنس جاتا ہے تب اُس میں ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے۔ عاشق کو اگر محبت ہے تو معشوق کو بھی محبت ہوتی ہے۔ عاشق کی محبت آشکار ہوتی ہے اور معشوق کی چھپی ہوئی۔ معشوق کے دِل میں اوّل اوّل محبت پیدا ہوتی ہے پھر عاشق کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مصرعہ

عشقِ اوّل در دلِ معشوق پیدا می شود

مثنوی شریف۔

میل معشوقاں نہاں است و ستیر میل عاشق با دو صد طبل و نفیر

معشوق کا عشق در پردہ ہوتا ہے۔ جب عاشق پر اس کا اثر پڑتا ہے تو اس کا عشق سینکڑوں طبل ونفیر (باجے اور شہنائی) کے ساتھ نمودار ہوتا ہے۔ ہم نے کہا عبدالقدیر تم اللہ کی محبت اور ذوق وشوق میں یہاں آئے۔ اگر حق سبحانہٗ تعالیٰ کا پہلے تم پر رحم و کرم نہ ہوتا تو تم یہاں کیسے آتے۔ اب ہمارا مولیٰ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرے۔ اللہ

Marfat.com

کے رحم کے ہمیشہ قدردان رہو۔ تم دور سے آئے ہو یاد رکھنا۔ کبھی اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرنا۔ اللہ ہی پر بھروسہ کرنا اور یہی عرض کرنا۔ یا پروردگار تیرے لئے پیش کرنے کے لائق ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ یاد رکھنا اگر کبھی غفلت ہو اور دل میں خرابی معلوم ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار پڑھنا۔ ذکر و فکر مراقبہ و مشاہدہ کرنا کثرت کے ساتھ درود شریف اور قرآن شریف پڑھنا۔ گریہ اور توبہ بھی کثرت کے ساتھ کرنا ہم کیا نصیحت کریں۔ مصرعہ

من نہ کردم شما حذر بکنید

بندہ سے دریافت فرمایا کہ منشی عبدالقدیر لوگوں سے وحشت کرتے ہیں عرض کیا جی ہاں۔ ارشاد ہوا کہ جب تک مخلوق سے وحشت نہیں ہوگی خدا سے اُنس نہیں پیدا ہوگا۔ فرمایا ایک شعر حضرت غوث الثقلین کا یاد آیا۔ پڑھ کر معنی یہ بیان فرمائے کہ ہم نے اپنی ہم صحبتوں سے وحشت اختیار کی اور صحرائی جانوروں سے اُنس اختیار کیا ہے۔ فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرصت کے اوقات میں مشغول رہتے ہیں۔ اور مشغولی کے اوقات کو ضائع نہیں کرتے۔

نذر حضرت محبوب الٰہی جناب منشی صاحب موصوف سے فرمایا کہ عید کے دن جو تم نے ہم کو نذر دی یہ نہ آنے کا وقت تھا اور نہ جانے کا۔ ہم نے کہا یہ نذر کیسی ہے ہم نے اسے لے لیا اور کہا یہ اُن کے ذوق کی بات ہے۔ حضرت محبوب الٰہیؒ جب حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد کی خانقاہ میں تھے تو آپ نے نذر دی تھی۔ یہ نہ آنے کا وقت تھا نہ جانے کا۔ مگر اس وقت خانقاہ میں خرچ کی ضرورت تھی (اس ارشادِ مبارک میں انتساب حضرت محبوب الٰہیؒ کے فعل مبارک سے ہے جو باعث عزت و سعادت ہے) ارشاد ہوا کہ دہلی یہاں سے بہت دور ہے۔ اگر خدا کو منظور ہے تو قریب ہو جائے گی۔ تمہارا مکان غریبوں کے محلے میں ہے۔ اس سے ہم خوش ہیں بہت اچھا ہے۔

اطمینان منشی عبدالقدیر فرمایا منشی عبدالقدیر دوسری مرتبہ جب یہاں آئے اس وقت ہم نیند میں تھے (سو رہے تھے) وہ باہر ٹھیرے

Marfat.com

کھانا وغیرہ کھایا پیا۔ ہم جب جاگے اور حجرے کی دریچی ہم نے کھولی۔ دیکھا کہ منشی عبدالقدیر تالاب پر جا رہے تھے۔ ہم نے اُن کے چہرے کو غور سے دیکھا انھوں نے ہمیں نہیں دیکھا مگر ہم اُن کو دیکھتے رہے۔ ہم نے ان کے چہرے پر اطمینان دیکھا۔ اُن کے چہرے پر یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ پردیس میں ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ اپنے ملک اور مکان میں ہیں۔ پردیس میں جب کوئی جاتا ہے تو اس کے چہرے پر ایک قسم کی وحشت ہوتی ہے اور اپنے ملک اور مکان کی یاد کا اثر ہوتا ہے مگر اُن کے چہرے پر ہم نے توحش نہیں دیکھا اور ایسا اطمینان دیکھا گویا وہ اپنے ہی مکان میں ہیں۔ کسی جانور کو پالو اور اس کو پنجرے میں بند کر دیا جائے چاہے کتنی خبر گیری اُس کی کیجائے مگر ایک قسم کا توحش اپنے مکان اور ہم جنسوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ بات منشی عبدالقدیر کے چہرے پر نہیں تھی۔ حاجی لوگ حج کو جاتے ہیں اور نہایت ذوق و شوق سے حج ادا کرتے ہیں۔ مگر ایک قسم کی اجنبیت اور توحش اُن کے چہرے پر ہوتا ہے اگر کوئی سمجھدار آدمی ہے تو ضرور سمجھ سکتا ہے کہ یہ اہلِ مکہ سے نہیں ہے۔ یہ بات ہم نے عبدالقدیر کے چہرے پر نہیں دیکھی۔ جیسے کوئی شخص کسی مقام کو اپنا مسکن بنالیتا ہے اور اپنے عزیزوں کے ساتھ وہاں اطمینان سے رہتا ہے۔ وہ اطمینان ہم نے منشی عبدالقدیر کے چہرے پر دیکھا۔ ہر بات کا ایک خاص اثر ہوتا ہے اور وہ انسان کے چہرہ سے معلوم ہو جاتا ہے۔ منشی عبدالقدیر کے چہرے پر ہم نے کوئی اثر نہیں دیکھا۔ اللہ جانے اس میں کیا رمز ہے۔ یہ خاص بات ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ بڑی بات ہے معلوم نہیں حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اُن کی رُوح میں کیا خاص بات رکھی ہے۔

خسروِ دربارِ جہانگیری

ایک بار حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہٗ سخت بیمار ہوئے یہاں تک کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ حالت نازک ہو گئی برادرانِ طریقت نے ہم خادمان کو علالت کا تار دیا۔ یہ خادم اور جناب برادر محترم منشی عبدالقدیر صاحب تار پا کر دہلی سے ایک ساتھ دربارِ عالی میں روانہ ہوئے۔ حضرت قبلہ کعبہ روحی فداہٗ کو مرض سے اس عرصہ میں بحمد اللہ بہت فائدہ اور نفع ہو چکا تھا اور حالت رو بصحت ہو گئی تھی۔ کہ خدمت اقدس میں ہم غلامان حاضر ہوئے۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ اب میں اچھا ہوں۔ اور اشتداد مرض کا سب حال بیان فرمایا کہ مجھ پر غشی طاری ہو گئی تھی مقبول (یہ صاحب خادم حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہٗ کے تھے) کہتا ہے کہ ہم بحالت غشی عبدالقدیر عبدالقدیر پکارتے تھے۔ ہماری آواز کی تاثیر سے تم دہلی سے اور خواجہ عبدالقدیر بنارس سے آ گئے۔

(مولف) عرض کرتا ہے کہ ہمارے برادرانِ طریقت میں اس نام کے دو صاحبان تھے۔ آپ کی پکار کی تاثیر سے دونوں صاحب حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ آئے خوب ہوا۔ منشی عبدالقدیر صاحب کی طرف روئے سخن اور توجہ فرما کر ارشاد ہوا کہ اچھا تم آئے ہو تو ہم کو پڑھ کر دم کر دو (پڑھ کر پھونک دو) جناب منشی صاحب نے تعمیل ارشاد کی اور آپ کی بلائیں لیں اور سو جان سے قربان ہوئے۔ پھر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ ایک مرتبہ بیمار تھے۔ حضرت امیر خسروؒ جب حاضر خدمت اقدس ہوئے تو حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ تم پڑھ کر پھونک دو۔ اور دم کر دو۔ حضرت امیر خسروؒ نے آپ کو دم فرمایا۔ آپ بفضلہ صحتیاب ہوئے۔ اس ارشاد سے سمجھا جاتا ہے کہ حضرت امیر خسروؒ کو حضرت محبوب الٰہی کے دربار میں جیسی مقبولیت خاص تھی ویسا ہی جناب منشی صاحب ممدوح کو دربار جہانگیری میں حاصل تھی۔ گویا آپ خسرو دربار جہانگیری ہیں (پیر و مرشد کے نظر کرم کیمیا اثر اور اعجاز مسیحائی سے منشی صاحب ممدوح نے یہ مقبولیت پائی۔ کہ آج سینکڑوں اور ہزاروں مرد عورت بچے بوڑھے جناب منشی صاحب ممدوح کی خدمت اقدس میں ... دم کرانے اور پھونک ڈلوانے اور دعا کے لئے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ اور شفا پاتے ہیں۔ شعر

اُن کا دم کردہ آب آب حیات ٭ ہے زباں منہ میں چشمہ حیوان

ایک بار ارشاد مبارک ہوا کہ دو باتیں عجائبات روزگار سے ہیں ۱ ۔ پیر کا اپنے مرید کی چیز کو متبرک سمجھنا ۲ ۔ پیر کا اپنے ایک مرید سے دیگر سب مریدوں کے لئے دعا کرانا۔

جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

Marfat.com

عمر فاروقؓ اور حضرت مولا مشکلکشا حضرت علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی کہ حضرت اویس قرنیؓ سے ہماری اُمت کے لیے دُعائے مغفرت کرانا۔ چنانچہ آپ حضرات قرن تشریف لے گئے۔ اور حضرت اویس قرنیؓ سے دُعا کرائی۔ اور حضرت غوث الاعظمؓ کے پیر و مرشد نے آپ کو خلافت دینے کے وقت حضرت غوث پاک کی دستار شریف کو پہلے اپنے سر مبارک پر رکھا پھر اپنی دستار شریف کو حضرت غوث الاعظمؓ کے سر مبارک پر باندھا۔ پیر کا مُرید کی چیز کو متبرک سمجھنا اور نبی کا اُمتی کو مستجاب الدعوات ظاہر فرمانا اور اُن سے دُعا کرانا یہ باتیں عجائبات روزگار سے ہیں۔ اس واقعہ سے دو امر ثابت ہوئے۔ مُرید کا مقبولِ خدا ہونا اور پیر و مُرشد کی تواضع اور فروتنی۔

جس مُرید کو پیر و مُرشد اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایسا مقبول سمجھیں اُس کی بزرگی کو دوسرے لوگ کیا سمجھ سکتے ہیں۔ شعر

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دنیاداری کے پردہ میں دینداری ارشاد فرمایا کہ ہم نے منشی عبدالقدیر سے کہہ دیا ہے کہ دنیاداری کے پردے میں دین داری کرنا۔ مگر دینداری کے پردے میں دنیا داری مت کرنا۔ صفحہ ۲۴ جلد اوّل سیرت فخر العارفین میں ذکر مفصل ہے۔ بس اِس وجہ سے آپ کی روش ہمیشہ دنیاداروں کی سی رہی۔ راز داری اور اخفار درویشی معمول رہا۔ تعلق ملازمت سے ہمیشہ رہا اور فرصت کے وقت میں یادِ الٰہی فرماتے۔ البتہ اعراس بزرگانِ دین میں اکثر حاضری دیتے۔ اور سفر عرب و عراق بغرض زیارات اور ادائے حج فریضہ کیا۔ راز داری اتنی کہ آپ کو خلافت اور اجازت ہے۔ اس کا علم گھر کے لوگوں کو سادوں نہیں ہوا۔ خلافت کی نعمت سے سرفراز ہونے کے بعد نو سال تک کسی کو مُرید نہیں کیا۔ حضرت مولائی و مرشدی فخر العارفینؒ روحی فداہٗ کے حکم ثانی تاکیدی ہونے پر آپ نے اشاعت سلسلہ شریف شروع فرمائی۔ خدا کی رحمت سے بہت لوگ دہلی اور مختلف مقامات کے مُرید ہوئے۔ اور فیضیاب ہوئے ہیں۔ اور پابند شرع اور صاحب ذوق ہو گئے اور اہلِ حاجت روزانہ دُعا تعویذ اور پانی دم کرانے آتے ہیں۔ آپ کی دُعا سے ہزاروں بامُراد شفایاب ہو رہے ہیں

Marfat.com

آپ کے زمرۂ مریدین میں جناب نواب محمد اسمٰعیل علی خانصاحب فرماں روائے ٹونک اور اُن کی والدہ ماجدہ بھی ہیں۔ اور سابق چیف سکرٹری نواب صاحب ٹونک جناب سیدؔ حامد حسین صاحب بھی مُرید اسی سلسلہ عالیہ قادریہ جہانگیریہ سے ہیں۔

کرامت آپ کے خسر جناب مولوی عبدالغنی صاحب متقی آدمی تھے۔ مگر درویشی سے لگاؤ نہ تھا۔ اُن کے ہم جلیس دوستوں نے کہا کہ آپ کو اپنے داماد کی قدر نہیں۔ اور یہ تعریف کی کہ بیسیوں آوارہ اوباش بے نمازی لڑکے مُرید ہونے پر ان کی صحبت کی برکت سے پابند روزہ نماز ہوئے۔ اور نقشۂ زندگی اُن کا بدل گیا۔ نیک چلن اور پکے مسلمان ہو گئے۔ اس حکایت کو سُن کر مولوی عبدالغنی صاحب کا خیال بدلا۔ اور خوش اعتقاد ہوئے۔

ایک کا مقبول سب کا مقبول حضرت حافظ علیم الدین صاحبؒ جو کہ مسجد درگاہ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے امام تھے اور ہمارے حضرات پیرانِ عظّام قدس سرہٗ کی جانب سے وکیل درگاہ حضرت محبُوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ اُن کی خدمتِ اقدس میں جناب مولوی صاحب کے ساتھ کئی بار بندہ کو حاضری کا اتفاق ہوا حضرت امام صاحب ممدوح جناب مولوی صاحب کو دیکھ کر ہر بار بے ساختہ خوش ہو کر فرماتے۔ ایک کا مقبول سب کا مقبول۔ ایک کی سُہاگن سب کی سُہاگن۔ میں یہ سمجھا کہ شاید جناب امام صاحب ممدُوح کی یہ عادت ہے۔ یا سخن تکیہ ہے۔ کہ ہر آنے والے کو ایسا ہی فرماتے ہوں گے تحقیق سے معلوم ہوا کہ ایسا نہیں۔ بلکہ معاملہ خاص جناب مولوی صاحب موصوف کے ساتھ ہے۔ جب دیکھتے ہیں تو یہ ہی فرماتے ہیں۔ اس وقت سے میں حضرت امام صاحب کی بزرگی کا زیادہ معتقد ہو گیا۔ کیونکہ حضرت قبلہ رُوحی فداہٗ کے اس ارشادِ مبارک سے مشرف ہو چکا تھا۔ کہ ہمارے حضرت والد ماجد صاحب قبلہ کے آستانہ شریف کے خلفاء کو جو بزرگ صاحب نسبت ہوں گے۔ دیکھ کر پہچان جائیں گے۔ اس خیال کے آنے سے میں نے یقین کیا کہ حضرت امام صاحبؒ کا فرمانا جناب مولوی صاحب کو اس معنی میں ہے۔ مصرعہ

له سید حامد حسین صاحبؒ نے اپنے پیر و مرشد کے حکم پر ارشادِ رضا کا انگریزی ترجمہ کیا اور حضرتؒ نے اسے شائع فرمایا۔

Marfat.com

جسے پہچاننا آتا ہے وہ پہچان جاتا ہے

بحمد اللہ آپ کے ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ء ہے۔ جناب محترم منشی عبد القدیر صاحب مدظلہٗ دہلی میں جلوہ فرما ہیں اور ۱۹۴۷ء کے انقلاب میں آپ دہلی سے باہر نہیں تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کا فیض اور سایہ ہم عاصیوں کے سر پر ہمیشہ قائم رکھے اور آپ کو صحت اور درازی عمر عطا فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

وصال کافی عرصہ سے علالت کا سلسلہ جاری تھا ۹ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۵۸ء بروز یکشنبہ فجر کی نماز کیلئے تیمم فرمایا۔ پلنگ پر لیٹے ہوئے نماز فجر کی نیت باندھی اور بحالت نماز وصال فرمایا اِنّا للہ وَاِنّا الیہ راجعُون۔

آپ کا مزار مبارک علاقہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ میں متصل مقبرہ ہمایوں کے دوسرے دروازے کی مغربی سمت احاطہ درگاہ حضرت شمس الدین اوتاد اللہ معروف بہ پیتے شاہ رحؒ سے ملحق آپؒ کا مزارِ مبارک مرجع خاص و عام اور زیارت گاہِ خلائق ہے۔

از انجملہ

برادر محترم جناب سید محمد سخاوت حسین صاحبؒ ساکن نگریا سادات ضلع بانس بریلی ہیں۔

مولد و مسکن آپ کی ولادت باسعادت ۱۶ ربیع الثانی ۱۲۹۴ھ یوم دوشنبہ کو موضع سوہادہ تحصیل شاہ آباد ضلع رام پور میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد سید محمد الطاف حسین صاحب ہیں۔ دس سال کی عمر تک آپ موضع سوہادہ زیر سرپرستی والدین رہے۔ بعد انتقال والدین آپ اپنی ننہال موضع نگریا سادات ضلع بانس بریلی تشریف لائے اور اردو فارسی کی تعلیم حاصل کر کے پیشہ معلمی اختیار فرمایا۔ جب جناب برادر معظم شاہ نبی رضا خاں صاحبؒ ساکن موضع بھنسوڑی کی زیارت حاصل ہوئی تو آپ عقیدت و ارادت لائے۔ موضع نگریا سادات اور موضع بھنسوڑی

Marfat.com

کا فاصلہ دو میل کا ہے۔ جناب سیّد صاحب نے درخواست تعلیم طریقت کے لئے کہا جناب معظّمی خاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت قبلہ وکعبہ رُوحی فداہٗ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو کوئی آپ کے پاس آئے اُسے طالب بنا کر دینا۔ اور اگر سیّد آئے تو اُسے مطلوب بنا کر دینا۔ المختصر آپ تعلیم و تلقین سے مشرف ہو کر داخل سلسلۂ عالیہ ہوئے۔ جناب معظّمی خاں صاحب نے فرمایا کہ سیّد صاحب آپ ہمارے حضرت پیر و مرشد قبلہ کی خدمتِ اقدس میں آئندہ حاضری دیں۔ قضائے الٰہی سے جب معظّمی خاں صاحب کا انتقال ہوا۔ اور خواب میں بشارت ملی۔ دربارِ عالی حاضری کی۔ پھر آپ چاٹگام شریف حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہٗ کے جناب میں حاضر ہوئے اور ایک ماہ چار یوم حاضرِ خدمتِ اقدس رہے۔ ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۶ھ کو دولت اور نعمتِ خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ آپ کو خلعت تبرک کا ایک جوڑا عطا ہوا اور ارشاد فرمایا کہ اس کو پہن کر دو رکعت نماز نفل شکرانہ پڑھیں حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہٗ کی توجہ اور تعلیم اور نصائح سے آپ مشرف ہوئے۔ جناب سید صاحب کو جناب شاہ نبی رضا خانصاحبؒ سے بیعت تھی اور ہمارے حضرت مولائی و مرشدی فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست سے خلافت پائی۔ اس لئے حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہٗ کے خلفاء کے زمرہ میں آپ کا شمار ہے۔ اور یہ اُس ارشاد مبارک کے تحت الحکم ہے۔ فرمایا کہ جو لوگ ہمارے حضرت پیر و مرشد والد ماجد صاحب قبلہ کے آستانہ کے خلفا کے مرید ہیں وہ ہمارے مُرید بواسطہ تھے۔ مگر آج سے اب وہ لوگ ہمارے مرید بلا واسطہ ہیں۔ اور اس کے وجوہات اور دلائل مجمع عام میں ارشاد فرمائے گئے۔ جناب سیّد صاحب سے منقول ہے کہ حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہٗ نے ایک روز حضرت غوث پاکؒ کی مدح میں ایک مصرعہ ذکر فرمایا ؎ وَجَاءَ فِی عِشْقٍ تَوَفّٰی فِی کَمَالٍ

ترجمہ:۔ آئے وہ عشق میں۔ گئے وہ کمال میں۔ اس کی شرح بیان فرمائی۔ عشق کے (۴۷۰ عدد ہیں) اس سے سنہ ۴۷۰ھ مُراد ہے یعنی سنہ ۴۷۰ھ میں حضرت غوث پاک کی ولادت شریف ہوئی۔ اور کمال کے (۹۱ عدد ہیں) اور آپ کی عمر شریف (۹۱ سال) کی تھی جب حضور غوث پاکؒ کا وصال ہوا۔ دونوں کو جمع کرنے سے سنہ ۵۶۱ھ ہوتے

Marfat.com

آپ کی وفات شریف ۱۲۶۱ھ میں ہوئی۔ یہ مطلب اس مصرعہ کا ہوا۔ حضرت قبلہ و کعبہ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ پیر صاحب خلافت ایک عظیم الشان چیز ہے۔ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں اگر تم کسی کو اس قابل سمجھو تو معاملہ کرنے سے پہلے ایک نظر ہمیں دکھا دینا۔

رخصت کے وقت فرمایا کہ چاٹگام شہر میں قدم شریف کی زیارت کرنا بھاگلپور میں حضرت قطب الاقطاب مولانا سیدنا امداد علی صاحب قبلہؒ اور پھلواری شریف اور پٹنہ شریف میں ہمارے حضرات پیران عظّام کی زیارات کرنا۔ اور لکھنؤ میں ہمارے ہمنام مولانا صاحب جو ہمارے استاد تھے اُن کی زیارت کرنا۔ مولوی انوار صاحبؒ کے باغ میں آسودہ ہیں۔ حسبِ ارشاد مبارک سید صاحب زیارت سے مشرف ہوتے ہوتے اپنے وطن تشریف لائے۔ عبادت، ریاضت اور بندگانِ خدا کی ہدایت میں مصروف ہوئے۔ آپ سے بہت لوگ مرید ہوئے۔ اور اکثر کو ہدایت ہوئی ایک غیر مسلم صاحب تعلیم طریقت کے آپ سے طالب ہوئے۔ سیّد صاحب نے اس باب میں استفسار کا عریضہ حضرت قبلہ کے جناب میں پیش کیا۔ جواب عطا ہوا کہ اگر دوسرا شخص آپ کے باپ کو باپ پکارے تو اس میں کیا مضائقہ ہے۔ جناب سیّد صاحب موصوف کے ماموں زاد بھائی جناب حکیم سید احمد شاہ صاحب کو بھی مولائی و مرشدی حضرت فخر العارفین قبلہ کے دستِ حق پرست سے خلافت عطا ہوئی ہے۔ ایک خاندان میں دو صاحب خلافت یافتہ ہوئے۔ یہ خاص شرف اسی خاندان کو حاصل ہے۔

جناب سیّد سخاوت حسین صاحب نے بعمر تقریباً (۸۰ سال) علیل رہ کر تاریخ ۲۸ ماہ شعبان ۱۳۱۱ھ میں وفات پائی۔ مزارِ پاک مقام بھینسوڑی ریاست رام پور میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

از انجملہ

Marfat.com

جناب برادر محترم حکیم سید احمد شاہ صاحب زاد اللہ فیضہٗ

آپ کا مولد و مسکن موضع نگریا سادات ضلع بانس بریلی ہے۔ آپ کے والد ماجد سید محمد شاہ صاحبؒ مستند سادات عظام سے ہیں۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ نے اس سرزمین کو شرف بخشا۔ اپنا وطن بنایا۔ اس وجہ سے اس موضع کا نام نگریا سادات ہوا۔ آپ کا شجرہ خاندانی بزرگان پیشین سے مستند چلا آتا ہے۔

محترم جناب حکیم سید احمد شاہ صاحب کی ابتدائی تعلیم آپ کے والد ماجد صاحب کے زیر سرپرستی شروع ہوئی۔ قضائے الٰہی سے جب آپ کے والد صاحب نے انتقال فرمایا تو آپ کی تعلیم درسی ناتمام رہی۔ مگر فارسی میں لیاقت استعداد اچھی تھی جب شرفِ غلامی حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ آپ کو نصیب ہوا تو ارشاد فرمایا کہ لکھنؤ جاکر تحصیل علمِ طب فارسی میں کریں۔

آپ کی عقیدت

جب برادر محترم و معظم جناب شاہ نبی رضا خاں صاحب کے برکات اور فیوضات سے موضع بھینسوڑی ریاست رام پور کے لوگ مستفیض ہو رہے تھے اور شہرت بزرگی آپ کی عام ہو رہی تھی تو جناب سید صاحب موصوف حاضرِ خدمت اقدس ہوئے۔ طریقت کی تعلیم و توجہ جناب شاہ نبی رضا خاں صاحبؒ سے اوّل حاصل کی۔ کچھ دنوں بعد جناب شاہ صاحب محترم کا وصال ہوا۔

سید احمد شاہ صاحب کو خواب میں بشارت ہوئی۔ آپ حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ کی خدمت اقدس میں دربار مرزا کھیل شریف ضلع چاٹگام حاضر ہوئے سنہ ۱۳۳۱ھ میں یہ آپ کی پہلی حاضری تھی۔ آپ کو شرف حضوری ساڑھے تین ماہ اس حاضری میں نصیب ہوا۔

آپ کی خلافت

حضرت سیدنا دادا پیر صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے عرس مبارک ۱۲ ذیقعدہ شریف کو مولائی و مرشدی حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ کے دستِ حق پرست سے جناب سید صاحب کو نعمت خلافت و اجازت عطا ہوئی۔ وقت عطائے نعمت خلافت سید صاحب کو ارشاد فرمایا کہ ہمارا ہاتھ تم دونوں ہاتھوں سے اپنے پکڑو۔

Marfat.com

سید صاحب نے دستِ مبارک کو تھاما۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ ہمارے بزرگوں سے جو نعمت اور اجازت ہم کو پہونچی ہے وہ ہم نے آپ کو پہونچائی آپ نے قبول کیا۔ سید صاحب کو اس وقت گریہ طاری ہوا۔ عرض کیا قبول کی۔ اسی طرح تین مرتبہ قبول کرایا۔

ارشاد سید صاحب کے متعلق فرمایا۔ کہ احمد شاہ اگر ہو سکے تو طب فارسی میں پڑھ کر مطب کرنا۔ دُعاء اور دَوا سے مخلوق کو فائدہ پہونچاؤ۔ اور اس میں آزادی بھی ہے۔ اور لوگوں کو تعلیم و تلقین بھی کرنا۔ یہ نہ خیال کرنا کہ ہم بُرے آدمیوں کو کیونکر مُرید کریں۔ شرعِ اسلام ایسے ہی لوگوں سے جاری ہوا ہے۔ اور یوں کہنا کہ آؤ بھائی ہم تم کو خدا کا راستہ بتلائیں۔

جب تم اُن کو تعلیم و تلقین کروگے تو خود اُن کے دل میں تمہاری طرف سے محبت پیدا ہوگی۔ پھر رفتہ رفتہ نماز روزہ کی بھی تعلیم کرنا۔ ہم نماز روزے کو بہت پسند کرتے ہیں۔

سید صاحب دربارِ عالی سے رخصت کئے گئے۔ اپنے مکان آئے۔ اور لکھنؤ میں رہ کر علم طب کی تحصیل پوری کی۔

دوسری حاضری جناب سید صاحب چند سال کے بعد حاضر دربار شریف ہوئے حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ نے فرمایا کہ احمد شاہ تم کو خلافت بلاواسطہ پہونچی ہے۔ شجرہ ہماری طرف سے دینا۔ دربار عالی سے پہلی حاضری کے وقت یہ ارشادِ عالی ہوا تھا کہ تعلیم طب حاصل کر کے مطب صوبہ بہار میں کرنا۔ مگر اب یہ ارشاد عالی ہوا کہ صوبہ بہار تمہارے یہاں سے دور ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ مکان سے زیادہ فاصلے پر مت رہو۔ ضلع بجنور یا ضلع بریلی کے کسی قصبہ یا شہر میں قیام کرنا جس جگہ تمہاری طبیعت چاہے۔

نفسی نفسی پڑی ہے فرمایا۔ سید احمد شاہ کی خلافت کو نو برس ہوئے مگر آج تک اُنھیں کوئی نہیں جانتا اُنھیں اپنی

Marfat.com

پڑی ہوئی ہے۔ وہ مشائخ کے بیچ میں کبھی نہیں بیٹھتے۔ اگر کسی مجلس میں گئے تو دنیا داروں میں چھپ کر بیٹھتے ہیں۔ وہ پکے دنیا دار معلوم ہوتے ہیں۔ اور خدا کی عبادت میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں۔ ہم صحبتوں سے الگ تھلگ رہ کر یادِ الٰہی میں حرج نہیں ہوتا۔

ارشاد ہوا کہ احمد شاہ کم ملتے جلتے ہیں۔ نہ غرض نہ مطلب کسی سے رکھتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ملنے سے کیا فائدہ تضیع اوقات ہے۔ ان کو تو نفسی نفسی پڑی ہوئی ہے۔ مراد یہ کہ وہ مجلس پسند نہیں خلوت اور گوشہ نشین ہیں۔

فی الواقع سید صاحب بہت منکسر المزاج۔ خاموش مسکین طبع۔ مرنجان مرنج بزرگ ہیں۔ بفضلہٖ اس سلسلہ عالیہ جہانگیری کی اشاعت فرما رہے ہیں۔ آپ سے بہت لوگ مستفیض ہوئے۔

اللہ تعالےٰ آپ کا فیض اور سایہ ہمایوں دائم رکھے۔

ازانجملہ

برادر محترم جناب مولانا علاؤالدین پیارے صاحب آپ کا مولد و مسکن امیٹھی بندگی میاں ضلع لکھنؤ ہے۔ آپ کا نام علاؤالدین ہے۔ مگر مولائی و مرشدی حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ جب آپ کو بلاتے یا مخاطب فرماتے تو علاؤالدین پیارے فرمایا کرتے۔ جناب حافظ احمد علی شاہ صاحب ساکن گھسیاری منڈی لکھنؤ یہ خلیفہ تھے۔ ہمارے جناب برادر محترم و مکرم شاہ نبی رضاخاں صاحبؒ کے، ان سے علاؤالدین صاحب مرید ہوئے۔ عقیدت و محبت میں رحمتِ خدا سے زیادتی ہوتی رہی۔ ذوق زیارت حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ پیدا ہوا۔ تو آپ دربار چاٹگام شریف حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ آپ پر بہت رحم فرمایا گیا۔ عرصہ تک حاضری کے شرف سے سعادت اندوز ہوتے۔ مولائی و

Marfat.com

مرشدی حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہ العزیز کے دستِ حق پرست سے آپکو خرقہ خلافت عطا ہوئی۔ اور آپ کو تحصیل علمِ دین کا حکم ہوا۔ چنانچہ آپ نے کانپور میں تحصیل علم کیا۔ کچھ دنوں بعد کراچی آپ اپنے اعزّہ کے پاس تشریف لے گئے جس کو تقریباً چالیس سال کا عرصہ ہوا۔ اس کے بعد حالات معلوم نہ ہو سکے۔

جنابِ علاؤ الدین پیارے صاحب کے متعلق ارشاد

فرمایا کہ علاؤ الدین پیارے مع ایک ہمراہی کے یہاں آتے۔ ہم اُن کو رخصت کرنا چاہتے تھے کہ ہم نے ایک خواب عجیب وغریب دیکھا جس سے ہم کو حیرت ہوئی۔ اُس دن جتنے پڑھے لکھے حافظ مولوی درویش ہمارے یہاں آئے۔ ہم سب سے دو فقروں کے معنی دریافت کرتے تھے۔ وہ یہ کہ کس نے کہا اور کیا کہا؟ کوئی جواب نہ دے سکا۔ ایک مرید دہقانی بے پڑھے لکھے آئے۔ ہم نے اُن سے بھی یہ فقرہ کہا۔ وہ سُنتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو کہا کہ آپ کو غیب سے کسی کو خلافت دینے کا حکم ہوا ہے۔ ہم نے کہا خاموش رہو تم نے سچ کہا۔ ہم نے علاؤ الدین پیارے کو روک لیا۔ دوسرے آدمی کو رخصت کر دیا اس کے بعد ہم نے علاؤ الدین پیارے کو خلافت دی۔ ہم مجبور ہیں ہم نے اُن کی خلافت میں اُلٹا حرج کیا اور کہا کہ اگر ہمارے مالک کی مرضی ہے تو ہم لوگوں کے لئے جان بھی موجود ہے۔ مخاطب سے نصیحتاً فرمایا کہ اپنے امی پیر بھائی بے پڑھے لکھے کو حقارت کی نظر سے مت دیکھنا کہ ہم حافظ۔ مولوی۔ درویش ہیں یہ جاہل امی ہے۔ پندار خودی میں مبتلا نہ ہونا۔ خدا کے نزدیک کون مقبول ہے اُس کو کوئی نہیں جانتا۔ دیکھو اس گنوار دہقانی کو کشف صادق ہوا۔ اور اُس نے بتلا دیا۔

برزخ ہمارا

فرمایا علاؤ الدین پیارے سے ہم نے کہا کہ برزخ ہمارا رکھنا تم بلا واسطہ ہمارے مرید و خلیفہ ہو۔ اس وجہ سے ہم نے کہا کہ سیر الاولیاء میں ایک روایت ہے حضرت محبوبِ الٰہی کی۔ کہ آپ نے اپنا برزخ ایک شخص کو بتلایا۔ ہم مجتہد بن کر کوئی کام نہیں کرتے اس میں جواب دہی ہے جو باتیں مقتدا لوگوں نے کی ہیں اسکے مطابق عمل کرنے میں خوف نہیں ہے۔ شریعت کے مسائل جیسے بہت ہیں ویسے ہی طریقت کے مسائل بھی بہت ہیں۔ ہم

Marfat.com

نے اُن سے کہا اگر تم کو اپنے مریدوں کو شجرہ دینے کی ضرورت پڑے تو ہمارے نام سے شروع کرنا آج سے بلاواسطہ تم ہمارے مرید ہو اور واسطے ساقط ہوتے اور ہم نے علاؤ الدین پیارے کو کہا کہ حافظ احمد علی کا ادب کرنا کیونکہ انہیں کے ذریعہ سے تم اس مقام تک پہنچے اور حافظ احمد علی کو ہم نے یہ لکھ دیا کہ علاؤ الدین پیارے پر محبت و شفقت رکھنا وہ آپ کا ادب اور تعظیم کریں گے۔

ازانجملہ

جناب برادر محترم ماسٹر سید رحمت علی شاہ صاحب مدظلہٗ

آپ کا مولد و مسکن لکھنؤ ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو ہوئی۔ آپ کے والد ماجد سید اکرام علی صاحب نائب تحصیلدار اور زمیندار تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم زیرِ نگرانی آپ کے والد صاحب کے شروع ہوئی۔ اُردو، فارسی اور ضروری مسائل دینی میں اچھی لیاقت پیدا ہوئی۔ مگر آپکے والد صاحب کے انتقال کے بعد تعلیم آپ کے خالو صاحب کی زیرِ نگرانی جو تحصیلدار تھے ہوئی۔ اور علی گڑھ سے آپ نے ایف اے پاس کیا۔

عقیدت و ارادت ازلی سعادت نے رہنمائی فرمائی۔ آپ حضرت روحی فداہٗ قبلہ و کعبہ کی خدمتِ اقدس میں چاکگام شریف حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ پر شفقت و کرم فرمایا۔ اور آپ کو کئی ماہ ٹھہرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ کے متعلق ارشادات مبارک فرمایا۔ تم اتنی دور سے کیوں آئے۔ ہماری محبت میں آئے۔ تم ہم سے محبت رکھتے ہو۔ ہم بھی تم سے محبت رکھتے ہیں۔ شعر

مرا عہدیست باجاناں کہ تا جاں در بدن دارم ہوا داران کویش را بجان و دل خریدارم

Marfat.com

ارشاد فرمایا کہ جب تم آئے تو میں بڑے سوچ میں پڑا کہ یہ آدمی اتنی دُور سے کیسے آئے۔ چار پانچ روز کے بعد سمجھ میں آیا کہ ہماری رُوح سے تمہاری رُوح وابستہ ہے۔ اور تمہاری تعلیم طریقت ہمارے ذمہ ہے۔ اِس وجہ سے خدائے پاک نے تمہیں یہاں پہنچایا۔ نہ معلوم تخبام کیا ہوگا۔ ہم دُعا کرتے ہیں۔ خدا تمہیں دین و دُنیا میں کامیاب کرے اور مقصود بر لائے۔

فرمایا۔ میرا ایک مُرید کلکتہ میں رہتا ہے۔ جس کی رُوح سے تمہاری رُوح تعلق رکھتی ہے۔ گو جسم دو ہیں مگر رُوح ایک ہے۔ اِس وجہ سے مجھ کو تم سے محبت ہے۔ آپ کو اسی پہلی حاضری میں حضرت مولائی و مُرشدی فخر العارفین قبلہ کے دستِ حق پرست سے خلافت و اجازت عطا ہوئی۔ اور عظیم الشان نعمتِ سرمدی سے سرفراز ہوئے۔

آپ کو نصائح

ارشاد فرمایا کہ ہمارا دینا اور نہ دینا اللہ ہی کی طرف سے ہے اِس راستہ میں محنت کی ضرورت ہے۔ اِس میں سیکھنا کم ہے اور عمل کرنا زیادہ ہے۔ علم ظاہر میں تعلیم زیادہ ہے اور عمل کم ہے۔ عمل باطن میں زیادہ اور تعلیم کم ہے۔ جب تم یہاں سے جانا تو نوکری کرنا۔ محنت کر لینا کیونکہ تم کو خوب معلوم ہے کہ علم ظاہر میں کس قدر محنت کی ضرورت ہے۔ اِسی طرح علم باطن میں بھی ضرورت ہے۔ گوشہ نشینی کی حالت میں لوگ گھیرنے لگتے ہیں جس سے کام میں حرج واقع ہوتا ہے۔ اور دنیا داری کی حالت میں عبادت خوب ہو سکتی ہے۔ تمام دن دُنیا کا کام کیا اور فارغ ہو کر یادِ الہٰی میں مشغول ہو گئے۔ جب تک ہم نوکری کی حالت میں رہے ہم نے خوب محنت کی مگر جب سے ہم نے حلقہ (سماع) کیا اُس وقت سے ہم سے کچھ نہ ہو سکا۔ قلب میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ ذوق مخلوق سے ہے یا خالق سے۔ ذوق مخلوق سے مراد یہ ہے کہ روح میں دنیا کی خواہش ہو۔ اور ذوق خالق سے مراد یہ ہے کہ روح میں اللہ کی محبّت ہو جیسے کہ وہ انبیاء کرام جو بادشاہ ہوئے ہیں کہ سب اپنے کو بادشاہ ہونے پر مسکین کہتے تھے اسکی وجہ محض یہ تھی کہ انبیاء کرام علیہ السّلام نے رُوح اور نفس کو اللہ کی جانب رکھا۔ اور دُنیا کو صرف ہاتھ میں رکھا۔ جزیرا۔ م،

Marfat.com

ضروریات کے واسطے دنیاوی سامان کو رکھتے تھے۔ مگر اس سے محبت نہیں رکھتے تھے جیسے لوٹا کہ اس کی انسان کو ضرورت ہے اس وجہ سے رکھنا پڑتا ہے۔ دینداری کے پردے میں دنیاداری بہت بدبہت خراب ہے۔ اور دنیاداری کے پردے میں دینداری بہت بہتر ہے۔

پنجگوشیہ ٹوپی فرمایا۔ میاں رحمت علی تم یہاں سے ٹوپی پہن کر جانا (یہ ارشاد تفصیل طلب ہے) ایک مرید بنارسی کوٹ اور پنجابی وضع کا پاجامہ شلوار اور ترکی ٹوپی پہنتے۔ سیاسی غدار ڈاکوؤں نے پولیس کے شبہ میں ان کو پکڑا۔ قتل کرنا چاہتے تھے۔ مگر یہ کسی طرح بچ کر نکل بھاگے اس واقعہ کو سن کر ارشاد ہوا کہ اگر یہ پنجگوشیہ ٹوپی پہنے ہوتے تو پولیس کے شبہ میں نہ پکڑے جاتے (فرمایا رحمت علی تم پنجگوشیہ ٹوپی پہننا اس سے محفوظ ہو گے) ہم جب تمہارے سر پر ترکی ٹوپی دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سر میں گرمی محسوس ہوتی ہو گی۔ ترکی ٹوپی دو تین روپے کو ملتی ہے ہم پنجگوشیہ ٹوپی پسند کرتے ہیں۔ یہاں کے مولویوں نے پہلے سوال کیا کہ کیوں صاحب آپ پنجگوشیہ ٹوپی اور لنگی کیوں استعمال کرتے ہیں؟ پھر خود ہی آپس میں جواب دیا کہ یہ (لنگی) سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے (پاجامہ سنت ابراہیمیؑ ہے) آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلتے ہیں۔ تمہاری طرف پنجگوشیہ ٹوپی لوگ پہنتے ہیں یا نہیں لکھنؤ میں پہلے اس کا بہت رواج تھا۔ ہم کو یہ ٹوپی پسند ہے۔ اور ہم کو اس کے پہننے میں بہت ذوق آتا ہے۔ تم بھی اگر ہو سکے تو بھی ٹوپی پہن لیا کرو۔ میرا کوئی قطعی حکم نہیں بلکہ میں اجازت دیتا ہوں۔ خادم مقبول علی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ٹوپی لا کر رحمت علی کو دے دو۔ اور ٹوپی عنایت ہوئی۔ فرمایا لکھنؤ میں یہ ٹوپیاں بہت ملتی ہوں گی۔ حافظ مقبول احمد نے عرض کیا کہ اب چاٹگام شہر میں بہت ملتی ہیں۔ بعد نماز ظہر فرمایا کہ سنا حافظ صاحب آج سلام پھیرتے ہی ہماری نگاہ رحمت علی کے چہرے پر پڑی تو ہم کو ان کے چہرے پر پنجگوشیہ ٹوپی کی وجہ سے ایک عجیب نورانیت معلوم ہوئی۔ جب

Marfat.com

یہ ترکی ٹوپی پہنتے تھے تو یہ بات نہ تھی۔ اس وقت ہم کو ایک قصہ یاد آیا حضرت محبوب الٰہیؒ کے شیخ حضرت فریدالدین گنج شکرؒ مریدوں کو محلوق فرمایا کرتے تھے حضرت محبوب الٰہی نے اپنے سر کے بال نہیں اتروائے تھے۔ کیونکہ اس زمانہ میں طلبا معیوب سمجھتے تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ محلوق (سر منڈوانے سے) اُن کے چہرے منور ہو جاتے ہیں تو آپ نے سر کے بال اُتروا دیئے۔

بعد نماز عشاء فرمایا۔ میاں رحمت علی سنو۔ بنگالی لوگ ہم سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں کہ آپ تو ہندوستانیوں سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اور پھر خود ہی آپس میں کہنے لگے کہ ہم لوگوں سے نافرمانیاں ہوتی ہیں۔ اس سے ہماری حالت خراب ہو جاتی ہے۔ اور ہندوستانی فقیری کی قدر جانتے ہیں کیونکہ وہاں ہمیشہ اولیاء اللہ کا سایہ رہا ہے۔

آپ کو نصیحت فرمائی گئی فرمایا۔ میاں رحمت علی تم سے ایک بات کہتا ہوں کہ کوئی شخص اسٹیشن پر جاوے اور وقت بہت تنگ ہو گیا ہو۔ گاڑی نے سیٹی دیدی ہو۔ اور اس آدمی کا تمام سامان پھیلا پڑا ہو تو یہ بتاؤ کہ وہ اپنا سامان یکجا کرنے میں جلدی کرے گا۔ یا وہ باتوں میں لگے گا۔ ہماری حالت تو یہی ہے (ہم بوڑھے ہوئے) گاڑی نے سیٹی دیدی ہے ہم اپنا سامان جمع کرنے میں لگے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گاڑی چھوٹ جائے۔ اور علاوہ اس کے ہم تو ایک غریب مسکین آدمی ہیں۔ کیسے تم لوگوں کی خاطر تواضع کریں۔ نہ ہم سے کچھ دینی معاملہ میں ہو سکتا ہے اور نہ دنیاوی میں ہو سکتا ہے۔ اس وجہ سے ہجوم (آدمیوں کی کثرت) کو ہم پسند نہیں کرتے۔ شعر

فاعلِ مختار ہے اللہ جو چاہے کرے ٭ بندہ بیچارہ سراپا عاجز و مجبور ہے

فرمایا۔ آپنے رقعات عالمگیری پڑھی ہے۔ عرض کیا حضور۔ جی ہاں۔ فرمایا اچھا بتایئے اس میں کون سی بات آپ نے دیکھی۔ اس میں دنیاوی انتظام کے بارے میں اچھی اچھی باتیں لکھی ہیں۔ لڑکوں کو پڑھانا چاہیئے۔ مگر اس میں ایک دعوئی پایا جاتا ہے بتایئے وہ کیا دعویٰ ہے۔ فرمایا ہم پڑھاتے تھے تو ہم نے دیکھا کہ عالمگیر نے اپنے لڑکوں

Marfat.com

کو القاب میں) مہین پور خلافت لکھا ہے (بڑے بیٹے خلافت کے) ہم نے کہا ایک دنیا دار بادشاہ خلافت کا دعویٰ کرتا ہے کیوں اس سے معلوم ہوتا ہے نہ کہ وہ اپنے کو خلیفہ سمجھتا تھا۔ خلافت راشدہ کا زمانہ صرف تیس برس تک رہا۔ اس کے بعد پھر سلطنت ہوئی۔ اس کو یوں لکھنا تھا کہ مہین پور سلطنت۔ نہ کہ مہین پور خلافت۔ مُراد کو مروا ڈالا۔ باپ کو اُس نے قید کیا۔ اس نے اپنے کو خلیفۃ المسلمین سمجھ کر یہ لکھا۔ ہاں دوسرے اگر اس کو لکھتے تو یہ دوسری بات تھی۔ اس نے کیوں دعوی کیا۔ دیکھو میاں رحمت علی یہاں سے جا کر کہیں زہد و تقویٰ کی ڈینگ نہ مارنا اس ارشاد مبارک کو سُن کر رحمت علی صاحب میں ایک قسم کا جوش پیدا ہوا۔ بحالت گریہ وزاری حضرت قبلہ کے قدمبوس ہوئے اور بہت روئے۔ حضرت قبلہ نے بہت شفقت فرمائی۔ اور اُن کے سر پر دستِ مُبارک پھیر کر ارشاد فرمایا۔ اٹھو ہوش سنبھالو ہم نے تمہارے حق میں بہت دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ رحم و کرم فرمائے اور کامیاب کرے۔ اور فرمایا تم کو فلاں بزرگ سے بشارت ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو وہ نعمتِ غیر مترقبہ عطا فرمائی ہے کہ جس کی تمہیں اُمید نہ تھی۔ اگر ہو سکے تو تلاوتِ کلام مجید کے ساتھ ذکر و فکر اور مراقبہ و مشاہدہ ہمیشہ کرتے رہنا۔ چند روز حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں آپ حاضر رہے پھر رخصت فرمائے گئے تو اپنے مکان آئے وطن پہنچ کر تعلق ملازمت محکمۂ ریلوے میں ان کا ہوا۔ اور ترقیات حاصل کر کے پی۔ ڈبلو۔ آئی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ پانچسو روپے تنخواہ پائی مدت ملازمت پوری کر کے سنہ ۱۹۴۶ء میں آپ مستعفی ہوئے۔ اور کراچی پاکستان میں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ نے دُنیا داروں کے لباس میں اپنے کو ہمیشہ چھپایا اور اظہار و شہرت سے بچتے رہے۔ مدتوں گھر کے لوگوں کو نہ معلوم ہوا کہ آپ صاحبِ اجازت اور خلافت بھی ہیں۔ اور پوشیدہ طور پر یادِ الہٰی فرماتے رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض و برکات سے عالم کو مستفیض کرے اور آپ کا سایۂ ہمایوں ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین۔

Marfat.com

ازانجملہ ۸

برادرِ محترم و مکرم جناب حاجی بدر الاسلام صاحبؒ میرٹھی ہیں۔

آپ کے والد ماجد جناب مولوی ظہور الاسلام صاحب تحصیلدار۔ دنیاوی حیثیت سے رئیس اور شرفا میرٹھ سے تھے۔ ہمارے محترم جناب حاجی صاحب موصوف خلقتاً اور فطرتاً نیک طینت اور پاک خصلت ظاہر باطن ایک مرنجان مرنج بزرگ تھے۔

اس خاندان کے سب لوگ سلسلہ عالیہ جہانگیری کے حلقہ بگوش اور ارادتمند تھے۔

حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ کے شرف پابوسی کے لئے حاجی صاحب چاٹگام شریف حاضر ہوئے۔ اسی پہلی حاضری میں آپ دولتِ سرمدی نعمت خلافت سے مشرف فرمائے گئے۔ اس کے بعد آپ کی دوسری حاضری بھی چاٹگام شریف حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہٗ کی جناب میں ہوئی۔

رازداری اور اخفائے اسرارِ الٰہی ہمیشہ آپ کا شعار رہا۔ آپ اظہار فقر اور درویشی سے ہمیشہ بچتے رہے۔ آپ کس روش کے بزرگ ہیں کم لوگوں نے اسکو پہچانا

ہر گُل را رنگ و بوئے دیگر است

آپ نے عمر طبعی پائی۔ آپ کا مزار پاک شہر میرٹھ میں ہے۔

ازانجملہ ۹

جناب برادر مکرم و محترم حافظ کلیم اللہ صاحبؒ مقام در ضلع نینی تال کے باشندہ ہیں۔

Marfat.com

حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہٗ کی شہرت تقدس اور بزرگی سن کر دربارِ عالی چاٹگام شریف حاضر ہوئے۔ آپ پر رحم وکرم فرمایا گیا۔ اور نعمت خلافت کی دولتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمائے گئے۔

آپ سے سلسلہ عالیہ کی کچھ اشاعت بھی ہوئی ہے۔ مگر آپکے حالات اس بندہ کو زیادہ نہ معلوم ہو سکے۔ قدرے قلیل پر اکتفا کیا۔

آپ کا انتقال اپنے وطن مالوف میں ہوا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ازانجملہ

برادر مکرم ومحترم جناب مولانا سید عبد اللہ صاحب بہاری دامت برکاتہم ہیں۔

آپ مشہور خاندان سیادت کے چشم وچراغ ہیں۔ آپ کا مولد ومسکن پٹنہ صوبہ بہار ہے۔

فی الحال شہر آرہ مدرسہ حنفیہ میں مدرس دینیات ہیں۔ جناب محترم مولانا صاحب موصوف کو جب علم ہوا کہ ہمارے حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہٗ کے حضرات خلفاء کا تذکرہ کتاب سیرت فخر العارفین کے تیسرے حصہ میں لکھا جائیگا تو آپ نے اس بندۂ ناچیز کو منع کہلایا کہ میرا تذکرہ نہ لکھیں۔ اس درجہ اخفاء اور کم نامی آپ کو پسند ہے۔

Marfat.com

ازانجملہ ۱۱

مؤلف کتاب ہذا کمترین بندۂ درگاہ (حکیم) سکندر شاہ۔ مولد بنارس حال متوطن کانپور ہے۔ (آپ کی مختصر سوانح صفحہ۔۔۔ پر ملاحظہ فرمایئے)
ستر اللہ عیوبہٗ وغفر ذنوبہٗ

ازانجملہ ۱۲

تذکرہ بعض یارانِ طریقت اور معتقدین حضرت سیدنا فخر العارفین قبلہؒ

تذکرہ

حاجی خادم علی صاحب جناب حاجی خادم علی صاحب ہمارے حضرت قبلہؒ کے عاشقِ خاص اور حضرت قبلہؒ کے برگزیدہ مصاحبین میں سے ہیں۔ ان کے متعلق حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا: "خادم علی کے والد کی اولاد جیتی نہ تھی۔ خادم علی پیدا ہوئے تو چھوٹی عمر میں اُن کے باپ نے حسن اعتقاد اور خلوص نیت کے ساتھ انہیں ہمارے والد قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش کیا کہ اس لڑکے کو غلامی میں قبول فرمایا جائے۔ آپؒ نے قبول فرمایا۔ اور بہت شفقت محبت کی اور دعا فرمائی۔ والد صاحب قدس سرہٗ کے زمانہ سے اب تک وہ اس دربار کے حاضر باش اور خدمت گذار ہیں۔ وہ ہمارے معاملات زمینداری کے مختار کار اور ہمارے کاروبار کے منتظم ہیں۔ جائداد کی خرید و فروخت، روپے کا

Marfat.com

لین دین سب ان کے نام سے ہوتا ہے یہاں تک کہ گھر اور باہر کے کاروبار اور عُرس وغیرہ کا اہتمام اور ہمارے بیٹے بیٹیوں کی شادی بیاہ کے کاغذات وغیرہ میں ہماری اجازت کے موافق ہمارے نام کے بجائے وہ اپنے نام کے دستخط کرتے ہیں۔ بعضوں نے اعتراض کیا کہ آپ کے نام کی جگہ خادم علی اپنے نام کے کیوں دستخط کرتے ہیں۔ ہم نے اُن لوگوں کو جواب دیا کہ تم لوگ اعتراض نہ کرو تم لوگ نہیں سمجھو گے۔ خادم علی کا نام اور میرا نام ایک بات ہے۔"

ایک روز حضرت قبلہ روحی فداہٗ اور برادرِ مکرم جناب بنی رضا خاں صاحبؒ اور چند معتبر اصحاب حجرے شریف میں موجود تھے کہ خادم علی صاحب بھی حاضر ہوئے آپؓ نے دیکھ کر حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ "ایک بڑے شخص نے خادم علی کی سفارش کی کہ وہ مدتوں سے خدمتگذار ہیں انہیں خلافت دی جائے اور پھر کسی جگہ وہ بھیج دیے جائیں میں نے اُن کو جواب دیا کہ ہر ایک کی دو آنکھیں اور دو ہاتھ دو پاؤں ہوتے ہیں۔ آنکھیں نہ رہنے سے کچھ نہیں دیکھتا۔ ہاتھ نہ رہنے سے کچھ پکڑ نہیں سکتا۔ پاؤں نہ رہنے سے چل نہیں سکتا۔ میں ایک شخص ہوں کہ میری آنکھیں اور میرے ہاتھ اور پاؤں ہوتے ہوئے بھی گویا نہیں ہیں۔ میں (چرخہ کی گھرّی کے مانند ہوں) خادم علی کاروبار میں میری آنکھ اور میرے ہاتھ اور پاؤں ہیں۔ اِن کے نہ ہونے سے میں چل نہیں سکتا۔" حاضرین نے عرض کیا۔ ارشادِ مبارک حق ہے۔ خادم علی یہ سن کر مسرور ہوئے۔ اور زمین بوسِ ادب ہوئے۔

ایک بار ماہ رمضان المبارک میں بمقام بردم چرا حضرت قبلہ روحی فداہٗ تشریف رکھتے تھے۔ آپؓ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ انتظام عُرس خادم علی کو سپرد نہ فرمایا جائے۔ یہ کام کسی دوسرے کو سپرد فرمایا جاوے۔ اور یہ اس لئے کہ خادم علی اپنی بستی اور آس پاس کے لوگوں کو تو گوشت زیادہ دیتے اور ان کی زیادہ خاطرداری کرتے ہیں لیکن دوسرے فقیروں کو اس طرح نہیں دیتے حضرت قبلہؓ سن کر خاموش رہے۔ اسی شب خواب میں آپؓ نے حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ دو جہاں قدس سرہٗ سے سُنا کہ آپؒ نے ہمارے حضرت سے فرمایا کہ خادم علی کے خلاف منافقین نے جھوٹی شکایتیں

Marfat.com

تم سے کی ہیں۔ انہیں اپنے دربار سے کان پکڑ کر نکال دو۔ اس خواب کو دیکھ کر آپؒ بیدار ہو گئے۔ اور پھر نہ سوئے۔ سحری کے وقت آپؒ نے حکم فرمایا کہ فقیروں کو کھانا کھلا دو۔ جب یہ کام ختم ہوا تو حکم فرمایا کہ فلاں فلاں شخص کو کان پکڑ کر باہر نکال دو۔ ورنہ ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس حکم کو سن کر وہ لوگ حضرتؒ کے قدموں پر گرے اور گریہ زاری کی۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے پیرو مرشد کے خلاف نہ کروں گا۔ اور (اس وقت) کچھ نہ سنوں گا۔ پھر فقرار نے ان لوگوں کو کان پکڑ کر باہر نکالا۔ ایک مہینہ کے بعد آپؒ کے رحم و کرم کے صدقہ سے اُن لوگوں کو توبہ نصیب ہوئی۔ اور وہ حاضرِ دربار ہو کر اپنی اس بے ادبی اور بہتان طرازی پر نادم اور شرمسار ہوئے۔ اور ان کی خطا معاف فرمائی گئی۔

ہمارے حضرت قبلہؒ کے مصاحبین میں جناب خادم علی صاحب اس رتبہ کے شخص ہیں اور عالمِ غیب میں ان کا نام خادم عالی ہے۔ جناب مولوی مستفیض الرحمٰن خاں صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ کی شادی ہمارے حضرت قبلہ روحی فداہ کی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی تو جہیز کے سامان کی دو فردیں لکھی گئیں۔ ایک فرد پر نوشہ کے والد جناب ڈپٹی فیض اللہ خاں صاحب نے دستخط کیا۔ دوسرے کاغذ ہمارے حضورؒ کی خدمت میں دستخط مبارک کے لئے پیش کیا گیا۔ آپ نے یہ کاغذ خادم علی صاحب کے حوالہ کر دیا۔ کہ تم اپنے دستخط کر دو۔ اور ڈپٹی فیض اللہ خاں سے مخاطب ہو کر آپؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نام کی بجائے خادم علی کا نام کیوں دستخط کرایا ہے۔ میں یہ بات آپ سے پوشیدہ کہوں گا۔

بارات رخصت ہو گئی اور اس بات کے کہنے کا موقعہ نہیں آیا۔ مولوی حفاظت الرحمٰن خاں صاحب بی۔اے وکیل جو ڈپٹی مستفیض الرحمٰن خاں صاحب کے حقیقی چھوٹے بھائی ہیں۔ انھوں نے ایک رات خواب دیکھا شہنشاہ جرمنی اپنے وزیر کے ساتھ بہت فوج و لشکر اور جاہ و حشم کے ساتھ دربارِ عالی کے سامنے آئے۔ انھوں نے لوگوں سے پوچھا کہ شہنشاہ جرمنی اور اُن کے وزیر کہاں ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ تم نہیں دیکھتے ہو کہ سرخ کے چھتر کے نیچے جو بیٹھے ہیں وہ شہنشاہ جرمنی اور چھتر بردار اُن کے وزیر ہیں۔ جا کر

Marfat.com

کیا دیکھتے ہیں کہ سونے کے چھتر کے نیچے ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ دو جہاں جلوہ افروز ہیں۔ اور چھتر اٹھاتے ہوئے خادم علی کھڑے ہیں۔ یہ خواب وکیل صاحب نے لکھ کر اپنے بھائی ڈپٹی مستفیض الرحمٰن خاں صاحب کے پاس بھیجدیا کہ حضرت قبلہؒ کو خود پڑھ کر سُنا دیجئے۔ ڈپٹی صاحب دربار شریف میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ حفاظت میاں نے ایک خواب دیکھا ہے اور مجھے لکھا ہے کہ میں خدمت میں اُسے سُناؤں۔ آپؒ نے فرمایا کیا خواب ہے پڑھ کر سناؤ۔ اور ڈپٹی صاحب نے سُنایا۔ اس وقت جناب عبدالجلیل صاحب اور بعض اور معتبر اصحاب بھی مجلس مبارک میں حاضر تھے۔ خواب کو سُن کر اللہ اللہ زبانِ مبارک پر جاری ہوا۔ اور ڈپٹی صاحب سے ارشاد ہوا "آپ کی شادی کی فہرست پر میرے نام کے بجائے خادم علی کا نام لکھا گیا۔ تو اس کے متعلق ایک یہی بات تھی جس کو آپ کے والد صاحب سے پوشیدہ بیان کرنے کے لئے میں نے کہا تھا۔ میں بیان کرنا بھول گیا۔ مگر میرا خدا انہیں بھولا میں نے پوشیدہ رکھا تھا۔ لیکن میرے خدا نے ظاہر کر دیا۔ حفاظت میاں نے خواب میں جو دیکھا ٹھیک ہے۔ خادم علی میرا وزیر ہے (عبدالجلیل صاحب سے ارشاد ہوا) تم خلفاء اور فقراء پر یہ بات ظاہر کر دینا۔ خادم علی آئیں تو اُن کو بھی سُنا دینا۔" پھر جب خادم علی صاحب دُوسرے دن دربارِ عالی میں حاضر ہوئے تو آپؒ نے حاضرین مجلس کے سامنے اُن سے خود یہ خواب بیان فرمایا۔ وہ سُن کر آداب بجالاتے اور زمین بوس ہوئے۔ جناب محترم خادم علی صاحب بڑے باحوصلہ عالی ہمت اور ذاکر و شاغل صاحب وجد و کیف اور عقل و فراست میں ممتاز تھے۔ اور دنیاوی ثروت سے بھی خدا نے نوازہ زمیندار خوشحال تھے۔

حصّہ اول سیرت شریف میں جناب خادم علی صاحب کے نادر واقعات اور حالات بہت درج ہیں۔ یہاں مختصر لکھا گیا۔ آپ کی وفات بعمر ۹۵ سال ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۹۴۱ء مقام موضع اسلام آباد ضلع مُراد آباد میں ہوئی۔

اب آپ کے بجائے آپ کے صاحبزادے احمد میاں صاحب سلمہٗ خدمات دربارِ عالی انتظام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ترقیات نصیب کرے۔

Marfat.com

از انجملہ ۱۲۷

(مسرودِ دربار جناب محترم منشی عبدالجلیل صاحب المتخلص بہ جلیل)

جناب منشی عبدالجلیل صاحب موضع بازلیا (ضلع چاٹگام) کے رہنے والے تھے ان کو اوائل عمر میں ہی شرف غلامی حاصل ہوا۔

اِن بزرگ کے متعلق ارشاد ہوا "عبدالجلیل نے بہت ریاضت کی۔ کثرتِ حرارت کے سبب ان کا جسم گھلنے لگا تھا۔ کمزوری کی حالت میں جب ہمارے پاس آئے تو ہم نے دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ کثرت حرارت ذکر سے ان کا یہ حال ہوا ہے۔ بس ذکر اور کثرتِ ریاضت سے ہم نے انھیں روک دیا۔ اور کہا (کہ یہ کام ملتوی رکھ کر) چند روز تک یہ کرو۔ کہ دونوں وقت کھانے کا پہلا لقمہ گھی سے کھا لیا کرو۔ انھوں نے چند روز تک ایسا کیا جس سے آرام ہو گیا (اور کثرتِ حرارت سے جسم کا کمزور ہونا اور گھلنا موقوف ہوا)"

آپؓ نے ایک روز عبدالجلیل صاحب اور بعض دوسرے اصحاب سے فرمایا "اگر ہو سکے تو آپ لوگ توحید پر ایک ایک نظم لکھیں" اور توحید طریقت کی آپؓ نے قدرے وضاحت فرمائی۔ یہ اصحاب تعمیل ارشاد بجا لائے اور نظمیں ملاحظہ میں پیش ہوئیں۔ آپ نے اظہار خوشنودی فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ عبدالجلیل صاحب کی یہ پہلی نظم تھی انہیں شاعری کا ذوق بس اسی وقت سے نصیب ہوا۔ خدا نے ان کے کلام کو مقبولیت کا مرتبہ دیا۔ اس کے متعلق آپؓ کا ارشاد ہے کہ "شاعری سب کرتے ہیں لیکن عبدالجلیل بنگلہ زبان میں جو گانے (غزل) لکھتے ہیں اس میں کچھ اور بات ہے۔ پیشتر جب ہماری روح میں بے قراری آجاتی تھی تو بغرض زیارت بزرگانِ دین ہمارا سفرِ ہندوستان کا ہوتا تب ہماری روح میں قرار اور مزاج میں ٹھنڈک آتی۔ جب سے ہمارا سفر بند ہوا ہے اس وقت سے یہ بات ہوتی ہے کہ جب ہماری طبیعت میں حرارت اور روح میں بے قراری آتی ہے تو عبدالجلیل (خود بخود) کوئی نظم

Marfat.com

کہہ کرلے آتے ہیں۔ یہ مضمون (اکثر ہمارے حسب حال) ایسا ہوتا ہے (کہ جس میں ہمارے لئے اشارہ عالمِ غیب کا ہوتا ہے) کہ اب تم یہ کرو بس ہم سمجھ جاتے ہیں (اگرچہ کہنے والے خود نہیں سمجھتے کہ انہوں نے کیا کہا) ہم اسی طرح کرتے ہیں تو ہماری روح میں قرار آجاتا ہے۔" حضرت قبلہؒ نے یہ بیان فرمایا کہ ایکبار ہندوستان جانے کے خیال سے شہر (جے پور الکام) تک ہم چلے گئے تھے وہاں عبدالجلیل نظم کہہ کر لائے ہم نے سنتے ہی کہا کہ بس ہمارا جانا نہ ہوگا۔ اور ہم شہر سے مکان واپس آگئے ہندوستان ہمارا جانا نہ ہوا علمی مضامین اور مضمون آرائی (یہ چیزیں) تو اور لوگوں کی نظموں میں بھی ہوتی ہیں مگر وہ بات (کلام جلیل کی) نہیں ہوتی۔ (تمام) نظم میں وہ بات (غیبی) نہیں ہوتی بلکہ بعض لفظ ہوتے ہیں جو اس معنی کی طرف اشارہ کرتے ہیں بس ہم سمجھ جاتے ہیں (مخاطب سے فرمایا) تمہارے (فلاں) پیر بھائی نہیں سمجھتے وہ علمی مضامین اور ادب وانشا کی طرف دوڑتے ہیں اس وجہ سے انہیں (کلام جلیل سے) بہت دلبستگی نہیں ہوتی (خود) عبدالجلیل بھی نہیں سمجھتے کہ انھوں نے کیا کہا۔ اور اشارہ کس معنی (کی طرف ہوا) کوئی (کہنے والا) ہے جو اُن کی زبان سے کہہ جاتا ہے۔ یہ مقبولیت (اور یہ شرف) اللہ نے ان کو دیا ہے۔" فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری اُمت میں ایسے لوگ ہوں گے کہ جن کی زبان پر فرشتہ کلام کرے گا حضرت خلیفہ دوئم عمر فاروقؓ کی شان میں بھی ایسا ارشاد ہے۔

ایک اور شرف جلیل فرمایا "عبدالجلیل نے ایک نظم میں ایسی بات کی طرف اشارہ کیا کہ تعجب ہوتا ہے ہم تم اس وقت ظاہراً) جیسے آمنے سامنے بیٹھے ہیں (اسے) بغیر دیکھے ہوئے کوئی جان نہیں سکتا۔ ایسی ہی بات تھی جسے انھوں نے (نظم میں) کہا بتاؤ انھوں نے کیونکر جانا اور عالم ملکوت کی بات وہ کیونکر کہتے ہیں معلوم ہوا کہ اُن کی روح نے ادراک کرلیا۔ اگرچہ ان کے حواسِ خمسہ میں نہیں آیا۔ جب حواس خمسہ میں (ادراک) آجائے تب آدمی زبان سے (بھی) بیان کرسکتا ہے بغیر ادراک حواس زبان سے نہیں بیان کرسکتا۔ رُوح لطیف شے ہے اس نے ادراک کرلیا۔ آپ نے مؤلف کتاب ہذا سے فرمایا کہ عبدالجلیل اور خادم علی کو اگرچہ ظاہر

Marfat.com

میں خلافت نہیں ہے لیکن ان کا درجہ کسی خلیفہ سے کم نہیں ہے۔ تم اُن لوگوں کی تعظیم کرنا۔ فرمایا عبدالجلیل کی نظم سے ہم کو جو بات ہوئی وہ اور کسی کی (بنگلہ) نظم سے نہیں ہوئی۔ جو بات ضعف کے ساتھ تھی اس میں (اُن کا کلام سُن کر) بہت قوت آئی اور خیالات میں بہت ترقی ہوئی۔ ہمیں اُن کے وعظ سے اور ان کی شاعری سے بہت فائدہ ہوا۔ اگرچہ وہ ہمارے مُرید ہیں۔ مگر اللہ نے اُن کی زبان سے ہماری نصیحت کی (تواضعاً فرمایا) وہ ہمارے معلم بن گئے۔ عالمِ ظاہر میں تو ہمیں (اپنے والد ماجد پیر و مرشد قبلہؒ سے) کچھ تعلیم نہیں ہوئی۔ ظاہر میں ہمیں ذکر تک تو بتایا نہیں تھا البتہ جو کچھ ہوا روحانی غائبانہ (طور پر ہوا) اللہ کی مشیّت اور قدرت سے ہمارے معلم (شجر و حجر) در و دیوار، زمین و آسمان بن گئے۔ منجملہ اُن کے عبدالجلیل بھی ہیں۔"

(یہ مضمون تعلیم تفصیل کے ساتھ حصہ اول صفحہ ۵۹ میں بیان ہوا۔

خود گم ہو جاتا ہوں

فرمایا عبدالجلیل کے ایک شعر کا مطلب یہ ہے کہ یار کو اگر بھلانا چاہتا ہوں تو خود گم ہو جاتا ہوں" (بتاؤ اس کا کیا مطلب ہوا۔ یہ انہوں نے کیا کہا۔ کیونکہ تمام شعراء یہ کہا کرتے ہیں کہ یار کو یاد کرتا ہوں تو خود گم ہو جاتا ہوں)

ایک خواب

ایک بار مستفیض میاں (ڈپٹی کلکٹر) نے ہمارے حضرت والد ماجد پیر و مرشدؒ کو خواب میں دیکھا آپؒ نے فرمایا کہ عبدالجلیل ہمارا پرانا نقیر ہے تم لوگ اس کی برابری تھوڑی کر سکتے ہو۔ جلیل صاحب کے تمام کلام کو مجتمع کر کے طباعت کا حکم صادر فرمایا۔ آپ کا دیوان موسومہ بزبان بنگلہ (پربھو پر کُھپا) شائع ہوا۔ اس کی بابت ارشاد

صدیق ہونے کی راہ

ارشاد فرمایا ان کے دیوان کی طباعت کا منشاء یہ ہے کہ ہماری اولاد میں اگر کسی نے اس مضمون کو ادراک کیا اور سمجھا جس مضمون کی طرف عبدالجلیل نے اشارہ کیا ہے تو وہ صدیق ہو جائے گا یا کچھ نہیں تو انشاء اللہ ہماری طرح سے ہو جائیگا۔ جناب عبدالجلیل صاحب نے حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ کے وصال کے بعد ایک مرثیہ بارہ ماسا لکھا جو نہایت پُر درد الم ہے۔ اس کے بعد پھر کوئی نظم اُنکی تصنیف کی نہیں سُنی گئی۔ ایک صاحب نے جلیل صاحب سے عرض کیا کہ تازہ کلام فرمایا ہو تو سنایئے

Marfat.com

جواباً فرمایا کہ حضرت قبلہ کے وصال کے بعد سوائے (مرثیہ) کے اور کوئی کلام نہیں کہہ سکا میں نے فکر بھی کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ بس معلوم ہوا کہ میں نہیں کہتا تھا۔ کہنے والا کوئی دوسرا تھا۔ ممدوح نے ستتر ۷۷ سال کی عمر میں ۲ ستمبر ۱۹۳۴ء مطابق ۲۶ جمادی الاول روز دوشنبہ ۱۳۵۳ھ کو وصال فرمایا۔

از انجملہ ۱۴۱

خادم خاص جناب مقبول علی شاہ صاحب

مقبول علی شاہ صاحب کا مولد و مسکن ایک گاؤں کچن نگر ہے۔ جو مرزا کھیل شریف سے نو میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ آپ کی چودہ برس کی عمر تھی کہ سعادتِ ازلی نے اپنا چہرہ بے نقاب کیا۔ اور جاذبہ رحمت خداوندی نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور آپ کو ہمارے حضرت قبلہؒ کی مریدی کا شرف نصیب ہوا۔ مرید ہونے کے بعد یہ جب حاضر خدمتِ مبارک ہوتے تو دو تین دن کے بعد (جیسا کہ مریدوں اور مہمانوں کے ساتھ حضورؒ کا برتاو تھا) یہ بھی رخصت کر دیئے جاتے لیکن اُن کی سیری نہ ہوتی۔ مکان جا کر تھوڑے دنوں کے بعد یہ پھر حاضر ہو جاتے۔ بارگاہِ خداوندی سے سعادتِ سرمدی کا حصہ مل چکا تھا اب یاوری بخت و نصیب کا ظہور ہونے لگا۔ اُن کی حاضری دوسرے مریدوں اور مہمانوں کے مثل حاضری نہیں رہی اور یہ مرید جاں نثار اور عاشق خدمت گذار کی طرح کبھی آستانہ اقدس کی جاروب کشی کرتے کبھی کیاریوں کی آبپاشی اور کبھی نہایت ذوق و شوق کے ساتھ حضرت قبلہ روحی فداہ کا شرف خدمت گذاری حاصل کرتے اور یہ سب کچھ اس لیے کرتے کہ اسی وسیلے سے مدت حاضری طویل ہو جائے۔ رخصت کا حکم ہوتا تو اقتضائے ادب سے چار و ناچار مکان روانہ ہو جاتے۔ لیکن مکان پر زیادہ نہ ٹھیرتے۔ چند ہی روز کے بعد پھر حاضر ہو جاتے۔ ایسا بھی ہوتا رہا کہ رخصت کا حکم ملا۔ روانہ ہو گئے مگر آدھے راستے سے پلٹ آئے اور حاضر خدمت ہو گئے اور عرض کرتے۔ کہ مکان کی طرف قدم آگے نہیں بڑھتے۔ ہم چلے تو جاتے ہیں۔ مگر ہمارا دل یہیں رہ جاتا ہے۔ اب یہ بیدل بیکس و ناچار کیونکر مکان جائے۔ آپؒ تبسم فرماتے اور اجازت حاضری پھر نصیب ہو جاتی۔ اسی حال سے اِن کے چند سال گذر گئے۔ ان کے گھر کے لوگوں نے ہر چند مکان پر رکھنے کی کوشش کی۔ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض بھی کیا۔ اور آپؒ فرماتے۔ مقبول کو لے جاؤ۔ اور

Marfat.com

مکان پر رکھو۔ ہم اسے رخصت کر دیتے ہیں لیکن یہ پھر چلا آتا ہے۔ لوگ ان کو مکان لے گئے لیکن تھوڑے دن رہ کر یہ پھر واپس آئے۔ چند سال کے بعد یہ کیفیت ہوئی کہ آستانۂ اقدس ہی ان کا مقام ہو گیا۔ شعر

قدر بہشت تجھ کو مبارک ہو زاہدہ ؛ ہم نے تو کوئے یار میں مسکن بنا لیا

ان کی خدمات کو اس درجہ شرف قبول عطا ہوا کہ خانقاہ شریف کے تمام کام ان کو سپرد کر دئے گئے۔ خورد و نوش کی چیزوں کا بازار سے خریدنا مریدوں اور مہمانوں کی خاطر تواضع کرنا نقد و جنس اور نذر و فتوحات کو اپنی تحویل میں رکھنا۔ سب کچھ ان کے فرائض ہو گئے۔ اور سرکار اقدس کے یہ امین و مہتمم بنا دیئے گئے اور دوسرے سب لوگ ان کے دست نگر اور ماتحت ہو گئے۔ غلط فہمی سے بعض لوگ ان کے خلاف چلے اور دیانت کے متعلق شکایات پیش ہوئیں لیکن کسی شکایت پر اعتنا نہ فرمایا گیا۔ ایک صاحب نے کہا کہ مقبول آنے جانے والوں کی خاطر مدارات ان کی عزت و مرتبہ کے لائق نہیں کرتا۔ جاہل اُمّی گستاخ اور بے ادب ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہاں رہنے کے لائق نہیں ہے۔ یہ باتیں حضرت قبلہ تک پہنچیں تو آپ نے فرمایا کہ "یہ فقیر کا گھر ہے یہاں (امراء کی) تعظیم و مدارات کہاں جسے اپنی امارت دکھانی اور اپنی تعظیم کرانی ہو، وہ حکومت کی ملازمت کرے۔ آپنے ایک صاحب سے فرمایا۔ لوگوں نے مقبول کی پہلے بہت مخالفت کی۔ چاہا کہ اس کو ہم نکال دیں مگر ہم کچھ کر نہ سکے۔ لوگوں نے کہا کہ چور ہے۔ مگر ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ کیوں چور ہے۔ تم بھی تو اس کے ساتھ (یہاں بہت دن) تم رہے ہو۔ عرض کیا حضور وہ چور نہیں ہے۔ تبسم کے ساتھ فرمایا لوگ کہتے ہیں پھر فرمایا کہ ہاں پیسہ زیادہ خرچ کرتا ہے ہماری غریبی نہیں سمجھتا ارشاد ہوا (بعض ولی) کو خدا کی طرف سے خادم ملتا ہے۔ حضرت والد صاحبؒ کی خدمت میں بھی ایک خادم تھے بائیس۲۲ سال خدمت کرنے کے بعد ان کا انتقال ہوا۔ ان کو بھی بیس۲۰ سال ہو گئے ہیں جب تک غریب یہ معلوم ہو کہ یہ خادم خدا کی طرف سے ملا ہے اس وقت تک سب چیز اور انتظام اپنے ہاتھ میں رکھنا۔ آپ کا خواب۔ ارشاد فرمایا کہ ہم نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ہم راستے میں جا رہے ہیں۔ ایک جگہ تماشہ ہو رہا ہے۔ آدمیوں کا ہجوم ہے۔ وہاں یہ مقبول کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہے۔ ہمارے ہاتھ میں ایک کبڑی چھری تھی۔ کبڑی چھری بڑھا کر

Marfat.com

اس کے گلے میں ڈال کر اس کو مجمع سے (باہر) کھینچ لیا۔ خواب ختم۔
فرمایا کئی مرتبہ اوائل زمانہ میں ہم نے اُن کو رخصت کیا کہ مکان جاؤ۔ کبھی مکان جاکر اور کبھی آدھے راستہ سے واپس آئے کہ ہم سے دوسری جگہ نہیں رہا جاتا۔ نہ جا سکتے ہیں۔ آپؒ کے اس قسم کے ارشاد سے اُن کی عظمت لوگوں کے دلوں میں آئی رفتہ رفتہ لوگ سمجھ گئے۔ اور پھر یہ حالت ہوئی کہ حضرت قبلہؒ کے اہلِ خاندان اور اعزہ اور بڑے بڑے معززین جیسے کہ جناب ڈپٹی فیض اللہ خاں صاحب مرحوم اور ڈپٹی مستغفر اللہ صاحب سلمہٗ وغیرہ سب ان کا احترام کرنے لگے کہ یہ مقبول بارگاہ ہیں۔ اور اُمی ہونے کے باوجود ایسی حیرت انگیز انتظامی قابلیت اس میں پیدا ہوئی جو بجز تائید آسمانی اور کچھ نہیں کہی جا سکتی حضرت قبلہؒ کے حادثہ عظیم یعنی انتقال فرمانے کے بعد جملہ اعزہ حضرت قبلہ و کعبہ قدس سرہٗ العزیز اور معزز برادران طریقت نے یہ تجویز پسند اور منظور فرمائی۔ کہ جس طرح حضرت قبلہؒ کے حیات شریف میں کل انتظام خانقاہ شریف مقبول علی صاحب کرتے تھے اسی طرح اب بھی کریں گے۔ چنانچہ چوبیس۲۴ سال سے زیادہ زمانہ گذرتا ہے کہ عمل درآمد اسی پر جاری ہے۔ آپؒ کے بعد خانقاہ شریف کے جملہ امور کو اس خوبی اور عمدگی کے ساتھ انجام دیا کہ قابلِ تحسین و آفرین ہے کہ آج تک سب اُن کے مداح اور شکر گذار ہوئے۔
میرے خیال میں کل زمانہ خدمتِ شیخؒ اُن کا چالیس۴۰ سال سے زیادہ ہے۔ جب حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہٗ کے صاحبزادے حضرت مخدوم و مکرم مولانا مخصوص الرحمٰن صاحب قبلہ مدظلہٗ العالی سجادہ نشین ہوئے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ سب انتظامات مقبول علی صاحب نے اپنے مخدوم زادہ صاحب کے سپرد کر دیئے۔ ان کی خدمات کے صلے میں آج تک سب مخدوم زادے صاحبان اُن کی عزت و تعظیم کرتے ہیں۔ اور مقبول علی صاحب درگاہ شریف کی خدمت گذار اور حاضر باش ہیں۔ عمر شریف تقریباً اب ۷۰ سال کی ہے۔ آپ نے شادی بھی نہیں کی اور نہ خانقاہ شریف سے کچھ تنخواہ لی تمام عمر خدمتِ شیخ میں گذار دی۔ اب بھی خانقاہ شریف میں مقیم ہیں۔ اور خدمت درگاہ معلیٰ کرتے رہتے ہیں۔ حضرت امیر خسروؒ فرماتے ہیں۔ شعر

آرے بہ سیم و زر ہمہ کس بندہ می شوند ؏ من بندۂ تو ایم کہ بے زر خریدۂ

Marfat.com

خسرو تو ہم بلند شدی در طریقِ عشق شاید کہ پائے بوس سگانش رسیدۂ
مسکینِ حسن میگویدت اے وقت عشاقِ تو خوش
گر من از ایشاں نیستم در کارِ ایشاں کُن مرا

نوٹ:- کتاب ہذا کا پروف لیا جا چکا تھا کہ مولف کو دربار عالی جہانگیری سے اطلاع تار سے دی گئی کہ جناب مقبول علی شاہ صاحب کا انتقال جمعرات ۱۰ رجون سنہ ۱۹۵۳ء مطابق ۸ رشوال سنہ ۱۳۷۲ھ کو ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

از انجملہ ۱۵

محترم جناب حافظ مقبول احمد صاحب المتخلص بہ کوکب

آپ کا مولد و مسکن شہر بنارس ہے۔ آپ کے والد ماجد شیخ عنایت اللہ صاحب متقی پرہیزگار بزرگ تھے۔ جناب حافظ صاحب کو حضرت پیر و مرشد قبلہ روحی فداہٗ کی غلامی اور بیعت کا شرف ۱۹۰۲ء میں حاصل ہوا حضرت پیر و مرشد قبلہ کے ایما مبارک سے حافظ صاحب نے پیشہ معلمی اختیار فرمایا۔ اردو فارسی میں قابل۔ کالج کے لڑکوں کو بی اے اور ایم اے کلاس کا کورس بھی پڑھاتے۔ اور شاعری میں بلند پایہ تھے دیانت اور امانت میں بے مثل متوکل اور قانع۔ مجرد۔ دنیاوی تلوث سے پاک مستغنی تھے۔ ایکبار آپ کی مانگ بغیر طلب و کوشش بنارس ہندو یونیورسٹی سے بعہدہ ہیڈ مولوی آئے۔ اور دہلی سے منصب خزانچی مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب نے خواہش کی اور بلایا۔ مگر آپ نے قبول نہیں کیا۔ آپ صاحب وجد و حال اور ذوق و شوق تھے۔ آپ پر محفل سماع میں جب کیف و حال وارد ہوتا تو رنگ محفل بدل جاتا۔ حاضرین متاثر اور باکیف ہوتے۔ آپ کو فن شاعری اور تاریخ گوئی میں کمال تھا۔ بارگاہ حضرت پیر و مرشد روحی فداہٗ میں آپ کے کلام کو درجۂ قبولیت حاصل ہوا۔ آپ نے شجرہ شریف کو بھی نظم فرمایا جو سیرت فخر العارفین حصہ اول میں درج ہے۔ اور جذبہ عشق صادق سے آخر میں ایک مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کہی جو ذیل میں درج ہے۔

Marfat.com

مُناجات

یا الٰہی بے ادب کے ساتھ بس یہ التجا کر قبول اس کو تجھے محبوب کا ہے واسطہ
تجھ کو تیری ذاتِ ذو مجد و علا کے واسطے

تا ابد مولیٰ ہمارے شمعِ بزمِ جاں رہیں اور ہم سو جاں سے پروانہ صفت قرباں رہیں
کر عطا کو کب کو سو جانیں خدا کے واسطے

ہوں مرے مخدوم زادے صاحبِ فضل و شرف کر باوصافِ کمالاتِ دو عالم متصف
تو ہو اُن کا وہ رہیں تیری عطا کے واسطے

میرے احبابِ طریقت بھی رہیں آباد و شاد دین و دنیا میں باعزاز و باکرام و مُراد
فضل فرما جملہ اخوان الصفا کے واسطے

میرے حق میں جو ہو مرضی میں ہوں راضی برضا مرضیٔ مولیٰ ہمہ اولیٰ رضینا بالقضا
تیرے گھر میں کیا کمی مجھ بینوا کے واسطے

اپنے مولا کے قدم کے سایہ کے نیچے جیوں اور مرنا ہو تو اُن کے آستانہ پر مروں
زندگی و موت ہو اُن کی رضا کے واسطے

یہ مناجات۔ درگاہ خداوندی میں قبول ہوئی۔ وفات سے چند سال پہلے جناب حافظ صاحب بنارس سے قطع تعلق اور ہجرت کر کے چاٹگام شریف آستانہ عالیہ جہانگیری میں متوطن ہو گئے اور وہیں آپ کا وصال ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۱ء کو ہوا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ازانجملہ ۱۶

(جناب مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب دہلوی ہیں)

آپ کے حسن عقیدت و ارادت کا تذکرہ کتاب حیات اجمل میں آپ کے شاگرد

Marfat.com

خاص جناب شفاء الملک حکیم عبدالرشید صاحب نے تحریر فرمایا جس کی بجنسہٖ نقل حسبِ ذیل ہے۔

ترقی وعروج اسلام اور خدمتِ وطن کا ایک طوفان جناب استاذ المعظم مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب کے سینہ میں پنہاں تھا۔ میدانِ عمل کے آدمی تھے مگر اسلام کی بے پایاں رُوحانی طاقتوں کے بھی قائل ومعتقد تھے۔ اسی لئے جہاں کسی رُوحانی ہستی کا ظہور سنتے۔ خود ملاقات کرتے یا اپنے معتمدین خاص میں سے کسی کو بھیج کر دُعا کراتے اس دَور کے مشاہیر میں حضرت استادی مرحوم اور نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب مغفور سابق سکرٹری علی گڈھ کالج اپنی فقیر دستی میں مخلص ترین لوگ تھے دونوں میں ذاتی طور پر بہت خلوص واتحاد تھا۔ اور دونوں پر ایک دُوسرے کے خیالاتِ معتقدات کا خاص اثر تھا۔ ایک مرتبہ نواب وقار الملک اپنی اہلیہ اور اُنکی صاحبزادی کے علاج کے لئے دہلی تشریف لائے۔ اور شاہ جی کے چھتّہ میں ایک مکان کرا ئے پر لے کر کئی مہینے دہلی میں مقیم رہے۔ حضرت استادی مرحوم معالج تھے۔ اور اکثر روزانہ آمدورفت رہتی تھی۔ اور ترقی اسلام اور بہبودیٔ وطن کی ہنگامہ خیز گفتگوئیں ہُوا کرتی تھیں۔ نوابؔ صاحب کے متعدد افراد خاندان سلسلۂ جہانگیری قادری ابُوالعلائی کے مرید تھے اور دورِ حاضرہ میں طریقت کے آفتاب حضرت مرشدنا مولانا سیّد شاہ محمد عبدالحی صاحب قبلہ قدس سرہٗ اُس وقت اسلام آباد (چاٹگام) میں صدرِ حیات پر جلوہ افروز تھے، نوابؔ صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ بہت بڑے بزرگ اور بہت بڑے عالم دین ہیں۔ لیکن سالہا سال سے خانقاہ ہی میں تشریف رکھتے ہیں اور ہمارے زمانہ میں یہ ایک مرجعِ خاص وعام ہستی کا ظہور ہوا ہے۔ ہزاروں بندگانِ خدا وہیں حاضر ہوتے اور فیضیاب ہوتے ہیں۔

حضرت کے فیوض وبرکات کے جو حالات نوابؔ صاحب کے ذاتی علم میں تھے انھوں نے بیان کئے۔ اور اپنے بھتیجے حکیم شمس الاسلام مرحوم (مستند مدرسہ طبیّہ کالج دہلی) کا تذکرہ کیا کہ کیسے رنگین مزاج نوجوان تھے اور وہاں مُرید ہونے کے بعد اُن کی دفعتاً کیسی کایا پلٹ ہوگئی۔ اور خدا پرستی کا اُن پر کیسا

Marfat.com

گہرا رنگ چڑھا۔ حضرت استادی مرحوم نے حکیم شمس الاسلام کے دونوں رنگ دیکھے تھے، بہت متاثر ہوئے۔ اور کہا کہ میرے حضرت پیر و مرشد کے وصال کو ایک زمانہ گذرا۔ چاہتا ہوں کہ میں بھی وہاں جاؤں۔ بیعت تو ہو چکا ہوں۔ راہِ خدا میں طالب اُن سے ہو جاؤں مگر ہجومِ افکار اور کثرتِ اشغال سے اس کی مہلت و فرصت نہ پائی۔ مولوی عبد القدیر صاحب جو اس زمانہ میں ہندوستانی دواخانہ دہلی کے اسسٹنٹ منیجر تھے اور حکیم صاحب مرحوم اُن کو بہت عزیز رکھتے تھے، اُن کو ایک زمانہ سے مرشد کی تلاش تھی، حکیم صاحب مرحوم نے انہیں بھیجا۔ یہ وہی زمانہ تھا کہ حضرتؒ کے خلیفۂ اعظم حکیم سید سکندر شاہ صاحب علوم دینیہ سے فارغ ہونے کے بعد دہلی آئے تھے۔ ان کو حضرتؒ کا فرمان تھا کہ دہلی جائیں اور سلسلۂ معاش کے لئے فنِ طب کی تحصیل کریں۔ علمِ دین خدمتِ مخلوق کے لئے ہے معاش کیلئے نہیں ہے۔ معاش کے لئے فنِ طب حاصل کرنا چاہئے کہ اس میں خدمتِ بندگانِ خدا بھی ہے اور آزاد اور جائز معاش بھی ہے۔

برادرم سید سکندر شاہ صاحب دہلی آئے اور حکیم صاحب قبلہ سے ملے اور انھیں معلوم ہوا کہ یہ اُن بزرگ کے مرید و خلیفہ ہیں، تو حضرت استادی قبلہ نے فرمایا کہ ان کو طب کی بعض کتابیں میں خود پڑھاؤں گا۔ چنانچہ اپنے صاحبزادے حکیم محمد جمیل خاں صاحب کے ساتھ ان کو، اور حکیم آشفتہ لکھنوی، اور حکیم نور احمد کابلی ان چاروں اصحاب کو بہ نفسِ نفیس طب کی کئی کتابیں پڑھائیں۔ اور حضرتؒ صاحب ممدوح کے مزید حالات معلوم ہونے سے روز بروز ان کا تعلق خاطر اُن کے ساتھ بڑھتا گیا۔ اور جناب مولوی عبد القدیر صاحب سفر چاٹگام پر روانہ ہوئے تو حکیم صاحب قبلہ مرحوم نے اُن سے فرمایا کہ میری طرف سے اسلام کے عُروج و اقبال کی دعا کے لئے بھی عرض کرنا۔ یہ ۱۹۱۴ء کے وہ ایام تھے جب جرمنی لڑائی یورپ میں شروع ہو چکی تھی۔ اسی زمانہ میں حضرت استادی مرحوم نے خود ایک منظوم عریضہ وہاں بھیجا تھا جس کی بجنسہٖ نقل حسبِ ذیل ہے۔

طوطیِ آزاد بودم در قفس انداختند ؛ از فرازِ آسماں گویا فتادم بر زمیں

جادہ گم کردم زبدبختی دریں تاریک شب ؎ راہبر از من جدا و راہزن اندر کمیں
چوں گناہ خویش آرم در جہاں اندر حساب ؎ از ندامت برکشم بر دیدہ و رُخ آستیں
دل ہمی دارم بہ بر لیکن چہ دل خوار و فگار ؎ جاں ہمی دارم بہ تن لیکن چہ جاں زار و حزیں
اے مسیحائے زماں درد دلم را چارہ ؎ باختم تاب و تواں در پنجۂ دیو لعیں
از توی پرسم بفرما منزل سلمی کجا است ؎ یا ز انگشتِ شہادت یا ز چشمِ سرگیں
چارہ شک چوں بجویم از تو در شب ہائے تار ؎ زاں کہ بر افروختی از بہر ما شمع یقیں
چوں زحالِ من کسے پرسد بگویم در جواب ؎ از وصالِ یار دورم بار قیباں ہم نشیں

یہ نظم ظاہر کرتی ہے کہ شاعری میں بھی اس شخص کا کیا پایہ تھا۔ اور اُمراء کے لباس میں یہ کیسا سچا درویش تھا۔ اور دل میں معرفت و عرفان اور رُوحانی ترقی کا کیسا بے پناہ جذبہ رکھتا تھا۔

اجمل خاں کی تربتِ پاک پر خدا کی بے پایاں رحمتیں ابد تک نازل ہوں جو حقیقت یہ ہے کہ انسان نہیں فرشتہ تھا۔ اور مذہب کی زندہ رُوح کا حامل تھا جو ظاہر داری کی تمام رسوم اور قیودات سے آزاد، لیکن خدا اور اسکی مخلوق کی محبت میں تمام عمر مستغرق رہا

حضرتؒ نے حکیم صاحب مرحوم کے اس جذبہ اور ولولے کو دیکھ کر فرمایا ان سے کہہ دیا جائے کہ انہیں خود اتنے بڑے سفر کی تکلیف گوارہ کرنے اور یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہیں ابھی بہت سا کام کرنا ہے۔ اور وہ ایسا کام ہے جسے وہ ہی پورا کر سکتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دنیا سے ان کا دل پھیکا ہو جائے اور وہ کا[illegible] ے۔ پس وہ طبیہ کالج بنانے کی اسکیم کو پورا کرنے سے پہلے یہاں آنے کا ا[illegible] کریں۔

ہم ان کے حق میں دعا کرتے ہیں (اور ان کے ساتھ جو مدعا حق سبحانہ تعالیٰ کو منظور ہے اُن کے آنے کے بغیر ہی جاری ہو جائے گا)

حکیم صاحب نے اپنے بعض احباب سے فرمایا کہ "میں دوست[illegible] [illegible] سے ملا ہوں لیکن میری رُوح نے تسلی و اطمینان کا پیغام اب پایا ہے" حکیم رشید سکندر

Marfat.com

شاہ صاحب سے وہ اپنے ارادتِ روحانی کا کبھی کبھی تذکرہ فرمایا کرتے تھے، اُن سے فرمایا کہ جب میں رات کو بستر پر لیٹتا ہوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میرے سامنے ہوتی ہے۔ باوجودیکہ آپ سے میری چارچشمی ملاقات کبھی نہیں ہوئی ہے اور عجیب و غریب ماجرا یہ ہے کہ جو حُلیہ کہ حکیم صاحب مرحوم بیان کرتے تھے۔ ٹھیک یہی شبیہ اور یہی حُلیہ حضرت رح کا تھا، اور انھیں یقین تھا کہ خدا کے غیبی تصرفات و عجائبات کا ایک خاص معاملہ ہے جو میرے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔

تصوّف کیلئے رائے

تصوف وطریقت کے لئے حکیم صاحب قبلہ مرحوم کا کیا اعتقاد اور یقین تھا۔ اس کی ایک مطبوعہ تحریری شہادت خود اُن کا وہ بیان ہے جو شعبان ۱۳۳۶ھ میں رسالہ "رازنما" میں شائع ہوئی۔ فرماتے ہیں تصوف وہ پاک اور برگزیدہ علم ہے، جس کا تعلق روح انسانی سے ہے مگر اس دور ترقی میں جبکہ محسوسات کے پیچھے ایک عالم دوڑ رہا ہے۔ اس مقدس اور اعلیٰ علم کی طرف سے اکثر اصحاب نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ وہ ایک مخصوص چیز سے، جو مادہ کی زیر بار منت اور فنا کی محکوم ہے۔ بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں لیکن وہ عالم سے محض ناآشنا رہتے ہیں جو مادیات سے مبّرا ہے، اور جس کے آغوش میں بقاء و دوام ہے۔ اس نعمتِ عظمیٰ سے خداوند تعالیٰ نے اس دور میں اپنے جن مقدس بندوں کو سرفراز فرمایا ہے اُن میں ایک ممتاز فرد جامع کمالاتِ صوری ومعنوی مخدوم الانام سیدنا و مولانا عالی جناب حضرت شاہ محمد عبدالحی صاحب قبلہ متع اللہ المسلمین بطول بقایہ ہیں۔ آپ چاٹگام شریف و مشرقی بنگال میں عرصہ دراز سے علوم ظاہری و باطنی کا نشر و اعلاء فرما رہے ہیں۔ اور آپ کی ذات قدسی صفات سے ہزاروں بندگان خدا کو راہ ہدایت نصیب ہو رہی ہے۔ (محمد اجمل حاذق الملک)

فلد استادی مرحوم ظاہرداری سے بہت بالاتر ہستی تھے، اور اپنے ذوق روحانی کا تماشائے لب بام ہونا ان کو کسی حالت میں گوارا نہ تھا، اور جو شخص جس مذاق کا ہوتا اُس سے اسی طرح کی گفتگو کرتے تھے، اور اُن کے بہ لباس امیری ایک سچے درویش ہونے کی حقیقت صرف اُن کے حلقہ خواص پر ہی ظاہر تھی مگر ۱۳۳۶ھ میں ان کی یہ

Marfat.com

تحریر ایک رسالہ کی صورت میں بھی اور اخبارات میں بھی شائع ہوئی تو اس وقت عوام نے جانا کہ اجمل خاں ایک طبیب اعظم ہی نہیں اس سے بہت بالاتر کچھ اور بھی ہیں۔ طبیہ کالج کے لئے چندہ کرنے وہ رنگون تشریف لے گئے۔ تو انھوں نے ارادہ کیا کہ چاٹگام کے راستہ سے واپسی کا سفر کریں اور اپنے اس ارادے کی حضرتؒ صاحب قبلہ ممدوح کی خدمت میں بذریعہ تار اطلاع بھیجی۔

اس زمانہ میں آپ کچھ علیل بھی تھے، جس کی خبر حکیم صاحب قبلہ کو ہو چکی تھی آپؒ نے جواب دیا کہ "میں اچھا ہوں" آپ کے سامنے بہت کام ہے، ابھی آپ یہاں آنے کا ارادہ نہ کریں۔

حاذق الملک کی ایک نظم

اس سفر سے واپسی کے بعد حضرت استادی قبلہ مرحوم نے ایک اور مدحیہ نظم حضرت کی خدمت میں ڈاک سے روانہ کی (متذکرہ بالا نظم فارسی ۱۳۳۵ھ میں اور ذیل کی نظم ۱۹۱۹ء میں یعنی حضرت استادی کی زندگی میں شائع ہو چکی ہے) فرماتے ہیں ؎

ترے نور جبیں سے ہے طلوع صبح نورانی ❊ گریزاں ہے سیہ بختوں کی جس سے شام ظلمانی

تجھے شاہِ جہانگیر اہل دل تسلیم کرتے ہیں ❊ کہ اک عالم کی تو نے کی جہانگیری جہانبانی

وجودِ پاک ہے تیرا وہ محور جس پہ روز و شب ❊ دوائر سات اقلیموں کے پھرتے ہیں بآسانی

تجھے وہ خاص رتبہ عالم بالا میں حاصل ہے ❊ کہ رہتے ہیں ملک ہر لحظہ سرگرم ثنا خوانی

تباہی میں ہے کشتی قوم کی بے ناخدا ہمت ❊ اندھیری رات ہے اور موج پر ہے بادِ طغیانی

تجھے وقتِ کرم ہرگز گوارہ ہو نہیں سکتا ❊ کہ خادم سب ترے آزاد ہوں اور ایک زندانی

دوشنبہ، ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کو جب حضرتؒ نے ۶۳ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور حکیم صاحب قبلہ مرحوم کو اطلاع ہوئی تو روتے روتے گاؤ تکیہ پر گر پڑے۔ اور اتنا روئے کہ گاؤ تکیہ تر ہو گیا۔ اہل اللہ سے یہ محبت اور یہ علاقہ اسی کو ہو سکتا ہے جس کے دل میں خدا نے باطنی نعمت کما حقہٗ ودیعت فرمائی ہو۔ حضرتؒ کے بعد ایک بار جبکہ حکیم صاحب قبلہ مرحوم کی صاحبزادی صاحبہ سخت علیل تھیں حکیم سید سکندر شاہ صاحب کو سکنڈ کلاس کا کرایہ پاس سے دیا کہ آپ جائیں

Marfat.com

اور مزار شریف پر حاضر ہو کر حضرت رح کے وسیلہ سے لڑکی کی تندرستی کے لئے دعا کریں۔ فرمایا کرتے تھے کہ اب حضرت قبلہ دُنیا میں نہیں ہیں لیکن میرے دل کے اندر موجود ہیں جب یاد آتے ہیں چشم پُر آب ہو جاتا ہوں ؎

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

عبارت کتاب حیات اجمل ختم

ابھی آپ نے پڑھا کہ جناب مولوی عبد القدیر صاحب ہندوستانی دواخانہ کے اسسٹنٹ مینجر سفر پاکپتن شریف پر جب روانہ ہوئے تو حکیم صاحب نے ان سے فرمایا کہ میری طرف سے ہسلام کے عروج اور اقبال کے لئے بھی عرض کرنا۔ اس معروضہ کا اور دوسری تمنا اور آرزو کا جواب کتاب سیرت فخر العارفین حصہ اول مطبوعہ جامعہ پریس دہلی صفحہ ۲۹۵ اور صفحہ ۲۹۶ پر درج ہے جس کی بعینہٖ نقل حسب ذیل ہے۔

یورپ کی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء کا واقعہ ہے کہ دہلی سے آپ کا ایک مرید و غلام بقصد حاضری چلا۔ یہ یورپ کے محاربہ عظمیٰ کا ابتدائی زمانہ تھا۔ حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے ان سے نہایت ہی تمنا و آرزومندی کے ساتھ کہا کہ اس لڑائی کی نسبت معلوم کرنا اور عرض کرنا کہ اس جنگ کے انجام کو جاننے کا نہایت اشتیاق ہے۔ ان کا بیان ہے کہ "جس روز میں خدمت مبارک میں شرف اندوز ہوا تو یہ جمعہ کا روز تھا۔ آپ رض نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور بعد نماز مجھے باریابی کا شرف حاصل ہوا۔ کوئی ایک حرف عرض کرنے نہ پایا تھا کہ آپ رح نے از خود ارشاد فرمایا "حکیم اجمل خاں صاحب سے ہماری چہار چشمی ملاقات تو نہیں مگر وہ ہم سے حسن عقیدت رکھتے ہیں۔ جب یہ لڑائی شروع ہوئی تو یہاں آکر بعض لوگوں نے ہم سے کہا کہ اس جنگ میں کیا ہوگا؟ ہم نے کہا کہ ہم علم غیب تھوڑا ہی جانتے ہیں (جو ہم سے پوچھتے ہو) بعض نے کہا "اچھا استخارہ کریجیے" (اور استخارہ سے جو معلوم ہو اُسے ظاہر فرما دیجئے) مگر ہم خاموش رہے۔ ان لوگوں کو کوئی جواب نہ دیا البتہ ہم نے جنگ شروع ہونے کے قبل ایک خواب دیکھا کہ ہم اس خانقاہ کے صحن

Marfat.com

میں کھڑے ہیں اور لوگوں کا ایک جمِ غفیر ہے جو مسجد کے باہر میدان میں موجود ہے اور یہ لوگ نہایت غور سے ہمیں دیکھ رہے ہیں (الفاظ مبارک یہ تھے ' ہمیں تاک رہے ہیں) ان کی ٹوپیاں انگریزی ٹوپی کی طرح چھجّہ دار تھیں مگر وضع دُوسری تھی' بعد میں لوگوں نے ہمیں بتایا کہ ٹوپی کی یہ وضع جرمن والوں کی ہے' اِس مجمع کے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ اُن کے ہاتھوں پر ایک لاش ہے (جسے انھوں نے اپنے ہاتھوں پر اٹھا رکھا ہے) معلوم ہوا کہ ہمارے پاس فریادی آئے ہیں۔ ہم نے جانبِ مشرق نظر اُٹھا کر دیکھا تو آسمان پر بڑے بڑے حروف میں یہ لکھا نظر آیا امریکہ (اِس مقام پر آپ رُک گئے اور کچھ دیر سکوت فرمایا) ہم نے یہ خواب دیکھا تھا۔ اِس کے ایک دُو روز بعد یہاں آکر لوگوں نے ہم سے کہا' کہ یورپ کے بادشاہوں میں ایک بڑی لڑائی شروع ہوئی جرمنی نے اعلانِ جنگ کر دیا ہے۔ پھر فرمایا "ہم نے (ایک) خواب (تھا یہ بھی) دیکھا کہ شاہ انگلستان اور شاہ جرمنی دونوں یہاں آئے (ایک اور صاحب نے تفصیلاً فرمایا تھا کہ یہاں آکر ایک بادشاہ ہمارے سرھانے اور ایک پائنتی کھڑے ہو گئے اس وقت ہم بیٹھے ہوئے تھے) اِس کے بعد ذرا سکوت فرمایا۔ اور پھر بالکل آہستہ سے اور ہلکی آواز سے فرمایا" یہ لڑائی پانچ برس رہے گی" اِس کے بعد دوسرا کلام شروع کر دیا جب آسٹریا کا ولی عہد سرویا والوں کی سازش سے بمقام سراجیوہ قتل ہوا اور جرمنی نے آسٹریا کو اپنے ساتھ لے کر بلجیم اور فرانس اور انگلستان اور رُوس کے خلاف جنگ کی' اور اِس جنگ نے خیالاتِ عامہ کے خلاف نہایت طول کھینچا' اور امریکہ بھی شریکِ جنگ ہوا۔ اور یہ جنگ پانچویں برس میں پہنچکر بعد شرکت امریکہ انگلستان اور اس کے اتحادیوں کے حق میں ختم ہوئی تو اب مندرجہ بالا ارشادات کے معانی و مطالب و اشارات بالکل بے نقاب تھے وہ سب کچھ ظہور میں آیا جو آپؒ نے فرمادیا تھا۔ امریکہ کا اتحادیوں کے ساتھ شریک ہوکر جنگ کرنا اور اُس وقت شریک ہونا جبکہ شکست و فتح ترازو کے دونوں پلڑوں میں تُل رہی تھی اور زیادہ تر اسی وجہ سے جرمن کو شکست نصیب ہوئی۔ لڑائی کے پہلے سال میں یہ باتیں کسی کے وہم و گمان میں بھی آنے کی نہ تھیں لیکن یہ وہی باتیں ہیں جو ہمارے حضرت قبلہ نے اِس لڑائی کے بالکل ابتدائی ایام میں اپنے خدام کے رُوبرو عام طریقہ

Marfat.com

سے بیان فرمائی تھیں۔

دورانِ جنگ میں قبل از وقوع بارہا ایسی باتیں آپؒ فرمادیا کرتے تھے کہ وہ حرف بحرف پوری ہوتیں اور بالکل وہی واقعات ظہور میں آتے جو زبانِ مبارک سے صراحتاً یا اشارۃً سُنے جاتے تھے بعض خادموں سے غلطی سرزد ہوئی کہ ان کے دنیاوی تعلقات جن لوگوں سے تھے ان میں سے بعض بڑے آدمیوں پر آپؒ کے بعض ارشادات متعلق بہ جنگ ظاہر کر دیا کرتے تھے، یہ سمجھ کر کہ اس سے ان لوگوں کی نظر میں ہماری وقعت زیادہ ہوگی۔ ان خادموں سے ایک بار ارشاد ہوا "تم تو ہماری باتیں بیچتے ہو" اور اس وقت سے آپؒ نے لڑائی کا تذکرہ بالکل موقوف کر دیا۔ گویا دُنیا میں لڑائی کا وجود ہی نہیں رہا۔ یہ اختتامِ جنگ سے ایک سال پیشتر کا واقعہ ہے۔

صُلح کے لئے واسطہ اس "جنگ عظیم" کے آخری زمانہ میں جناب استفاض الرحمٰن خان نے خواب دیکھا کہ شاہ انگلستان اور قیصر جرمنی ایک مجلس میں ہیں اور ہمارے حضرت کو اپنے بیچ میں ڈالا ہے اور اس واسطہ سے چاہتے ہیں کہ صلح ہو جائے

واقعاتِ جنگ کی روزانہ رپورٹ جناب ڈپٹی مستفیض الرحمٰن خاں صاحب نے فرمایا کہ اُن کے سالے یحییٰ میاں نے خواب دیکھا کوئی شخص کہتا ہے کہ "تمہارے پیر و مرشد کے رُوبرو جنگ کے معاملات روزانہ پیش ہوا کرتے ہیں اور آپؒ جو حکم دے دیتے ہیں بس وہی ہوتا ہے" کہنے والے نے اسی خواب میں یہ بھی کہا کہ "اگر تم لوگ اس بات کا یقین نہ کرو گے تو تمہیں نقصان پہنچ جائیگا" یہ خواب حضرت قبلہؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا "اللہ زندہ ہے اور ہم مردہ اللہ جانے اس میں کیا بھید ہے کہ صالح اور نیک بخت لوگ ایسے مبشرات دیکھتے ہیں۔

جنگ بلقان از انجملہ یہ ہے کہ ۱۹۱۲ء کی "طمعہ عظمیٰ" سے پیشتر جب سرویا۔ بلغاریہ اور یونان وغیرہ بلقانی ریاستوں نے متحدہ طریقہ سے ترکی پر حملہ کیا تو آپؒ نے فرمایا "کہ ایک روزن ہے جس میں سے نہایت تلخ گولیاں آرہی ہیں" اس کے بعد سقوط ادرنہ (ایڈریانوپل) کی خبر اخبارات نے شائع کی اور ترکوں

Marfat.com

کے ہاتھ سے ایڈریانوپل سے نکل جانے کے واقعہ کا بعض عقیدت مند خدام کو نہایت رنج ہوا۔ آپؒ کے ایک خلیفہ صاحب سے ایک عقیدتمند نے دہلی میں اس امر کا انکشاف چاہا کہ ترکوں کا اقتدار ایڈریانوپل پر کیا اب دوبارہ نہ ہوگا؟ اور آپؒ کے خدام آپس میں ایک دوسرے سے اس حادثہ پر اظہار رنج وافسوس کرتے ہوتے جب اس شب بستروں پر سونے کے لئے جانے لگے تو ایک خلیفہ صاحب نے سب سے کہا کہ آج شب اگر کوئی صاحب خواب میں کچھ دیکھیں تو سب سے بیان کردیں۔ چنانچہ اسی رات مولوی امان اللہ نے خواب دیکھا کہ حضرت قبلہؒ "فیلڈ مارشل" (ایک بڑے فوجی افسر) کی وردی میں ملبوس اور اسی قلعہ (ایڈریانوپل) کی فصیل پر تشریف رکھتے ہیں' اس خواب سے یہ بات اسی وقت سمجھ لی گئی کہ یہ قلعہ ترکوں کے قبضہ میں انشاء اللہ دوبارہ آئے گا۔ اور اب ضرور ترکوں کی کوئی فتح ہونے والی ہے۔ اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد یہ خبر شائع ہوئی کہ تلجہ کے مورچوں پر ترکوں نے بلغاریوں کو شکست فاش دی۔ پھر خبر آئی کہ انور پاشا نے آگے بڑھ کر ایڈریانوپل فتح کرلیا۔ ایک طرح سے ترکوں کی بات رہ گئی۔

دوسرا ارشاد سیرت فخر العارفین حصہ اول صفحہ ۲۹۰ پر درج ہے نقل بجنسہ حسب ذیل ہے۔

راہ ترقی اسلام دوران جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں بعض خادموں نے خیال کیا کہ اسلام اور اہل اسلام کی ترقی اور بہتری آیا اسی جنگ میں مضمر ہے یا علم الہٰی میں ملت اسلامیہ کے کشادِ کار' اور فلاح وبہبود کی کوئی دوسری راہ ہے' یہ خیالات اور یہ خطرات قلوب میں گذرتے رہے' مگر یہ جرأت کسے ہوسکتی تھی کہ مقدراتِ الٰہیہ اور اسرارِ غیبیہ کے انکشاف کی آپؒ سے درخواست کرتا ایک روز خود ہی بعض خادموں سے آپؒ نے ارشاد فرمایا۔ (فریضہ نماز کی پابندی راہِ نجات ہے) ہوسکے تو آپ لوگ ایک "انجمن صلوٰۃ" قایم کردیں (اور ایک ایسا ہمہ گیر نظام پیدا کردیں کہ شہروں اور قصبوں کے علاوہ) قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں میں پابندی نماز کی تحریک (مستقل طریقہ) سے پھیل جائے مگر یہ کام خالصاً لوجہ اللہ کیا جائے۔ چندہ اس کام کے لئے نہ کیا جائے اور عامۃ المسلمین کے لئے تحریک وترغیب نماز (ایک دائمی طریقہ سے نہ کہ ایک عارضی جوش اور ولولے کے طور سے) جاری رکھی جائے۔ اور نماز کی برکتوں اور فضیلتوں سے

Marfat.com

عامۃ المسلمین کی آگاہی کا بندوبست کیا جائے' جو مسلمان کہ پابند نماز ہوگا وہ روزہ کے لئے (بھی) خود ہی رغبت کر سکتا ہے۔ اور اسی پابندئ نماز کی بدولت دیگر فرائض (اور واجبات کے لئے اس کا میلان طبع ہو جائے گا)

تنظیم ملت کی واحد راہ

"آدمی نماز کی وجہ سے بہت برائیوں سے بچ سکتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (نماز فواحش و منکرات سے روکنے والی ہے) اور اسی نماز باجماعت کی پابندی سے مسلمانوں میں تنظیم) اور اتحاد و اتفاق بھی پیدا ہوگا!"

طریق کار

اس انجمن کے قواعد و ضوابط اور طریق کار کا ایک خاکہ بھی زبان مبارک سے فرمایا گیا تھا' اور ابتدائی طریق کار یہ تجویز فرمایا کہ "پہلے اپنے گھر سے پھر اپنے قریہ سے اس کام کو شروع کیا جائے لوگوں میں یہاں استقامت (پیدا) ہو جائے (یعنی شوق نماز وقتی اور ہنگامی جوش کی طرح نہ ہو۔ بلکہ پختہ اور دائمی ہو جائے اور عادت نماز قلوب میں راسخ ہو جائے) تب دوسرے قریہ اور دوسرے مقام اور دوسرے شہر میں یہ تحریک پھیلائی جائے اور مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں میں کوئی (ایک بھی) بے نمازی نہ رہنے پائے اور جب ایسا ہو جائے گا تو ایک اتفاق مسلمانوں میں (رحمت الٰہی سے) آجائے گا۔

میں تو اب اس کام کا نہیں رہا' ہو سکے تو تم لوگ اس کام میں کوشش کرنا۔ یہ ہے اہل اسلام کی ترقی و بہبود اور کشاد کار کی اصل راہ!

اس سلسلہ میں بعض خدام نے کام شروع کیا تھا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد آپؒ نے دنیا سے پردہ فرمایا۔ اور آپؒ کے پردہ کرنے کے بعد (فتنۂ ارتداد) ہندوستان میں پھیلا' اس وقت یہ تحریک "تبلیغ و اشاعت اسلام" اور "تنظیم و اشاعت اسلام" یا "انجمن صلاح المومنین" یا "انجمن تاکید الصلوٰۃ" وغیرہ مختلف ناموں سے نہایت وسعت اور زور شور کے ساتھ ہر جگہ پھیلی۔ بعض رؤسا نے بھی اس میں حصہ لیا۔ اور اس تحریک کی بدولت مسلمانوں میں ایک اتفاق بھی پیدا ہوا۔ اور "بکھری ہوئی کڑیوں کے آپس میں ایک دوسرے سے مل کر ایک قوی اور مضبوط زنجیر کے سلسلہ دراز" کا پیدا ہونا

Marfat.com

ایک دفعہ تو مشاہدہ میں آیا اور اس طرح وہ منشائے مبارک پورا ہوا کہ یہ تحریک ہر جگہ نہایت وسعت کے ساتھ پھیلی۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد پھر ہم لوگوں پر غفلت طاری ہو گئی۔ تحریک نماز باجماعت کہاں؟ نفس نماز سے وہ سستی اور غفلت اور کاہلی ہے کہ الامان' اور مسلمان اپنی ترقی اور بہتری کے راستے کو چھوڑ کر پھر پستی میں جا گرے۔

لیکن ہمارے حضرت رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کی ضرورت اور اہمیت اور نفع بخشی اپنی جگہ پر بدستور ہے مسلمانوں کے لئے راہ نجات یہی ہے کہ مسلمان مسلمان ہو جائیں۔ اب لوگوں کو تحریک احیائے دین داری اور پابندی نماز کے منافع اور فوائد کا انکار تو نہیں ہے مگر منافع و فوائد نماز کے روحانی پہلو پر کما حقہٗ نظر ہم عامۃ المسلمین کی نہیں ہے' اور وہ مسلمان کہ دنیا کی کسی بلندی اور برتری کے مقام پر ہیں۔ اپنے لئے خدمتگذاری ملت کی راہ قرآن میں تلاش نہیں کرتے۔ اور اہنار استہ صحابہ کرامؓ اور اہلبیت رضی اللہ عنہم عظام اور سلف صالحین کے اعمال میں نہیں ڈھونڈتے۔ بلکہ یورپ کے حکما و عقلا کے اقوال و اعمال میں اپنی راہ ترقی کی جستجو کرتے ہیں' یہ دورِ حاضرہ کا حال وَلَعَلَّ اللّٰهُ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔ رحمتِ الٰہیہ سے کیا بعید ہے کہ پردۂ غفلت اُٹھ جائے اور کاروانِ راہ گم کردہ کو نشانِ منزل نظر آجائے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

ناظرین پر ان ارشاداتِ عالی سے مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب کی عقیدت و ارادت کا کما حقہٗ اظہار ہوا۔ اب حضرت قبلہ روحی فداہٗ کی نظرِ کرم اور شفقت ان پر کتنی ہے۔ وہ ذیل کے ارشادات جو مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب کے متعلق ہیں ملاحظہ ہوں

ارشاداتِ عالی فرمایا کہ حکیم اجمل خاں بلادید غائبانہ مجھ سے بہت محبت رکھتے ہیں میری بیماری کی خبر سن کر متعدد تار بدریافت خیریت بھیجے۔ بہت خلیق آدمی ہیں۔ بلادید مجھ سے اکثر لوگ غائبانہ محبت و اعتقاد رکھتے ہیں۔ جناب مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب کا اول قطعہ شعر طوطی آزاد بودم درقفس انداختند؛ جب حضوری میں پیش ہوا۔ بعد سماعت آپ نے ارشاد فرمایا۔ حکیم صاحب کو پہلے ہم عربی فارسی میں اتنا بڑا ماہر نہیں جانتے تھے مگر ان کا قطعہ دیکھتے ہی ہم نے سمجھ لیا کہ عربی فارسی کے بہت بڑے ماہر ہیں۔ اور مادری زبان کی طرح فارسی عربی لکھتے اور بولتے ہیں۔ حکیم صاحب کی

Marfat.com

فارسی سعدی اور حافظ کی فارسی معلوم ہوتی ہے۔ فرمایا مولوی محمد امین صاحب عباسی فرزند مولانا محمد فاروق صاحب چریا کوٹی اعظم گڈھی مدرس مدرسہ عالیہ چاٹگام ہم سے جب ملنے آئے تو حکیم صاحب کی غزل کا تذکرہ ہوا تو انھوں نے کہا کہ ادب میں بھی حکیم صاحب پوری مہارت رکھتے ہیں اور عربی ایسی بے دریغ بولتے ہیں کہ دوسرے لوگ ایسی عربی کم بولنے والے ہیں۔ ان کے اشعار بے تکلفانہ سادے سادے ہوتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہندوستان کے مشہور شاعر آتش۔ ناسخ۔ دبیر اگر آج زندہ ہوتے تو حکیم صاحب کے ہاتھ چوم لیتے اور کہتے کہ آپ بھی استاد ہیں۔

تین سال کے بعد ۱۹۰۷ء میں دوسری غزل مدحیہ شعر ؎ ترے نور جبیں سے ہے طلوع صبح نورانی۔ الی آخرہٖ حکیم صاحب نے لکھ کر پیش کیا جس میں ایک عظیم الشان اسلامی فتح مندی کے لیئے التجا اور دعا اور درخواست کی تھی۔ ان اشعار کو سماعت فرمانے کے بعد حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہٗ نے اس کے معانی واسرار کو بیان فرمایا۔ مگر افسوس ہے کہ کچھ حصہ اس یادداشت کا ضائع ہوا۔ جتنا محفوظ رہا وہ درج کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ حکیم اجمل خاں کا ہم سے روحانی تعلق اگر نہ ہوتا تو وہ ایسی غزل کبھی نہیں لکھ سکتے تھے۔ یہ غزل ہمارے پیر ومرشد والد ماجد قبلہ حضرت شیخ العارفین مولانا مخلص الرحمن الملقب بہ جہانگیر شاہ قدس سرہٗ کی شان میں میرے حسب منشا لکھا ہے۔ اس غزل کے آنے کے بعد میں نے حکیم صاحب کو خواب میں دیکھا ہے حکیم صاحب کے مطلع کے متعلق فرمایا۔ مطلع

ترے نور جبیں سے ہے طلوع صبح نورانی ؎ گریزاں ہے سیہ بختوں کی جبیں سے شام ظلمانی

ارشاد ہوا کہ اس مطلع میں حکیم صاحب نے گریزاں کا لفظ بہت اچھے محل پر استعمال کیا ہے۔ طلوع صبح کی روشنی میں تاریکی شب بتدریج بھاگتی معلوم ہوتی ہے۔ اس پر گریزاں کا لفظ بہت چسپاں ہے۔ اور نیز ہمارے حضرت پیر ومرشد کی مدح میں ان کا خیال بہت صحیح مقام پر پہنچا ہے حضرت اولیاء اللہ کی ایک قسم خاص ہے جن کو افراد کہتے ہیں۔ ان اولیاء اللہ کے دیکھنے سے اور ان کی صحبت سے نحس آدمی سعد ہو جاتا ہے۔ اور بدبخت خوش نصیب ہوتا

Marfat.com

ہے مصرعہ سے گریزاں ہے سیہ بختوں کی جس سے شام ظلمانی
لقب ہے عالم قدسی میں شیخ العارفین تیرا ٭ برستا ہے ترے مرقد پہ پیہم لطف یزدانی
(آپ کا خداداد لقب شیخ العارفین ہے) فرمایا حکیم صاحب نے اس شعر میں عالم کے ساتھ قدس کا لفظ کتنا صوفیانہ اور کسقدر واقعہ خیز لکھا ہے۔ دوسروں نے عالم غیب عالم بالا وغیرہ لکھا ہے لیکن عالم قدس نہیں لکھا۔ دوسرے مصرعہ میں یزداں کے ساتھ پیہم کا لفظ کتنا معنی خیز ہے۔

تجھے شاہ جہانگیر اہل دل تسلیم کرتے ہیں ٭ کہ اک عالم کی تم نے کی جہانگیری جہانبانی
(قطب الزماں حضرت شیخ العارفین مولانا مخلص الرحمٰن صاحب چاٹگامی کو آپ کے شیخ برحق نے جہانگیر شاہ کا لقب عطا فرمایا۔)
ارشاد فرمایا کہ اس میں اہل دل کی تخصیص کتنی صحیح ہے۔

وجود پاک ہے تیرا وہ محور جس پہ روز و شب ٭ دوائر سات اقلیموں کے پھرتے ہیں بآسانی
فرمایا اس شعر کے پہلے مصرعہ میں محور علم ریاضی کا لفظ ہے لیکن حکیم صاحب نے کیسے اچھے موقع سے باندھا ہے۔ اور یہ لفظ کتنا وسیع المعنی ہے حکیم صاحب نے اس شعر میں جس بات کی طرف جیسی خوبصورتی کے ساتھ اشارہ کیا ہے دوسروں نے ایسی خوبصورتی کے ساتھ نہیں کیا ہے۔ بنگلہ زبان میں عبد الجلیل نے اپنے شعر میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مگر موٹے طور پر محور اُن اولیاء اللہ کو کہتے ہیں جو قطب مدار ہیں۔

تجھے وہ خاص رتبہ عالم بالا میں حاصل ہے ٭ کہ رہتے ہیں ملک ہر لحظہ سرگرم ثنا خوانی
فرمایا حکیم صاحب نے اس شعر میں ایک ایسے واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس کا علم ہمارے سوا کسی کو بھی نہیں ہے۔ ہم نے حکیم صاحب کی غزل آنے سے پہلے اپنے پیر و مرشد قدس سرہٗ کے آستانۂ پاک کے خلفاء اور غیر خلفاء کسی سے بھی اس واقعہ کو بیان نہیں کیا ہے۔ اولیاء اللہ کا ایک مرتبہ عروج کا ہوتا ہے۔ یعنی عالم ملکوت میں ان کی روح سیر کرتی ہے۔ ہمارے پیر و مرشد حضرت قدس سرہٗ کی روح پاک نے جب عروج کیا تو آسمان پر فرشتوں نے یا ولی اللہ یا ولی اللہ

Marfat.com

کہہ کر اس طرح آپ کا استقبال اور خیر مقدم کیا۔ ایسے ہی حضرت غوث الثقلین رحمہ کی رُوح کو جب عروج ہوتا تو فرشتے یا ولی اللہ یا ولی اللہ کہہ کر استقبال کرتے جہاں تک ہیں یاد ہے حکیم صاحبؒ سے اور ہم سے چار چشمی ملاقات نہیں ہے۔ لیکن ہم نے سکندر شاہ اور منشی عبدالقدیر سے کہہ دیا ہے کہ جس طرح آپ لوگ ہمارے حضرت کے آستانہ کے مرید ہیں اسی طرح حکیم اجمل خانصاحبؒ بھی مرید ہیں حکیم صاحبؒ کی روح کو ہم سے جو تعلق ہے اس کو آپ لوگ سمجھ نہیں سکتے۔ بتاؤ خواجہ عبدالقدیر اگر حکیم صاحبؒ کی روح کو ہم سے تعلق نہ ہوتا تو وہ بات جس کا علم ہمارے سوا کسی کو نہیں ان کی رُوح کو اُس کا علم کیونکر ہوتا۔

تباہی میں ہے کشتی قوم کی اے ناخدا ہمت ؎ اندھیری رات ہے اور موج پر ہے باد طوفانی

تجھے وقتِ کرم ہرگز گوارہ ہو نہیں سکتا ؎ کہ خادم سب ترے آزاد ہوں اور ایک زندانی

ارشاد ہوا کرم کے لئے گوارا کا لفظ ایسا لکھا ہے کہ ہمارے رگ و ریشہ میں اُتر گیا (سما گیا) جس طرح وہ ہمارے پیر و مرشد کے سامنے ہیں اسی طرح ہم بھی ہیں ہمارے کرن سے اعمال و افعال ہیں (یہ تواضعاً فرمایا) ارشاد ہوا حکیم صاحبؒ نے اس شعر میں شیخ کی طبیعت کا بہت صحیح اندازہ کیا ہے۔ اور انبیاء و اولیاء کی شان کو خوب سمجھا۔ پھر ارشاد ہوا۔ حکیم صاحب نے ایسے اشعار لکھے ہیں کہ اگر آتش و ناسخ بھی ہوتے تو حکیم صاحبؒ کے ہاتھ چوم لیتے اور کہتے کہ ہم سے بڑھ کر بھی کوئی شاعر ہے حکیم صاحبؒ کے اشعار سے ہم بہت متاثر ہوئے ہیں۔ اُن کے اشعار پڑھنے سے ہماری روح میں بے حد سرور ہوتا ہے۔ قارئین کرام یہ قطعہ بند اشعار قبضہ طلب ہیں۔

مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحبؒ نے یہ مداحیہ اشعار ۱۹۱۴ء کے جنگ کے آخر زمانہ میں لکھا جبکہ سلطنت ٹرکی اور سلطنت یونان سے فیصلہ کن محاذ جنگ قائم ہو گیا تھا۔ اور شیرازہ قوم ٹرکی متفرق ہوا۔ اور قسطنطنیہ میں قبضہ مخالفانہ ہو چکا تھا۔ اور فاتح اور مفتوح اور غالب اور مغلوب کا اعلان انجمن بین الاقوام یورپ سے ہونے والا تھا۔ حاذق الملک حکیم اجمل خاں صاحبؒ نے اپنے مسیحائے زماں مرشدنا حضرت فخر العارفین سے فریاد کی اور مدد چاہی۔ مصرعہ قطعہ مداحیہ اول سے

Marfat.com

اے مسیحائے زماں درد دلم را چارہ

المدد الغیاث وقت مشکل کشائی ہے۔ کشتیٔ قوم تباہی میں ہے۔ آپ ناخدا قطب مدار ہیں۔ آپ کے سب خادم بادشاہ فرماں روا تسلیم کئے جاتے ہیں۔ صرف آپ کا ایک خادم مظلوم ستم رسیدہ سلطنت ٹرکی زندانی اور قیدی دشمنِ اسلام کے نرغہ میں ہے اُس پر بھی رحم و کرم ہو۔

تجھے وقت کرم ہرگز گوارہ ہو نہیں سکتا ، کہ خادم سب ترے آزاد ہوں اور ایک زندانی

بس یہ دعا و التجا درجۂ اجابت و قبولیت کو پہنچی۔ اور نقشہ بدلا مصطفےٰ کمال پاشا کی جمعیت برسرِ اقتدار فاتح اور غالب ہوئی۔ سلطنت ٹرکی از سرِ نو زندہ اور آزاد قائم ہوئی۔ مولانا و مرشدنا حضرت فخر العارفین نے حکیم مسیح الملک کی درخواست سماعت کے بعد فرمایا۔ کرم کے لئے گوارہ کا لفظ ایسا لکھا ہے کہ ہمارے رگ و ریشہ میں اُتر گیا (سما گیا) حکیم صاحب نے اس شعر میں شیخ کی طبیعت کا بہت صحیح اندازہ کیا ہے اور انبیاء اور اولیاء کی شان کو خوب سمجھا۔ حکیم صاحب کے اشعار سے ہم بہت متاثر ہوئے ہیں۔ یہ ارشاد مبارک اشارہ ہے دلیلِ قبولیت کا جو ظہور میں آیا۔

اس قسم کے بہت معاملات اور کرامات باطنی طور پر حکیم صاحب پر گذرے۔ جس سے انہیں حسنِ اعتقاد اور بیش از بیش محبت و نیاز مندی حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ سے پیدا ہوئی

حکیم صاحب کے خطوط حکیم اجمل خاں صاحب نے چند خطوط حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ کی جناب میں تحریر کئے۔ ایک خط میں حکیم صاحب نے القاب میں ایک فقرہ ادام اللّٰہ علیٰ رؤسنا ممدودًا (ترجمہ ہمارے سروں پر آپ کا سایہ اللہ تعالےٰ ہمیشہ رکھے) بھی لکھا۔ خط سُننے کے بعد آپ نے لفظ ممدودًا پر زور دے کر فرمایا کہ یہ لفظ بے ساختہ اُن کی روح سے نکلا ہے اب ہندوستان کے امرا میں یہاں کا ذکر ہونے لگا۔ حکیم صاحب نے اپنے ملنے والے طبقۂ رؤسا میں یہاں کا تذکرہ کیا۔ وہاں کے آدمی دعا ، اور تعویذ کے لئے یہاں آتے ہیں۔ لوگ خواب میں بھی دیکھتے ہیں کہ یہاں ہندوستان کے لوگ بہت ہیں۔ اللہ

Marfat.com

کو علم ہے کہ کیا ہو گا :

حاضری منظورِ مبارک نہ تھی ارشاد ہوا حکیم اجمل خاں کے ایک خط میں یہ جملہ بھی تھا کہ خدا ایسی سعادت و ہمت و فرصت نصیب کرے کہ حاضر ہوں اور فیضانِ صحبت سے مجھے بھی استفادہ نصیب ہو فرمایا ہمیں بہت ڈر (امرار کے یہاں آنے کی خبر سُن کر) معلوم ہوتا ہے۔ بہت ڈر معلوم ہوتا ہے۔ بہت ڈر معلوم ہوتا ہے (متعدد بار فرمایا) سَر جھکا جاتا ہے، مجھے تو اپنے مُریدوں سے بھی ڈر معلوم ہوتا ہے۔ امیروں کے آنے کی خبر سُن کر خوف معلوم ہوتا ہے۔ اور آجاتے ہیں تو ندامت ہوتی ہے۔

رُوحانی ترقی فرمایا عصر کے وقت میرے دل میں یہ بات آئی کہ ہر چیز پہلے جمادیت قبول کرتی ہے۔ پھر نباتیت پھر حیوانیت پھر انسانیت مجھے یہ خیال حکیم صاحب کا خط سُن کر ہوا حکیم صاحب کا خط لاؤ۔ اور پڑھو۔ اُنھوں نے ایک فقرہ لکھ کر ہمیں خبر دی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عشق بھی تو خدا کی مخلوق ہے۔ پہلے جمادیت ہوتی ہے پھر نباتیت اور نمو اور ترقی ہوتی ہے۔ اب حکیم صاحب کا عشق حیوانیت میں ہے۔ اور حیوانیت میں حرکت ہے۔ جب نباتیت سے ترقی کر کے حیوانیت میں آیا تو اُس میں رُوح نے حرکت کی اور وہ متحرک ہوا۔ اور یہ خیال پیدا ہوا جو انھوں نے خط میں لکھا ہے۔ جب اس درجہ سے ترقی ہوتی ہے تو پھر ادراک پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ مرتبہ انسانیت کا ہے۔

مولائے من ارشاد ہوا۔ آؤ ایک قصہ سنائیں۔ حکیم اجمل خاں صاحب بیشتر ہمیں جب خط لکھتے، تو القاب بہت بڑا ہوا کرتا تھا۔ لیکن اُن کے آخیری خط میں اب انھوں نے القاب صرف (مولائے من) لکھا ہے۔ ہمیں سخت تعجب ہوا کہ یہ القاب تو صرف مُرید ہی لکھ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ مُرید پیر کے جمال کو دیکھ نہیں سکتا۔ اور نہ اُس کے کمال کا اندازہ کر سکتا ہے۔ اور نہ اس کی خوشی کو سمجھ سکتا ہے۔ مُرید تو پیر کے سامنے اندھوں کی طرح ہے۔ مُرید تو صرف اتنا جان سکتا ہے کہ پیر مالک ہے اور میں

Marfat.com

مملوک ہوں۔ اس لئے وہ صرف مولائے من ہی (اپنے شیخ کو) لکھ سکتا ہے۔

یہ ارشاد حکیم صاحب کے کمال محبت و اعتقاد کا آئینہ ہے۔

حکیم صاحب کی مُریدی

ارشاد فرمایا۔ جس طرح تم لوگ ہمارے مُرید ہو۔ اسی طرح حکیم صاحب بھی ہیں۔ "سبحان اللہ"

حکیم صاحب کا عروج و کامرانی

دربارِ عالی سے بعض غلام جن کا حکیم صاحب سے بھی تعلق اور واسطہ رہا۔ اُن کا چشم دید مشاہدہ ہے۔ کہ حکیم صاحب مرحوم کا معاملہ اور اُن کا برتاوا اپنی زندگی کے آخیر تک حضرتؒ قبلہ روحی فداہ کے ساتھ مریدانہ رہا۔ اپنے معاملات کے لئے بار بار عریضہ پیش کرتے تھے، یا خود بعض خُدام دربارِ عالی کو بھیجتے۔

دربارِ عالی سے حکیم صاحب کا رشتہ روحانی جب سے قائم ہوا یہ واقعہ ہے کہ اُسی وقت سے اُنھیں غیر معمولی عروج نصیب ہوا۔ اور غیر معمولی شہرت عزت، سعادت سے خدا نے اُنھیں نوازا۔

حکیم صاحب مرحوم اپنی زندگی کے آخری دور میں جس بلندی پر پہنچے سب جانتے ہیں۔

قدر مختصر پر اکتفا کیا گیا ہے۔

اقسامِ خلافت

خلافت کی قسمیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت محبوبِ الٰہی سلطان نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ خلافت کی تین قسمیں ہیں۔ پہلا اولیاء

Marfat.com

باب ششم صفحہ ۳۴۵۔

(۱) الہامی وہ خلافت جو بذریعہ غیبی الہام و بشارت کے دی جاوے۔

(۲) تجربی وہ کہ پیر کسی مُرید کو تقویٰ طہارت اور عبادت و ریاضت اور اخلاق اور دیگر محاسن میں جانچ کر اپنے تجربہ کی بنیاد پر خلافت دے۔

(۳) سفارشی وہ کہ پیر و مرشد کی خدمت میں چند اصحاب طریقت کسی مرید خاص کے بارے میں سفارش کریں کہ یہ عقیدت و ارادت اور دوسرے نیک اعمال میں بہتر ہیں۔ ان کو خلافت عطا فرمائی جاوے۔ اصحاب طریقت کے معروضہ کو پیر و مرشد قبول فرما کر خلافت دیں تو وہ سفارشی ہوگی۔ سیر الاولیاء کا مضمون ختم۔

خلافت انتخابی ارشاد فرمایا کہ عند الطریقت ایک قسم خلافت کی انتخابی ہے مثلاً ایک بزرگ نے اپنا خلیفہ اور جانشین کسی کو نہیں بنایا ان کے انتقال کے بعد حضرات مشائخ اور علماء و صلحاء اور پرہیزگار لوگوں اور برادران طریقت اور مریدین نے ان بزرگ کے کسی فرزند یا مرید کو ان کی جگہ پر بٹھایا۔ اور اُن کا جانشین مانا۔ یہ صورت بھی خلافت ہی تسلیم کی جاتی ہے۔ ارشاد فرمایا حضرات مشائخ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رُشد و ہدایت کے لئے دو طریقہ مقرر فرمائے ایک خلافت مذکورہ بالا۔ اور دوسرا طریقہ اجازت کا ہے یعنی بغرض رُشد و ہدایت اور اشاعت طریقت پیر و مرشد کسی شخص سے یہ فرمائیں کہ آپ کو ہم اجازت دیتے ہیں کہ سلسلہ طریقت میں آپ ہماری طرف سے لوگوں کو مُرید و تلقین اور ہدایت کریں۔ ایسے شخص کو صاحب مجاز کہتے ہیں۔ خلافت یافتہ اور صاحب مجاز میں یہ فرق ہے کہ خلیفہ دوسرے کو اپنا جانشین اور خلیفہ بنا سکتا ہے۔ مگر صاحب مجاز کسی کو اپنا خلیفہ اور جانشین نہیں بنا سکتا صرف مرید و تلقین اور ہدایت کر سکتا ہے۔ فرمایا مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی اپنے پیر و مرشد کے صاحب مجاز تھے صاحب خلافت نہ تھے (اس کا ذکر اُن کے سلسلہ کی کتابوں میں ہے)

نصیحت خلفاء ارشاد فرمایا کہ ہم نے خلفاء سے کہہ دیا ہے کہ اگر کسی شخص کو خلافت کے قابل سمجھنا جب تک ہم زندہ ہیں تو اُس کو

Marfat.com

ایک نظر ہم کو دکھلاتا۔ خلافت خدا کی نعمت عظمیٰ ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

ترجمہ :- ہم اپنا خلیفہ زمین پر بنائیں گے۔ اگر خلافت نعمتِ کبریٰ نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے یہ نہ فرماتا تم لوگ نہیں جانتے کہ خلافت کتنی بڑی خدا کی نعمت ہے اس کی قدر کرنی چاہیے جس وقت نبوت کا دروازہ کھلا تھا۔ خاص خاص لوگوں نے اس کو پایا۔ اسی طرح ولایت بھی خاص خاص لوگوں کو ملتی ہے۔ خلافت بہت بڑی نعمت ہے ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا۔ بعض خلفاء کو بذریعہ خط مطلع کرنے کا حکم ہوا۔ چنانچہ سید سخاوت حسین صاحب ساکن نگریا سادات ضلع بانس بریلی اور دیگر اصحاب کو اس ارشاد مبارک کی خبر دی گئی۔

خلافت کی سفارش حضرت مولائی و مرشدی قبلہ روحی فداہٗ کی جناب میں ایک مرید صاحب کی نسبت بعض ہمارے پیر بھائی صاحبان نے سفارش کی کہ ان کی مریدی کے زمانہ کو پچیس ۲۵ سال کا عرصہ گذرا ہے۔ اور عقیدت و ارادت اور دیگر محامد اور محاسن کی اُن کی تعریف کی۔ اور عرض کیا کہ ان کو اجازت و خلافت عطا کی جاوے۔

آپؒ نے اس وقت خاموشی سے سفارش سن لی۔ کچھ نہ فرمایا مگر دوسرے وقت ارشاد فرمایا۔

جواب سفارش ہمارے یہاں آنے جانے والے اور محبت و اعتقاد رکھنے والے مریدین اور معتقدین بہت ہیں جو ہر طرح ہماری خاطر اور مدارات کرتے ہیں۔ مگر ہم شرمندہ ہیں کہ کچھ ان کی خاطر اور مدارات نہیں کر سکتے کیا کریں ہم مجبور ہیں۔ ظاہر و باطن میں اپنا کچھ اختیار نہیں ہے۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ فقیری و خلافت کسی کو بھی ہم نہ دے سکتے ہیں نہ لے سکتے ہیں۔ ہماری رُوح ہمارے پروردگار کے ہاتھ میں ہے۔ ہم حق سبحانہٗ تعالیٰ کے دستِ قدرت کے محض ایک آلہ و ہتھیار ہیں۔ ہم مردہ ہیں۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ زندہ ہے۔ زندہ ہے۔ کئی بار فرمایا۔ وہ بے چون و بے چگون ہے۔ کوئی اس کی صورت دیکھ نہیں سکتا

Marfat.com

وہ جو چاہتا ہے چون وچگون کے واسطہ اور ذریعہ سے کرتا ہے۔ تم لوگ آستین کو دیکھتے ہو۔ اس ہاتھ کو نہیں دیکھ سکتے جو اس کے اندر کارفرما ہے۔ پس ہمیں کو سمجھتے ہو کہ ہم نے کچھ دیا، یا کچھ لیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ہمارا فعل نہیں ہے اگر خلافت ہمارے اختیار میں ہوتی تو ہم اپنے عزیزوں کو دیتے۔ نہ کہ تم لوگوں کو۔ بنارس سے فلاں شخص آئے۔ اپنے اعتقاد کے زور سے سرکاری صندوق اڑا لے گئے۔ ہم نے بہت چاہا کہ اس کو خلافت نہ دیں مگر ہم کیا کریں ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ کیا وہ ہمارا رشتہ دار تھا۔ یا منشی عبدالقدیر دہلوی اور نبی رضا خاں رامپوری ہمارے رشتہ دار تھے۔ اس میں ہمارا کچھ اختیار نہیں ہے۔ تین شخصوں کو خلافت نہ دینا چاہی مگر روک نہ سکا۔ دینا پڑا۔ تم کو اور حبیب اللہ شاہ اور سید سخاوت حسین کو اور بعض آدمیوں کو دینے کی کوشش کی مگر نہ دے سکا۔ حافظ مقبول احمد اور مولوی فیاض الرحمن کو۔ جب معلوم ہوا کہ دینے اور لینے میں ہماری کچھ نہیں چلتی تو پھر ہم کوشش نہیں کرتے جس کو خدا چاہتا ہے دیتا ہے۔ حال جوش و خروش اور توجہ اور خلافت ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ تمہارے پیر بھائی نہیں سمجھتے۔

ایک واقعہ سنو

ڈاکٹر محمد علی غازی پوری ہمارے نہایت عاشق مرید ہیں۔ اور پہلے کے مریدوں میں سے ہیں۔ اور ہمارے اس درجہ کے جاں نثار مرید ہیں کہ اگر ہم اُن سے اُن کی جان طلب کریں تو وہ انکار نہ کرینگے وہ یہاں آئے اور آٹھ روز رہے۔ اس سفر میں اُن کے دو سَو روپے صرف ہوئے۔ مگر ہم اُن کو ایکبار عینی توجہ تک نہ دے سکے، ہم کیا کریں ہمارا کچھ اختیار نہیں مخاطب سے فرمایا۔ یوں سمجھو کہ توجہ کا دینا روح کی حرکت اور عمل سے ہوتا ہے۔ بغیر حرکت روح توجہ نہیں دی جا سکتی۔ اور ہماری روح اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔ مگر ہم اس سے نہایت خوش ہیں کہ ہمارا اختیار جاتا رہا۔ اس کے بعد آپ نے یہ دو شعر پڑھے۔ شعر

من عصائیم در کفِ موسیِّ خویش ÷ موسیم پنہان و من پیدا و پیش
فاعلِ مختار ہے اللہ جو چاہے کرے ÷ بندہ بیچارہ سراپا عاجز و مجبور ہے

ارشاد مرتب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

تمہارے پیر بھائی کا خواب خواب - ارشاد فرمایا کہ تمہارے ایک پیر بھائی نے خواب دیکھا کہ ایک درخت لیچی کے درخت کے انداز کا صحن خانقاہ میں ہے جناب حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں۔ اور ہم بھی ہیں حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بہت خوش ہیں اور ہم سے فرماتے ہیں کہ یہ پکا ہے اور یہ چھوٹا اس میں سے ایک پھل خواب دیکھنے والے کو توڑ کر عطا فرمایا اس خواب کو دیکھنے کے بعد ان کو خلافت ہوئی، فرمایا کہ یہ خواب صحیح ہے۔ کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کس بات پر خلافت ہوتی ہے کچھ پتہ نہیں، یہ سب باتیں ہمارے اختیار میں نہیں ہیں۔

فقیری عظیم الشان چیز ہے فرمایا ہماری نسبت لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بہت بڑے عالم، عقلمند، تیز فہم چالاک ہیں مسکرا کے فرمایا کہ ہم اپنے فہم کا قصہ سناتے ہیں۔ پچیس سال سے ہم مرید اور تلقین لوگوں کو کرتے ہیں ہم ابتدا میں ہر ایک شخص کے لئے یہ ہی چاہتے تھے کہ اس کو فقیری دے دیں۔ اس زمانہ میں طریقت کی بہت باتیں مریدوں کو ہم بتایا کرتے تھے لیکن اب یہ سمجھتے ہیں کہ فقیری بہت عظیم الشان چیز ہے۔ اور اب ہم ہر شخص کو فقیری نہیں دیتے۔ اگر اس زمانہ میں کوئی کامل درویش ہم سے دریافت کرتا کہ فقیری اور درویشی کے کیا معنی ہیں، تو شاید ہم کوئی جواب نہ دے سکتے۔ مگر خواہش ہماری یہ ہی تھی کہ فقیری ہر شخص کو دے دی جائے۔ مگر اب ہمیں معلوم ہوا کہ فقیری ہر شخص کو نہیں دی جا سکتی بادشاہت اور حکومت ہر شخص کو نہیں ملتی۔ اسی طرح فقیری ہر شخص کو نہیں دی جا سکتی۔ نبوت اور ولایت ہر شخص کے لئے نہیں ہے۔ پچیس ۲۵ سال کا زمانہ گذرنے کے بعد اب ہم نے سوچا کہ ولایت کیسی عظیم الشان چیز ہے۔ ہم ہر شخص کو تلقین اور مرید تو کر دیتے ہیں خدا پرستی اور فلاح دین و دنیا کے راستہ پر لگا دیتے ہیں۔ اور نصیحت کرتے ہیں مگر ہر شخص کو فقیری دینے کا خیال اب نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ ہر شخص کو نہیں مل سکتی۔

فرمایا کہ ولادت کے وقت اگر عورت چاہے کہ بچہ پیدا نہ ہو۔ تو کیا وہ روک سکتی ہے، نہیں روک سکتی۔ اور اگر پیٹ میں بچہ نہیں ہے اور وہ چاہے کہ بچہ

Marfat.com

ہوجائے تو کیا وہ ہوگا، نہیں ہوگا۔ یہی حال ہمارا خلافت کے معاملہ میں ہے کہ وہ ولادت معنوی کی شاخ ہے۔ جب وقت آجاتے گا روک نہیں سکیں گے اور وقت سے پہلے دے نہ سکیں گے۔ اس میں ہمارا کچھ اختیار نہیں ہے۔ خلافت کا حال مثل ولادت ظاہری کے ہے۔

نصیحتِ خلفاء

ارشاد فرمایا۔ وقت خلافت دینے کے پیر مرید سے کہلوائے کہ ہمارے بزرگوں سے جو ہم کو نسبت اور اجازت پہنچی ہے وہ ہم نے آپ کو پہنچائی آپ نے قبول کیا۔ مرید کہے کہ میں نے قبول کیا۔ اسی طرح تین مرتبہ قبول کرائے۔

بغیر خلافت مرید کرنا فرمایا حضرت والد ماجد صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے مرید ہوں یا ہمارے، اگر وہ بغیر اجازت و خلافت کے لوگوں کو مرید کرنے لگیں تو ہم ان کو منع نہیں کریں گے۔ اور اگر وہ آکر ہم سے کہیں کہ ہم نے آپ کی خدمت میں ان مریدوں کو پیش کیا قبول کیجئے جتنے لوگوں کو اس نے مرید کیا ہوگا۔ ہم سب کو قبول کرلیں گے۔ دیکھو تم ہوشیار رہنا نفسانیت نہ آنے پائے فوراً قبول کرلینا۔ تمہارے ہوں یا پیر بھائی کے ہوں ان کا فعل ان کے ساتھ ہمارا فعل ہمارے ساتھ۔ تم خبردار رہنا۔ ہم نے اپنے حضرات کو یوں ہی دیکھا ہے۔ عاجزی فروتنی شعار رکھنا (مقصد یہ کہ ممانعت و ملامت نہ کرنا)

نہ منع کرنے کی وجہ ارشاد فرمایا کہ شریعت میں مسئلہ اصول حدیث کا ہے کہ اگر استاد شاگرد سے کہے کہ تم ہم سے روایت حدیث نہ بیان کرنا۔ مگر وہ شاگرد روایت بیان کرسکتا ہے۔ شرع شریف

Marfat.com

اس کو اجازت دیتی ہے کہ روایت بیان کرے، جو لوگ ہمارے مُرید بغیر اجازت و خلافت دوسروں کو مرید کرتے ہیں ہم اُن کو منع نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ یہ کیسا فعل ہے تو ہم کہہ دیں گے کہ خلاف طریقت ہے

دوسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ وہ شخص مُرید کرنے کے بعد پڑھنے کو مُریدوں کو کیا بتاتا ہے (کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بتلاتا ہے) اگر ہم منع کریں تو اس سے لازم آئے گا۔ کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بتلانے کو منع کیا اس مسئلہ کی نزاکت میں ایک حکایت حضرت مخدوم شاہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کی فرمائی (جو مؤلف کو محفوظ نہیں رہی) فرمایا۔ عبید اللہ نے فلاں مولوی صاحب کا نام لیا۔ کہ وہ کہتے تھے کہ ہم نے حضرت سیّدنا دادا پیر صاحبؒ کو خواب میں دیکھا ہے فرماتے ہیں کہ تم مُرید کرو۔ ہم نے کہا کہ ان کا خواب ہے ان کو علم ہے۔ ہم کیا جانیں، وہ جانیں۔ فرمایا ہے کرو۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ فرمایا کہ پیارے میاں نے اپنی خلافت کا خواب دیکھا، ہم سے بیان کیا۔ ہم نے کہا کہ ہم کو تو کچھ معلوم نہیں، بابو تم نے دیکھا ہم بھی تو دیکھیں۔ مخاطب خلیفہ سے فرمایا کہ پیر کو چاہیئے کہ اپنے خواب اور بشارت وغیرہ پر عمل کرے۔ نہ کہ مُرید کے خواب وغیرہ پر (پیر مُرید کا محتاج نہیں)

بلا اجازت کے مُرید کا فائدہ

فرمایا۔ بغیر اجازت و خلافت کے جو لوگ مرید کرتے ہیں اُن مریدوں کو اُن سے کچھ فائدہ ایسا نہیں پہنچ سکتا۔ ارشاد فرمایا کہ کمہار ہانڈیاں تیار کرتا ہے مگر یہ نہیں بتلا سکتا ہے کہ یہ ہانڈیاں کن ضرورتوں میں مستعمل ہوں گی۔ اسی طرح میں مُریدوں کو خلافت دے رہا ہوں۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان سے کیا کام اچھا انجام پائے گا۔ میں مثل ایک ہتھیار کے ہوں جس طرح خدا چاہتا ہے استعمال میں لاتا ہے۔ شعر

من عصائے موسیم در دست خویش ؛ موسیم پنہان و من پیدا و پیش

نصیحت درباب معمولات

Marfat.com

معمولات شریف کا بیان اس کتاب کے اوّل حصّہ میں ہو چکا ہے اس بیان کا یہ حصّہ وہاں درج ہونے سے رہ گیا تھا۔ لہذا یہ حصّہ یہاں درج کیا جاتا ہے تاکہ آیندہ اشاعت میں شامل کیا جائے۔

نمازِ چاشت فرمایا۔ چاشت کی نماز ہم چار رکعت دو سلام کے ساتھ پڑھتے ہیں پہلی دو رکعت میں الحمد کے بعد اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ اور لِاِیۡلٰفِ اور دوسری رکعتوں میں قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ اور قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ یہ طریقہ ہمارے بزرگوں کا ہے۔ تم اس نماز کے فضائل ابھی نہ سمجھو گے، بچے ہو۔ اگر ہو سکے تو پڑھ لیا کرنا۔

نمازِ چاشت کے بعد اگر مرید اہلِ علم سے ہے تو چاشت کی نماز پڑھ کر پھر درس و تدریس میں مشغول ہو جائے ورنہ ملازمت یا تجارت یا جس کام کے سلسلۂ معاش سے تعلق رکھتا ہے اس میں مشغول ہو جائے بیکار ہرگز نہ رہے۔ دوپہر کو کھانا کھائے۔ اگر فرصت اور موقع ملے تو کھانے کے بعد قیلولہ کرے۔ سو کر اُٹھے تو پھر نمازِ ظہر پڑھ کر جس کام سے کہ سلسلۂ معاش سے تعلق رکھتا ہے مشغول ہو جائے۔ اور مابین عصر و مغرب کچھ نہ کھائے۔ مرض کی حالت میں عصر و مغرب کے درمیان کھانے پینے کا کچھ مضائقہ نہیں۔ مرض کی حالت میں تو اور معمولات بھی معاف ہیں۔

تہجد کی نماز اور اس کا طریقہ اگر ہو سکے تو نمازِ تہجد کے بعد ذکر و فکر کرے۔

ہم تہجد کی نماز چار رکعت سے کم اور بارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے۔ نمازِ تہجد کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد بارہ دفعہ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ پڑھے۔ دوسری رکعت میں گیارہ بار۔ اسی طرح ہر رکعت میں ایک ایک بار کم کرے۔ آخری یعنی بارھویں رکعت میں قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ ایک بار پڑھے۔

اگر تہجد کا وقت تنگ ہو گیا۔ اُٹھنا دیر سے ہوا تو پھر دو رکعت کی نیت کرے اور ہر رکعت میں تین بار قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ پڑھے۔ اس طرح چار رکعتوں سے لے کر دس رکعتوں تک وقت کی گنجائش کا خیال رکھتے ہوئے پڑھ لے۔

Marfat.com

مشائخ کا واجبی مراقبہ بعد نماز مغرب مراقبہ کرنا مشائخ کے واجبات میں سے ہے۔ خواہ سفر ہو خواہ حضر۔ اتفاقاً موقع اور فرصت نہ ہونے پر کم سے کم مراقبہ ایک ہی منٹ کے لئے سہی۔ لیکن ناغہ نہ ہو اب بیماریوں کی وجہ سے ہمارے معمولات میں کبھی فرق آجاتا ہے تسلسل باقی نہیں رہتا۔ درمیان میں رفع حاجت کو جانا ہوتا ہے یا چائے وغیرہ پی لیتے ہیں۔ باقی معمول ہمارا یہی تھا۔ ابتدا میں ریاضت اور وظیفہ بہت کیا جائے۔ جب اللہ کی رحمت ہو جاتے اور بات سمجھ میں آجائے۔ تو بس صبح کو تھوڑا مراقبہ اور ایک پارہ قرآن مجید اور عصر سے لے کر مغرب تک درود شریف اور دیگر اوراد وظیفہ اور مغرب کے بعد عشاء تک مشغولی مراقبہ۔

تلاوت قرآن قرآن شریف کی تلاوت میں بہت برکت ہے۔ انتہا میں سالک قرآن ناطق ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ پہلے ہم بہت کتب بینی کرتے تھے مگر بارہ سال سے اب صرف قرآن مجید تلاوت کرتے ہیں۔

خائف و ترساں رہنا اگر معمول کو ادا نہ کیا جائے تو روح میں تاریکی آجاتی ہے۔ تم ہم سے محبت رکھتے ہو۔ اس لئے کہتے ہیں کہ ہم ڈرپوک ہیں۔ پتہ کھڑکا بندہ سرکا۔ جس طرح چیل کے اڑنے سے اس کا سایہ زمین پر پڑتا ہے اسی طرح معمولات ترک کرنے سے سایہ کی طرح قلب پر تاریکی دوڑتی ہے۔ اگر اس کا دفعیہ مرید نے جلد نہ کیا تو وہ تاریکی دل پر قائم ہو جاتی ہے۔ شاید تم لوگوں کو ابھی اس امر کی تمیز نہیں ہوتی۔ چونکہ ہم سے محبت رکھتے ہو لہٰذا ہم نے بتا دیا ہے کہ ہمارے سلسلہ میں ریاضت کا یہ دستور العمل ہے ارشاد ہوا۔ ہمارے پیران طریقت کے ان اوقات اور معمولات کی پابندی کا خیال رہے۔ طالب اگر اس کی تعمیل نہ کرے گا تو ہرگز کوئی مرتبہ حاصل نہ کر سکے گا۔

ذکر و معمولات کے لئے نصیحت و ترغیب

توجہ شیخ کا فائدہ یہ تمام اذکار و اشغال مندرجہ کتاب یادگار جہانگیری ان سالکین طریقت کے لئے مفید ہوں گے جنہیں اپنے

Marfat.com

شیخ اور مرشد سے توجہ عطا ہو چکی ہے۔ جو اس توجہ سے محروم ہے اس کا کشود کار کی غرض سے ان اذکار و اشغال میں کوشش کرنا محض لاحاصل ہے بلکہ نفع کی بجائے نقصان کا خطرہ ہے۔

اشغال میں تدریجی ترقی کا لحاظ

ایک مرید سے فرمایا۔ دیکھو میری نصیحت یاد رکھنا۔ ذکر و شغل و مراقبہ آہستہ آہستہ بڑھانا اس طرح کہ دماغ خراب نہ ہو۔ یکبارگی محنت کرنے سے دماغ پر گرمی چڑھ جاتی ہے۔ پھر وہ مجذوبیت کی حالت میں آجاتا ہے (یہ مجذوب ہونا) ایک ادنیٰ درجہ کی فقیری ہے۔ ہم مجذوبیت کو پسند نہیں کرتے۔ اگر مجذوبیت اعلیٰ درجہ کی فقیری ہوتی تو تمام پیغمبر علیہم السلام مجذوب ہوتے۔ لیکن آج تک کوئی نبی اور رسول علیہ السلام مجذوب نہیں ہوئے۔ دیکھو ہمیشہ قلب کی طرف دھیان رکھنا کہ دل کی حرارت و گرمی دماغ پر نہ چڑھے۔ جوش قلب میں رہے۔ دماغ میں حرارت نہ آئے۔ جیسا پارسال ہوا تھا کہ جب تم یہاں آئے تھے اس وقت تمہارے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا کہ دماغ میں گرمی آرہی ہے۔ جب سر میں گرمی معلوم ہو تو سر پر پانی ڈالتے رہنا اور کام کرنا۔ درود شریف کا ورد رکھنا۔ ہمارا یہ ہی دستور تھا۔ ہمارے سلسلہ کے اوراد و اشغال ایک روز کے واسطے نہیں ہیں، دوام کے لیے ہیں۔ زیادتی کرنے سے نقصان پہونچ جاتا ہے۔ ہمارے سلسلہ میں ہوشیار آدمی کی ضرورت ہے جو دنیاوی کام بھی کر سکے۔ اور رفتہ رفتہ ذکر و شغل میں بھی مشغول رہے۔ زیادہ نہ ہونے پائے کہ حرج اور خرابی واقع ہو اس سلسلہ کی تعلیم عرصہ دراز میں جا کر ختم ہوتی ہے۔ آپؒ نے اس کی مدت کا بھی تعین فرمایا۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ تعلیم تو از مہد تا لحد ہے۔ اس راہ میں سخت محنت و ریاضت کی ضرورت ہے۔ آج کل تو عموماً یہ حال ہے ذرا ذوق و شوق پیدا ہوا تو فقیری کا دم بھرنے لگے۔ لوگ چاہتے ہیں کہ مرید ہوتے ہی کامل فقیر ہو جائیں۔

مصرعہ ؎ اندریں رہ باید اے دل ہمت مشکل پسند

تمثیلاً فرمایا۔ اچھا تمہیں ایک قصہ سناتے ہیں۔ رقعات عالمگیری کو تم نے پڑھا ہے۔ عالمگیر نے اپنے ایک لڑکے کو لکھا کہ تمہارا انتظام سلطنت بہت خراب

Marfat.com

ہو رہا ہے۔ اگر تم نے محنت نہ کی اور اچھی طرح انتظام نہ کیا تو اعلیٰ حضرت کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ بس اسی طرح ہم اپنی حالت دیکھتے ہیں کہ مجھ سے کچھ محنت و مشقت نہیں ہوتی۔ ہر وقت طبیعت پریشان رہتی ہے کہ ہم اپنے پیر و مرشد کو کیا منہ دکھائیں گے۔ جب ہم سے محنت نہیں ہوتی ہے تو پھر ہم اپنے مریدوں سے کیا توقع رکھیں۔ یعنی جب تم محنت نہ کرو گے تو پھر تمہارے مرید کیا محنت کریں گے۔ یہ آپ کا طرز بیان تھا تاکہ نصیحت خوش گوار اور دل نشین ہو جائے۔

ہمارے بزرگوں کی ریاضت ہمارے حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کو ہماری پیدائش سے نو برس پہلے خلافت ہوئی۔

جب میں کلکتہ میں پڑھ رہا تھا اور پندرہ سولہ سال کی عمر تھی۔ اس زمانہ میں ایکبار میرے دادا پیر صاحب قبلہ کلکتہ تشریف لائے۔ یہ خبر سن کر میں قدمبوسی کے لئے گیا۔ مغرب کا وقت تھا۔ میں نے دیکھا کہ بعد مغرب آپ مراقبہ میں مشغول ہیں میں ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ جب عشاء کا وقت آیا تب آپؒ نے (ہوں) کہا یعنی عشاء کی اذان کا اشارہ فرمایا۔ مؤذن نے اذان دی اور پھر نماز ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؒ مجھ سے باتوں میں مشغول ہوئے۔ بس میں نے اپنے دادا پیر صاحب کو پہلی بار کس حالت میں پایا (یادِ الٰہی میں)

میرے والد کو خلافت دینے کے چھبیس سال بعد بھی آپ کی ریاضت عبادت کا یہ حال تھا۔ اور اس زمانہ میں بھی آپؒ کے معمولات میں فرق نہ تھا۔ یہ راستہ بہت دشوار گذار ہے۔ یہ راستہ بہت ہوشیاری اور چالاکی کا ہے صوفی قوم بڑی ہوشیار چالاک اور بیدار مغز ہوتی ہے۔ یاد رکھنا کہ اس راستہ میں صفائی کی بہت بیحد ضرورت ہے۔ اس راستہ میں عقلمندوں کی ضرورت ہے۔ ؏

آرے طریق رندی چالاکی است وچستی

چست و چالاک رہنے کی نصیحت فرمایا۔ کام میں عبادت اور معمولات میں چستی چاہئے سستی نہیں کرنی چاہئے چستی اُس وقت پیدا ہوگی جبکہ ذوق و شوق پیدا ہوگا۔ اللہ کی محبت دل میں ہوگی

Marfat.com

اللہ سے ہمیشہ دعا مانگنا کہ اے باری تعالیٰ تو ہمیں ہمارے کام میں چستی عطا فرما اور سستی کو دور کر۔ جس کے دل میں خدا کا ڈر نہ ہوگا۔ اس کے کام میں سستی آجائے گی اور جس کے دل میں ڈر ہوگا چستی پیدا ہوگی بسست آدمی کسی کام کا نہیں ہے دنیا کی طرف گیا تو دین سے غافل، دین کی طرف گیا تو دنیا سے غافل۔ یہ راستہ سست اور کاہل آدمی کا نہیں ہے۔ دنیاوی کاموں میں جو شخص کاہل ہو اس کا بھی یہ راستہ نہیں ہے

راہِ خدا راہِ جاں فروشی ہے

فرمایا۔ اس لڑائی میں جسے ۱۹۱۴ء کی بڑی لڑائی کہتے ہیں۔ بے شمار آدمی کام آئے۔ اور بے شمار زخمی و بیکار ہو گئے۔ لڑائی پر جانے والے یہ سمجھ کر جاتے ہیں کہ فتح کر کے آئیں گے یا مر کر رہ جائیں گے۔ اگر لڑائی کو جیت لیا اور زندہ رہے تو دنیا ہاتھ آئے گی۔ گویا ذوقِ دنیا میں جاں فروشی کرتے ہیں۔ اور جو لوگ کہ فوج کی نوکری کرتے ہیں۔ یہ بھی جانتے ہیں کہ جن کا پیشہ سپاہ گری نہیں، روٹی وہ بھی کھاتے ہیں لیکن ایک سپاہی فتح کے لئے (جس کا نتیجہ دنیا کی عزت ہے) اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ راہِ خدا میں جاں فروشی کرنے والے کتنے ہیں۔

ایک قصہ آفرینش دنیا کی ابتدا کا ہے۔ کہ ایک بزرگ پر (یاد نہیں کہ نبی تھے یا ولی) حق سبحانہ تعالیٰ نے خلقتِ عالم (یعنی ابتدائے آفرینش عالم) کا ماجرا منکشف فرمایا۔ کہ جب انسان پیدا کیا گیا تو سب ارواحِ انسانی کو دس حصوں پر تقسیم فرمایا گیا۔ اور دنیا زیب و زینت کے ساتھ ہر ایک کے روبرو پیش کی گئی۔ نو حصوں نے دوڑ کر دنیا کو قبول کر لیا۔ صرف ایک حصہ علیحدہ رہا۔ دنیا قبول کرنے والوں کا شریک نہ ہوا۔

پھر اس ایک حصہ کے بھی دس حصہ کیے گئے۔ اور ہر ایک کے روبرو جنت اور اس کی نعمتیں پیش کی گئیں۔ نو حصوں نے جنت اور اس کی نعمتوں کو قبول کر لیا صرف ایک حصہ بچا رہا۔ اس ایک کے بھی پھر دس حصہ کیے گئے۔ اور دوزخ اور دوزخ کا قہر و جلال دکھایا گیا۔ نو حصے دوزخ کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے صرف ایک حصہ ثابت قدم رہا۔ تب خلاقِ عالم نے فرمایا۔ اے لوگو دنیا پر تم نہیں ریجھے اور جنت اور اس کی نعمتوں پر تم مائل نہ ہوئے۔ اور دوزخ اور اس کے قہر و جلال سے

Marfat.com

تم نہیں بھاگے۔ اے میرے بندو تم چاہتے کیا ہو۔ اور تمہارا ارادہ کیا ہے۔ اِن بندگانِ حق نے جواب دیا۔ اے ہمارے پروردگار تو ہی جانتا ہے کہ ہمارا ارادہ اور خواہش کیا ہے۔

بس اس قصّہ سے سمجھ لو کہ دُنیا سے محبت کرنے والے انسان اتنے زیادہ ہیں اور عقبیٰ سے محبّت کرنے والے اتنے تھوڑے ہیں۔ اور پھر صرف خدا سے محبت کرنے والے اُن سے بھی کم ہیں۔

خدا کی محبت کا راستہ محنت اور ریاضت کا ہے۔ آرام طلبی سے کچھ نہ ہوگا اس راستہ میں تو مرنے سے پہلے مرجانا ہوتا ہے۔

کاہلی اور بیکاری سے بچو فرمایا۔ ایک دفعہ ہم نے اپنے فلاں مُرید سے کہا کہ شہر میں جاؤ اور نوکری چاکری کرو (وہ کام میں سُست فقیری کے طالب تھے) وہ شہر چاٹگام میں پہونچے اور ایک مہینہ چکر لگا کر چلے آئے۔ اور کہا کہ بہت تلاش اور کوشش کی لیکن نوکری نہیں ملی۔ ہم نے اُن سے پوچھا کہ شہر میں تم نے کتنے ملازم پیشے والے دیکھے جو نوکری کے ذریعہ سے گذارا کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کئی ہزار۔ ہم نے کہا کہ پانچ روپیہ کے چپراسی اور چوکیدار سے لے کر کمشنر تک سینکڑوں آدمی تو سرکاری دفتر میں نوکر ہیں۔ اور اس کے علاوہ آسام ریلوے کا جنرل آفس بھی اس شہر میں ہے۔ پھر جہاز بنانے کے کارخانے ہیں۔ اور بڑے بڑے سوداگروں کے کاروبار ہیں۔ اور ہزاروں آدمی ملازمت کر رہے ہیں۔ اور ملازمت وہ چیز ہے جس کو اس شہر میں بھی ہزاروں لوگوں نے حاصل کر لیا ہے۔ پھر ہم نے پوچھا کہ تم نے خدا کے طالب شہر میں کتنے دیکھے۔ انھوں نے کہا۔ بس دو چار۔ ہم نے کہا کہ جس چیز کو ہزاروں لوگوں نے پایا اور حاصل کر لیا ہے۔ جب تم اس چیز کو بھی حاصل نہ کر سکے تو پھر بھلا تم فقیری کیونکر حاصل کر سکو گے۔ جس کے طالب لاکھوں میں (تمھارے کہنے کے موافق بھی) بس دو چار ہی ہیں۔ بھلا یہ نعمت عظمیٰ تمھیں کیونکر مل سکے گی۔

ہمارا راستہ محنت کا ہے۔ ہم کاہلی اور سُستی سے پناہ مانگتے ہیں اور ہمیشہ

Marfat.com

دعا کرتے رہتے ہیں۔ اے اللہ غفلت اور کاہلی اور سستی سے بچانا۔

عمر کے تین حصے

فرمایا۔ ہمارے پاس بہت لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور ہم سب کو دیکھا کرتے ہیں کسی کتاب میں تو نہیں دیکھا ہمارے خیال میں گذرا کہ عمر کے تین حصے ہیں (۱) لڑکپن تعلیم و تربیت کا زمانہ ہے (۲) جوانی محنت و مشقت اور ہر ایک کام میں کامیابی حاصل کرنے کا زمانہ ہے (۳) بڑھاپا بیکاری کا زمانہ ہے۔ جب بوڑھے ہو گئے تو لوگ کہتے ہیں۔ میاں اب یہ بیکار ہوتے ان سے کوئی کام ہو نہیں سکتا۔ اب ذرا خیال تو کرو کہ لوگ خدا کو نذر میں کیا تحفہ دیتے ہیں۔

بڑھاپا یعنی ضعیفی کا وہ حصہ جو کسی کام کا نہیں۔ میاں جوانی کا تحفہ نذر دیا جائے تو ہمت و جوانمردی کی بات ہے۔ یعنی جوانی میں عبادت ریاضت کرنی چاہئے۔ انسان کو چاہئے کہ جوانی میں یاد الہٰی کرے، اور اس کے ساتھ دنیاوی کاروبار بھی ہو۔ خواہ وہ ہفت اقلیم کی بادشاہی کرے مگر دل میں بجز مولیٰ کے اور کچھ نہ ہو۔

(دست بکار دل بیار)

فرمایا۔ ہم نے اپنے بزرگوں کو ایسا ہی دیکھا اور سنا ہے کہ ہمیشہ اور ہر حالت میں مشغولی دوام میں رہے۔ ظاہر میں خلق کے ساتھ دل سے مشغول حق کے ساتھ۔

افلاس دور ہو جاتا ہے

فرمایا۔ ایک بزرگ آدمی جو طریقت و شریعت کے اچھے جاننے والے ہیں۔ اور دنیاوی معاملات میں خوب ہوشیار اور چالاک ہیں۔ انھوں نے ہم سے کہا کہ فقیری تو دوسری بات ہے۔ اللہ جسے نصیب فرمائے۔ لیکن آپ کے معاملات، شبانہ روزی اور آپ کی روش۔ آپ کا چلن جو اختیار کرے گا اُسے انشاء اللہ تعالیٰ افلاس تو نہیں ہونے کا فرمایا۔ جو ہماری روش اختیار کرے گا دو جہاں کی فکر سے مستغنی ہو جائے گا۔ صرف اپنے خالق کی محبت میں بے قرار ہوگا۔ باقی دین و دنیا کا فکر اسے نہ ہوگا۔

اُتر جانب سرہانہ

فرمایا۔ ہمارے حضرت قبلہ والد صاحب قدس سرہٗ اُتر کی طرف سرہانہ کر کے آرام فرمایا کرتے تھے۔ ہم بھی اُتر کی جانب سر کر کے سوتے ہیں

Marfat.com

اندر اور باہر ہر جگہ ہمارے بچھونے اسی طرح بچھاتے ہیں کہ منھ کعبہ کی طرف ہوا کرتا ہے۔ ہم سفر میں بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ جہاں ایسا نہیں ہو سکتا البتہ وہاں مجبوری ہے۔ ہم کعبہ کی طرف منھ کر کے اس لئے سوتے ہیں کہ اگر رات میں انتقال ہو جائے صبح بیدار ہونا نصیب نہ ہو تو موت کے وقت منھ جانب قبلہ ہو۔

زندگی کا اتنا بھی اعتبار نہیں ہے جو کہہ سکیں کہ صبح زندہ اور بیدار ہوں گے یا نہ ہوں گے۔

مستورات طیبات

ارشاد فرمایا خادم مؤلف کتاب سے کہ تمہاری والدہ اور خدیجہ بیگم جو (غازی پور) دیہات کی رہنے والی ہیں ہماری عاشق مریدہ ہیں۔

خدیجہ بیگم کا حال معلوم ہے۔

فرمایا۔ اُن کے دو لڑکے ہوئے مگر انسانی شکل و صورت پر نہ تھے عجب طور کے تھے۔ لوگوں نے اُن سے کہا کہ بنگال کے ایک بزرگ غازی پور میں رہتے ہیں اُن کے پاس دُعا کے واسطے جاؤ۔ وہ ہمارے پاس آئیں اور مرید ہوئیں۔ کسی نے کہا کہ پیر کی صورت بھی دیکھ لینا چاہئے۔ انھوں نے ڈولی کے پردے کو اٹھا کر ہم کو دیکھا۔ اللہ نے رحم کیا۔ جب سے اُن کو لڑکے آدمی کی صورت کے ہونے لگے۔ اور زندہ بھی رہے۔ اُن کی تعریف فرمائی کہ راسخ العقیدت وارادتمند ہیں۔

فرمایا کہ تمہاری والدہ نے مرید ہوتے وقت یہ آرزو ظاہر کی کہ ملک الموت قبض روح کے لئے اور قبر میں منکر نکیر سوال کو جب آئیں تو حضور کے (برزخ) صورت میں آئیں۔ ہم نے اُن کے حق میں بہت دعا کی۔ اس امر کا تذکرہ دوسرے خادموں سے بھی تحسین کے ساتھ فرمایا۔ خادم سے فرمایا۔

کہ ہم نے تمہاری والدہ کو تعلیم و طریقت اس طرح کی ہے کہ جیسے حضرت والد

Marfat.com

ماجد صاحب قبلہؒ نے ہماری ہمشیرہ محترمہ کو کیا تھا۔ تم لوگ کہیں اُن کو تعلیم توجہ مت دینا۔ تم اپنی والدہ کی تعظیم کرنا۔ اور یہ سمجھنا کہ ہمارے پیرو مُرشد کی بہت عاشق مُریدہ ہیں۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اُن کا درجہ بلند کرے جس میں تمہارے لئے دین و دُنیا میں عزّت ہو۔

تعظیم والدہ کی نصیحت ارشاد فرمایا۔ تمھاری والدہ اگر کہیں کہ ہم تمہارے مُرید کو توجہ دیں گے تو تم کیا کہو گے۔ تم کہنا کہ آپ دے سکتی ہیں۔ مگر توجہ مستورات اِس طرح دیں کہ کھانا اپنے ہاتھ سے تیار کریں اور اپنی نظر کے سامنے رکھ کر مُرید کو دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا کشود کار ہوگا

حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے فیضان اور توجہات سے آپ میں بہت سی بزرگانہ خوبیاں پائی گئیں۔

ارشاد فرمایا۔ کہ ہم اپنی والدہ ماجدہ محترمہ کی قدمبوسی کیا کرتے تھے۔ تم بھی اپنی والدہ کی قدمبوسی کرنا۔ اِس سے آنکھوں میں نُور رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ایک خلیفہ صاحب کو ارشاد فرمایا۔ کہ تم اپنے گھر کی عورتوں کو (اور اپنی بی بی کو) مناسب وقت اور سہولت سے سمجھا دینا کہ جب خاندان میں اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی نعمتِ اعلیٰ عنایت فرماتا ہے تو اس کا ادب اور قدر کرنی چاہیے۔ بے قدری اور بے ادبی نہ کریں۔ ورنہ اندیشہ ہے سلسلہ نسب نہ جاری ہونے کا۔ اللہ رحم کرے۔ شعر

پسرِ نوح با بداں بنشست ✦ خاندانِ نبوتش گم شد

پردہ ایک مُرید صاحب نے اپنے پیر بھائی خلافت یافتہ جو حضرت قبلہؒ کے عزیز تھے۔ اُن کے سامنے اپنے گھر کے لوگوں کو کیا۔ جب آپ نے سُنا نصیحت اور ممانعت فرمائی اور بہت ناپسند فرمایا۔

ارشاد فرمایا۔ ہم نے یہ دستور دیکھا ہے کہ اگر پیرزادہ صاحب کوئی تشریف لائے اندر حویلی سے ایک خادمہ یا دائی آئی اور اس نے جناب پیرزادہ صاحب سے سلام اور قدمبوسی سب عورتوں کی طرف سے کہا۔ مزاج پُرسی کیا۔

صاحبزادوں کے سامنے عورتوں کا آنا ہم نے نہیں دیکھا۔ خبردار اپنی بی بی کو

Marfat.com

پیر بھائی کے سامنے نہ کرنا۔ کیا تم لوگ شریعت کے پردے کو اٹھا دو گے۔

زیور ہم اپنے گھر میں ایسا زیور جس سے آواز نکلے نہیں پہننے دیتے، اور لوگ ایسا زیور استعمال کرتے ہیں۔ مگر ہمارے گھر میں اس کی ممانعت ہے۔

غصہ ور بی بی جناب کرامت علی امین صاحب کی دو بیبیاں تھیں۔ دونوں میں اکثر مخالفت رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ دونوں میں اسقدر جھگڑا ہوا کہ امین صاحب کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ امین صاحب بہت پریشان ہو گئے۔ عزم کر لیا کہ ان دونوں میں سے ایک کو طلاق دوں گا۔ اس خیال سے متاثر ہو کر حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے امین صاحب کو دیکھتے ہی حضرت قبلہ نے ایک قصہ یوں بیان فرمایا۔

ایک درویش کی دو بیبیاں تھیں۔ دونوں میں اکثر فساد اور جھگڑا ہوتا تھا درویش صاحب اکثر تحمل کرتے۔ اور جب زیادہ شور و غل ہوتا تو درویش صاحب باہر کے مکان میں اپنے مریدوں کو لے کر حلقہ کرتے۔ ایک دن اس قدر فساد برپا ہوا کہ درویش کو مکان میں رہنا مشکل ہو گیا۔ وہ اپنے مریدوں کو لے کر دور ایک پہاڑ پر چلے گئے۔ وہاں حلقہ کا انتظام فرمایا۔ بعد حلقہ کے ان کے تمام مریدوں نے ان کے واسطے لکڑیاں فراہم کیں۔ درویش صاحب نے اپنی ولایت کے زور سے ایک شیر کو مسخر فرمایا۔ اس پر خود بھی سوار ہوئے اور بوجھ بھی اس پر لدوایا۔ اسی دن بادشاہ وقت درویش کی زیارت کو ان کے مکان پر آیا۔ دیکھا کہ ان کے مکان میں بیبیوں کے درمیان اس قدر جھگڑا ہو رہا ہے کہ قابل سماعت نہیں۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ درویش صاحب کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ بادشاہ پتہ ملنے پر جنگل کی طرف درویش کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اور خیال کیا کہ میں درویش صاحب کو ان دونوں بیبیوں کی ناموافقت اور ناشائستگی کے بارے میں اطلاع دوں گا تاکہ ان دونوں کو طلاق دے دیں۔ جب راستہ میں درویش کو شیر پر سوار اور لکڑیوں کا بوجھ لادے گھر کی طرف آتے دیکھا درویش صاحب بادشاہ کے کہنے سے پیشتر یوں فرمانے لگے کہ دیکھئے چونکہ میں اپنی بیبیوں کا بار برداشت

Marfat.com

اور تحمل کرتا ہوں۔ میری لکڑیوں کا بوجھ جنگل کا شیر اٹھایا کرتا ہے۔ بادشاہ متعجب ہوگیا اور درویش صاحب کے تحمل پر آفرین کی۔ اس قصہ کے سننے کے بعد امین صاحب کو بڑی نصیحت ہوگئی۔ اور طلاق کے عزم سے باز آئے۔ اور آپ کی غیب دانی سے متعجب ہو کر قدمبوس ہوئے۔

حضرت قبلہ قدس سرہٗ نے بعض خادموں کو نصیحت فرمائی کہ گھر کی عورتیں بہت کام کرتی ہیں۔ کوئی بات اُن سے خلاف مزاج ہو تو معاف کریں۔ نرمی سے سمجھائیں نصیحت کریں۔

سماع

حضرات صوفیائے کرام کے سماع مع آلات کے متعلق آپؒ نے عربی میں ایک رسالہ (تحقیق الاصابیر فی سماع المزامیر) تحریر فرمایا جس کا تذکرہ سیرت فخر العارفین حصہ اول کے صفحہ (۳۰ د) پر ہو چکا ہے۔ اس مسئلہ میں دیگر ارشادات عالی یہاں لکھے جاتے ہیں۔

شرائط سماع ارشاد فرمایا۔ حضرات صوفیہ نے سماع کیلئے تین شرطیں فرمائی ہیں (مکان، زمان، اخوان) سماع سننے والے کو ان امور کا لحاظ چاہیے۔

اہل سماع فرمایا۔ اہل سماع کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کان رس، دوسرے آنکھ رس کان رس صاحب ذوق ہوتے ہیں۔ صرف سماع اُن کے لئے موثر ہے۔ یہ درجہ بڑا ہے۔ وقت سماع ان کے گوش سے قلب تک ایک زنجیر ہے وہ تن جاتی ہے اور سماع کی تاثیر قلب میں پیدا ہوتی ہے۔ اور آنکھ رس وہ ہیں جو حسن صوت (اچھی آواز) پر سماع سنتے ہیں۔ اور اُس سے اُن میں ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے۔

Marfat.com

کمالِ سماع کمالِ سماع یہ ہے کہ جس طرح سماع بامزامیر سے اور الفاظ کی تصحیح و تاثیر سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہے ویسی ہی کیفیت گھوڑے کی ٹاپ کی آواز سے پیدا ہو۔ اس گھوڑے کی ٹاپ کو میں نے اپنے حضرت پیرومرشد سے سُنا ہے (شیخ سعدی) فرماتے ہیں ؎

کسانے کہ یزداں پرستی کنند ؎ برآواز دولاب مستی کنند

سماع کے تین مختلف نتیجے فرمایا سماع سے انسان کے دل میں تین قسم کی حالتیں پیدا ہوتی ہیں (۱) بعض کے دل پر سماع کچھ مؤثر نہیں ہوتا جس طرح پتھر پر پانی گرنے سے پتھر پر کچھ اثر نہیں ہوتا (۲) بعض کے دل پر سماع سے نہ کمی ہوتی ہے نہ زیادتی جس طرح کہ کٹورہ پانی سے لبریز ہو اور کٹورہ سے پانی نہ تو گھٹتا ہے نہ زیادہ ہوتا ہے (۳) بعض کے حق میں سماع مؤثر ہوتا ہے جیسے کہ زمین بلوئی میں پانی ڈالنے سے پانی جذب ہو جاتا ہے۔ اور اس زمین سے ایک شجر (ایک نتیجہ پیدا ہوتا ہے)

مولوی محمد حسین صاحب الٰہ آبادی اور سماع فرمایا۔ مولوی محمد حسین صاحبؒ الٰہ آبادی سماع مؤثر تھا اور تمہارے پیر بھائی صوفی امجد علی کو بھی سماع مؤثر ہے۔ ہمارے یہاں نو برس سے ان کا تعلق سماع میں شرکت کا نہیں ہوا۔ سید سخاوت حسین (نگریا سادات ضلع بریلی) نے صوفی امجد علی کا جو طرز و طریقہ ہم سے بیان کیا اُس سے اُن پر سماع کا مؤثر ہونا معلوم ہوا۔ ہم یہاں لوگوں کو سماع میں دیکھتے رہتے ہیں اور سب کے حال کی طرف نظر رکھا کرتی ہے۔ منشی عبدالقدیر دہلوی کا طرز و طریقہ بھی صوفی امجد علی کی طرح ہے۔

پیاس کس سے بجھتی ہے فرمایا۔ پانی۔ شربت اور دُودھ یہ تینوں رقیق چیزیں ہیں اور استعمال کی جاتی ہیں۔ بتاؤ کہ تشنگی کس سے جاتی ہے۔ خود ہی فرمایا کہ پانی سے۔ شربت سے کیوں نہیں جاتی اور اس کی وجہ کیا ہے۔ خود ہی فرمایا کہ شربت بوجہ شیرینی کے کہ وہ شے عارضی ہے کثیف ہو گیا ہے۔ کثافت کی وجہ سے مخل تشنگی ہیں اور اس موضع کے برابر جذب نہیں کامل طور پر

Marfat.com

دخل نہیں پاتا۔ اور سرایت نہیں کرسکتا اس لئے تشنگی کو دور نہیں کرتا۔ اور پانی لطیف ہونے کی وجہ سے اس موضع کے ہر ایک جزو میں خوب دخل پاتا اور سرایت کرجاتا ہے پیاس بجھ جاتی ہے۔ ایسا ہی سماع کے بھی تین درجے ہیں۔ کبھی مضمون کثیف وارد ہوتا ہے اور کبھی لطیف اور کبھی الطف (لطیف سے بھی لطیف)

سماع کے آداب

ارشاد ہوا کہ سماع کے آداب سے یہ ہے کہ باوضو رہے مؤدب بیٹھے اور دورانِ سماع میں کچھ نہ کھائے اور کلام نہ کرے۔ وقت سماع ذکر وفکر میں مشغول رہے۔ لوگوں کے حال و قال کی طرف تماشائی کی طرح نہ دیکھے۔ ضرورت پیش آئے تو صاحب حال کو سنبھالے تاکہ صاحبِ حال کو کوئی تکلیف اور صدمہ نہ پہنچے۔ صاحبِ حال اگر چت لیٹا ہے تو اُسے کسی کروٹ سے لٹادے۔ چت نہ رہنے دے اس میں تکلیف کا اندیشہ ہے۔ صاحب حال کی تعظیم کرے۔ اگر بے خودی میں لیٹا ہوا ہے تو اُسے لانگھ کر نہ جائے کہ اس کا قلب ذاکر ہے۔ اور ذکر قابل تعظیم ہے۔ صاحبِ حال کے ہاتھ اور پاؤں کو حرکت سے باز نہ رکھے۔ کسی کے حال کو روکنا طریقت میں ممنوع ہے۔ اس سے حبس پیدا ہوتا ہے لیکن شیخ بعض وقت مصلحتاً وتعلیماً ایسا تصرف کرسکتا ہے۔ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ امیر خسروؒ محفل سماع میں رقص ہاتھ اوپر اٹھا کر کرتے تھے۔ حضرت محبوب الٰہیؒ نے ان کے ہاتھ کو نیچے کردیا اور فرمایا کہ تم دنیاداری سے تعلق رکھتے ہو۔ تم کو نہیں لائق ہے کہ سر سے اونچا ہاتھ کرکے رقص کرو۔ اس روز سے امیر خسروؒ مٹھی باندھ کر ہاتھ نیچے چھوڑ کر ہمیشہ رقص کرتے۔

شیخ کا ادراک احوال مریدمیں

فرمایا۔ حال طاری ہونے کے وقت مرید صاحبِ حال کے افعال و حرکات مختلف ہوتے ہیں۔ شیخ پر ان حرکات کا منشا بعض وقت ظاہر ہوتا ہے اور شیخ اس بات کا ادراک کرلیتا اور اُسے جان لیتا ہے مثلاً مرید کے ہاتھوں کی حرکت سے اور اس کے قدم مارنے اور کسی دوسری حرکت سے شیخ سمجھے گا کہ مرید نے یہ فعل اس وجہ سے اور اس خیال سے کیا۔ اور یہ کہ اس کے قلب میں اب اتنی قوت آئی۔ گریہ ادراک

Marfat.com

س وقت ہوگا جس وقت کہ خود شیخ کا قلب تعلقات سے سالم ہوگا۔ اُس وقت مُرید پر نظر کرنے سے وہ بات کو پہچان لے گا۔ اور اس امر کے جان لینے سے شیخ کے قلب پر رُعب و ہیبت طاری ہوگی۔

صاحب اجازت و خلافت کا اختیار سماع

ارشاد فرمایا۔ صاحب اجازت و خلافت بدون کسی سُننے والے کے اور بغیر موجودگی کسی سامع کے تنہا صرف اپنے سُننے کے لئے انعقادِ مجلسِ سماع کر سکتا ہے اور قوالی تن تنہا سُن سکتا ہے لیکن جو لوگ کہ صاحبِ اجازت و خلافت نہیں ہیں وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ چند برادران طریقت کی حاضری و موجودگی میں ہی انعقادِ مجلسِ سماع کر سکتے ہیں۔

اوّل و آخر فاتحہ خوانی

معتبر طریقہ سے سُنا گیا ہے کہ حضرت قبلہ و کعبہؒ کا اوائل میں جبکہ آپ غازی پور تشریف فرما تھے (معمولات سے تھا) کہ سماع شروع ہونے سے پہلے مختصر فاتحہ خوانی اور ایصالِ ثواب فرماتے شیرینی خواہ موجود ہوتی یا نہ ہوتی۔ اس کے بعد آغازِ سماع کی اجازت فرماتے اور سماع ختم ہوجاتا تو اُس وقت بھی فاتحہ خوانی فرماتے۔ لیکن آخری زمانہ میں آپ کا یہ معمول نہ تھا۔ دورانِ سماع میں طعام و کلام آپ نہ فرماتے۔ الا ماشاء اللہ۔

قدر و منزلت حال

ارشاد فرمایا جو لوگ کہ حال کی تعظیم کرتے ہیں اُن کے لئے معراج ہے۔ تم لوگ حال کی تکریم و تعظیم نہیں کرتے ہو۔

صاحب حال سے حسن ظن

حال انواع قسم کا ہوتا ہے۔ تم لوگ کسی کے حال کو بناوٹ نہ سمجھنا۔ یہ خطرہ فاسد ہے حضرت سُلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے سامنے اگر کوئی تصنع سے بھی حال کرتا تو آپ اُس کی تعظیم کرتے۔ تم لوگ تماشہ چاہتے ہو کہ دیکھیں فلاں کس طرح رقص و حال کرتا ہے اور فلاں کس طرح۔ سالک کو چاہیے کہ اپنی حالت پر غور کرے نہ یہ کہ دوسرے کے حال کو دیکھے۔

حال میں بے ساختگی

ارشاد فرمایا۔ اگر ذوق و شوق کا حال شروع ہو تو جس طرح کی کیفیت پیدا ہو اسی طرح کرنا چاہیے یعنی اگر حال

Marfat.com

رقص کا ہے تو قیام نہ کرے۔ اگر قیام کا ہے تو رقص نہ کرے۔ حال کے لانے میں تکلف نہ کرنا چاہیے۔ مگر مبتدی کو ذکر و فکر اور ضرب لگانی چاہیے تاکہ کسی قسم کا حال وارد ہو۔ مبتدی کے علاوہ اوروں کو اگر حال نہیں آتا ہے تو سماع سے ذوق لیں۔ معانی اور مفہوم پر غور کریں۔ اگر خدا کو منظور ہے تو حال آئے گا۔ منتہی کو حال میں تکلف اس مقام میں اور ان اشعار پر کرنا چاہیے جن اشعار پر کہ اس کے پیر و مرشد کو حال آیا ہو۔

حال باتباع شیخ

ارشاد فرمایا۔ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک بار قوال حضرت بابا صاحبؒ کی بارگاہ سے حاضری دے کر حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے ان سے فرمایا کہ وہ غزل اور وہ شعر ہمیں سناؤ جس پر کہ ہمارے خواجہ فرید الحق والدین قدس سرہٗ کو کیف ہوا۔ اور سن کر آپؒ نے رقص و حال فرمایا۔ حضرت محبوب الٰہیؒ اکثر دریافت فرمایا کرتے تھے کہ میرے حضرت شیخ کو کس شعر پر کیفیت ہوئی۔ اس شعر پر اگر آپ کو جوش نہ ہوتا تو پھر آپ بہ تکلف رقص فرماتے اور عیبؒ سے آپ پر حال وارد ہو جاتا تھا۔

اپنے شیخ کا راستہ

حضرت قبلہ نے نصیحت فرمائی کہ جس قسم کا رقص و حال اپنے پیر مرشد کے یہاں دیکھنا ویسا ہی کرنا۔ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا حال و کیف بہت قسم کے ہیں لیکن ہمیں ان سب سے کیا۔ ہمیں تو اللہ وہی نصیب فرمائے جو ہمارے پیر و مرشد کا حال ہے۔ ہمیں آج کل بنگلہ گانے بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اور جو لطف کہ بنگلہ گانے میں آتا ہے وہ اردو اور فارسی وغیرہ میں نہیں آتا۔ تم لوگ نہیں جانتے ہو کہ محبت شیخ اور اتباع شیخ کیا چیز ہے۔ ارشاد فرمایا۔ ہمارے یہاں چند باتیں ہیں جو دوسرے طریقوں سے کچھ مختلف ہیں۔ تم نے ہندوستان میں دیکھا ہو گا کہ سماع میں جب کسی شخص کو کیفیت ہوتی ہے تو اس کے ساتھ سب کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر ہم مریدوں کے حال پر کھڑے نہیں ہوتے۔ حالانکہ آداب سماع سے یہ ہے کہ اگر کسی شخص پر کیفیت طاری ہو وہ کھڑا ہو جائے تو سب کو کھڑا ہونا چاہیے اور امام غزالیؒ نے بھی (احیاء العلوم) میں دربارۂ آداب سماع یہی لکھا ہے۔ اسے

Marfat.com

ہم بھی جانتے ہیں اور یہ بالکل ٹھیک ہے لیکن ہم کیا کریں۔ ہم نے اپنے شیخ کو اپنی محفل میں مُریدوں کے کیف و وجد پر کھڑے ہوتے نہیں دیکھا۔ ہمیں تو اپنے مشائخ کے طریقہ چلنا چاہیئے۔ ہاں جب ہندوستان میں ہم ان لوگوں کی محفل میں شریک رہتے تھے تو اُن کے آداب کے مطابق ہم بھی کھڑے ہو جاتے تھے۔ کبھی کبھی یہاں بھی کھڑے ہو جاتے ہیں جب ایک کا دوسرے پر گرنا اور جگہ کا تنگ ہو جانا دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے پیر و مرشد قدس سرہٗ بھی کبھی کبھی کھڑے ہو جاتے تھے۔

صدہا لوگوں پر حال و کیف

پیارے میاں سے دریافت فرمایا۔ کبھی تم نے ہندوستان میں بھی دیکھا ہے کہ سو دو سو آدمیوں پر ایک ہی وقت میں جو کیفیت کہ یہاں طاری ہوتی ہے وہاں بھی بیک وقت اتنے آدمیوں پر ایسی کیفیت ہوتی ہے۔ ہندوستان میں تو عموماً یہ ہوتا ہے کہ دس بارہ منٹ سے زیادہ کیفیت نہیں رہتی۔ انھوں نے عرض کیا اس زمانہ میں اور کہیں نہ ایسا دیکھا ہے نہ سُنا ہے۔ ارشاد ہوا تم ہم سے محبت رکھتے ہو۔ اس لیے تمہیں بتا دیا کہ ہم نے احیاء العلوم اور بہت سی کتابیں اس کے متعلق دیکھی ہیں۔ یہ مت خیال کرنا کہ امام غزالیؒ نے تو کھڑا ہونا لکھا ہے۔ اور ہم کھڑے نہیں ہوتے تو ہم جانتے نہیں ہیں ہم جانتے ہیں اور ہمیں خدا نے اپنے فضل سے سب علم دیا ہے۔ ایک موقع پر اس بارے میں ارشاد ہوا تعظیم اُمتی کی نبی پر اور تعظیم شاگرد کی اُستاد پر نہیں ہے۔ مرید بمنزلہ شاگرد کے ہے۔ اس لیے سماع میں ہم اپنے یہاں کھڑے نہیں ہوتے ہیں۔

سماع کے متعلق بعض نصائح

ارشاد فرمایا۔ ہم نے سُنا کہ نبی رضا خاں سے فلاں جگہ محفلِ سماع میں کچھ جھگڑا ہو گیا تھا اس لیے کہ ہمارے سلسلہ کے ایک آدمی پر دیر تک کیف طاری رہا کرتا تھا۔ لوگوں کو زیادہ کھڑا رہنا ناگوار گذرا تھا۔ اور ان صاحبِ حال کو محفل سے نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد سے نبی رضا خاںؒ اپنے مُریدوں کو لے کر الگ حلقہ کرتے رہے۔ اپنے ایک خلیفہ سے فرمایا کہ جب کبھی حضرت شاہ طیّب (قطب بنارس) کے عرس میں حاضر ہو تو تم بھی اپنا حلقہ الگ جانا ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ ہماری وجہ سے کسی کو تکلیف پہونچے بلکہ اگر ممکن ہو تو وہاں اپنا ایک کمرہ علیحدہ مانگ لینا اور کہہ دینا بابا ہم دیہقانی آدمی ہیں

Marfat.com

ہم نہیں چاہتے کہ ہماری وجہ سے کسی کو تکلیف ہو۔ ہمیں ایک کمرہ دیدیجئے۔ اپنے لوگوں کو لے کر ہم وہاں الگ حلقہ کر لیں گے تاکہ دوسروں کو ناگوار نہ گذرے۔ فرمایا۔ بابو اپنے کو سب سے حقیر جاننا۔ بھلا ہمارا شمار مشائخین میں کہاں۔

جوش و خروش وجد و حال ارشاد فرمایا کہ مبتدی کے لئے جوش و خروش اور وجد و حال ازبس ضروری شے ہے۔ اس سے انشراح صدر ہوتا ہے۔ مبتدی مثل خام اور کچی چیز کے ہے۔ اور کچی چیز کو پختہ کرنے کے لئے جوش اور اُبال لانا ضرور ہے جیسے کہ چاول جب اس کو پکانا چاہتے ہیں تو اُس کو خوب جوش اور اُبال دیتے ہیں تاکہ پختہ اور لذیذ و لطیف ہو جائے۔

جوش و خروش والے کو صاحب حال کہتے ہیں۔ زمانہ جوش کی ایک مدت معین ہے۔ اس کے بعد سالک ترقی کرتا ہے تو وہ صاحبِ مقام کہلاتا ہے۔ صاحب مقام کے لئے جوش و خروش اور وجد و حال کا آنا غیر مناسب اور باعثِ خرابی ہے جیسے کہ پختہ چاول، اگر اس کو دوبارہ پکایا اور اُبالا جائے تو بدمزہ ہو جائے گا بس صاحبِ مقام کے لئے سکون و قرار ضروری ہے۔

خلفاء کو نصیحت فرمایا آپ لوگوں کا زمانہ جوش و خروش اب ختم ہوا۔ آپ لوگوں کو وجد و حال کا آنا غیر مناسب اور باعثِ خرابی ہے۔ جب آپ خود جوش و حال میں ہوں گے تو مریدین کی دیکھ بھال اور نگہداشت کیسے کریں گے لہذا محفلِ سماع میں آپ کو قرار و سکون سے رہنا چاہئے۔ اور مریدین کی نگرانی کرنا چاہئے اور خلفاء کو بعض خاص باتیں اس باب میں ارشاد فرمائیں۔

محترم جناب حافظ مقبول احمد صاحب نے اس ارشادِ مبارک کو نظم فرمایا۔

نظم

مبارک میکشو ساقی ہے بزم آرائے میخانہ
یہ شیشہ ہے یہ ساغر ہے یہ مینا ہے یہ پیمانہ

صراحی گرم قلقل ہے چھلکتا ساغرِ مل ہے
ادھر ساقی کا اک غل ہے مچا ہے جشنِ رندانہ

اُدھر انداز سے ساقی نے منہ شیشوں کا کھولا ہے
ادھر سے رند اُٹھے نقدِ جاں لے لے کے نذرانہ

کوئی ہے جھومتا کوئی گرا ہے پائے ساقی پر
کہیں ہے نعرۂ ہُو حق کہیں ہے رقصِ مستانہ

Marfat.com

کرم کا جوش ہے ہنگام فیضِ عام ہے مستو — پیا پے دے رہی ہے جام مست چشم جانانہ
سُنو مستو ذرا پیرِ مغاں کی اک ہدایت ہے — کریمانہ، رحیمانہ، شفیقانہ، بزرگانہ
نئے میخوار کو جوش و خروش از بس ہے مستحسن — کہ بے اس کے نہیں ہے آب و رنگِ بزمِ رندانہ
انھیں ہوتا ہے حاصل انشراحِ صدر جذبوں سے — انھیں پر انجلائے قلب جوشِ کیف مستانہ
یہ دست افشانی و پاکوبی و جوشِ طلب اچھی — کہ بے تابی ہے برہانِ مبینِ سوزِ پروانہ
مگر دیکھو پرانے بادہ کش میں چاہیے تمکیں — نہ ہو لغزش خلافِ حرمتِ آدابِ میخانہ
قدم بھکے نہ ہرگز دائرے سے استقامت کے — بہت موزوں رہے طرزِ ادائے رقصِ مستانہ
ابھی ہے امتحانِ ظرف دورِ اوّلیں ہے یہ — ملے گی مے بقدرِ وسعت و اندازِ پیمانہ
کہیں عائد نہ ہو مستی میں الزامِ تنگ ظرفی — کہ ہے ضبط اک شعارِ ہمتِ عالی مردانہ
یہ مستی میں ادراکِ معانی غیر ممکن ہے — مبادا معنیِ نادر کو تم سمجھو نہ بیگانہ
نظر آئیگا کیا غفلت کے پردے ہوں جو آنکھوں پر — رخِ محبوب گر ہو جلوہ فرمائے حجابانہ
تمہاری بیخودی میں بھی رہے اک شانِ خودداری — کہیں جائے نہ میخانہ سے باہر رازِ میخانہ
غرض کچے کو جوش آئے تو دونا ہو مزہ پیدا — بنے بد ذائقہ اُبلے اگر پکّا ہوا دانہ

پسندِ طبع اربابِ کمال آئے کہاں کو کب
اگر پیری میں بھی کھیلے کوئی بازی طفلانہ

قوّال کو دوسروں کی چیز نہ دی جائے

حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ سے ایک صاحب کا واقعہ عرض کیا گیا کہ اجمیر شریف میں ان پر بہت زور کی کیفیت طاری ہوئی۔ جتنے روپے پاس تھے قوال کو سب دے دئے۔ پھر اپنے کپڑے بھی دے دئے۔ اس کے بعد اپنے ایک دوست کی شالی چادر اُتار کر یہ بھی قوال کو دے دی۔ یہ صاحب سلسلہ عالیہ کے مُرید تھے۔ اس واقعہ کو سن کر ارشاد فرمایا۔ اپنی چیز قوال کو دے دی۔ یہ اور بات ہے مگر پرائی چیز پر ان کا زور و دعویٰ کیا تھا کہ اپنے جوش و مستی میں اُسے بھی قوّال کو دے ڈالا۔ ایسا نہ چاہیے۔

اعتدال و میانہ روی چاہیے

فرمایا عظیم آباد (پٹنہ) میں ایک درویش تھے جن میں قوالی سننے کا بہت ذوق تھا۔ انہوں نے

Marfat.com

اپنی جائداد بیچ کر قوالوں کو کھلادی۔ قوالی کا ایسا ذوق وشوق نہیں ہونا چاہیے فرمایا۔ ہمیں بھی اوائل (غالباً زمانہ قیام غازی پور) میں قوالی کا بہت ذوق وشوق تھا۔ ایک گانے والا ہم نے نوکر رکھا تھا۔ بعض دفعہ ہم اُسے نیند سے جگا کر گانا سُنتے تب ہمیں نیند آتی تھی۔ مگر قوال کو دینا سب استطاعت واعتدال کے ساتھ تھا۔

مغلوب الحال ایک موقعہ پر انھیں صاحب کے متعلق فرمایا کہ وہ مغلوب الحال تھے کہ پرائی چیز اپنے جوش میں قوال کو دے دی۔ فرمایا ذوق شوق سے انسان کو اپنی حیثیت سے زیادہ کام نہ کرنا چاہیے۔

پیشہ ور قوال نہیں آپؒ کے دربار عالی میں پیشہ ور قوال نہ تھے بلکہ اصحاب طریقت میں سے بعض معزز لوگ تھے کہ اس کام سے موزونیت ومناسبت رکھتے تھے وہ اپنے ذوق وشوق میں یہاں سماع کیا کرتے تھے نہ کسی دنیوی معاوضہ کے طلبگار رکھتے نہ اُن کو کبھی روپیہ پیسہ دیا گیا۔

دہلی میں ارشاد ہوا کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کی بارگاہ میں قوالی کرنے والے زیادہ تر آپؒ کے مُرید اور اصحاب طریقت اور درویش ہی تھے۔ ہمارے دیس میں قوالی کرنے والے پیشہ ور قوال نہیں ہیں۔ ہمارے یہاں تم دیکھتے ہو کہ اصحاب طریقت ہی قوالی کرتے ہیں۔ اگر ہو سکے تو تم بھی اصحاب طریقت سے غزل خواں اور نعت خواں بنا لینا۔ اس میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ہمیں قوالی سُننے کا ذوق زیادہ ہے۔ اور ہم لوگ غریب آدمی ہیں۔ پیشہ ور قوالوں کو ہم کہاں تک روپیہ پیسہ دیں گے۔ بس یہی بہتر ہے کہ آپس میں کوئی گایا اور کوئی رویا۔

راستہ کی قوالی ایک عقیدتمند جن کا مکان کئی میل کے فاصلہ پر تھا۔ جب زیارت قدمبوسی کے ارادے سے روانہ ہوتے تو جذبۂ شوق میں اشعار پڑھتے اور ذوق وشوق میں روتے ہوتے خدمت مبارک میں حاضر ہوتے ہم خادموں سے ارشاد ہوا کہ ہمارے حضرات مشائخؒ میں ایک بزرگ تھے، اُن کی نسبت ہم نے سُنا کہ جب اپنے حضرت پیر ومرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ہنگام

Marfat.com

رفتار ذوق محبت میں بے قرار اور اشکبار ہو جاتے۔ اور اس حال میں زیارت سے مشرف ہوتے۔ اس ارشاد سے ان عقیدت مند بھائی کی تحسین ہم خادموں نے سمجھی۔ اور پھر یہ جدت طبع ظاہر ان صاحب سے ہوئی کہ سو پچاس آدمیوں کی جماعت کے ساتھ آنے لگے اور راستہ سے ہی قوالی کرتے اور گاتے اور ڈھول بجاتے جوش مستی کے عالم میں آنے لگے۔ اس طرز جدید کو ناپسند فرمایا گیا۔ اور ارشاد ہوا کہ راستہ میں قوالی کرتے ہوئے آنا۔ یہ کہاں دیکھا کہاں پایا۔ تم جو ایسا کرتے ہو اس کی کیا سند ہے صاحب حال کے لئے (حضر میں) یعنی اپنے گھر میں اجازت ہے۔ اپنی جائے قیام میں محفل سماع اور جوش وخروش کر سکتے ہیں۔ یا سفر میں جہاں شب میں قیام و منزل ہو ایسا کر سکتے ہیں۔ راستہ میں ایسا نہ کرنا چاہیے۔ اس امر کو ناپسند فرمایا اور منع کیا ان صاحب سے بعض پیر بھائیوں نے ان افعال ناپسندیدہ کو ترک کرنے اور اس سے بچنے کے لئے کہا۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہمارا ایک جمعیت ہمراہیان کے ساتھ آنا یہ ہمارے حال کا اقتضا ہے۔ اس بات کو حضرت قبلہ و کعبہؓ نے سنا تو ہم خادموں سے فرمایا، تم لوگ نابالغ تو نہیں ہو۔ تم لکھے پڑھے لوگ ہو۔ تمہیں ہم کہاں تک سمجھائیں۔ تم کو خود خیال چاہیے۔ ع۔ براہ تکلف مرو سعدیا

بر سر راہ قوالی کرتے گاتے بجاتے آنا کہاں دیکھا۔ منشار مبارک نصیحت کا یہ تھا کہ حضرات بزرگان دین سے جو باتیں منقول نہیں ہیں وہ بغیر سند و دلیل ہے اس کو نہ کرنا چاہیے۔ راستہ، بازار میں قوالی چلتے پھرتے کرنا درست نہیں۔ ان نصیحتوں پر ایک صاحب نے عرض کیا کہ مست میخانہ سے باہر ہو کر اگر گائے بجائے مستی کرے تو مضائقہ نہیں اس لئے کہ وہ مدہوش ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ مست جب میخانہ سے باہر ہو کر مستی کرتا ہے تو لوگ ڈھیلا مارتے ہیں۔ اور تالی بجاتے ہیں اور مضحکہ کرتے ہیں ایسا کرنے سے محل اعتراض بنو گے میخانہ کا راز میخانہ سے باہر نہ جانا چاہیے

ایک اعتراض کا جواب شیخ العارفین حضرت سیدنا دادا پیر صاحب قبلہؒ کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ مراقبہ میں خاموش ایک خیال اور ایک دھیان کے ساتھ بیٹھنا ہوتا ہے ہم بلی کو دیکھتے ہیں کہ اپنے شکار

Marfat.com

اور اپنے مطلوب کے دھیان اور خیال میں کیسی چپ چاپ بیٹھی رہتی ہے یہاں تک کہ اپنے کان اور اپنی دُم کو بھی جنبش نہیں ہونے دیتی۔ تو پھر جو لوگ کہ محفلِ سماع میں سکوت اور خاموشی کے بجائے نعرے لگاتے اور وجد و رقص کرتے ہیں۔ اُن لوگوں میں کس طرح دھیان اور خیال کی یک سوئی رہ سکتی ہے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ معترض اُمّی تھے۔ اِن کے فہم کے مطابق جواب ارشاد فرمایا کہ تم نے ٹھیک کہا لیکن تم نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ بلی جب اپنا شکار اور اپنا مطلوب پالیتی ہے تو خوشی میں کیسا جست کرتی اور کودتی ہے۔ اور مسرور ہو کر کس طرح اپنے شکار سے کھیلتی ہے۔ ایسا ہی حال صاحبِ سماع کا ہے۔ کہ اوّل تو خاموش اور مراقب (ایک دھیان اور ایک خیال سے) بیٹھے رہتے ہیں جب اُن کے قلب پر فیضان ہوتا ہے اور اُن کا مقصد حاصل ہوتا ہے تو وہ سرور، خوشی میں نعرے لگاتے اور وجد و رقص کرنے لگتے ہیں۔ معترض چپ ہو گئے اور مان گئے۔

آپ کا حال و کیف جناب خادم علی صاحب ساکن موضع مراد آباد کے مکان پر محفل تھی اور یہ ابتدائی زمانہ آپ کے اشاعت طریقت کا تھا۔ اس محفل میں آپؒ پر حال طاری ہوا۔ محفل برپا تھی کہ دفعتاً آپؒ نے اپنی جگہ سے حرکت فرمائی اور پورے حلقۂ مجلس میں ایک بار رقص و گردش کے بعد آپؒ اپنی جگہ پر آ گئے آپؒ نے بس یہ ایک ہی دَور اور چکّر پورا فرمایا جس سے یکبارگی مجلس میں ایک تلاطم برپا ہو گیا۔ اور تمام اہلِ مجلس پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی اور حاضرینِ محفل نے اپنے جسم سے اور اپنے ہر رگ و ریشہ سے ایک آواز اللہ کے ذکر کی سُنی۔ یعنی تمام جسم کے رگ و ریشہ سے اللہ اللہ کا ذکر جاری ہو گیا جسے اس محفل کے حاضرین خود سُنتے تھے اور محسوس کرتے تھے۔ اِن کا رُواں رُواں ذکرِ الٰہی کر رہا ہے۔ اِس کے علاوہ مکان کے در و دیوار سے اور ایک ایک اینٹ سے ذکر اللہ اللہ کی آواز سُنتے تھے بس یہی ایک واقعہ محفلِ سماع میں آپؒ کے حال و وجد کا خادموں نے دیکھا ہے۔

ایک دوسرا واقعہ ارشاد ہوا۔ شروع ایّام میں جب ہم پر کیفیت طاری ہوتی تو بہت دنوں تک رہا کرتی۔ ایک بار جبکہ ہم غازی پور میں تھے۔ مؤذن

Marfat.com

نے اذان دی اور کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ تو ہماری زبان سے نکلا یہ کیا کہا۔ اور کیف ہم پر وارد ہوا۔ جو چھ ماہ تک رہا۔ چھ ماہ کے بعد ہماری یہ کیفیت فرو ہوئی۔

ایک تیسرا واقعہ فرمایا جب ہم گلبرگہ شریف گئے تو ہم پر ایک کیفیت طاری تھی یہ کیفیت اس وقت شروع ہوئی تھی جب سیدنا حضرت میر سیّد ابُو العلا قدس سرہٗ کے مزار پر قوال سے یہ شعر ہم نے سُنا۔

دیدہ لبریزم سراپا انتظارِ کیستم ؎ ذوق دیدارِ کہ دارم بیقرارِ کیستم

یہ شعر ہم اکثر پڑھا کرتے تھے اور ایک اناس کو ہاتھ میں لیتے اور اُسے دیر تک دیکھا کرتے تھے۔ لوگوں نے خیال کیا کہ ہم اناس کو ہاتھ میں لئے رہتے ہیں تو ہمیں اناس پسند ہے۔ اور یہ پھل تحفہ کے طور پر ہمارے پاس لانے لگے حالانکہ یہ بات نہ تھی بلکہ بات یہ تھی کہ اَناس کے پوست کی ساخت حلقہ ہائے چشم سے مشابہ ہے گویا وہ اپنی آنکھوں سے اپنے مطلوب کو دیکھ رہا ہے۔ انتظار میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دیدہ لبریز اور چشم براہ ہے۔ یہ منظر ہمیں بھلا معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے ہم اناس کو ہاتھ میں لئے ہوئے دیکھا کرتے اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ ؎

دیدہ لبریزم سراپا انتظارِ کیستم ؎ ذوق دیدارِ کہ دارم بیقرارِ کیستم

ہماری یہ کیفیت سال بھر تک رہی۔

ایک حالت خاص ایک بار آپؓ سفر اجمیر شریف سے کئی ماہ کے بعد مکان تشریف لائے۔ شب کو اپنے حجرے میں آرام فرماتے تھے کہ آپؓ کی اہلیہ محترمہ حجرے میں تشریف لائیں۔ یہ پچھلی رات کا وقت تھا۔ اُس وقت آپ بیدار تھے۔ اُن کو دیکھ کر زبانِ مبارک پر جاری ہوا تم کون ہو۔ انھوں نے اپنا نام بتایا۔ پھر ان کا نام لے کر پوچھا کہ وہ کون ہیں۔ انھوں نے اپنے والد کا نام بتایا کہ فلاں کی بیٹی۔ آپؓ نے فرمایا وہ کون ہیں۔ اس طرح آگے سوال وجواب ہوئے اور اُن پر ایک ہیبت اور رعب ایسا طاری ہوا کہ اُلٹے قدموں واپس چلی گئیں۔ کچھ دیر کے بعد جب آپؓ اس حالت سے دوسری حالت میں اُتر آئے تو دوبارہ تشریف لائیں اور کہا اتنے عرصہ کے بعد آپ مکان آئے ہیں تو عورت کہ

Marfat.com

دیکھ کر کیا آپ ڈر گئے تھے ورنہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے مجھے نہ پہچانا۔ اس پر آپ نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ بیان فرمایا۔ کہ آپؐ اپنے حجرہ میں تھے جو حضرت عائشہ صدیقہ تشریف لائیں اور آپ نے پوچھا تم کون ہو۔ انھوں نے جواب دیا عائشہ۔ آپ نے فرمایا کون عائشہ۔ انھوں نے کہا ابوبکر کی بیٹی۔ آپ نے پوچھا کون ابوبکرؓ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار۔ فرمایا کون محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس پر حضرت صدیقہ پر رعب طاری ہو گیا اور سامنے سے ہٹ گئیں۔ پھر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ میرا ایک وقت ہوتا ہے جبکہ وہاں بس اللہ ہی اللہ ہوتا ہے۔ نہ کوئی رسول ہوتا ہے، نہ کوئی صدیق اور نہ کوئی شہید۔

حضرت مخدوم بانسوی کا واقعہ

سیدنا حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بھی ایسا ہی ہے کہ حالت خاص آپ پر طاری تھی بلکہ آپ کے صاحبزادے آپ کے سامنے سے گذرے آپ نے پوچھا کہ تم کون۔ انھوں نے اپنا نام بتایا۔ شاید غلام دوست محمد۔ آپ نے فرمایا کون غلام محمد۔ انھوں نے جواب دیا فرزند سید عبدالرزاق۔ آپ نے فرمایا کون عبدالرزاق۔ انھوں نے کہا مرید حضرت مخدوم شاہ سید عبدالصمد خدانما آپ نے فرمایا کون حضرت مخدوم شاہ سید عبدالصمدؒ خدانما، اس پر وہ سامنے سے ہٹ گئے۔ اور صبح کو یہ واقعہ اپنے استاد صاحب سے بیان کیا۔ انھوں نے خود حضرت سے جاکر کہا کہ آج میاں کے ساتھ ایسا ماجرا گذرا۔ آپ سن کر بے قرار ہو گئے اور صاحبزادے صاحب کو بلا کر اسی وقت پوچھا کہ اس وقت ہماری زبان سے کچھ اور تو نہیں نکلا۔ تم ہمیں ہر وقت اپنا باپ نہ سمجھا کرو۔ اور جب ہم پر ایسی حالت ہو۔ ہمارے سامنے سے ٹل جایا کرو۔ ایسی حالت میں اچھا یا برا زبان سے جو نکل جاتے وہی ہو جاتا ہے۔

برزخ کبریٰ

ہمارے حضرت قبلہ روحی فداہٗ پر ایک کیف اور ایک عالم غیبوبیت ہر وقت رہا کرتا تھا۔ اور اللہ اللہ بہ پُر اثر اور پُر درد نعرہ زبان پاک پر اکثر جاری رہا کرتا لیکن بندگان خدا پر شفقت کا یہ عالم تھا کہ اُس

Marfat.com

حالت میں بھی اگر کوئی حاضر خدمت ہوتا تو آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ اور اس کا کام اسی وقت کر دیتے تھے۔ جب امتِ مرحومہ کے افرادِ کاملین کی یہ شان ہے تو خود سرچشمہ رحمۃ اللعالمین قربت الٰہی کے باوجود شفقت علی المخلوق کی ظاہر ہے کہ کیا شان ہوگی۔ مدح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا خوب کسی بزرگ نے فرمایا ہے

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخِ کبریٰ میں ہے حرف مشدّد کا

مجلسِ سماع کا ایک عجیب و غریب واقعہ

۱۳۰۵ھ، ۱۷ ذی الحجہ کو عرس شریف حضرت مولائی و مرشدی حضرت فخر العارفین قبلہ قدس سرہٗ کے موقع پر صحن درگاہ میں مجلسِ سماع برپا تھی۔ مجمع بہت زیادہ تھا۔ اور جناب مکرم صاحب میاں صاحب قوالی کر رہے تھے کہ یکبارگی سامعین پر وجد و حال کی ایک خاص اور نرالی حالت وارد ہو گئی۔ اور مجلس کا یہ حال تھا کہ ایک تلاطم برپا ہو گیا اور جوش و خروش اور گریہ وزاری کا ایک نیا عالم پیدا ہو گیا۔ روتے روتے لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں اور محفل میں ہر شخص کا یہ حال تھا کہ بے خود و سرشار تھا۔ اور کوئی متنفس اس حال سے محروم نہ تھا۔ اس حالت نے دفعتاً دوسرا رنگ اختیار کیا۔ اور وجد و رقص اور گریہ وزاری اور بے خودی و سرشاری کی حالت میں یک بیک ہر زبان پر ذکر ہُو ہُو ہُو باآواز بلند غیر اختیارانہ جاری ہو گیا۔ اور اس حالت کے کیف و جوش کا یہ عالم ہوا کہ لمحہ بہ لمحہ اور لحظہ بہ لحظہ ترقی کرتا جاتا تھا۔ صدہا حاضرین اس وقت مجلس پاک میں موجود تھے۔ سب کا یہی رنگ تھا۔ اور ایسی کیفیتِ خاص نمایاں تھی کہ کبھی دیکھنے اور سننے میں نہیں آئی۔ یہ نقشہ بہت دیر تک رہا۔ یہ عالمِ ہُو اتنی دیر تک رہا کہ اب خطرہ محسوس ہونے لگا کہ اگر ذرا دیر اور یہی حالت رہی تو لوگوں کی روحیں پرواز کر جائیں گی۔ اس نوبت پر پہنچکر صاحب میاں صاحب گانے والے نے خود بخود گانا بند کر دیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو خدا ہی جانتا ہے کہ ذرا دیر میں کیا سے کیا ہو جاتا۔ سماع بند ہونے کے کچھ دیر بعد رحمتِ خداوندی سے لوگوں کو افاقہ ہوا اور ہوش و حواس بحال ہوئے۔

جناب صاحب میاں ہمارے حضرت قبلہ رضؓ کے صحبت یافتہ اور قدیمی حاضر باش تھے

Marfat.com

اور ہمیشہ عرس شریف وغیرہ میں حضرت قبلہؒ کے سامنے زیادہ تر وہی قوالی کیا کرتے تھے انھوں نے بعد کو فرمایا کہ ایک بار سماع میں ایسا ہی حال اور ایسا ہی جوش وخروش اور یہی رنگ حضرت قبلہؒ کے روبرو بھی پیش آیا تھا۔ اور مجلس میں ہر شخص پر یہی حال آپ کے سامنے بھی طاری ہو اتھا۔ کہ ہُو ہُو کی آواز ہر طرف سے آتی تھی۔ اور یہی صدا ہر شخص کی زبان پر تھی اور وہ عجیب زور وقوت اور شدت کا حال تھا کہ ایسا حال کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اسی حال وکیف میں روحیں پرواز کر جائیں گی۔ یہ حال دیکھ کر آپ نے سماع بند کر دیا تھا۔ اب وہی نقشہ دیکھا، تو میں نے بھی سماع بند کر دیا کہ ایسا دستور مبارک دیکھ چکا تھا۔

مکرر اور فوراً مجلسِ سماع ممنوع ہے

ایک بار سیدنا حضرت شیخ العارفین کے عرس شریف (۱۲ ذیقعدہ) میں محفلِ سماع آپ کی حضوری میں ہوئی اور اختتام سماع کے بعد آپؒ مجلس سے تشریف لے گئے۔ اور اکثر لوگ سماع خانہ میں آپس میں بات چیت کرتے اور پان اور حقہ کھاتے پیتے تھے کہ یکایک دربار شریف کے مجذوب درویش مقبول مستان آگئے اور اپنے جوش اور مستی میں گانے لگے جس پر بعض آدمیوں میں جوش پیدا ہو گیا مقبول مستان نے قوالوں سے کہا کہ آؤ اور گاؤ۔ اور قوالوں نے ساز پر باقاعدہ قوالی کا از سرِ نو آغاز کر دیا۔ اور ایک مجلس سماع کے اختتام کے بعد یہ دوسری مجلسِ سماع برپا ہو گئی لوگوں کو خوب وجد وکیف ہوا۔ اور پھر کچھ دیر کے بعد سماع بند ہوا۔ صبح بعد نمازِ فجر آپؒ نے فرمایا۔ سماع ختم ہونے کے بعد تم لوگوں نے دوبارہ کیوں سماع کیا۔ مقبول مستان تو بوجہ اس کے کہ مست ومجذوب تھے، معذور ٹھیرائے گئے اور ان سے کچھ نہیں فرمایا۔ دوسرے سمجھدار اصحاب سے خطاب فرمایا کہ تم لوگوں نے ایسا کیوں کیا۔ یہاں مجلس سماع اور فاتحہ خوانی کے اسرار خاص ہیں سماع اور فاتحہ کے وقت حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی ارواح مقدسہ کا نزول اجلال ہوتا ہے۔ ارواحِ مقدسہ کو دوبارہ تم لوگوں نے کیوں تکلیف دی۔ یہ ادب کے خلاف تھا۔ آداب کے خلاف نہ ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

فرمایا جب ہم ہندوستان غازی پور وغیرہ میں تھے اور بارھویں ذیقعدہ کو ہمارے حضرت والد صاحب قبلہؒ کی فاتحہ مکان پر ہماری والدہ ماجدہ کرتی تھیں تو ایک مُرغ ذبح ہوا کرتا تھا۔ اور تھوڑا کھانا پکا کر فاتحہ دی جاتی تھی۔ اس فاتحہ میں بس گھر ہی کے لوگ ہوتے تھے۔ کوئی دھوم دھام اس زمانہ میں نہ تھی۔ لیکن ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس فاتحہ کے وقت رحمتِ خداوندی کا ظہور اور ارواحِ مقدسہ کا نزول ہوتا تھا۔

ہمارے حضرت قدس سرہٗ کے معاملات خاص ہیں۔ اس ارشاد پر سب لوگوں نے ندامت و شرمساری کے ساتھ معافی کی خواستگاری کی۔ اور آپ نے معاف فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

مستوں کی پیروی نہ کرو

ایک موقع پر ان ہی مقبول مستان نے سماع کی حالت میں مزار شریف پر کچھ افعال مجذوبانہ کئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دی کہ تم بھی ایسا ہی کرو۔ لوگوں نے ان کی خاطر سے کیا۔ آپؒ نے سُنا تو نصیحتاً فرمایا تم لوگوں نے ایسا کیوں کیا۔ اور ناپسندیدگی ظاہر فرمائی۔ اور فرمایا مقبول مستان نے یہ فعل کیوں کیا۔ اور کہاں سے کیا۔ اسے ہم جانتے ہیں وہ تو پاگل اور مجذوب ہے۔ کیا تھا کرنے دیتے، خود نہ کرتے کہ تم لوگ تو عاقل اور بالغ ہو۔ تم نے مجذوبانہ حرکت کیوں کی۔ آخر سب کا قصور معاف ہوا۔

تواضع مہمانٔ

آپ کی خدمتِ اقدس میں ہمیشہ اہل حاجت مُسلم اور غیر مسلم دعا، وتعویذ لینے اور مُرید وتلقین ہونے والے بہت لوگ روزانہ حاضر ہوتے تھے۔ قریب کے آنے والوں کی حاجتیں اور معروضات سماعت فرمانے کے بعد دعا، مقصد برآری فرما کر رخصت کر دیئے جاتے۔ اور دُور و دراز کے آنے والوں کو کھانا کھلا کر رخصت

Marfat.com

فرمانے کا دستور تھا۔ دونوں وقت دسترخوان پر کم وبیش دس پانچ بیس تیس چالیس مہمان ہوتے اور جن لوگوں کے قیام کی ضرورت آپ محسوس فرماتے، اُن کو ہفتہ عشرہ بلکہ دو چار ماہ تک ٹھہرنے کی اجازت دی جاتی۔ اور سب کی مہمان نوازی اور خاطر تواضع کی جاتی۔ اگر کوئی مریض پرہیزی کھانے کی خواہش کرتا تو اس کو پرہیزی کھانا اور چائے پینے والوں کو چائے بھی عطا ہوتی اور ایام عرس شریف حضرت سیدنا شیخ العارفین کے موقع پر دیسی لوگوں کے علاوہ غیر اضلاع۔ بنگالہ اور ہندوستان کے سیکڑوں کی تعداد میں حاضر آتے۔ یہاں تک کہ ایک سال عرس شریف میں گیارہ ہزار آدمیوں کا اجتماع ہوا۔ ان سب کو کھانا دیا جاتا۔ حاضرین میں سے اگر کسی کو خرچ راہ کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوتی تو آپ بطور قرض روپیہ عطا فرماتے۔ بعض ایسے غریب نادار مرید جن کے پاس خرچ واپسی نہ ہوتا اُن کو کرایہ کے لئے روپیہ عطا ہوتا۔ اور ان کو نصیحت کیجاتی کہ اگر روپیہ تمہارے پاس مہیا ہوجائے تو ہمارا بھیج دینا ورنہ معاف ہے اور اگر ہُوا اور نہ بھیجا تو گنہگار۔

حُسنِ اخلاق اور اچھے سلوک

مختصر یہ کہ ہر طرح آپ مریدوں اور مہمانوں کے ساتھ حُسنِ خلق اور اچھے سلوک سے پیش آتے اور مریدوں کو بہت عزیز رکھتے۔ ایک بار ارشاد فرمایا کہ ہم نے مکان میں کہدیا ہے کہ (میرے سامنے اور میرے بعد) اس آستانہ کے مریدوں کو تکلیف نہ ہو، ان کے ساتھ محبت سے پیش آنا ورنہ میرے دل کو صدمہ ہوگا۔ ایک بار آنے جانے والے لوگوں کے اقسام بیان فرمائے گئے۔

مرید و مہمان

فرمایا ہمارے یہاں آنے والوں میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک مرید دوسرے مہمان۔ مرید اور مہمان میں امتیاز یہ ہے کہ جن مریدوں پر مُریدی چھا گئی ہے ان کو ہم اسی ڈھرے اور راستہ پر لگا دیتے ہیں جو کہ مرید کے لئے زیبا ہے۔ اور باقی لوگوں کو خواہ وہ مرید ہوں یا غیر مرید سب کی ہم مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے ہیں۔

Marfat.com

لوگوں کے اقسام

فرمایا۔ پیر و مرشد کی خدمت میں لوگ تین خیال سے آتے ہیں۔ کچھ تو اس خیال سے کہ اُن کی خدمت میں حاضر ہونے سے اللہ تعالیٰ دارین میں ہماری بھلائی کرے گا۔ اور ہم کو خیر و برکت اور نجات نصیب ہوگی۔ اور بعض اس خیال سے آتے ہیں کہ فقیری اور درویشی حاصل ہوگی اور بعض کشش محبت سے آتے ہیں۔ جو کہ خود نہیں جانتے کہ کیوں آئے ہیں۔؟

فرمایا۔ بعض لوگ یہاں آتے ہیں تو وہ بڑے (ذوق و شوق والے) معلوم ہوتے ہیں۔ مگر یہاں آکر رفتہ رفتہ چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ اور بعض ایسے آتے ہیں کہ وہ چھوٹے (ذوق و شوق میں کم) معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ان کا ذوق و شوق یہاں آکر زیادہ ہو جاتا ہے۔ خدا کی شان ہے کہ بڑے کبھی چھوٹے ہو جاتے ہیں اور چھوٹے بڑے ہو جاتے ہیں۔ جو چھوٹے بڑے ہو جاتے ہیں خدا اُن کو بڑا ہی رکھے گا۔

لوگوں کے آنے سے خوف

فرمایا۔ ایک روز مجھے خیال ہوا کہ کہیں مجھ سے پرسش تو نہ ہوگی کہ تم لوگوں کو اپنے پاس آنے سے منع کیوں نہیں کرتے جو بہت روپیہ پیسہ خرچ کرتے اور دور دراز سے آتے ہیں جبکہ دو پیسے کے لفافہ سے (اس زمانہ میں لفافہ دو ہی پیسہ کا ہوتا تھا) کام چل سکتا تھا۔ اور ایک خط کا بھیج دینا کافی ہو سکتا تھا تو پھر اتنی تکلیف کس لئے اگر مجھ سے پوچھا گیا تو کیا جواب دوں گا؟ اس خیال کے آنے کے ساتھ ہی میں رو دیا۔ اور کہا۔ اے خدا! مجھے اس سے بچانا۔ پھر یہ خیال گذرا کہ لوگ یہاں آتے ہیں تو انھیں ان کی حسن عقیدت کی وجہ سے کچھ فائدہ ہی ہوتا ہے۔ اس لئے انھیں حصول خیر کے لئے منع بھی نہیں کر سکتا۔ مگر دل کو اس بات سے اطمینان نہ ہوا۔

ہجوم عرس

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اتر کی جانب سے لوگ گروہ در گروہ بہت کثرت سے چلے آرہے ہیں۔ میں نے اُن سے آنے کا سبب پوچھا تو کہا کہ ہم حضرت شیخ العارفینؒ کے عرس میں آئے ہیں۔ اس وقت سے مجھ میں ایک گونہ سکون پیدا ہو گیا کہ میرے والد بزرگوار میرے مرشد ہیں۔ اور آپ کا نبی اور خداداد لقب شیخ العارفین ہے۔ بس یہاں کثرت سے جو لوگ آتے

Marfat.com

ہیں تو اس کا سبب حضرت (شیخ العارفین) کا فیضان روحانی ہے۔ میں کیا ہوں مجھ میں کیا دھرا ہے۔ کہ میں خلق اللہ کی رہبری کر سکوں۔ سب ارادتمندوں کی اور معتقدین کی بہتری (فلاح و بہبود) بڑی حد تک حضرت والد بزرگوار کے فیضِ روحانی پر موقوف ہے۔ میں تو صرف نگہبان ہوں۔ فرمایا ہم کو ظاہر و باطن میں کچھ اختیار نہیں ہے۔ ہماری روح حق سُبحانہٗ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔

عنوان رخصت آپؒ کی خانہ نشینی کے بعد جبکہ آپؒ کی تقدس اور بزرگی کی شہرت ہندوستان اور بنگالہ وغیرہ میں عام ہو گئی۔ اور لوگوں کے دلوں میں عقیدت و محبت جاگزیں ہو گئی تو اہلِ حاجت اور مُریدین کی آمد میں وقتاً فوقتاً زیادتی ہونے لگی، یہاں تک کہ ہجوم ہونے لگا۔

آپ بالطبع تنہائی اور خلوت کو پسند فرماتے تھے۔ ہجوم مخلوق سے بچنے کے لئے بعض طریقے جائز اور مستحسن اختیار فرمائے۔ اور مخلوق کو جلد رخصت کرنے کے وجوہاتِ ظاہری و باطنی کا اظہار فرمایا۔ اور عام و خاص طور پر مریدوں کو نصیحتیں فرمائی گئیں۔ ازاں جملہ یہ ہے کہ ایک مُرید اور خلیفہ صاحب کو فرمایا کہ تم اب یہاں کم رہنے پاؤ گے۔ میں کل سے خیال کر رہا ہوں کہ کام کے آدمی کو بند کرنا (روکنا) نہیں چاہئے۔ پیشتر تم یہاں آتے تو کئی کئی مہینے رہا کرتے تھے، اب تم باکار ہو، جاؤ اپنا کام کرو۔ ہم اپنے یہاں اب کسی کو زیادہ نہیں ٹھیراتے۔ اگر آنے والے لوگ نزدیک کے ہوں تو جلدی ان کو رخصت کر دیتے ہیں۔ اور اگر دُور دراز کے ہوں تو ان کو بھی ایک ہفتہ سے زیادہ ٹھیرانا مناسب نہیں سمجھتے ہیں اہلِ حاجت کو اس طرح رخصت کرنے کا حکم ہے کہ شام کا آنے والا صبح کو اور صبح کو آنے والا شام کو رخصت کر دیا جائے۔ ہماری روح اللہ کے قبضہ میں ہے بعض آدمیوں کا کھانا ہم پر مدتوں گراں نہیں گزرتا۔ اور بعض کا تین چار وقت تو گراں نہیں گزرتا مگر اس کے بعد گراں گزرنے لگتا ہے۔ اور جب ایسا ہوتا ہے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ رخصت، ان میں نہ کوئی بیگانہ ہے اور نہ یگانہ، سب مُرید شاگرد ہیں نہ کوئی عزیز ہے نہ کوئی غیر۔ اللہ ہی جانتا ہے کیا بات ہے؟ چونکہ اب ہم لوگوں کو

Marfat.com

ایک ہی وقت کا کھانا کھلا کر رخصت کر دیا کرتے ہیں اس لئے ہم سمجھاتے دیتے ہیں کہ جلدی رخصت کر دینے کی وجہ سے کسی کے دل میں پریشانی نہ ہو۔ مقصود تو کام سے ہے جب کام ہو گیا تو پھر کسی کے ٹھیرانے کی کیا وجہ۔ دوسرے ہم اس وجہ سے بھی تم لوگوں کو یہاں ٹھیرنے نہیں دیتے کہ ہجوم سے کہیں ہمارے خیالات میں پراگندگی نہ آجائے۔ ہم پراگندگی سے ڈرتے ہیں۔ جب طبیعت میں تردد ہوتا ہے تو ذکر، مراقبہ اور عبادت میں حضور نہ ہوگا۔ اور جب حضور (قلب) نہ ہوگا تو عبادت میں دل نہ لگے گا۔ پھر عبادت (عبادت کی طرح) نہ ہوگی۔ فرمایا۔ ہم خلفاء کے نام خط لکھوانے والے ہیں کہ ہمیشہ یہاں آنے کی ضرورت نہیں، وہ وہاں رہ کر اپنا کام کیا کریں۔ اور ہمارے واسطے دعا کریں۔ ہم ان کے واسطے یہاں دعا کریں گے۔ اگر کوئی مرید یہاں آنا چاہے تو ایام عرس شریف کے قریب آئے۔ عرس میں بھی شرکت ہو جائے گی ہم سے ملاقات بھی ہو جائے گی (جلدی جلدی آنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جس کی ضرورت ہم زیادہ سمجھیں گے اس کو زیادہ ٹھیرالیں گے۔ اور ایسا معاملہ پہلے بھی ہم نے کیا ہے۔ اس بار اختتام عرس پر سب کو رخصت کر دیا مگر منشی عبد القدیر دہلوی کو روک لیا تھا۔ اور ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر تمھارا جی چاہے تو تم تین مہینے کی چھٹی منگا کر تین مہینے یہاں رہ سکتے ہو۔

فرمایا۔ دور دراز سے آنے والے سے ہم تین دن تک کچھ نہیں کہتے اور تین دن کے بعد غور کرتے، اور اس کی حرکات اور سکنات سے اندازہ کرتے ہیں کہ اس کے یہاں رہنے سے آیا اس کو ہم سے کوئی فائدہ پہنچے گا یا نہیں اس سے، تب ہم اُسے روک لیتے ہیں۔ اگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نہ تو اُسے ہم سے کوئی فائدہ پہنچے گا نہ اس سے ہمیں تو ہم اسے رخصت کر دیتے ہیں۔ ایسے آدمی سے ہمیں وحشت ہوتی ہے اور ہم سمجھ لیتے ہیں کہ اس کا یہاں رہنا فضول ہوگا۔ بابا ہم آدمی کی صورت ہی نہیں دیکھتے۔ آدمی کی پوشاک جُبّہ اور ٹوپی اور رگ و ریشہ تک کی خوب دیکھ بھال کر لیتے ہیں۔ کل یہاں کے رہنے والے فلاں مولوی صاحب پردیس سے آئے تو سیدھے ہمارے پاس چلے آئے۔ مگر ہم نے انھیں فوراً رخصت کر دیا

Marfat.com

(زیادہ نہیں ٹھیرایا) جب کوئی سفر سے آکر (پہلے یہاں) آتا ہے تو ہم اسکی رُوح کی کشش کو دیکھتے ہیں کہ ہماری طرف ہے یا اہل وعیال کی طرف۔ اگر اہل وعیال کی طرف کشش ہوتی ہے تو ہم اُسے فوراً رخصت کر دیتے ہیں۔ کھانے کا وقت ہوتا ہے تو کھانا کھلا دیتے ہیں۔

فرمایا۔ کالے میاں کے ساتھ جو کل تین آدمی آئے تھے اُن کی صورت دیکھکر ہم نے سمجھ لیا تھا کہ رات کو اُن کو یہاں رہنے میں تکلیف ہوگی۔ اس لئے ہم نے اُن کو اسی وقت رخصت کر دیا تھا۔

فرمایا۔ ہندوستان کے مردوں اور عورتوں کو یہاں آنے کی ضرورت نہیں عورتوں کو وہیں سمجھا کر روک دیا جائے کہ سفر دُور دراز میں تکلیف ہوتی ہے اور آج والوں کو اس امر میں اشارہ کر دیا جائے کہ وہاں فلاں فلاں خلفاء ہیں انھیں کو بلا کر جو چاہیں مُرید ہو جائیں۔ ہم نے سکندر شاہ اور عبدالقدیر سے کہہ دیا ہے کہ ہندوستان سے جو لوگ یہاں آنے والے ہیں انھیں وہیں سمجھا بجھا دینا کہ ہم دُعا کرتے ہیں، یہاں نہ بھیجنا ہجوم سے جی گھبراتا ہے۔ جب ہم کسی امیر کے آنے کی خبر سنتے ہیں تو ہم کو ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اور جب کوئی امیر آدمی آجاتا ہے تو ہم کو شرم معلوم ہوتی ہے۔ ہمیں اس قدر ڈر کیوں معلوم ہوتا ہے ہم آدمیوں سے اسقدر کیوں ڈرتے ہیں کہ آنے والے خواہ مُرید ہوں خواہ غیر مُرید، جب وہ آجاتے ہیں تو ہم ڈر جاتے ہیں۔ اللہ جانے ہمیں کیوں ڈر لگتا ہے؛

نقشہ بدل گیا فرمایا۔ لوگوں کو معلوم نہیں یہاں کا نقشہ بدل گیا ہے ہجوم ہم سے برداشت نہیں ہوتا جی گھبراتا ہے بعض ہندوستانی مُریدوں کو آپ نے فرمایا اور تاکید کی کہ دیکھو یہاں کسی کو آنے کی ترغیب نہ دینا اگر کوئی آنا چاہے اور کہے کہ ہم جائیں گے تو اس سے کہنا کہ آپ کہاں جائیں گے بہت دُور دراز کا سفر ہے۔ ہمارے پیرو مرشد غریب ہیں وہاں لوگ بھات (چاول) کھاتے ہیں، زمین پر سوتے ہیں۔ ننگے پیر چلتے ہیں (کیونکہ وہاں چھ ماہ بارش ہوتی ہے) اگر اس کہنے پر بھی وہ نہ رکیں اور آنا چاہیں تو کہنا

Marfat.com

اچھا اپنے سامان کے ساتھ جانا۔

کفایت شعاری فرمایا۔ ہم کفایت شعار ہو گئے ہیں۔ اور روپیہ پیسہ اکٹھا کرتے ہیں۔ خوب روپیہ جمع کرتے ہیں۔ ضرورت کے موافق خرچ کرتے ہیں۔ ساگ، پات، سبزی کھاتے ہیں اور جہاں تک بن پڑے کم خرچ کرنا چاہتے ہیں۔

سفر فرمایا۔ انسان دو طرح سے سفر کرتا ہے (مسافرانہ یا مہمان وارانہ) کسی کے یہاں بطور مہمان ٹھیرتا ہے یا مثل مسافر کے۔ مہمان کے آرام و عیش کے لئے زیادہ انتظام کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر مسافر کے لئے اچھے اچھے کھانوں کی اور آرام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہاں لوگ اپنے دینی کام کے لئے آتے ہیں۔ اور وہ مسافر ہیں۔ بس ہم سے کسی کی خاطر داری نہیں ہو سکتی اپنے انتظام سے آئیں۔ جس طرح حاجی جب حج کو جاتے ہیں تو روکھی سوکھی روٹی کھا کر کسی نہ کسی طرح گزارہ کر لیتے ہیں۔ اور حج کر کے چلے آتے ہیں کیونکہ ان کا مقصد حج ہوتا ہے نہ کہ عیش و آرام۔ اسی طرح ہمیں سمجھیں۔

رخصت بموقعہ عرس ۱۴ ذیقعدہ شریف آپ کا معمول دونوں وقت حاضرین کو کھانا دینے کا تھا۔ مگر جب ہجوم زیادہ ہونے لگا تو آپ نے ایک سال قبل اعلان اور اخبارات میں بھی مشتہر فرمایا کہ آئندہ عرس ماہ ذیقعدہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴ ان چار تاریخوں میں کھانا ایک وقت دن میں سب کو دیا جائے گا۔ بعض اصحاب نے معروضات پیش کی کہ ایسا حکم نہ صادر فرمایا جائے بلکہ دونوں وقت طعام داری فرمائی جائے۔ ارشاد ہوا کہ منتظمین مطبخ (لنگر خانہ) اور کھانا پکانے والے اور کھانا کھلانے والے لوگوں کو چار پانچ روز دونوں وقت کام کرنے سے آرام کی فرصت نہیں ملتی۔ محفل فاتحہ و سماع میں شرکت کا ان کو موقع نہیں ملتا۔ ایک وقت کھانا دینے سے ان کو بھی فرصت ملیگی اور دیگر فوائد ہیں مگر ان کا بیان و اظہار نہیں فرمایا۔

آپ کا ارشاد بالکل حق تھا۔ کیونکہ بنگال میں ہندوستان کے مثل نان بائی کھانا پکانے والے اجیر میسر نہیں آتے۔ اس کا رواج اور چلن نہیں

Marfat.com

شادی بیاہ اور دعوت کے موقعہ پر میزبان کے متعلقین اور آپس کے لوگ کھانا پکاتے ہیں دربار عالی میں۔

بتقریب عرس شریف تمام کام مریدین کرتے۔ چنانچہ خصی اور گائے اور بکری کو ذبح کرنا اور ۳۰، ۴۰ من گوشت اور مچھلی کا بنانا اور پکانا اور کھلانا اور برتن دھونا اور صاف کرنا مریدین کے تحت انتظام تھا۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ گیارہ ہزار سے لے کر پچیس ہزار آدمیوں کی طعام داری کا انتظام کتنا بڑا مشکل کام ہے۔ آپؒ بھی ان چار تاریخوں میں صرف ایک وقت دن میں کھانا نوش فرماتے اور رات میں چائے وغیرہ پر بسر کرتے۔ اور حویلی شریف میں بھی سب متعلقین ایک ہی وقت کھانا نوش فرماتے۔ ۱۵ تاریخ ذیقعدہ سے پھر دونوں وقت کھانا دیا جاتا۔ ہجوم سے بچاؤ کے لئے بتقریب عرس مبارک ۱۲ ذیقعدہ شریف بعض خلفاء سے ارشاد ہوا کہ جن کے مرید جس شہر یا گاؤں میں زیادہ ہوں وہ خلیفہ صاحب اسی مقام پر آئندہ سال سے ۱۲ ذیقعدہ کا عرس شریف مریدوں کو لے کر کیا کریں۔ یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔ اس میں بہت فوائد ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو لوگ یہاں آنے کی استطاعت اور توفیق نہیں رکھتے اور وہ شرکت فاتحہ سے محروم رہتے ہیں۔ اگر خلیفہ صاحب اس مقام پر جا کر فاتحہ کریں گے تو ان سب کو شرکت فاتحہ کا موقع ملے گا اور ان لوگوں کے ذوق وشوق میں ترقی ہو گی۔ اور خلفاء کو جلد از جلد ہمارے پاس آنا مناسب بھی نہیں ہے۔ کم آنے سے محبت میں کمی نہیں سمجھی جاتی۔ اس میں بہت مصلحت ہے۔ شعر

نہ دوری دلیل صبوری بود ؎ کہ بسیار دوری ضروری بود

خلفاء صاحبان نے اس ارشاد مبارک کی تعمیل آئندہ سال سے کی۔ اپنے اپنے مقام پر عرس شریف کرنے لگے۔ باوجود اتنے انتظام ونصیحت اور جلدی رخصت فرمانے کے پھر بھی پچاسوں اور سینکڑوں آدمیوں کا ہجوم ہمیشہ رہا کرتا اور تعداد میں برابر ترقی ہوتی رہتی جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ کا مرجع خلائق ہونا منجانب اللہ تھا۔ اور ان ارشادات اور نصائح کی غرض خاص تعلیم

Marfat.com

تربیت مریدین تھی۔ ہم ناقصان میں مجلس پسندی اور مخلوق سے ملاقات کا ذوق آپ نے محسوس فرمایا۔ اس لئے بکمالِ شفقت عملی طور پر یہ نصیحتیں فرمائی گئیں اور مجمع اور ہجوم بھی ناپسند تھا۔

آداب و تعظیمات

ارشاد فرمایا کہ حقیقتاً جیسا ادب اور جیسی تعظیم کہ صحابہ کرامؓ نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمائی ہے۔ آج تک دُنیا میں کسی اُمتی نے اپنے نبی کی، اور کسی مُرید نے اپنے شیخ کی نہیں کی۔ اور نہ آیندہ اُمید ہے کہ دُنیا میں کسی ہستی کی اس درجہ تعظیم ہوگی۔

صحیح روایت سے ادب اور تعظیم کے واقعات مستند اور صحیح روایتوں میں مذکور ہیں جیسا کہ کتاب تیسیر الوصول الی جامع الاصول اور زرقانی صفحہ ۱۵۲ جلد ۲ کی حدیث مطول متعلق غزوہ حدیبیہ میں عروہ ابن الزبیر سے مروی ہے کہ عُروہ بن مسعود مقام حدیبیہ میں کفار مکہ کی طرف سے امیر وفد ہو کر آں حضرت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اور اُس نے دربار رسالت کے آداب اور حضرات صحابہ کی تعظیم و محبت کے طریقے اور اُن کی جاں نثاری اور جانبازی کے حالات دیکھے تو وہ حیرت میں رہ گیا اور واپس جاکر اس نے حلف کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے بیان کیا۔

ترجمہ حدیث شریف جب عروہ اپنی قوم کی طرف لوٹا تو اس نے اپنی قوم سے کہا۔ اے قوم خدا کی قسم میں بے شبہ بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں۔ اور کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کے دربار میں نے دیکھے ہیں خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہیں جیسی تعظیم کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرتے ہیں۔

Marfat.com

خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بلغم نہیں تھوکتے ہیں مگر یہ کہ (آپ کے) اصحاب اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں۔ بس (لینے والا) اس فضلہ دہن (مبارک) کو تبرکاً اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کوئی حکم کرتے ہیں تو (آپ کے صحابی) اس کی بجاآوری میں جلدی کرتے اور (دوڑ پڑتے ہیں) اور جب وضو فرماتے ہیں تو ماءِ مغسول وضو (آبِ غسل وضو) کو زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ بلکہ اس کے (ہاتھوں ہاتھ) لینے کے لئے (یکبارگی) ہجوم کرتے اور ایک دوسرے پر (اس طرح مضطربانہ اور بے قرارانہ) سبقت کرتے ہیں کہ اندیشہ ہوتا ہے کہ (اس تبرک کے لئے) قتل ہو جائیں گے۔ اور جب آپ کلام فرماتے ہیں تو آپ کے قریب کے اصحاب اپنی آوازیں پست کر دیتے ہیں (تاکہ آوازیں آوازِ حضور سے اونچی نہ ہونے پائیں) اور یہ اصحاب ہیبت محبت اور فرطِ تعظیم سے آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے ہیں۔

دیگر احادیث ادب و تعظیم

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے حضرات صحابہ اس طرح بے حس و حرکت بیٹھے رہتے تھے کہ پرندے آن کر اُن کے سروں پر بیٹھ جاتے تھے۔ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف پیٹھ نہیں کرتے تھے۔ اور آپ کے جسمِ مبارک کو بے وضو نہیں چھوتے تھے۔ آپ حجامت بنواتے تو صحابہ آپ کے موئے مبارک کو اور ناخن شریف کو زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے۔ اُن تبرکات کو (بنہایت تعظیم و احترام) اپنے پاس رکھتے تھے۔

ادبِ حضرت مولیٰ مشکلکشا علی علیہ السلام

ایکبار حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سرِ اقدس کو حضرت امیر المومنین مولیٰ مشکلکشا علی علیہ السّلام کے زانو پر رکھے ہوئے استراحت فرما رہے تھے کہ سورج غروب ہونے اور نمازِ عصر کا وقت اختتام پر پہنچنے لگا۔ قریب تھا کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام کی نماز قضا ہو جاتی۔ مگر آپ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رعایت ادب سے نمازِ عصر کا قضا کرنا بہتر تصوّر فرمایا۔ اور اپنے زانو

Marfat.com

سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ مبارک نہ ہٹایا کہ مبادا اس جنبش سے حضور بیدار ہو جائیں حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے معجزہ ظاہر ہوا۔ آفتاب کی روشنی کرن پہاڑ پر پڑی۔ نماز وقت کے اندر ادا فرمائی۔ اس طرح حضرت مولیٰ مشکلکشا علی علیہ سلام نے بدرجہ کمال ادب برتا۔

ادب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام حدیبیہ میں تشریف فرماتھے کہ آپ کے حکم سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مکّہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ کفارِ مکّہ نے کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو داخلہ مکہ کی اجازت نہ دیں گے۔ تم آئے ہو۔ اس لئے تمہیں اجازت ہے کہ عمرہ کرو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ میں بغیر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمرہ نہ کروں گا۔ اب مقام غور ہے کہ نماز عصر کا پڑھنا فرض ہے۔ اور طواف بیت اللہ شریف دخولِ مکہ معظمہ پر واجب ہے لیکن ان دونوں جلیل القدر اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے ایک صاحب نے تو آپ کی رعایت ادب سے واجب کا ترک ہونا۔ اور دوسرے صاحب نے فرض نماز کا قضا ہونا گوارا کیا۔ ادب وتعظیم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزار ہا واقعات حدیثوں میں درج ہیں۔ یہ چند سطور بطور تمثیل بیان کئے گئے۔

ادب حضرات مشائخ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ملاحظہ ہوں

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

کتاب سیر الاولیاء مطبوعہ محب ہند صفحہ ۳۴۲ پر حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک وقت شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس سرہٗ العزیز نے مولانا بدرالدین اسحاق کو آواز دی۔ مولانا بدرالدین اسحاق نماز پڑھتے تھے۔ نماز توڑ کر فوراً لبیک کہا (جواب دیا) اور حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ اس کے بعد حضرت شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس سرہٗ نے یہ فرمایا کہ ایک وقت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا نوش فرمارہے تھے۔ ایک صحابی کو آپ نے

Marfat.com

آواز دی (بلایا) اُن صحابی نے فوراً لبیک نہیں کہا (جواب نہیں دیا) نماز پڑھتے تھے۔ نماز پوری کر کے دیر کے بعد حاضر ہوئے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا اور خدا کا رسول بلائے فوراً آنا چاہیئے۔ اس کے بعد حضرت سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فرمانِ شیخ مثل فرمانِ رسول ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

آدابِ شیخ ارشاد فرمایا کہ مُرید کو چاہیئے کہ اپنے شیخ کی خدمت میں باوضو رہے، جو کچھ کہ شیخ کی جانب سے ارشاد ہو، اُسے گوش و ہوش کے ساتھ سُنے۔ عمل کرے۔ حجرِ اسود اور بیت اللہ شریف اور پیر و مرشد کے جسم کو ایک ہاتھ سے نہ چھُونا چاہیئے بلکہ دونوں ہاتھوں سے چھُونا چاہیئے۔ قرآن شریف اور بیت اللہ شریف اور پیر و مرشد کی طرف پیٹھ کرنا منع ہے۔ چار چیزیں ہیں کہ ان کو کھڑے ہو کر تعظیماً پینا چاہیئے آبِ زمزم سبیل کا پانی۔ آبِ بقیہ وضو، اور پیر و مرشد کی عطا کی ہوئی سیّال (رقیق) چیز مثل پانی شربت وغیرہ۔

اتباعِ شیخ ارشاد ہوا کہ بزرگانِ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اتباعِ شیخ میں کمال کوشش کی ہے۔ اتباع جز و کل میں ہونا چاہیئے۔ طریقت میں اتباعِ حضرات اولیاء اللہ لازم آئی ہے۔ پیر کی تابعداری شریعت اور طریقت اور معرفت اور حقیقت ہر طرح ہونی چاہیئے۔ مرید جس جس عضو کی تابعداری نہ کرے گا (مرید کا) وہ عضو معطل ہو جائے گا۔ بس وہ تابعداری پوری نہ ہوگی۔ اس حال میں مرید کے لئے اندیشہ اور ڈر ہے۔ پس حفاظتِ الٰہیہ اسی کے شاملِ حال ہوگی جو جز و کل میں اتباعِ شیخ کریگا لباس اور ملکی رواج میں اتباعِ شیخ ضروری نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا کہ تمام عالم میں سرگردانی کی اور اقسام طرح کی محنت و ریاضت کی، لیکن کچھ فائدہ نہ حاصل ہوا۔ جو کچھ حاصل ہوا اتباعِ شیخ سے حاصل ہوا۔

ادبِ حضرت مخدوم قطبِ عالم حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بارگاہِ خداوندی میں مقبولیت کا درجہ میرا اگر انتہائی بلندی پہنچے کہ عرشِ معلّٰی سے میرا سَر لگ جائے تب بھی اپنے حضرت پیر و مرشد کے

Marfat.com

آستانہ (چوکھٹ) پہ ہی سر رہے گا۔ ارشاد فرمایا کہ ان واقعات سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ادب و تعظیم اور اتباعِ شیخ میں جہاں تک کوشش کی جائے کم ہے۔

مثنوی مولانا رُوم

از خدا خواہیم توفیقِ ادب ؎ بے ادب محروم گشت از فضلِ رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ؎ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ترجمہ:۔ ہم ادب کی توفیق خدا سے مانگتے ہیں۔ بے ادب خدا کے فضل سے محروم ہے۔ بے ادب خود کو تنہا بد اور بُرا نہیں بناتا بلکہ جہان میں بے ادبی کی آگ پھیلاتا ہے

قارئین کرام آپ نے ادب و تعظیم کے واقعات حضرات بزرگان متقدمین کے پڑھے۔ اب علمائے متاخرین دیوبند کے گستاخانہ اقوال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ مبارک میں ملاحظہ فرمائیں۔

اقوال بے تعظیمی و بے ادبی علماء دیوبند جو کہ نائبِ رسول اللہ ہونے کے دعویٰ دار ہیں

(۱)۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم بڑھ کر اور ثابت بالنص ٹھیرایا ہے۔

(۲)۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو بہائم (جانوروں) اور مجانین (پاگلوں) کا سا علم کہتے ہیں۔

(۳)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف کو جنم کنہیا سے تشبیہ دی ہے۔

(۴)۔ حضرات انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کو خدا کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل کہا ہے۔

(۵)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مٹی میں مل کر مٹی ہو جانا لکھا ہے۔

(۶)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی اور گاؤں کے چودھری کی طرح ماننے کی تلقین کی ہے۔

نعوذ باللہ من الخرافات والکفریات

قارئین کرام اب بے تعظیمی و بے ادبی علماء دیوبند اپنے پیر و مرشد کی شان میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

ارشاد فرمایا۔ ہم نے ایک روز مولوی اشرف علی سے پوچھا کہ در طریقت قطب و در شریعت بدعتی ایں چہ معنی دارد) طریقت میں قطب اور شریعت میں بدعتی اس کے کیا معنی۔

حضرت مولانا فخر الدین قبلہ قدس سرہٗ کے اعتراض کی تشریح یہ ہے کہ مولوی اشرف علی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ کے مُرید ہیں۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ عقیدت مریدانہ کی رُو سے آپ حضرت حاجی صاحب قبلہ کو کیا سمجھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ولی اور قطب۔ لیکن جب اُن کے مشرب اور معمولات کے بارے میں پوچھا جاتا ہے جنہیں انھوں نے اور ان کے حضرات پیران سلسلہ نے کیا ہے مثلاً قیام میلاد شریف اور فاتحہ مروجہ اور اعراس بزرگانِ دین وغیرہ (جیسے حضرت حاجی صاحب قبلہ نے اپنے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ) میں جائز اور مباح تحریر فرمایا ہے۔ تو مولوی اشرف علی ان سب کو بدعت کہتے ہیں اور یہ امر تحقیق شدہ مسلمات سے ہے کہ بدعتی قطب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا از روئے طریقت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہٗ کو قطب سمجھنا اور ان کے مشرب اور معمولات کو شرعاً بدعت ٹھیرانا اس کے کیا معنی ہیں (یہ اجتماع ضدین ہوا) فرمایا۔ خدا کی پناہ۔ وہ کہتے ہیں کہ شریعت اور طریقت دو جُداگانہ چیزیں ہیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے ہم طریقت میں مُرید ہیں نہ کہ شریعت میں۔ طریقت میں حاجی امداد اللہ صاحبؒ بیشک قطب تھے مگر شریعت میں ہمیں اُن سے اختلاف ہے۔

فرمایا۔ اُن سے یہ پوچھا جائے۔ اگر حاجی صاحبؒ نے شریعت کے خلاف کوئی فعل کیا اور اس فعل کو اپنا معمول دائمی بنایا جیسے کہ قیام میلاد شریف وغیرہ تو پھر حاجی صاحب قطب کیسے ہو گئے۔ جو شخص بدعت اور نافرمانی خدا کی کرے کیا وہ خدا کا محبوب اور ولی ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

اشعار سعدیؒ

محال است سعدی کہ راہِ صفا ؛ تواں رفت جز در پئے مصطفٰےؐ
خلافِ پیمبر کسے رہ گزید ؛ کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

فرمایا۔ مولوی اشرف علی اپنے شیخ کامل کے فرمان اور عمل کو خلاف شرع سمجھتے اور ناجائز بتاتے ہیں۔

Marfat.com

وہ بے خوف ہے جس نے اپنے پیر و مرشد کی بے ادبی کی۔ اس سے زیادہ اور کون بے ادب ہوگا۔ مولوی اشرف علی کے وہی خیالات ہیں جو مولوی اسمٰعیل دہلوی کے تھے۔

اس ارشاد مبارک کے بعد ان کے متعلق ایک دوسرا ارشاد ۱۳۳۵ھ میں یہ ہوا۔ جبکہ مولوی محمود الحسن صاحب مالٹا میں بقید فرنگ تھے۔

فرمایا۔ ہندوستان میں بے شمار آدمی آباد ہیں مگر جس درویش کے حالات کا علم حق سبحانہ تعالیٰ چاہتا ہے ہمیں دیتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے مولوی محمود الحسن صاحب اور مولوی اشرف علی کے حالات کا علم دیا۔ کہ مولوی اشرف علی گمراہ اور مولوی محمود الحسن متحیر (حیرت میں) ہیں۔ ہمیں ان کے اصلی حالات خوب معلوم ہوگئے۔ مولوی اشرف علی کا قلب مر گیا۔ مردہ ہو گیا اور مولوی محمود الحسن صاحب کا قلب مرا نہیں بلکہ متحیر ہے۔ مولوی اشرف علی کی روح میں اپنے شیخ اور اپنے مشائخ سلسلہ سے اعتراض و انکار آگیا ہے۔ مگر مولوی محمود الحسن کی روح میں انکار نہیں آیا وہ متحیر ہیں۔ اس وجہ سے کہ ایک طرف تو اپنے حضرات مشائخ سلسلہ کی بزرگی اور مقبولیت کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف اپنے پیران سلسلہ کے معتقدات اور معمولات کے خلاف اپنے زمانہ کے بعض متعارف علماء کے قول و عمل کو پاتے ہیں تو وہ اس کشمکش میں ہیں لیکن ان کا قلب مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے وہ اپنے بزرگوں مشائخ طریقت کے خلاف نہیں ہیں۔ ان کے دل میں خدا کا ڈر اور خوف ہے مگر وہ متحیر ہیں (ان صاحبان کے علاوہ دوسرے درویشوں کے حالات کا علم بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا۔ جس کا ذکر سیرت فخر العارفین حصہ اوّل اور ثانی میں ہو چکا ہے)

کہاں ہم کہاں وہ

فرمایا۔ ہمیں حیرت ہے کہ کجا ہم کجا دیوبند۔ ہمیں مولوی محمود الحسن صاحب سے کیا مطلب۔ ہم اتنی دور دراز بنگال کے رہنے والے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کا ہمیں غیب سے علم دینا کہ مولوی اشرف علی کا قلب مردہ ہے اور مولوی محمود الحسن کا قلب مردہ نہیں ہے مگر متحیر ہے۔ اس کی مصلحت خدا ہی جانتا ہے۔ پھر خود ہی فرمایا۔ ہمارے دادا پیر حضرت مولانا سید شاہ امداد علی صاحب قبلہ سہاگلپوری قدس سرہٗ کی روح پر فتوح کی نظر ہندوستان یوپی اور پنجاب والوں پر زیادہ ہے ورنہ ہمیں ان لوگوں سے کیا نسبت۔

Marfat.com

مُرتدِ اسلام فرمایا حضرت رسولِ مقبول سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ حق پرست پر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے مگر ان میں سے بعض تو آپ کے زمانہ میں اور بعض آپ کی وفات کے بعد مُرتد ہوئے۔ لیکن یہ سمجھ کر مرتد نہیں ہوئے کہ ہم ترکِ اسلام سے گمراہی کی طرف جا رہے ہیں بلکہ یہ یقین رکھتے ہوئے کہ ہم گمراہ تھے اسلام کو چھوڑ کر اب ہم ہدایت پر آ گئے ہیں۔ یعنی وہ کفر کو ہدایت اور ہدایت کو گمراہی سمجھتے تھے۔ نعوذ باللہ

اب بھی جو لوگ مرتد ہوتے ہیں تو انھیں یہی یقین ہوتا ہے کہ ہم گمراہی سے ہدایت پر آ گئے۔

از روئے طریقت فرمایا۔ یہی حالت مولوی اشرف علی کی ہے کہ وہ اپنے پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ سے پھر گئے جو کامل و اکمل بزرگ تھے۔ اور ان کے سلسلہ عالیہ کے تمام بزرگ کامل و اکمل ہوئے ہیں حضرت حاجی صاحب قبلہ سے لے کر حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سب پیران سلسلہ کامل ولی اور نور ہی نور ہیں۔ لیکن مولوی اشرف علی نے ان سب پیرانِ سلسلہ کی مخالفت کی اور منحرف ہو گئے۔ ان کی رُوح نے انحراف کیا۔ از روئے طریقت وہ مرتد اور کافر ہیں۔

پیر کامل رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہے جس نے مخالفتِ رسول کی وہ کافر ہو گیا۔ مولوی اشرف علی اپنے شیخ کامل کے فرمان و عمل کو خلاف شرع سمجھتے اور ناجائز بتاتے ہیں۔ وہ بے خوف ہے۔ مولوی اشرف علی کا قلب مُردہ ہے اگرچہ وہ سمجھیں کہ میں عین ہدایت پر ہوں مگر وہ درحقیقت مرتدِ طریقت ہیں۔ پیر و مرشد نے جس مقام پر بسم اللہ کہا۔ مرید اس مقام پر اعوذ باللہ پڑھے تو وہ مُرید رہا یا مَردُود۔

فرمایا۔ شیعوں کو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ گمراہ ہیں۔ اور حقیقت میں وہ گمراہ ہیں کیونکہ ہدایت یافتہ اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وہ گمراہ سمجھتے ہیں۔ اور اس گمراہی عقیدہ کے باوجود اپنے آپ کو عین ہدایت پر سمجھتے ہیں۔ یہی حالت مولوی اشرف علی کی ہے کہ وہ اپنے ہدایت یافتہ شیخ کو اور اپنے پیرانِ سلسلہ کو گمراہ سمجھتے ہیں

Marfat.com

(حضرت مولانا فخر العارفین قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشادِ مبارک چاروں سلاسلِ طریقت کے حضرات علماء اور مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدہ اور فرمان کے مطابق ہے)

رسالہ مبدء و معاد مطبوعہ مجتبائی دہلی کے صفحہ (۳۷) پر جناب مجدد صاحب سرہندی ولادت معنوی اور آداب للمریدین اور پیر و مرشد کی عزت و عظمت کرنے اور اُن کی قربانی اور بے ادبی کے باب میں جو تحریر فرماتے ہیں وہ اصل عبارت مع ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

شرافت علم باندازہ شرف رتبہ معلوم است معلوم ہر چند شریف تر علم آن عالی تر پس علم باطن کہ صوفیہ بآں ممتاز اند اشرف باشد از علم ظاہر کہ نصیب علماء ظواہر است. بر قیاس شرافت علم ظاہر بر علم حجامت و حیاکت بس رعایت آداب پیر کہ علم باطن را ازو اخذ کنند باضعاف زیادہ باشد از رعایت آداب استاد کہ علم ظاہر ازو استفادہ نمایند و ہم چنیں رعایت آداب استاد علم ظاہر باضعاف زیادہ است از رعایت آداب استاد حجام و حائک و ہمیں تفاوت در اصناف علوم ظاہری جاریست۔ استاد علم کلام و فقہ اولیٰ و اقدم ست از استاد علم صرف و نحو و استاد نحو و صرف اولیٰ است از استاد علوم فلسفہ بانکہ علوم فلسفہ داخل علوم معتبر نیست۔ اکثر آں مسائل لاطائل است و بے حاصل و اقل مسائل آنکہ از کتب اسلامیہ اخذ نمودہ اند و تصرفات دراں کردہ از جہل مرکب خالی نیستند کہ عقل را دراں موطن مجال نیست طور نبوت ورا علوم نظریست۔ باید دانست کہ حقوق پیر فوق حقوق سائر ارباب حقوق است بلکہ نسبت ندارد حقوق پیر بحقوق دیگراں بعد از انعامات حضرت حق سبحانہ و احسانات رسول او علیہ و علی الہ الصلوۃ و التسلیمات، بلکہ پیر حقیقی ہمہ رسول اللہ است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ ولادت صوری ہر چند از والدین است اما ولادت معنوی مخصوص بہ پیر است۔ ولادتِ صوری را حیات چند روزہ است ولادتِ معنوی را حیات ابدی است۔ نجاست معنویہ مُرید را پیر است کہ بقلب و روح خود کناسی می نماید و تطہیر سکینہ او می فرماید در توجہات کہ نسبت بہ بعضے مسترشداں واقع شود محسوس میگردد کہ در تطہیر نجاسات باطنیہ ایشاں تلوثی بصاحب توجہ نیز می دود و تا زمانے مکدر میدارد۔ پیر است کہ بتوسل او بخدا می رسند عزّ و جل کہ فوق جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ است۔ پیر نیست کہ بوسیلہ او نفس امارہ کہ بالذات خبیث است

Marfat.com

مزکی ومطہر میگردد، واز امارگی باطمینان میرسد واز کفر جبلی باسلام حقیقی می آید۔
مصرعہ ؎ گر بگویم شرح آں بیحد شود

پس سعادت خود را قبول پیر باید دانست وشقاوت خود را در ردّ او نعوذ باللہ سبحانہٗ من ذالک۔ رضائے حق سبحانہٗ را در پس پردہ رضائے پیر ماندہ اند تا مرید در مرضی پیر خود را گم نہ سازد۔ بہ مرضیات حق سبحانہٗ نرسد۔ آفت مرید در آزار پیر است۔ ہر ذلتے کہ بعد آں باشد تدارک آں ممکن است۔ امّا آزار پیر بہ ہیچ چیز تدارک نمی تواں نمود۔ آزار پیر بیخ شقاوت است مرید را عیاذاً باللہ سبحانہٗ من ذالک۔ خللے در معتقدات اسلامیہ دفتورے۔

در اتیان احکام شرعیہ از نتائج وثمرات آنست از احوال ومواجید کہ بہ باطن تعلق دارد چگوید۔ واگر اثرے از احوال باوجود آزار پیر باقی ماند از استدراج باید شمرد وغیر از ضرر نتیجہ نخواہد داد۔ وَالسَّلَامُ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

ترجمہ:۔ شرافت علم معلوم کے شرف ورتبہ کے انداز سے ہوتی ہے معلوم جتنا شریف ہوگا اس کا علم اسی قدر زیادہ عالی ہوگا پس علم باطن کہ جس سے صوفیہ ممتاز ہیں۔ عالم ظاہر سے جو علمائے ظواہر کے حصہ میں ہے زیادہ اشرف ہوگا۔ اس قیاس پر علم ظاہر کی شرافت حجامت اور حیاکت کے علم سے زیادہ ہے۔ پس آداب پیر کی رعایت جس سے علم باطن حاصل کرتے ہیں۔ علم ظاہر کے استاد سے جس سے کہ علم ظاہر کا فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ دو گونہ زیادہ ہوگی۔ اور اسی طرح علم ظاہر کے استاد کے آداب کی رعایت حجام اور حائک استاد سے دوگنی زیادہ ہے اسی طرح علوم ظاہر کے اقسام میں فرق ہے استاد علم کلام وفقہ استاد صرف ونحو سے اولیٰ ومقدم ہے اور استاد صرف ونحو علوم فلسفی کے استاد سے اولیٰ ہے۔ اس لئے کہ علوم فلسفی علوم معتبر میں داخل نہیں ہیں۔ اس کے زیادہ تر مسائل لاطائل وبے حاصل ہیں۔ اور اہل فلسفہ نے تھوڑے مسائل جو اسلامی کتابوں سے اخذ کئے ہیں۔ اور اس میں تصرفات کئے ہیں وہ جہل مرکب سے خالی نہیں اس لئے کہ عقل کو اس محل میں دخل کی مجال نہیں ہے۔ نبوت کا طور طریقہ علوم نظری کے طور وطریقہ سے بالاتر ہے۔ جاننا چاہیئے کہ پیر کے حقوق سب حقوق والوں سے بڑھ کر ہیں۔ حق

Marfat.com

سُبحانہ تعالیٰ کے انعامات کے بعد پیر کے حقوق کو اوروں کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ بلکہ سب کے پیر حقیقی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ولادتِ صوری ہر چند والدین سے ہے لیکن ولادتِ معنوی پیر کے ساتھ مخصوص ہے ولادت صوری کی زندگی چند روزہ ہے۔ لیکن ولادتِ معنوی کی حیاتِ ابدی ہے۔ مُرید کی باطنی نجاستوں کو پیر اپنے قلب و رُوح کی قوت سے جھاڑ دے کر صاف کرتا ہے اور پاک و پاکیزہ فرماتا ہے۔

بعض مسترشدین (مریدوں) کی توجہات میں جو نسبت واقع ہوتی ہے تو پیر کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان مریدوں کی نجاست پاک کرنے میں کچھ آلودگی توجہ دینے والے کی طرف دوڑتی ہے اور ایک زمانہ تک مکدر رکھتی ہے۔ پیر ہی ہے جس کے وسیلہ سے خدائے عزوجل تک پہونچتے ہیں۔ اور یہ دنیا و عقبیٰ کی سب سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ پیر ہی ہے کہ جس کے وسیلہ سے نفس اَمّارہ جو بالذات خبیث ہے۔ مزکّٰی و مطہر ہو جاتا ہے اور امارگی سے اطمینان کو پہنچتا ہے اور پیدائشی کفر سے حقیقی اسلام میں آجاتا ہے۔ اگر میں اس کی شرح کروں تو بہت ہو جائے گی۔ مُرید کی آفت پیر کو آزار پہنچانے میں ہے۔ ہر لغزش کی اصلاح ممکن ہے لیکن پیر کو آزار پہنچانے کا تدارک کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ آزار پیر مُرید کے لئے شقاوت و بدبختی کی جڑ ہے پس اپنی سعادت پیر کے قبول کرنے اور شقاوت پیر کے رَدّ کرنے میں جاننی چاہیے نعوذ باللہ سبحانہٗ من ذالک۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی رضا پیر کے پردہ میں ہے۔ جب تک مُرید اپنے کو پیر کی مرضیات میں گم نہ کر دے گا حق سبحانہٗ تعالےٰ کی مرضیات کو نہیں پہنچے گا۔

معتقدات اسلامیہ میں کوئی خلل اور احکام شرعیہ کی بجا آوری میں کوئی فتور اسی آزار پیر کے نتیجے اور پھل ہیں۔ اور جو احوال و وجدان کہ باطن سے تعلق رکھتے ہیں اُن کو کیا کہیں۔ اگر آزار پیر کے باوجود کوئی اثر باطنی احوال کا باقی رہ جائے تو اس کو استدراج شمار کرنا چاہیئے۔ جو آخر میں خرابی کی طرف کھینچے گا۔ اور نقصان کے سوا کوئی اور نتیجہ نہ دے گا۔ (ہمارا اسلام اس پر جو پیروی کرے ہدایت کی)

Marfat.com

خلاصہ کلام جناب مجدد صاحب پیر کی تعظیم اور بے ادبی کرنیوالوں کے حق میں

آداب پیر کی رعایت دوگنا زیادہ ہے۔ علم ظاہر کے استادوں سے جس سے کہ علم ظاہر پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کے بعد پیر کے حقوق سب حقوق والوں سے بڑھ کر ہیں۔ یعنی استاد علم دین اور والدین کے حقوق سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ پیر کے حقوق سے اوروں کے حقوق کو کوئی نسبت نہیں ہے۔ پیر کے وسیلے سے خدا عزوجل تک مرید پہنچتا ہے اور یہ دنیا اور عقبیٰ کی سب سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ مرید کی آفت اور خرابی پیر کو آزار پہنچانے میں ہے۔ ہر لغزش (گناہ) کی اصلاح ممکن ہے لیکن پیر کو آزار پہنچانے کا تدارک کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ آزارِ پیر مرید کی شقاوت اور بدبختی کی جڑ ہے۔ اپنی سعادت پیر کے اتباع اور حکم کو قبول کرنے اور شقاوت پیر کے حکم اور اتباع کو رد کرنے میں جاننا چاہیئے۔ ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ سبحانہٗ سے۔

جب تک مرید اپنے کو پیر کی مرضیات (خوشنودی) میں نہ گم کرے گا۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی مرضیات کو نہیں پہنچے گا۔ پیر کو آزار پہنچانے کا نتیجہ (اول اول) یہ ہوگا کہ اس مرید کے اعتقاد اسلامیہ اور احکام شرعیہ کے بجالانے میں خلل اور فتور پڑ جائے گا (اور دوسرا نتیجہ) خراب باطنی اور روحانی کیفیات اور احوال کے اعتبار سے یہ ہوگا کہ وہ بالکل کورا ہو جائے گا (یعنی سلب حال ہو جائے گا) پھر فرماتے ہیں کہ آزارِ پیر کے بعد اگر اس شخص میں کوئی اثر حالات باطنی سے باقی رہ جائے گا تو اس کو استدراج شمار کرنا چاہیئے (جس طرح غیر مسلم فقیر جوگی اور راہب (عیسوی درویش) کے خلاف قیاس باتوں کو استدراج کہتے ہیں نہ کہ کرامت) اور یہ امر اس شخص کو آخر میں نقصان کے سوا کوئی نفع نہ دے گا۔

ہمارا اسلام اس پر جو پیروی کرے ہدایت کی۔ قارئین کرام مولوی اشرف علی پیر کی اتباع کرنے کی بجائے ان کے مشرب اور معمولات کو بدعت اور خلاف شرع

Marfat.com

جانتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر بے ادبی اور کیا ہوگی۔
جناب مجدد صاحب پیر کی بے ادبی کرنے والوں کے حق میں یہ فتوے
دیتے ہیں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اعراس شریف

ارشاد فرمایا کہ بنگال میں لوگ عرس کو نہیں جانتے تھے۔ مولوی صاحبان کہتے تھے کہ عرس کیا چیز ہے۔ پہلے ہم نے یہاں عرس کرنا شروع کیا۔ اب تو سب جگہ عرس ہوتا ہے۔

جب عرس کی تاریخ آتی ہے تو ہماری روح میں بے قراری پیدا ہوتی ہے۔ اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ اور پپوٹے آنکھوں کے بھاری ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ کوئی بہت رویا پیٹا ہو۔ اگر تاریخ ہم کو نہ یاد رہے تو اس کیفیت کے پیدا ہونے سے ہم سمجھ جاتے ہیں کہ عرس کا دن ہے۔

عرس کے روز ہمیں جو میسر ہوتا ہے اس پر فاتحہ دیتے ہیں۔ ایک گلاس شربت ہی سہی۔ عرس کے لئے قرض نہیں لیتے۔ سفر حیدر آباد میں ہمارے پاس ایک روپیہ تھا۔ اور عرس کا دن آیا تو آٹھ آنے کی مٹھائی لے آئے اور فاتحہ دے کر طلبار کو دے دی۔ فاتحہ کی تقریب میں فرمایا کہ ہمارا ایک وہ وقت تھا کہ عرس فاتحہ مختصر طور پر کرتے تھے۔ ایک وقت کھاتے تو دوسرے وقت کا ٹھکانا نہ تھا۔ اب سال میں چار پانچ ہزار روپیہ ہمارے ہاتھ سے خرچ ہوتا ہے۔ کہاں سے آتا ہے کہاں جاتا ہے خدا ہی جانتا ہے۔ تشکراً فرمایا یہ بادشاہت نہیں تو کیا ہے۔ ہمارے ایسے بہت مولوی مارے مارے پھرتے ہیں کوئی پوچھتا نہیں۔ اس نعمت کا شکریہ جتنا ادا کریں وہ کم ہے۔

Marfat.com

تاریخ اعراس شریف

حضرت قبلہ و کعبہ رُوحی فداہ نے بعض حضرات بزرگانِ دین کا عرس مبارک ہمیشہ بدوام کیا۔ وہ ذیل میں درج ہیں۔ اور بعض حضرات کا اوائل میں فرمایا بعد میں نہیں۔

(۱) حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ۱۲ ماہ ربیع الاوّل شریف۔
(۲) حضرت سیّد الشہداء حضرت امام حسین علیہ السّلام ۱۰ ماہ محرم۔
(۳) حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؓ ۱۱ ربیع الثانی۔
(۴) حضرت خواجہ غریب نواز ولی الہند حضرت معین الدین چشتیؒ ۶ رجب المرجب۔
(۵) حضرت قطب العالم غوث زماں حضرت مولانا سیّد امداد علی صاحبؒ بھاگل پوری تاریخ ذیقعدہ شریف۔
(۶) حضرت قطب الاقطاب مخدوم الملک ردولویؒ ۱۵ جمادی الثانی۔
(۷) حضرت غوثِ زماں قطبِ دوراں حضرت شیخ العارفین مولانا سیّد ناشاہ مخلص الرحمٰن صاحب قبلہ الملقب بہ جہانگیر شاہ اسلام آبادیؒ ۱۲ ذیقعدہ شریف۔

فرمایا پہلے حضرت محبوب الٰہیؒ کا عرس شریف کرتا تھا۔ اور بعض حضرات بزرگان رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا بھی۔ مگر اب تو عرس کم کرتا ہوں۔

ارشاد فرمایا۔ اعراس بزرگانِ دین میں ہم یوں حاضر ہوئے۔ اجمیر شریف عرس مبارک میں ایک بار غیر ایام عرس میں دو بار۔ اسی طرح ردولی شریف میں مرید کرانے کے بعد ایکبار اور بھاگلپور شریف اور پٹنہ شریف حضرت مخدوم شاہ حسن علی صاحب قدس سرہٗ اور حضرت مخدوم شاہ منعم پاک باز قدس اللہ سرہٗ العزیز کے آستانہ شریف پر۔ ہم پٹنہ جب حاضر ہوئے تو وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ آج تاریخ عرس شریف حضرت مخدوم منعم پاک باز قدس سرہٗ العزیز ہے۔ بوقت فاتحہ سب کے پیچھے صف میں ہم بیٹھے۔ مجھے امتیازی طور پر کوئی نہیں جانتا تھا۔

اجمیر شریف میں محفلِ سماع میں مشایخوں کے بعد دنیاداروں کی صف میں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر سماع سن لیا۔ فرمایا بزرگوں کی درگاہ میں اس طرح حاضر ہونا اور یہ سمجھنا کہ جیسے کہ دس دوسرے زائرینِ حاضر ہیں۔ ویسے ایک ہم۔ اپنی مشیخت ... نہیں جتانا چاہیئے

Marfat.com

آفتاب کے آگے چراغ کی روشنی نہیں۔

فرمایا۔ بزرگوں کے عرس شریف میں شریک ہونا چاہیے۔ اس سے ذوق وشوق میں ترقی ہوتی ہے۔

طریقہ فاتحہ کسی نے طریقہ فاتحہ خوانی کے متعلق استفسار کیا۔ ارشاد مبارک ہوا کہ سورۃ فاتحہ شریف تین بار قل ھو اللہ شریف تین بار۔ ایک مرتبہ سورۃ قل اعوذ برب الفلق، ایک مرتبہ سورۃ قل اعوذ برب الناس۔ ایک بار قل یا ایکبار لا یلاف تین مرتبہ یا گیارہ بار درود شریف پڑھ کر اس طرح کہے۔ اے اللہ اس کا ثواب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جناب میں اور جملہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی روح مبارک خصوصًا فلاں ..... بزرگ کی روح مبارک کو پہنچے۔ اس کے علاوہ زیادہ اور کم سورتوں کی بھی روایت آپ سے ہے۔ لیکن یہ درمیانی طریقہ نقل ہے۔

حضرت سیدنا فخر العارفین کی خانہ نشینی

آپ بامر خداوندی خانقاہ شریف میں ہمیشہ کے لئے بٹھائے گئے

سفر کا ارادہ فرمایا مگر سفر نہ کرسکے آپ کے سفر حرمین الشریفین اور سفر حضرت اجمیر اور دیگر زیارات کے اُس زمانہ تک ہوتے رہے جبکہ سن شریف بینتالیس سال تک نہ پہنچا تھا۔ جب سن مبارک بینتالیس برس کا ہوگیا۔ تب آپ کے سفروں کا سلسلہ تمام ہوگیا۔ اس کے بعد ارادہ کئی بار سفر کا فرمایا لیکن سفر فرما نہ سکے۔

اس امر خاص کے متعلق ارشاد فرمایا۔ آٹھ دس برس کا عرصہ ہوا جبکہ ہم یہاں سے چل کر شہر (چاٹگام) میں پہنچے۔ قصد یہ تھا کہ ہندوستان کا سفر کریں۔ سفر کا خرچ

Marfat.com

بھی ہمارے پاس تھا۔ مگر ہر روز کل اور پرسوں ہونے لگا۔ ہم نے لوگوں سے کہا کہ ہمیں ریل پر بٹھا دو، ریل ہمیں کھینچ کر ہندوستان لے ہی جائے گی۔ مگر ہمارا سفر نہ ہو سکا۔

یہاں ایک مجذوب علاؤالدین سر برہنہ تھے۔ انھوں نے ہمارے ایک مُرید سے کہا کہ اس دفعہ تمہارے پیر و مُرشد ہندوستان نہیں جائیں گے۔ بس شہر (چاٹگام) ہی سے لوٹ آئیں گے۔ مگر ایک بار وہ کسی عظیم الشان کام کے لئے ہندوستان جائیں گے۔ مجذوب علاؤالدین سر برہنہ کے اس کہنے کو ہمارے مُرید نے ایک معمولی بات سمجھا اور کسی سے تذکرہ نہیں کیا۔

شہر میں ہمارا قیام میاں عنایت علی کے مکان پر ہوا، جو گلی کے اندر تھا شارع عام پر نہ تھا۔ کیونکہ ہمارا یہ قاعدہ ہے کہ شارع عام (بڑے راستہ) پر نہیں ٹھیرتے گوشہ کے مکان میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ چاٹگام میں رہتے ہوئے ہمیں تیرہ دن گذر گئے۔ چودھویں دن بعد نماز مغرب مراقبہ سے فارغ ہو کر ہم نے لوگوں سے کہا کہ اب ہم مکان واپس چلے جائیں گے۔ ہم ہندوستان (اور کسی سفر پر بھی اب) جا نہیں سکتے۔ لہذا ہم مکان واپس چلے آئے۔ اس کے بعد پھر کبھی شہر تک نہ جا سکے۔

(چند عرصہ کے بعد) ایک مرتبہ پھر سفر کا قصد و ارادہ کیا۔ اس کی شہرت بھی ہو گئی۔ مگر اس بستی میں ایک عورت جو ہمارے حضرتِ والا قدس سرہٗ کو چچا کہا کرتی تھیں انھوں نے حضرتؒ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں "ہم اپنے لڑکے سے کہتے ہیں کہ کہیں مت جائیں یہیں رہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ سفر کریں"

میں نے (اس کا) چنداں خیال نہ کیا تھا کہ اب مجھے ہمیشہ کے لئے یہیں رہنا ہوگا۔ مگر اس واقعہ کے بعد جب دیوان حافظؒ میں فال دیکھی تو یہ شعر نکلا۔

؎ چنداں بماں کہ پردۂ ازرق کند کبود

ترجمہ:۔ اتنا ٹھیر کہ آسمان نیلگوں ماتمی لباس پہنے۔

فرمایا کہ ہم نے جب جب قصد کیا کہ ہندوستان جائیں، ہم نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ پردیس میں ہم بہت تکلیف میں ہیں۔

ایک بار ہم نے دیکھا کہ ہم بھوپال گئے ہیں مگر متردد ہیں۔ خواب میں ایک

Marfat.com

مرتبہ ہم نے اپنے آپ کو (ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کے شہر مراد آباد میں دیکھا کہ نماز عصر کا وقت ہے۔ اور وقت نماز بہت تنگ ہو گیا ہے۔ اور ہماری نماز عصر قضا ہوئی جاتی تھی۔ پس ہم جلدی کرتے تھے (اور اندیشہ نماز عصر کے جاتے رہنے کا کرتے تھے)

فرمایا۔ ایک دفعہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو اُن لوگوں کے ساتھ دیکھا جو اس عالم سے گذر گئے ہیں (یعنی اُن حضرات اولیاء اللہ کے ساتھ جو دُنیا سے رحلت فرما چکے ہیں) ہم نے کہا کہ ہم بھی تو آپ لوگوں کی طرح ہیں (یعنی مر چکے ہیں)

دوسرے لوگ مجھے خواب میں مردہ دیکھتے ہیں۔ بس اس وجہ سے نہایت خوف معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا۔ میں ایک روز (حسب معمول) عصر کی نماز کے بعد (احاطہ خانقاہ میں) ٹہل رہا تھا۔ اس وقت دل میں خیال گذرا کہ ہمارا چلنا پھرنا بس اس احاطے کے اندر ہی اندر ہے اور سیر کے لئے ہم کہیں جا بھی نہیں سکتے۔ کس طرح گذر ہو گا تب ہمارے دل میں کہا گیا۔ کہ اتنی جگہ تمہارے چلنے پھرنے کو کیا کم ہے۔ لوگ قبر میں کس طرح رہتے ہیں!

ایک مرتبہ فرمایا۔ ہم نے خیال کیا کہ ایک دفعہ ہندوستان جاتے۔ زیارت بزرگانِ دین کرتے۔ ذرا احباب سے ملتے۔ ہماری روح نے کہا۔ ہندوستان میں کیوں جاؤ گے وہاں کیا کام ہے (آبدیدہ ہو کر فرمایا) ہمارے مولیٰ کی جو رضی ہم اُس میں بہت راضی ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ امر کب تک ہے۔ اللہ کو جو منظور ہے ہم اُس میں راضی ہیں۔

قطب از جا نمی جُنبد

فرمایا۔ ہمارے متعلق ایک بزرگ نے لوگوں سے کہا کہ ایک لڑکا بہت اچھا ہے۔ اور اللہ نے اُس کو علم بھی دیا ہے، لیکن اب وہ اپنی جگہ سے اُٹھنے میں مجبور ہے۔

اسی طرح علاء الدین سر برہنہ نے لوگوں سے کہا کہ اب اُن کا مکان سے جانا نہ ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد ہمارا کہیں جانا نہ ہوا۔

سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ بعض اولیاء اللہ کو اپنے منصب کا علم نہیں

Marfat.com

ہوتا۔ یہ راستہ غرباء کا ہے (یہاں سے جانے میں) ہمیں خود بھی ڈر لگتا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کہیں ہم سے یہ نہ پوچھے کہ ہم نے تو لوگوں کے دلوں کو تیری طرف رجوع کر دیا تھا تو اُن کو چھوڑ کر کیوں گیا۔ بس اللہ ہی تو ہے جس نے لوگوں کے دلوں کو میری طرف رجوع کر دیا ہے۔ ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ تھے انھوں نے اپنے مقام سے کہیں جانے کا قصد کیا۔ مگر پیرانِ عظام کی مرضی اُن کے وہاں سے جانے کی نہ تھی۔ جب وُہ چلے تو مُنھ کے بل گر پڑے۔ تاب رفتار سلب اور ساقط ہو گئی۔ میرا بھی ایسا ہی حال ہے اور میں بھی کہیں نہیں جا سکتا۔ اگر جانا چاہوں تو شاید اِن بزرگ کی طرح میں بھی گر پڑوں۔

فرمایا۔ پہلے زمانہ میں جب ہم مسافرت کیا کرتے تھے تو سفر سے واپس آکر جب اِس احاطہ (خانقاہ) میں قدم رکھتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ہمارے جسم پر بوجھ تھا وہ اُتر گیا۔ اور رُوح میں تازگی آجاتی۔ جب تک سفر میں رہتے کوئی بوجھ جسم پر محسوس تو نہ ہوتا۔ مگر یہاں آنے پر محسوس ہوتا (کہ جسم ہلکا پھلکا ہو گیا۔ اور کوئی بوجھ تھا جو یہاں آتے ہی اُتر گیا) اور اِس احاطہ میں قدم رکھتے ہی ایسا معلوم ہوتا کہ بلندی میں قدم رکھا۔ جیسے کہ آدمی پہاڑ پر چلے۔ اور اُس کی بلندی کو نہ دیکھے۔ مگر انداز سے سمجھے گا کہ کسی بلندی پر چل رہا ہے۔ معلوم نہیں یہ بات اِس وجہ سے ہے کہ یہ ہمارا وطن (ہمارا مقام) ہے یا کیا بات ہے۔ وَاللہُ اعلم خادموں سے دریافت فرمایا۔ اچھا بتاؤ کہ تم لوگ اپنے گھر پر جاتے ہو تو کیا تمہیں بھی ایسا محسوس ہوتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ نہیں۔ فرمایا اللہ اعلم الغیب ہے۔

آنکھوں میں آنسو دل میں سرُور

فرمایا ہم کہاں جائیں اور کیوں جائیں جب درگاہ شریف کی طرف دیکھتے ہیں تو آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ اور دل میں سرُور ہوتا ہے اسلئے ہم کہیں نہیں جاتے۔ جب ہم خانہ نشین ہو گئے تب سعدیؒ صاحب کے اس شعر کا مطلب ہم نے سمجھا۔ شعر

چناں ہول زاں حال بر من نشست
کہ ترسیدم پائے رفتن ببست

Marfat.com

تفصیل حال خانہ نشینی

جب آپ بہ امر خداوندی خانقاہ شریف میں بیٹھ گئے تو فرمایا کہ اب میں صرف ان تین امور کے لئے احاطہ خانقاہ سے باہر جاسکوں گا وہ بھی صرف اس بستی کے اندر اندر۔

(۱) عیادت (بیمار پرسی) کے لئے (۲) نماز جنازہ کے لئے (۳) مُرید کرنے کے لئے اگر اس بستی کے رہنے والے کوئی شخص علالت کے سبب ذی فراش ہوں اور مُرید ہونے کے آرزومند ہوں تو جاسکتے ہیں۔ مگر اس کا اتفاق بھی آپ کو بہت ہی کم پیش آتا کہ آپ بستی میں تشریف لے جاتے۔ لوگ یہ کرتے کہ جنازہ یہیں لے آتے اور آپ احاطہ خانقاہ میں جنازے کی نماز پڑھاتے۔

حضرتؒ کی ہمشیرہ محترمہ صاحبہ کا مکان خانقاہ شریف سے باہر اسی موضع کے اندر قریب ہی میں تھا۔ زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ آپ اٹھارہ سال کی مدّت خانہ نشینی میں صرف چند بار اُن کے مکان پر بغرض عیادت (جبکہ وہ زیادہ بیمار ہوئیں) تشریف لے گئے ہیں۔ جب تک لوگوں کو آپ کی خانہ نشینی کا علم نہ تھا۔ اُس وقت تک حسب معمول بہت اصحاب آپ سے درخواستیں اور التجائیں کرتے رہے کہ آپ اُن کے مکان پر تشریف لے جائیں۔ آپ اُن اصحاب کو سمجھا دیتے کہ ہم جا نہیں سکتے۔

ایک مولوی صاحب جو آپ کے نہایت عقیدت مند مُرید تھے وہ آپ سے آرزومند ہوئے کہ اُن کے مکان پر جو خانقاہ سے صرف دو میل کے فاصلے پر ہے تشریف لے چلیں۔ اور تقریب فاتحہ میں جو چہار دانہ شیرینی پر ہونے والی تھی شرکت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا اچھا میں پوچھ لوں، تب جواب دوں گا۔ عصر کی نماز کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ بکری کے گلے میں رسّی ڈال دی جائے تو وہ کہیں نہیں جاسکتی بس اسی طرح میری حالت ہے (رشتہ درگردنم افگندہ دوست ہوں۔ کہاں جاسکتا ہوں)

آپ کی خانہ نشینی مرضیاتِ الٰہی سے تھی

فرمایا پینتالیس برس کی عمر سے ہمارا باہر کا جانا آنا بند ہوا۔ اس سے پہلے ہم ایک بڑے سیّاح تھے۔ بہت گھومے بہت پھرے، اب ایک مدّت سے ہمارا کہیں آنا

Marfat.com

جانا نہیں رہا یہیں بیٹھے رہتے ہیں۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے ہم یہ سوچتے رہے کہ ہمارا یہاں بیٹھ جانا آیا مرضیٔ مولیٰ سے ہے یا خدانخواستہ کاہلی اور سستی سے ہیں جو بات معلوم ہوئی وہ بس یہ ہے کہ ہم یہاں مرضیٔ مولیٰ سے بیٹھے ہیں (نہ اپنی خواہش اور مرضی سے) اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اسباب معیشت عالم غیب سے مہیّا ہو گئے ہیں ورنہ نہ ہوتے۔

اسباب معاشرت تقریباً ہر وارد صادر اہل حاجت اور مریدین تحفہ تحائف اور نذرانے لاتے اور پیش کرتے اور جس شے کی ضرورت ہوتی وہ عالم غیب سے موجود ہو جاتی کوئی نہ کوئی اس شے کو لے کر حاضر خدمت ہوتا جس کے واقعات عنوان کرامت میں درج ہیں۔ فرمایا اکثر میں نے خیال کیا کہ میں خود سے تو کہیں نہیں جا سکتا۔ مگر کوئی دوسرا (اپنی قوت اور طاقت سے) مجھے لے جانا چاہے تو دیکھیں کہ اس حالت میں بھی ہم جا سکتے ہیں یا نہیں۔ ایسا بھی نہ ہوا (اور کوئی قوت ہمیں یہاں سے نہ اٹھا سکی) فرمایا۔ اگر ہم اپنے ارادہ سے بیٹھ گئے ہیں تو ہمیں کوئی دوسری قوت اور طاقت اٹھا دے گی مگر کوئی قوت اور کوئی طاقت خدا کے فضل سے آپ کو اٹھانے میں کامیاب نہ ہوئی۔ آپ کی خانہ نشینی کی شہرت خاص و عام میں پھیل گئی۔ کہ آپ کہیں باہر تشریف نہیں لے جاتے اور ایسا فرماتے ہیں کہ میں کہیں جا نہیں سکتا ہوں۔

آپ کی تھوڑی زمینداری بھی تھی۔ اس کی وجہ سے مقدمات اور معاملات رہا کرتے تھے۔ بعض فتنہ انگیز حاسدین اور مخالفین کو جب آپ کے اس طرح خانہ نشین ہو جانے کا علم ہوا تو وہ بار بار شرارت و عداوت کی راہ سے اس بات کی کوشش کرتے رہے کہ کسی نہ کسی طرح بس ایک دفعہ آپ عدالت میں طلب ہو جائیں۔ مگر ہزار کوشش و تدبیر کے باوجود حاسدین اور مخالفین اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ عدالت کے کسی مقدمہ میں آپ کی شہادت کی ضرورت ہوتی تو کمیشن جاری کرایا جاتا۔ اور یہیں سے آپ کا بیان حاصل کر لیا جاتا۔ ایک بار آپ کے کارپرداز خادم نے از راہ ترحم ایک شخص کو کچھ سو روپیہ قرض دے دیا۔ اس شخص نے وعدہ اور تقاضوں پر بھی نہ دیا نالش کر دی گئی۔ اس نے روپیہ ادا کرنے کے بجائے ایک جعلی رسید پیش کر دی کہ یہ روپیہ حضرت صاحب کو ادا کر دیا گیا ہے۔ اور یہ اس کی رسید ہے جو ان سے حاصل

Marfat.com

کی گئی ہے۔ اس پر مقدمہ چلا۔ عدالت نے فیصلہ کیا کہ رسید کے جعلی ہونے کے سوال نے فوجداری مقدمہ کی بناء پیدا کر دی ہے۔ ضروری ہے کہ آپ عدالت میں آ کر بیان دیں۔ اور آپ کے نام سمن جاری کیا گیا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہمارا جانا نہیں ہو سکتا اور خدام خانقاہ سے فرمایا کہ ہمارے کام کو مختصر کرو پھیلاؤ نہیں یعنی اس قسم کا لین دین مت کرو۔ اس کے بعد آپ کی طرف سے مختار نے عدالت میں کہا کہ حضرت صاحب خانقاہ سے باہر کہیں تشریف نہیں لے جاتے اور بڑے بڑے اُمراء خود حاضر ہوتے ہیں آپ مسلمانوں کے پیشوا اور مقتدا ہیں لہذا کمیشن جاری کیا جائے۔ عدالت بالا نے کمیشن کا بھیجنا منظور کر لیا۔ آپ کا عدالت میں تشریف لے جانا نہیں ہوا۔ اِس مقدمہ میں کامیابی بفضلہ تعالیٰ ہو گئی۔

ایک بار بعض سخت دل مخالفین نے از راہ خبث باطن ایک مقدمہ میں آپ کا وارنٹ نکلوا دیا۔ مگر خدا کی رحمت سے احاطہ پاک کے اندر داخل ہونے کی ہمت اور جرأت کسی کو نہ ہو سکی۔ آخر وارنٹ منسوخ ہوا۔ اور اس کے بعد کوئی کارروائی بفضلِ خدا مخالف نہ کر سکا۔ بعض حکومت پرست مخالفین و حاسدین نے کمشنر صاحب کے کان بھرے، کہ یہ مسلمانوں کے پیر اور پیشوا ہیں۔ ان کے مُریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ سلسلہ معاش میں کوئی پیشہ بھی نہیں کرتے۔ اور امراء اور عوام میں اُن کا اثر اور رسوخ حیرت انگیز سرعت و تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے۔ وُہ حکام سے کبھی نہیں ملتے عدالت میں اگر طلب کرتے ہیں تو وہاں بھی نہیں جاتے۔ خلافت اور کانگریس کے متحد ہونے کا یہ زمانہ ہے۔ ہندو اور مسلم دونوں مل کر آزادی طلب کر رہے ہیں۔ اگر اُنھوں نے کبھی حکومت کی مخالفت کا پہلو اختیار کر لیا تو اس سے امن عامہ میں خلل اور نظام مملکت میں فتور واقع ہو جائے گا۔ اور ہندوستان کی اس سرحد پر جو ریاست سے ملتی ہے ہندوستان کی مغربی سرحد کی طرح ایک دوسری خطرناک سرحد پیدا ہو جائے گی۔ اس قسم کے لغویات سے کمشنر صاحب کو بھڑکایا۔ آخر کمشنر نے آپکو ایک خط لکھا کہ آپ کون ہیں اور کیا پیشہ ہے۔ اور کیا کرتے ہیں۔ آپ نے اس خط کا جواب تک نہ دیا۔ اور اس خط کو طاق پر ڈال دیا۔ خدا کی رحمت سے اس کے بعد حکومت

Marfat.com

کی طرف سے کوئی پرسش پھر نہ ہوئی۔

حضرت محبوب الٰہیؒ کے مخالفین

ایک موقعہ پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ جب خانہ نشین ہوگئے۔ اور کہیں آتے جاتے نہ تھے اس کے حالات "سیر الاولیاء" جو حضرت محبوب الٰہی اور حضرات خاندان چشت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کتب سیر میں سب سے بہتر اور سب سے مستند کتاب ہے۔ کہ حضرت محبوب الٰہی کے قریب العہد آپ کے ایک مرید نے لکھی ہے۔ اور دوسری کتابوں میں یوں تحریر ہے کہ مخالفین و حاسدین کو جب اس کا علم ہوا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں کہیں نہیں جاسکتا یہاں تک کہ بادشاہ کے دربار میں بھی نہیں جاسکتا یعنی بحکم خدا خانہ نشین ہوا تو آپ کے اس حال پر مخالفین حاسدین کے دلوں میں عناد و حسد کا کانٹا چبھا۔ اور موقعہ پاکر بادشاہ وقت سلطان محمد تغلق کے کان بھرے کہ دہلی کے مشائخ اور علماء سب دربار شاہی میں حاضر ہوتے ہیں کہ بادشاہ ظلِ الٰہی اور خلیفۃ المسلمین اور جہان جنین ہے۔ مگر ایک شیخ نظام الدین ہیں کہ کبھی نہیں آتے۔ مناسب ہے کہ نئے چاند کا پہلا دن مبارک باد دربار کے لئے مقرر کیا جائے کہ اس دربار میں سب عمائدین اور سب مشائخ اور علماء آئیں۔ اور بادشاہ کو نئے مہینے کی مبارک باد دیں بغرض یہ تھی کہ حضرت محبوب الٰہیؒ اس دربار میں کبھی نہ آئیں گے۔ اور اس بناء پر شاہی عتاب اور قانونی گرفت کا موقعہ اُن کے لئے پیدا ہو جائے گا۔ اور اگر آئیں گے تو آپ کا پہلا قول جھوٹا ثابت ہوگا۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور فرمان جاری کر دیا کہ ہر نئے مہینے کی پہلی تاریخ کو شاہی دربار میں سب حاضر ہوا کریں۔ سب لوگوں نے اس فرمان کی تعمیل کی، مگر حضرت محبوب الٰہیؒ خود تشریف نہیں لے گئے۔ اپنے خادم میاں اقبال کو بھیج دیا اور ہمیشہ بھیج دیا کرتے تھے۔ اب مخالفین کو غصہ اور جلال شاہی آپ کے برخلاف حرکت میں لانے کا ایک دوسرا موقعہ ملا۔ اسی زمانہ میں بادشاہ نے نئی مسجد جامع تعمیر کی۔ اور حکم دیا کہ پہلے جمعہ کی نماز بادشاہ کے ساتھ سب علماء اور مشائخ اسی مسجد میں آکر پڑھیں۔ حضرت محبوب الٰہیؒ نے کہلا بھیجا کہ میں نماز جمعہ کی

Marfat.com

مسجد خانقاہ میں پڑھ لیتا ہوں۔ اس شاہی جامع مسجد میں جانا میرے لئے مشکل ہے اس پر بادشاہ کا قہر و غضب انتہائی نقطہ پر پہنچ گیا۔ اور اس کے منہ سے یہ نکلا، کہ اگر اب کے مہینے کے دربار میں شیخ نظام الدین حاضر نہ ہوئے تو ان کے ساتھ قانونی کارروائی کی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ حضرت محبوب الٰہی کے ارادتمندوں اور غلاموں کے لئے یہ کس قدر تشویش اور اضطراب کا وقت تھا۔ بعض خواص نے آپ سے درخواست کی کہ آپ اس نازک وقت میں اپنے پیرومرشد حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ مقدس سے استمداد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا نظام الدین اپنی جان کے لئے اسے گوارا نہ کرے گا۔ کہ اپنے حضرت کو اور اپنے پیرانِ عظام کو تکلیف دے۔"

حضرت محبوب الٰہی کا خواب

ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک گائے نے جس کے بڑے بڑے سینگ ہیں چاہا کہ آپ پر حملہ کرے مگر آپ نے اس کے دونوں سینگ پکڑے۔ اور اسے زور سے دے پٹکا جیسے ذبح کے وقت گائے کو پکڑ کے گرا دیتے ہیں۔ اس خواب کو آپ نے مریدین پر ظاہر کیا جس رات کی صبح کو دربار ہونے والا تھا۔ اس رات میں بادشاہ کے لئے قہر و غضب الٰہی حرکت میں آگیا۔ آدھی رات کا وقت تھا کہ بادشاہ کا غلام (خسرو خاں) شاہی خوابگاہ میں داخل ہوا۔ اور تلوار سے بادشاہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اور اس کی لاش کو قلعہ کی دیوار کے نیچے پھنکوا دیا۔ صبح ہوئی تو نئے بادشاہ کے اعلان تخت نشینی اور کل تک کے بادشاہ کے مارے جانے کی خبر کی (ڈونڈی) پٹ گئی کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اور بادشاہ جس نے خدا کے ایک محبوب کی شان میں غرور سلطنت کے نشہ میں گستاخی اور بے ادبی کا مجرمانہ قصد کیا تھا۔ تخت سلطنت کے بجائے تختہ تابوت میں ڈال دیا گیا۔ اسی طرح ایک واقعہ حضرت محبوب الٰہی کے ساتھ سلطان علاء الدین خلجی کے عہد سلطنت میں پھر پیش آیا کہ اس کے کانوں میں ڈالا گیا۔ کہ سلطان المشائخ ایک عالم کے مقتدا اور پیشوا تسلیم کئے گئے

Marfat.com

ہیں۔ اور راعی رعایا اور خاص و عام میں شاید ہی کوئی باقی رہا ہو کہ اُن کے دروازے کی خاک کو سرِ تاج اعزاز نہ سمجھتا ہو۔ خود ولی عہد سلطنت آپ کے زمرۂ ارادتمندان میں داخل ہیں۔ اس لئے اب اس سلطنت کا قیام محض آپ کے رحم پر ہے۔ اور تاریخ میں ایسے واقعات موجود ہیں۔ کہ اقتدار اور رسوخ حاصل ہونے پر لوگوں نے بادشاہوں کے تخت اُلٹ دیئے ہیں۔ اور اس فرقہ کی بدولت سلطنتیں زیروزبر اور درہم برہم ہو گئی ہیں۔ غرض اس قسم کی فتنہ طرازی کے ساتھ خلجی خاندان کے اس غضب ناک اور غصہ ور بادشاہ کو پولیٹیکل خطرات کے گرداب میں ڈال دیا گیا۔ جس نے سوچا ممکن ہے کہ یہ خطرے اور اندیشے کبھی بروئے کار آجائیں۔ بس اُس نے ایک تذکرہ لکھوا کر اپنے لڑکے کے ہاتھ بھیجا جس میں بعض اہم معاملاتِ سلطنت میں آپ سے مشورہ کی خواستگاری کی تھی کہ ایک عالم خدوم سے فیض یاب ہے، بادشاہ کو بھی اس کی ضرورت ہے کہ بعض اہم امور سلطنت میں آپ کے مشورہ سے مستفیض ہو۔ پس جس معاملہ میں جو راہِ ثواب ہو تذکرے میں اُس کے محاذ اور بالمقابل اُس کا اشارہ تحریر فرما دیا جائے تاکہ بادشاہ اُس کے موافق عمل کرے۔

علاء الدین خلجی کا اس سے مقصد یہ تھا کہ آپ کی طبیعت کا امتحان کرے اور آپ کے حاسدوں اور بدگویوں کے قول کی جانچ اور پڑتال کرے کہ سلطنت کے خلاف اگر آپ واقعی کوئی ارادہ اور منصوبہ رکھتے ہیں تو اِن مہماتِ سلطنت پر ضرور آپ کی نظر ہوگی۔ اور آپ جو کچھ تحریر فرمائیں گے اُس سے بہت باتوں کا پتہ چل جائے گا۔ جب بادشاہ کا بیٹا یہ سربمہر شاہی مراسلہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے کشفِ باطن سے سارے معاملے کو سمجھ لیا۔ حالانکہ اس سربمہر شاہی لفافے کے مضمون کی ظاہراً آپ کو کوئی اطلاع نہ تھی آپ نے اُس کاغذ کو ہاتھ میں لیا۔ اور حاضرین سے فرمایا کہ ہم فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ درویشوں کو بادشاہوں کے کام سے کیا علاقہ۔ میں ایک فقیر ہوں بادشاہ اور مسلمانوں کی دعا گوئی میں مشغول ہوں۔ اگر بادشاہ کو میری یہ بات ناگوار

Marfat.com

ہو۔ اور میرا رہنا پسند نہ ہو تو میں یہاں سے چلا جاؤں۔ وَاَرضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ (اللہ کی زمین بہت وسیع ہے) یہ ارشاد فرما کر وہ شاہی لفافہ آپ نے فرزند سلطان کو بغیر پڑھے واپس دے دیا۔ بادشاہ نے سُنا تو اُس نے سمجھ لیا کہ آپ کے خلاف جو کچھ کہ اس کے کانوں میں پہنچی۔ یہ سب فتنہ انگیز حاسدوں کی شرارت ہے۔ انجام کار دشمن مقہور و مغلوب ہو گئے اور حضرت محبوبِ الٰہی کا بول بالا ہوا۔

حضرت فخر العارفین کی مُدّت خانہ نشینی

ہمارے حضرت قبلہ پر بھی حاسدین و مخالفین کے اسی طرح وار پر وار اس اٹھارہ برس کے زمانے خانہ نشینی میں وقتاً فوقتاً ہوتے رہے۔ مگر اٹھارہ برس کی اس طویل مُدّت میں اس احاطہ خانقاہ اور مسجد شریف اور حویلی مبارک یہ سب اسی احاطہ مقدس کے اندر ہیں آپ باہر نہ خود تشریف لے گئے نہ کوئی حاسد اور مخالف آپ کو ان انتہائی جدّ و جہد کے باوجود باہر لے جا سکا اور آپ ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ میرا یہاں بیٹھ جانا اور اس احاطہ کے باہر نہ جانا۔ اگر میرے پروردگار کی مرضی سے ہے تو میں کہیں بھی نہیں جانے کا۔ وہ لوگ جو یہ چاہتے ہیں کہ میں یہاں سے کبھی تو باہر جاؤں اگر وہ لوگ کامیاب ہو جائینگے تو اس حالت میں میں سمجھوں گا کہ میرا بیٹھ جانا مرضیٔ مولیٰ سے نہ تھا اٹھارہ برس میں کیا کچھ نہ ہوا۔ مگر آپ کی اپنی جگہ سے جنبش نہ ہوئی۔ اس مرتبہ خاص پر اللہ تعالیٰ اپنے حسن محبوبین خاص کو سرفراز فرماتا ہے اُن کے اس "مرتبہ خاص" کی دلیل اور علامت یہی ہے کہ کوئی قوت اُنھیں اُن کی جگہ سے ہلا نہیں سکتی وہ درحقیقت مرکزِ عالم ہوتے ہیں کہ نظام کائنات اسی محور پر گردش کرتا ہے۔ بھلا مرکز اپنی جگہ سے کس طرح ہل سکتا ہے۔

جناب حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم کی اس دربار شریف کی شان میں ایک غزل ہے جس کا یہ شعر کیا ہی معنی خیز ہے۔ سُبحان اللہ

وجودِ پاک ہے تیرا وہ محور جس پہ روز و شب
دوائر سات اقلیموں کے پھرتے ہیں بآسانی

Marfat.com

ارشادات و اشارات متعلق وفات شریف

عرصہ چار سال کا ہوا۔ کہ حضرت قبلہ روحی فداہ نے سات سو روپے جناب شمیع العالم صاحب سوداگر چاٹگام کے پاس امانت رکھوایا۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ روپیہ ہماری تجہیز و تکفین اور فاتحہ اور نذر و نیاز کے لئے ہے۔ اور اعزاء اور خادمان آستانہ پاک میں اس کا اعلان بھی فرمایا۔ اس کے علاوہ ایک سو بیس روپیہ کی ریزگاری واسطے خیرات یوم وصال جناب مقبول علی شاہ صاحب خادم کے حوالے فرمائی۔ اس کا تذکرہ مقبول علی شاہ صاحب کے بالمشافہ جناب حفاظت الرحمن صاحب وکیل جو آپ کے خویش تھے۔ ایام مرض میں فرمایا۔ تھوڑے عرصہ سے آپ عام طور پر یہ فرمایا کرتے تھے کہ خانقاہ شریف میں جو سامان کہ بزرگان دین کے عرسوں اور آیندگان کی ضرورتوں کے لئے ہے اور تمام اشیاء جو متعلق درگاہ شریف کی ہیں وہ سب وقف ہیں۔ ان میں وراثت نہیں ہوگی۔ قریباً دو سال کا عرصہ ہوا کہ آپ کی اہلیہ صاحبہ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان پر بہت سی بلائیں پرندوں کی طرح منڈلا رہی ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بلائیں حضرت قبلہ کے واسطے ہیں۔ انھوں نے اس خواب کو خدمت مبارک میں عرض کیا۔ آپ سن کر خاموش رہے۔ اس خواب کو حضور نے خود بعض خادموں سے ارشاد فرمایا۔ دو تین سال سے یہ ارشاد عالی خادموں اور غلاموں سے ہوا کرتا تھا کہ ہم ایک بڑی مصیبت میں گھر جائیں گے۔ اس مصیبت کے ریلے میں اگر چلے گئے چلے گئے، رہ گئے رہ گئے۔ اگر بچ گئے تو پھر فتح عظیم ہے مولوی فضل الکبیر صاحب جو حضرت قبلہ روحی فداہ کے بھتیجے اور جوان صالح ہیں۔ انکو ایک دستار شریف دربار عالی سے عطا فرمائی گئی۔ اور ارشاد ہوا کہ عید الضحیٰ کی نماز پڑھائیں۔ اس موقع پر ان سے فرمایا۔ ہم موت کے راستہ پر بیٹھے ہیں۔ ہم

Marfat.com

شیخ فانی ہیں۔ تمہارے بھائی چھوٹے ہیں (مراد صاحبزادگان صاحبان) اُن کو دیکھنا اور اُن کا خیال رکھنا۔ ہر گھاٹ کا پانی نہ پینا۔ اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنا کہ ہمارے والد صاحب اور دادا صاحب قدس سرہٗ کا اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں بہت بڑا مرتبہ تھا۔ مگر لوگوں نے پہچانا نہیں۔ مولوی وقاص صاحب و دیگر صاحبان کو رخصت فرماتے ہوئے کتاب مجالس سنین شریف سے وہ مقام سُنایا جہاں حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہٗ کی آخری وصیت کا ذکر ہے۔ آپ نے اپنی وفات شریف کے وقت اپنے صاحبزادے عبد الجبار رضی اللہ عنہٗ کو فرمائی تھی۔ سُنانے کے بعد ارشاد ہوا کہ اب قیامت کے دن کوئی ہمارا دامنگیر نہ ہو سکے گا۔ ہم نے سب کو تعلیم اوّل سے آخر تک کر دی ہے اگلے سال ۱۳۳۸ھ میں عرس شریف کے موقعہ پر فرمایا۔ اُس وقت اور لوگ بھی خدمت مبارک میں حاضر تھے۔ ہمارے حضرت قدس سرہٗ کا جو عُرس ہے اس ایک عرس کو کرنے سے ہی عرس ہو جائے گا۔ دو عرس کرنے سے آدمی کو تکلیف ہوگی۔ پھر اس سال عرس شریف کے بعد نماز جمعہ ادا فرما کر تشریف لاتے ہوئے واحد علی شاہ سے یہ فرمایا کہ ذیقعدہ ذی الحجہ دونوں متصل مہینے ہیں۔ دو عرس کرنے میں دُور دراز سے آنے والوں کو تکلیف ہوگی۔ بس ایک ہی عرس کرنا۔ انھوں نے عرض کیا کن کا۔ فرمایا ہمارے والد قدس سرہٗ کا۔ بس ایک ہی عرس کرنے سے دونوں عرس ہو جائیں گے۔ فرمایا ہمارے والد قدس سرہٗ کی وفات شریف بھادوں کے مہینے میں ہوئی ہے

اس سال عرس شریف کے ایّام میں نماز عصر ادا فرمانے کے بعد مولوی محبوب صاحب ساکن چاندپور کو خلافت عطا فرمائی۔ اس طرح کہ مُصلا جس پر نماز ادا فرمائی تھی۔ دست مبارک سے تہ کرکے اُن کو دے دیا۔ حالانکہ وقت عطائے خلافت دستور عالی اکثر یہ تھا کہ ملبوسات شریف میں سے کوئی جامہ مثل چادر یا ٹوپی یا تہبند یا دستار مبارک عطا فرمائی جاتی۔ خلاف معمول شریف مُصلا شریف عطا فرمانے سے ایک اشارہ ظاہری یہ تھا کہ اس نعمت

Marfat.com

عظمیٰ عطیہ خداوندی کا اب اختتام ہے۔ مُصلّا تہ کر دیا۔ دو سال سے
یہ ارشاد ہوا کرتا تھا جس سے اکثر خادم مشرف ہوئے ہیں۔ اپنی عمر
کے آخری دور میں ہمارے حضرت قدس سرہٗ اکثر اوقات حجرہ شریف
میں تنہا رہتے تھے۔ لوگوں سے بات چیت کم کرتے تھے۔ دو سال سے
ہمارے حضرت قبلہ روحی فداہٗ کا بھی ایسا ہی معمول شریف تھا۔ مگر
اس اشارے اور رمز کو لوگوں نے سمجھا نہیں۔ اور یہ ارشاد فرمایا' وفات
سے دو سال قبل ہمارے حضرت قدس سرہٗ کے مُنھ کا ذائقہ جاتا رہا تھا۔
اب یہ ارشاد ہوا کرتا تھا ہمارے منھ کا ذائقہ بھی جاتا رہا۔ کسی چیز
کے کھانے پینے کا ذائقہ اور مزہ اب محسوس نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم
ہوا کہ ہماری موت کا وقت قریب ہے۔ اس سال ۱۳۳۹ھ ہجری میں
عُرس شریف کے موقعہ پر جب آخری دن دائرہ (حلقہ ذکر و سماع)
ہوا تو فرمایا' یہ آخری دائرہ تھا۔ حالانکہ آپ اس وقت تک بالکل
صحیح و تندرست تھے۔ مقبول علی شاہ صاحب خادم جو ۴۲ سال سے
خدمت اقدس میں برابر حاضر ہیں۔ ایک روز عصر کا وضو فرما کر تالاب سے تشریف
لاتے ہوئے اُن سے فرمایا' ہمارا گھر سنسان اور خالی معلوم ہوتا ہے جیسے
ہُو کا عالم۔ جب یہاں کوئی نہ رہے گا تو تم کہاں جاؤ گے۔ ذی الحجہ کی
ابتدائی تاریخ میں گردنِ مبارک پر ایک پھنسی نکلی اور مرض سرطان (کاربنکل)
شروع ہوا۔ اس مرض کے دوران میں فرمایا۔ ہم کو مرض الموت نے پکڑا۔ وفات
شریف سے آٹھ نو دن پہلے بڑی صاحبزادی سلمہا سے "جن کی والدہ صاحبہ
کا پیشتر انتقال ہو چکا ہے" فرمایا۔ تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ ہماری زندگی
کا اب بھروسہ نہ کرنا۔ اسی دن ہماری اماں صاحبان کو بلایا۔ اور یہ فرمایا کہ
آپ لوگوں کے حقوق میں اگر ہماری طرف سے کوئی کمی رہ گئی ہو' یا ہم سے
کسی طرح کی تکلیف پہونچی ہو تو معاف کرنا۔ وفات شریف سے تین دن پہلے
جناب ڈپٹی مستفیض الرحمٰن صاحب سے فرمایا۔ دو برس ہوئے ہماری

Marfat.com

موت کی گرہ آئی تھی۔ اُس وقت بھی بھادوں کا مہینہ تھا۔ اب جو موت کی گرہ آئی ہے وہ بھی بھادوں کے مہینے میں ہے۔ ہمارے حضرت قدس سرہٗ کی وفات شریف بھادوں کے مہینے میں ہوئی تھی۔ ہم سمجھتے ہیں۔ ہمارا انتقال بھی بھادوں ہی کے مہینے میں ہوگا۔

فرمایا۔ حضرت غوث الثقلین رضؓ نے فرمایا ہے کہ سب اولیاء اللہ کو اُن کی موت کی اطلاع عالمِ غیب سے نہیں ملتی ہے۔ ایسے اولیاء اللہ نادر الوجود ہیں جنھیں عالمِ غیب سے اُن کے انتقال کی اطلاع دی جاتی ہے۔ ہمارے حضرت مولائی و مرشدی و الدماجدؒ قبلہ قدس سرہٗ کو تین مرتبہ اطلاع ملی تھی۔

تعداد سال ہائے عمر شریف اور وفات شریف کا دن

کئی سال سے بار بار یہ ارشاد ہوا کرتا تھا جس سے اکثر خادم مشرف ہوتے رہے ہیں۔ کہ ہمارے حضرت قدس سرہٗ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا انتقال دوشنبہ کے دن ہوگا۔ چنانچہ سیرت جہانگیری میں جو دو سال کا عرصہ ہوا شائع ہوئی۔ اس میں بالتفصیل اس کا بیان ہے۔ یہ ارشاد ہوا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی جس روز وفات شریف ہوئی ہے وہ دوشنبہ کا دن تھا۔ ہمارے حضرت قدس سرہٗ نے بھی اُسی دن وفات فرمائی۔ اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارا انتقال بھی دوشنبہ کے دن ہوگا۔ فرمایا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات فرمائی ہے۔ ہماری عمر کا اب تریسٹھواں سال شروع ہوا۔ اگر ہمارا انتقال تریسٹھ سال میں نہ ہوا۔ تو ہم زیادہ دن تک زندہ رہیں گے۔ (جناب ملیح العالم صاحب نے یہ فرمایا کہ ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ۶۳ سال میں وفات شریف نہ ہونے پر آپ کی عمر شریف نوّے سال مثل عمر مبارک حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہٗ کے ہوگی) باوجود ان صریح ارشادات و اشارات کے سجادہ نشین کے لئے صرف یہ وصیت اور اتنا ارشاد فرمایا کہ ہمارے لڑکوں میں سے جس کے لئے اللہ کو منظور

Marfat.com

ہوگا۔ اس میں ہمارے حضرت کی اور ہماری روش و رفتار، طور طریقہ، خو، بو پیدا ہوگی جو ہمارے قدس سرہٗ کے اور ہمارے قدم بقدم ہوگا۔ بیس برس کی عمر میں اس کے ان اوصاف کا اظہار ہو جائے گا جس سے لوگ خود سمجھ لیں گے کہ یہ سجادہ نشین ہیں۔ اور منجانب اللہ باطنی معاملہ ان کے ساتھ ہوگا۔ اور ایک موقعہ پر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہمارے بعد جو جانشین ہوں گے ان کا عروج اور ترقی ہم سے زیادہ ہوگا۔

نواب صاحب کا بیان

برادر طریقت محترم جناب نواب حیدر علی خاں صاحب رئیس ضلع مین سنگھ نے یہ حکایت بندہ سے بیان فرمائی کہ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی قدمبوسی کا شرف مجھے کئی بار رحمت سے حاصل ہوا۔ میری آخری حاضری کے وقت حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی صحت و تندرستی کا زمانہ پاک تھا۔ اس حاضری میں حضرت قبلہ قدس سرہٗ پر ایک خاص حالت اور ایک نادر کیفیت کا ورود مجھے محسوس اور ادراک ہوا جو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا (وہ یہ کہ) حضرت قبلہ قدس سرہٗ لوگوں سے دستور اور معمول شریف کے مطابق گفتگو فرمایا کرتے تو آپؓ کا چہرۂ مبارک دفعتاً روشن اور درخشاں اور تاباں منور نظر آنے لگتا۔ جیسا کہ الکٹرک لائٹ بجلی کے (بلب) کے اوپر کپڑا ڈالنے سے باہر کی جانب اس کی روشنی چھنتی اور نکلتی نظر آتی ہے۔ اور پھر یہ منظر دفعتاً بدل جاتا اور آپ کا چہرہ مبارک افسردہ محزون زرد رنگ نظر آتا۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ حالت ہی بدل جاتی۔ اور پھر اوّل حالت لوٹ آتی۔ اور چہرۂ مبارک روشن تاباں منور، حشاش بشاش، جگمگ جگمگ نظر آنے لگتا۔ اور ان حالتوں میں چشم مبارک نہیں جھپکتی۔ اور مژگان (پلک) مبارک نہیں گرتی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوش نہیں ہے۔ حالانکہ آپؓ باہوش و حواس رہتے تھے۔ شب و روز یہ کیفیت دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال گذرا، اور بعض احباب سے میں نے کہا کہ اب آپؓ رہنے کے نہیں ہیں۔

خلاصہ کلام

Marfat.com

نواب صاحب کا یہ کہ حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ کی رُوح مبارک کو جلد جلد عروج اور نزول ہوتا تھا بحالتِ عروج چہرۂ مبارک روشن، تاباں، درخشاں منور نظر آنے لگتا۔ اور بحالتِ نزول چہرۂ مبارک افسردہ، محزون اور زرد رنگ معلوم ہونے لگتا۔ جب ایسا عروج عالی ہوتا ہے تو پھر روح ملاءِ اعلیٰ سے مقام ناسوت اسفل کی جانب متوجہ اور واپس آنا نہیں چاہتی۔ یہ مقام عالی اور برتر ہے تو میں سمجھا کہ اب حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ اس دارِ فانی سے ملک جاودانی کو جلد تشریف لے جائیں گے۔ میرا خیال اتفاقی تھا اور ویسا ہی ظہور میں آیا کہ تھوڑے عرصہ کے بعد آپؒ کا وصال ہوا۔ مصرعہ

چنداں کہ بے پردہ شوم در پردۂ اخفا شُدم

وفات شریف کے بارے میں خواب

فرمایا۔ کہ ہم نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک چڑیا ہمارے گھر پر آن کر بیٹھی ہے۔ نام اُس کا ویل ہے۔ وہ جس کی طرف کو دیکھتی ہے وہ مر جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے گھر کے لوگ بہت کم رہ جائینگے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے خواب دیکھا مگر خواب کہتے ہوئے بہت شرم کرتا تھا۔ میں نے کہا کہو، یہ خواب تھا۔ اُس نے دیکھا کہ اس چوکی پر میں لیٹا ہوں مگر مخلیٰ بالطبع (ہمارے جسم پر کوئی کپڑا نہ تھا) میں نے کہا تم نے ٹھیک دیکھا یہ خواب میرے لئے نہایت مبارک ہے اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خبر دے دی کہ میری رُوح دُنیا کے علائق سے پاک ہو گئی ہے۔ خواب سُن کر ہم نے دو رکعت نماز شکرانہ کی پڑھی۔

۱۳۳۹ھ کے اخیر ماہ شوال میں مولانا سید محمد جہانگیر نے اپنے مکان میں خواب دیکھا کہ سیدنا حضرت دادا پیر قدس سرہٗ کے دائیں پہلو میں (جہاں اس وقت ہمارے حضرت کا مزارِ مقدس ہے) ایک جدید مزار شریف ہمارے حضرت رُوحی فداہ کا بنا ہے۔ اور اس پر سبز رنگ کا فلالین لگا ہوا ہے ایک لکڑی کا سرپوش غلاف کی صورت میں ہے۔ ہم غلامان مزار شریف کے گرد

Marfat.com

بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو وصال فرمائے دو تین روز ہوئے ہیں۔ دل میں خلجان ہوا۔ ذیقعدہ شریف کے عرس مبارک میں حاضر ہوئے تو حضوری میں خواب عرض کیا۔ فرمایا۔ اس مقام میں لوگ اسی طرح دیکھتے ہیں۔ تم ابھی بچے ہو، نہیں سمجھو گے ہم چپ ہو گئے۔ فرمایا میری طبیعت آجکل بہت کمزور ہو گئی ہے۔ بعض وقت مصلے سے ٹیک لگا کر اٹھنا پڑتا ہے۔ لوگوں سے باتیں کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ مرید و تلقین کرانا بھی بار معلوم ہوتا ہے۔ ہر وقت تنہا اور خاموش رہنے کو جی چاہتا ہے۔ ہمارا دستور ہے کہ ہم لوگوں کو زیادہ نہیں ٹھیراتے، اب ہجوم سے ہماری طبیعت گھبراتی ہے اور اونچی آواز بھی اچھی نہیں معلوم ہوتی۔

فضل الرحمن صاحب نے خواب دیکھا کہ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کا انتقال ہوا اور ایک قبر بن کر طیار ہو گئی مگر یہ نہیں معلوم ہوا کہ آپؒ اس قبر میں مدفون ہوئے یا نہیں۔

دیگر ۔ ابو سعید چودھری ساکن بردم چرہ نے خواب دیکھا۔ وفات شریف کے قریب وقت میں (باہتمام نماز جنازہ) تین قطار کے صف میں لوگ بیٹھے ہیں اور حضرت غوث پاکؒ کو بھی تشریف فرما دیکھا۔ مگر کچھ لوگ جدا بیٹھے ہیں۔ ایک بزرگ صاحب نے فرمایا کہ جو لوگ جدا بیٹھے ہیں۔ یہ درویش خلاف شرع ہیں۔ اس لئے ہمارے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے۔

خواب جناب مخدومہ: بڑی والدہ صاحبہ یعنی آپ کی اہلیہ صاحبہ نے دیکھا کہ حضرت قبلہ بیمار ہیں۔ اور مخدومہ کے ناک کا پھول لونگ یا نتھ گر گئی اور ہاتھ کی چوڑیاں اُتاری جاتی ہیں۔

دیگر ۔ کسی نے خواب دیکھا کہ زنانے مکان میں آگ لگی۔ چبوترہ دھوئیں سے بھر گیا۔ دہلیز کی طرف آگ کے شعلے آرہے ہیں۔ سخت شور و غل ہے۔ صفات اللہ چیخ رہا ہے کہ دیکھو گھر میں کیا ہو رہا ہے۔

دیگر ۔ مولوی سید احمد صاحب نے خواب دیکھا کہ حضرت قبلہ علیل ہیں۔ آپ کو دو آدمی سہارا دے کر دائرہ شریف سے حجرہ شریف میں لے جارہے ہیں آپ مرض کی تکلیف سے کراہ رہے ہیں۔ پھر اسی خواب میں دیکھا کہ نماز کا انتظام

Marfat.com

ہے۔ صف کھڑی ہوگئی۔ حضرت قبلہ امام ہیں۔ مگر آپ کا وجود مبارک نظروں سے غائب ہے۔

مقبول علی صاحب خادم کا خواب۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ اے مقبول میرا انتقال ہوگیا۔ میں دوبارہ آیا ہوں۔ موضع سات کنتیہ کے رہنے والے ایک صاحب نے جمعرات کو خواب میں دیکھا جس کے بعد دوشنبہ کو آپ نے پردہ فرمایا کہ مولوی سیّد احمد صاحب اور جناب صوفی امجد علی صاحب اور دو صاحب ہیں۔ حضرت قبلہ کو غسل دے رہے ہیں

خوابِ وفات شریف

خواجہ عبدالقدیر صاحب بنارسی نے بیان کیا کہ بوقت شب بندہ برآمدہ خانقاہ شریف دربار عالی میں اُتر دکھن سمت سو رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ بندہ کے بستر کے برابر ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ بھی استراحت فرما رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد بندہ کو یہ معلوم ہوا کہ ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ کا وصال ہو رہا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وصال ہوگیا۔ یہ حالت دیکھ کر بندہ کی عجیب کیفیت ہوئی۔

دوسرا خواب۔ پھر دوسرے دن بوقت شب بندہ دائرہ شریف میں سو رہا تھا۔ یہ خواب دیکھا کہ ایک ریگستانی مقام میں زمین پر ایک بستر ایک گڑھے کے قریب لگا ہوا ہے۔ اور بندہ اسی بستر کے پاس مؤدب کسی کے انتظار میں بیٹھا ہے۔ اور بندہ کے بائیں طرف حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم اور سیّدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد حبیب محبوب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ لباس کرتہ اور پائجامہ عربی تشریف لائے۔ اور اسی بستر پر بعنوان استراحت جلوہ افروز ہوئے۔ اور چند ہی ساعت میں وصال فرما گئے۔ بندہ بہت مغموم اٹھا۔ اور اسی بستر کے پچھم رُخ قریب ہی ایک مکان تھا۔ اُس کو بند کرکے دروازے میں پنجابی قفل لگا دیا۔ اور کنجی بندے ہی نے اپنے ہاتھ میں رکھی۔ اتنے میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا کیا

Marfat.com

مکان بند کر دیا۔ مگر کنجی یہیں رہنے دو۔ دستور یہی ہے۔ اس کے اٹھانے والے حضرت سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ عنہٗ ہیں۔ تم جا کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کو خبر کر دو، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال شریف ہو گیا۔ بندہ چلا کہ خبر دے آئے۔ کچھ فاصلے کے بعد ایک پختہ چہار دیواری کے باغ میں داخل ہو گیا۔ کچھ لوگ راہ گیر درمیان ملتے گئے۔ اور بندہ کو رنجیدہ اور بدحواس دیکھ کر پوچھنے لگے کہ کیا حال ہے اور کہاں جاتے ہو۔ بندہ ہر ایک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال شریف کی جگہ کی طرف اشارہ کر کے کہتا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہو گیا۔ بندہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کو خبر دینے جا رہا ہے۔ یہ کہتا ہوا جا رہا تھا کہ سامنے سے فلاں...... پیر بھائی صاحب محترم آتے ہوئے دکھائی دئے ایک شخص نے ان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا کہ یہ کیا حضرت صدیق اکبر چلے آرہے ہیں۔ یہ سنتے ہی بندہ کو یہ خیال ہوا کہ ہمارے یہ پیر بھائی صاحب محترم حضرت صدیق اکبر ہیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے حضرت قبلہ وکعبہ ہوں گے۔ اور بندہ مڑ کر جائے وصال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف دیکھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعش مبارک تو نہیں ہے اسی بستر پر ہمارے حضرت قبلہ وکعبہ تشریف فرما ہیں اور تبسم کُناں فرمانے لگے۔ آؤ میاں عبدالقدیر آؤ۔ یہ دیکھ کر اب میری حالت اور ہو گئی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ تمام حاضرین اصحاب ہیں۔ ختم دونوں خواب دربار عالی میں عرض کیا۔ ارشاد ہوا۔ تمہارا خواب سچا ہے۔ ابھی لڑکے ہو۔ پیچیدگی نہیں سمجھو گے۔ اللہ تم کو کامیاب کرے۔ وہ پیر بھائی تمہارا ہم سے محبت رکھتا ہے۔ اور فرمایا کہ دونوں خواب لکھ رکھو۔

دیگر۔ ایک نیک بخت بی بی نے جس روز مرض شروع ہوا، اس روز کی شب کو یہ خواب دیکھا کہ حضرت قبلہ روحی فداہٗ مرض کی بے قراری اور بے چینی کے ساتھ بڑے تالاب پر تشریف لے گئے اور تالاب کی تیسری سیڑھی پر ڈوب گئے۔ ایک بزرگ

Marfat.com

سفید ریش تشریف لائے اور انھوں نے آپ کو پانی سے نکالا۔ معلوم ہوا کہ یہ بزرگ ہمارے دادا حضرت قدس سرہٗ ہیں۔ اور حضرت قبلہ کی آنکھیں بند ہیں۔ اور آپ زندہ نہیں ہیں۔ آپ نے ہماری بڑی اماں صاحبہ سے فرمایا کہ ہم بیماری میں ڈوب جائیں گے۔

ارشادات خدام کی تسلی و تشفی کے لئے وفات شریف کے متعلق اشارات اور ارشادات بھی ہوتے تھے۔ اور خدام کی تسلی و تشفی کے لئے دوسرے ارشادات بھی ہوتے تھے۔

ایک قیافؔ اور عمر شریف کا اندازہ علم قیافہ کا جواز حدیث شریف سے ثابت ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک قیاف کی بات سن کر خوشی ظاہر فرمائی۔ ایک قیاف مولوی عبدالحمید صاحب مدرس راج شاہی خدمتِ مبارک میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے قیافہ شناسی کے اصول اور طریقہ سے حضرت قبلہ روحی فداہ کے چہرہ مبارک اور خطوط پیشانی مبارک کو بہت غور سے دیکھ کر کہا کہ آپ کی عمر ۸۰ برس کی ہو۔ اس میں تو کوئی شبہ نہیں معلوم ہوتا۔ ارشادِ عالی ہوتا ایک قیاف یہاں آئے تھے۔ اور ہم کو دیکھ کر ایسا کہتے تھے۔

"دوسری بات"

عرصہ تقریباً ۲۰ سال کا ہوتا ہے کہ حضرت قبلہ روحی فداہٗ خانقاہ شریف سے شہر چاٹگام میں تشریف لے آئے۔ اور لوگوں سے یہ فرماتے ہمیں ریل میں سوار کردو۔ ریل ہمیں لے جائے گی۔ ایک روز ایک مجذوب درویش حضرت قبلہ کے ایک خادم سے ملے اور کہا کہ آپ کے پیر و مرشد ہندوستان جانا چاہتے ہیں۔ مگر اس وقت اُن کا جانا نہیں ہوگا۔ وہ شہر سے مکان واپس تشریف لے جائیں گے۔ مگر ہاں ایک مرتبہ ہندوستان اُن کو جانا ہوگا ایک عظیم الشان کام کے لئے۔ اور ایسا ہی ہوا کہ شہر چاٹگام سے مکان واپس تشریف لائے۔ اس کا تذکرہ ہندوستان اور بنگال کے اکثر خدام اور حاضرین سے فرمایا جاتا۔ اور یہ ارشاد ہوا کہ ایک مجذوب درویش ایسا کہتے تھے۔ اور یہ فرماتے کہ اُن مجذوب صاحب کی ایک تو بات صحیح نکلی۔ کہ اُس وقت ہمارا ہندوستان جانا نہیں ہوا۔ اور ہم مکان واپس چلے آئے۔ اور دوسری بات کب صحیح ہوتی ہے اللہ ہی جانتا ہے کب جانا ہوگا کہاں

Marfat.com

جانا ہوگا کس کام کے لئے جانا ہوگا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری دو شادیاں اور ہوں گی۔ اللہ ہی جانتا ہے شادی کے بارے میں بھی یہ ارشاد عالی ہوا کرتا تھا کہ ایک نیک بخت بی بی جن کا مرتبہ اللہ کی درگاہ میں بہت بڑا ہے اور بڑی مستجاب الدعوات ہیں۔ اُن کا غیبی نام یاسین ہے۔ ہمارے حضرات کے سلسلہ عالیہ سے ہوں گی وہ دنیاوی حیثیت سے بہت باثروت، باوقار اور زہد وتقویٰ میں کامل ہوں گی۔ اور عام طور پر اُن کی دعا بندگانِ خدا کے لئے باعث حل مشکلات ہوگی۔ پیران عظام نے اُن کی آنے کی خبر دی ہے۔ بعض لوگوں کے خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آنے والی ہیں۔ اس واقعہ کو اور سفر ہندوستان کے تذکرے کو اکثر خدام اور حاضرین دربار سے فرمایا جاتا۔ آخر میں یہ فرمایا جاتا کہ اُن کا آنا دیکھا چاہئے ہمارے وقت میں ہوتا ہے یا ہمارے بعد۔ اس کو اللہ ہی جانتا ہے۔ چونکہ ایسی برگزیدہ اور مقدس بی بی کے آنے کی بشارت پیران عظام رضی سے ہے۔ لہذا اُن کا آنا یقینی ہے خواہ ہماری زندگی میں ہو خواہ ہمارے بعد۔ اگلے سال عرس شریف کے ایام میں صاحب میاں کی پھوپی صاحبہ نے عرض کیا کہ جس شادی مبارک کے متعلق تذکرہ فرمایا جاتا ہے جن کا نام غیبی یاسین ہے وہ کب ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ ساون بھادوں تک ہماری عمر ۶۳ برس کی ہوگی۔ اور آئندہ عرس شریف تک گیارہ مہینے باقی ہیں۔ اگر شادی ہونی ہے تو اس گیارہ مہینوں میں ہو جائے گی۔ اگر نہ ہوئی تو نہ ہوگی پھر سب کچھ بدل جائے گا۔ یعنی تمام نظام کچھ سے کچھ ہو جائے گا اس میں ایک پوشیدہ اور مخصوص راز ہے۔ ایام مرض میں آپ نے جناب حفاظت الرحمن صاحب وکیل جن سے آپ کی بڑی صاحبزادی صاحبہ منسوب ہیں۔ یہ فرمایا کہ تمہاری ساس کا جب انتقال ہوا تھا تو اُن کی نقد وجنس مثل زیورات جو چیزیں خاص تھیں ہم نے ایک تھیلی میں امانت مقبول علی کے پاس رکھوا دی ہیں۔ وہ سب موجود ہیں۔ مقبول صاحب کو بلا کر وکیل صاحب کا مقابلہ بھی کرا دیا۔ کیوں وہ سب چیزیں رکھی ہیں۔ انھوں نے وکیل صاحب کے سامنے اقرار کیا جی ہاں۔ وکیل صاحب سے ارشاد ہوا کہ خواہ وہ چیزیں اب لیجاؤ یا ہمارے بعد لے لینا۔ اس ارشاد کو سن کر اُن کو یہ خیال ہوا کہ شاید حضرت قبلہ روحی فداہ کا اب آخر وقت ہے جو ایسے ارشاد ہو رہے ہیں۔

Marfat.com

بعض صاحبوں سے اُنھوں نے اپنا خیال مختصر الفاظوں اور اشارات میں ظاہر کیا۔ وہ اصحاب وکیل صاحبؒ کے خیال کی تردید کر کے اطمینان دلانے لگے۔ سب حاضرین پر یکساں غفلت کا پردہ پڑ گیا۔ اور کوئی بھی یہ نہ سمجھ سکا کہ آپ کا وقت آخر ہے۔ اور آپ ہم لوگوں سے حجاب کرنے والے ہیں۔

اس غفلت کا منشاء یہ معلوم ہوا

کہ یہ لوگ اگر سمجھ لیں گے کہ حضرت قبلہ کی وفات شریف اب ہونے والی ہے تو سب کو اُس کی خبر ہو جائے گی اور خادمان اور اعزہ دیدارِ آخر کرنے کی غرض سے جوق جوق ہر جگہ ہندوستان اور بنگالہ سے آنے لگیں گے، اور اُن کی آہ وزاری سے یہ مکان ماتم کدہ اور ماتم سرا ہو جائے گا۔ اور لوگ اپنے دنیا کے کاروبار کو چھوڑ دیں گے۔ ہزاروں کا مجمع ہو جائے گا۔ اس وجہ سے مشیت الٰہی نے پردہ غفلت کا عقلوں پر ڈال دیا۔ آپ کو بندگانِ خدا کی پریشانی اور دنیاوی کاموں کا نقصان اور ہجوم مخلوق پسند نہ تھا۔ اس وجہ سے یہ صورت وقوع میں آئی۔ غلاموں کی تسلی و تشفی کے لئے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ ایک درویش نے کہا کہ ہیزدہ ہزار عالم میں جہاں بھی خوشی و غم ہے میرا ہی خوشی و غم ہے۔ جب مشیتِ الٰہی پر سرِ تسلیم خم کیا تو مشیت اپنی ہو گئی۔ قضاء و قدر کا حکم اپنا حکم ہو گیا۔

قبل وفات شریف انتقال سے چار پانچ روز قبل حفاظت الرحمٰن صاحب جو آپ کے خویش تھے۔ اور بعض صاحبوں سے فرمایا کہ والد ماجد کے روضہ شریف کے اندر پچھم جانب مجھ کو دفن کرنا۔ انتقال کے کئی دن پہلے سے آپ کے حجرہ شریف میں ایک قسم کی خوشبو پائی گئی۔ خیال ہوا کہ یہ خوشبو انسانی مصنوعات سے نہیں ہے۔ وفات شریف کے تین روز بعد تک وہ خوشبو پائی گئی۔

وفات شریف پیر کا دن پیر، ۱۰ ذی الحجہ کی صبح کو خادم مقبول حضرت قبلہ کے حجرہ شریف میں داخل ہوئے تو دیکھا حضرت قبلہ ساکت ہیں گھبرا کر چیخ اٹھا۔ سب لوگ پہنچ گئے دیکھا کہ ابھی تک حضرت قبلہ بقید حیات ہیں۔ اشارہ سے گفتگو کرنے

Marfat.com

کی کوشش فرما رہے ہیں۔ سب لوگ کسی قدر مطمئن ہوئے۔ ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے حلق سے گھر گھراہٹ کی آواز آئی۔ زیر لب میں خفیف جنبش ذکر اللہ کی ہوئی اور آنکھیں بڑی اور کشادہ ہوگئیں۔ یہ دیکھ کر بھائی ڈپٹی میاں اور حفاظت میاں خادم مقبول محفوظ میاں نے پانی دیا۔ یہ پانی کا گھونٹ نگلتے کے ساتھ ہی جسدِ عنصری سے روحِ پاک پرواز کرگئی۔ واصل بحق ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

وصال شریف

روز دوشنبہ تاریخ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ مزارِ پاک موضع مرزاکھل شریف لواح اسلام آباد مشرقی بنگال (پاکستان) زیارت گاہ خلائق ہے۔

قطعہ تاریخ شریف از حافظ مقبول احمد صاحب کوکب بنارسی

قطب عالم شیخ عبدالحی فخر العارفین — آنکہ با ختم نبوت داشت عالی نسبتے
حسنِ صورت حسنِ سیرت حسنِ عادت حسنِ خلق — بانبی در ہر محاسن داشت شانِ وحدتے
اللہ اللہ در محامد داشت عالی منزلت — اللہ اللہ در فضائل بود اعلے رتبتے
از جہاں با رحمۃ للعالمین پیوند داشت — حالیا از روضہ اش پیداست شانِ رحمتے
جذب عشق مصطفےٰ آخر بسوئے خود کشید — جان پاکش داشتے با ذات پاکش قربتے
داشت در دل عروۃ الوثقائے دینِ مصطفےٰ — بود در علم و عمل مصداق خیر الامتے
ہر چہ در کانِ نمک رفتہ نمک شد فی المثل — می شود لاریب از تا در ظہورِ قدرتے
ہفدہم ذی الحج سنین عمر او شصت و سوم — زیں تناسبہا دوشنبہ بود روزِ رحلتے

گفت کوکب از فنافی اللہیش سالِ وصال
پاک طینت بانبی ہمگوہر و ہم سہمتے
۱۳۳۹ھ

Marfat.com

دیگر قطعہ تاریخ شریف ۲۲ اگست ۱۹۲۱ء از کوکب صاحب

عیسوی بست و دوم بود از اگست سال وصل — قبلہ کونین قطب دہر و فخر العارفین
۱۹۲۱ء

گفت کوکب مصرعہ تاریخ ہجری وصال — جاں بحق تسلیم شد قطب زماں محبوب دین
۱۳۳۹ھ

شجرات طیبات

شجرہ

واضح ہو کہ مولائی و مرشدی حضرت فخر العارفین مولانا شاہ محمد عبد الحی صاحب قبلہ قدس اللہ سرہٗ العزیز کو حضرات پیران عظام سے سات سلاسل شریف میں مرید کرنے کی اجازت تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ شریف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ابو العلائیہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت فخر العارفین شاہ جہانگیر مولانا عبد الحی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز سلطان العارفین والعاشقین وارث علوم النبیین الفانی فی ذات السبحان حضرت شاہ مخلص الرحمٰن قدس اللہ سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمت راز و نیاز قطب العارفین سلطان الواصلین المسمّٰی باسم المسعود نائب النبیؐ وارث علوم المرتضوی حضرت شاہ امداد علی قدس اللہ سرہٗ العزیز۔

Marfat.com

الٰہی بحرمت راز و نیاز امام موحدین محبوب ربانی حضرت شاہ محمد مہدی الفاروقی القادری قدس اللہ سرہ العزیز۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز عاشق رسول الثقلین مقبول کونین وسلطان الدارین حضرت شاہ مظہر حسین قدس اللہ سرہ العزیز۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز سلطان المعرفت حضرت مخدوم شاہ حسن دوست المقلب بشاہ فرحت اللہ قدس اللہ سرہ العزیز۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز محبوب بارگاہ لم یزلی حضرت مولانا مخدوم شاہ حسن علی قدس اللہ سرہ العزیز

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شاہ محمد منعم صاحب پاکباز قدس اللہ سرہ العزیز

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید اسد اللہ صاحب قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز قطب الوقت محب اللہ مسند آرائے ہدایت و ارشاد شیخنا و امامنا حضرت شاہ فرہاد صاحب قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز عارف کامل واقف اسرار احد حضرت دوست محمد قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خلاصۂ احفاد صاحب خدمات عالیہ ماہ سپہر ارتضیٰ حضرت امیر سید ابو العلا قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز مقبول اللہ حضرت امیر عبد اللہ صاحب قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز واقف اسرار کلمات اللہ العلیا حضرت خواجہ محمد یحییٰ قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز ناطق بالحق والصدق حضرت خواجہ عبد الحق قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز سر الابرار والاخیار ناصر الدین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت قدوۂ مشائخ سمرقندی و بلخی حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز اعرف العرفا تاج الاولیاء الزاہدین حضرت خواجہ بزرگ بہاء الحق والشرع والدین قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز افضل الخلق معدن محبت ذو الجلال حضرت سید امیر کلال قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز افضل الخلق من الجن والانس حضرت محمد بابا سماسی قدس سرہٗ۔

Marfat.com

الٰہی بحرمت راز و نیاز مقبول الحق الغنی حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز خصار مجلس مصطفےٰ حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز ہادی آدمی و پری حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز مظہر انوارِ سبحانی مصدرِ اسرارِ ربانی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز وادع ودائع رحمانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز صاحبِ مرآت ولی شیخ ابوالعلی فارمدی طوسی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز کاشفِ اسرار نہانی حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز موردِ انوار ذاتِ سبحانی حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز قدوۃ الاولیاء صاحب الیقین سلطان العارفین عالم حقایق الاشیاء والاسامی حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز مظہر کرامات والخوارق الفارق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خیر التابعین وافضل العالم حضرت محمد قاسم علیہ السلام۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز مقبول العربی والفارسی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز افضل الاصحاب اکمل اولی الالباب جانشین حضرت خیر البشر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز ختم المرسلین خاتم النبیین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واہلِ بیتہ واصحابہ وسلم۔

نسبت دوم امام ہمام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

موسوم بسلسلۃ الذہب بین الخاص والعام

الٰہی بحرمت راز و نیاز عالم الخفیات والظواہر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز سید الزاہدین والصابرین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام۔

Marfat.com

الٰہی بحرمت راز و نیاز ابن رسول اللہ سیدنا امام حسین شہید کربلا علیہ السلام۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مولیٰ مشکل کشا علی علیہ السلام۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز شفیع المذنبین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ واہل بیتہٖ واصحابہٖ وسلم۔

شجرہ شریف سلسلہ عالیہ چشتیہ قلندریہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت فخر العارفین شاہ جہانگیر مولانا عبدالحی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت راز و نیاز سلطان العارفین والعاشقین وارث علوم النبیین الفانی فی ذات السبحان حضرت مولانا شاہ مخلص الرحمٰن قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز قطب العارفین سلطان الواصلین المسمیٰ باسم المسعود نائب النبی وارث علوم المرتضوی حضرت شاہ امداد علی قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز امام موحدین محبوب ربانی حضرت شاہ محمد مہدی الفاروقی القادری قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز عاشق رسول الثقلین مقبول کونین وسلیتنا فی الدارین حضرت شاہ مظہر حسین قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز سلطان المعرفت حضرت مخدوم شاہ حسن دوست الملقب بشاہ فرحت اللہ قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز محبوب بارگاہ لم یزلی حضرت مولانا مخدوم شاہ حسن علی قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز امام العارفین سلطان الواصلین حضرت مخدوم شاہ محمد منعم صاحب پاکباز قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سید خلیل الدین صاحب قدس سرہ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سید جعفر صاحب قدس سرہ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سید اہل اللہ صاحب قدس سرہ۔

Marfat.com

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سیّد نظام الدین قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سیّد تقی الدین قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سیّد نصیر الدین قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سیّد محمود قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سیّد فضل اللہ عرف سیّد گسائیں قدس سرہٗ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ قطب الدین بینائے دل قلندر قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ سیّد نجم الدین[1] قلندر قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سیّد مبارک غزنوی[1] قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید نظام الدین غزنوی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خضر رومی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ محمد چشتی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ احمد چشتی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت ابو اسحاق شامی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ ممشاد علوی دینوری چشتی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت ہبیرہ بصری قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سلطان ابراہیم ادہم قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض قدس سرہٗ۔

---

[1] اس مقام پر ان دو نام پاک کے مقدم و موخر ہو جانے کی وجہ سیرت فخر العارفین حصہ اول صفحہ ۲۶ کے فٹ نوٹ
میں ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

شجرہ شریف سلسلہ عالیہ فردوسیہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت فخر العارفین شاہ جہانگیر مولنا عبد الحی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز سلطان العارفین والعاشقین وارث علوم النبیین الفانی فی ذات السبحانی حضرت مولانا شاہ مخلص الرحمن قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز قطب العارفین سلطان الواصلین المسمّٰی باسم المسعود نائب النبی وارث علوم المرتضوی حضرت شاہ امداد علی قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز امام موحدین محبوب ربانی حضرت شاہ محمد مہدی الفاروقی القادری قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز عاشق رسول الثقلین مقبول کونین وسلیتنا فی الدارین حضرت شاہ مظہر حسین قدس اللہ سرہٗ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز سلطان المعرفت حضرت مخدوم شاہ حسن دوست الملقب بہ شاہ فرحت اللہ قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز محبوب بارگاہ لم یزلی حضرت مولانا مخدوم شاہ حسن علی قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز امام العارفین سلطان الواصلین حضرت مخدوم شاہ محمد منعم صاحب پاکباز قدس اللہ سرہ العزیز۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سید خلیل الدین صاحب قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سید محمد جعفر صاحب قدس سرہٗ

Marfat.com

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سیّد مبارک حسین صاحب قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت میر سیّد اشرف عرف میر سیّد میر قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ رکن عالم نظامیہ قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست نظامیہ قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شیخ علاء عرف شیخ قاضاً قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ ایوب کاہی قدس سرّہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شیخ محمد بہرام فردوسی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شیخ حسن بلخی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شیخ حسین نوشہ توحید قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شاہ مظفر شمس بلخی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مخدوم شیخ شرف الدّین شرف الحق شرف جہاں منیری قدس سرّہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ نجیب الدین فردوسی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت رکن الدین فردوسی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ بدر الدین فردوسی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ سیف الدین باخرزی قدس سرہٗ
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ وجیہ الدین ابوحفص قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ احمد اسود دینوری قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ محمّد المعروف بعمویہ قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ سری سقطی قدس سرہٗ۔

Marfat.com

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہٗ۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت امام علی موسیٰ رضا علیہ السلام۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت امام محمدؐ باقر علیہ السلام۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت امام زین العابدین علیہ السلام۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت امام حسین علیہ السلام۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت مولیٰ مشکل کشا علی علیہ السلام۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

شجرہ شریف سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ مولانا عبد الحی قدس سرہٗ با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ زبدۃ السالکین قدوۃ الواصلین محی السنۃ شیخ الشیوخ پیر دستگیر امام الاولیاء مبین الوقت فقیر کامل شیخ واصل پیشوائے عشاق مقبول قادر علی الاطلاق حضرت مولانا مولوی حافظ محمد عبد الرزاق قدس اللہ سرہٗ وادام فیوضہٗ وبرکاتہٗ با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ زبدۃ السالکین قدوۃ الواصلین شیخ الشیوخ پیر دستگیر امام الاولیاء حضرت فقیر کامل مولانا حافظ محمد عبد الوالی قدس سرہٗ العزیز وادام فیوضہٗ با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین شیخ الشیوخ پیر دستگیر مولانا مولوی احمد انوار الحق قدس اللہ سرہٗ با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت پیر دستگیر زبدۃ العارفین قدوۃ الواصلین فقیر کامل مولانا مولوی احمد عبد الحق قدس اللہ سرہٗ با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ زبدۃ العارفین قدوۃ الواصلین فقیر کامل حضرت

Marfat.com

سید شاہ عبد الرزاق قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ زبدۃ العارفین قدوۃ الواصلین پیر دستگیر حضرت سید شاہ عبد الصمد خدانما قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام حضرت شاہ ہدایت اللہ قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین حضرت شاہ حسین خدانما قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ المشائخ قدوۃ عرفا حضرت شاہ امان اللہ قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ قدوۃ عارفین حضرت شاہ ابراہیم بھکری قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام حضرت شاہ ابراہیم ملتانی قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام حضرت میران سید بخش فرید بھکری قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام حضرت شاہ جلال قادری قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام حضرت میر سید محمد قادری قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شاہ بہاؤ الدین قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ ابو العباس احمد قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت میر سید حسن قدس اللہ

Marfat.com

سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شاہ موسیٰ قادری قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ المشائخ حضرت میر سیّد علی قدس اللہ سرّہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت میر سیّد احمد برادر میر سیّد محمد بغدادی قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت میر سیّد محمد ابن ابو صالح قادری قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ المشائخ حضرت شاہ تاج الدین میر سیّد عبد الرزاق قدس اللہ سرہٗ ابن حضرت قطب الاقطاب قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ قطب لاقطاب غوث الاعظم راس الاولیا حضرت شیخ عبد القادر میر سیّد محی الدین قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام حضرت شیخ ابو الحسن علی ھنکاری قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ ابو الفرح یوسف طرطوسی قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ حضرت شیخ عبد الواحد الیمنی قدس اللہ سرہٗ باتو دارد

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام حضرت شیخ عبد العزیز یمنی قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام حضرت شیخ عبد اللہ ابو بکر شبلی قدس اللہ سرہٗ باتو دارد۔

Marfat.com

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ سیّد الطّائفہ حضرت خواجہ جُنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام حضرت شیخ سرّی سقطی خالِ سیّد الطائفہ قدس اللہ سرہٗ با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام حضرت شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ با تو دارد
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام حضرت داؤد طائی قدس اللہ سرہٗ با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام حضرت شیخ حبیب عجمی قدس اللہ سرہٗ با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ امام الائمہ حضرت امام حسن بصری قدس اللہ سرہٗ با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ سیّد الاولیاء امیر المومنین علی ابن عم النبی کرم اللہ وجہہ با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ سیّد عالم سرورِ کائنات مفخر موجودات رسول الثقلین اکرم الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلوٰت اللہ علیہ و علیٰ آلہ الکرام اجمعین با تو دارد۔

بدانکہ حضرت معروف کرخی را از حضرت امام علی موسیٰ رضا ابن امام موسیٰ کاظم علیہما السّلام بطریق آبائی رسیدہ

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ امام الائمہ حضرت امام علی موسیٰ رضا ابن امام موسیٰ کاظم علیہما السّلام با تو دارد۔
الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ امام الائمہ حضرت امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق

Marfat.com

علیہا السلام باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ امام الآئمہ حضرت امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہا السّلام باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ امام الآئمہ حضرت امام محمد باقر ابن امام زین العابدین علیہا السّلام باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ امام الآئمہ حضرت امام زین العابدین ابن امام حسین علیہا السّلام باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ امام الآئمہ حضرت امام حسین ابن امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہا السّلام باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ سیّد الاولیاء خلیفۃ اللہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ باتو دارد۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز یکہ سیّد العالم خاتم النبیّین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم باتو دارد۔

کاے محب عفو از ما عفو کن ؛ وے طبیب رنج نا سور کہن
بہ بخشائے بر من کہ بیچارہ ام ؛ گرفتار نفس ستمگارہ ام
خدایا تو این شجرۂ پیران ما ؛ چو میوہ رسان در دل جان ما

شجرہ شریف حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ رض

الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت فخر العارفین شاہ جہانگیر مولانا عبد الحیٔ قدس سرہٗ۔

الٰہی بحرمت راز و نیاز عارف باللہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ

باید دانست کہ در کتاب ضیاء القلوب حضرت عارف باللہ حاجی

Marfat.com

امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ چناں نوشتہ اند کہ مرا نسبت بیعت و ارتباط صحبت و اجازت و خرقہ از حضور ہدایت فیض گنجور قطب دوران پیشوائے عارفان نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میانجیو شاہ نور محمد جھنجھانوی چشتی است قدس اللہ اسرارہٗ و ایشان را از شیخ المشائخ حاجی شاہ عبد الرحیم شہید ولایتی، و ایشاں را از شاہ عبد الباری امروہوی، و ایشاں را از شاہ عبد الہادی امروہوی، و ایشاں را از شاہ عضد الدین، و ایشاں را از شاہ محمد مکی، و ایشاں را از شاہ محمدی، و ایشاں را از شیخ محب اللہ الہ آبادی و ایشاں را از شیخ ابو سعید گنگوہی، و ایشاں را از شیخ نظام الدین بلخی و ایشاں را از شیخ جلال الدین تھانیسری، و ایشاں را از قطب العالم عبد القدوس گنگوہی، و ایشاں را از شیخ محمد صاحب، و ایشاں را از شیخ عارف احمد ردولوی و ایشاں را از شیخ المشائخ قطب الاقطاب مخدوم الملک عالم پناہ حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی، و ایشاں را از شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی و ایشاں را از شیخ شمس الدین ترک پانی پتی، و ایشاں را از مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر، و ایشاں را از شیخ فرید الدین شکر گنج مسعود اجودھنی، و ایشاں را از خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، و ایشاں را از خواجہ معین الدین حسن سنجری، و ایشاں را از خواجہ عثمان ہارونی، و ایشاں را از خواجہ حاجی شریف زندنی، و ایشاں را از خواجہ مودود چشتی، و ایشاں را از خواجہ ابو یوسف چشتی، و ایشاں را از خواجہ ابو محمد محترم چشتی، و ایشاں را از خواجہ ابی احمد ابدال چشتی، و ایشاں را از خواجہ ابو اسحاق شامی، و ایشاں را از خواجہ ممشاد علو دینوری، و ایشاں را از خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری، و ایشاں را از خواجہ حذیفہ مرعشی، و ایشاں را از خواجہ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی و ایشاں را از خواجہ جمال الدین فضیل بن عیاض و ایشاں را از خواجہ عبد الواحد بن زید، و ایشاں را از امام العارفین خواجہ حسن بصری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، و ایشاں را از امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ، و ایشان را از سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

Marfat.com

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ رضی

مطابق کتاب ضیاء القلوب

ونیز حضرت عبدالقدوس گنگوہی را اجازت طریقہ نظامیہ از مرشد خود شیخ درویش بن محمد قاسم اودھی و ایشاں را از سید بڈھن بہرائچی و از سید اجمل بہرائچی از سید جلال الدین بخاری از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی از سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء بن محمد بن احمد بدایونی از خواجہ فرید الدین شکر گنج رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مذکور تا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

شجرہ شریف منظوم

گر ہمی خواہی بدارین اے برادر سروری
باش در دنیا غلام خاندان قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء

اللھم صل علی سیدنا محمد ن النبی الامی وعلی اٰلہ واھل بیتہ وبارک وسلم ط الحمد للہ

Marfat.com

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ
اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ غَیْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ۚ اٰمِیْنَ ؕ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ

شجرہ شریف منظوم

رحم کر مولیٰ تو ذاتِ کبریا کے واسطے — دے رہا ہوں تجھ کو اتنے اصفیا کے واسطے
حرمتِ راز و نیازِ اولیا کے واسطے

مرشد و مولیٰ مرادِ عارفین و عاشقین — غوثِ عالم باخطابِ غیب فخر العارفین
شیخ عبدالحیؒ مستغنی الثنا کے واسطے

وارثِ علم نبیین شاہ شیخ العارفین — ذاتِ سبحانی میں فانی پیشوائے کاملین
مخلص الرحمٰن محبوبِ خدا کے واسطے

نائبِ علمِ نبیؐ و وارثِ بابِ علیؑ — کاشفِ رمزِ خفی و ماہرِ سرِ جلی
شاہِ امدادِ علیِ باصفا کے واسطے

پیشوائے صاحبانِ وحدت محبوبِ رب — قادری فاروقی ہادی رحمتِ حق کے سبب
شہ محمد مہدیِ راہِ ہدیٰ کے واسطے

عاشقِ پاکِ رسولِ انس و جاں نوری نشان — شاہِ دیں مقبولِ کونین امانِ عاشقان

Marfat.com

حضرتِ مظہر حسین مقتدیٰ قدس سرہٗ کے واسطے

دست حضرت حسن مخدوم شاہ معرفت — محو ذاتِ حق فنا فی اللہ عالی منزلت

فرحت اللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ اجتبا کے واسطے

حضرتِ مخدومِ پاک بارگاہِ لَمْ یَزَلْ — شاہ و مولانا و مخدومِ جہان و بے بدل

شہ حسن ثانی علی نامِ خدا قدس سرہٗ کے واسطے

کمال الدین جان مشتاقیں رئیس المنعمین — بادشاہ واصلیں حضرت امام العارفین

منعم مخدوم پاک قدس سرہٗ باصفا کے واسطے

سید السادات قطب وقت شاہِ کاملین — شیخ دوراں مرجعِ عالم سراجِ سالکین

شہ خلیل الدین میر قدس سرہٗ مجتبیٰ کے واسطے

وہ کریم ابن الکریم و مالکِ باغِ نعیم — جن کا دل بیت الحرم جو بحق بصیر و حق کلیم

میر سید جعفر قدس سرہٗ شمس الہدیٰ کے واسطے

جن کی خدمت سے ملے عشق و محبت کے سبق — جن کی اک ادنیٰ توجہ سے کھلے ساتوں طبق

سید اہل اللہ میر قدس سرہٗ حق نما کے واسطے

عالم شرعِ متین و کاشفِ اسرارِ دین — مُعطیِ حق الیقین و ناظمِ فتحِ مبین

شہ نظام الدین میر قدس سرہٗ اتقیا کے واسطے

شمعِ بزم افروزِ انس و انجمن آرائے قدس — سرِ ذاتِ حق و نورِ چہرۂ زیبائے قدس

شہ تقی الدین میر قدس سرہٗ اتقا کے واسطے

ناصرِ دین حافظِ ملت رئیس المومنین — واقفِ رازِ علومِ اولین و آخرین

شہ نصیر الدین قدس سرہٗ سید با تقا کے واسطے

Marfat.com

مالکِ توقیر و عزت صاحبِ فضل و شرف کاملُ الاوصاف مصداقِ کلامِ من عرف
سید محمود محمود الثنا قدس سرہٗ کے واسطے

خواجۂ بندہ نواز و چارۂ بے چارگان حضرتِ سید گسائیں جانِ پاکانِ زمان
میر فضل اللہ شہِ حاجت روا قدس سرہٗ کے واسطے

جن پہ سب اسرارِ غیبی منکشف تھے برملا جن کو سرکارِ نبوت سے ہوئی عزت عطا
شاہ قطب الدین بینائے خدا قدس سرہٗ کے واسطے

فانی فی اللہ باقی باللہ مظہرِ رمزِ الست حق پسند و حق نما و حق شناس و حق پرست
شاہ نجم الدین قلندر پیشوا قدس سرہٗ کے واسطے

سید و ملجا و ماوئے و پناہِ بے پناہ رحمتِ عالم فریدِ عصر منظورِ الٰہ
شہ مبارک غزنوی باخدا قدس سرہٗ کے واسطے

صاحبِ تمکین و حشمت شیخ عالی بارگاہ آفتابِ دین و ملت سید عالم پناہ
شہ نظام الدین باصدق و صفا قدس سرہٗ کے واسطے

حضرتِ شیخ الشیوخ سہروردی ولی افتخارِ امتِ مرحومۂ ختم النبی
شہ شہاب الدین تاج الاولیا قدس سرہٗ کے واسطے

غوثِ ثقلین و محی الدین و سید باخطاب قطبِ ربانی شہ محبوبِ سبحانی جناب
شیخ عبدالقادر سرِ خدا قدس سرہٗ کے واسطے

حضرتِ عالی مکان شاہنشہِ اقلیمِ جان سرگروہِ اولیائے دہر مخزومی نشان
بوسعید ابنِ مبارک بادشا قدس سرہٗ کے واسطے

مظہرِ شانِ خداوندی سراپائے نبی پاک ہمنام علی ہنکاری و ہم غزنوی

Marfat.com

شیخ حضرت بُوالحسن کہضاوری قدس سرہٗ کے واسطے

ستر وحدت حسن مطلق نور حق عالی جناب — شانِ رحمت خواجہ طرطوسیِ والاخطاب

حضرتِ بُویوسف شمس الضحیٰ قدس سرہٗ کے واسطے

وہ ترے نائب کے نائب شاہ یکتائے زمن — عزتِ مُلکِ عرب زیبائش شہر یمن

حضرت عبدالعزیز حق ادا قدس سرہٗ کے واسطے

وہ کریم النفس مالک صاحب خلقِ عظیم — جن کی صورت دیکھ کر یاد آئیں رحمن و رحیم

شہ رحیم الدین عیاضِ پرضیا قدس سرہٗ کے واسطے

جن پر آتی تھی صدا اِنّی اَنا اللہ کی ندا — جن پہ ظاہر تھے رموزِ لا الٰہ الا انا

حضرتِ بوبکرِ شبلی حق لقا قدس سرہٗ کے واسطے

بے نظیر و بے مثال و بے عدیل و بے بدل — غرقِ بحرِ سرِ عشقِ لایزال و لم یزل

حضرت سید جنید الطائفہ قدس سرہٗ کے واسطے

مظہرِ ذاتِ خدا مستغرقِ بحرِ جمال — شاہ پر تمکین و حشمت شیخ با عز و جلال

سری سقطی شہِ ملکِ بقا قدس سرہٗ کے واسطے

بادشاہِ کارسازِ ملتِ خیر الورےٰ — رہنمائے پاکبازِ مسلکِ صدق و صفا

حضرت معروف کرخی رہنما قدس سرہٗ کے واسطے

نورِ چشم مصطفیٰ فرزند سادات عظام — محترم ذی مرتبت ذی جاہ ذی شوکت امام

حضرت سید علی موسیٰ رضا علیہ السلام کے واسطے

میرے آقا میرے ایمان میرے سید میری جان — نورِ دل آنکھوں کی ٹھنڈک ان پہ قربان اک جہاں

موسیٰ کاظم امام الاولیا علیہ السلام کے واسطے

Marfat.com

تاجِ فرقِ اولیاء سیدِ عزیزِ مصطفےٰ ۔ قرۃ العینِ حسینؑ و آلِ پاکِ مرتضیٰ
جعفرِ صادق علیہ السلام امامِ دوسرا کے واسطے

منبعِ لطف و کرم سرچشمۂ فیض و سخا ۔ پاس دارِ خاطرِ محزون و مسکین و گدا
سیدِ باقر علیہ السلام شہِ جود و عطا کے واسطے

اہلِ تسلیم و رضا سردار سربازانِ دین ۔ سید السادات فخرِ دین رئیس الساجدین
شاہ زین العابدین علیہ السلام زین العبا کے واسطے

لختِ قلبِ سیدہ نورِ نگاہ مرتضےٰ ۔ قرۃ العینِ نبی صلِ علیٰ صلِ علےٰ
حضرتِ سید حسین علیہ السلام کربلا کے واسطے

شاہِ مردان شیرِ یزدان سرِ حق دستِ خدا ۔ شیخ و مولانا و مولی الکل شاہِ لافتےٰ
سیدِ مولا علی علیہ السلام مشکلکشا کے واسطے

رحمۃ للعالمین نور و شفیع المذنبین ۔ سید الثقلین و سردارِ گروہِ مرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ
حضرتِ احمد محمد مصطفےٰ کے واسطے

لِمَنْ صَارَ تَائِبًا عَلٰی یَدِ اَضْعَفِ عِبَادِ اللّٰہِ
الْقَوِیِّ الشَّیْخِ عَفَی اللّٰہُ عَنْہُ فَلَقَّنْتُہٗ
کَلِمَۃَ التَّوْحِیْدِ وَالتَّوْبَۃِ وَالْاِنَابَۃِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی

Marfat.com

وَامتِثَالِ اَوَامِرِہٖ وَالاِجتِنَابِ عَن نَوَاھِیہٖ

مُناجات

یا خدا تائب کو مرضیات کی توفیق دے
اور رکھ ثابت قدم بھی اپنی طاعت پر اسے
ہو عطا عشق و محبت اس گدا کے واسطے

اور رکھ محفوظ شرک و معصیت سے اے خدا
اور کر اسلام و ایماں پر تو اس کا خاتمہ
اپنے مقبولانِ درگاہِ علا کے واسطے

اور خدّامِ مشائخ میں اسے محشور کر
از طفیلِ شافعِ صلّ علیٰ خیر البشر
آل و اہلِ بیتِ پاکِ مصطفیٰ کے واسطے

حصہ سوم ختم شد

Marfat.com

ضمیمہ

روداد کانفرنس جہانگیری سلسلہ منعقدہ ۲۳ فروری ۱۹۷۰ء بمطابق ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ بروز پیر بمقام مرزا کھیل شریف چاٹگام زیر صدارت حضرت سید محمد نقیب اللہ شاہ

۱۔ حضرت شاہ محمد مخصوص الرحمٰن سجادہ نشین کے فرمان عالی شان کے مطابق حضرت فخرالعارفین رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر ایک عظیم الشان کانفرنس زیر صدارت سید محمد نقیب اللہ شاہ منعقد ہوئی جس میں سلسلہ عالیہ کے اکابرین و مشائخ عظام مع مریدان باصفا نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کانفرنس میں شیخ العارفین حضرت شاہ محمد مخلص الرحمن رحمۃ اللہ علیہ اور فخرالعارفین حضرت شاہ محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات اور تعلیمات کی روشنی میں سلسلہ عالیہ کو منظم کرنے اور فروغ دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

۲۔ اس سلسلہ میں ایک مجلس منتظمہ تشکیل دی گئی جو من جملہ دیگر امور خیر کے حسب ذیل منصوبہ جات پر عمل درآمد کیلئے اپنی تجاویز اور سفارشات مرتب کرے گی۔

(۱) دارالیتامی کا قیام
(۲) مرکز بہبود معذوراں کا قیام
(۳) خیراتی ہسپتال کا قیام
(۴) ٹیکنیکل کالج کا قیام
(۵) دیگر رفاعی منصوبہ جات

۳۔ مندرجہ بالا رفاعی منصوبہ جات کی تکمیل کیلئے ضروری وسائل اور فنڈ رضاکارانہ طور پر جمع ہوں گے جس کے لیے وابستگان سلسلہ عالیہ اور مخیر

Marfat.com

حضرات کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب دی جائے گی۔

۴۔ مجلس منتظمہ ان منصوبہ جات کا تفصیلی جائزہ لے گی اور اپنی سفارشات یکم اگست ۱۹۷۰ء تک دربار عالیہ میں تحریری طور پر پیش کرے گی۔ جس میں حسب ذیل امور کو مدنظر رکھا جائے گا۔

(۱) ان کاموں کی تکمیل ایک مشن اور دینی فریضہ کے طور پر کی جائے گی۔

(۲) جہانگیری سلسلہ عالیہ میں طاری جمود کو ختم کرنے اور اسے منظم اور فعال بنانے کی امکان بھر کوشش کی جائے گی۔

(۳) ان مقاصد کے حصول کیلئے کسی قسم کی جانی و مالی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

(۴) ان منصوبوں کی تکمیل کیلئے امید افزاء اور سازگار ماحول پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔

(۵) ان منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے تمام عملی اقدامات کا جائزہ لیا جائے گا۔

(۶) ان منصوبوں کی تکمیل کیلئے ضروری ترجیحات کا تعین کیا جائے گا تاکہ ترجیحی بنیادوں پر کام شروع اور مکمل ہو سکے۔

(۷) ان منصوبوں کی تکمیل کے لیے مالی وسائل کو مستقل بنیادوں پر فراہم کرنے کا بندوبست کیا جائے گا۔

(۸) وسائل کے مطابق ان منصوبوں کے لیے مدت تکمیل کا تعین کیا جائے گا۔

(۹) منصوبہ جات کی تکمیل میں حائل عملی دشواریوں

Marfat.com

اور مسائل کا جائزہ اور ان کا مناسب تدارک کیا جائے گا۔

۴۔ کانفرنس میں ان منصوبہ جات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بحث و تمحیص کے بعد حسب ذیل مجالس کا انتخاب کیا گیا اور انہیں ذمہ داریاں تفویض کی گئیں:۔

(الف) مجلس برائے انتظامی امور۔

صدر: سید صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

(ب) مجلس برائے مالی امور

صدر: ڈاکٹر سید رحمت علی شاہ

کمیٹی کے حسب ذیل عہدہ داران و اراکین کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔

(الف) مجلس برائے انتظامی امور

	اسمائے گرامی	عہدہ جات
(۱)	سید صوفی محمد نقیب اللہ شاہ نقیب آباد تحصیل قصور ضلع لاہور	صدر
(۲)	مولانا محمد محفوظ الرحمٰن (نواب میاں) دربار شریف مرزا کھیل ضلع چاٹگام	نائب صدر
(۳)	کرنل سید عبدالحنان معرفت دربار عالیہ مرزا کھیل شریف چاٹگام	نائب صدر
(۴)	مولانا محمد عارف الحی (کمال میاں) دربار شریف مرزا کھیل ضلع چاٹگام	جنرل سیکرٹری
(۵)	صوبیدار میجر چوہدری نور محمد صاحب معرفت دربار عالیہ مرزا کھیل شریف چاٹگام	جوائنٹ سیکرٹری
(۶)	ڈاکٹر وحید الدین احمد پرنسپل چاٹگام انجینئرنگ کالج چاٹگام	ممبر
(۷)	پروفیسر ڈاکٹر سرجن غلام رسول میڈیکل کالج ڈھاکہ	ممبر
(۸)	صوفی خاکسار احمد معرفت سید صوفی محمد نقیب اللہ شاہ نقیب آباد شریف تحصیل قصور ضلع لاہور	

Marfat.com

ممبر

(۹) مدن میاں چوہدری دربار شریف مرزا کھیل چاٹگام ممبر

(۱۰) غلام قادر چوہدری دربار شریف مرزا کھیل چاٹگام ممبر

(۱۱) صوفی محمد یعقوب شاہ معرفت سید صوفی محمد نقیب اللہ شاہ نقیب آباد تحصیل قصور ضلع لاہور ممبر

(۱۲) کپتان صوفی عبدالودود معرفت دربار عالیہ مرزا کھیل شریف چاٹگام ممبر

(۱۳) صوفی احمد چوہدری معرفت دربار شریف مرزا کھیل ضلع چاٹگام ممبر

(۱۴) محترم اسلم رضا صدیقی ماہر تعمیرات ناظم آباد کراچی ممبر

(۱۵) حضرت پیر احمد میاں ہائی ہل نمبر ۱۸ نیو پنڈ خان سکھر مغربی پاکستان ممبر

(۱۶) صوفی مطیع الرحمان معرفت ممتاز پبلشنگ ہاؤس بنگلہ بازار ڈھاکہ ممبر

(۱۷) جناب مشرف حسین ممتاز پبلشنگ ہاؤس بنگلہ بازار ڈھاکہ ممبر

(ب) مجلس برائے مالی امور

(۱) ڈاکٹر سید رحمت علی شاہ پاک کالونی کراچی صدر

(۲) صوفی سید محمد نقیب اللہ شاہ نقیب آباد شریف تحصیل قصور ضلع لاہور سیکرٹری

(۳) مولانا محمد محفوظ الرحمان (نواب میاں) دربار شریف مرزا کھیل چاٹگام خزانچی

(۴) حضرت مستان علی شاہ چک نمبر ۱۴۔/۸۔ آر خانیوال ضلع ملتان ممبر

(۵) صوفی غلام محمد شاہ سیٹلائٹ ٹاؤن سید پور روڈ راولپنڈی ممبر

(۶) جناب عبدالقدوس شاہ سجادہ نشین دربار شکوریہ بستی جیون ہانہ گارڈن ٹاؤن لاہور ممبر

(۷) غلام قادر چوہدری دربار عالیہ مرزا کھیل شریف چاٹگام ممبر

بنک: حبیب بنک لمیٹڈ ہو گا

۵۔ جہانگیری سلسلہ کی اس تنظیم کے حسب ذیل نام تجویز کیے گئے جو تابع

Marfat.com

توثیق حضرت سجادہ نشین ہوں گے:

تجویز کنندہ	مجوزہ نام
حضرت مولانا محمد عارف الحی (کمال میاں)	(۱) انجمن خدام جہانگیری
حضرت صوفی مستان علی شاہ	(۲) ملت عاشقان جہانگیری
حضرت سید صوفی محمد نقیب اللہ شاہ	(۳) انجمن محبان جہانگیری
جناب میر راشد اللہ خان	(۴) سوئیر خیل
صوبیدار میجر صوفی نور محمد	(۵) ادارہ خدمت
کرنل سید عبدالحنان	(٦) انجمن خدمت جہانگیری
جناب حسن رضا	(۷) فیض عالم
جناب صوفی مطیع الرحمان	(۸) احسان جہانگیری

٦۔ ان مجالس کے تمام اراکین کو ان منصوبوں پر غور و فکر کے لئے پورا وقت دیا جاتا ہے تاکہ ان اہم کاموں کی تکمیل کے لئے خود کو پورے اعتماد، جرات، ہمت، حوصلے، کشادہ دلی اور نہایت جوش و خروش سے کمربستہ کریں۔ سلسلہ عالیہ جہانگیری کی طرف سے اس خدمت کو اپنے لئے ایک خاص اعزاز سمجھیں اور پورے دینی جذبہ اور اخلاص کے ساتھ دینی فریضہ سمجھ کر ان کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس راہ میں حائل مشکلات اور رکاوٹوں کا نہایت خندہ پیشانی سے مقابلہ کریں اور ان کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ آئندہ اجلاس یکم اگست ۱۹۷۰ء کو منعقد ہو گا جس میں ان منصوبہ جات کو جنوری/فروری ۱۹۷۱ء سے شروع کرنے کے امکانات کا جائزہ لیا جائے گا اور ضروری فیصلے ہوں گے۔ اس دوران تمام اراکین اور عہدہ داران سے درخواست ہے کہ وہ اس بارے میں دربار عالیہ مرزا کھیل شریف سے مسلسل رابطہ رکھیں اور اپنی تجاویز اور سفارشات تحریری طور پر حضرت سجادہ نشین کی خدمت عالیہ میں پیش کرتے رہیں اور آپ جناب سے راہنمائی حاصل

Marfat.com

کرتے رہیں تاکہ ان کی دعاؤں اور توجہات سے تمام مراحل بخیر و خوبی طے ہو جائیں۔ انشاء اللہ فروری ۱۹۷۱ء میں ہم سب وابستگان سلسلہ عالیہ پھر اکٹھے ہوں گے اور آئندہ کیلئے لائحہ عمل پر غور کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ان نیک مقاصد کی تکمیل میں ہماری مدد فرمائے تاکہ ہم سب وابستگان سلسلہ عالیہ حضرت شیخ العارفین شاہ محمد مخلص الرحمٰن جہانگیر عدا رضی اللہ عنہ اور حضرت فخر العارفین شاہ محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو بوسیلہ جلیلہ حضرت شاہ محمد مخصوص الرحمان سرخرو ہو سکیں اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی وافر توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

اس دعائے خیر کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

دستخط

نور محمد

جائنٹ سیکرٹری

Marfat.com

مطبوعات تصوّف فاؤنڈیشن

تعرّف

صُوفیائے کے عقائد و احوال پر قدیم ترین کتاب

مصنّف

امام ابوبکر بن ابو اسحاق محمّد بن ابراہیم بن یعقوب البخاری الکلاباذی رحمہ اللہ

(متوفی اواخر چہارم صدی ہجری)

مترجم

ڈاکٹر پیر محمّد حسن

مترجم : ابریز ، بلوغ الارب ، رسالہ قشیریہ

بسعی واہتمام

ابونجیب حاجی محمّد ارشد قریشی، بانی تصوّف فاؤنڈیشن

تصوّف فاؤنڈیشن

لائبریری ○ تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبوعات

تقسیم کار : المعارف ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

Marfat.com

مطبوعات تصوّف فاؤنڈیشن

فتوح الغیب

معارف و حقائق الٰہیہ کی الہامی دستاویز

مصنّف

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ

مترجم

سیّد محمد فاروق القادری ایم اے

تصوّف فاؤنڈیشن

لائبریری ○ تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبوعات

تقسیم کار : المعارف ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

Marfat.com

مطبوعات تصوّف فاؤنڈیشن

صد میدان

طالبانِ حق کے لیے نسخۂ کیمیا

مصنّف

شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری ہروی رحمہ اللہ تعالیٰ

مترجم

حافظ محمد افضل فقیر رحمہ اللہ

تصوّف فاؤنڈیشن

لائبریری ○ تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبوعات

تقسیم کار : المعارف ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

Marfat.com

مطبوعات تصوّف فاؤنڈیشن

آدابُ المُریدین

آٹھ صدی سے مشائخ صُوفیہ کا دستورُ العمل

مصنّف

شیخ ضیاالدّین ابُو النّجیب عبدُالقاہر سُہروردیؒ

۴۹۰ھ ـــــ ۵۶۳ھ

مترجم

محمّد عبدُالباسِط

بسعی واهتمام

ابونجیب حاجی محمّد ارشد قریشی، بانی تصوف فاؤنڈیشن

○

تصوّف فاؤنڈیشن

لائبریری ○ تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبُوعات

تقسیم کار : المعارف ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

Marfat.com

مطبوعات تصوّف فاؤنڈیشن

○

فارسی متن —— نسخۂ تہران

کشف المحجوب تصنیفِ لطیف: **شیخ علی بن عثمان ہجویریؒ**

بتصحیح و تحشیہ : علی قویم

ضخامت ۴۰۰ صفحات ، قیمت مجلد ۱۷۵ روپے

○

اُردو ترجمہ —— نسخۂ ماسکو

کشف المحجوب تصنیفِ لطیف: **شیخ علی بن عثمان ہجویریؒ**

تحقیق و ترجمہ : سیّد محمد فاروق القادری ، پیش لفظ : حکیم محمد موسیٰ امرتسری

ضخامت ۶۱۶ صفحات ، قیمت مجلد ۱۵۰ روپے

○

انگریزی ترجمہ —— نسخۂ لاہور

کشف المحجوب تصنیفِ لطیف: **شیخ علی بن عثمان ہجویریؒ**

تحقیق و ترجمہ : آر۔ اے۔ نکلسن ، پیش لفظ : حضرت شہید اللہ فریدیؒ

ضخامت ۴۷۲ صفحات ، قیمت مجلد ۱۷۵ روپے

○

(نوٹ) کشف الاسرار از حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کے اُردو تراجم فقر نامہ ۱۵/ اور بیان الاسرار ۲۵/ بھی شائع ہو چکے ہیں

○

تصوّف فاؤنڈیشن

لائبریری ○ تحقیق و تصنیف و تالیف و ترجمہ ○ مطبوعات

تقسیم کار : **المعارف ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور**

Marfat.com

مطبوعاتِ تصوّف فاؤنڈیشن

کلاسیک کُتبِ تصوّف کے مُستند اُردو تراجم

- ○ طواسین — مصنف : ابنِ حلاج رحمۃ اللہ علیہ (۲۴۴ — ۳۰۹ھ) مترجم : عتیق الرحمٰن عثمانی — قیمت مجلد ۔/۱۰۰ روپے
- ○ کتاب اللمع — مُصنف : ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ (م — ۳۷۸ھ) مترجم : سیّد اسرار بخاری — قیمت مجلد ۔/۳۰۰ روپے
- ○ تعرّف — مُصنف : امام ابوبکر کلاباذی رحمۃ اللہ علیہ (م — ۳۸۵ھ) مترجم : ڈاکٹر پیر محمّد حسن — قیمت مجلد ۔/۱۲۵ روپے
- ○ کشف المحجوب — مُصنف : سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (۴۰۰ — ۴۶۵ھ) مترجم : سیّد محمّد فاروق القادری — قیمت مجلد ۔/۱۵۰ روپے
- ○ صَد میدان — مُصنف : خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ (۳۹۶ — ۴۸۱ھ) مترجم : حافظ محمّد افضل فقیر — قیمت مجلد ۔/۱۰۰ روپے
- ○ فتوح الغیب — مُصنف : غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (۴۷۰ — ۵۶۲ھ) مترجم : سیّد محمّد فاروق القادری — قیمت مجلد ۔/۷۵ روپے
- ○ آداب المریدین — مُصنف : ضیاء الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (۴۹۰ — ۵۶۳ھ) مترجم : محمّد عبدالباسط — قیمت مجلد ۔/۷۵ روپے
- ○ فتوحاتِ مکیّہ — مُصنف : شیخ اکبر ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ (۵۶۰ — ۶۳۸ھ) مترجم : مولوی محمّد فضل خاں — قیمت مجلد ۔/۳۰۰ روپے
- ○ فصوص الحکم — مُصنف : شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (۵۶۰ — ۶۳۸ھ) مترجم : برکت اللہ فرنگی محلی — قیمت مجلد ۔/۱۵۰ روپے
- ○ الاوراد — مُصنف : بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ (۵۶۶ — ۶۶۱ھ) مترجم : ڈاکٹر محمّد میاں صدیقی — قیمت مجلد ۔/۱۰۰ روپے
- ○ لوائح — مُصنف : مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ (۸۱۷ — ۸۹۸ھ) مترجم : سیّد فیض الحسن فیضی — قیمت مجلد ۔/۶۰ روپے
- ○ انفاس العارفین — مُصنف : شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۱۴ — ۱۱۷۶ھ) مترجم : سیّد محمّد فاروق القادری — قیمت مجلد ۔/۱۵۰ روپے
- ○ الطاف القدس — مُصنف : شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۱۴ — ۱۱۷۶ھ) مترجم : سیّد محمّد فاروق القادری — قیمت مجلد ۔/۷۵ روپے
- ○ سہ رسائل تصوّف — مُصنف : شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۱۴ — ۱۱۷۶ھ) مترجم : سیّد محمّد فاروق القادری — قیمت مجلد ۔/۱۲۵ روپے
- ○ مرآت العاشقین — مُصنف : سیّد محمّد سعید (۱۲۵۱ — ۱۳۲۱ھ) مترجم : غلام نظام الدین — قیمت مجلد ۔/۱۲۵ روپے

ناشر : تصوّف فاؤنڈیشن ○ ۳۴۹ ۔ اے ، این ۔ سمن آباد ○ لاہور
واحد تقسیم کار : المعارف ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور ۔ پاکستان

تصوّف فاؤنڈیشن کی تمام کتابیں صُوری و مَعنوی محاسن کا شاہکار ہیں

Marfat.com